

سلسلہ اشعار اسلام نمبر ۱

اقصا مغرب

یعنی

تایخ افریقہ

جس میں

انجائز کے آخری تین سو برس کے تاریحانہ واقعات پر بر بنی نالگوں کی تسلیت
خانان ماربرو کپتان عوج افریقہ الدین کے تعضیلی کارنامے ترکہ کی بغیر قنار
اور بکیر روم کی صد سالہ حکومت عربی ترکی انگریزی تاریخوں کا سبب اور اس کے

جلاد وطن مسلمانوں کے حالات اہل فضل میں ہیں

مؤلف مولوی حامد علی صاحب بدقی سہارن پوری تہذیبیہ سوسائٹی لاہور

وزیر اچاریز میں محسن اہل سہارن پوری تہذیبیہ سوسائٹی لاہور

صاحب سہارن پوری تہذیبیہ سوسائٹی لاہور

۱۹۶۹ء

تہلیہ

بنام نامی

شمس الملووی سید علی رضا
بلگرامی معتمد امور عامہ و معدنیات
حضور فیض گنج رظام دکن خلد اللہ لکھ
بعد عجب مسکینہ *

خادم قوم حامد علی صدیقی سہارنپوری

کتابت فیروز خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

دیباچہ میں مجھے جو کچھ لکھنا تھا وہ مقدمہ میں مفصل درج ہے

خلاصہ داستان یہ ہے کہ اقصا مغرب (ملک بربر) کو عربوں نے سب سے اول ۶۹۲ء میں بسرگزنی جزیرہ عقبہ فتح کیا اور انیسویں صدی کے آغاز تک اس پر حکومت کی۔ اس کم و بیش بارہ سو برس کے زمانہ کو میں نے دو حصوں تقسیم کر دیا ہے۔ دور ترقی اور دور تزلزل۔ پہلا حصہ ساتویں صدی کے اخیر سے شروع ہو کر پندرہویں کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں ابتدائے اموی اور عباسی خلفاء کے بھیجے ہوئے گورنروں نے حکومت کی۔ پھر بنو ادریس۔ بنو اغلب یا اغلب۔ بنو فاطمہ۔ بنو زیری۔ بنو حماد۔ سرالطین۔ موحیدین اور اخیر بنو حفص۔ بنو زیان۔ بنو مرین۔ سکراں رہے۔ اس آٹھ سو برس کے زمانہ کو میں نے فی الجملہ عروج کا زمانہ قرار دیا ہے۔ دوسرا حصہ سولھویں صدی کے عشرہ اول سے شروع ہو کر انیسویں کے ربع اول پر ختم ہوتا ہے اس میں اول باربروسہ نامی ایک لوالعزم خاندان ملک پرتغابض یا پھر پوسلم یورپین تسلط ہے پھر قسطنطنیہ سے گورنر منتخب ہو کر آنے لگے۔ اخیر پر بحری غارتگروں اور ٹھکے اندازوں کا دور دورہ رہا۔ اس ۳۲۵ برس کے زمانہ کو دور تزلزل سمجھو۔ انیسویں صدی کے ربع دوم میں بول یورپ کا غاصبانہ ہاتھ اقصا مغرب کی عنان حکومت کیلئے نمایاں طور پر بڑھنا شروع ہو گیا۔ تنگ کر ۱۸۳۰ء میں الجزائر کی اور ۱۸۳۰ء میں تونس کی گورنمنٹ۔ فرانسیسی گورنمنٹ میں غم ہو کر بے نام نشان ہو گئی۔ بربر کی قدیم خود سر ریاستوں میں صرف ایک مراکش بڑھتی رہی باقی ہے سواب یہ

بھی چلغ سحری ہے۔ اسکے بوسیدہ ایوان حکومت میں بھی خرابی۔ نئے پولیسنگزنگ دی ہیں۔ بنیادیں ہل گئی ہیں اور ستریز سلطنت مرکز نقل سے ہر ہٹ چکا ہے۔

اقصائے مغرب کی تاریخ جو ہونے کی حیثیت سے یہ دوسرا حصہ ہے۔ کیونکہ اس میں صرف تزل کی تعمیر دکھائی ہے اور گوسٹھویں صدی کے واقعات میں اکثر عروج کی جھلک بھی دکھائی دیکھتی ہے لیکن اسکو ایک مٹاتے ہوئے چراغ کا سلجھا لاسجھو۔ اصلی عروج و ترقی کے تفصیلی کوائف دیکھنا ہوں تو حصہ اول کا انتظار کرنا چاہئے۔ مناسب تو یہ تھا کہ عروج کے بعد زوال دکھاتے لیکن چند وجوہ سے یہ ممکن نہوا۔ ان میں سب سے بڑی وجہ تو یہی ہوئی کہ دور ترقی کے متعلق عربی اور انگریزی تاریخیں دستیاب نہوئیں اور اگر ہوں تو مستعار اور براے چندے۔ حالانکہ اسلام کی سرگزشت اس درجہ دلچسپ۔ و لولہ انگیز اور شلخ درشلخ ہے کہ معمولی کمائیوں کی طرح بحث پٹ کہ ڈالنے سے ختم نہیں ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سنسنے والے اور کسنے والے دونوں کو محو بخود بنا دیتی ہے۔ پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ چند کتابوں پر سرسری نظر ڈالکر اور آنے بے ترتیب واقعات نیکر انسان اپنی مرحوم عظمت کا مرثیہ آپ ہی انا پناپ گھر لے اور آپ ہی سناوے۔ یہ تو کچھ مؤرخین یورپ ہی کا حصہ ہے کہ غیر قوم کی تاریخوں کو اس طرح دیکھ جاتے ہیں جس طرح ایک آہوے صیا دودیدہ کسی پھلے پھولے اور کس میدان کو طے کر جاتا ہے اور پھر اخیر پر ایک من گھڑت کہانی سنا دیتے ہیں۔

اس بے ترتیبی کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ سولھویں صدی کے عشرہ اول میں ایک

طرف تو انڈس میں مسلمانوں کی حکومت کا دفتر ختم ہوا اور دوسری طرف اقصائے مغرب
میں ایک نیا دور حکومت شروع ہوا یعنی انڈس سے جلاوطن ہو کر لاکھوں مسلمان سو محل
بربر پر آباد ہو گئے اور سپین کے جہانوں اور شہروں پر انتقاماً غارتگریاں کرنے لگے۔
غیر پرچاندان باربر و سبھی انہی کے اگسے سے ملک میں سر بلند ہوا چنانچہ اس کتاب کے
ابتدائی حصے میں جلاوطن انڈیسیوں کے اکثر حالات مابعد خود بخود سلسلہ بیان میں آگئے ہیں جس
اقصائے مغرب بیشتر انڈس کا تمہہ بن گیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہونی کہ سوٹھویں صدی سے انیسویں تک یورپ۔ افریقہ اور امریکہ۔
چینوں براعظموں میں بحری غارتگری اور بردہ فروشی کی بڑی کثرت رہی۔ اخیر میں بربر کے مسلم
یورپین فرمانرواؤں کے دستِ ظلم سے بحیرہ روم نہایت بدنام ہو گیا۔ اگرچہ حقیقت یہ کہ
ایک شعبہ لوٹ مار بھی ہے۔ انسان کی بہت پرانی خصلت ہے اور بر و بھری تقریباً یکساں طور
پر پائی جاتی ہے لیکن باوجود اس زمانہ کے یورپین مورتوں نے بحری غارتگری اور بردہ فروشی کو
بربر کی خاصیتوں میں دخل کر دیا ہے۔ ہمارے دوستوں کا خیال ہے کہ اگر بربریں اُٹھیں نہ تو
ترک مسطوطینہ پر قابض ہو کر بربری ریاستوں سے ششہ موت قائم نہ کرتے تو یہ غلطی ہی سمجھنی ہوتا۔
اس سے ہکو ضرورت ہوئی کہ اول اقصائے مغرب کے آخری تین سو برس کی تاریخ پر ایک متفقانہ نظر ڈالیں
اور اوقاتِ قلمبند کرنے کے ساتھ اس بات کا لحاظ بھی کریں کہ قرنِ وسطی کے غارتگری و غلبہ کی
غارتگری کے ابتدائی اسباب کیا تھے غیر قوم کے افراد اور غیر مذہب کے پردہ کو کون کون کیوں پکار کر غلام بنائے تھے
اسی سلسلہ میں ترکوں اور بربریوں کے بحری اقتدار اور دول پورچ کے حاسدہ اچھلوں کے

کوائف بھی آگئے ہیں۔ اسطرح خاندان بابر و سہ کے ایک جلیل القدر رکن کپتان پاشا خیل الدین کے کارنامے بھی منج ہو گئے ہیں۔ یہ شخص بلا سبالغہ قرن وسطے کا بیولین تھا۔

تاریخانہ شہادتیں لینے میں بیٹے جہاننگ ہو سکا تنگ چننی نہیں کی اور بطرح عربی اور ترکی مصنفوں سے مدد لی اسطرح اپنے عنایت فرمایا اور پیرین مؤرخوں کا بھی احسان اٹھایا چنانچہ اخیر پان کتابوں کی ایک مفصل فہرست لکھ دی ہے۔

اقصائے مغرب کی ترتیب میں بیٹے اس بات کی کوشش بھی کی ہے کہ اہل یورپ کے جدید طرز تاریخ نویسی کو اردو میں منتقل کروں اور اگرچہ مجھے اعتراف ہے کہ اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی لیکن ساتھ ہی اسکے اس بات کا دعویٰ بھی ہے کہ اگر وہ کی الطبع ناظرین اس کتاب کو غائر نظر سے مطالعہ کریں گے تو اخیر پرچہ اثر اٹکے دل پر پیدا ہوگا وہ کی طبع اہل بربر کے خلاف نہوگا۔ یہی وہ جادو ہے جسکو اہل یورپ "انیسویں صدی کا فن تاریخ نویسی" کہتے ہیں۔

اخیر میں مسٹر سٹائل لین پول کا غائبانہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی کتاب بابرری کو سریر (خارنگران بربر) سے مجھے بہت ہی مدد ملی ہے۔

ذیل کی کتابوں سے اس کتاب کی ترتیب میں مدد ملی گئی ہے

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	مصنف کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نام مصنف
۱	بابرری کو سریر	انگریزی	لین پول	۵	مولائے حسن کی وفات	انگریزی	بریتھویٹ
۲	اخبار اثر کی مکمل تاریخ	"	مارگن	۶	سلطنت مراکوس انقلاب	"	"
۳	سیکیج اوکسٹنڈم	"	سر آرمیل پلے فئر	۷	سفرنامہ سلطان بوطہ	عربی	"
۴	تاریخ ٹیمونس	"	براڈے	۸	الادریسی	"	"
				۹	ابن خلدون	"	"

نمبر ۱ کی کتاب میں ان کتابوں کا حوالہ بھی دیا گیا ہے اور مجھے بھی ان کتابوں کا پتا اسی کتاب سے معلوم ہوا ہے۔

اقصائے مغرب

یعنی
تاریخِ افیقہ

مقدمہ

بر عظمیٰ افریقہ کا
طبعی حالت

اگر تم امریکہ اور افریقہ کے نقشوں پر سرسری نظر ڈالو تو معلوم ہو گا کہ دونوں کی ہیئت کذا فی میں کچھ اسطرح کی مشابہت ہو کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے جبراقیہ نا آشنا آنکھ یک بیک اندازہ نہیں کر سکتی کہ ان میں سے کس پر عظمیٰ کو کلبس کی سرپرستی پر ناز ہو اور کس کو جنرل عقبہ کی تولیت پر فخر ہے۔ گویا استعاضل نے دو برابر کی سرزمینوں کو ایک ہی سانچے میں ڈھال کر ایک کو کراس (صلیب) کیلئے وقف کر دیا تھا اور

۱۵ نئی دنیا یا امریکہ کا دریافت کرنے والا کلبس خیال کیا جاتا ہے۔ اسے برسرِ پستی ملکہ ازابلہ اور شاہ فرڈینیئنڈ فرمانروایان اسپین ۱۴۹۲ء میں یہ سرزمین دریافت کی تھی۔

۱۶ افریقہ کو اول ہی اول جنرل عقبہ نے بہ عدا انوی خلفائے دمشق بہ سرداری دس ہزار عرب ۶۹۲ء میں فتح کیا۔

۱۷ سچی سلطنتوں کا مذہبی نشان۔ شاید حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کی یادگار میں ہے۔

دوسرے کو کرینٹ (ہلال) کے لئے۔ اگر دونوں امانتیں ایک ساتھ سپرد کیجاتیں یعنی جو قوت مسلمان افریقہ پر تسلط ہوئے تھے اُسکے ساتھ ہی سیسی سرزمین امریکہ پر قابض ہوئے تو کچھ شک نہیں کہ جو ذہنی فرق آج ہم ان دونوں براعظموں میں دیکھ رہے ہیں ہرگز نہ دیکھے کیونکہ جہانی اور ذہنی دونوں قوتیں قدرت کا انعام ہیں اور ہر قوم اور ہر ملک کو یکساں طور سے عطا کیجاتی ہیں۔ پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ یکساں قوتیں ہر طرف یکساں نتائج پیدا کرتیں مگر سرکش اور خود ہیں انسان کے دل پر اپنے جلال و جبروت کا سکہ جانے کے لئے مشیت ایزدی یہ ہوئی اور مصلحت بھی قوموں کی ترقی و ترقل یہی تھی کہ قوموں کی عظمت میں تقدیم و تاخیر ملحوظ رہے اور معتبتاً مسلمانوں کا ادبار مسیحوں کا اقبال ہوتا کہ زمانہ کی ترقی اخیر تک جاری رہے اور یہ قدرت کا بار امانت یعنی قدرت کے مخفی و فیئوں کی تحقیق جو ابتدائے آفرینش سے قوموں کے دوش بدوش ترقی کرتا چلا آتا ہے ائمہ بھی یونہی چلا جانے یہاں تک کہ فطر کے تمام راز سر بہتہ فاش ہو جائیں اور ساتھ ہی یہ

۱۰ علاء الدین سلجوقی کے جھنڈے پر ہلال کی شکل بنی ہوئی تھی۔ اور چونکہ آرتغرل عثمان عظیم کا باپ علاء الدین کا نائب تھا اس لئے اُس نے بھی یہ نشان اختیار کر لیا تھا جو صدیوں تک مغربی قوموں کے لئے تصویر مرگ بنا رہا۔ یہ مسلمان حملہ آورین کی علامت تھی اور فاتحانہ عثمانیہ کا پسندیدہ لوا۔ دیکھو تاریخ ایڈورڈ کرسی صفحہ ۴۰۔ اب ہلال ایک تاریخی اصطلاح ہے جس سے ہمیشہ دولت عثمانیہ اور کبھی کبھی عام اسلامی قوت مراد ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نشان عجز و شق القمر کی یادگار ہو۔

تمام کا رخاۂ عالم درہم و برہم ہو جائے۔

چنانچہ جو وقت گلہبس ایک نئے دوشاہوار کی تلاش میں بحر ظلمات کو کھنگال رہا تھا اُس وقت مسلمان اُنڈلس کے میدانوں میں با عظمت سے بکدوش ہو رہے تھے۔ اگرچہ اسپین کے تنگ چشم زایدان خٹکے نے مسلمانوں کے علوم کی کچھ بھی قدر نہ کی مگر یورپ کی اوالاعزم قومیں مثلاً فرانسیسی بڑے ذوق شوق سے اس خدائی امانت کو لے آئیں۔ با اینہم اس زمانہ کے مورخ اکثر عرب کی شاگردی سے الگ کر دیتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ اقراریں اُنکو مسلمانوں کا احسان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ مسلمان بڑے فخر سے یونانیوں کی شاگردی اور ہندیوں کی امداد کے معترف ہیں۔ دیونانی مصریوں کی خوشہ چینی کے مقرر یہ کوئی بلند حوصلگی نہیں کہ قوموں کی علمی احسان فرمائی اور شکریہ گزاری

مذہبیں یورپ
کی کڑ

۱۱ بحر ظلمات یا سجد دیا نوس (اٹلانٹک سی) اُس وسیع قطعہ آب کو کہتے ہیں جو نی اور
چرائی دنیا کے درمیان واقع ہے۔

۱۲ دیکھو تاریخ اُنڈلس باب ۱۳ و ۱۴ جس سے معلوم ہو گا کہ گورنٹ اسپین نے کس قدر ظلم سے
مسلمانوں کے تمام علمی ذخیرے جلا کر خاک کر دیے۔

۱۳ فرانس کی تاریخ علم ادب (لٹری ہسٹری) میں صاف لکھا ہے کہ پیرس میں عرصہ دراز تک علمی
کالج جاری رہا۔ اور لایق نوجوانوں نے عربی سے ترجمے کئے۔ چنانچہ بعض فرانسیسی مورخ تسلیم کرتے
ہیں کہ قطربہ اور شبلیہ کے کتب خانے ہیں نہ ان کے کتب خانہ پیرس کا جزو نہیں سمجھیں و اٹھلک انگلستان میں
فرقہ پر دشمن کا بانی۔ ابن رشد قرطبی اندلس کی تصانیف سے فائدہ اٹھانے کا اعتراف کرتا ہے۔ اسپرٹ
آف اسلام (روح الاسلام) مصنفہ آئریل مولوی سید امیر علی صاحب بالقابہ۔

۱۴ دیکھو المامون مرتبہ پروفیسر محمد شبلی نعمانی۔

کی بحث پر اسقدر سخن پروری کریں کہ امر صریح سے بھی قطعی انکار کر دیں حالانکہ دنیا کی تاریخ صاف بتلا رہی ہے کہ یہ صرف زمانہ ہے جو اپنی ترقی کے لئے ہر قرن میں کسی ایک قوم کو بطور مرکب منتخب کر لیتا ہے۔ اقوام دنیا قرون سے شہسوار زمانہ کی ران تلے اسی طرح چلی آتی ہیں اور آئندہ چلی جائیگی۔

الغرض پندرہویں صدی کے ساتھ یورپ میں مسلمانوں کی غفلت کا پہلا دفتر ختم ہو گیا۔ ادھر یورپ نے اپنی قومی کتاب گدیسا پڑھ کر شروع کیا۔ اور اس وقت جبکہ انیسویں صدی قریب الختم ہے اگر کوئی دانشمند یورپ اور امریکہ کے موجودہ مباحث ترقی کا مقابلہ کرے تو بجز اس کے اور کچھ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ زمانہ کا گوشہ چشم اب یورپ سے امریکہ کی طرف پھرتا جاتا ہو۔ عفریب۔ شاید اس سے بھی پیشتر کہ بیسویں صدی چند قدم بڑھے مرکب زمانہ بننے کا قریعہ اہل امریکہ کے نام پر نکلیگا۔ کیا اس وقت امریکہ کو یورپ کی شاگردی سے انکار کرنا زیبا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یورپ کو عرب کی خوشہ چینی سے انکار

اس کا ثبوت خود اہل امریکہ کی پالیسی ہے۔ تم نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ امریکن پیراچھوٹے سے چھوٹے جزیرہ پر محض ملک گیری اور ملکہ داری کی ہوس کی بنا پر حملہ آور ہوا ہو۔ قوموں کو آزادی جیسے قدرتی حقوق سے محروم کرنا۔ گشت و خون سے سخت حکومت حاصل کر کے اسکو بوز و شمشیر محفوظ رکھنے کی تکلیف اٹھانا امریکہ کے قومی قانون کے خلاف ہو۔ اس کا خیال ہے کہ کسی کام اقبال۔ دولت۔ جاہ و جہت ملک گیری پر منحصر نہیں بلکہ صرف اس پر کہ تو اسے ذہنیہ۔ قدرتی و فنیوں کی تحقیق میں صرف کریں۔ اور نظام آسایش کی تکمیل کریں۔

کرنا سعادتمندی نہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اس مہول خیال کی بنیاد پر جب اہل یورپ کسی ایسے ملک کی موجودہ سوشل یا پولیٹیکل حالت پر قلم اٹھاتے ہیں جو کبھی عربی فیضان سے بہرہ مند تھا تو اُسکو پر عریب اور پرقص ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔ اور یہ امر شاید مصلحتاً قلم انداز کر دیتے ہیں کہ قرون گذشتہ میں ترقی زمانہ کا ذریعہ بنکر وہ اپنا فرض ادا کر چکا ہو مثلاً جب کوئی سیاح افریقہ سے سیر کر کے واپس جاتا ہے اور سفر نامہ مرتب کرتا ہے تو ضرور ہے کہ خواہی سخو ہی یہ خیال ظاہر کرے کہ باوجودیکہ افریقہ ایک پرانا براعظم ہے اور عربی حکومت مستفیض ہو چکا ہے مگر پھر بھی وہ اس قدر وحشی ہے اور امریکہ جسکو دریافت ہوئے فیض چار صدیاں گزری ہیں نہایت شائستہ اور منہذب۔

سرسری نظر سے امریکہ اور افریقہ کو ہنشل معلوم ہوتے ہیں لیکن ذرا متبص نظر سے دیکھو تو اول الذکر کے متن پر سیاہ گول بندیاں لمبے پٹھے خط۔ سیاہ بل اکھاتے ہوئے سلسلے بڑے اور چھوٹے اس کثرت و کھلائی دینگے کہ بل دھرنے کو

۱۔ جن دنوں افریقہ میں عربی حکومت اوج پر تھی تو مقناہ۔ جبل ماسہ۔ طہرات۔ طلسان۔ قیروان۔ تاہرو۔ مراکوٹ۔ بڑے کوثر علوم جہاں یورپ کے سینکڑوں طلاب ہر قسم کے علوم میں درس لیتے تھے خصوصاً سبوط۔ تجیر۔ افریقہ کی تعلیم گاہیں۔ شہیدلیہ۔ قرطبہ اور غرناطہ کے گاہجوں کی ہم پلہ تھیں۔ ان کے ایک نامی اور بہت بڑا سفر نامہ لکھنے کے آخری دن فیض ہی میں گذارے اور ۳۵۵ھ میں ہمیں مر گیا۔ اس طرح علامہ ابن طفیل افسوس جو اشرافین میں سے تھا اور فلسفہ۔ ریاضی۔ ہیئت و ہندسہ اور طب میں کینائے روزگار تھا آخری عمر پر ہمیں ہر کر کے حصہ نہیں مرا کہیں جاں بحق ہوا۔ ان تعلیم گاہوں اور علاموں کے تفعیلی حالات سلسلہ فیض اسلام میں جسے تاریخ ہند

جگہ نہیں۔ اسکے خلاف افریقہ خصوصاً اسکا بالائی حصہ بالکل تو نہیں مگر بہت کچھ خالی
 اوزنشل کھد دست صاف ہے۔ البتہ متن کے کنارے کنارے ہر سہ اطراف
 پر دریاؤں اور شہروں کے علامات دکھلائی دیتے ہیں۔ گویا ایک سفید کپڑے کے
 گرد سیاہ چھپی ہوئی سنجاف لگی ہے۔ یہ کھنست میدان ہی وہ صحرائے اعظم ہے جو
 سیکڑوں کو سب تک دامن تمنا کی طرح پھیلتا چلا گیا ہے اور جہیں مدبصر تک ریت کے
 ٹیلوں۔ سراب یا ریگ رواں کے سوا نہ پانی کا قطرہ دکھلائی دیتا ہے نہ درخت کا پتہ۔
 یہی وہ دشت کربلا ہے جہیں سیکڑوں یورپین علمی تحقیقات کا احرام باندھ کر جاتے
 ہیں اور صحت یا جان نذر کر دیتے ہیں۔ صحرائے اعظم قدرتی طور سے کئی حصوں میں
 منقسم ہے مثلاً سودان۔ لیبیا۔ فیضان وغیرہ۔ انہیں پہلا وہ مقام ہے جسکے حالات
 ایک عصہ دراز سے ہمارے ہندوستان کے اخبارات کا مرکز بحث چلے آتے ہیں اور
 جسکا نتیجہ ابھی تک بحر اس کے کچھ نہیں کہ مذہب قوموں کو وحشی قوموں کے منہ نہ آنا چاہئے۔
 صحرائے اعظم کے عین شمال میں۔ ساحل بر اعظم کے برابر شرقاً و غرباً وہ سرزمین
 واقع ہے جو باربری سٹیمس یا ریاستہائے بربریہ کہلاتی ہے یعنی ٹریپولی۔ ٹیونس۔ الجزائر
 مراکو۔ متحدین اسکو ایفریقا لکھتے ہیں۔ جسطرح اس سرزمین کے جنوب مغرب۔
 اور کسی قدر مشرقی حد پر ریگ رواں کا بحر ذخار موجیں مارتا ہے۔ اسی طرح شمال میں
 بحرہ روم کا نیلگوں پانی۔ ایک طرف آبنائے سسلی۔ اور دوسری طرف آبنائے
 بحر الرستے گذر کر اور لہر لہر کر اُسکے سنگلاخ ساحل سے سر ٹکراتا ہے۔

گویا بربرکا ایک شمالی کنارہ موسومہ راس بونا۔ جزیرہ سسلی سے ملنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دوسرا کنارہ موسومہ قلعہ سیوطہ جبرالٹر سے ملنے کو بڑھتا ہے مگر ہر طرف آبنائیں سدراہ ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ان دو متضاد عناصر کے سمندروں نے شمالاً جنوباً ایک دوسرے کے محاذی واقع ہو کر بربر کو ایک ایسا جزیرہ بنا دیا ہے جسکی دنیا بھر میں نظیر نہیں۔ شکل میں یہ کچھ کچھ تونس دائرہ یا ہلال سے ملتا ہے جسکے سرے غرب کی طرف راس جنوبی اور شرق کی طرف ساحل ٹریپولی کا ایک گوشہ سمجھو۔ ہمنے تو یہ خیال استعارتا ہی ظاہر کیا ہے یورپ کے جغرافیہ دانوں کو دیکھو کہ وہ ب کس قدر سنجیدگی سے متفق الراضے ہیں کہ چونکہ بربر کی آب و ہوا یورپ کی آب و ہوا بالکل مطابق ہے اسلئے غالب گمان ہے کہ یہ خطہ کسی زمانہ میں یورپین جزیرہ ہوگا۔ جسکو مغرب جنوب۔ اور مشرق کی طرف سے ایک عظیم قطعہ آب بطور اندرونی بحیرہ گھیرے تھا۔ اور شمال میں ایک چھوٹی سی جھیل ملحقہ یورپ واقع تھی۔ مگر تو انین جیا لوچی کے عمل سے وہ بحیرہ رفتہ رفتہ خشک ہو کر صحرائے اعظم سے اور وہ جھیل بڑھتے بڑھتے بحیرہ روم سے بدل ہو گئے۔ یا یوں کہو کہ بحیرہ روم کی مغربی طاس سے اور لطف یہ کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے مشہور بحیرہ کارا بخیز زور و شور سے بیشنگونی کر رہے ہیں کہ صحرائے اعظم پھر اسی طرح رفتہ رفتہ بحیرہ آب ہو جائیگا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ سزین

۱۷ وہ علم جہیں کرۂ زمین کے اندرونی و بیرونی حصص اور انکی جمافی خلقت۔ تفسیر۔ انقلاب۔ ترقی و تنزل سے بحث کی گئی ہے۔

۱۸ دیکھو یونیورسل جیوگرافی (جغرافیہ گیتی) مصنفہ ریکلس فریسی۔ باب ۱۱ ترجمہ انگریزی۔

بربر اگر جزیرہ نہیں تو جزیرہ نما ضرور تھا۔ جو شمال میں ایک طرف جزیرہ سلی سے اور
 دوسری طرف ملک اسپین سے بذریعہ خاکنا سے وصل تھا۔ اس طرح پرکہ سلسلہ اطلس
 مغرب کی طرف کو بہستان الپکیزا سے۔ اور مشرق کی طرف کوہ آٹنا سے ملتا تھا لیکن
 جیسا کہ جغرافیہ دان دلیل دیتے ہیں۔ یہ دونوں کو بہستانی خاکنائیں فی الواقع جبالوچی کے
 عمل سے غرقاب ہو گئیں۔ اور بحیرہ آب واقع جنوب خشک ہو کر بحیرہ ریگسے بد گئی۔
 یوں تو وہ تمام وسیع قطعہ آب جو پورٹ سعید سے شروع ہو کر بحیرہ رچم ہو جاتا ہے
 بحیرہ روم ہی کہلاتا ہے۔ مگر آسانی کے لئے جغرافیہ دانوں نے اسکو کئی حصوں میں
 منقسم کر لیا ہے۔ مثلاً بحیرہ شام (لیوانٹ) مجمع البحرین (ایونان) (آر کے سیلو)۔ اکثر
 آبنائیں خلیجیں وغیرہ۔ اس طرح وہ حصہ جو ملک بربر خصوصاً صوبہ ٹریپولی کے
 شمالی کنارہ کو مقابل کی سرزمین یورپ سے جدا کرتا ہے۔ خلیج سدرہ کہلاتا ہے۔ بربر کا
 بحیرہ روم ہمیں سے شروع ہوتا ہے۔ سو پھویں صدی میں اگر کوئی شوقین سیاح ایک
 چھوٹی سی کشتی میں خلیج سدرہ سے چلتا۔ اور مغرب کی طرف ساحل کے ساتھ ساتھ سفر
 کرتا تو اسکو عجیب غریب حالات دکھائی دیتے۔ اگرچہ اس زمانہ میں بل بربر بحری غارتگری
 میں اپنے یورپین ہمسایوں کے نوآموز شاگرد تھے۔ لیکن ساحل ملک اس ناموزون پیشہ

۱۱ اطلس یا اٹلس ملک بربر کا پہاڑ جو شمال میں ساحل کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔

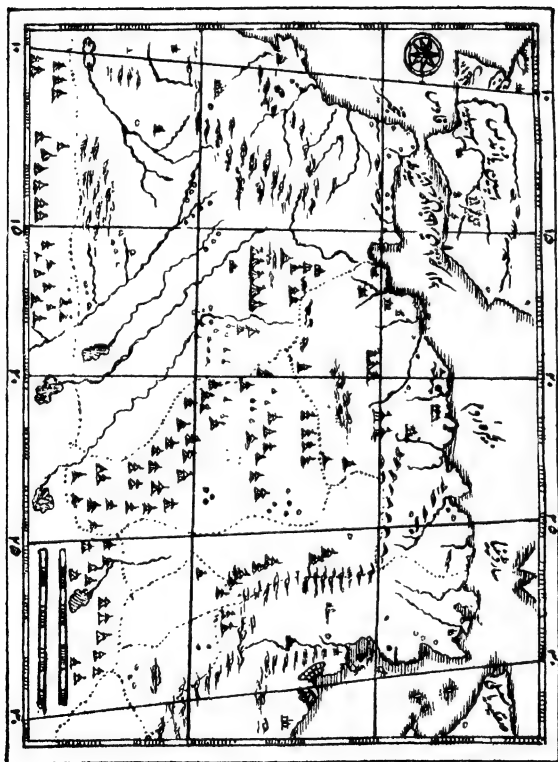
۱۲ اس کے ایک طرف ساپرس۔ روڈس۔ کینڈیا۔ جزائر یونان۔ مالٹا۔ سلی۔ سارڈینیا۔ کورسکا۔ فرمنڈز۔

۱۳ بایرک۔ منورکا۔ مجورکا وغیرہ جزیرے ہیں۔ اور جزیرہ نما اسپین ہے۔ اور دوسری طرف کچھ حصہ مصر اور جبال

یاستہان

بربر

مغرب



شرق

کے لئے کچھ ایسا موزوں تھا کہ یورپ کو بہت جلد ضمناً تسلیم کر لینا پڑا کہ۔ کس نیا نجات
 علم تیرا زمن ۶ کہ مرا عاقبت نشانہ نکر دو ۶ نقشہ سے ظاہر ہے کہ اس خلیج سے لیکر
 شمالی بحر اوقیانوس تک۔ تمام ساحل پر قدرتی بندرگاہوں کا ایک ایسا سلسلہ چلا
 گیا ہے جو سیلی تک کہیں منقطع نہیں ہوتا۔ ان میں اکثر کوہستان طلس کی سنگلاخ
 چٹانوں کو پشت پر لیکر اس قدر مستحکم اور دشوار گزار ہو گئے ہیں کہ ایک معمولی تلج جس کو
 ساحل کی تنگ اور پوشیدہ کمینگا ہوں سے کچھ بھی واقفیت ہو۔ پورے جنگی بیڑے
 کے تعاقب سے تنہا چل سکتا ہے۔ اور سوٹھویں صدی میں تمام ساحل پر کمینگوئی
 ایسی وسیع اور کشادہ بندرگاہ نہ تھی جس میں کوئی جنگی جہاز بحالت تعاقب سما سکتا
 بلکہ برخلاف ہر طرف چھوٹے چھوٹے گھاٹ۔ چاکل اسن کی طرح نہایت تنگ اور
 لمبے۔ خشکی میں دور تک کھلے تھے یا اگر کشادہ تھے تو عمیق نہایت کم تھے۔ یا چھوٹی چھوٹی
 پہاڑی گھاٹیاں جن میں ایک معمولی کشتی بناہ گزیر ہو سکتی تھی چنانچہ سب سے پہلی بندرگاہ جو
 خلیج سدرہ کے سیاح کو پیش آتی وہ ٹریپولی یا طرابلس ہے اس کے بعد جزیرہ جرینہ جو اسی خلیج
 میں واقع ہے۔ اس کی پشت پر ایک بہت بڑا اور وسیع قطعہ آب بطور اندرونی بحیرہ واقع
 ہے۔ جسکی حفاظت کے لئے ہر طرف مستحکم جنگی قلعے بنے تھے۔ اور چونکہ پانی میں ہر قوت

ساحل افریقہ کی
 طبعی حالت

طرابلس۔ جرینہ

۱۵ شہر طرابلس کے منظر۔ موقع۔ عام حالت فضارت و ترونارگی اور عمارات کے لئے دیکھو سفرنامہ
 حکیم ناصر خسرو مرتبہ مولانا حالی صفحہ ۴۴ و ۴۵۔
 ۱۶ قدیم تاریخی فسانوں میں جرینہ کے باشندوں کو لوٹس ایثر یعنی نیلوفر خواں لکھا ہے جس سے
 اس شہر کے حاشیہ کی قدرتی فضارت و سرسبزی کا اظہار منظور ہے۔

طوفان برابر ہاتھا تھا۔ اس لئے تجارتی جہاز تو ایک طرف اسپین کے جنگی بھی اسکو حوام
 باد گرد سمجھتے تھے۔ اور دوسری سے تعاقب سے دست بردار ہو جاتے تھے۔ جبرہ سے آگے
 بڑھ کر مغرب کی طرف شہر مدیہ واقع ہے جس کو متفرق بین افریقہ کہتے تھے۔ یہ کبھی
 بنو فاطمیہ کا دارالخلافہ تھا۔ اس کے قریب ایک بندر گاہ کے کھنڈر اور قرن وسطے
 کی قطع وضع کا ایک جنگی قلعہ ابھی تک دکھائی دیتے ہیں۔ اور آگے چل کر شہر ٹیونس
 واقع ہے جو صوفیہ ٹیونس کا دارالخلافہ ہے۔ یہ وہی قدیم شہرک مقام ہے جہاں مسلمانوں
 نے خلیفہ عبد الملک کے ظل حمایت میں جازرانی کی اسجد سیکھی تھی۔ اور سب سے پہلی
 بندر گاہ اور میگزین بنایا تھا۔ قطع نظر اس کے ساحل پر پر اول درجہ کی ہی ایک بندر گاہ
 ہے جسکو گالینا یا سلق الوید کہتے ہیں۔ اور اس قدر محفوظ ہے کہ جہاز کو ایک مرتبہ دخل ہو کر
 پھر کسی طرح کے طوفان کا اندیشہ نہیں رہتا۔ جبرہ کی طرح ٹیونس کے قریب بھی ایک جھیل ہے
 جو بزرطا (بزرطہ) کہلاتی ہے اگر حلق الوید اور بزرطہ کے درمیان ایک مختصر سا قطعہ آب
 رواں مثل نہر سو زجاری کیا جائے تو بندر گاہ مذکور باسانی اس قدر وسیع ہو سکتی ہے
 کہ بحیرہ روم کے تمام جہاز اس میں بے تکلف سما جائیں۔ ٹیونس کے بعد کارٹیج (قرطاجنہ)
 اور پورٹوفرنیا (فرنیہ) کی قدیم مشہور بندر گاہیں واقع ہیں جو اگرچہ اب تو بوجہ ریت سے لٹ
 جانے کے بالکل نکستی ہیں لیکن سوٹھویں صدی میں خاصی کمین گاہیں تھیں۔ اور اکثر لائے
 سے شہر تک نہایت مفید اور کارآمد تھیں۔ کیونکہ اس موسم میں سمندر کی طوفان خیز
 ہوا میں جزیرہ ساپریس کی جانب سے اس بلا کی تیزی سے چلتی تھیں کہ مضبوط سے مضبوط

مدیہ

ٹیونس

قرطاجنہ

فرنیہ

جہاز بھی اس بونا کی طرف نہ بڑھ سکتا تھا۔ موجودہ الجزائر اور یونس کی حد قاصل کے قریب بندرگاہ تبارکہ واقع ہے جسکو اہل جنیوا نے ابتدا سے جہاز رانی میں اپنا مرکز قرار دیا تھا۔ اور وہاں کے ایک مشہور تاجر خاندان المعروف بہ لومی لینی کا ہیڈ کوارٹر تھا اسکے بعد شہر لاگلی واقع ہے جو کبھی تو ایک معمولی کمینگاہ تھا مگر سوٹھویں صدی میں ایک مشہور اور عمدہ بندرگاہ بن گیا تھا۔ چنانچہ مارسیلز کے سوداگر جو باسٹن^۱ ڈی فرانس سے اُن مقامات کی نگرانی کرتے تھے جہاں سے مونگا برآمد ہوتا تھا۔ آتے جاتے اکثر اسی گھاٹ پر ٹھہرتے تھے۔ اس سے ذرا آگے بڑھ کر مشہور شہر کائنٹائن (قسنطین) کے عین مقابل شہر بونا واقع ہے۔ جس کی کشادہ سڑکیں ہر قسم کی اشیاء آمد برآمد کے لئے نہایت موزوں تھیں۔ سوٹھویں صدی کے وسط میں اسکی بندرگاہ پر اسباب غارتگری سے گرا بنا جہازوں کا جھگڑا رہتا تھا۔ یہاں سے کچھ زیادہ فاصلہ پر ایک اور نہایت قدیم اور متبرک بندرگاہ واقع ہے جسکو جیبل یا جبل بنی ہلال کہتے ہیں۔ یہ وہی مشہور شہر ہے جسپر کبھی موجد جہاز رانی یعنی اہل فینیشیا کے نشان کا پھریرا لگتا تھا۔ پھر اہل تار منڈی کا قبضہ ہوا۔ پھر قیصران روم کا تسلط ہوا۔ اور بالآخر سوٹھویں صدی میں خاندان باربروسہ نے اسکو سنبھال لیا۔ بہ لحاظ موقع و منظر بربرکی کسی بندرگاہ کو وہ بات نصیب نہیں جو جیبل کو ہے۔ سیاح دیکھیں گے کہ ایک سنگلاخ قطعہ زمین بشکل نصف دائرہ بیرون

۱ یعنی فرانس کا بچ جو ایک مقام کا نام تھا۔

۲ جیبل یا جبل بنی ہلال کے قدیم منظر و موقع کے لئے دیکھو سفر نامہ حکیم ناصر خسرو صفحہ ۴۴ و ۴۵۔

ساحل سمندر میں نصب ہے جسکو ایک تنگ ریتی ٹانگنا سے بڑے عظیم وصل
کر کے گویا جزیرہ سے جزیرہ منابند دیا ہے۔ دور سے یہ بالکل بینی کو معلوم ہوتا ہے
پکستان عروج نے اپنے ترکناز جہازوں کے لئے جو محکم قلعہ بنایا تھا وہ
ابھی تک اس قطعہ پر موجود ہے۔ اور سامنے ایک مختصر اور موزوں بندرگاہ بنی ہے
جسکو سنگلاخ بلندیاں قدرتی سدآب کی طرح ہر طرف سے اپنے حلقہ میں لئے
ہوئے ہیں۔ جیجبل سے تیس میل جانب مغرب شہر یوحیہ واقع ہے جس کی بندرگاہ
اس قدر محفوظ ہے کہ سخت سے سخت طوفان خیز ہوا میں بھی جہاز کا بال بیکا نہیں
کرسکتیں۔ پھر مشہور شہر الجزار جو ریاست البحر اڑکا دارالحکومت اور بڑا معرکہ
ہے اگرچہ ابتدا میں بندرگاہ نہ تھا مگر بعد کو بنالیا گیا۔ اسکے قریب ہی بندرگاہ شریل
واقع ہے جو حالت امن میں قزاقوں کا آرامگاہ اور طوفان میں جہازوں کی پناہ
تھا۔ خصوصاً اُس موسم میں جبکہ شمالی تیز ہوائیں سمندر میں تلاطم پیدا کرتی تھیں
اس مقام کی قدر و قیمت دو چند بڑھ جاتی تھی۔ شریل سے آگے بڑھ کر طینس
واقع ہے جس کی بندرگاہ اگرچہ نہایت ہی شعور گذار لیکن ایک مرتبہ داخل ہونے
کے بعد عمدہ مامن تھی۔ اور آگے چلکر مشہور شہر طلسان کے محاذ میں شہر اوران واقع ہو
اسکے ایک جانب بندرگاہ مرشش البکیر دکھائی دیتی ہے جسکو روماکا پورٹس یو بیس
(خدائی بندرگاہ) کہنا چاہیئے۔ اور دوسری جانب بندرگاہ جامع الغزوۃ ہے۔
آخر الذکر کا موقع اس قدر ناہموار اور سنگلاخ ہے کہ اگر کوئی وقفہ قزاق تعاقب سے

بوجیہ

البحر اڑکا شریل

طینس

اوران

گھبرا کر اُدھر اُدھر چھپ جائے تو ہزار سراغ رسانوں کو بھی پتہ نہ لگے۔ ان کے بعد تہجیر اور سیوطہ کی بندرگاہیں آتی ہیں اور ساتھ ہی شمالی ساحل ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سیاح آہنا سے جبرالٹر سے عبور کر کے مغربی ساحل پر پہنچے تو اسکو بھی کمینگاہوں سے خالی نہ پائیں گے۔ اس طرف بھی ناواقف نظر سے پوشیدہ ساحل میں جا بجا چاک سے کھلے ہیں۔ چنانچہ ان سب میں مشہور مقام سیلی ہے جس کے گرد بالوریت کی وسعت کثرت ہے کہ گویا ایک فصیل کھینچی ہے اور مقام مذکور کو لٹیروں کے لئے ایک قدرتی حصر حصین بناتی ہے۔ سیلی کے قریب ہی قصبۃ القصر واقع ہے جو کبھی قزاق گروہی میں غنائم کا گدام تھا۔ سیوطہ کے بلند اور مشہور تاریخی قلعہ سے اگر سیاح جانب شمال دوڑیں لگائے تو اُس کی نظر آہنا سے جبل الطارق کو عبور کرتی اور کو جبل الطارق کی اونچی نیچی چوٹیوں سے بل کھا کر گذرتی اسپین کے ان تاریخی میدانوں پر پڑے گی جن میں ہزاران اسلام کے تیغ و قلم کے ہزاروں مجسم کرشمے یادگاروں کی شکل میں ہنوز ایستادہ ہیں اور اس اُلو العزم اور جلیل القدر قوم کی مرحوم شان و عظمت پر ماتم کر رہے ہیں جس نے یورپ کو کچھ کم ایک ہزار برس تہذیب و شائستگی متذّن و ملکہ اری کی تعلیم دی تھی۔ اُنڈس کے مایہ ناز شہر سراپا حصرت سانسے دکھائی دینے لگی چٹکی بابت حالی نے لکھا ہے:-

ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت اُنکی عیاں ہے بلنہ سے قدرت اُنکی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت اُن کی پشمتی ہے قادس میں سرچہرت اُنکی

نصیب اُن کا اشیلیہ میں ہے سوتا

شب و روز ہے قریبہ اُن کو روتا

کوئی قریبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے مساجد کے محراب و درجا کے دیکھے

ججاری امیروں کے گھر جا کے دیکھے خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے

جلال اُن کا کھنڈروں میں ہیوں چمکتا

کہ ہو خاک میں جیسے کسندن و کمتا

چھوٹی چھوٹی بند گاہوں اور کینڈی گاہوں کی کثرت کے علاوہ اندرونی مقامات بھی

حسبِ نچوڑ تھے۔ دریا جہاز رانی کے قابل اگرچہ کوئی نہیں مگر آبشاروں کا چھوٹا ہونا جو

عند الضرورت کا رآمد ہو سکتی تھیں گویا دریاؤں کا نعم البدل تھا۔ ساحل کے قریب سنگلاخ

چٹانیں اس قدر بلند اور ڈھلوان ہیں کہ اگر کوئی دور اندیش قزاق چاہتا تو سر جگمہ سے سمندر

کا وسیع نظارہ کر سکتا اور اس طرح اپنی ذریات کو غنیم کے حملہ یا شکار کی آمد سے مطلع

کر سکتا تھا۔ ساحل کی تمام اراضی اس قدر زرخیز تھی کہ باشندوں کی جمیع ضروریات کی

آسانی کفیل ہو سکتی تھی۔ کوہِ طالس کے دامن میں اور اُس کے پرلی طرف بھی اُنڈیس کے

جلا وطن مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے گاؤں آباد کر لئے تھے۔ تمام میدان اور زیریں

وادی دامن کوہ تک سرسبز چراگاہوں سے معمور تھے جن میں عربی قبیلے۔ اونٹ

بھیر بکریوں کے گلوں سمیت سال کے بارہ مہینے خانہ بدوش گھومتے پھرتے تھے۔

شہرِ حرہ کی مضارت اور ترونازگی میں گلشنِ فردوس کا جلوہ نظر آتا تھا۔ اُس کے ہر بھرے

کھیت - شاداب مرغزار - انگور - زیتون - بادام - خوبانی - انجیر کے باغات عجیب
نظر فریب سین پیش کرتے تھے۔ شہر ٹیونس سرسبز چراگا ہوں اور پھلے پھولے
باغوں کے حلقے میں اسی طرح ایستادہ تھا جس طرح سخن چین میں کوئی منجر قبتہ۔ اگر اہل
بربر نے اُس کو عروس المغرب کا خطاب دیا تھا تو بالکل زیبا تھا۔

ساحل بربر میں سب سے بڑا یہ وصف تھا کہ بارہ مہینے طوفان خیر ہوا میں سمندر
میں طوفان برپا کھتی تھیں جبکی دست دراز یوں سے کچھ دہی خوب بچ سکتے تھے
جو ساحل کی سنگلاخ کیننگا ہوں اور اُس کے پُر پیچ راہ و رسم منزل سے
کما حقہ واقف نہ تھے۔ معمولی واقف کاریا جسبی ملاح و ناخدا کے لئے تو ان میں
سے ہر ایک موقع تاریک بھوت سے کم نہ تھا۔

سولہویں صدی کے شروع میں جب بحیرہ روم میں آتش غارتگری شعلہ زن
ہوئی تو نئی اور پرانی دنیا میں سلسلہ تجارت کا آغاز تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ تمام تجارتی
جہازات جو یورپ کے ممالک مثلاً فرانس - اسپین - انگلینڈ - ہالینڈ اور اطلی وغیرہ
سے یا بحیرہ شام کی بندرگاہوں سے آتے تھے یا یہاں سے امریکہ کو جاتے تھے
اُن کو بیشتر اسکندریہ یا سمرنا سے گزرنا پڑتا تھا۔ پس ضروری تھا کہ آتے یا جائے آنا
جبرالٹر یا مالٹا سے عبور کریں اور چونکہ یہ دونوں آبنائیں ساحل بربر کے مشرقی اور مغربی
دونوں کھلے ہوئے گوشوں سے پیدا ہوئی ہیں لہذا تمام تجارتی جہازوں کو بحیرہ روم
کی مغربی طاس سے گزرنا ناگزیر تھا گویا ان تمام بندرگاہوں اور کیننگا ہوں کے قریب سے

گزرتے تھے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر کوئی دلیر اور جانباز
 مشرق میں ٹیونس پر وسط میں بحر اڑپر۔ اور مغرب میں قلعہ سیوطہ پر قبضہ کر کے اور
 ان مقامات میں جم کے ادھر ادھر سترجو کرتا تو اس کو اس قسم کے صد ماموتے آسانی مل
 سکتے تھے کہ بحر روم کے تمام تجارتی جہازوں کو جو یورپ اور امریکہ دونوں بڑا عظمتوں
 کی دولت سے معمور آتے جانے رہتے تھے ایک اشارہ سے برابر میں خالی کر دے۔
 اس مختصر طبی حالت سے معلوم ہو گا کہ بربر کے سوا حل پیشہ قزاقی کے
 لئے قدرتی طور سے کہاں تک موزوں تھے۔ آئندہ ملک کا تمدن حکومت
 اور خارجی تعلقات مجملایان کئے جائینگے اور اس کے ضمن میں ان اسباب کی
 اصلیت اور تدریجی رفتار کا ذکر ہو گا جن کا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ سو پھویں صدی کے
 ساتھ بحیرہ روم تمام جہازوں کے لئے ایک ایسی بھول بھلیاں بن گیا جس سے بحجز
 اسکے اور کسی بات میں مفر نہ تھا کہ سر بت سلیم ہو کر تمام اثاثہ ہما زبر بر کے کسی بندر گاہ
 میں داخل کر دیں اور خود اہل جہاز عمر بھر کے لئے خط غلامی لکھ دیں۔

واضح ہو کہ بربر کو مسلمانوں نے سب سے پہلے ۶۹۲ء میں جنرل عقبہ کے
 ماتحت فتح کیا چنانچہ ابتدا سے فتح سے بہت سے اسلامی خاندان اس کی حکومت

بربر کی پائیکل حالت

۹۵۰ء شمالی افریقہ یا بربر کو اقتصاے مغرب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں نے اول مصر
 کو فتح کیا تھا۔ اور مصر سے بربر جانب مغرب واقع ہے۔ لہذا اس کو اقتصاے مغرب کے
 نام سے موسوم کر دیتے تھے۔

سے یکے بعد دیگرے مستفید ہوئے یہاں تک کہ عربی عمال جن کا عزل و نصب خلفائے دمشق و بغداد کے ہاتھ میں تھا موقع پا کر مطلق العنان ہو گئے۔ انہیں بنو ادیس اور بنو غلب زیادہ ممتاز تھے جنہوں نے ستم ۹۰۴ء اور ستم ۹۰۵ء میں جدا جدا خود سر حکومتیں قائم کیں۔ ان کے استیصال پر ستم ۹۰۹ء میں بنو فاطمیہ نے زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ دولت علویہ فاطمیہ جس طرح مجموعاً نہایت مقتدر اور اقبال مند تھی اسی طرح اسکے ممبر بھی فرداً فرداً نہایت جلیل القدر اور الو العزم تھے۔ اس عہد کا سب سے مشہور واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اول مہدیہ (افریقہ) کو دار الخلافہ بنایا اور پھر ستم ۹۶۹ء میں قاہرہ میں مستقل کر لیا۔ چونکہ اس ابتدائی زمانہ میں برابر اور مصر کے درمیان کوئی مستقل محفوظ اور سہل ذریعہ رسل و رسائل نہ تھا لہذا اس انتقال کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت اقصائے مغرب کا شیرازہ بکھر گیا اور بجائے ایک کے متعدد فرمانروا سر بلند ہو گئے مثلاً بنو حمود و بنو طلحسان میں۔ بنو زیری صوبہ ٹیونس میں۔ وغیرہم لیکن گیارہویں صدی کے آخر میں مراہطین کا ستارہ اقبال بلند ہوا اور عرصہ دراز تک افریقہ کے بیشتر حصہ نیز اُندلس پر پرتو افکن رہا۔ پھر بارہویں کے وسط میں ایک اور الو العزم خاندان نے خروج کیا جو موحّدین مشہور تھا موحّدین کی حکومت کسی قدر زیادہ دیر پا اور ٹیونس سے لیکر بحر ظلمات تک پھیلی تھی لیکن متلون المزاج زمانہ کو ایک طالت پسند نہیں اور قانون قدرت کا اصول بھی یہی ہے کہ ہر قوم باری باری دنیا کی حکومت اور دولت سے بہرہ مند ہوتی رہے چنانچہ قریباً

بنو ادیس۔ غلب
بنو فاطمیہ۔ ستم ۹۰۹ء

بنو حمود۔ بنو زیری
مراہطین

موحّدین

ڈیڑھ سو برس بعد متوحدین کا آفتاب اقبال بھی غروب ہو گیا اور اب تین خود سر

خاندان اُور پیدا ہوئے یعنی بنوا حفص ۱۲۴۷ء سے ۱۳۳۴ء تک ٹیونس میں - بنو زین

بنوا حفص

۱۳۵۶ء سے ۱۴۷۷ء تک مغرب الاوسط میں - اور بنو میرین ۱۲۷۲ء سے ۱۴۵۶ء

تک مراکش میں - آخر سولہویں صدی میں ان کے ہستیاں پر ایک نیا دور شروع

ہوا جسکی تاریخ ناظرین کے سامنے ہے - اس میں تین مختلف فرمانروا خاندان شامل تھے

یعنی الجزائر میں خاندان ڈوس - ٹیونس میں خاندان بے جو ترکی نسل سے تھا - اور مراکو

میں ایک قدیم عربی خاندان حکمران تھا جسکے فرمانروا اشرف یا سلطان مراکو کہلاتے

تھے - ان میں خاندان آخر الذکر سنو حکمران ہے مگر الجزائر کے پولیٹیکل اسٹیج پرفرنسج

کی پاک نمودار ہے - اور ٹیونس کے پاشا اگرچہ کچھ عرصہ تک برا نام مطلق العنان

رہے مگر حقیقت میں وہ فرانسیسی گورنروں کی ”حاکم کشیدہ“ میں رہنے کے بعد

آخر کار ۱۹۵۷ء میں فرانسیسیوں کی نپولین پالیسی کا شکار ہو گئے -

۱۹۵۷ء

سلطنت کے انقلاب اور فرمانرواؤں کے عزل و نصب پر جو ضعیف

شورشیں ملک میں وقتاً فوقتاً برپا ہو جاتی تھیں اگر ان سے قطع نظر کی جائے تو حکومت

کرنٹ اسلام
کی ملی پالیسی

اسلام اول سے آخر تک حاکم محکوم دونوں کے لئے یکساں طور سے مبارک

تھی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بربر کے تمام حکمران خاندان خاک پاک عرب سے نہ تھے

جبکہ خاصہ ہی رحم و عنف و جہنم پوشی و آزار دہنشی ہے۔ بلکہ بیشتر خاص ملک کے وہ بی قبائل تھے جو ایک تدریجی رفتار سے تخت حکومت تک پہنچے تھے۔ پس اگر ان میں نو دولت قوموں کی صفات پائی جاتیں تو خلاف توقع نہ تھا مگر بالینہ ان کا طرز حکومت فیموں کے لئے سرمو بارِ خاطر نہ تھا۔ مسیحیوں کو گرجا بنانے اور ارکان مذہبی ادا کرنے کی کھلی اجازت تھی۔ انجیل کا وعظ اور درس و تدریس بے کھٹکے کرتے تھے۔ اور باہمی اختلاط میں تعصب و اکراہ نہ تھا چنانچہ تیرھویں صدی میں شاہان مراکو اور یونس اسقف اعظم (پوپ آروم) کے ساتھ جعفر اخلاص مند انہ رسل و رسائل رکھتے تھے وہ فیض کے بٹپ (مجتہد) کے عبودیت ناموں سے کسی طرح کم نہ تھی۔

تمام ملکی خدمات مالی، انتظامی اور جنگی میں مسلمان اور مسیحی گورنمنٹ اسلام کے یکساں معتمد علیہ تھے۔ مسیحی جسطرح جج اور ناظم ہوتے تھے اُسی طرح جزیل اور کرنیل بھی بنائے جاتے تھے۔ اقوام یورپ جو کچھ ان کے تعلقات تھے وہ انتہا درجہ کی اخلاص مندی پر مبنی تھے۔ خصوصاً گیارھویں صدی سے جبکہ بنو فاطمیہ نے افریقہ سے تعلقات قطع کئے اور سو لھویں صدی کے شروع تک جبکہ آل عثمان نے قسطنطنیہ میں ایک جلیل بقدر سلطنت کی بنیاد قائم کی اہل بربر کی فارن پالیسی توقع سے زیادہ ہشمنانہ اور آئین ملکہ داری کے عین مطابق رہی۔

عیسائیوں سے
سلوک

خارجی تعلقات

ایک طرف یورپ کو افریقہ کے چمڑے اور دیگر ملکی پیداوار کی ضرورت تھی اور

۱۰ تاریخ بریتھویت باب ۲۰۱ - شاہ ٹیونس کا ایک رسمی خط اور پوپ کا جواب نہایت ہی دلچسپ ہیں۔

دوسری طرف افریقہ کو یورپ کے مصنوعات کی احتیاج تھی اسلئے طرفین نے رفع ضروریات کے لئے معاہدے تحریر کر دیے تھے تاکہ باہمی تعلقات منضبط ہو جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ تاجران کبیرہ روم مثلاً اہل دیش و جنیوا۔ اور پسیا وغیرہ سے سلاطین بربر کی بحری قوت نہایت کم اور کمزور تھی اور بادی نظر میں اس باہمی قرارداد کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فرمانروایان بربر کو عہد نامہ تحریر کرنے یا ان کی سجاوید شراٹھ پورا کرنے میں مجبوری تھی بلکہ برخلاف تاجران کبیرہ روم کو ”وے برنڈش“ کا مضمون درپیش تھا کیونکہ تمام تجارتی جہازوں کو کبیرہ روم کے مغربی طاس اور شمالی ساحل سے گذرنا گزیر تھا اور جب یہ تھا تو اقوام ساحل سے موافقت کھنا بھی لازمی تھا تاکہ تجارتی حقوق ہر طرح محفوظ رہیں۔ پھر یہ بھی تھا کہ اگر فرمانروایان بربر کو ذرا بھی کوئی وہ بدینی یا حرص بجا ہوتی تو ایک طرفتہ العین میں تمام عہد و پیمان بالاسے طاق ہوتے اور تاجران یورپ کے جہاز بربر کی بندرگاہوں میں محصور ہوتے۔ مگر تاریخ سے اس قسم کی حد تک نہیں کہاہتہ نہیں ملتا بلکہ برعکس معلوم ہوتا ہے کہ اہل بربر نہ صرف عہد نامے لکھتے تھے بلکہ انتہا درجہ کے خلوص اور استقلال سے ایک ایک شرط پورا کرتے تھے۔ اہل شعلی ہمیشہ سے فیض۔ ظلسان۔ اور یونیس کی ریاستوں

۱۔ دیکھو بین پول صفحہ ۲۲ و ۲۳۔

۲۔ مسلمان اسکو صقلیہ لکھتے ہیں۔ انہوں نے ۹۲۱ء میں فتح کر کے ۲۰۰ برس حکومت کی صنعت و حرفت میں امرائے صقلیہ آج تک یورپ میں مشہور ہیں۔

سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ ان کو دیکھ کر پتہ چلا۔ پرووینس۔ اراگون
 وینس۔ اور جینیوا کی تجارت پیشہ اقوام نے بھی اُنے دوستی پیدا کی۔ بلکہ بعض کو اس قدر
 رسوخ ہوا کہ ٹیونس اور سیوطہ جیسی مشہور بندرگاہوں میں اُن کے لئے بطور زیندنی
 کوٹھیاں مخصوص ہو گئیں۔ باقی قوموں کی طرف سے معتمد سفیر بطور کانسل حاضر و رہا
 رہتے تھے جن کی ہر طرح عزت و حفاظت کی جاتی تھی۔ جینیوا اور پیماس کے لئے افریقہ
 کی تجارت بعض وجہ سے بالخصوص مفید تھی لہذا ٹریپولی (طرابلس) ٹیونس۔ بوجیہ۔
 سیوطہ۔ اور سیلی وغیرہ مقامات میں اُن کی طرف سے ٹریڈنگ کمپنیاں رجاعت
 تاجران (قاہم تھیں۔ خاصکر جینیوا کو افریقہ سے اس قدر دلچسپی تھی کہ ایک مرتبہ جب
 مسیحی مجاہدین بربر پر حسب عادت چڑھ آئے اور ٹیونس کو تاخت و تاراج کرنے
 لگے تو اہل جینیوا نے تمام مذہبی اور قومی پاسداری چھوڑ کر اُن کا خوب مقابلہ کیا اور
 اس قدر آڑے ہاتھوں لیا کہ پُرجوش مجاہدین کو بھانگتے ہی بنی۔ اس سچی رفاقت کی
 وجہ یہی تھی کہ سلاطین بربر کے قتل حمایت میں اہل یورپ کے نہ صرف تاجران بلکہ حقوق

یورپ کی تجارت
 قوموں کے حقوق

۱۷۰۰ء کی کشتور شہر غربی۔ ساحل پر کوہ ایپی نائز کے دامن میں واقع ہے۔ سولہویں صدی میں تجارت کا
 مرکز اور بحری غارتگری کا سبب تھا۔ اسکا گرجا ایک خمیدہ مینار کے لئے نہایت مشہور ہے جو قریب ۱۸۰
 فٹ بلند۔ ۱۶ فٹ ڈیڑھا۔ اور ۸۰ سنازل پر مشتمل ہے۔

۱۷۰۰ء پرووینس فرانس کے دارا گون اسپین کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے قرن وسطی میں مشہور تجارتی پائنتھیں
 ۱۷۰۰ء وینس اور جینیوا کا حال تیسرے باب میں مفصل درج ہے۔

محفوظ تھے بلکہ مذہبی آزادی بھی ہر طرح ملحوظ تھی چنانچہ یوں میں جو اس وقت اقصا کے مغرب کا دارالاسلام مانا جاتا تھا مسیحیوں کا عظیم الشان گرجا موجود تھا۔

اگرچہ ان معاہدوں کی وجہ سے بحیرہ روم میں کھلی غارتگری کا اندیشہ نہ رہا تھا مگر معمولی لڑائیوں کے خطرے بدستور تھے جس طرح باہمی نفاق اور شکر رنجیاں ہر خاندان کے مشاغل زندگی ہیں اسی طرح جنگ و جدل قوموں اور ملکوں کے وظائفِ حیاتیہ ہیں۔ اگر شخصی زندگی سے شکر رنجیاں اور قومی زندگی سے جدال خارج کر دیے جائیں تو لائف (حیات) اور سٹری (تواریخ) صفرے اور کبرے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں۔ اختلاف شخصی اور قومی زندگی کی جان لے ہے۔ اور جب باہم اختلاف ہوتا ہے تو فریقین بلکہ اُن کے ہمسائوں تک کی زندگی بے کیف ہو جاتی ہے چنانچہ بنو فاطمیہ نے اپنے زمانہ عروج میں قرطبہ کے بنی امیہ اور بربر کی معصروں و ہمسرقوں کو مغلوب کرنے کے لئے بحیرہ روم میں اکثر جنگی طوفان برپا کئے جن کے اثر سے تجارت کسی طرح بچ ہی نہ سکتی تھی۔ انھوں نے وہ تمام جزیرے جو جانبِ غرب واقع ہیں یعنی سسلی سارڈینیا۔ کورسیکا۔ اور بیلیرک وغیرہ بدون خونریزی لڑائیاں لڑے فتح نہ کئے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ سنہ ۱۱۸۱ء میں اہل بربر نے شہر ہسپا کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اہل ہسپا نے جواباً ایک بربری جہز کو آگ لگا دی۔ اس واقعہ سے تین برس بعد ۱۱۸۴ء

غارتگری کی ابتدا

۱۵ دیکھو رسالہ مسرت از مولف ہذا۔

۱۶ دیکھو ماریبی کو سیر صفحہ ۲۲ تا ۲۵۔

میں ایک فاطمی جرنیل المخاطب بن المجاہد فاتح سارڈینیا اور لارڈ مجورکا نے شہر
 پیسا کے ایک حصہ کو بطور جواب الجواب جلا دیا اور سترہ سو سال قبل لوگوں کو جو صوبہ
 اٹریوریا کا مشہور شہر ہے ہیڈ کوارٹر بنا کر علاقہ قرب وجوار میں مسلسل حملوں سے ایک
 طوفان برپا کر دیا۔ آخر کار سترہ سو سال قبل میں جب اٹلی سے خود پوپ نے اور سارڈینیا کی
 طرف سے اہل پیسا اور دیگر اقوام نے سخت کشش و کوشش کی تب ان سے
 نجات ملی۔ اس طرح سترہ سو سال کے قریب ایک افریقی بیڑا ایلغار یا تاخت و تاراج
 کرنے کی غرض سے کلیئیر پاگو بھیجا گیا۔ انہی دنوں میں اہل پیسا کو پھر کچھ جوش آیا اور
 دفعتاً شہر بونا پر چڑھ آئے اور اسکو فتح بھی کر لیا۔ جب اہل نارمنڈی کا وقت آیا تو وہ بھی
 بحری فتنوں کی آگ بھڑکانے سے نہ چو کے اور سترہ سو سال قبل میں سسلی کو بزور شمشیر
 فتح کر کے سترہ سو سال قبل میں یکا یک ہمدرد پر حملہ آور ہوئے اور شہر کو جلا دیا۔ خلاصہ
 یہ کہ یورپ اور افریقہ میں نقیض رہتا ہی تھا اور اس لئے سمندر بھی غریزی اور تاخت
 و تاراج سے خالی نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے یہ واقعات گیارہویں صدی سے
 متعلق ہیں۔ قرون مابعد میں جب بربر کے اندر استحکم اور باقاعدہ حکومتیں قائم ہو گئیں
 تو اس قسم کی شورشیں شاذ و نادر برپا ہوتی تھیں ورنہ فی الجملہ تمام بحروں میں امن تھا۔
 خصوصاً بنو حفص کی تین سو برس کی حکومت اس لحاظ سے بہت زیادہ مشہور

۱۵ جزیرہ سارڈینیا کا ایک صوبہ ہے۔

۱۶ اٹلی کا ایک صوبہ۔

اس مبارک عہد میں ملک میں اجنبی تاجروں کی استعداد کثرت تھی کہ شہر ٹیونس اقوام یورپ کا مرکز معلوم ہوتا تھا۔ انہیں گورنمنٹ اسلام بلا تفریق رنگ و روپ یا مذہب و قومیت یکساں سلوک و مراعات کرتی تھی انکے تاجرانہ حقوق اور مذہبی رسوم کا ہر طرح لحاظ کیا جاتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ بنو حفص اپنے ہمسایہ طاقتوں کے نزدیک بھی اُس قدر ہر لحاظ سے زیادہ ممتاز تھے جس قدر کہ رعایاے بربر کے نزدیک۔

جن تجارتی عہد ناموں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ انہیں جہازوں کی آزادانہ آمد و رفت اور اہل جہاز کے جان و مال کی حفاظت شرط مقدم تھی۔ اور اسی ایک شرط کی بجا آوری فریقین کا بڑا فرض تھا۔ مگر بالینمہ لوٹ مار کا بازار گرم تھا اور معاہدوں کی خلاف ورزی بے تکلف کی جاتی تھی۔ کس فریق کی طرف سے؟ خاص اہل یورپ کی طرف سے۔ خود یورپین مورخ تسلیم کرتے ہیں کہ اس مقدس پیشہ کی بانی مبنی خاص اقوام یورپ ہی تھیں۔ انھوں نے اسکی ابتداء کی۔ اسکو ترقی دی۔ انھوں نے ہی اسکو ذریعہ معاش بنایا اور اپنی ہمسایہ قوموں کو سکھلایا۔ ایک جماعت آگے بڑھ کر عہد نامجات مرتب کرتی تھی اور دوسری غارتگرانہ حملوں کی تجویزیں سونپتی تھی۔ وہ یونان جو کبھی انسانی فضائل کا حشرہ اور علم و حکمت کی کان تھا۔ روڈس اور مالٹا جو اسوقت

یورپ کے غارتگر

۱۔ دیکھو کتاب کمرشل ریلیشن ٹوین ایفریکا کا ایٹن دی کریسنٹینشن (افریقہ اور سچی دنیا کے تجارتی تعلقات) یہ کتاب فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی ہے۔ مطبوعہ لیڈن ۱۷۷۷ء صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱۔

۲۔ دیکھو لین پول صفحہ ۲۴ و ۲۵۔

یورپ بھر میں رہبانیت اور تقدس کا مرکز اور مجاہدین و غازیان مذہب کا مجاہد
 ماوے تھا نیز سارٹونیا جینیوا اور پیا وغیرہ کا علم غارتگری سب سے زیادہ بلند تھا یہاں
 تک کہ کوئی تجارتی جہاز بلکہ شوقین سینح کی کشتی تک اُنکے دام ترور سے بچ سکتی
 تھی۔ چنانچہ عہد نامہ تجارت مرتبہ قرن وسطے ہمارے اس بیان کی مجسم شہادت ہیں
 اُسے ظاہر ہوتا ہے کہ تجدید معاہدہ کی ضرورت ہمیشہ اسلئے ہوتی تھی کہ کوئی یورپین قوم
 شرائط کی خلاف ورزی کر بیٹھتی تھی۔ غارتگری کو زیادہ ترقی اسوجہ سے ہوئی کہ اسوقت تمام
 یورپ جوش مذہب سے بہوت اور سرگرم جہاد تھا اور جہاد کا رخ چونکہ ہمیشہ ایشیا
 کوچک، مصر اور اقصائے مغرب کی طرف رہتا تھا جو یورپ سے دور دراز فاصلہ
 پر واقع تھے لہذا جہاد کے ساتھ تجارت بھی زیادہ رونق پرتھی۔ پس جو مسیحی ریاستیں مثلاً
 یونان و پیا وغیرہ مدد دیکر اس کا رخ میں شریک نہ ہو سکتی تھیں وہ مجاہدین کے رسد
 راشن سے لبریز جہازوں کو لوٹ کر شریک ہو جاتی تھیں۔ پھر یہ بھی تھا کہ اُس زمانہ
 میں کہیں کوئی مستقل بحری قوت بھی نہ تھی کہ ان مردم آزار قوموں کی سرکوبی کجیا سکتی
 اسلئے اُنکا بحری اقتدار روز بروز بڑھتا گیا اُنکے علاوہ اشنا ہے جہاد میں خود فریقین بھی
 ایک دوسرے پر غارتگرانہ حملے کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے خواہ دشمن کو نقصان
 پہنچانے کی غرض سے یا خود فائدہ اٹھانے کے لئے۔ مگر پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس

۱۔ دیکھو تاریخ مولفہ جے۔ فرای سارٹ ستر مہ فی۔ جو نزد مطبوعہ لیڈن ۱۸۴۲ء جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۰

اس میں اُن عہد ناموں کی تجزیہ تفسیریں موجود ہیں۔

ہے۔ چنانچہ سترھویں صدی میں انگریزی جہازوں نے اسپین کے مقبوضات واقع امریکہ پر اسی معقول عذر پر لوٹ مار کے حلقے کئے تھے۔ بہر حال جنگ کی صورتوں میں تو یہ بے اعتدالیاں کچھ نازیبا نہ تھیں مگر صلح کی حالت میں بھی بعض یورپین قومیں موقع دیکھتیں تو غارتگری سے کبھی نہ چوکتی تھیں۔ مثلاً سال ۱۶۰۰ء میں جبکہ سلطان ٹیونس اور گورنمنٹ پسیا کے درمیان عداوت کی بنا پر پوری صلح تھی۔ اہل پسیا نے ازراہ عہد شکنی ٹیونس پر بلا وجہ فوج کشی کی اور راستہ میں مسلمانوں کے تین جہازوں کو ہلکے کر کے لوٹ لیا اہل جہاز پر بلا لحاظ عمر و مداح قتل و کیا۔ عورات کو بے پردہ کیا اور باوجود تعاقب غنائم سمیت پسیا کو معاودت کی۔ لیکن گورنمنٹ پسیا نے اس واقعہ پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اُدھر سلطان ٹیونس نے اُسکو ایک بڑا لانہ حرکت سمجھ کر انتقام کا خیال تک بھی نہ کیا۔ حالانکہ اگر خیال ہوتا تو پسیا کے تجارتی جہازوں کا بحیرہ روم میں پتہ تک نہ ملتا۔ اس طرح جزیرہ سسلی بھی قزاقوں سے خالی نہ تھا اور گورنمنٹ درپردہ یا علانیہ اُنکی حمایت کرتی تھی۔ اہل نارمنڈی کو بھی ہاتھ صاف کرنے میں تکلف نہ تھا بلکہ سلاطین ٹیونس عرصہ دراز تک اُنکو ایک رقم کثیر بطور خراج سالانہ ادا کرتے رہے جس سے مطلب تھا کہ اگر اہل نارمنڈی قزاقی سے دستکش نہوں تو کم از کم اہل بربری کو منافع کھیں۔ ایسے خراج کو غونہاے امن سمجھنا چاہیے! علاوہ ازیں

یورپ کے لشیر

اُن کے حملے پر

ریاست اراگون اور جنیوا میں ہمیشہ زور آزمائی رہتی تھی اور اس ضمن میں اہل بربر کو اکثر بجا ظلم سہنا پڑتا تھا۔ گورنٹ اٹلی کی بابت اگرچہ کس جاسکتا ہے کہ وہ قزاقی کی علانیہ مخالفت تھی بلکہ اگر عایاے اٹلی میں سے کوئی شخص مرکب غارتگری ہوتا تو اسکو قرار دے سنا دیتی اور مال غنیمت کا پتہ لگا کر اُسکے اصلی مالک کو بحسنہ واپس کر دیتی لیکن اٹلی کی نیک نیتی کی تقلید بہت کم کی جاتی تھی۔ ورنہ چودھویں صدی تک تمام جنوبی یورپ میں قزاقی کا بازار گرم تھا اور افریقہ کی ہمسو ہمسایہ قوتوں کو گویا درپردہ اس مقدس پیشہ کی تعلیم و ترغیب دے رہا تھا۔

ایک پرجوش یورپین وقائع نگار جب اقوام یورپ کو دو قسم کی بناء پر الزام غارتگری سے سبکدوش نہ کر سکا تو گھبرا کر لکھتا ہے ”وباے غارتگری اُس وقت عالمگیر ہوئی جب لیوانٹ میں ترکوں کا بحری اقتدار بڑھا۔ یورپ میں اس فن کے جن بابا عشاہی ہیں چونکہ وہ خود پہلے سے مشاق تھے اسلئے لیوانٹ پر قابض ہوتے ہی انھوں نے بربری غارتگری کو طرہ سرح جزأت دلائی بلکہ فتح قسطنطنیہ کے بعد خود بھی اس قسم کی دست درازیوں سے دریغ نہیں کیا“ اور یہ کہ ”بحیرہ روم میں غارتگری کی ابتدا خواہ کسی نے کی ہو مگر اصلی رگیو لیٹر ترک تھے“ معقول! نزلہ بعض ضعیف

ایک یورپین مورخ کی رائے

۱۷۔ آر۔ ایل۔ پلے نے مصنف ”دی سکرج اوکر سپنڈم“ (ریسنے سیسی دنیا پر غذاب الیم) میں پول سے بے تعصب شخص نے بھی اسکا اتباع کیا ہے دیکھو باربری کو رسی صفحہ ۱۳۔

میریزورہ ضعیف اسلئے کہ ”مرویشیا“ ہے۔ اگر چین کا حملہ غارتگری ایک بعید القیاس
 فسانہ ہے تو اہل یونان کی بحری ترکنازیوں کو صحیح تاریخانہ واقعات تسلیم کرنا تو عین
 قرین عقل ہے۔ یونانیوں نے اس فن میں وہ یدِ بطونی حاصل کیا تھا کہ چین کی عیاریاں بھی
 گرد و گردی تھیں۔ ان کے زمانہ میں جبکہ ترکوں کو فخرِ قسطنطنیہ یا لیوانٹ کا خیال تک نہ تھا
 یونان کے آس پاس نہ کوئی بحری قطعہ محفوظ تھا نہ بری۔ پھر افریقہ میں نے انکی شاگردی
 کی جبکہ مختصر بیان ہو چکا ہے۔ پھر بیت المقدس کے مجاہد اول رُوس میں۔ بعد ازاں
 میں بحیرہ صوفیوں صدی کے اخیر تک برابر غارتگری کرتے رہے جیسا کہ ناظرین کو آئندہ
 معلوم ہوگا۔ اس سے بھی بڑھ کر شہادت یہ کہ اسی صدی کے شروع میں خاص

نے زارنکس نے ترکی کو سک میں (مرد بجا) کا خطاب دیا تھا۔ دیکھو یہ شوری آؤ ترک لین پول باطلہ۔
 ۱۵۰۰ قریب یونان میں ایک ریاست آرگس کے نام سے ۸۵۶ برس قبل از مسیح قائم کی گئی تھی۔
 یونان کے سینوی فسانوں میں مذکور ہے کہ یہاں کے ایک باشندہ چین نامی نے شاہ کوکس پر جس نے
 ازراہ غارتگری فرکزس کو قتل کر کے اسکا خزانہ لوٹ لیا تھا کچھ عجیب طریق سے انتقام لیا۔ یعنی
 آنگو نامی جہاز میں بمیت دیگر فرمانروایان یونان بڑی شان و شوکت سے لنگر اٹھایا۔
 چونکہ فرکزس جس جہاز میں مع مال و دولت کوکس کو روانہ ہوا تھا اس پر ایک منہرے دنبہ
 کی شکل بطور نشان کے نصب تھی۔ اس لئے شاعروں نے یہ گھڑیا کہ چین کا انتقامی
 حملہ گویا سنہری اُون (گولڈن فلیس) کو واپس لینے کے واسطے تھا۔ اُون سے
 دنبہ اور دنبہ سے جہاز مع مال و دولت مراد ہوگی۔

یورپین کمپنیوں کی سرکٹاریاں مقبوضات اسپین و قسطنطنیہ امریکا اور جزائر غرب الهند پر ایسے مشہور و معروف تاریخانہ واقعات ہیں جن سے یورپ کا طہر فصل مکتب واقف ہے لیکن یورپ کے پُر جوش و فانی نگران بائوں کو سہوایا شاید صلح نامہ انداز کرتے ہیں اور ترکوں کے سوا کسی قوم کو اس لقب کا مستحق نہیں سمجھتے۔ اب رہا یہ امر کہ غارتگری کی ابتداء کس نے کی اور کس نے اُسکو ترقی دی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بربر بھی ٹیڈوس سے کبھی خالی نہیں بنا چنانچہ شہر مہدیہ اور خلیج گیبس کے دمانے کے شہر انکے بڑے بڑے مرکز تھے سیاح البیقری جب بارہویں صدی میں اس زمین کی سیر کرتا پھر تا تھا تو اسے بندر گاہ بوناچریشم خود دیکھا کہ ایک چھوٹا سا بیڑا لوٹ مار کے لئے روانہ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح چودھویں صدی میں علامہ ابن خلدون لکھتا ہے کہ بندر گاہ بوجیہ میں ایک باقاعدہ کمپنی اس مقصد کے لئے قائم تھی کہ مال غنیمت کی تجارت اور بردہ فروشی کو ترقی دے

بربر کے غارتگر

یورپین کمپنیوں نے فرنگی بحری غارتگر جو خاص کر فرانسیس ایل ڈنمارک اور انگریز ہوتے تھے۔ انھوں نے سولہویں صدی کے شروع میں اسپین کے مقبوضات واقع غرب الهند امریکا پر غارتگری شروع کی۔ مونٹ بار۔ لالوانڈر۔ پاسکو۔ مارگن۔ مشہور ترک تھے جنھوں نے ہزاروں کو تیراغ اور لاکھوں کو غفلت کیا۔ علاوہ ازیں تین غارتگرانہ حملے اور مشہور ہیں۔ وارن مور کا حملہ جزیرہ اوسٹنڈ پر ۱۵۷۳ء میں۔ گریبانٹ کا ۱۵۸۵ء میں۔ اور پوائنٹس کا ۱۵۹۷ء میں۔ (دیکھو ہوم سائیکلو پیڈیا مرتبہ پنجمین صفحہ ۲۲۱) ترکوں کو خود قوم کا پیک سے مدتوں تکلیف اٹھانا پڑی۔ جروسوی رعایا اور آخر کار روسیوں ہی میں مدغم ہو گئے۔ یہ لوگ اناطولیہ اور ترکی کے جہازوں کے حق میں گریباننگ تھے۔ (دیکھو ایضاً صفحہ ۲۷۷)۔

مُحَرِّقِ اِتِّفَاق سے یورپین مورخ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعات حالت جنگ میں پیش آئے تھے نہ کہ صلح میں۔ اور یہ کہ گویا بعض یورپین قومیں مثلاً اہل یونان، میسیا وغیرہ سمند میں عادتاً لوٹ مار کرتی تھیں۔ مگر برابر اور عام دول دریا ستھائے یورپ کے تعلقات دوستانہ ہونے سے خالی نہ تھے۔ عمد نامحبات کی فی الحاصل عزت کرتے تھے۔ قزاقی سے دستکش اور تجارت کے بھی خواہ تھے۔ صرف فتنہ و فساد کے زمانہ میں غارتگری رسماً جائز سمجھی جاتی تھی مگر پندرھویں صدی میں ایک ایسی قوی وجہ پیدا ہو گئی جس سے یہ آگ و چند تیزی سے بھڑک اُٹھی یعنی غرناطہ کا زوال اور مسلمانان اُنڈلس کی جلا وطنی۔

یوں تو پندرھویں صدی کے ساتھ ہی سلطنت غرناطہ میں ضعف پیدا ہو گیا تھا مگر شاہ فرڈینینڈ اور ملکہ ازابلا کی تخت نشینی پر مسلمانوں کا ایوان حکومت نمایاں طور سے متزلزل ہونے لگا۔ مالگا (ماجہ) اور غرناطہ کی فتح اور ابو عبد اللہ خاتم المسلمین اُنڈلس کی جلا وطنی سے یکسر سولہویں صدی کے عشرہ اول تک جو کچھ وحشیانہ ظلم اسپین نے مسلمانوں پر کئے انکی نظیر تاریخ دنیا میں کسی قرن اور کسی قوم میں باستان کا بنی اسرائیل نہ ملے گی۔ اُنے عمد شکنیاں کیں۔ انکو قومی اور مذہبی حقوق سے محروم کیا۔ بزور شمشیر ہتیمہ دیا۔ اُنکے صد ماکتب خا جلا دیے۔ انکی عورت کو بے پردہ کیا۔ اور زندہ آگ میں

بہرین غارتگری کی تھی

جلاؤں کا شکر منٹ اسپین اس پالیسی کو عمل میں لانے سے پیشتر اسکے زبون نتائج پر غور کر لیتی! کوہستان الپکیز کی بغاوت کے اختتام پر کئی لاکھ مسلمان دن جان آواستریا کے حکم سے جبراً نکال دیے گئے اور باقی خود نکل کھڑے ہوئے اور آبنا سے جبراً لڑکھو کر کے سواحل بربرہ اور ان - شریل - الجزائر - اور سیوطہ جیسے قریب اور مستحکم مقامات میں آباد ہو گئے - اسوقت انکے جوش انتقام کا اندازہ کچھ دہی خوب کر سکتا تھا چہرہ تمام مصائب و آلام نازل ہوئے - انکے نزدیک قومی شوکت

۱۷ علائہ شبلی سفر نامہ قسطنطنیہ میں لکھتے ہیں یہاں (قسطنطنیہ) میں ایک عجیب درواگیر تاشا دیکھا جسکا اثر دیر تک میرے دل پر رہا - ایک جداگانہ کمرہ میں چند عورتیں جو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہیں ایک ٹنکے میں دالی جا رہی ہیں - ایک کی پیٹھ پر جلتے ہوئے گوشت کی ٹپڑی رکھی ہے جسے لگروں سے لیکر اکرتک چار چار انگلی کھال اڑائی ہے - اسی طرح اوروں کو عجیب عجیب طریقہ سے اذیت دیا جا رہی ہے یہ عورتیں وضع و لباس سے دولت مند اور شریف معلوم ہوتی ہیں - اکثر کم سن - خوبصورت اور نازک اندام ہیں سخت تعجب ہوتا تھا کہ کن ظالم ہاتھوں نے ان جن کی دیہیوں پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی ہو گئی! دریافت سے معلوم ہوا کہ اسپین میں جب اسلامی حکومت برباد ہو کر عیسائیوں کی سلطنت قائم ہوئی تو عملاً مسلمان تبدیل مذہب پر مجبور کیے گئے - اور چونکہ اسلام کا اثر آسانی سے دلوں سے مٹ نہ سکتا تھا - انکو انواع و اقسام کی اذیتیں دیا جاتی تھیں - اور بے بسی و کمزوری کے لحاظ سے عورتوں پر ظلم کیا جاتا تھا - یہ ظلم عورتیں اسی عبرت انگیز واقعہ کی یادگار ہیں - اسوقت بکج خیال ہوا کہ آٹا ایسی عیسائی ہیں جو ہر کوئی دینے میں کرا سلام بنور شمشیر پھیلا !!!

یہ تصویریں قسطنطنیہ کے ایک ایسے عجائب خانہ میں رکھی ہیں جو ایک عیسائی دولت مند نے اپنے روپیہ کا یہاں پر علاقہ شبلی کو تعجب ہو کر اس رداگیر تاشہ کو دیکھتے ہیں مگر کبھی تعرض نہیں کرتے - بے تعصبی اسے کہتے ہیں -

نہی حیثیت۔ اور لطف زندگی انتقام میں تھا۔ مانا کہ ان مقامات میں جگر جو کچھ انھوں نے
 کیا وہ بالکل وحشت اور جہالت کا نمونہ تھا۔ بے شک وہ سفاکانہ مردم آزاری سے
 کسی طرح کم نہ تھا مگر کیا انکا جوش انتقام طبعی نہ تھا؟ بیشک وہ اس قابل نہ تھے کہ باقاعدہ جنگ
 کر کے بدلہ لیتے۔ مگر وہ اُن وحشیانہ مظالم کی سوان روح یاد کو کس طرح دل سے مٹا سکتے تھے۔
 اس موقع پر مسلمانوں کی جہاز رانی پر ایک سرسری نظر ڈالنا مناسب ہوگا۔ ابتداء میں
 مسلمان اس فن سے بالکل بے بہرہ تھے اور بے بہرہ ہونا ہی چاہیے تھا کیونکہ عرب میں
 جو انکا زاد بوم اور سرچشمہ دین و دنیا تھا سمندر کا مفہوم تھا ریگستان۔ اور جہاز رانی کا ساربانہ
 چنانچہ عرب کے ریگستانوں سے باہر نکل کر جب انھوں نے سمندر کو دیکھا تو اسکی عجیب پچسپ
 تعریف کی ہے۔ فتوح شام و مصر تک تو خود امیر المؤمنین قت نے ہی انکو بحری سفر سے با
 رکھا۔ پھر اموی خلفاء بھی مانع رہے چنانچہ موسیٰ گورنر اقصائے مغرب کو اسپین پر حملہ
 کرنے سے اسی بناء پر منع کیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ کا واقعہ ہے۔ گویا ابتداء آٹھویں
 صدی میں مسلمان بحیرہ روم میں جہاز رانی کی قابلیت نہ رکھتے تھے لیکن بعد کو ایک
 باقاعدہ حکمران قوم بننے پر جب انھوں نے دیکھا کہ حریف قوموں کا تقابل بدون
 جہاز رانی ناممکن ہے تو رفتہ رفتہ اس طرف متوجہ ہوئے اور بعد خلیفہ عبد الملک

اہل بربرکی
 جہاز رانی

۱۵ حضرت فاروق اعظم نے عمر بن العاص سے جو اُس وقت فتوح مصر میں مشغول تھے دریافت
 کیا کہ سمندر کیا چیز ہے۔ اس پر عربی جرنیل نے جواب دیا کہ سمندر ایک بڑا بھاری حیوان ہے جس پر احمق آدمی
 اس طرح سوار ہو کر چلتے ہیں جس طرح گھڑی کے بڑے گندوں پر کبوترے۔

ٹیونس مسلمانوں کا سب سے پہلا بندر گاہ اور بحری میگزین قرار پایا۔ اس وقت سے عالمانِ اقصائے مغرب فنِ مذکور میں کچھ نہ کچھ ترقی کرتے رہے اور بحری سفر کے ذرائع سے کبھی خالی نہیں رہے۔ چنانچہ بنو اعلیٰ نے ایک بڑے بیڑے کی مدد سے جزائرِ سسلی۔ سارڈینیا۔ اور کورسیکا کو فتح کیا۔ پھر بنو فاطمیہ اور بنو امیہ اندلسی نے بحیرہ روم کی حکومت کے لئے مدتوں زور آزمائیاں کیں۔ اول الذکر فریق کے پاس (اس وقت) دو سو مضبوط جنگی جہاز تھے۔ اسی طرح موحدین بھی ایک نہایت طاقتور اور عظیم الشان بیڑے کے مالک تھے چنانچہ اندلس تک اسی بیڑے کی مدد سے اُن کی رسائی ہوئی۔ موحدین کے جانشین اگرچہ پوجہ اسکے کہ وحدت سے کثرت کی طرف مائل ہو گئے تھے نہایت اُلم اور کمزور تھے مگر ایسے بحری سامان سے وہ بھی خالی نہ تھے جو عند الضرورت سواحلِ شمالی کو کسب قدر محفوظ کر سکتا اور تاجرانہ مقاصد پورا کر کے اہل ملک کے حوائج رفع کر سکتا۔ خلاصہ یہ کہ ہشہمہء تک مسلمانانِ بربر جہاز رانی میں خاصی مہارت حاصل کر چکے تھے۔

اب اہل بربر کو فراقِ بننے کے لئے اور کس بات کی ضرورت تھی؟ ملک کا شکستہ اور چاک و رچاک ساحل چھوٹی چھوٹی غمو ظالمینگا ہوں سے معمور تھا۔ جہاز رانی میں وہ اس وقت تک کافی مہارت حاصل کر چکے تھے۔ وہ اپنی ہمسایہ قوموں سے پیشہ فراقی میں صدیوں سے سبق لے رہے تھے خاص کر حضراتِ یونان اور پسیا نے اُنکو بڑے بڑے دانو بیچ سکھلائے تھے بعض اقوامِ یورپ کی متواتر عہد شکنیاں

دیکھ کر انکی نینک مٹی بھی مندرزل ہوتی جاتی تھی۔ اور پھر ملک میں کوئی ایک آہنی پنجہ بھی نہ تھا جو انکو کچی کی طرف مائل ہونے سے باز رکھتا۔ بنو فاطمیہ نے جب سے برابر سے پولیٹیکل تعلقات قطع کر دیے تھے تب سے اُن میں تفرقہ پڑ گیا تھا اور عنانِ حکومت ایک ہاتھ کے بجائے متعدد اور مختلف ہاتھوں میں گردش کرتی رہتی تھی۔ اہل ملک عموماً مرکزِ قومیت سے گرتے جاتے تھے۔ گویا ملک میں ہر طرف سامانِ غارتگری مہیا تھے اور صرف ایک قومی تحریک کی ضرورت تھی جو سولہویں صدی میں پوری ہو گئی یعنی اُنکے ہزاروں لاکھوں برادرانِ اسلام کو رنٹ اسپین کے مظالم سے تنگ ہو کر خانانِ برباد و سقیم بحال۔ لٹے ہوئے قافلوں کی شکل میں ہر طرف سے سواحلِ بربر پر ٹوٹ پڑے۔ اہل ملک کے سینوں میں قومی اور مذہبی حیثیت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ فرمانروایانِ بربر قطع نظر اسکے کہ خود بھی اُسی ایک شجر کی شاخ اور اُسی ایک شیرازہ جمعیت کے جزو تھے اگر بلحاظ پولیٹیکل مصالح امورِ اندلیسوں کے خلاف کوشش کرتے تو کیا ہوتا۔ انکی بحری اور بری طاقتیں کی سطح اس قابل نہ تھیں کہ ایسے طولِ طویل ساحل کو جا بجا عرصہ دراز تک اندلیسوں کے مقابلہ پر محفوظ کر سکتیں۔ اُدھر قومی قانون۔ دلی ہمدردی اور سچی مہانداری کرنے پر مجبو کر رہا تھا۔ ایسی حالت میں بجز اسکے اور کیا چارہ تھا کہ جلاوطن اندلیسوں کو اپنے دامنِ شفقت میں پناہ دیں اور اُنکے جوشِ انتقام میں ہر طرحِ شریک ہوں چنانچہ ہزاروں لاکھوں مسلمان اسپین سے نکلتے بلاتکلف ساحلِ بربر پر آئے پڑے اور نہتِ م

غارتگری کا بڑا سبب

کی تدبیریں سوچنے لگے۔ یہاں پہلے ہی سے گویا بھڑک اٹھنے والی چیزوں کا انبار لگا ہوا تھا جس میں صرف ایک چنگاری کی ضرورت تھی جو ہر طرح مٹتا ہو گئی اور تمام مغربی بحیرہ روم یک بیک آتش غارتگری سے بھڑک اٹھا۔

اہل یورپ کی اس وقت فی الجملہ کیا حالت تھی؟ وہ اپنے حریف ہمسایوں کو ایسے خطرناک پیشہ کی تسلیم دیکر سخت پچھتاتے تھے۔ اسپین زبان حال سے اپنی گورنمنٹ کی وحشیانہ پالیسی کو نفیرین و ملامت کرتا تھا۔ کوہستان الپکیز پر ڈن جان آسٹریا کی سفاکانہ حکمت عملی کو الزام دیتا تھا مگر خود کردہ رادمان چسیت۔ اہل بربر تین سو برس کامل تمام تجارت پیشہ اقوام یورپ کی قسمتوں کے گویا مالک رہے جس دولت مند قوم کو چاہتے ایک گوشہ چشم میں دیوالیہ بنا دیتے تھے۔ اس وقت سے جبکہ عروج اویلیزالدین بابر و سہ نے چالیس خیم شاہ اسپین کی تمام بحری اور بری طاقت کے دھوئیں اڑائیں اور انیسویں صدی کے آغاز تک جبکہ یورپ کی مشہور جنگ آزما قوموں نے ہتھیار سامنے ڈال دیے۔ بربری قزاق (بابر بری کوریر) تمام مغربی بحیرہ روم اور اسکے تنگ و تاریک حصوں کے مالک الملک لاشریک رہے تمام آئندہ دروندگان سے جو چاہتے بطور خونہاے امن مانگ لیتے تھے۔ اور اگر انیسویں صدی کے شروع میں بھی دول یورپ اپنی بحری قوتوں کی طرف توجہ نہ کرتیں تو بحیرہ روم آج تک

اس وقت یورپ کی
کیا حالت تھی

۱۷ دیکھو اندلس باب ۱۴۔ ڈن جان آسٹریا نے قریباً تیس ہزار اہل لیبیوں کو الپکیز سے جلا وطن کیا۔

اس شخص و خاشاک سے صاف نہوتا۔ اس تین سو برس کے عرصہ میں اہل
بربر نے یورپ کی کسی قوم کو قشتہ اطاعت لگائے بدون نہیں چھوڑا۔ کیا اہل
ومیس و جنیویا پسیا اور کیا اہل فرانس۔ انگلینڈ۔ سوئڈن۔ ڈنمارک۔ ہالینڈ۔ یا
اہل امریکہ سب کے لئے بحیرہ روم سے صحیح و سلامت گزرنے کی ایک ہی شرط تھی۔
یہ کہ ایک رقم کثیر بطور خراج سالانہ ادا کریں اور پیش بہا تحائف میعاد معینہ پر
نزدوں۔ چنانچہ ہر قوم یہ شرط طوعاً تو نہیں مگر کرپا پورا کرتی تھی اور نہ کیسے کرتی جبکہ
اجراٹر کے شاہی بندر گاہوں میں ہزاروں یورپین غلاموں کا دم واپسین تک ٹوکریاں
اٹھانا یا بربری شستیوں پر پابز بخیر بلیاں چلانا ایک آل اندیش دشمند کے لئے کافی
تنبیہ تھی۔

فرانس باوجود کافی اقتدار کے خاموش تھا کیونکہ بربری قزاقوں کا حوصلہ
اسپین کو تاخت و تاراج کرنا اسکی قومی اور ملکی پالیسی کے عین موافق تھا۔ ہالینڈ کو
ہمیشہ ہی فکر رہتی تھی کہ جب طرح ہو سکے اسکی حریف و متقابل قومیں تکلیف حضرت
اٹھائیں اسلئے وہ بھی ہمیشہ اس عذر پر ساکت رہتا تھا کہ اسکی تجارتی عظمت بحرا
کی دوستی پر منحصر ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب تک جمیع اقوام یورپ نے باہمی نفاق اور
خانہ جنگی کو چھوڑ کر یکجہتی اختیار نہ کی اسوقت تک انکو یہی دلتیں سہنا پڑیں چنانچہ
فرانس کے جہاں آشوب انقلاب کے ختم پر جب اس انقلاب کا ریگولیٹر مقید ہو گیا اور
برا عظم کو تحریک سے متکین ہوئی تو دول یورپ نے بمقام ایکسلاچیپل ایک کانگریس منعقد

دول یورپ کا نفاق

کی تب کہیں جا کے سچی دنیا کو عذاب الیم سے نجات ملی۔

مقدمہ ختم کرنے سے پیشتر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اُنڈلیوں نے اہل بربر کی مدد سے اور غارتگری کے پیرایہ میں خاص سپین سے کیا سلوک کیا لیں پُل نے جس دلولہ انگیز اور پُر اثر زبان میں یہ حالات تسلیم نہ کئے ہیں مناسب ہے کہ مجسّمہ اُسی کا ترجمہ پیش کیا جائے۔

”دنیا میں معلومات کے تین ہی طریقے ہیں۔ منقول، معقول، اور مشاہدہ تینوں سے ثابت ہے کہ ابتدائی زمانہ کے انسان کے خصائل درندوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ وہ اپنی وجہ معاش حیوانات کو شکار کر کے پیدا کرتا تھا یا فریب (پالیسی) سے پکڑ کے۔ اِس زمانہ کا مہذب انسان بھی اِس سے خالی نہیں مگر اُسے مار ڈالنے کے وحشیانہ طریقہ کو ایک پیشہ و جماعت کے لئے مخصوص کر دیا ہے اور اگر وہ خود اِس فعل کا مرتکب ہوتا ہے تو اُس کو ”تہذیب تکلف“ کے رنگ میں رنگ کر ”شکار“ یا ”ورزش“ جمانی کے نام سے موسوم کر لیتا ہے حالانکہ شکار بھی ایک طرح کی قسّی قلبی ہے مگر چونکہ اُس میں ذرا ”تہذیب“ کی شاخ لگ گئی ہے اور بوجہ شوق، تہذیب، امید و بیم، اور خطرہ جان کے ایک قسم کی تحریک اور جوش پیدا کرتا ہے اسلئے مقبول عام سمجھا جاتا ہے۔ تاہم یہ مہذب انسان اُس نامہذب انسان سے وحشت میں ایک قدم آگے ہے۔ وہ غیج جس (کم درجہ کے حیوانات) کو مار کر خوراک پیدا کرتا تھا اور یہ اپنے ہی اپنا ہے جس پر ہاتھ صاف کرتا ہے

گو کس قدر تہذیب و شائستگی کی ٹٹی کی آڑ میں چنانچہ مہذب اور شائستہ قوموں میں چالاک عیار اور زبردست ہمیشہ بیوقوف اور سادہ لوح زبردستوں کو نشانہ کر کے کرتے ہیں۔ اگر صریح مثال دیکھنا ہو تو قمار خانوں کی سیر کیجئے۔ یہاں ضعیف افراد اور قمار کے دلدادہ ہمیشہ مکار حریفوں کے خنجر تلے تڑپا کرتے ہیں۔ ہر طبقہ میں انکا ایک نام جدا ہے۔ اعلیٰ طبقہ میں پوچھتے تو فنانشیئر (امیران مال) کہلاتے ہیں اور نچلے طبقہ میں چور۔ اچکا۔ گٹھ کترا۔ پس تیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوٹ مار کی عادت انسان میں قدیم الامیام سے پائی جاتی ہے اور کسی خاص میں نہیں بلکہ عموماً ہر شخص میں۔ اس خیال کی بناء پر شاید ہمارے ناظرین تنزاتی کو ایک مہذب مشغلہ سمجھ کر فراق کے جوش سرست کا اندازہ کرنے کے شائق ہوں گو ہم خوب جانتے ہیں کہ ایسے فعل مذہم کی رغبت سے اُنکے دل فی نفسہ پاک ہیں۔ ہم اُنکو اندازہ کر لائے دیتے ہیں۔ بہت سے تارک الدنیا اور زانہ ان خشک ایسے ہیں کہ اگر اُنے سوال کیجئے کہ ہر شخص چور اچکا کیوں نہیں ہوتا؟ تو وہ یہی جواب دینگے ”اسلئے کہ ہم میں سے ہر شخص میں اس درجہ کی چالاکی اور عیاری نہیں ہوتی“۔ چور لیٹر بننے کے لئے فرومایگی اور جث بطنی کی ضرورت تو ہے ہی۔ لیکن ایک ایسی قوی تحریک کی ضرورت بھی ہے جس سے متاثر ہو کر انسان خواہ مخواہ حصول معاش کے جائز اور سلامت روی کے طریقوں کو چھوڑ دیتا ہے اور سدا پامند و ش طریقے اختیار کر لیتا ہے۔ نفس الامر یہی ہے کہ امید و ہم۔ تہذیب و اندیشہ اور ذاتی چالاکی و عیاری کا علم وغیرہ ہی اُس قوی تحریک کے

اجزا ہیں جو کسی منخل کے کوچہ-اچکا-ٹیرا-یا فراق بننے پر آمادہ کر دیتے ہیں یا کسی بیکا کو اُن بڑے کاموں کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں جو بطور غلط العوام "مہذب مشاغل" کہلاتے ہیں۔

ہمارے مورقزاق (اہل اُندلس) ان سب باتوں میں طاق تھے۔ مزید برآں نہایت شجاع۔ دلیر۔ اور نبرد آزما تھے۔ وہ قبل ازیں اہل اسپین سے بارہا زور آزمائیاں کر کے اپنی جرات و شجاعت کے متواتر ثبوت دے چکے تھے۔ بڑے بڑے خطرناک بحری سفر کر کے سمندر کے سرد و گرم اور سواحل اُندلس کے نشیب و فراز سے خوب واقف ہو چکے تھے۔ اُنھوں نے اکثر اس پاس کے شہروں پر بلکہ شاید سارے ڈینیٹا اور پورٹوگیز پر کامیاب ترکہ نازیاں کی تھیں۔ لیکن اس وقت وہ ایک ایسے کارخیز کی طرف متوجہ ہوتے تھے جو تمام گذشتہ کاموں سے بالاتر اور زیادہ دلچسپ تھا۔ وہ کیا؟ اُن ظالموں سے انتقام لینا جنھوں نے اُنکو اوج عزت سے خاک مذلت پر گرایا تھا۔ اُنکو خانہ برباد۔ مفلس۔ بے حرمت۔ اور آخر کار جلا وطن کر کے دنیا کے وسیع میدان میں بیکس و بے پناہ چھوڑ دیا تھا۔ وہ ناخدا ترس اور تہی القلب جنھوں نے اُنکے اعزاز و اقارب کو اور سخت جگر و قرة العین کو اُنکی آنکھوں کے سامنے بچ کیا تھا۔ اور اُنکے مذہب کی توہین کی تھی۔ کیا ایسے جفاکاروں سے انتقام لینا کا خیر نہ تھا؟ بے شک تھا۔ لیکن کیونکر؟ البحر اثر کی بند گاہ میں بے شمار چھوٹی چھوٹی اور بلکی بلکی کشتیاں سطح آب پر سنگر انداز میں جنکو برگن مین کہتے ہیں۔ آو۔ انھیں سے چند کشتیاں کنارہ پر

جلا وطن اندلسیوں کا انتقام

کھلے لائیں۔ اور انکو مشاق اور صلح ملاحوں سے آراستہ کر کے سواحل اسپین کی طرف چلیں۔ آہِ بازخی دلوں کو انتقام سے زیادہ اور کس چیز میں لذت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس چھوٹے سے جہاز میں جسکو فرقہ بھی کہتے ہیں کُل میں آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ اس ترتیب سے کہ دس اس طرف کھڑے ہوتے ہیں اور دس اُس طرف پشت پر پشت۔ یہ سب سپہ گری اور ملاجی دونوں کام دے سکتے ہیں لیکن اگر تشکی سے کچھ دور نکل کر ہوا موافق ہوئی تو کھینے کی بھی کچھ ضرورت نہو گی۔ اُس تنگ قطعہ آب میں پہنچ کر جو ساحل برابر اور جزائر بلیہرک کے درمیان واقع ہے اس ایک مسطول کے جہاز کا مشکت نما بادبان ہر طرف پھیل جائیگا۔ یہاں شکار کی تاک میں خاصی طرح چھپ سکتے ہیں۔ شاید کوئی گیلون یا پوکا اس طرف آنکے چنانچہ اس مختصر سے بیڑے کا ایک حصہ تو کسی چاک ساحل کے اندر نظر سے پوشیدہ کھے لیجاتے ہیں اور باقی ادھر ادھر چٹانوں کی آڑ میں منتشر کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شکار اپنی پیشانی سے بے خبر رفتہ رفتہ زور پہنچتا ہے تو ایک عجیب لمبی سین پیش نظر ہوتا ہے۔ یعنی دفعتاً ہر کشتی سے بلیاں پانی میں بھپکتی دکھلائی دیتی ہیں اور کشتیاں کمینگا ہوں سے نکل کر کارخ کرتی ہیں اور ایک طرفۃ العین میں ہر طرف سے منسلک بان و حسد اُسپر تلہ کرتی ہیں۔ حیرت زدہ اہل جہاز اول تو خفیف سا مقابلہ کرتے ہیں جہاز کے بالائی حصہ پر۔ کپتان کی چھتری کے نیچے حملہ آورین سے دست و گریبان ہوتے ہیں مگر بالآخر ایک حرکت کا لمذ بوح کے بعد زیر ہو جاتے ہیں۔ اور بس خاتمہ

ہر طرف سکوت ہے۔ اہل جہاز پابزنجیر جراثیم ہیں۔ اور بربری قافلہ کامیابی کے ساتھ الجھناڑ کا رخ کرتا ہے اور خوشی کے نعروں میں کنارہ پراترتا ہے۔

کبھی کوئی قافلہ خاص اندلس کا تہیہ سفر کر کے الجھناڑ سے نکلتا ہونچکی کے قریب پہنچ کر وہ فرطون کو سنگلاخ ساحل کے کسی جوف میں یاریت ہی میں چھپا دیتے ہیں اور خود چپکے چپکے کسی آس پاس کے گانوں میں پہنچتے ہیں۔ وہ گانوں جبکی چتہ چتہ زمین سے اُنکو کما حقہ واقعیت ہے اور جبکہ ہاتھ سے نکل جانے کا رنج اُنکے دل سے کبھی نہ بجائیگا۔ دیہات میں اُنکے اعزاء و اقارب ابھی تک بود و باش رکھتے

ابین پھانگرا نہ ملے

ہیں اسلئے امید ہے کہ وہ اُنکو ہر طرح کی مدد دینگے اور عند الضرورت ادھر ادھر چھپا دینے سے دریغ نہ کریں گے۔ دن بھر یہ لوگ یہاں چھپے رہتے ہیں اور رات کو جب شبنون کے لئے نکلتے ہیں تو عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ اُسی رات کا وقت ہے۔ پاس کے ایک گانوں کے باشندے چند وحشیانہ ہاتھوں کی سخت گرفت سے یک بیک سوئے سوئے چونک پڑتے ہیں مگر پھر جلدی ہی کسی کی خون آشام تلواروں کی نوکوں سے دم بخود رہ جاتے ہیں۔ اُنکے اہل و عیال حملہ آورین کے دوش بدوش اور دست بدست ساحل کی طرف چلنا شروع ہوتے ہیں تمام اثاثہ بہت جلوس میں پیچھے پیچھے ہوتا ہے۔ اس نزکۃ احتشام سے قافلہ فرطون میں سوار ہو کر واپس الجھناڑ ہوتا ہے۔ کبھی غنائم اور سبھی بندیوں کے علاوہ یہ لوگ اپنے برادران

اسلام کو بھی اہل اسپین کے پنجہ ظلم سے چھڑا لائے ہیں۔

اہل اسپین سے اس قدر بیداری کے ساتھ انتقام لینے میں جلاوطن مسلمانانِ اندلس کا لطف زندگی گویا دوبالا ہوتا تھا۔ لیکن باوجود اس کمال چابکدستی جسے اسپین کے نشیب و فراز سے کماحقہ واقفیت اور اعزاز اقدار کی اس امداد کے اکثر جان جو کھوں بھی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ کسی شکار پریش پافنادہ کی توقع پر گھر سے نکلتے تھے اور اسے میں خود شکار ہو جاتے تھے۔ تب تو انکو آپ کشت اور مات لینا پڑتی تھی اور تہنیت کا میاں برعکس مد مقابل کی خدمت میں پیش کرنا پڑتی تھی۔ جب یہ ہوتا تو انکی بری گت بنتی۔ غلام حلقہ بگوش بن کر کسی جینیو یا وینس ہجاز پر برسوں سے بلکہ شاید ہمیشہ سے پابزنجیر بیٹھے ہیں یا بلی ماٹھ میں لئے مجبوراً کسی اسلامی جہاز کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اپنے دائیں بائیں کسی ہم پیشہ کی پشت پر ظالم جلااد کے چابک کی بدھیاں دیکھتے ہیں اور قبول شخصہ کہ ”ترکی پٹے او عرانی کا پنے“ دم بخود ہیں۔

چونکہ یہ لوگ جوش انتقام سے بہوت تھے اسلئے اس قسم کے مصائب و آلام انکے لطف زلیست میں گویا ملاح تھی کبھی کبھی وہ اس امید مہووم پر عمر بھر گزار دیتے تھے کہ عنقریب کوئی عزیز و قریب خونہادیکر چھوڑا یگا یا کوئی اسلامی کشتی کفار چرسلہ کرگی اور وہ دار و گیر کی ذیل میں آجائینگے۔ تاہم اس قسم کے واقعات کثرتاً نہیں بلکہ اتفاقاً پیش آتے کیونکہ بربری فراقی عموماً کامیاب اور فخر مند رہتے تھے۔

اُنھوں نے اس ناجائز طریقہ سے اس قدر جاہ و شہرت پیدا کی اور جنگی مقامات و
 تلجحات واقع ساحل کو یہاں تک پُر رونق اور مستحکم کیا کہ کچھ عرصہ بعد جب انکی متواتر
 کامیاب سرکٹاریوں سے اُنکا کراہل اسپین نے کروٹ لی تو مرض لاعلاج ہو چکا تھا
 اسوقت سے لیکر بیس برس تک غارتگرانِ بربر مغربی بحیرہ روم پر قابض رہے
 ادھر اسپین کے آہن پوش جنگی جہاز اپنے بندرگاہوں کو زب و زینت دیا کئے
 شاید وہ اس دشمن کو کھیت و بچارہ سمجھتے تھے۔ آخر کار کارڈیل زمینس نے ایک
 جنگی بیڑا سرداری ڈن پیڈرو انکی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ اسے بربر پھینکر اول اور ان
 اور بوجیہ کو فتح کیا اور پھر خاص الجزائر کا محاصرہ کر لیا جو اسوقت کچھ ایسا زیادہ مستحکم نہ تھا
 مصورین نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی اور ایک طول طویل رد و قبیح کے بعد
 بالآخر یہ قرار پایا کہ اہل الجزائر آئندہ کے لئے سرکٹاریوں سے قطعاً دستکش ہوں اور
 اس اقرار کو مستحکم کرنے کی غرض سے ڈن پیڈرو بندرگاہ الجزائر میں ایک جنگی قلعہ
 تعمیر کرے اور اہل الجزائر کی نگرانی اور انکی سرکٹاریوں کی مزاحمت کے لئے انہیں ایک
 چھاونی قائم رہے۔ لیکن اسپین کے فتنہ جنرل نے یہ نہ سمجھا کہ ساحلِ بربر پر صرف
 الجزائر ہی ایسی بندرگاہ نہ تھی جو طوفانِ فوج کے تنور کی طرح بحری غارتگری کا مبداء تھی۔
 اکثر سنگلاخ قطعات مثل بینی کوہ سمندریں جا بجا نکلے ہوئے تھے۔ پس ممکن تھا کہ
 ایک طرف سے مسدود ہو کر یہ مفید مادہ اور متعدد اطراف سے خروج کر گیا۔ علاوہ
 ازیں اب اہل بربر کو گویا شکار کا چمکا ٹر گیا تھا وہ اس سے بطیب خاطر کیوں دستکش ہوتے

بربری قزاقوں کا استحکام
 فوت اور اہل اسپین کا حملہ

اور اگر ہوتے تو کیا بھوکوں مرتے؟ محنت مشقت سے قوت حاصل کرنا تو انکو پسند نہ تھا۔ پس بجز اسکے کیا چارہ تھا کہ ضنئین آدوی روڈ (قطاع الطریق) کی سطح قوت کا استحصال بالآخر کریں۔ چنانچہ صلیحت و قوت سے مجبور ہو کر انھوں نے کچھ عرصہ مذکورہ بالا عمد نامہ کی پابندی کی مگر جب فروٹینینڈ کے انتقال پر میدان خالی پایا تو نہ قلعہ اور چھاؤنی کی پرواہ کی۔ نہ کیتھلک گورنمنٹ کے غیظ و غضب سے ڈرے۔ تمام عمد و پیمان بالاسے طاق رکھ کر اپنا پرانا نامہ صدر تاخت و تاراج کر دانے لگے اور پشت و پناہ کے لئے ادھر ادھر جستجو کرتے لگے۔

ایسی مرصع اور ولولہ انگیز زبان میں ہمارے منصف مزاج مورخ نے یہ حالات قلمبند کئے ہیں۔ اُنکے چلتے ہوئے فقرے۔ چبھتے ہوئے جملے۔ اور ذوالوجہین الفاظ پر ناظرین خود غور کریں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ روئے سخن بربر کی طرف ہے یا اسپین کی طرف۔ اگر یہ درست ہے کہ زبان انسان کو دلی خیالات چھپانے کے لئے دی گئی ہے نہ کہ چھپے ہوئے خیالات ظاہر کرنے کے لئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انگریزی زبان اس مقصد کے لئے بدرجہ اولیٰ موزون ہے +

پہلا باب

خاندان باربروس

کسی شورش یا انقلاب عظیم کے صرف اسباب ہی اُسکی ابتداء یا تکمیل نہیں کر سکتے بلکہ ایک ایسے صرح ریگیولیٹر (قوت ضابطہ) کی ضرورت بھی ہے جو ان اسباب کو متحرک کرے اور اپنی طبعی قوت سے اُنکو نتیجہ کی طرف کشاں کشاں اُسی طرح لیجائے جس طرح کوئی شہ زور انجن ایک پوری ٹرین کو منزل مقصود پر کھینچ لے جاتا ہے اگر صرف اسباب بدون اس ریگیولیٹر کے اپنی حالت پر چھوڑ دیے جائیں تو انقلاب نہ پیدا کر سکیں گے کیونکہ اس عالم اسباب میں ایک امر ایک ہی معلول کی علت نہیں ہو سکتا بلکہ متعدد معلول کی علت ہو سکتا ہے پس اگر چند مختلف اور غیر معین علل سے ایک خاص اور معین معلول پیدا کرنا چاہیں تو ایک مرتب اور منتظم ہاتھ کی ضرورت ہوگی یہ مسئلہ نہ صرف اصول انقلاب بلکہ اصول نظام عالم کی جان ہے۔ دیکھئے فرانس کے انقلاب عظیم کے اسباب ایک مدت تک آہستہ آہستہ اندر ہی اندر لگا کئے لیکن شعلہ زن اسوقت تک نہ ہو سکے جب تک فرانس کے پوٹیشل ایٹیج پر نپولین نمودار نہ ہوا۔ اسی طرح ملک بربر میں اسباب غارتگری اگرچہ فریبنا سو برس سے موجود تھے اور یونانیو ماترتی کرتے جاتے تھے مگر رائجنگنگی اُسی وقت ہوئی جبکہ ملک میں ایک اُلوالعزم و دلیر خاندان سر بلند ہوا۔ یعنی خاندان باربروس۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹوں کو بڑائی دینا قدرت کو بہت ہی پسند ہے شاید اسلئے کہ معمولی اسباب سے غیر معمولی نتیجہ نکلتا دیکھ کر ظاہر ہیں انسان کو حیرت و تعجب ابھرتا ہے۔ ہزاروں خوش رنگ پھول اُجاڑمیدانوں میں کھلتے ہیں اور مرجھا جاتے ہیں۔

ہزاروں گوہر شہب چراغ پانی کے تنگ و تنار یک اور عمیق حصوں میں بے قرینہ بکھرے پڑے ہیں اور کسی کو انکی خبر نہیں اسی طرح وہ الو العزم اور نامور اشخاص جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا کرتے ہیں اور اپنے شمشیرِ قلم کو مسجدِ خلافت بنا دیتے ہیں ہمیشہ ایسے کان کے لعل ہوتے ہیں جس پر آخر تک کبھی کسی کی نظر توجہ نہیں پڑتی۔ وہ نپولین جس نے سینٹ پیٹرس برگ سے لیکر میڈرڈ تک تمام دول یورپ کے دھوئیں اڑا دیے تھے اور جبکی اُلوالعزمی اور نامورانہ شجاعت پر مغربی دنیا کو ہمیشہ رشک کے ساتھ ناز رہیگا۔ جزیرہ کورسیکا کے ایک چھوٹے سے گانوں کا رہنے والا تھا جسکو

باربروسہ کا عجب

۱۸۰۹ء سے بیشتر کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ اسی طرح خاندان باربروسہ بھی جزیرہ لزیس (مٹی لین) کا رہنے والا تھا جو مجمع البحرین اٹریونان میں سب سے چھوٹا جزیرہ ہے۔

اس جزیرہ کو سلطان محمد ثانی نے اول ہی اول ۱۴۶۲ء میں فتح کیا اور اپنے ایک معتبر فوجی افسر کو جسکا نام یعقوب تھا انتظام کے لئے چھوڑ کر خود دار خلافت کو مراجعت کی۔ ترکی مورخ یعقوب کو مسلمان لکھتے ہیں اور مسیحی مورخ خصوصاً اہل اسپین اُسکو

اپنا ہم مذہب و ہموطن بناتے ہیں اور اگرچہ اسکی زندگی کے واقعات میں فی نفسہ ہم کوئی ایسی ثمرت نہیں دیکھتے کہ خواہی خواہی فریق اول الذکر ہی کی تائید کریں لیکن اس میں شک نہیں کہ اسپین کے مورخ بہ نسبت وقائع نگار ہونے کے مع سرائی کی قابلیت زیادہ رکھتے ہیں اور اپنی تاریخوں کو رطب و یابس سے ملو کر کے رزمی فسانہ بنا دیتے ہیں۔ غرض کہ یعقوبؒ نے کچھ عرصہ جزیرہ لزبس کا نظم و نسق کر کے انتقال کیا اور چار فرزند چھوڑے۔ اسحقؒ۔ ایلیاسؒ۔ عروجؒ جسکو ایل یورپ اروسش کہتے ہیں۔ اور خضر جو بعد کو کپتان پاشا خیر الدین مشہور ہوا۔ انہیں اسحقؒ لزبس کے نہایت جلیل القدر اور وہ متمند تاج سروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ عروجؒ اور خیر الدین ابتدائی عمر سے جہت و دلیری کے کاموں کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اسلئے انھوں نے بیعت الیاسؒ بکھری مشاغل پسند کئے۔ لیکن الیاسؒ کو ان مشاغل سے زیادہ عرصہ تک شغف ہونا نصیب نہ ہوا بلکہ جلد ہی ہی روڈس کے قریب ایک جنگ میں مارا گیا۔

مورخین اس بارہ میں مختلف الراے ہیں کہ خاندان بارہ سہ سلاست رومی کی زندگی چھوڑ کر فتراتی کی طرف کیوں مائل ہوا لیکن ہم مقدمہ میں تاریخانہ شہادتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ اسوقت تمام جنوبی یورپ میں عموماً اور عوالی یونان میں خصوصاً غارتگری ایک جائز پیشہ خیال کیا جاتا تھا۔ نیز جزیرہ لزبس و ریاستہائے ارگون اور قتلونیا کے مابین اسوقت تجارت کا بازار گرم تھا اور جزیرہ مذکور کی تمام بندرگاہیں تجارتی جہازوں سے ہر وقت معمور رہتی تھیں۔ بلاشبہ یہی وجہ یہاں تھے

خانہ : بروکس مہر

عروج اور خیر الدین کی ابتدائی عمر کے حالات و قائلہ نگاروں نے بڑے ذوق شوق سے
 قلمبند کئے ہیں جنکا نتیجہ عموماً یہی ہے کہ یہ دونوں بھائی شروع ہی سے دلیر و جاناں رہے
 آخر کار عروج اسحق کی دولت اور اپنی قوت کے سہارے ترقی کر کے بہت
 جلد ایک مختصر سے بیڑے کا مالک بن گیا۔ مگر چونکہ مجمع البحرین یونان اُسکی بحری کتابوں
 کے لئے کافی نہ تھا۔ نیز سلاطین قسطنطنیہ کی روز افزوں ترقی اس تنگ تر قطعہ کتب
 میں اُسکے حوصلوں کی اکثر مزاحمت ہوتی تھی اسلئے اُسکو ایک وسیع تر جہاز لنگاہ کی جستجو ہوئی
 محسن اتفاق سے اسوقت اسپین میں سلسلہ جلاوطنی نہایت تیزی سے جاری تھا
 یسکنوں ہزاروں خاندان برباد مسلمانوں کے جہاز سوار بربر پر خالی کئے جا رہے
 تھے۔ یہ لوگ جو شش انتقام سے سخت مہو تھے۔ اکثر نے چارہ کا بھی شروع
 کر دیا تھا یعنی نئی اور پرانی دنیا کی دولت سے لبریز جہازات جو آبنائے جبرالٹر یا آبنائے
 مالٹا سے عبور کر کے سواحل بربر کے قریب سے گزرتے تھے اکثر اس انتقام کا شکار
 ہوتے تھے۔ اس قسم کی غیر متوقع کامیوں کی خبریں ایسی نامبارک نہ تھیں کہ بحیرہ شام
 تک محدود رہتیں اور نہ یہ قومی انتقام ایسا کاخیر تھا کہ عروج مجمع البحرین یونان ہی
 میں عزت نشین رہتا۔ چنانچہ سب سے اول سنہ ۱۱۷۱ء میں ہم اُسکو ایک مختصر سے بیڑے
 کے ساتھ ساحل بربر کے قریب کسی محفوظ و مستحکم بندرگاہ کی تلاش میں منڈلاتا
 پاتے ہیں۔ یہاں اُسکے لئے ٹیونس گویا ایک قدرتی دامن شفقت تھا کیونکہ
 اسوقت اُسکو کچھ ایسی بہت بڑی جنگی اور مستحکم بندرگاہ کی ضرورت نہ تھی۔ گولڈیا

(حلق الوید) کا چھوٹا سا قلعہ اُسکی مختصر جمعیت اور سامان کے لئے سروسٹ کافی تھا قلعہ کے پاس چند اور عمارتیں بطور گد ام موجود تھیں جہاں یورپ بھر کی تجارتیں محصول آمد و رفت ادا کر سکتی تھیں۔ گویا یہ بھی حسبِ نچوہ تھا۔ قطع نظر اسکے حلق الوید کی قدرتی وضع قطع مصنوعی سامان حفاظت کی چنداں محتاج بھی نہ تھی اور ان سب سے بڑھکر ٹینس میں یہ وصف تھا کہ جلاوطن اُنڈلیوں کے جہازات بیشتر انہی اطراف میں باگراں سے خالی کئے جاتے تھے جنکے ساتھ ہر طرح کا سلوک کرنا عروج کا نصب العین تھا۔ الغرض کچھ خفیف تذبذب اور تامل کے بعد عروج نے معہ خیر الدین اور ایلاس حلق الوید میں داخل ہو کر لنگر ڈال دیا اور اُتر پڑا۔

ٹیونس میں اسوقت نواخص حکمران تھے جو ۱۸۲۲ء میں موحدین کے بعد ملک پر قابض ہو گئے تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حکومت اسلام دراصل فاطمیین کے ساتھ بہت عرصہ سے مصر میں منتقل ہو چکی تھی۔ ملک بربر کا مرکز حکومت (القابروہ) سے دور دراز فاصلہ پر واقع ہونا جس طرح حکومت کے لئے مضر ہوا اُسی طرح اہل ملک کی تہذیب و شائستگی کے لئے بھی مضر ہوا۔ قاعدہ ہے کہ سرچشمہ حکومت ہمیشہ سرچشمہ تہذیب ہوتا ہے اور جب بوجہ بعد مسافت یا عدم موجودگی فرائض رسل و رسائل حکومت کا اثر نہیں رہتا تو تہذیب کا اثر بھی نہیں رہتا۔ ٹیونس کی اسوقت یہی حالت تھی۔ اب اُن میں وہ فضائل نسبتاً بہت کم باقی تھے جو اسلامی حکومت کے لازمی نتائج ہیں۔ اور جبکی سراپا صداقتیں اور نظیریں حکومتیں کثرت کے ساتھ تیار نہ

تاریخ اُنڈس میں ملتی ہیں بلکہ شاید یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہو گا کہ جو شل انتقام اور ہمدردی نے
 اُنکو اور بھی از خود رفتہ بنادیا تھا۔ چنانچہ جب پکتان عروج اظہار مقصد کے لئے
 محمد سلطان ٹیونس سے باریاب ملازمت ہوا تو اسکو ناموافق نہیں پایا مسئلہ محفل
 کچھ خفیف سی بحث کے بعد جلد ہی طے ہو گیا اور یہ قرار پایا کہ سلطان صوبہ ٹیونس
 کی تمام بندرگاہیں عروج کی آزادانہ آمد و رفت کے لئے کھول دے اور اسکی حفاظت
 کرنے کا ذمہ دار ہو۔ اُدھر عروج تمام غنائم کا ایک مقررہ حصہ (شاید پانچواں) شاہی بیت
 المال میں جہل کر دیا کرے۔ سلطان کو اپنے معاہدہ کی جرات و دلیری دیکھنے کے
 لئے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ تحریرِ عہد نامہ کے ساتھ ہی پکتان عروج نے اپنے
 بحری مشاغل شروع کر دیے۔ اور اول بسم اندکعبۃ نصرانیت (روم) سے کی
 جسکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

سلطان ٹیونس سے معاہدہ

ایک روز وہ جزیرۃ البآ کے قریب گھات میں لگا تھا کہ دو عظیم الشان جہا
 دور سے آئے دکھائی دیے جو مغربی دنیا کے شہنشاہ اسقف اعظم (پوپ) جلیں ثانی
 کے نقلِ عاطفت میں جنیوا سے سیوطہ کو جاتے تھے۔ اس سے پیشتر مختلف اقوام
 یورپ یا بربر کے قزاقوں سے اکثر اُنکی دوچار ہوئی تھی جنکے مقابلہ کے لئے وہ اسوت
 بھی ہر طرح پر تیار تھے لیکن اُنکو اس تازہ تر مصیبت کی کیا خبر تھی کہ ٹیونس میں
 ابھی ایک ایسا عہد نامہ لکھا گیا ہے جس سے گورنمنٹ اسپین کی خالمانہ پالیسی کے
 قاتل خانان برباد اُنڈلیوں کی آہستہ آہستہ سلگتی ہوئی آتش انتقام و فتنہ شعلہ زن

عروج کا پہلا نامگزبانہ حملہ

ہو گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ وہ جلا وطنوں کے جوش انتقام کا اندازہ بھی کر سکتے تھے۔ اگر کر سکتے تو ضرور کچھ زیادہ کروفر سے مغربی بکیرہ روم کا قصد کرتے بغرض کہ اہل جہاز بیش بہا تحائف مقدسہ کے بندل امانت میں لئے تقدس مآب اسقف اعظم کے روحانی تصرف پر بھولے ہوئے پورے اطمینان سے آہستہ آہستہ چلے آتے تھے جو کپتان عروج نے تقریباً دس فرسنگ کے فاصلہ سے اس شکار کو دیکھا لیکن ایک چھوٹا سا جہاز بلکہ کشتی جسکو صرف اٹھارہ انیس حلقہ گوش طاح بھدی تیلیوں سے لکھتے تھے کیا تاب مجال رکھتا تھا کہ اپنے سے دو گنے چو گنے جہاز کے منہ آئے اور پھر جہاز بھی شمشادہ یورپ کا وہ جہاز جسکے اذنی نقص رفع کرنے پر قیصران و مہفت اقلیم ہنسا کر گئے کو تیار ہو جاتے تھے ۵

محفل شوق کجا کعبہ امید کجا
شب نیم نشہ کجا چشمہ نور شید کجا

عروج کے رفیق اس ناموزون تقابل سے ناواقف نہ تھے انھوں نے کپتان کو ہر چند سمجھایا کہ دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں نہ جانیے اور یہاں سے پلٹ کر سی تد مقابل کو تلاش کیجئے مگر عروج نے ان معقول حجتوں کا جواب دیا تو یہ کہ تمام تیار خلاصیوں سے چھین کر پانی میں پھینک دیں تاکہ رہی سہی امید غلاصی بھی منقطع ہو جائے اور کشتی کو ایک چٹان کی آڑ میں لیکر شکار کا انتظار کرنے لگا جب ہر اول جہاز اس آفت ناگہانی سے بیخبر سطح آب پر پہل مست کی طرح جھومتا ہوا قریب آیا تو ناخدا نے یکایک دور سے عمامہ داسروں کا ہجوم دیکھ کر الارم دیا کیونکہ ساحل اٹلی کے قریب دریا

کعبہ نصرانی کے حوالی میں یہ ایک ایسا نظارہ تھا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔
 الارم دینا تھا کہ اہل جہاز سر اسیمہ ہو کر تھیاروں کی طرف پکے اور اسکے ساتھ ہی کپتان
 عروج کی کشتی کمینگاہ سے نکل کر طرفہ العین میں جہاز کے گلوگیر ہو گئی۔ اس طلسمی کھیل سے
 اہل جہاز اور حواس باختہ اور پریشان ہوئے مگر اُس طرف سے بند وقوں کی ایک
 باڑھ نے معاملہ جلد یکو کر دیا یہ پچارے اہل جنیو نے عالم بخود ہی سے بیدار ہو کر
 دیکھا تو یہ کہ ہر برف جہاز کے زیر و بالا پس و پیش ہر گنگرہ پر قابو یافتہ ہیں اور جہاز
 کے خلاصیوں سے لیکر ناخدا تک پابز خیرتہ خنجر ہیں۔ یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ عقف
 اعظم شہنشاہ یورپ کے جہاز کو ایک اونے کشتی سے کشت اور مات ہوئی لیکن کاسہ
 بمرینہ نہ ہوا تھا ابھی اُنہیں ایک قطرہ کی آؤر گنجائش تھی۔ نعمتد کپتان نے ہراول جہان قابو
 میں کرتے ہی حکم دیا کہ خبردار عقب بھی نہ جانے پائے اور اگرچہ افسران جہاز نے اُسکو
 باز رکھنے کے لئے اپنی سی بہت کی مگر یہ عروج کی اُمنگوں کا ابتدا تھا اُنسے قیدی
 افسروں کی اس فریب آمیز صلاح پر کچھ التفات نہیں کیا اور ایک بہت ہی نازک
 چال چلا یعنی ہراول جہاز کے افسروں کا لباس اور تھیار لیکر اُنسے اپنے رفیقوں کو آراستہ
 کر کے جہاز کے ہر ضروری مقام پر ایسی عمدگی سے جا دیا کہ دور سے جہاز کے اصلی
 افسر معلوم ہونے لگے۔ عقب کو ہراول کی کیا خبر تھی اسلئے وہ آہستہ آہستہ قریب آتا
 جاتا تھا جب عین زور پر آیا تو تیر اور بند وقوں کی اُسی ایک معمولی باڑھ نے اُنکو خجیواب
 غفلت سے بیدار کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ خود سنبھلیں کپتان عروج کے



جزیره کاهوت

(در طوایف)

آومیوں نے انکو ہمیشہ کے لئے سنبھال لیا۔

اہلِ برابر اور مسلمانانِ اندلس کے لئے تویہ کا میا بی مفید تھی ہی مگر کپتانِ عروج کے لئے نہایت مفید ہوئی کیونکہ اسکو مشاق اور واقفکار ملاحوں کی ازلیں ضرورت تھی اور یہیں بحرِ مکہ میں مہیا ہو گئے۔ انکی مدد سے اگلے سال اُسے اہلِ اسپین کے ایک عظیم الشان جہاز پر حملہ کیا اگرچہ اُسیں پانسویل شل جو ان تھے مگر عروج کے صفت شکن دلاوروں کے ایک پیش نہ گئی اور سب کو خط غلامی لکھنا پڑا۔ خلاصہ یہ کہ اول پانچ سال کے اندر عروج کی بحری قوت بہت زیادہ مضبوط ہو گئی۔ آٹھ مستحکم جنگی جہازوں کا ایک بیڑا گولیسٹا (حلق الوید) میں ہر وقت اسکے حکم کا منتظر رہتا تھا۔ علاوہ ازیں اُسکے دو بھائی خیر الدین اور الیاس معہ اپنی کشتیوں کے اُسکے دائیں بائیں لگے رہتے تھے چونکہ یہ اسٹاف گولیسٹا میں سامنے کے قابل نہ رہا تھا اسلئے اب اُسے جبرہ کو دارالقرار بنالیا۔

جبرہ پرت

لیکن ایسے اُلوالو العزم اور جاہ طلب شخص کے لئے مشکل تھا کہ جبرہ کی چھوٹی سی ریاست پر قناعت کر بیٹھتا چنانچہ سال ۱۱۵۷ء میں عروج کو ایک اور موقع شہرت ملا تھا آیا یعنی بوجیہ کے حاکم کو اہلِ اسپین نے مار کر تخت سے برطرف اور شہر بدر کر دیا۔ اُسے ہر طرف سے مایوس ہو کر کپتانِ عروج کو مدد کے لئے لکھا اور یہ وعدہ کیا کہ دوست کا میا بی بندرگاہ بوجیہ آپ کی اور آپ کے رفیقوں کی آزاد آؤ۔ رفت کے لئے کھول دی جائیگی۔

بوجیہ کا حکم

۱۵۰ بوجیہ اسوقت اسپین کے ظلِ حمایت میں تھا۔

عروج کے لئے یہ شرط صبرِ مردانہ تھی کیونکہ اسپین پر حملہ کرنے کے لئے بوجیہ سے بہتر
 اور کوئی مقام نہ تھا چنانچہ شہرِ اٹلہ عند نامہ باقاعدہ قلمبند کرنے کے بعد عروج۔
 معزول حاکم بوجیہ کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا۔ گوارا سوت کُل بارہ جنگی جہاز مختصر سامانِ محاصرہ
 اور گولہ باری اور صرف ایک ہزار جوان اُسکے زیرِ کمان تھے مگر چونکہ اس فوجکشی میں
 حاکم بوجیہ کی حق رسانی اور دوسری کے ساتھ جلا وطن اُنڈلسیوں کا انتقام بھی مضمر تھا۔
 اسلئے اس خبر سے ہر طرف ایک جنبش پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ہمیشہ آرزو مند رہتے تھے
 کہ کسی طرح کھلے میدان میں اُن وحشیانہ مظالم کا انتقام لیں جنکی ہزاروں لاکھوں محترم
 تصویروں سے ساحلِ بربر ایک خوفناک مرقع معلوم ہوتا تھا۔ قطع نظر اسکے عروج
 کی شجاعت تمام ساحل بلکہ افریقہ کے اندرونی حصص تک پھیل چکی تھی۔ اُسکا جوش
 شجاعت بُزدلوں کو شیرِ دل بنا دیتا تھا اور ایک مقناطیسی قوت سے ہر شخص کو اپنی طرف
 کھینچ لیتا تھا۔ غرض کہ اس ایلفار کی خبر جس کسی نے جس جگہ سنی بخطِ مستقیم جبرہ کا رخ کیا
 اس لشکرِ مور و بلخ کے ساتھ اگست ۱۲ھ میں وہ بوجیہ پر لنگر انداز ہوا معزول عامل
 بوجیہ تین ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ صبرِ قرار و سابقہ یہاں پہلے سے موجود
 تھا۔ ایک خیف سے مقابلہ کے بعد اہل اسپین اُس قلعہ میں محصور ہو گئے جسکو
 کونٹ ڈن پیڈرون نے انداد غارتگری کی ضرورت کے لئے تعمیر کیا تھا۔ محاصرین
 نے آٹھ روز کا مل قلعہ پر آگ برسائی۔ نویں روز قریب تھا کہ قلعہ کی سنگلاخ
 فصیل و برج۔ گولہ باری سے بیتاب ہو کر گر جائیں مگر عین تفت پر۔ پستانِ کبار ویں

بوجیہ کا محاصرہ

ایک گولی لگی جسکے صدمہ سے ہاتھ بالکل ہیکار ہو گیا اور وہ یہوشس ہو کر زمین پر گر پڑا اسکا گرناتھا کہ محاصرین میں ایک سرکاری پھیلگئی ایسے نازک وقت میں افسر ان فوج نے بساط اللہ نامناسب سمجھا۔ چنانچہ محاصرہ سے دست بردار ہو کر کپتان کو علاج کے لئے ٹیونس لیگئے اور اسطرح بوجیا کو اپنی پیشانی پر غور کرنے کے لئے اور مہلت ملگئی۔ واپسی میں اس ناکام اور دل شکستہ جماعت کو اتفاقہ ایک شکار ہاتھ آگیا جس سے انکی کسیدہ راسک شوئی ہو گئی یعنی ایک بڑا بھاری جہاز اسباب تجارت سے گرا ہمار جنیوا سے تبار کہ کوجاتا تھا اسکو گرفتار کر کے ساتھ لیا۔ ٹیونس پہنچ کر عروج تو جہازوں کے زیر معاہدہ رہا اور خیر الدین اسکے فاضل منصبی اپنے ذمہ لیکر بڑی دلیری سے انکی بجا آوری میں مشغول ہو گیا چنانچہ خلق الوید سے بھیل بڑھ تک تجارتی اور جنگی جہازوں کا ایک سلسلہ بندھا رہتا تھا اور بندر گاہ کے تمام گڈام یورپ کی دولت سے معمور رہتے تھے۔

جس جہاز کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے جب اسکی خبر جنیوا پہنچی تو سنیت (مجلس شورے) کو غصہ سے تاب نہ رہی اور تمام ممبروں نے انتقام کی قسم کھا کر امیر البحر انڈریا ڈوریا کو جو یورپ کے شجاعوں کی ناک تھا بارہ جنگی جہازوں کے ایک مضبوط ٹیرے کے ساتھ ٹیونس کو روانہ کیا اسنے اچانک یہاں پہنچ کر شہر پر گولہ باری شروع کر دی۔ خیر الدین جو اسوقت عروج کا قائم مقام تھا اور گولٹیا کی حفاظت کا ذمہ دار تھا اسنے معدومے چند آدمیوں اور کشتیوں کے ساتھ مقابلہ کر کے منہزم ہونا پسند نہ کیا

اور طرح دی۔ میدان خالی پا کر ڈوریا نے بندرگاہ کو تہہ کر کے لیلیا اور جب اُسکو
سمار کر کے قرار واقعی انتقام لہچکا تو لوٹ کے جہازوں سمیت جنیو کو غور کیا۔ خیرالہین
اور ڈوریا کا یہ سب پہلا مقابلہ تھا لیکن دوسرا مقابلہ جیسا کہ ناظرین عنقریب
دیکھینگے یورپ کے ایئر لائنز کے لئے چننا قابل فخر نہ تھا۔

ڈوریا کو طرح دیکر اگرچہ خیرالہین شکست فاش سے بچ گیا مگر سخت سے نہج سکا
چنانچہ حملہ کا طوفان فرو ہونے پر اُسکی جمیت نے تقاضا نہ کیا کہ عروج کے سامنے
جائے اسلئے بندرگاہ یونٹس سے بے خبر نکل کر بالا بالا جریہ پہنچا اور یہاں ایک جدید
یٹرے۔ کے تیار کرنے میں مہم تن مصروف ہو گیا۔ ۱۳۱۵ء کے موسم بہار
میں عروج بھی غسلِ صحت کر کے اپنے بھائی کا شریک حال ہو گیا دونوں نے متفقہ
کوشش اور محنت سے ایک اوسط درجہ کا جنگی یٹر تیار کر کے ۱۳۱۵ء میں قلعہ
بوجیہ کا از سر نو محاصرہ ڈالا۔ پہلا تہہ تو ناکامی پر ختم ہوا مگر دوسرے تہہ میں کچھ کچھ
سامان کا سیلابی نظر آئے تھے کہ یکایک گورنٹ اسپین کی بھیجی ہوئی لٹاک اپنی جو
قوت میں محاصرین سے دو چند تھی۔ کپتان عروج کو سخت غم و غصہ کی حالت
میں مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ کہتے ہیں کہ واپسی کے وقت بد اتفاقیوں اس قدر کثرت اور
سرعت سے پیش آئیں کہ کپتان کو اپنے جدید یٹر کیے سنبھالنے کی مہلت بھی
نہ مل سکی اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن ان جہازوں سے مستفید ہوا نہ لگا لگا کر
غرق آب کر دیا۔

مجله سبیل نبی صلا



دور یا کو طرح دیکھ کر الدین کو جو شرم و انگیز ہوئی تھی وہ اب عروج کو بھی ہوئی اُسے
 بھی اس ناکام حالت میں ٹیونس یا جبرہ کو جانا پسند نہ کیا۔ بوجہ سے آتے جاتے سل
 سمندر کے قریب راستہ میں اُسے ایک مستحکم اور دشوار گزار کوہستانی مقام دیکھا تھا
 جو مثل ایک قدرتی حصا حصین کے چند سنگلاخ چٹانوں کے پنج میں محفوظ تھا
 اور اُس کے قریب ہی ایک حب و خواہ بندر گاہ بنی تھی۔ جو نقشہ پر جیجبل یا جبل
 بنی ہلال کے نام سے دکھلائی دی گئی۔ چنانچہ عروج نے تلافی مافات کے لئے اس
 مقام کو پسند کیا۔ اگرچہ جیجبل کے باشندے سخت مغرور و سرکش تھے۔ انھوں نے
 آج تک کبھی کسی سلطان یا خلیفہ کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا تھا مگر حسن اتفاق سے
 کپتان عروج کے قدم انہوں نے بڑے فخر و عزت سے اپنے سر اور آنکھوں پر لئے
 غرض کہ یہاں جم کر اُسے پھر بحری مشاغل شروع کئے۔ اور اس خوانِ یغما میں اہل
 جیجبل کو بھی شریک رکھا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ بعد اس مغرور شہر نے کپتان عروج
 کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔

جبل بنی ہلال قریب

دوسرا باب

الجزائر کی فتح - اور ایوان حکومت کی بنیاد

مسلمانانِ اندلس کے صدیق اقبال ہر چند کہ غناطہ - شہبیلیہ - قادس - اور ایلمائے غیرہ شہروں سے جلا وطن ہو کر الجزائر کے ساحل پر فغانہ بدوشوں کی طرح پڑے تھے۔ مگر گورنمنٹ اسپین کے دستِ نطاؤل سے یہاں بھی محفوظ نہ تھے۔ ان کجختوں کے لئے کوئی وجہ معاش نہ تھی اُنکے مفید اور کارآمد مشاغل زندگی دنِ جون آواستریا کی شہر آشوب خوزیریوں نے خاک میں ملا دیے تھے۔ اگر کچھ اطمینان تھا تو وہ کھیتوں کی گورنمنٹ کے خوف سے مکڑ تھا۔ کیونکہ اس خاندانِ بادی اور سقیم الحالی پر بھی اُنکو آٹے دن ایک رقم کشمیر بطور نو بہائے اسن ادا کرنے کا کھنکھار رہتا تھا۔ تنگ چشم اور حاسد کی تھلک عاملوں کی ٹھوکریں سہنا پڑتی تھیں۔ سات برس کامل وہ ان مظالم کو مردانہ وار سہتے رہے مگر بگ سہ بریز تھا ایک قطرہ کی گنجائش نہ تھی اور وہ اسی فکر میں تھے کہ اس بارِ تنظلم کو کیسے زمین پر پٹک دیں کہ اچانک فرڈی نیٹس نے انتقال کیا۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے سالانہ خرانج بند کر کے شاہ سلیم سے استمداد کی جو اس وقت الجزائر میں حکمران تھا۔ شاہ سلیم کی فوجی قوت اگرچہ شہر مذکور کے بری مقامات کو محفوظ و محکم کرنے کے لئے تو ہر طرح کافی تھی۔ مگر بحری ناکہ بندی نہ کر سکتی تھی۔ اس صورت میں وہ اسپین کے اُس دستہ فوج کا کیونکہ مقابلہ کر سکتا تھا جو بندرگاہ الجزائر کے جنگی قلعہ پی نیں میں ٹھک رہا وقت گولہ باری کرتا رہتا تھا۔ اور جلا وطن اندلسیوں کی ہجرت

مسلمانانِ اندلس
کی حالت یہ ہے۔

سلیم شاہ الجزائر سے
اندلسیوں کی استمداد

و سکون کا نگراں تھا۔ مانا کہ شاہ سلیم کے دلاور سپاہی۔ اُن کے عربی نژاد گھوڑے
 اُنکے فولادی زرہ بکتر صرف شکن تیزی۔ اُنکی خوں آشام تلواریں۔ اور سولہاں ہج
 برہمیاں اپنے سے دو چند قوت کو پسا کر سکتے تھے۔ مگر توپوں کا جواب کون دیتا؟
 اب ایک طرف تو میٹکل تھی یعنی بحری قوت کی عدم موجودگی یا کمزوری۔ اور دوسری
 طرف انڈلیوں کی امداد۔ آخر اس ٹکس میں شاہ سلیم کا خیال جیل کی طرف پہنچا۔ چنانچہ
 اُسے بلاتامل ایک معزز ڈیپوٹیشن کپتان عروج کی خدمت میں باس درخواست بھیجا کہ
 آپ کی ذات ہم لوگوں کے لئے ملجاء و ماؤسے ہے۔ آپ خود اگر ان لوگوں کو نجات
 دیں اس مستندانہ درخواست کی قدر کپتان عروج سے زیادہ اور کون کر سکتا تھا۔ اِقت
 اُسکورپیہ اور لوازم جنگ کی اشد ضرورت تھی۔ سو یہ جیل کے مداخل اُسکی شہزادیوں
 کی کفالت نہ کر سکتے تھے۔ نہ اُسکو خود کچھ زیادہ استطاعت تھی۔ اور اگر تھی تو بوجہ یہ
 معرکوں کے نذر ہو چکی تھی۔ خلاصہ یہ کہ کچھ جا طلبی اور کچھ قومی ہمدردی کی وجہ سے
 اُسکی دلی آرزو تھی کہ سواحل بربر پر ایک مستقل مدامی حکومت کی بنیاد ڈالے۔ اور
 یہاں جگر اہل اسپین سے قرار واقعی انتقام لے۔ چنانچہ بوجہ پُر اُسے خاص اسی
 مقصد کے لئے دومرتبہ حکم کیا تھا۔ لیکن البحر اُتر بھی اُسکے مقاصد کے خلاف نہ تھا
 ان وجوہ سے کپتان عروج نے شاہ سلیم کی تجویز منظور کر لی۔ اور اواخر ۱۷۷۱ء میں
 ایک مختصر جنگی بیڑے کی کمان لیکر جس میں کل سولہ جہاز اور چھ ہزار جوان تھے جنگی
 اور تری دو نوں رہتوں سے البحر اُتر کی طرف بڑھا اور اول شہر شریل پر لنگر انداز

سلیم کی فوجی قوت

عروج کی خدمت
میں ڈیپوٹیشن

ہوا جو اجڑا اثر سے قریباً پندرہ فرسنگ جانب غرب واقع ہے اور ہر برکی مشہور و
 معروف بندر گاہوں میں شمار کیا جاتا ہے اس مقام پر پہلے بنی نصر فرمانروایان غرناطہ
 کا قبضہ تھا۔ مگر جب انکی حکومت کا شیرازہ بکھرا اور غرناطہ کے مضافات مثل اورق
 منفرد منتشر و پریشان ہوئے تو شریل ایک نوجوان ترک قرۃ حسن کے ہاتھ آگیا
 جو اسوقت تک یہاں حکمران تھا۔ مگر عروج نے اس سے کچھ اچھا سلوک نہ کیا اسکو
 پوشیدہ قتل کر کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے عروج بظلم مستقیم البحر اثر پہنچا جہاں سلطان سلیم
 اور جلاوطن اندلسی اسکے لئے چشم براہ تھے اور قلعہ پیان سے صرف ایک تیر کے
 فاصلہ پر لنگر انداز ہوا۔ ناظرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ کپتان عروج اُس قرن کا ہیرو تھا جسکے
 مسلمانان بربر میں اور برگزیدہ اوصاف کے ساتھ صفات رزمیہ بھی نسبتاً بہت کم باقی
 رکھی تھیں پس اگر اس موقع پر وہ تمام جائز و ناجائز تدابیر کامیابی خدعۂ الحرب کی حد
 میں داخل کر لیتا تو کچھ تعجب نہ تھا۔ مگر نہیں اُسے بندر گاہ میں لنگر انداز ہو کر سب سے
 پہلا کام یہی کیا کہ اسی پُرانے اسلامی طریق پر جو خلفائے راشدین اور اُسکے پیروں
 کا مسلک تھا۔ قلعہ نشینوں کو بطور اتمام حجت کہلا بھیجا کہ اگر قلعہ خالی اور سپرد کر دیا جائیگا
 تو اس طرف سے کسی طرح کی مضرت نہ پہنچائی جائیگی۔ لیکن افسر قلعہ نے جواب دیا
 کہ ”ہم اس لگروہ کے آدمی نہیں کہ معمولی نرم گرم فقروں سے بچھل جائیں۔ ذرا
 بوجیہ کے معاملہ کو یاد رکھئے“ نامہ و پیام سے اگلے دن محاصرہ کی کارروائی شروع
 ہو گئی۔ عروج کے جانباز دلاوروں نے قلعہ پر بیس روز کامل آگ برساتی بچختہ اسید

شریل کی فتح

قلعہ پیان کا محاصرہ

تھی کہ اگر گولہ باری اسی طرح آؤر چند روز جاری رہی تو قلعہ کے نو مالاٹ فضیل مبروج
عنقریب متزلزل اور سرنگوں ہو جائیں گے مگر وقتاً ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ پستان
عروج کو ہمہ تن اُس طرف متوجہ ہونا پڑا یعنی اُسکے سپاہیوں اور مسلمانانِ اُندلس کے
درمیان کچھ نفقہ پھیل گیا۔

عروج کے سپاہیوں اور
اُندلسیوں میں نفقہ

قومیں جب اوجِ عزت سے خاکِ مذلت پر گرتی ہیں تو ابتداء میں اُن میں دو
خاصیتیں عجیب پائی جاتی ہیں۔ یعنی موجودہ حالت کے عیوبِ نقائص کو تسلیم نہ کرنا
اور اپنے عادات و اطوار کو خلافِ مقتضائے وقت بدستور قائم رکھنا۔ اسکو ایک
کلیہ سمجھو جسکا ورود ہر متزلزل قوم پر مجموعاً بھی اُسی طرح ہے جس طرح فردِ افراد۔ ہم روز
مرہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دولت مند سے مفلس بن جاتا ہے۔ اُسکی تمام حالتیں متقلب
ہو جاتی ہیں۔ مگر اُلو العزى اور جاہِ طلبی میں سرسوزی نہیں آتا۔ حالانکہ یہی نقص ہے
جس سے اصلاحِ حال کا راستہ بالکل سدود ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ باقی ماندہ
قوی (مالی۔ ذہنی۔ یا جسمانی) جنکو اگر بوجہ احسن اور بطریقِ انساب استعمال کیا جائے
تو کم و بیش منہج بہ بہودی و اصلاح ہو سکتے ہیں۔ بلند نظری اور جاہِ طلبی کے غیر ضروری
اظہار میں صرف کردیے جاتے ہیں اور شخصی حالت بجائے بہتر ہونے کے
روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے۔ تمام فساد کی جڑ یہی دو خاصیتیں ہیں جو قوموں کو متزلزل
اُس قعر میں پہنچا دیتی ہیں جہاں سے اُنکو صدیوں کے بعد بھی سر اٹھانے کی
اہلیت نہیں ملتی۔ ورنہ متزلزل کا پہلا درجہ اسقدر پست نہیں کہ فرد واحد یا قوم

اُس سے روبرو نہ ہو سکے۔ جلاوطن اُنڈلیوں کی اس وقت یہی حالت تھی۔ گو وہ خاک میں گئے تھے مگر رعونت باقی تھی۔ کپتان عروج کے سپاہی جوائنتو محسن و مربی بنکر انکو اہل اسپین کے بچہ ظلم سے چھڑانے آئے تھے پیرس اور لندن یا یوں کہو کہ قریطہ و غرناطہ کے فیشن اہل اینڈ ایملی اہل (مہذب و خلیق) جنٹلمین نہ تھے کہ اس امر سے واقف ہونا سوشل فرض سمجھتے کہ ایسا غیر ضروری اظہار احسان جو شکور کی لشکری کا باعث ہوسنیاات تہذیب میں داخل ہے۔ وہ بات بات میں اپنی دستگیری اور اُنکی دست نگری کا فخر اظہار کرتے تھے۔ اور چونکہ سیدھے سادے اُنکے سپاہی تھے اسلئے طریقہ اظہار بھی کچھ نا تراشیدہ اور پختہ تھا۔ مسلمانان اُنڈس جو اپنا نسب بنی سراج اور بنی نصر سے ملا لے تھے اس تحفہ کے تحمل نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اُنکے دماغوں میں ابھی تک بڑی حکومت باقی تھی۔ غرض کہ اس قسم کی وجوہ سے فریقین میں گو نہ شکر رنجی پیدا ہو گئی۔ یہ قاعدہ ہے کہ اگر شروع میں اختلاف نہ کیا جائے تو افعال مخالفانہ کی حد تک پہنچ جاتی یہ پنجش یہاں تک بڑھی کہ ایک روز ضعیف سی نزاع لفظی پر عروج کے ایک سردار شاہ سلیم کو جبکہ وہ غسل خانہ میں تھا قتل کر ڈالا۔ مسلمانان اُنڈس نے سر اسیمہ ہو کر قلعہ نشین فوج سے بالا بالا رسل و رسائل کر کے ایک سازش کی جس میں یہ قرار پایا کہ

سید کا قتل

ایک خوفناک سازش

یہ یورپین مؤرخ لکھتے ہیں کہ یہ قتل عروج کے اشارہ سے ہوا۔ یہ امر قرن قیاس ہے۔ مگر عربی یا ترکی مؤرخ اس رائے کی تائید نہیں کرتے۔

ایک تاریخ معینہ پر ادھر سے یہ ادھر سے وہ محاصرین پر ایک ساتھ ہل کر کے اُنکا قلعہ قمع کر ڈالیں۔ کپتان عروج اس تمام سلسلہ بغاوت۔ اُسکے ابتدائی اسباب اور تدریجی رفتار سے بخوبی واقف تھا۔ لیکن اگر ایسے نازک وقت میں جبکہ قلعہ محصور نہ تیز نزل ہونے کے قریب تھا۔ وہ اپنے خطاوار سپاہیوں پر زبردستی عروج کرتا تو ضرورتاً بھر محاصرہ میں فرق آتا اور یہ فوجبشی ناکامی پر ختم ہوتی۔ اسلئے اب تک وہ چٹم پوشی سے دفع الوقتی کرتا رہا۔ بے شک شاہ سلیم کے قتل پر اُسکو کچھ کرنا چاہیے تھا اور وہ ضرور کرتا لیکن مسلمانانِ اُندلس اور قلعہ والوں کی سازش۔ وارداتِ قتل کے بعد فوراً ہی وقوع میں آگئی۔ اسلئے وہ جملہ امور جتنی کہ محاصرہ سے بھی قطع نظر کر کے اس بغاوت کے انداد کی طرف متوجہ ہوا جبہ قلعہ کی فتح۔ جلاوطن اندلسیوں کی خلاصی۔ اور عام کامیابی کا انحصار تھا۔ چنانچہ کپتان عروج نے اس نازک موقع پر ایک نازک چال چلی۔ یعنی تاریخ معینہ سے قبل حُسن اتفاق سے جمعہ تھا۔ مسجد جامع میں تمام مسلمان۔ اُندلسی۔ بربری۔ عربی۔ ترکی۔ بلا تفریق مدارج جمع تھے۔ نماز سے فراغت پاتے ہی حسب قرار و سابقہ عروج کے چند خواص نے مسجد کے دروازہ بند کر دیے۔ اور عروج نے کھڑے ہو کر بہ آواز بلند اس تمام باغیانہ سازش کا اعلان

افشاں سے راز

۱۔ یورپین وقائع نگاروں کی بڑی بھاری غلط فہمی ہے کہ شاہ سلیم کا قصاص مقدم تھا اگر عروج بیا کرتا تو گو بغاوت کسی قدر مٹ جاتی مگر اُسکے سپاہیوں کی بے موقع دل شکنی سے محاصرہ بالضرور ناکامی پر ختم ہوتا۔

کر دیا باغیوں پر ایسا رعب چھایا کہ سپاہی خود انہیں کے عماموں سے اُنکی مشکلیں کتے تھے اور وہ دم بخود تھے۔ چند سرغنہ سرداروں کے قتل سے بغاوت کا فوری اسناد ہو گیا۔ اور یہی مطلوب تھا۔

اسناد و بغاوت

اُدھر قلعہ والوں کو جو سازشی بغاوت کی امید سوہوم پرتکیہ کئے ہوئے تھے جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی گورنمنٹ اسناد کی چنانچہ کارڈنیل زمینس کے حکم سے ایک زبردست جنگی بیڑا سمیت ہزار ستیج جوانوں کے ڈن ڈیگودسی ویرا کے زیر کمان قلعہ پی زن کی مدد کے لئے روانہ کیا گیا۔ ڈن ڈیگو ایک لائق اور جنگ آزماسر دار تھا۔ البحر اثر پہنچ کر وہ ایسے موقع پر لنگر انداز ہوا کہ محاصرین کی نام بھری قوت قلعہ اور کمک کے بیچ میں آگئی۔ اور محصورین سے بذریعہ رسل و رسائل عام ہلہ کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا۔ محاصرین کے ساتھ سموی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ کپتان عروج بھی کچھ کم مدد و شجاع نہ تھا۔ اُس نے اس صنف کی ذرا پروا نہ کی بلکہ نہایت استقلال سے کمک کو بھی جواب دے تیار رہا۔ اور حکمت عملی سے اس سازشی رسل و رسائل کے کوائف بھی دریافت کرتا رہا۔ یوم مقررہ پر جب دونوں فوجوں نے ہر طرف سے ہلے کئے اور محاصرین کچھ شکستہ ہوئے تو کپتان عروج بغیر نفیس ایک چھوٹی سی جہاز ناکشتی میں سوار ہو کر کبھی فوج کے اس پرے کے سامنے دکھلائی دیتا تھا۔ اور کبھی اُس کے سامنے چار گھنٹہ کی سخت کشمکش جاں فروشی کے بعد فریقین کی ممتوں کا فیصلہ ہو گیا۔ اہل اسپین شکست فاش

معرکہ کا دن

کھا کر پسا ہوئے۔ اور ساتھ ہی سمندر میں اس قدر طوفان نیز تلاطم برپا ہوا کہ ڈن و گیکو کا ایک جہاز بھی سلامت نہ بچا۔

ایک معمولی متلاشی معاش پرالگندہ روزی شخص کا چند بے حقیقت اور محض نااہل کٹیروں اور خانہ بدوشوں کو ادھر ادھر سے جمع کر کے ایک جلیل القدر قوم کی جبری اور دلاور فوج کو ٹنکست دیدینا ایسا واقعہ نہ تھا کہ گورنمنٹ اسپین اب بھی اسکو نظر انداز کر دیتی۔ خیر کچھ ہو مگر عروج اس نمایاں کامیابی سے تمام مغرب الاوسط کا مالک ہو گیا۔ اگلے سال طینس کا شہزادہ تمام علاقہ قرب وجوار کو اس کے خلاف براہیجنہ کر کے اور باغیوں کی ایک مذہبی دل فوج کو لیکر البحر اتر پر چڑھ آیا۔ مگر عروج نے نہایت استقلال سے صرف پندرہ ہا ہیوں کے ساتھ بدون کسی توپ یا بندوق کے انکو اس قدر آڑے ہاتھوں لیا کہ تمام حملہ آوریں تہ و بالا ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اور خود شہزادہ قناتیبے بچکر کوہستان میں جا چھپا۔ اس طرح ۱۵۷۱ء میں طینس پر بھی عروج کا قبضہ ہو گیا۔ اگلے سال طلسان کو

صوبہ البحر اتر کی تعمیر

بیا۔ خلاصہ یہ کہ ۱۵۷۱ء سے پہلے پہلے وہ تمام صوبہ البحر اتر پر مستلظ ہو گیا صرف دوران اور چند چھوٹے چھوٹے قلعے مثل پی تن و بوجیہ وغیرہ ورنہ ساحل گورنمنٹ اسپین کے قبضہ میں باقی رہ گئے۔ اس وقت عروج کی سلطنت وسعت میں فیض و مرا کو سکے کی طرح کم نہ تھی۔ البحر اتر میں جگر عروج نے ڈن و گیکو دسی ویرا کی پھیلی دوستانہ ملاقات کو کئی تیرہ شکاریہ کے ساتھ ہنر مند نفیس واپس کیا اور سواحل اسپین پر خوب لکھو کر تلبے کئے کبھی ایسا نہوتا تھا کہ اسکی ترکتاز کشتیاں سیکڑوں ہزاروں اندھیوں کو اسپین سے چھڑا کر

اندیس کے سمناؤں کی کشتیاں

نہ لائی ہوں جس طریق پر یہ تھے کئے جاتے تھے اسکی تفصیل مقدمہ میں بیان کی جا چکی ہے۔ اسپین تو خیر اپنے کئے کی سزا بھگتا ہی تھا مگر جیوا۔ نیپلز۔ دینس جو اقسوت یورپ بھر میں مشہور تجارتی منڈیاں تھیں اُنکے جہازات بھی کپتان عروج کو چنگی دیے بدولت بحیرہ روم سے نہ گذر سکتے تھے۔

مارکوٹیس ڈی کیمریس جو قلعہ اور ان کا گورنر تھا اپنی تفصیلی رپورٹوں کے ذریعہ گورنمنٹ اسپین کو ہمیشہ اس طرف توجہ دلاتا رہتا تھا۔ آخر کار جب چارلس پنجم تخت نشین ہوا تو اُسے پندرہ ہزار چیدہ جوانوں کی ایک جبری فوج اہل الجزائر کی گوشمالی کے لئے بھیجی۔ عروج اس وقت صرف پندرہ سو سپاہیوں کے ساتھ ظلمسان میں مقیم تھا۔ ایسی حالت میں اپنے سے دس گنی قوت کا مقابلہ کرنا اسے خلاف مصلحت سمجھا اور بڑی جنگ کی تیاری کے لئے معہ خدم و حشم الجزائر کو بلٹا۔ بہتہ میں ایک دریا حائل تھا۔ کپتان عروج تو معہ ہر اول اُس سے بحیرت عبور کر گیا مگر قلب۔ قلب دریا۔ اور عقب ہنوز اُس کنارہ پر تھا کہ اہل اسپین نے خبر پا کر پیچھے آدبایا اور سخت کشت و خون کیا۔ عروج نے اپنے جانباز رفیقوں کی آواز النیاث! النیاث! سنی اور نہ رہ سکا۔ فوراً اس کنارہ پر واپس آکر روشن کی صفوں میں شمشیر بھٹک گیا۔ اگرچہ مسلمانوں کی خفیف جمعیت اسپین کی ٹڈی دل فوج میں ”مٹے از خاک بطوفان فوج“ سے زیادہ نہ تھی مگر جیسا کہ ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے ”مسلمانوں نے حیرت انگیز دلاوری سے مقابلہ کیا۔ انہیں سے ہر ایک شخص نے مثل شیر بہر

عروج کی شجاعت اور بہت

دم واپس تک منجھ نہ موڑا اور نقد جان فروشی کی۔ یہاں تک کہ ایک متنفذ بھی
پشت دیکر نہیں بھاگا۔ اس گنج شہد امیں پکتان عروج کی لاش بھی موجود تھی جو اپنے
ہیبت ناک چہرہ سے صاف تسمیر نہوتی تھی اسکے ماتھے میں تلوار تھی جسکو دیکھ کر معلوم ہوا
تھا کہ زمین پر گر کر بھی اسنے اپنی آنر (عزت) کو نہیں بلکہ قومی آنر کو بچایا۔

یہ معرکہ فی الحقیقت اس قابل ہے کہ انسپس ویلیر کے حادثہ کی طرح دنیا کی پندرہ
فیصلہ کر دینے والی لڑائیوں میں شمار کیا جاسکے اور معرکہ تھربا پل کا ہم پلہ ہو ویاں رولنڈ
رائیس ویلیر سے گذرنا تھا اور یہاں عروج ایک دریا سے۔

جن لوگوں نے عروج کو بچشم خود دیکھا ہے انکے بیان کے بموجب وہ قریباً
پینتالیس برس کی عمر میں قتل ہوا۔ کچھ زیادہ بلند و بالا نہ تھا۔ بلکہ سیانہ قد جسم موقی
ہیکل۔ ڈاڑھی اور سر کے بال سرخ تھے۔ آنکھیں تیز۔ روشن۔ اور تجسس تھیں ورنل
کی چپنی ظاہر کرتی تھیں۔ ناک اونچی لمبی اور طوطے کی چونچ کی طرح سامنے سے کسیدہ

۵۱ میں پور صفحہ ۲۵۲۔

۵۲ شارلمین شاہ فرانس نے اسپین پر حملہ کیا۔ واپسی میں انسپس ویلیر کے درہ میں اسپین کی
قوموں نے فرانسیسی فوج پر چھاپہ مارا۔ واقعات تو نہایت معمولی ہیں مگر پورمیں سورخوں نے
اس معرکہ کو صرف اسلئے کہ رولنڈ شارلمین کا جنرل اس میں بے کسی کی حالت میں قتل ہوا۔ دنیا کی
پندرہ فیصلہ کر دینے والی لڑائیوں میں داخل کر دیا۔ اُنڈس باب ۳۔

۵۳ تھربا پل کا واقعہ بھی دنیا کی پندرہ فیصلہ کر دینے والی لڑائیوں میں داخل ہے۔ اگر کزیر
شاہ فارس کے حملہ کے وقت یونینڈیس یونانی جنرل تھربا پل پر چڑھنے انگیزہ لاوری سے
لوکر قتل ہوا۔

جھکی ہوئی۔ چہرہ کا رنگ خوشنما صاف مگر کچھ گندمی۔ نہایت نامور شجاع نہایت
 الوالعزم اور مستقل مزاج۔ بلند جوصلہ۔ دلیر معرکہ آرا۔ رحم دل۔ اور فیاض منش تھا خوشنوا
 نہ تھا مگر میدان جنگ میں۔ نہ سفاک طینت تھا مگر سرتابی کرنے والوں کے لئے۔ تمام
 سپاہ اور اراکین و بار اسکی دل سے قدر و منزلت کرتے تھے۔ اُس پر ہزار جان سے فریفتہ
 تھے۔ مگر باہنمہ نہایت مرعوب تھے۔ رعایا سبجاے خوف کے محبت سے اسکی اطاعت
 کرتی تھی۔ اسکے انتقال پر ہلال پر ہر شخص نے ہر ہر ریشہ دل سے ماتم کیا۔ خصوصاً
 جلاوطن مسلمانانِ اُندلس کو انتہا درجہ کا قلق ہوا۔ ان بد نصیبوں کے ساتھ اسکو
 دلی ہمدردی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ بربر کے چودہ برس کے قیام میں اُس نے اہل
 اسپین کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔

عروج کی خدمت کی
 پوری تصویر

عروج نے کوئی فرزند وارث تلج و تخت نہیں چھوڑا



تیسرا باب

خیر الدین باربروسہ

شاید ہمارے ناظرین کپتان عربج کی نسبت کوئی غیر ضروری سُخن ظن قائم کریں۔ اور کچھ تعجب بھی نہیں کیونکہ اُسکی زندگی کے چند شکستہ اور نامتام واقعات جو پچھلے باب میں بیان کیے گئے ہیں۔ باوی النظر میں اس قسم کے گمان کی تائید بھی کرتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کی زندگی کا دستور اہل ہر قرن کے ساتھ بدلتا رہتا ہے آج انیسویں صدی ہجری میں انسانی سوسائٹی کی جو حالت ہو وہ بیسویں قبل مسیح میں ہرگز نہ تھی۔ یہ درسیانی مدت جو قریباً سو اچار ہزار برس ہوتی ہے اگر لمبی غلط سوشل سائنس ترقی قرون متعددہ پر تقسیم کی جائے تو ایک سلسلہ عظیم معلوم ہو گا اور ہر قرن میں انسان کا سوشل کوڈ (مجموعہ قوانین تمدن و اخلاق) ضرورتاً تبدیل و کھلائی دیگا۔ آج

جو قوم دنیا میں سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ خیال کی جاتی ہے وہ

سیکونڈ ہزاروں قالمب ٹے کر کے اس معراج تہذیب تک پہنچی ہے۔ پس قرن اولیٰ کی انسانی زندگی کا اندازہ اگر قرن اخیری کے معیار سے کیا جائے تو بُعد الشیخین ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح کپتان عربج کی نسبت صحیح رائے قائم کرنا ہو تو اقوام پورے

کی پرانی تاریخیں خصوصاً متعلقہ قرن وسطیٰ پر مبنی چاہئیں تاکہ معلوم ہو کہ اُس وقت

قرن انہمی میں عرب
کا علم پہلوان ناطر

۱۵ طوفان فوج کا اختتام ہو جو وہ دنیا کی ابتدا خیال کیا گیا ہے غالباً ۲۳۰۰ قبل مسیح میں ہوا اس لحاظ سے دنیا کی عمر سو اچار ہزار برس سے کم نہیں سمجھی جاسکتی۔

یورپ کی کوئی قوم اس قسم کے ناجائز بحری مشاغل سے خالی نہ تھی۔ قطع نظر اسکے
 مشرق چارلس بریڈلا جیسے بیدار مغز و مصلح القوم بزرگوں کے سن سہی سے یورپ کا
 مذہبی جوش و خروش جس درجہ پر آج اُنیسویں صدی میں دکھلائی دیتا ہے قرن و سٹھی
 میں نہ تھا۔ اُسوقت یورپ کی مذہبی عنان حکومت کی تھلک پیشوا یاں روم کے
 مقدس ماتھوں میں تھی جو ذرا اشارہ پر تمام یورپ کو جہاد کی طرف مانک دیتے تھے
 پس کپتان عروج اُسی زمانہ کا ہیرو تھا جبکہ خود اہل یورپ فسادِ فی الارض کے از حد
 مشتاق تھے۔ اور نہ صرف اپنے ہمجنسوں کے حقوق ہی غضب کرتے تھے بلکہ اپنا
 جنس کے خون کو دریائے ڈینیوب اور گولڈ لکیور کے پانی کے برابر بھی قیمتی سمجھتے
 تھے۔ اسپین کے ایک نیشنل ہیرو کی نسبت لین پول نے ایک مقدمہ لکھا ہے جسکو
 ہم مجنسہ اس غرض سے نقل کرتے ہیں کہ ناظرین کو ہمارے ہیرو کی نسبت صحیح رہے
 قاکیم کرنے میں آسانی ہو۔ وہو ہذا:-

”اگر ہیر وازم (نامورانہ بہادری) کو مذہبی اور روحانی صفات کے دائرہ میں محدود
 کریں اور ہیرو (نامور) سے ہمیشہ صبر و تحمل۔ رحم و انصاف کی توقع رکھیں تو ایک
 سڈ کیا کہو بڑے بڑے رفقاء دیرینہ کو الو واع کہنا پڑیگا۔ پھر تو یہ کہتے کہ ہومر واقعی

یہ شخص بھی کچھ کم ہے اصول شجاع نہ تھا۔ اُنڈس باب ۱۱۔ ہومر نے کتاب الیڈ میں شہر ٹرے
 کے حالات محصورہ رزمیہ نہ نظم کے انداز پر لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مند ایشیلز نے
 ہکٹر اپنے مغلوب دشمن کی لاش کو بے گور و کفن پتروں میں رسی باندھ کر شہر ٹرے کی کنسیل کے
 گرد و حصار نا بھیجا۔

اسپین کے ایک ہی نام
شجاع کی تشبیل

ہو مر (اندھا) ہی تھا کہ بجائے کسی کریم نفس اور محمد بزرگ کے ایشیلین جیسے
قتی القلب اور خادترس کو ہیرو گروان بیٹھا جسے کپڑ کی لاش کو نہایت ہیروئی
شہر ترانے کے گرد کھینچا۔ مگر بالانہما ایشیلین تاریخی دنیا میں نہایت مشہور ہیرو ہے۔
اور ایلید کی توجان ہے۔ قدیم زمانہ کے نامور بہادروں میں فیصدی نوٹے ایسے تھے
کہ اُن نے بیشمار وہ افعال نامائشہ سرزد ہوئے ہیں کہ اگر اس تہذیب شائستگی کے
زمانہ میں ہوتے تو نہ صرف ظالم و پیرحم کہلاتے بلکہ سخت خو خوار اور وحشی درندے
سمجھے جاتے۔ پس موزخوں کی یہ بڑی کج فہمی اور کو عقلی ہے کہ زمانہ حال کے مجموعہ
قوانین اخلاق کی پابندی ہزار سالہ مردوں سے کراتے ہیں جنہوں نے حالت تاریکی
میں آنکھ کھولی اور اُسی میں بند کر لی۔ مانا کہ وفیق سے بہتر نہ تھے۔ وہ طلائے لہجس
نہ تھے۔ اچھا تو وہ یم دخل سہی۔ پھر بھی تو یہ ممکن ہے کہ ہم انکی نامورانہ بہادریاں۔ اُنکے
یادگار زمانہ کارنامے پڑھ کر مسرور الوقت ہوں اور خیال کریں کہ وہ اپنی خون آشام
تلواریں گھماتے ہوئے کس طرح دشمن کی طرف پلکتے تھے۔ اُنکا حملہ کیسا سخت اور
صف شکن ہوتا تھا۔ اُنکے بلند اور موزون قد۔ اُنکی شعلہ فشاں آنکھیں جلنے کے وقت کبھی
پیاری معلوم ہوتی تھیں۔ غرض کہ اُن میں بیشمار ایسی صفات تھیں کہ اگر ہم چاہیں تو اُنے
ہر طرح محفوظ ہو سکتے ہیں۔ یہ سمجھنا خطا ہے کہ وہ فلاسفر یا معلم الاخلاق تھے جس معاشرے
یا طر تمدن کے موجد و مصلح تھے۔ وہ انہیں سے کچھ بھی نہ تھے۔ بلکہ وہ تو صرف نامور
بہادر۔ تیغ آزما۔ دلیر میدان تھے۔ یاد لیروں کے سردار تھے۔ اور بس۔“

اگر یہ منصفانہ فیصلہ صرف یورپین ناموروں کے لئے مختص نہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ عروج یا خیر الدین کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔

دلیر جان باز شجاع۔ اقبال مندرکپتان عروج کے انتقال پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ عالی شان ایوان حکومت جو اسے چودہ برس کی جانفشانی اور عزیزی سے بلند کیا تھا اس کے ساتھ یکا یک نہ خاک ہو جائیگا۔ اور ضرور ایسا ہی ہوتا۔ اگر سپہن کی فوج اندرونی مقامات کی طرف ایک ایسا غار اور کرتی۔ مگر مارکوئیس کیمیراس نے اس فوری کامیابی پر نازاں ہو کر غور و منظر و تصور اور ان کو عود کیا اور پیرے کو داپس سپہن کر دیا۔ اس در اسی غفلت نے انجرائز کے ایوان حکومت کی بنیادیں گویا تین سو برس کی استواری کوٹ کوٹ کر بھردی۔ اہل انجرائز بہت جلد تلافی مافات کر کے پھر اسی انتقام پر اتر آئے اور سلسلہ فتوح پھر شروع کر دیا۔

عروج نے اگرچہ کوئی فرزند نہیں چھوڑا مگر جانشین ایک ایسے شخص کو چھوڑا جس پر انجرائز کو ہمیشہ ناز رہیگا۔ یعنی اُسکا چھوٹا بھائی خیر الدین باربروسہ بڑے بھائی میں رزمیہ صفات فی الحقیقت نہایت اعلیٰ درجہ کی تھیں مگر انہیں تہو کا اثر پایا جاتا تھا خیر الدین بھی دلیری اور شجاعت میں کچھ کم نہ تھا بلکہ سلیقہ مکراری اور عام صفات حاکمان میں اُس سے بڑھا ہوا تھا۔ مزید بریں وہ استعد و ہمت مند اور عاقبت اندیش تھا کہ ہر حال کی مضرتوں کو پیش از وقت دریافت کر کے چارہ کار کر لیتا تھا۔ اور کبھی کسی ایسی مہم میں نہ پھنستا جس میں کامیابی محذوش و مشتبہ ہوتی۔ مگر ساتھ ہی اگر طریقہ کامیابی کو خدشات سے

خیر الدین باربروسہ
کا چھوٹا

خیر الدین کی پاسی

خالی دیکھتا تو سب سے زیادہ بڑھکر قدم مارتا۔ اسلئے میں زمام حکومت ہاتھ میں لینے
 اس نے فوراً ایک قاصد مع تحائف گراہا قسطنطنیہ بھیج کر سلطان کی غلٹ اور اپنی عبودیت
 کا اظہار کیا۔ اور مرسلہ میں لکھا کہ صوبہ الجزائر کو تیرین ہنگام با بعلی نے مضامات
 عثمانی میں داخل کرنے کی غرض سے فتح کیا ہے سلطان کی ظل حمایت کا ہر طرح مستحق ہے
 سلطان سلیم اس وقت شام و مصر کی فتح و الحاق سے فارغ ہی ہوا تھا کہ یہ سفارت پہنچی
 بلحاظ پولیٹیکل مصالح امور گورنمنٹ ٹرکی کا سب سے پہلا فرض تھا کہ نو مسلم و رعایا
 مصر کو ایک گونہ محفوظ و مامون رکھنے کی غرض سے عاملان ٹیونس و الجزائر کے ساتھ دوستانہ
 تعلقات پیدا کرے۔ کیونکہ ان ریاستوں کو مصر سے قریب و بی تعلیق ہے جو کابل کو ہندوستان
 سے۔ ہمارے اکثر ناظرین واقف ہوں گے کہ انڈین برٹش گورنمنٹ نے صرف رعایا ہندوستان
 کی بہبودی کے لئے اس خیال کا یہاں تک اتباع کیا کہ جنرل گلناری جیسے دلاوروں کو نشانہ
 کر ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اور اب تک بھی اُمرائے کابل کی شہ خچیوں اور آئے دن کے
 سرحدی کمیشنوں کے مصاف کا باوجود یو الیہ ہندوستان کے خزانہ پر ڈالا جاتا ہے۔ وہ
 بھی اسی خیال کا اتباع ہے۔ لیکن سلیم کی خوش طامی اور اقبال مندی تھی کہ خیر الدین خیر
 ستعی ہوا۔ پس اگر وہ اس مرسلہ پر لحاظ نہ کرتا تو با بعلی کی پوسٹکل فرست اور فائدہ الپسی
 پر بہت بڑا جوب تھا۔ چنانچہ مرسلہ کے جواب میں سلطان نے بہت کچھ اظہار خوشنودی
 کیا۔ اور خیر الدین کو صوبہ مذکور کا گورنر مقرر کر کے معمولی نشانات گورنری یعنی قمر تلواریں
 ۱۲۳۵ھ۔ اگست ۱۸۱۹ء کو اس میدان میں جہاں حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر بتائی جاتی ہے کانٹو غازی پاشا نے مصر
 کو شکست اور موت نصیب ہوئی۔ ایڈورڈ کریسی باب۔

سلطان سلیم کی
 پالیسی

ایک مثال

سلیم کا جواب

اسپ۔ اور نشان دُم اسپ عطا فرمائے۔ اور دو ہزار جان نثار یوں کی ایک مختصر فوج بھی بطور کمک بھیجی۔ نیز باشندگان قسطنطنیہ و اطراف و جانب کو ابھارا زمین نقل مکان کرنیکے لئے بہت کچھ ترغیب دلائی۔

خیر الدین جب بنیاد حکومت کو اس طرح مستحکم کر چکا تو خاص بربر کی ہمدردیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ جقد عربی قبائل قرب جو اس کی ریاستوں میں حکمران تھے اہل اُن سے رشتہ موت قائم کیا۔ پھر تمام قلعہ جات محروسہ واقع ساحل یعنی لیمانہ، شیشل، طینس، مستغرم وغیرہ کی فوجی قوت کو بڑھایا۔ اور جب خوب اچھی طرح قلعہ بند کر چکا تو اسپین کے مضائقہ واقع ساحل بربر کی طرف بڑھا۔ کیونکہ سالگزرشتہ کا معرکہ جس میں اسکا دلیر و شجاع بھائی اُس سے بیوقوف چھین لیا گیا تھا۔ ابھی فراموش نہوا تھا۔ ایٹلیا کی خبر سنکر گورنر اسپین نے خود پیشقدمی کی۔ اور ایک بڑا بھاری بیڑا جس میں پچاس جنگی۔ و سفینہ شاہی۔ اور کتنے ہی بار برداری کے جہاز۔ اور کئی ہزار چیدہ جوان تھے بدری اسپین البحر ڈن ہوگوڈی مونکیڈا روانہ کیا۔ مگر خیر الدین کی کاروائی اور شجاعت کے ایک پیش نگہی۔ اور تمام بیخبر نقصان کے بعد منہزم اور غرقاب ہوا۔

یہ نمایاں فتح گویا تمام کامیابیوں کی کلیب تھی۔ کیونکہ اسکے بعد بارہویکا ستارہ اقبال یونانیوں کا بلند ہوتا لیا کول۔ ہونا۔ قسطنطنیہ پر اسکا نشان دُم اسپ لہرانا تھا۔ ساحل البحر اُتر پرشیکا قبضہ تھا۔ اکثر سال میں دومرتبہ وہ اپنے اٹھارہ جہازوں کے خاص بیڑے کی کمان

ہی کا سلطنت

گورنر اسپین کا
ملاؤ شکست

لیکر سوا ل اسپین پر ایٹھا کرنا اور اندلسیوں کو چھڑا کر لانا۔ ملک بربر کے بڑے بڑے
 مامی دلیز اسکی شجاعت کا شہرہ منکر ہر طرف سے جمع ہو گئے تھے جہنم بعض کو فی الحقیقت
 تازیخانہ شہرت حاصل ہو۔ مثلاً طرغندیس۔ صالح رئیس۔ صفنان رئیس۔ ایدالدین رئیس۔ یہ لوگ
 بیشتر علیحدہ علیحدہ اور کبھی باہم ملکر بحیرہ روم کا دورہ کرتے تھے۔ دورہ اکثر مئی سے شروع
 ہو کر ستمبر کے ساتھ ختم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ خزاں کے طوفان خیر موسم میں بحیرہ روم جہازوں کے
 لئے سخت خطرناک تھا۔ اس قلیل عرصہ میں خیر الدین کے افسر مغربی بحیرہ روم کے ہر حصہ
 میں دکھلائی دیتے تھے۔ جزائر بلیک نیز ساحل اسپین کے ہر قصبہ سے سالانہ ٹیکس
 (مال و بندی) وصول کرتے تھے۔ بلکہ آبائے جبرائیل سے گزر کر بندر گاہ قاض (کیٹز) تک
 کی خبر لاتے تھے۔ کوئی چیز انکے حملہ سے محفوظ نہ تھی۔ نہ تاجروں کے جہاز تاج مقابلہ کھتے
 تھے۔ نہ اسپین کے جنگی بیڑے۔ شاہ چارلس کے بڑے بڑے نامی جرنیل اور کرنل۔ بندر
 آزما و مبارز۔ جب کبھی بغرض اظہار عبودیت یا آٹھارہ قادیسی نفس پوپ کی خدمت میں
 اٹلی کو جاتے تھے تو بحیرہ روم پر چھوٹک چھوٹک کر قدم رکھتے تھے۔ جہاز رزنا تھا۔ بادبان
 تختہ لاتے تھے۔ مسطول کا مپتا تھا۔ اور ہندو کا نیگلوں پانی اپنی ہیبت ناک تمجوی
 آواز سے خیر الدین! خیر الدین! کا الارم دیتا تھا۔ یہی وہ جہاں آشوب زمانہ تھا جس کو
 سرگراہیل پافرنے ”سکرج اوکر سٹڈم“ (سیحی دنیا پر عذاب الیم) کے نام سے

۱۵۰ سو ق اسپین امریکی تجارت سے متعلق ہوتا تھا۔ اور تجارتی جہازات جو فی دنیا کی دولت سے مالا مال واپس اسپین ہوتے تھے وہ اکثر
 ہنگامہ کیٹز پر آتے تھے۔ ۱۵۱ عروج کی غلامی سے آزاد ہو کر اہل اسپین نے جب قریب زندگی از سر نو شروع کی تو ان پر پندہ بھی لگ
 زیادہ اوجھڑا تھا۔ کوئی کام مقصد اعظم کے استخراج معدن نہ کرتے تھے۔

موسوم کیا ہے۔ یہی وہ خوفناک دور تھا جسے اقوام یورپ کو تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک کنڈیس جھنکائے۔ لیکن پلے فر صاحب ہکو ذرا تباہیں تو سہی کہ ”خود کردہ رادماں صہیت“ یورپ نے خود بھڑک اٹھنے والی چیزوں کا انبار لگایا اور اسپین نے دیہاتوں کو دکھائی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاندان باربروسہ کی رزافروں ترقی سے ڈر کر گورنمنٹ اسپین نے ازراہ عاقبت اندیشی کچھ عرصہ سے مسلمانانِ اُندلس کی بجلا وطنی مسدود کر دی تھی اور وہ انڈیشی بھی کچھ بچا نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ گھر کے بھیدی تھے۔ اور جب جلا وطن ہو کر افریقہ پہنچتے تو بڑی آوازوں سے باربروسہ کے ظل حمایت میں اکر اسکو سواہل اسپین کے ہر شیب و فراز سے آگاہ کر سنے میں انتقاما مدد دیتے تھے۔ اسپین میں نظر بند رکھنے کی صورت میں کم از کم یہ تو تھا کہ یہ سالانہ آفتیں سخت سے سخت تر تو نہ ہوتی تھیں اوائل ۱۵۲۹ء میں خیر الدین کو سلاطین ملی مسلمانانِ اُندلس کے کئی سوا قبائل القنطرہ (الکنت) بیلنسیہ (ولینشیا) غنہ مقامات میں جو اسپین کے مشرقی سواہل پر جزائر منورکہ مجورکہ فرنطہ کے بالمقابل واقع ہیں سخت مصیبت میں گرفتار اور کسی بیرونی مدد کے منتظر نہیں اور آخر میں اسنے چودہ جہازوں کا ایک بیڑا سپرداری ایدالدین رئیس اور صالح رئیس اُن کو چھڑانیکے لئے روانہ کیا۔ اُنھوں نے اول مجورکہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اور یہاں سے یورپ میں کشتیوں کا شمار کیلئے قریب شب اسپین کی بندرگاہ اولیوا (علویہ) پر لنگر انداز ہوئے۔ بموجب قرار و سابقہ۔ اُندلسی قبائل یہاں پہلے سے منتظر تھے۔ ایدالدین نے جھٹ پٹ قریباً دو سو فاندان سوار کر کر اور غوراً انکو اٹھا کر جزائر بلیک کا رخ کیا۔ اور دھڑپین کا المیہ بر

ایداہل بن عربک
طہ

علویہ کا مسکہ

جنرل پورٹنڈو اور
ایڈالین کا مقابلہ

جنرل پورٹنڈو چارلس چپسم شاہ اسپین کو جسیرو اسپنچا نے کیا تھا تاکہ تقدس آب پوپ صاحب اپنے ہاتھ سے رسم تاج پوشی ادا فرمائیں۔ واپس ہوتے ہوئے ساحل کے قریب پہنچ کر جب اسکواڈس واقعہ کی اطلاع ملی تو فوراً القاب میں چلا جہاز ریلیرک دہلیہ پر قریباً پانسو قدم کے فاصلہ سے دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ایڈالین بھی کوئی معمولی نہرو آواز نہ تھا۔ انڈلیوں کو پاس کے ایک چھوٹے سے ٹاپو میں اتار کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ جنرل پورٹنڈو اس واقعہ سے بے خبر رہا بھی اس شش فوج میں تھا کہ بربری بیرے پر کس طرف سے بلہ کرے جو ایک جانب سے صلح رئیس اور دوسری جانب سے ایڈالین نے ایک ساتھ ہلے کر دیے۔ شجاعان اسپین نے جنین چارلس کے خاص جیدہ جوانان باڈی گارڈ بھی تھے خوب دادرمانگی دی۔ مگر بربری لاوڈ کا لوہا ماننا پڑا۔ جنرل پورٹنڈو اس معرکہ میں کام آیا۔ سات کوہ پیکر جہاز جنین گورنٹ اسپین کا لکی پی ٹانہ، علیہ درجہ جہاز بھی تھا۔ ایڈالین کے ہاتھ آئے۔ اوباقی شکستہ و ریختہ ہو کر جزیرہ ایویکا کے کنارہ جا گئے۔ اس معرکہ میں جلاوطن انڈلیوں کے علاوہ سینوں حلقہ بگوش مسلمان نلاسی جگم اسپین کے جہازوں پر بلیاں چلاتے چلاتے عمر گزر گئی تھی۔ اس ٹرائی میں نہ صرف آزاد بلکہ خیر الدین کی بدولت مرزا محال ہو گئے۔

انڈس کے مہمان کی
آزادی

تیسرے برس یعنی ۱۷۷۷ء میں اہل اسپین نے آئسڈ الجھڑو ریا کے تحت پھر یوریش کی۔ ادخیر الدین کے پہنچنے تک قلعہ شرشیل کو تہ سے فتح کر کے ہندو سی قیدیوں

ایڈالین کو دیا
ملا ورنہ نہ ہوتا

۱۷۷۷ء میں سوخ و جہ تذبذب یہ لکھتے ہیں کہ جنرل پورٹنڈو تھا کہ مہاد جنگ میں انڈلیوں کو جہازوں پر نئے نقصان پہنچنے یعنی وہ بھی مقتول ہو جائیں اور اسے پاس علاقہ فتح باقی نہ رہے جبکہ یہ تیو ہوتا کہ سر چارلس اسکوج کچھ انعام کی امید تھی وہ منقطع ہو جاتی تھا وہاں اس بار ڈو کیٹ بٹانی جاتی ہے۔ لیکن پورٹنڈو ۷۷ء ۷۸ء میں جیسا کہ اوپر ہے!

گوراکر گیا۔ اس فوری کامیابی پر نازاں ہو کر اسپین کے فخر مند سپاہی شہر کے کوچہ و بازار میں پھیل کر تخت و تاراج کرنے لگے۔ خیر الدین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اپنے خاص بیٹے کی کمان لیکر ایک بھلائے ہوئے شیر کی طرح قلعہ کی حفاظت کے لئے پہکا مارا۔ جب بند گاہ کے قریب پہنچا تو فوراً نے بجائے اس کے کہ آگے بڑھ کر مردانہ وار مقابلہ کرتا۔ کمال دونوں ہمتی سے لنگر اٹھا کر اسپین کا رخ کیا۔ اور قریباً دو ہزار فریقوں کو عہد موت کے منہ میں چھوڑ گیا۔ انہیں ایک ہزار سے زیادہ قتل ہوئے اور باقی غلام بن کر بیٹے لگے سال (۳۲۵ھ) خیر الدین قلعہ پی نن کی طرف متوجہ ہوا۔ عروج نے اپنے زمانہ میں (۱۷۵۷ء) اگرچہ اس قلعہ پر تلہ کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ مگر قبضہ نہ کر سکا تھا۔ چنانچہ مسیحی چھاپنی بدستور سابق قائم تھی۔ اور بند گاہ انجزاں میں آنے جانے والوں کے لئے سخت مزاحمت کرتی تھی۔ عروج۔ خیر الدین یا ان کے زہار اکثر قلعہ سے ایک میل جانب غرب لنگر انداز ہوتے اور پھر یہاں سے کشتیوں کو کشتاں کشتاں ساحل تک لاتے۔ اس طرح تجارتی جہاز بھی کچھ فاصلہ پر جانب شرق لنگر انداز ہوتے۔ اور اس وجہ سے اکثر موسمی آفات سے سخت نقصان اٹھاتے۔ خلاصہ یہ کہ انجزاں کو ایک خاص اور محفوظ بندر گاہ کی اشد ضرورت تھی یہ دُصن باندھ کر خیر الدین نے ڈن مارٹن ڈی ورگاس کو جو کنٹونٹ آفیسر تھا بطور تمام حجت کہلا بھیجا کہ قلعہ خالی اور سپرد کر دیجئے۔ اور جب اُس نے گستاخانہ جواب دیا تو محاصرہ کی کارروائی شروع کر دی۔ چودہ روز کی سخت اور مسلسل گولہ باری کے بعد قلعہ کی لوازمات فیصلیں لے عروج کو اپنی زندگی کے افسر کو میں جب ایسا اتفاق ہوا تو وہ صبا کے اُس کنارہ پر جمع سلامت پہنچا۔ پھر اپنے رفیقوں کی مدد کے لئے پٹنار انہیں کے ساتھ دُشس سے لوکر قتل ہو گیا۔ لیکن پول سفا، مارگن صفحہ ۷۷۵۔

پاش پاش ہو گئیں۔ اور پندرہویں روز صرف ایک ہاتھ سے مقام مذکور فتح ہو گیا خیر الدین نے تمام عمارت مع فیصل و بروج منہدم کر کے صاف میدان کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک عجیب حیرت انگیز اور نصیحت نیز واقعہ پیش آیا۔ یعنی ابتدائے محاصرہ میں قلعہ والوں نے اپنی کمی اور کمزوری دیکھ کر گورنمنٹ سے کمک طلب کی۔ چنانچہ فتح اور امن نام قلعہ سے تیسرے چوتھے روز فوجانوں کا ایک بیڑا جس میں علاوہ فوجی قوت کے کافی سامان آذوقہ بھی تھا سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ قریب پہنچ کر کپتان جہاز نے قلعہ پی پی سن کو ہر چند ادھر ادھر تلاش کیا۔ مگر کہیں پتہ و نشان نہ ملا۔ اس کو راستہ بھولنے کا شبہ ہوا۔ مگر بند گاہ انجرائرسٹا صاف دکھائی دیتا تھا۔ وہ اسی حیرت و استعجاب میں تھا کہ خیر الدین کے سپاہیوں نے سبکو قارشی بیٹوں میں سوار ہو کر ذوق بیڑے کو اگھیرا۔ ایک خفیف کسی کشمکش کے بعد اہل اسپین مغلوب ہو گئے۔ تمام جہازات مع سامان حرب و آذوقہ اور سات ہزار بندوقی فتمندوں کے ہاتھ آئے۔

اس وقت خیر الدین کا ستارہ اقبال غایت اوج پر تھا۔ یورپ یا افریقہ کا کوئی نامور شجاع اس کی تہسری کا دم نہ بھر سکتا تھا۔ جس کام پر وہ ہاتھ ڈالتا تھا کامیابی مساعت کرتی تھی۔ اور ج طرف قدم اٹھاتا تھا فتح و نصرت استقبال کرتے تھے۔ اس کا خاص بیڑا یونانیو مارتی کرتا جاتا تھا چنانچہ ۱۵۳۳ء تک اس میں چھٹا سٹھ جنگی جہاز شامل تھے۔ ان کی مدد سے وہ ہر سال موسم گرما میں سواحل اسپین اور جزائر قرب جوار پر دھاوے کرتا تھا

۱۵۳۵ء ایک ہرچین موع ہو کر تپتا ہے کہ انجرائرسٹا کی سبقت اپنی سبقت سے تباہی کی جہاز اسپین غلام بن کر وہ برس تک لوگراں ضرر کرتے رہے۔ میں ہر سال ۱۵۳۹ء شیکہ ایک تہ کی نہایت مختصر اور کلی کشی ہو ڈیگا۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

اور سیکون مسلمانوں کو چھڑا کر لاتا تھا۔ چنانچہ ستر ہزار اندلسی اُس نے خاص اپنی قوت بازو سے چھڑائے۔ یہ لوگ اپنے محسن کی خاقت پڑنا مجبور تھے۔ افریقہ کے وہ مسلمان اور بنجر میدان جگلو دیکھ کر حشت ہوتی تھی۔ جاکش اور بنجر میدان لسیوں کی نظر توجہ سے گل و گلزار ہو گئے۔ اگرچہ سپین نے اُن کی قدر نہ کی۔ مگر انجرائز کی بندگاہیں۔ گدام کا خا بجاتا انہی جلا وطنوں کی بدولت ہر وقت پُر رونق دکھائی دیتے تھے۔ سداب۔ جازوں کے اسٹیشن۔ اور دیگر لوازم انہی بندھیوں کی تجویز و نگرانی سے تیار ہوتے تھے۔ غرض کہ اس ناسو شخص کے مبارک ظل حمایت میں تمام صوبہ پر ایک عجیب عالم مصروفیت طاری تھا۔

خیر الدین کی یہ بڑی دانتندہی تھی کہ اپنی خدمات کو باعالی سے وابستہ کرنے کے بعد سے آج تک ہرنیک و بدام کی باقاعدہ رپورٹیں قسطنطنیہ بھیجتا رہا۔ اور یورپ کے اُن اقوام یا ممالک (مثلاً فرانس) پر ترکان زیاں کرنے سے دست کش رہا جو صلحائے ٹرکی میں داخل تھے۔ اس دانتندہانہ تدبیر کا سب سے ضروری اور کارآمد نتیجہ یہ ہوا کہ باعالی سے تجدید تعلقات ہوتا رہا۔ چنانچہ جو وقت ۱۸۳۳ء میں انجرائز کی سوشل اصلاح و ترقی میں مصروف تھا تو باعالی کی طرف سے دفعۃً ایک مراسلہ پہنچا۔ جس میں باریاب ملازمت ہونے کی ہدایت تھی۔

قسطنطنیہ کی زمام سلطنت اس وقت سلیمان صاحب سقران کے ہاتھ میں تھی جو ہمسایہ یورپین طاقتوں اور کشمیر خزانہ قرب و جوار کی جنگجو قوتوں کی سرکوبی میں مصروف رہتا تھا۔ نیز وینس اور جنووا کی قدیم جمہوری ریاستیں گو سلیم کی عہد میں زیرِ ہوی چکی تھیں۔ مگر پھر بھی اکثر کسی نہ کسی قوت کو پشت پر لیکر سرتابی کر مینیتی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی یورپ کا

خیر الدین سارا
انجبال

ایکال کا سر

مشہور سید البحر جنرل ڈوریا جہری غارتگری میں بربری قزاقوں سے بھی زیادہ شاق تھا
 مضافات قسطنطنیہ پر کشت و کربتازیاں کرتا رہتا تھا۔ ان وجوہ سے صاحبقران کو ایک کارآزما
 اصد برنجریل کی ضرورت تھی۔ چونکہ ۱۳۵۷ھ سے خیرالدین پاشا کی خدمات انجرائر سے
 باجالی میں منتقل ہو گئیں۔ اسلئے اس کے ساتھ ہکوا اور ہارے ناظرین کو کچھ عرصہ کے لئے
 ان ملاک کی سیر کرنا پڑے گی۔ اسکو ہمارے ہیرو کی زندگی کا دوسرا اور آخری حصہ سمجھنا
 چاہیئے۔ کیونکہ پھر اسکو انجرائر واپس آنا نصیب نہوا۔ مگر اس خری حصہ زندگی کے
 حالات بیان کرنیسے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کی جہری قوت اور فاران پائی
 (خارجی تعلقات) مختصر اہد یہ ناظرین کے جائیں تاکہ خیرالدین کے خن خدمات اور
 کارنامات زیادہ نمایاں ہوں۔

چوتھا باب

ترکوں کا بحری اقتدار اور غائبی تعلقات

اُن اولو العزم قوموں میں جنہوں نے مشرق و مغرب کو رشتہ تجارت سے وصل کیا ہے اہل ونس اور حبشیوں سے زیادہ سرگرم خیال کی جاتی ہیں۔ اس طرح یورپ کے قرن و طی میں اُن کا علم جہاز رانی بھی سب سے زیادہ بلند تھا۔ اور جنوبی یورپ کے اکثر بحروں کی حکومت انہی کے ہاتھ میں تھی قریب قریب تمام سچی قوموں جہاز رانی اور فن تجارت انہی سے سیکھے۔ ونس کو فی الجملہ مگر حبشیوں کو بالخصوص بابالی کے ساتھ ہمیشہ عقیدتمندانہ تعلقات رہے تھے۔ اور ابتدائی زمانہ میں جبکہ یورپ کی اکثر قومیں عثمانی جلال و جبروت کی روزافزون ترقی سے حسد کر کے ترکی حدود پر جہاد چڑھ آتی تھیں تو سلاطین عثمانیہ مع خشم و خدم مقابلہ کے لئے حبشیوں کے جہازوں میں ایشیا سے یورپ آتے تھے۔ چنانچہ آرخاں کے عمال میں ۱۳۶۵ء جب شہزادہ سلیمان نے معاون بنکر ایک مرتبہ یونان پر حملہ کیا تو سپاہ سمیت حبشیوں کے جہازوں میں آبنائے ڈارڈنیلز کو عبور کیا تھا۔ ۱۳۶۹ء میں لارنس شاہ سرویا اور اُس کے معاونین کے ماسدانہ حملوں کو روکنے کی غرض سے جب مراد اور شاہزادہ بایزید کو یورپ میں آنے کی ضرورت ہوئی تو حبشیوں کے جہاز کام آئے۔ ۱۳۷۴ء

۱۳۷۴ء آبنائے ڈارڈنیلز اسلپ پانٹ۔ وہ تنگ قلعہ آب جہاز شیبانی اور فرنگی رزم کو جہاز سے۔ زرکزیر شاہ فارس نے اسلپ پانٹ سے عبور کر کے یونان پر چڑھنے کی سعی کی۔

میں پھر ایک ایسے ہی حملے کے رک تھام کی ضرورت ہوئی۔ یعنی ہنگری۔ بوسنیا
 سرویا۔ وینس۔ البانیا۔ لیتھیا۔ اور کرمیا کی متحد فوجیں ہنسیاٹی شاہ ہنگری اور یڈس لاز
 شاہ تنوینا کے ماتحت عہد نامہ ملٹی کے سر اسر خلافت ترکی حد و پر بان واحد چہڑہ آئیں تو
 سلطان وقت مراد دوم اپنی تمام فوج کو فی نفر ایک ڈو کیسٹ ویکرنیو اس کے جانوں میں
 ایشیا سے یورپ میں لایا تھا۔ اور جب سلطان نے اپنے جعلی حریف مصطفیٰ کو قتل
 گیلی پولی میں محصور و قید کیا تھا تو وہ ایڈورڈ نامی ایک شخص با شہنہ جنیو ہی تھا جس نے
 نہایت قابل قدر مدد دی تھی۔ البتہ سلطان محمد ثانی کے عہد میں محاصرہ قسطنطنیہ کے
 موقع پر اہل جنیو اس نے قومی اور مذہبی پاسداری کی اور قسطنطین شاہ یونان کو مدد دینا مصلحت
 سمجھا۔ اس وقت سے با بعالی اور کس جمہوری ریاست میں مخالفت ہو گئی چنانچہ قسطنطنیہ
 (۱۹۰۱ء) کے بعد محمد ثانی کو جنیو کی سرکوبی کا خیال پیدا ہوا۔ آخر ۱۹۰۳ء میں کس
 ایک عہدہ مقرر کیا گیا۔ یعنی کرمیا کے خوانین میں عہدہ سے خانہ جنگیاں چلی آتی تھیں ایک
 خان ایک طرف تھا۔ اور باقی دوسری طرف۔ جنیو نے جو کرمیا کے سب سے زیادہ مشہور
 مستحکم شہر یا فاقہ قابض تھی فریق ثانی کی مدد کی۔ فریق اول نے با بعالی سے استمداد
 کی۔ سلطان نے فوراً ایک جری فوج بسر داری کپستان احمد بھیکر تمام صوبہ کو مع شہر یا فاقہ

با بعالی اور جنیو کے
 تعلقات

۱۹۰۳ء جب دونوں فوجیں میدان جنگ میں صف آرا ہوئیں تو ترکوں نے اس عہد نامہ کو ایک طرہ کا شکریہ ادا کر کے آگے رکھا کہ شاہ
 ان لوگوں کو اپنے عہد پر جان یاد آئیں مگر جب کسی اسکا خیال نہ کیا تو میدان کا زور گرم ہوا جس میں یڈس لاز کام آیا۔ اور ترکوں نے
 جھٹ پٹ اسکا سر سے جدا کر کے طرہ کے سر پہنوں دکھایا۔ یہ دیکھ کر افواج متحدہ میدان جنگ میں گئیں۔ شکی موٹہ لین پرل صف ۱۰۰۰
 ۱۹۰۳ء اس شہزادہ نے اپنے آپ کو مصطفیٰ شہزادہ کے تاج و تخت کا دعویٰ کیا تھا

کر لیا۔ اور جینوا کے پانسو جوان گرفتار کر کے نیک چری فوج میں داخل کر لئے اسطرح
 مجمع الجزائر میں نیز سوجل یونان پر چڑھنے کے مقبوضات تھے ۶۲ء میں یکے بعد دیگرے
 فتح کر لئے تھے۔ مثلاً لزبس۔ لمنس۔ مقلونیہ۔ جزیرہ ایوبیہ۔ لقرنہ (مگرو پانسٹ) وغیرہ۔

اہل ونیس ابتدا سے ترکوں کے مخالف تھے۔ چنانچہ آرخاں کے زمانہ میں پہلے
 عثمانی علاقہ جات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے۔ آخر کار مراد اول کے عہد میں انھوں نے
 خود صلح کی التجا کی۔ اور فریقین میں ایک عہد نامہ لکھا گیا جس کی تجدید محمد اول کے عہد میں ہوئی
 لیکن عہد شکنی اور دغ و غلطی اُس زمانہ میں یورپ کا عام شعار تھا۔ باوجود معاہدہ ان جزیروں کے
 عاملوں نے جزیرہ کوسٹ ونیس بحیرہ ایجین میں واقع تھے۔ اور اب مجمع الجزائر یونان
 میں شامل ہیں رعایا باہالی پر متواتر حملے کئے۔ ان کی گوشمالی کے لئے سلطان محمد ثانی
 نے ایک مختصر سا بیڑا تیار کیا مگر فریقین میں صلح ہو گئی۔ یہ ترکوں کی جہاز رانی کی ابتدا ہے مراد
 ثانی کے عہد میں اہل ونیس نے پھر عہد شکنی کی۔ اور چنانچہ ترکی جہاز نوٹے۔ سلطان نے برہم
 ہو کر ۱۵۷۲ء میں شہر تھسلونیائی لئے انزال کیا۔ ونیس کا تنزل سوقت سے شروع ہو گیا۔

باہالی سے مخالفت رکھنے کے علاوہ ونیس اور جزیرہ آپس میں بھی تیغ و
 پیر رہتی تھیں۔ بحری اقتدار اور اس کے ساتھ تجارتی مہتمم یا زامرتنازعہ فیہ تھا۔ یاسٹ ونیس
 بحیرہ ایجین کی مالک تھی۔ اور مجمع الجزائر یونان کے عہدہ اور مشہور مقامات نیز اکثر جزیروں
 اور شہروں پر قابض تھی۔ جلیو الی مگوست بحیرہ اسود اور بحیرہ مارمورا میں تھی چنانچہ ترکوں کے
 آئینے قبل شہر غلطہ (گولینا) رونق اور خوبصورتی میں گویا دوسرا جنیوا تھا۔ کوہ اپیر کے ٹپے

وضار باہالی
 تھسلونیائی

جنیوا
 اپیر

پہلوؤں پر اہل جیوا کے بنائے ہوئے مینا ابھی تک سرنگھٹ کشیدہ ہیں۔ سطح آبنائے باغورس اور کریمیا سے گزرتے وقت شوقین ستیاچ کی نظر جا بجا بے اختیار اُن پر لے قلعوں پر پڑ جاتی ہے۔ جو اس مرحوم ریاست کی زندہ یادگار ہیں۔ لیکن تقابل سطح ترقی کا باعث ہوا سطح تنزل کا سبب بھی ہوا ہے۔ بکیر و مارمور ان دونوں حریف و متقابل قوموں کا معرکہ گاہ تھا۔ اور اخیر کو دونوں کی عظمت دولت کا مدفن ہوا۔ ۱۳۵۲ء میں قسطنطنیہ کی عین فصیل کے نیچے دونوں میں جنگ ہوئی۔ جیوا تنہا تھی۔ ریاست ونس کی طرف قلعہ اور یونان تھے۔ ایک سخت ہنگامہ کشت و خون کے بعد ونس کو شکست ہوئی۔ مگر اگلے برس ونس نے دل کھول کر عوض لیا۔ اور جیوا کے بیڑے کو انیسویں واقعہ سا روڈینا کے متصل شکست فاش می۔ ۱۳۵۶ء میں جیوا نے اپنے حریف پر پھر یورش کی۔ اور ۱۳۵۷ء کو فتح کر کے خاص قلب ریاست کا محاصرہ ڈال دیا۔ اس وقت تمام اہل ونس یکدل و یکجا ہو کر حریفوں کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خود انکو ہر طرف گھیر کر حسب و نحوہ شرائط صلح پر مجبور کیا۔ جیوا کی اصلی ترقی اس وقت سے مسدود ہو گئی اور عروس البحر کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

ادب پر بیان کیا گیا ہے کہ ونس کی سرکشی اور عمدہ کنی پر بربر انجمن ہو کر محمد اول نے ایک مختصر بیڑہ ان کی گوشالی کے لئے تیار کیا تھا۔ گو حملہ کی نوبت نہیں پہنچی مگر ترکی بحری قوت کی بنیاد رکھی گئی۔ محمد ثانی نے جب قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تو اس کے ساتھ

۱۳۵۷ء سیمودا۔ چوکی۔ صوبہ لومہردین ساحل۔ ایلیہ یا پروانسہ اور ونس کا دروازہ ہے ۱۳۵۷ء ہما۔ آدوسی اوشین یا دوسل البحر۔ ونس کا خطاب تھا

ونس کی سرکشی

تیس جنگی جہازوں کا مختصر ریڈر تھا۔ جسے گولڈن مارن میں سب سے پہلے ترکی ایئر لبر
 بلو غلئی کے ماتحت فی الجملہ نمایاں کارگزاری کی۔ فتح قسطنطنیہ سے فارغ ہو کر سلطان نے
 طرابزون، سینوپ، کافازاف جیسے مشہور مقامات بحری لڑائیوں میں انتراع کئے
 جس سے جمہوری ریاست کو سخت نقصان پہنچا۔ بحیرہ اسود اور بحیرہ مارمورا اس وقت سے
 ترکی مضافات میں شمار ہونے لگے اور شہر آبناے ہلسپانٹ (ڈارڈنیلز) کے اُن
 مستحکم قلعوں پر جو ریز شاہ فارس کی یادگار میں تاریخی بندرگاہ بلیک لاوا کی حفاظت
 کرتے تھے نشان ہلال نصب ہوا۔ خلاصہ یہ کہ ترکوں کی بحری قوت اس وقت تک کافی
 ترقی کر چکی تھی۔ چنانچہ جب محمد ثانی نے ونس کی گوشمالی کا ارادہ کر کے ۱۸۷۷ء میں جزیرہ
 انکروپانٹ پر فوج کشی کی تو ایک سو جنگی اور دو سو معمولی جہازوں کا ایک زبردست فلیٹ
 تھا۔ ونس کا مشہور ایسٹ الجھ لارڈینی اس موقع پر بحر اس کے کچھ بحر سکا کہ جب ترک بعد فتح
 جزیرہ مذکور بحر بکین سے واپس چلے گئے۔ تب اس نے باغالی کی رعایا جزیروں اور ساحل
 ایشیائے کوچک پر یورش کر کے اکثر شہر لوٹ لئے۔ اس پر سلطان نے زیادہ سخت تدابیر
 عمل میں لانا سب سمجھا۔ اور خاص ونس پر فوج کشی کی جس کو یورپین مورخ ”پیاف کا محاصرہ“
 کہتے ہیں۔ جمہوری ریاست نے ہر طرف سے مجبور ہو کر مئی ۱۸۷۷ء میں صلح کر لی۔ بلکہ اُردو
 تملق اثر تنوکی فتح کی ترغیب بھی دلائی۔ جس کو آخر کار جنرل احمد فاتح کریمیا نے ۱۸۷۸ء
 میں فتح کر کے ترکی حملہ آورین کے لئے رہتہ صاف کر دیا۔

جنیو اور ونیس کے علاوہ ایک اڈہ بحری قوت بھی تھی جس سے کچھ عرصہ با بعالی کو زور آزمائی کرنا پڑی۔ بیت المقدس کے پرورش مجاہدین جو سینٹ جان کے پیرو اور نائٹ ہاسپٹلر (مہمان نواز غازی) مشہور تھے تیمور گروی میں یہ روٹلم سے اُجر کر جزیرہ روڈس میں آباد ہو گئے تھے۔ اسکو جنگی مقام بنا کر یہ رفتہ رفتہ بحیرہ یونان میں غارتگری کرنے لگے۔ ملوک سلاطین مصر نے اگرچہ اس گروہ کی گونہالی کے لئے فوجیں بھیجیں۔ لیکن اس سے مجاہدین کی قوت کو کچھ صدمہ نہیں پہنچا۔ بلکہ بدستور سابق قسطنطنیہ اور اسکندریہ کے درمیانی قطعہ آب میں لوٹ مار کرتے رہے۔ ساحل ایشیائے کوچک کے شہروں کو اس مردم آزار گروہ سے بالخصوص نقصان پہنچتا تھا۔ یہاں سے سیکون ہزاروں مسلمان گرفتار کر کے یا تو اقوام یورپ کے ماتھے بطور غلام فروخت کر ڈالتے اور یا انہیں خلاصی کا کام لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس فرقہ کے تین نمکھرام شخصوں نے سلطان کو جزیرہ روڈس کے قلعوں کے نقشے کھینچ کر بھیجے۔ اور فوج کشی کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ ۱۴۸۰ء میں ایک سوساٹھ جنگی جہازوں کا ایک بیڑا سرداری مسیحی پاشا مقام مذکور کی فتح کے لئے روانہ کیا گیا۔ ترکی جزیرہ نے سہولی مقامات فتح کر لینے کے بعد مرکز جہاد کا محاصرہ کیا۔ گرنیڈ ماسٹر (مجاہدین کا پیر و مرشد) ڈی ہوسن نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ اور بڑے ہتھکڑیاں و مردانگی سے قلعہ کی حفاظت کی۔ ۲۸ جولائی ۱۴۸۰ء کو ترک عام ہلہ کر کے شہر میں گھس گئے۔ مگر جزیرہ کی نا تجربہ کاری یا لالچ کی وجہ سے تکمیل فتح نہ ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے اپنی منطوقہ منصور سپاہ کو لوٹ سے روک کر دل شکستہ کر دیا۔

بیت المقدس کے
مجاہدین اور
انہی غارتگری

اور اس طرح کامیابی ایک طرفۃ العین میں ناکامی سے مبدل ہو گئی۔

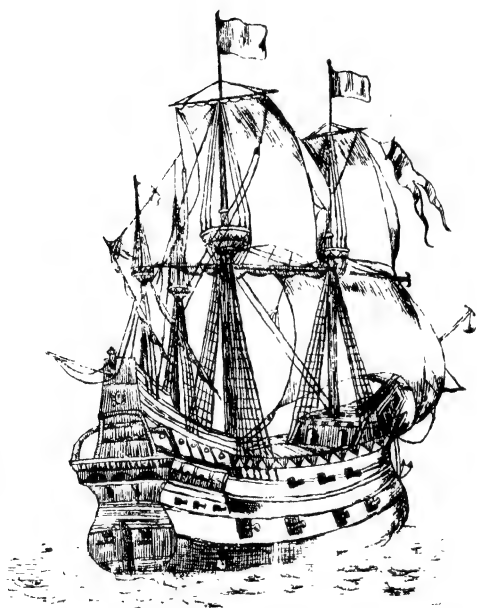
جب روٹس کے ناکام حملہ کی خبر وینس پہنچی تو سینٹ (مجلس شوک) کو ترکوں کے مقابلہ کی جرات ہوئی۔ چنانچہ محمد ثانی کے انتقال پر عہد نامہ پاریس کے سرسبز خلاف سالانہ خراج بند کر کے اہل وینس نے عثمانی علاقہ جات پر ترک تازہ حملے شروع کر دیے۔ باغی نے اس بجا حرکت کو اشتہار جنگ کا مروف سمجھ کر تیاری کا حکم دیا۔ حسن اتفاق سے اس وقت ترکی بحری کارخانہ کا سپرٹنڈنٹ ایک نہایت لائق اور باکمال شخص تھا۔ اُس نے اس مهم کے لئے دو خاص جہاز تیار کئے۔ جنکو ”کوکہ“ کہتے تھے۔ ہر کو کو شٹر کیو بٹ بلند اور تین کیو بٹ عریض تھا۔ مسطول کی شکل تھی کہ دنتوں کے سالم بڑے بڑے تنے ہماز کے ہر پہلو جھک کر اوپر بیچ میں ملکر گندھنے ہوئے بلند ہوتے تھے۔ اس مصنوعی جھنڈ کا قطر کم سے کم چار کیو بٹ تھا۔ سب سے بالائی حصہ پر چالیس مسلح سپاہی بے تکلف کھڑے ہو کر دشمن پر آگ برسا سکتے تھے۔ بخلاف معمولی جہازوں کے اپنے دو دو تختے تھے۔ ایک مثل تختہ گیلون اور دوسرا مثل تختہ گیلی۔ ہر تختہ پر ایک توپ تھی پچھلے حصہ کی پشت سے بیٹھا چھوٹی چھوٹی کشتیاں آویزاں تھیں تاکہ عند الضرورت کا آمد ہو سکیں۔ کھینے کے لئے دونوں طرف چوبیس چوبیس لمبی بلیاں تھیں جن میں سے ہر ایک بلی پر نو خلاصی متعین تھے۔ ہر جہاز پر سپاہی اور خلاصی کل ملا کر دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے تھے۔ براق نیس اور کمال نیس ان دونوں

وینس کی دوسری
کرشی

کوکہ جہاز

مراقب
کمال نیس

۱۔ کمال نیس بحری فوج میں دو کمال حاصل کیا تھا کہ ترکوں کو آج تک اس پر ناز ہے۔ یہ شخص اسل میں صنمان یا شاکا غلام تھا۔ ایک عذابیئے آقا کے ہر کا ب باگام سلطان میں حاضر ہوا۔ سلطان اس کا قد و قامت اور بے شکل دیکھ کر نہایت متحیر ہوا اور اس کو صنمان یا شاکا کے نیکر کمال نہیں خطاب دیا۔ ۱۲



گیلین

(پندرہویں صدی کی جہاز نمائشی)

کوہ پیکر جازوں کے کپستان مقرر کئے گئے۔ علاوہ ازیں تین سو اوڑھنگی جہاز تھے۔

قطیفہ اور شہر کی
زور آزمائی

اوائل جولائی ۱۹۹۹ء میں یہ حبیب اور عظیم الشان بیڑا داؤد پاشا کی کمان میں پسٹو کی طرف چلا۔ جو بحیرہ افریاتک کی مشہور بندرگاہ اور ونس کے مقبوضات میں

سے تھا۔ اور آخر جولائی میں یونان کے عین جنوب مغربی گوشہ پر پہنچ کر ترکوں کو ابل ونس کے ایک مضبوط بیڑے کا پتہ ملا جو ناوارینیو کے قریب بندرگاہ موڈن میں لنگر انداز تھا۔

دینک بیڑا

۲۴ اگست تک دونوں بیڑے بالقابل خاموش لنگر انداز رہے۔ نہ ونس کے امیر البحر گریمانی نے پیشدستی کی اور نہ داؤد پاشا نے۔ کیونکہ موقع بے طح مخدوش تھا۔ آخر کار اس تاریخ کے بعد ترکوں نے جنبش کی اور سنہل مقصود کا رخ کیا۔ داؤد پاشا نے

ازراہ ماقبت اندیشی خشکی کے ساتھ ساتھ بیڑے کو چلایا تاکہ عند الضرورت کسی بندرگاہ میں پناہ لے سکے۔ اور ناوارینیو کے شمال میں پہنچ کر اس تنگ ترقطعہ آبے عبور کر نیکی

جزیرہ پروڈونو کا سحر

کوشش کی جو ساحل موریہ کو مقابل کے جزیرہ پروڈونو سے جدا کرتا ہے۔ امیر البحر گریمانی بھی ایک کار آزمائشخص تھا۔ قرائن سے تاڑ گیا کہ ترکوں کا کیا منشا ہے۔ اور بیڑے کو موڈن

امیر البحر گریمانی کی چال

سے بالا بالا نکال کر اس تنگ قطعہ آب کے بالائی حصہ پر جا دیا تاکہ دشمن کو نکلنے وقت بخیر ہی میں لے ڈالے۔ موقع نہایت مناسب اور ہوا بالکل موافق تھی۔ اور ہر قرینہ پختہ یقین دلاتا

تھا کہ پالادینس کے ہاتھ رہے گا۔ مگر داؤد پاشا اور اس کے لائق کپستان ایسے وقت میں دشمن کے ہتھکال کو خلاف توقع نہ سمجھتے تھے۔ اور اسلئے ہر طرح کے حملہ کی

داؤد پاشا کی پیش بینی

روک تھام کے لئے بالکل تیار تھے۔ قلعہ زاکو واقعہ ناوارینیو کے قریب پہنچ کر وہیں بیڑا

نے اُس سُنک نام قطعہ آب سے سُنکالا۔ اہل ونیس نے برابر سے ٹکھڑا نہایت تیزی سے ترکوں پر چھاپا مارا۔ لیکن چھاپا مارتے وقت ترتیب درست نہ رکھ سکے جہازوں نے بلیوں سے انحراف کیا۔ اور بلیوں نے خلاصیوں سے سرتابی کی۔ جہاز جہاز سے ٹکرائے اور تہ وبالا ہو کر منتشر ہو گئے۔ ترک یہ دیکھ کر نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور اہل ونیس کو بالکل اپنے حلقہ میں لیکر پُر اسقدر شدت سے آتشباری کی کہ لاٹوڑ کا علمبردار مع اور بہت سے جہازوں کے جھک کر قابو ہو گیا۔ اور بیٹھا جانیں تلف ہوئیں اس ہنگامہ میں دشمن کے چند جہازوں نے براق رئیس کو گھیر کر کہہ میں آگ لگانا چاہتی تھی کہ کو کہ بہت زیادہ بلند تھا اسلئے آتشبار منجنیقوں کی رسانی اُس تک سخت شکل تھی براق رئیس نے فودان حملہ آور جہازوں میں آگ لگا دی۔ جسکے شعلے اسقدر بلند ہوئے کہ آخ کو کہ میں آگ لگ گئی۔ اور براق رئیس حیرت انگیز دلاوری دکھا کر اپنی قوم و ملک کی خدمت میں کام آیا۔ اس جہاز پر اور بھی لایق و شجاع کپتان تھے جن کی یادگاریں ترک آج تک جزیرہ پروڈونو کو جزیرہ براق کہتے ہیں۔ یہ یورپین مورخ اس لڑائی کو قیامت انگیز جنگ زانکو کہتے ہیں۔

قیامت انگیز جنگ

براق رئیس کی موت

زانکو پر اگرچہ داؤد پاشا کو نمایاں فتح حاصل ہوئی مگر یہی پشیمانی کہ رستہ صاف نہ تھا۔ کیونکہ اسے البحر گریانی اپنی ٹوٹی پھوٹی جمعیت کو یکجا کر کے اور فرانس اور روڈس کی تازہ کمک سے مضبوط ہو کر انتقام کے لئے آگے بڑھ گیا تھا۔ ترکی امیر البحر زانکو سے اُسی طریق پر ساحل کے قریب قریب چلا۔ شب کو اکثر کسی محفوظ بندرگاہ میں لنگر انداز

پینٹو کی تہ

ہو جاتا۔ اور ہر طرف باسوس کشتیوں سے نحرانی کراتا۔ اس تدبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ ہر مرتبہ گریانی چھاپا مارتا تھا اور سخت نقصان کے ساتھ منہرہ ہو کر اور آگے بڑھ جاتا تھا۔ اس طرح قدم قدم پر لڑتا اور تلوار سے رستہ صاف کرتا۔ دو نوپا شائع پراس میں داخل ہو گیا جہاں سلطان بنفس نفیس مع بری فوج اسکا منتظر تھا۔ چنانچہ ۲۴ اگست ۱۴۹۹ء کو باجالی کی بحری اور بری فوجوں نے ہر طرف محاصرہ اور لہ کر کے پینٹو کو فتح کر لیا۔ فرانس اور روڈس کے مددگار بیڑے ترکوں کی تیز قدمی اور الوالعزمی دیکھ کر پہلے ہی سرک گئے تھے اسلئے گریانی کو تنہا اس ناکامی کی ذلت سنبھلنی پڑی۔

دینس کو اس نقصان عظیم کی تلافی کرنا کبھی نصیب نہوا۔ پینٹو کے ساتھ پراس اور کارنتھ کی وہ طلیحیں جسے ابتداء پر پندرہویں صدی میں وینس کے تجارتی جہازوں کی کثرت سے ٹکنا دشوار تھا۔ عثمانی ظل حمایت میں داخل ہو گئیں۔ اگلے برس بندرگاہ موڈن پر بھی تسلط ہو گیا جو گویا آبنائے پینزرا کی کنجی تھا۔ بحیرہ اڈریاٹک مشرقی حصہ اور بحیرہ آئیونین دروبست پر وینس کے جہازوں کے لئے قفل پڑ گئے مشرقی دنیا میں جمہوری ریاست کے جو چند مقامات تھے وہ شامہ میں ہاتھ سے نکل گئے جبکہ صاحبقران نے مصر کو فتح کیا۔ آخر کو نئی دنیا کے دریافت ہو نیسے جو بہین میں تجارت کا بازار گرم ہوا۔ اس نے وینس کی رہی سہی عظمت کو بھی خاک میں ملا دیا چنانچہ سولہویں صدی کے رجب اول تک جنیوا کی طرح عروس البحر بھی ہمیشہ کے لئے بجل گنما میں ٹھیکجی۔ وینس فی الحقیقت یورپ کے لئے مشرقی صنایع اور مشرقی دولت کا مخزن تھا

مقامات واقع سواحل شام و مصر مضافات عثمانی میں داخل کئے تھے۔ انکو قابل طبعینان
حالت میں رکھنے کیلئے اسکی بڑی ضرورت تھی کہ بذریعہ آزادانہ رسل و رسائل اُن سے تجدید و
استحکام تعلقات ہوتا رہے۔ مزید برآں بحیرہ روم کے تمام مشرقی حصہ میں ترکوں کا بحری
اقدار نہایت مستحکم بھی نہ ہوا تھا۔ ان دونوں مقاصد کے حصول میں مجاہدین روٹس سخت
مزا مستحق تھے۔ اُن کے ترک تارک زلفا کا نہ حملوں سے مسلمان اور سچی دونوں قویں "عبداللہ البیہم"
میں تھیں۔ اور گوبراس نام وہاٹ ہاسپٹلر یعنی مہمان نواز تیمار دار مجاہد تھے مگر حقیقت
میں لیوانٹ کے تمام آئندہ روز نگان کی کوفیانہ مہمانی کرتے تھے۔ سلطان سلیم نے اُن کے
استیصال کا ارادہ کر کے ڈیڑھ سو جنگی جہاز جن میں بعض ٹلوٹن والے تھے۔ اور سوبادانی
کشتیاں تیار کرائیں۔ اور علاوہ بحری سامان کے ساٹھ ہزار جرار فوج بری بھی ایشیائے کوچک
کی طرف روانہ کی۔ مگر دفعۃً پیام اجل آپہنچا۔ اب صاحبقران نے اپنے دو بزرگوں کی دینی
وصیت پورا کرنے کا پختہ ارادہ کیا۔ نیز پچھلے عہد میں شاہزادہ جمشید کے ساتھ مجاہدین
نے جو کچھ سلوک کیا تھا اسکی مکافات بھی ضروری تھی۔ غرض کہ فوج ہنگری سے اگلے ہی

دولت عثمانیہ کے خاہری
تصقات اور بحیرہ روم میں
حکومت

دولت المقدسہ کے مجاہد
انکی کوفیانہ مہمانی

فوج کشی کے سبب

۱۴۲۰ھ - چاہری اسے نہیں بلکہ اس زمانہ کے ایک یورپین مورخ کی اسے ہی دیکھو باربری گورسیر ۱۴۲۰ء
۱۴۲۰ھ - چاہریان محمد ثانی کی زندگی بھی ایک عجیب جاکلہ فسانہ ہے۔ جب اپنے عمائی باپ سے شکست کھا کر پرتے بابوس جراتو مجاہدین نے ایشیائے
نے اسکو طاعنات کا سبزاغ دکھا کر روٹس میں ڈال دیا اور اودھ والا بالائیہ سے ۵۵ ہزار ڈوکیٹ (سکہ بعد قیمت ایک تیار) سالانہ نقد
کر کے اسکو تود کر لیا۔ مجاہدین کا معلوم اسی بابوس کا ایک نہایت بے ہوش اور رکلا شخص تھا۔ شاہزادہ کو کہہ دیا کہ تونگ غنی میں کینے بیٹے بیٹے
لے پھرا۔ روٹس مانس۔ روزین پانی اور انیہرہ سے ساسیج میں ایک بہت نزل تیار نہ کرنا۔ اسیں تود کیا جمشید کی مظلوم اور جراتو مضبوطی کی نے جو
مصر میں بھی ایک قہر کی بطور تہنایا اسکو بھی ضم کر کے مسلم کو رحم نہ لیا۔ بلکہ بکس نے اپنی جہن جی کو کھانا مہیا نہیں سیدھا تھا۔ زہرت کی امید
شاہزادہ کو تہنہ پیش کیا چنانچہ جمشید اور ساسیج کی فوجی کلاہ شاہزادہ کو کہہ دیا کہ تونگ غنی میں کینے بیٹے بیٹے
بنا اور تہنہ دیا۔ اجمالی سے خواہاں مارا پوکے استقلال پر جب بوہرہ نے دشمن ہوا تو جراتو پاشا ڈانچ اٹھی چلا گیا۔ اور شاہزادہ کو طلب کیا
یہ رحم اور کسی القاب پر جب جمشید کو زہر دیا گیا ۱۴۲۰ھ - یہ ہیں یورپ کے مذہبی پیشواؤں اور شاہ جو کھ کا لارنا : میں ہوں کی ترکیبی صورت

یعنی ۱۸ جون ۱۹۱۴ء کو تین سو جہازوں کا ایک زبردست بیڑا روڈس کی طرف چلتا کیا جس میں آٹھ ہزار جاں نثاری دو ہزار سفر سیمنا کے جوان اور نہایت دافر سامان آذوقہ و محاصرو تھا۔ اور خود ایک لاکھ جبری فوج کی کمان لیکر خشکی کی راہ ایشیائے کوچک کو چلا۔ دونوں قوتیں خلیج مارمورا میں ملکر روڈس کی طرف بڑھیں۔

یورپ کے مورخ اس واقعہ کو نہایت ولولہ انگیز اور دلگداز زبان میں بیان کرتے ہیں۔ وہ سب ہمزبان ہیں کہ ”سیحی دنیا کا ایک نامور اور بہادر مقدمہ الجیش دنیا کے اسلام میں اس وقت تنہا درآ رہا تھا۔ مجاہدین نے سچے مسیحیوں کی طرح اپنے آئین و عقیدے (عزت و مذہب) کو بچایا۔ اور فرائض منصبی ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزشت نہیں کیا۔ آخر کو مجاہدین کے سپہ سالار (گریڈ ماسٹر ایم) نے یہ بڑا بھاری احسان کیا (شاہدین بخیر پر!) بڑی ہی محبت کی کہ صاحبقران کی پیش کی ہوئی تجویز صلیح کو منظور کر لیا۔ اور اپنے رفیقوں کا خون ناحق نہیں ٹپھایا وغیرہ وغیرہ۔ زید و خالد خواہ کچھ ہی کہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ روڈس کے مجاہد نہ عامی ملت المسیح تھے نہ صرف دشمن جان اسلام اور نہ مہمان نوازی یا غفور انسان۔ بلکہ ہند خاک طینت اور دغا باز ٹیسروں کا ایک جتھا تھا جس سے وہی ہلک کیا گیا جو کیا جانا چاہتے تھے۔ دوران محاصرہ میں مجاہدین کے آٹھوں فرقوں نے جو آٹھ دستپاہ (ٹونگ) کھلاتے تھے۔ اور فیصل پر علمیہ علم کردہ جمائے گئے تھے بڑے بڑے کراہی و کراہی کی گبر اہل مارٹنگو والی کینیڈیا (تولیش) نے فیصل و بروج کی حفاظت میں سخت کوشش کی

یہ چین سورج کی راس

مجاہدین نے

۱۹ تاریخ رات کے باب ۴۴ مجاہدین کے آٹھ دستپاہ (ٹونگ) کھلاتے تھے سپہیل نے جرنی پھال۔ آئی۔ اسپین۔ فرانس۔ بھارت۔ پروویس۔ کرکناٹ

مگر یہ سب کو ایک حصہ فصیل ”انگریزی دستپناہ“ سے چھوٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی
 اٹلی، اسپین اور پروونس کے دست پناہ بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ آخر کار ۱۰ دسمبر کو شرائط
 صلح مرتب و قلمبند کی گئیں۔ جن کی رو سے مصعورین کے لئے قراریہ ایک اٹھارہ روز میں
 اثاثہ اہمیت مسلحہ سمیت ترکی جہازوں میں جزیرہ کو خالی کر جائیں۔ اس موقع پر یہی صاحبقران اپنے
 قومی خاصہ کا ثبوت دیے بدون نہرہ سکار اُسے ایدم (گرینڈ ماسٹر) سے وداعی سلام کرتے
 وقت اسکی جلا وطنی پر نہایت انجباری کی۔ اور خاص باشندگان روڈس کو چار سال کا
 خراج معاف کر دیا۔ تاکہ جنگی نقصانات کی بخوبی تلافی ہو سکے۔

یورپ کی قدیم جمہوری ریاستیں جب سے مطیع و حلقہ گمبوش ہو گئی تھیں۔
 تب سے اسطرف بحیرہ اڈریاٹک سے لیکر بحیرہ آئی اوین تک۔ اور اسطرف باسفورس
 بحیرہ ایدین اور بحیرہ کریٹ تک تمام بندرگاہوں پر ہلال پر تو افکن تھا۔ اب جزیرہ روڈس کی
 جدید فتح سے بحیرہ روم کا شرقی حصہ بھی قبضہ میں آگیا۔ ادھر بحیرہ روم کے مغربی حصہ پر
 خیر الدین قابض ہوا تھا۔ گویا دونوں بحری قوتیں ہر طرف سے چمکدہ تمام اتصال تک
 پہنچ گئی تھیں۔ صاحبقران بہت بڑا دشمن اور امور ملکہ داری میں نہایت سلیقہ مند فرمانروا
 تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ بحیرہ روم کی شرقی اور غربی قوتوں کا اتصال ملکی مصالح امور کی
 جان ہے اور یہ کہ ترکوں کا بحری اقتدار اگر مستحکم ہو سکتا ہے تو صرف اسطرح کہ خیر الدین جیسے
 الو العزم شجاع۔ مدبر مذاق جازرانی سے بہرہ مند شخص کو ایسا البحر مقرر کیا جائے۔

نیز جیسا کہ تیسرے باب کے ختم پر اشارت بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت یورپ کے

یورپ کا مشہور قزاق

ایک مشہور امیر البحر ڈوریا کا علم غارتگری تمام جنوبی ممالک یورپ میں بلند تھا۔ خاص کر مضامعات قسطنطنیہ میں اُسکے ترکانہ حملوں سے تباہی اور بربادی پھیلتی جاتی تھی۔ ڈوریا اصل میں جینیوا کے ایک شریف اور مغز خاندان سے تھا۔ ۱۶۷۷ء میں پیدا ہوا۔ ابھی پندرہ برس کا تھا کہ پوپ لیو کے ہادی گارڈ میں داخل ہو گیا۔ اور عرصہ دراز تک یوگلاڈز اور الفسوفرا نوازے نیپلز کے ماتحت نمایاں ترقی کرتا رہا۔ آخر کار چھیا لیس برس کی عمر میں پوپ کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اُس نے بحری مشاغل شروع کیے۔ چونکہ طبعاً دلیر و شجاع تھا اسلئے بہت جلد ایک چھوٹے سے لیڈرے گروہ کا سردار بن گیا۔ ریاست جینیوا اگرچہ بدست اپنا بحری اقتدار سیف عثمانی کے نذر کر چکی تھی مگر وینس کے ساتھ اسکی قیامت دیرینہ بدستور تھی۔ ڈوریا کی الواعزمی اور دلیری دیکھ کر اُسکے ہموطنوں نے ۱۶۸۳ء میں اُسکو اپنا قومی امیر البحر بنالیا جس سے کچھ عرصہ کے لئے اہل وینس کو بحیرہ روم کی حکومت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اسی سال اُس نے سینٹ کے اشارے سے ٹیونس پر فوج کشی کی۔ کیونکہ خیر الدین بابر برصغیر جینیوا کے چند جہاز گرفتار کر لئے تھے۔ مگر چونکہ قومی خدمت میں لوٹ مار کا موقع بہت کم ملتا تھا اسلئے وہ اس عہدہ پر زیادہ عرصہ تک ٹھکن نہ رہا۔ بلکہ ۱۶۸۷ء میں علیحدہ ہو کر فرانس کے لیڈرے میں ملازم ہو گیا۔ لیکن پھر برکس کے تجربہ کے بعد اُس کو ثابت ہو گیا کہ فرانس میں اول شاہ فرانس اُسکے عزیز الوجوہ ہموطنوں سے ذلیل اور ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے۔ اسلئے وہ اپنے مختصر سے بیڑے سمیت جمیں بارہ جہاز تھے چارلس نچیم شاہ اسپین کے دائرہ ملازمت میں داخل ہو گیا۔ چونکہ فرانس میں اور چارلس میں

امیر البحر ڈوریا اور اُسکے مختصر حالات زندگی

فری امیر البحر

فارنگی کی طرف سے اور گورنٹ فرانس میں ملازمت

چارلس کی ملازمت

ہمیشہ جنگ رہتی تھی اسلئے ڈوریا کو امید تھی کہ وہ اس کشمکش میں جیو کو فرانس کے پنجہ
 ظلم سے چھڑا لینے کا موقع نکال سکتا ہے۔ فرانسس کو ہر معرکہ میں ناکامی ہوئی اور جیو
 بالکل آزاد ہو گیا۔ اُسکے عہوطنوں نے اس بڑے احسان کے شکریہ میں جیو کا تاج پیش
 کیا۔ مگر اُس نے نامنظور کیا۔ اور اس وقت سے آخر تک اپنی قوم و ملک کی نادمی میں مخدومی
 حاصل کرتا رہا۔ چونکہ ترک جیو کے کامیاب دشمن تھے اسلئے ڈوریا کو ترکوں سے
 سخت عداوت تھی۔ اور ان کو تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گزشت نہ کرتا تھا۔
 اُس نے اکثر ترکی جہاز گر قمار کئے۔ ہزاروں مسلمانوں کو بطور قیدی پکڑ کر ان سے غلامی کا
 کام لیا۔ یا جلیمنے میں ڈال کر اُنکے پس ماندگان سے خونہا طلب کیا۔ گوبرے نام
 امیر حیدر تھا۔ مگر اصل میں سخت ناخدا ترس غارتگر تھا۔ اور لوٹ مار سے اپنی ذاتی ثروت
 کو ترقی دیتا تھا۔ شرشیل کے ایلنار سے واپسی کے وقت اُس نے اپنے ماتحت سپاہیوں
 سے جو سلوک کیا وہ اُسکے نام پر بڑا دھبہ لگاتا ہے۔ اگلے برس یعنی ۱۸۳۵ء میں
 ڈوریا نے شمالی علاقہ جات واقع سواہل یونان پر فوج کشی کی اور قریباً پچاسی جہازوں اور
 بادبانی کشتیوں کے ایک بیڑے سے اول کورن (کورن) پر حملہ کیا۔ ایک سخت اور
 مسلسل گولہ باری کے بعد قلعہ نشین ترکوں نے جاں بخشی کے وعظ پر دروازہ کھول دیا۔
 ڈوریا نے قلعہ منکرو کو ایک ماتحت سردار منڈورا کے سپرد کر کے خود آبائے پڑاس کی
 راہ اندرونی مقامات کی طرف اقدام کیا اور تین ہفتہ تک تمام قلعہ بات کو فتح کر کے
 جو آبائے کارنتھ کی حفاظت کرتے تھے جیو کو عہد کیا۔ دوسرے سال ترکوں نے

سانہ دم ہو کر لطفی پاشا کے زیرِ کمان قلعہ کو رن کا از سر نو محاصرہ ڈالا۔ محصورین قہقہے
آؤدق سے تنگ ہو کر دروازہ کھولنے کو تھے کہ ڈور یا لک لیکر آہنچا۔ اس موقع پر اہل
جنیو اور ترکوں میں گھمسانچی لڑائی ہوئی۔ ڈور یا قلعہ میں جانے کا قصد کرتا تھا۔ محاصرین
سدا راہ ہوتے تھے۔ طرفین نے بڑھ بڑھ کر دوا دوا کی دی۔ آخر کار لطفی پاشا کو شکست
ہوئی۔

واقعات کے اس سلسلہ سے صاف ظاہر ہے کہ ڈور یا کی روز افزوں ترقی ترکی
بحری اقتدار کی سخت فراحم تھی یا آئندہ ہوتی۔ سلیمان کو اس وقت ہنگری۔ جرمن۔ اسٹریا
کے معاملات میں مصروفیت تھی۔ ان ممالک کی حدود کی جانب وہ کبھی فوج نہ بھیج سکتا تھا اور ہونگی
حیثیت سے بڑھتا تھا اور کبھی فرڈی نینڈ اور یولا جیسے مسیحی وعویداران تاج و تخت کا فیصلہ
کرنے کی غرض سے۔ خلاصہ یہ کہ اُسکو بذاتِ خود ڈور یا کی سرکوبی کی فرصت نہ تھی۔
ان وجوہ سے قسطنطنیہ اور الجزائر کا اتصال ضروری سمجھکر وزیرِ اعظم ابراہیم نے تحریک کی
اور سلاطینِ اعراب میں خیر الدین پاشا کو اس فرسارہ کے ذریعہ سے باریاب ملازمت ہونگی
ہدایت کی گئی جسکا پچھلے باب میں حوالہ دیا گیا۔

پانچواں باب

ترکی ایسٹلہریہ یا کپستان پاشا خیم الدین

خیرالدین بابائی کی اہم ضروریات اور اپنی طلبی کی علت غائی سے غریب واقف تھا
اسلئے سلطانی فرمان کی بجآوری میں اسنے عدا جلت نہیں کی۔ بلکہ اول اطمینان کے
ساتھ اسنے ملک کا انتظام کیا تاکہ اس کی غیر حاضری میں کسی بیرونی غنیم یا اندرونی حاسد کا
خطرہ باقی نہ رہے۔ ان رخنہ بندیوں سے حسب دلخواہ فارغ ہو کر سیرانہ شان شوکت
سے تہیہ سفر کیا۔ اور ساتھ ہی چند جاسوس کشتیاں ڈوریا کی تلاش میں ادھر ادھر روانہ
کیں۔ آخر اگست ۱۸۸۷ء میں حسن آغا کو جو اسکا بہت بڑا مستعد علیہ سردار اور خواجہ سرا تھا
سلطنت کا چارج دیکر مسخہ شرم و خرم چل پڑا

چچ یہ ہے کہ حقیقی ناموروں کے خلاف مصنوعی ناموروں کی عزت جھوٹے
موتی کی آب کی طرح نہایت خفیف فروگزاشت پر ماند ہو جاتی ہے۔ دو سال پیشتر جب
ڈوریا نے شریل پر غارتگرانہ حملہ کیا تھا۔ اور خیرالدین کے آنے کی خبر سن کر دو ہزار جاں
نثاروں کو ”دہن اثر“ میں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ اسوقت سے خیرالدین کی نگاہ میں اس کی
وقت ایک معمولی ابن الوقت قزاق کی وقت سے زیادہ نہ رہی تھی۔ چنانچہ اجزاء سے
چلتے وقت اسکو جاسوس کشتیوں سے یہ پتہ ملا کہ اس کا حریف شمالی اطراف میں لوٹ کر
اگر رہا ہے تو باوجودیکہ اس کے ہمراہ چند معمولی جہاز تھے۔ تاہم اسنے ڈوریا کی سرکوبی کا

مسموم را وہ کر کے سواں اٹلی کاٹنے کیا۔ لیکن البتہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یورپ کا
 شجاع امیر البحر خبر پا کر پہلے ہی سسلی کی طرف سرک گیا ہے۔ اس لئے یہاں سے چند
 جہاز جنہیں جینیوا کے تجارتی جہاز اور ڈوریا کے خاص جہاز شامل تھے گرفتار کر کے جزیرہ
 ابرا کو لوٹ کر خیر الدین بزودی تمام پٹنا۔ اور ڈوریا کو سواں اٹلی پر خلیج سلرنو اور خلیج
 نیپلز میں تلاش کرتا بحیرہ روم میں داخل ہوا۔ اور یہاں سے جزیرہ مالٹا۔ سائٹا مورا۔
 نادوینو۔ نیز سواں موریہ کے قریب ہوتا آخر کار سالونیکا میں لنگر انداز ہوا۔ اور اپنے
 آنے کی باقاعدہ اطلاع قسطنطنیہ بھیج دی۔ خیر الدین کے آنے کی خبر سن کر ابالی کی طرف
 سے ایک مغز ڈیویشن استقبال کے لئے بھیجا گیا۔ اُدھر کے عسکری سرے کا دیوان
 خاص عام شامانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔ قسطنطنیہ کے تمام اکابر و امراء جمع ہوئے
 صاحبقران بنفس نفیس مجلس کے ایک دیکچے سے ہمہ تن چشم انتظار تھا کہ اتنے میں بربری ٹیرا
 نشان ہلال کے سایہ میں آہستہ آہستہ گولڈن مارن (شاخ مظلایا سنہرے اینگ) میں
 داخل ہوتا دکھائی دیا اور چند منٹ میں گوشہ محل کا طواف کرتا شاہی اسٹیشن میں لنگر انداز
 ہوا۔ عسکری سرے میں اُس روز عجیب و غریب نظارہ تھا۔ جہاں دیکھنے کے لئے بڑے بڑے
 نامور جنرل کرنیل و فرامراء اکین دربار و اعیان حضرت جمع ہوئے تھے۔ خیر الدین
 اپنے اٹھارہ کپتانوں کے ساتھ حضور سلطانی میں دست بستہ ایستادہ تھا۔ حاضرین اس

لہ یہی سلرنو ہے جس کی بابت ہمارے اسان الغیب لکھتے ہیں۔

سلرنو میں جہاں ایک نامی مطلب تھا

”مغرب میں مغرب ملک عرب تھا“

جماعت ہنربران کو بڑی حیرت و تعجب سے سمجھتے تھے۔ جس کی شجاعت و دلیری نے تمام یورپ کے سر جھکا دیے تھے۔ اور کسی بحری قوت کو قشعہ اطاعت لگائے بدون نہ چھوڑا تھا۔ خیر الدین ان میں اس طرح متمیز نہ ہوتا تھا۔ جس طرح ستاروں میں چاند ابراہیم نے قیافہ سے دریافت کر لیا کہ خیر الدین میں تمام صفات مطلوبہ موجود ہیں اور اسلئے تمام دربار کے سامنے اُسکو ترکی ایسہ البحر کا خطاب دیکر بحری صیغہ حرب کا چارج سپرد کر دیا۔

بابالی کی ممانی سے فغان ہو کر خیر الدین بڑی مستعدی سے صیغہ حربیہ کی اصلاح میں مصروف ہوا۔ اور تمام موسم سرما اسی میں حسیچ کیا۔ وہ نرا امیر البحر یا جازراں ہی نہ تھا بلکہ جازکے تمام بیچ پُزروں سے کما حقہ واقفیت اور جہاز سازی میں اعلیٰ درجہ کا کمال بھی رکھتا تھا۔ اُسنے پہلی ہی نظر میں وہ نقوص دریافت کر لئے جو ڈوریا کے مقابلہ پر بسا اوقات ترکی بیڑوں کی ناکامی کا باعث ہوتے تھے۔ مثلاً بادبانوں کا بیچ حرکت اور جہازوں کا سبک رفتار ہونا اور عین وقت پر ملاعوں اور خلاصیوں کے قابو سے باہر نکل جانا وغیرہ۔ ایک اور بڑا نقص یہ تھا کہ اس صیغہ کے تمام کار پر واز اور کارکن خلاصی سے لیکے کپتان تک عموماً وہ لوگ تھے جنھوں نے بادبان یا پشتیبان کی شکل کشی سے علمیہ عمر بھر بھی نہ دیکھی تھی۔ اور جہاز کے پوشیدہ کل پُزروں سے اصلاً واقفیت نہ رکھتے تھے۔ خیر الدین نے بلا تامل یہ قاعدے بدل دیے۔ حسن اتفاق سے اسوقت بحری گداموں میں لوازم و مصالحات کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ اسلئے اُسنے خاص اپنے اہتمام اور نگرانی سے ایک جدید کارخانہ کھولا۔ اور افسران صیغہ حرب کو جزأت دلانے

ترکی جازروں اور
بحریہ شجاعت کی
اصلاح

کے لئے اکثر خود بھی کاریگروں کا شریک ہوتا۔ اس طریق پر سال روں کے ختم تک اس نے
اک ٹیڈ جنگی جہاز تیار کئے۔ اور ان میں اٹھارہ اپنے اور پانچ اور ملا کر چار سنی جہازوں کے ایک
زبردست بیڑے کی کمان لیکر ۳۳۵ء کے موسم گرما میں سواحل اٹلی کی جانب بڑھا۔
اور آبنائے سینٹینا میں داخل ہو کر اول یہ جیو پر حملہ کیا جو صوبہ شیب کلیئیریا کی مشہور بندرگاہ
اور اس وقت ایک جنگی مقام تھا۔ یہاں سے ہزاروں بندی اور جہاز گرفتار کر کے آگے بڑھا
اور قلعہ سینٹ لیو سینڈا پر ہمارے اس میں آگ لگا دی اور قریباً اٹھارہ ہزار آدمی گرفتار
کئے۔ یہاں سے سپرمنوگاہ تک ایک فونڈی پہنچا۔ کہتے ہیں کہ اس مہم سے اسکا منشا یہ تھا
کہ پریکیال گوئیلہ کو جو دیسپیسیدو والی ٹراجٹو کی بیوہ اور حاکم فونڈی کی وارث تھی۔
گرفتار کرے۔ گوئیلہ اصل میں اس عروش جس جانا اور گون کی بہن تھی۔ جسے سربا پر اٹلی
کے دو سوتیلی بھائیوں نے طبع آزمائی کر کے مختلف زمانوں کے ذخیرے ختم
کر دیے تھے۔ بہن کی طرح گوئیلہ کا حسن جمال بھی کچھ کم زار نہ فریب نہ تھا۔ چنانچہ اس کی
دھال پر ایک سدا بہار پھول کی تصویر بنی تھی جس سے یہی مطلب تھا کہ جس طرح یہ پھول
باد خزاں کی دسترس سے باہر ہے۔ اسی طرح گوئیلہ کا فلاور آلود حسن و عشق کا پھول،
بھی زمانہ کی صرصر عواث سے محفوظ ہے۔ غرض کہ خیر الدین اس کو بہر مقصود کے لئے نہایت
تیز روی سے سمند طے کرتا رہا کہ وقت بخیر فونڈی پہنچا۔ گوئیلہ کو خبر ہوئی تو اس وقت جبکہ
شہر اور محاصرہ ہو چکا تھا۔ ناچار دیولدیوی اور کولادیوی کی طرح گوئیلہ بھی شہر بانی کے

برج پر پہلا حملہ

قلعہ سینٹا

فونڈی پر حملہ

پریکیال گوئیلہ

لباس میں صرف ایک اٹالین سوار کے ساتھ نخل کھڑی ہوئی۔ ایک جرمن مورخ اس موقع پر لکھتا ہے کہ کبھی سوار نے اس رات کو اس ماہ کامل کے شب افزہ چہرہ سے بیخود ہو کر حیثیت سے زیادہ گستاخانہ جرأت کی جس کی سزا میں وہ بعد کو شہید تبسم دیت ہوا۔ خیر الدین نے ناکامی سے براہِ رختہ ہو کر فونڈی کو آتش شمشیر سے برباد کیا۔ ان اطراف میں ڈوریا کو چن روز آؤر تلاش کرنے اور چارلس کے علاقہ جات کو مانت و مانع کرینکے بعد اسکو باغلی سے ٹیونس کی طرف اقدام کرنے کا فرمان ملا۔

مقامہ میں بیان کیا گیا ہے کہ موعہ دین کے زوال پر ۱۲۷۷ء سے ٹیونس میں بنو عتص حکمران تھے۔ یورپ کی تجارتی قوموں کے ساتھ خصوصاً اور دیگر اقوام سے عموماً گونزٹ ٹیونس جو کچھ حسن سلوک و مراعات کرتی تھی اسکا بہتر ثبوت ان باہمی عداوتوں سے بخوبی لگتا ہے۔ جنکی متعدد کاپیاں پیا۔ جلیوا۔ وینس اور شاید لندن و پیرس کے پبلک کتب خانوں میں آج تک محفوظ ہیں۔ گو اس زمانہ کے یورپ نے اس حسن سلوک کی دوا کر بھی کبھی قدر نہ کی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سلاطین اور عایاے ٹیونس مسیحیت سے اس قدر فراخ دلی اور آزاد منشی سے برتاؤ کرتے تھے کہ خود مسیحی واعظوں کو ان کی ضعیف الاعتقادی کا دعویٰ ہوتا تھا۔ چنانچہ سینٹ لوئس اس زمانہ کا ایک مشہور واعظ ٹیونس کو دعوت نصرا نیت دینے آیا۔ اور اسی کوشش میں ناکام ہوا۔ اس بلبل القدر زمانہ کے

۱۷۷۷ء میں سپر باپ ۱۷۷۷ء میں پل صفحہ ۵۰۰۔ ۵۰۱ شاد چارلس دنیا کے ۱۶ تاجوں کا مالک تھا۔ اسپین۔ پورٹو گال۔ انیسو راتنا سے تھے۔ جرمنی کا کالج دہل یورپ کی کثرت رائے سے تقویض ہوا تھا اور میکسیکو۔ پیرو واقع امر کی جزل کو شہر کی تدارک، بات، علامہ ابن سبلی بھی اسکا قضا تھا کہ چارلس اب مالی کا مخالف تھا۔ اس نے ان اطراف میں خیر الدین کے بھائی باہلی کا پتہ لگانا چاہوئے کی طبیعت سے اتفاقاً ہوئے تھے۔ مذکورہ لکری کی حیثیت سے۔ جیسا کہ وہیں مونس لکھتے ہیں۔ ۵۰۱ میں پل صفحہ ۵۰۰۔ ۵۰۱ میں پل صفحہ ۵۰۰۔ ۵۰۱

اہل بیونس ایلز
پر کے تہم نفاق

اکیس فرانزواؤں نے زائد از تین سو برس حکومت کی۔ آخر اوائل سوھویں صدی میں زوال کے آثار نمودار ہونے لگے۔ باہمی نفاق و خانہ جنگیوں نے ان کی قومی قوت کو ضعیف کر دیا۔ اور اپنی مقدم سلطنت و طاجنہ دکار تھج، کی طرح ٹیونس کی ساعت ناگزیر بھی آن پہنچی۔ بائیسویں فرما نروا سلطان حسن نے جو کچھ لائق نہ تھا خاندان بھر کے زینہ وار ثوں کو تہ تیغ کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ صرف ایک شہزادہ خوش قسمتی سے بھاگ کر خیر الدین کے پاس فرار ہوا۔ اور استمداد کی۔

خیر الدین کی پالیسی

خیر الدین کی ہمیشہ سے آرزو تھی کہ تمام فرماں روا یان برابر باعالی سے حسن عقیدت رکھنے میں آسکے۔ بخیال ہوں۔ وہ ایک عاقبت اور دلنشین پولیشن تھا۔ اور دولت عثمانیہ کی روز افزوں ترقی دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ بحیرہ روم کی مشرقی اور مغربی طالس برابر کے اندرونی حصص پر حکومت اسلام کو لازوال قیام صرف اس تدبیر سے ہو سکتا ہے کہ ریاست کا برابر کے تمام عامل قسطنطنیہ سے وہی تعلق پیدا کریں جو معالین قلب کو قلب سے تعلق ہے وہ خوب جان چکا تھا کہ دنیا کے اسلام میں اس وقت ہلال ہی ایک ایسا جھنڈا ہے جس کے مبارک سایہ میں اسلام کی تمام حکمران قومیں متحد و مجتمع ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں جب اُس نے امیر المومنین سے ملکی بیعت کی تو ٹیونس کو بھی کنا تیا اس طرف توجہ دلائی تھی مگر جیسا کہ ابتدائی زوال میں دنیا کی بدنصیب قوموں کا خاصہ رہا ہے۔ بنوخص میں تنگ چشمی۔ کوتاہ اندیشی اور غود بینی حلول کر چکی تھی اور اپنی قدیم شرافت خاندانی پر نازاں تھے۔ اور ترکوں کو ایک نو دولتہ اور نوخیز قوم خیال کر کے انکی اطاعت کو ذلت

سمجھتے تھے۔ لیکن اب کہ اُس بوسیدہ دولت کا ڈھچر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ تمام سلطنت میں
 جا بجا رخنے تھے۔ اور ایک حریف دعویٰ دار شہزادہ خود غرضی سے مہموت۔ امداد کا خواہنگار
 یا رہبری کو تیار تھا۔ خیر الدین نے اس پیش بہا موقع کو ضائع کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور
 بوصول فرمان با بعلی سواہل اٹلی سے فوراً ٹیونس کی طرف پٹلا۔ اُسکے آئینکی خبر سنکر
 سلطان حسن مغرور ہو گیا۔ اور خیر الدین نے ایک غصیف سے مقابلہ کے بعد مظفر منصور شہر
 میں داخل ہو کر دعویٰ دار شہزادہ کو تاج و تخت پر قبضہ دلایا۔ مگر چونکہ یہ عزل و نصب اہل
 ٹیونس کے بالکل خلاف مرضی تھا۔ اسلئے پانچ ماہ سے زیادہ نہ رہ سکا کیونکہ مغرور
 سلطان نے بھاگ کر دربار کارڈوا (قرطبہ) میں پناہ لی اور شاہ چارلس کو پشت پر لیکر
 واپس ہوا۔

اہل ٹیونس کی
 سوج و دمات

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس موقع پر یورپ کی کوئی اور طاقت معاملات
 ٹیونس میں دخل ہوتی تو شاہ چارلس جن کے ایلچی کی مستندانہ درخواست کو غلط انداز نظر
 سے بھی نہ دیکھتا بلکہ اُسکو (شاید نہ سچی تلقین کر نیسکے بعد) ناکام واپس کر دیتا کیونکہ ٹیونس
 میں ہزار لاکھوں جلاوطن اندلسیوں کی سکونت یورپ بھر کو معلوم تھی۔ پس گورنمنٹ
 کارڈوا کو ایسے دربار سے کوئی وجہ ہمدردی نہ دیکھتی تھی۔ جسنے اُسکی معنوب قوم کو اپنے
 دامن شفقت میں پناہ دی تھی۔ مگر حسن اتفاق سے دخل معاملات بلکہ شاید خاص نسبت
 ٹیونس ترک تھے۔ اور وہ بھی ایک اتفاق کی وساطت سے۔ خاندان باربروسہ نے گزشتہ
 تین سال سے گورنمنٹ اسپین کے اقتدار کو جو کچھ گزند پہنچا یا تھا وہ سلسلہ واقعات سے

چارلس کا شامعلی

ظاہر ہے چارلس دل سے آرزو مند تھا کہ عروج کے بلند کئے ہوئے ایوان حکومت کو اسی طرح بیرحمی سے مسمار و منہدم کر دے جس طرح دو سال ہوئے کہ خیر الدین نے اسپینش قلعہ پی زن کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ لیکن بجائے اسکے کہ یہ آرزو ایک شتم پورا ہوئی۔ برعکس خاندان بابر و سٹوئرس پر بھی قابض ہو گیا۔ جس سے سول سپین کے علاوہ اسلی کے ساحل بھی حرفیوں کی ترکتازیوں کی زد پر آ گئے۔ قطع نظر اسکے ٹیونس بجائے غلہ ساحل ببر کے ایک ایسے نکلے ہوئے گوشہ پر واقع ہے کہ بحیرہ روم میں جازمانی کرنے والوں کو اس سے زیادہ احتمال فرحت ہو سکتا تھا۔ پس اسی عنان حکومت حسن کے کمزور ہاتھ میں زیادہ موزوں تھی۔ جو موم کی ناک کی طرح ایک ذرا اشارے پر ادھر یا ادھر بھٹکتی تھی۔ اس قسم کی دور اندیشیوں سے متاثر ہو کر شاہ چارلس کے کیتھک بندگان حضور نے خلاف دستور العمل کفار کو مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور نہ صرف اپنی قوت سے مدد دی بلکہ اپنے ہمسایہ ہمسروں کو بھی اس کا رخیہ میں شریک کیا۔ ان میں مالٹا کے مجاہدین سب سے زیادہ سرگرم تھے۔ انھوں نے پانچ جنگی جہاز جنہیں ایک نہایت عظیم الشان تھا۔ اور کئی ہزار غامضی مدد کے لئے بھیجے۔ علاوہ انہیں چارلس کی قوت بھی چھ سو جنگی جہازوں سے کم نہ تھی۔ اب گویا ایک طرف تو ٹیونس کے حصار شہزادہ کو فی الدین نے نہ بنھالا۔ دوسری طرف معزول سلطان حسن کو چارلس نے لیا۔ اور دونوں میں بالکل اسی حیثیت سے جنگ چھڑی جس طرح اٹھارویں صدی میں دکن کے انڈیگنیزوں و فرانسسینوں

دوسرے دوست غازی

چارلس کی غارتگری

چارلس نے بیڑے کی کمان لیکر بارسلونا سے کوچ کیا۔ اور جون تک حلق الودید میں داخل ہو کر ٹیونس کا محاصرہ ڈال دیا۔ چونکہ بیت المقدس کے مجاہدین ہر وقت شوق شہادت میں بیخود رہتے تھے۔ اور ہمیشہ سب سے خطرناک اور مخدوش موقع کی ذمہ داری پسند کرتے تھے۔ اسلئے مقام محصور کے نہایت قریب لنگر انداز ہوئے۔ اور گولہ باری سے بلکہ راستہ نکال کر ۱۰ جولائی کو انھوں نے عین فصیل شہر پر صلیب نصب کر دیا۔ خیر الدین کے پاس اس وقت کل دس ہزار فوج اور پچاس سے کچھ زیادہ جنگی جہاز تھے۔ بیسے ناموزوں تقابل میں لڑائی کا جو کچھ نتیجہ ہوا گودہ خلاف توقع نہ تھا مگر محصورین کے حوصلے ٹپت نہیں ہوئے۔ انھوں نے محاصرین پر چار مرتبہ چھاپہ مارا۔ تین مرتبہ مسلمان رئیس کے ماتحت جہیں محاصرین کے بہت سے جان باز دلاور کام آئے۔ اور اٹلی کے تین نامی جرنیل کھیت رہے۔ اور ان کا ساز و سامان بھی بہت کچھ تلف ہوا۔ چونکہ خیر الدین اپنے خاص دستہ کو جہازوں میں لیکر بڑھا۔ اور اس تیزی سے بڑھا کہ چارلس کے کوہ پیکر جہازات بے ترتیب ہو گئے۔ یہ عین تفت کا وقت تھا اور لڑائی کا پہلا ادھر یا ادھر ٹھکنے کے لئے ڈھنگا ہی رہا تھا کہ اہل شہر کی دغا بازی نے فیصلہ کر دیا۔ یعنی باشندگان ٹیونس جو اس جدید عزل و نصب کے سخت مخالف اور سلطان سن کے طرفدار تھے۔ انھوں نے اپنے آپ کو شکبہ سے آزاد دیکھ کر اور خیر الدین کے سبھی بندوں سے سازش کر کے القصر (قلعہ) کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر کپتان کے دلا درپاہی کچھ دھکتہ

ملکہ کوائف

خیر الدین کی خبریت

ہوئے اور ساتھ ہی مخالف سمت سے سمندر میں طوفان نازل ہوا۔ اوصہر محاصرہ کے دل اور قدم بڑھے اور ایک طرفۃ العین میں بساط الٹ گئی۔ اب خیر الدین کو بھڑکے کچھ نہ بن پڑا کہ جہازوں سمیت دوسرے راستے سے حلق الوید سے نکل جائے۔ دورانہی سے اُس نے قربان پندرہ جہاز اور بندرگاہ بونا پر لگا رکھے تھے۔ چنانچہ ان سب کی مسامتہ اُس نے صحیح سلامت یہاں سے مراجعت کی۔

خیر الدین نے اس موقع پر محاصرہ کی روک تھام کے لئے جو پشہ بشکل شلٹ تیار کیا تھا اُسکا نشان آج تک اُس قطعہ خشکی کے برابر صاف نمایاں ہے جو یونیس کی جھیل بڑکھ کو بحیرہ قسطنطنیہ سے جدا کرتا ہے میں برس ہوئے جب اس سدا کو کھدوایا تو قریباً دو سو انسانی ڈھانچے کی مقدار سپین کے سچے توپ کے گولے۔ اور ٹوٹے پھوٹے ہتھیار برآمد ہوئے تھے۔

یورپ کے مورخوں نے اس حملہ کے کوائف بڑے ذوق شوق سے قلمبند ہیں۔ مارل۔ فان نامر۔ براڈے۔ لین پول۔ تمام بڑے بڑے آتھر اور اینالسٹ و مصنف۔ مفسر حالات مشرقی، ہم آہنگ ہیں۔ اور ترکی کی کہستان کی نہایت پروردگار افسوس کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ امر ہے کہ اس محکم واقعات قلمبند کرنے میں انھوں نے ترکی مورخ حاجی خلیفہ سے بہت کم اختلاف کیا ہے اور فرقہ بین کی جنگی قوتوں اور موجودہ حالتوں کا فرق جو خیر الدین کی ناکامی کا سبب

بڑا سبب بتایاں کر دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یورپ کی وہ طاقتیں جو آج ”دول غظام“ سے
 ملقب کیجاتی ہیں سولہویں صدی تک مشرق کی وحشی قوموں کی بیطرح حلقہ گجوش
 تھیں۔ روس کے بیشتر حصہ پر وسط ایشیا کے وحشی ترکمان قابض تھے۔ اسپین اگر
 وحشی عربوں سے خالی ہوا تو تمام جنوب مشرقی حصہ پر وحشی ترک قابض ہو گئے تھے
 موریا سے لیکر کوہ کارپھین تک اور قسطنطنیہ سے لیکر روشیہ تک تمام سرزمین ہلال
 پر توانگن تھا۔ سیف عثمانی و انا کی تفصیل تک کاٹ کرتی تھی۔ اور اسٹریا، جرمنی کے حقدار
 شہزادوں کا فیصلہ کرینکے لئے برہنہ ہو کر ان حدود کی طرف بڑھتی تھی۔ جنوب مشرق میں
 تو قریباً دو سو برس سے مسیحی طاقتوں کو فتح و نصرت نصیب نہ ہوئی تھی۔ مگر جنوب مشرق
 میں بھی وحشی باربروں کی فتح و نصرت کی فتح یورپ کے لئے فی الحقیقت نعمت غیر متبرکہ تھی خصوصاً
 اہل اسپین نے اس پر ضرورت سے زیادہ ناز کیا۔ ان کے ناز کینال شاعروں نے رزمی
 نظمیں لکھ کر طبع آزمائی کی۔ بھاٹوں نے انکو ذریعہ معاش بنایا۔ مصوروں نے محاصرہ کے
 فرضی، نقشے کھینچے۔ حتیٰ کہ آربوں کے رہنے والے ایک کوزہ گرنے تصور یوروں کے ذریعہ سے
 ایک برتن پر معرکہ کارزار کا سماں دکھلایا۔ شاہ چارلس خوشی سے پھولانہ ساتا تھا اور ناٹ

۱۰ کر۔ روشیا یا ترکی اور اسٹریا کے حقداروں کا صوبہ۔ ۱۱ میں اس صوبہ کی حد بندی کی بناء پر دونوں قوتوں میں
 جنگ ہوئی تھی جس میں بالآخر ترکوں کو کامیابی ہوئی۔

۱۲ دیکھو ایڈورڈ کرسٹی باب ۹
 ۱۳ چنانچہ شاہ چارلس کے حکم سے اسپین کے مشہور مورخان کا نیلسن موقع جنگ کی چند تصویریں کھینچی تھیں۔ جو آج تک کتبہ و مژدہ
 میں محفوظ ہیں۔ لیکن پاول صفحہ ۹۰

یورپ کے سرچش
 کی رائے

الجاہد، کروسیڈ (الغازی)، حامی ملتہ المسیح ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اسنے اس فتح کی یادگاریں کراس آوٹیونس (صلیب ٹیونس)، کے نام سے ایک جدید غازی فرقہ قائم کیا جسکے سپاہیوں کی وردی پر لفظ بابر بابر (بربر) کرٹھا تھا۔ لیکن حقیقت میں دیکھئے تو یہ کچھ نہ تھا۔ صرف شاہ چارلس کی جانب رعایاے اسپین کی حسن عقیدت تھی جس کا اندازہ مارگن صاحب کی رائے سے خوب ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”اسپین میں یہ عام طور پر مشہور و مسلم امر ہے کہ شاہ چارلس نے اس تمام کرۂ زمین کی اقلایم کو جو ہیں گھنہ تک اپنی زنجیر حکومت میں جکڑے رکھا۔ اور یہ کہ اسکے بعد وہ زنجیر یک بیک ٹوٹ گئی۔ یہ عقیدہ یہاں تک راسخ ہے کہ عمر بھر پیری یہ کبھی مجال نہوئی کہ کسی باشندہ اسپین کے سینے میں اسکے ان لینے میں حجت کرنا۔ اگر کرتا تو بیشک طیش میں آکر وہ جکڑ سخت ہی نزدیقا لیکن بائیمہ کسی ذی شعور شخص نے مجھے اس راز سے واقف نہ کیا کہ دنیا پر ایسا نازک وقت کب آیا تھا؟۔ اہل اسپین کے جہل مرکب اور کور عقیدہ مندی سے قطع نظر کر کے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا شاہ چارلس کا دعویٰ شجاعت صحیح تھا؟ اس سوال کا جواب تاریخانہ واقعات کے سلسلہ سے ملے گا۔

خیر الدین کی بہریت اور مراجعت کے بعد شاہ چارلس مع سلطان حسن مظفر و منمو ٹیونس میں داخل ہوا۔ اُسکو مناسب تھا کہ اہل شہر کو ہر طرح امن و امان دیتا۔ کیونکہ وہ ایک دوست کی رعایا تھی۔ جکو ایک فراق کے بچہ ظلم سے پھڑانے کے لئے اسنے اسپین سے

یہاں تک تکلیف کی تھی۔ وہ بس امر سے ناواقف نہ تھا۔ کہ اگر عین منت پر اہل شہر غدرو بیوفائی کر کے سازش کی چال نہ چلتے تو فتح و نصرت کی آرزو ہی رہتی اس لئے بھی انکو ہر گز ہتھیار نہ تھا۔ مزید بریں اسلئے کہ اہل اسپین اور کیتھلک مورخ اسکو سچا نامور شجاع بنا کر دکھلا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ کسی انارونی اور نامعلوم جو شس نے اسکو اس برگزیدہ صفت کے قابل نہ رکھا۔ شہر پناہ میں داخل ہوتے ہی اسنے بلا وجہ قتل عام اور لوٹ مار کا حکم دیا۔ اور تین روز کا مل ٹیونس کے بیگانہ باشندوں پر ظالم دشت کر بلا نازل رہے۔ ہزاروں مرد اور عورتیں بلا تفریق عمر و مدارج تہ تیغ ہوئیں۔ شریف پر وہ نشین بیدیاں بیعت کی گئیں۔ معصوم شیر غور بچے فیج ہوئے۔ یہاں تک کہ القصبہ کے وہ مسیحی غلام جنہوں نے غار کیا تھا اپنے ہی ہم مذہب مددگاروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ شہر کے تمام گلی کو بچے سلع و بیع کا نمونہ بن گئے جن میں باجیا بیگانہ باشندوں کی مقتول نیجان لاشیں حرکت مذہبی کرتی تھیں۔ اور چارلس کے ”سچے شجاع“ کشمکش غنائم میں انکو روندتے پھرتے تھے۔ خود کیتھلک مورخ اس شہر آشوب قتل عام کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسلئے کہو بھی یہ خیال ظاہر کرنے کی جرات ہوتی ہے کہ ترکوں پر جن قسمی القلبیوں اور منافکیوں کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اگر یہ ”شجاعانہ سلوک“ ان سے بڑھ نہ گیا تھا تو کیسی طرح کم بھی نہ تھا۔ اُدھر ٹیونس پر یہ قیامت کچھ

میکسی فوٹیل نام

۱۱۱ لیں پول صفحہ ۹۰۔

۱۱۲ اُدھر خاندان اسپین ان شہر کشویوں میں مصروف تھے۔ اُدھر ترک دشمنی اقوام وسطا ایشیا کے ساتھ مظہر و منہمک ہندو میں داخل ہوئے تھے اور وزیر اعظم سپر سالار نے اہل ہند کو ہر طرح المانی۔ ایک تشنہ ہی خالق نہیں ہوا۔ کسی حمایت کو صدر پتیا لین پول صفحہ ۹۰

شک نہیں کہ بخت جلاوطن اندلسیوں کی وجہ سے نازل ہوئی جسکے چند قبائل اطراف
و جوانب ٹیونس میں خانہ بدوش پڑے تھے اور جن کو اذیت پہنچانا اہل اسپینوں
سمجھتے تھے۔ ورنہ اقوام یورپ اور سلاطین ٹیونس خصوصاً سلطان حسن کے دوستانہ
تعلقات قتل و ویرانی کے مقتضی نہ تھے۔

جب شجاعان اسپین اور مجاہدین بیت المقدس کی خون آشام تلواریں
سیراب ہو چکیں تو چارلس نے حسن کو شانہ مراسم سے سخت نشین کیا۔ اور باہمی تعلقات
آئندہ کو مستحکم کرنے کی غرض سے ایک عہد نامہ مرتب کیا۔ جسکی بڑی بڑی شرطیں تھیں کہ
گالیٹا (حلق الوید) پر گورنمنٹ اسپین کا قبضہ رہے گا۔ تمام سچی غلام آزاد کر دیے جائیں گے
ساحل ٹیونس پر غارتگری بالکل مسدود رہے گی۔ سلاطین ٹیونس سالانہ خرچ ادا
کریں گے۔ اور اسکے ساتھ بارہ شکاری باز اور جلاوطن اندلسیوں میں سے چھ شاعر
بطور اطراف طاعت گورنمنٹ اسپین کے نذر کیا کریں گے۔ فریقین نے صلیب اور تلوار کا
حلف لیکر عہد نامہ پر دستخط کر دیے۔ اور شاہ چارلس نے مع شرم و خدہم گست میں
ٹیونس سے عود کیا۔

عہد نامہ

ادھر خیر الدین سخت غم و غصہ کی حالت میں بندر گاہ بونا سے سینہ آندھی
کی طرح جزیرہ کورسیکا پر ٹھکا اور بندر گاہ موہن میں اتر کر تمام جزیرہ کو ماتحت و تاراج کر ڈالا
اور بہت سے شاہی جہاز مع مال و ہندی گرفتار کر کے برزودی تمام الجزائر کی طرف پٹلا۔ اور
اس خیال سے کہ شاید چارلس اسکے قلب سلطنت پر حملہ کرے محاصرہ کی روک تھام کا

جزیرہ کورسیکا
پر حملہ

جزیرہ کو سیکا
پر حملہ

بندوبست کر کے انتظار کرنے لگا۔ مگر جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ چارلس نے منع فوج بالا بالا
اسپین کو مراجعت کی تو کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد قسطنطنیہ کو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خیر الدین کو
پھر بھی آنا نصیب نہوا۔

یہ ظاہر ہے کہ ٹیونس پر یہ تمام مصائب آلام جن کی وجہ سے نازل ہوئے اس لئے
کچھ تعجب نہیں کہ بجائے برد و غریز اور مقبول نام ہونے کے وہ اب ہر طرف نفرت و
ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور دشمن اسلام۔ دغا باز۔ مخرب قوم و ملک خیال کیا جاتا
تھا۔ کاش اہل شہر کو اپنے کمزور سلطان کی نسبت صحیح رائے قائم کر نیکام موقع پہلے سے ملتا
اور وہ سمجھتے کہ فرمانروا کے ذاتی نفع کا خیال قوموں کو صدیوں کے لئے کس طرح تباہی اور
مصیبت میں ڈال دیتا ہے جس طرح اُن کی ہمسایہ سلطنت شاہ راولپنڈی کی ذرا سی ناشائستہ
حرکت پر آٹھ متوازن صدیوں کے لئے وقف اسلام ہو گئی تھی۔ بہر کیف باشندگان ٹیونس
گو اپنی غلط فہمی پر سخت پچھتاتے تھے۔ مگر "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکھ خود باید زد۔"

حکایت انجام

ایک عبرت انگیز
حکایت

رہایا کی بدظنی کا اندازہ اس واقعہ سے خوب ہو سکتا ہے کہ قتل عام کے دن کسی بے رحم
سپاہی نے ایک نوجوان شریف لڑکی کو پھڑپھڑایا۔ حسن نے کہیں دیکھ پایا اور اُسکو چھڑانا
چاہا۔ مگر غیرت مند لڑکی نے نہایت حقارت سے سلطان کے منہ پر تھوک کر کہا کہ "تیرے
منہ میں ظلِ جاہلیت سے بدتر اور ذلیل تر میرے لئے کوئی حالت نہیں۔" تاہم اس طوفان
کے فرو ہونے پر ڈور پیا اور اُس درباروں کی مدد سے حسن نے پانچ سال حکومت کی

لیکن شہر قہر وان سخت برگشتہ اور اُس کے خون کا پیا سا تھا۔ آئندہ کارنشہ ۵۵۰ میں اسکو اندھا کر کے قید کر دیا۔ اور اُس کے ایک فرزند حمید کو تخت نشین کیا مگر ٹیونس کا بوسیدہ ایوان حکومت منترزل ہو کر مرکز نقل سے ہٹ چکا تھا۔ مابعد کی حالت اس سلسلہ میں اپنے موقع پر بیان کی جائے گی۔

ٹیونس کی موجودہ حالت

واپسی پر با ب علی نے خیر الدین کو کپستان پاشا کا خطاب عطا کیا۔ علاوہ انہیں منصب وزارت پر اسکا بہت کچھ اثر ہو گیا۔ کیونکہ سلطان سلیمان نے وزیر اعظم ابراہیم کو بعض شکوک کی وجہ سے معزول و مستول کر دیا تھا اور وزارت خالی تھی۔ ترک اسوقت بیشتر بحر و واقع جنوب یورپ پر قبضہ کر چکے تھے۔ بحر اڈریا تک میں بھی اُنہی کا اقتدار تھا۔ مگر نہ اس قدر مستحکم جس قدر کہ بحیرہ ایجین میں۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس بحری حکمران قوم یعنی اہل وین کے تین سال سے با بعلی کے ظاہری دوستانہ تعلقات تھے جبکی تجدید وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی۔ اور اگرچہ ڈوریا کے غارتگرانہ حملوں کی وجہ سے قطعاً آب خونیزیوں سے خالی نہ تھا مگر وینس کو ان مجادلوں سے علانیہ بے تعلقی تھی صاحبقران کی خواہش تو تھی کہ بحیرہ اڈریا تک ہلال کے نفل حمایت میں داخل کیا جائے مگر موقع نہ ملتا تھا۔ آئندہ کار خود اہل وینس کی طرف سے افتتاح جنگ ہوئی۔ جس کی محفل کیفیت یہ ہے۔

منصب وزارت پر خیر الدین کا اثر

بحر اڈریا تک ترکوں کا اقتدار

جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے مسیحی دنیا میں اُسوقت دو طاقتیں نہایت زبردست تھیں جو علاوہ اپنے ممالک محروسہ کے جنوبی اور مغربی یورپ کے بیشتر حصہ پر قابض تھیں

متصرف تھیں یا کسی وجہ سے اثر رکھتی تھیں۔ ان میں چارلس نچم شاہ اسپین اور سلطانہ
 کا فرما نرو اتھا۔ اور مزید بلیں پوپ صاحب کا عقیدہ مند خالص ہونے کی وجہ سے وسط
 یورپ میں خاص اثر رکھتا تھا۔ اور با بعالی کا سخت مخالف تھا۔ فرانسس شاہ فرانس چونکہ
 صحاح سے ترکی میں داخل تھا اسلئے جنوب مشرقی یورپ میں رسوخ رکھتا تھا۔ یہ دونوں
 قوتیں ہمیشہ ایک دوسری کے مقابلہ پر ٹلی رہتی تھیں۔ اور کبھی جابلانہ حدود رقابت
 پر اتر آتی تھیں۔ ونیس طبعاً کمزور ہو سیکے سبب با بعالی کے ساتھ بھی دوستانہ تعلقات
 رکھتی تھی۔ اور فرانس و اسپین کے درمیان بھی حد وسط پر قائم رہتی تھی۔ فرانس کو
 یہ دور غنی دوستی پسند نہ تھی۔ اسلئے وہ ہمیشہ با بعالی کو اس جمہوری ریاست کے بظان
 اگسا تا رہتا تھا۔ آخر کار ریاست مذکور پر کیتھولک شہنشاہ کا اثر یہاں تک غالب ہوا کہ اس کے
 فوجی سرداروں نے ترکی جہازوں پر دست درازیاں شروع کر دیں۔ چنانچہ جزیرہ کینیڈا
 (قریطش) کے حاکم نے باوجود باہمی تعلقات کی واقفیت کے ایک ترکی جہاز کو جس میں
 ایک سفیر انجرائز سے قسطنطنیہ جاتا تھا حملہ کر کے لوٹ لیا۔ سفیر اس ہنگامہ میں سخت
 زخمی ہوا۔ سلطان نے برہم ہو کر امیر البحر کو حکم دیا کہ ونیس کو اس عہد شکنی کی سزا
 عثمانی قوت کو مقابلہ پر دیکھ کر اہل ونیس اول اول تو بہت گھبرائے اور شاید اسی وقت ترکی
 سفیر کو خیریت اور عزت سے واپس انجرائز کرنے کی چال پٹے ہوں گے۔ مگر بعد کو جب

ونیس اور ترکی کی
 دوسری لڑائی

اسباب جنگ

۱۷۰۳ء کو کتاب ۱۰۰ صفحہ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔

شاہ چارلس اور پوپ اسکی پشت پر اٹھ کھڑے ہوئے تو اس کو کچھ طعنان ہوا۔

اُدھر ترکوں کا سخت مخالف اور چارلس کا وفادار قزاق ایسے البحر ڈوریا سینا

سے جوسلی کا من فتح کسلاتا تھا بیچتر کلکڑ بھرہ آئی اونین میں پہلے سے تیغ و سپر تھا

ترکی گورنر گالی پولی اگرچہ بنیرہ پیکر نس کے قریب مردانہ جبارت ڈنار نا۔ مگر کوئی نمایاں

کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ اسلئے ۱۵۳۷ء کی موسم بہار میں خیر الدین بنف بنفیس ایک سیتھیں

جہازوں کی کمان لیکر قسطنطنیہ سے چلا۔ ڈوریا یہ خبر سن کر سینا میں حسب عادت روپوش ہو گیا

خیر الدین نے ایک ماہ کامل ان اطراف کو تاخت و تاراج کر کے ہزاروں کو بطور بندی گنفا

کیا۔ اسکا قصد تھا کہ اٹلی پر باقاعدہ حملہ کرے کہ اُدھر اہل و عیال سے وہ جنگ چھڑ گئی جس کا

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اور خیر الدین کو جزیرہ کارفو کا محاصرہ کرنے کا حکم ملا۔ جسوقت خیر الدین

ایک زور مند بیڑے کی کمان لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا اگر وینس کی سینٹ مجلس حکم

مدر اور دانشمند ہوتی تو اسیوقت اپنی مخدوش حالت کو سمجھ جاتی۔ اور حفظ مقدم کرتی مگر

ہمارے محمد شاہی رنگیلوں کی طرح انھوں نے اس حملہ کا بیخ ٹیونس یا نیپلز قرار دیکر سہل

انکاری کی۔ آخر جب یہ سن لیا کہ پچیس ہزار بربری اور ترکی فوج مع تین ضرب توپ

خیر الدین کی کمان اور طغی پاشا کی نگرانی میں قلعہ کارفو سے صرف تین میل کے فاصلہ پر

نگرانہ لڑے۔ تو اس خواب خرگوش سے چونکے۔ چار روز بعد یعنی ۳۰ اگست کو کچھ نہیں

چیدہ جوانوں کی ایک اور جری فوج مع توپخانہ ایاز پاشا کے ماتحت محاصرین میں شامل

ہوتی۔ فوج الکندجی نے اطراف و جوانب میں پھیل کر حسب معمول آتش و شمشیر علاقہ کو تباہ

کمان پاشا نے لکین
کے ایشار

ترکوں کی فوج
قوت

اور باقی دستوں نے محاصرہ کی کارروائی شروع کی۔ تو چنانہ ایاز پاشا کے ماتحت تھا۔ بد اتفاق سے یا تو گولہ انداز نالائق تھے۔ اور گولوں کو زیادہ بلند لگاتے تھے۔ اور یا وہ مقام محصور کے موقع کو نہ سمجھ سکے۔ چکانیہ شیجہ ہوا کہ آدھے سے زیادہ گولے قلعہ سے صاف ٹپ کر سمندر میں گرتے تھے۔ چنانچہ ایک توپ جو چکانش پونڈ کا گولہ چلا سکتی تھی تین دن میں کل انیس گولے سر کر سکی۔ جنہیں سے صرف پانچ فسیل قلعہ میں لگے۔ علاوہ ازیں سمندر میں طوفان نازل ہونیکے سبب سخت بیوقوف تلامذہ پیدا ہوا۔ اسپہر ایاز پاشا کپتان پاشا کی رائے کے سرسبز طواف اندھی اور مدینہ کی محذوش حالت میں قلعہ کی خندقوں کے گرد شب گردی کر نیسے باز نہ رہا جس سے بیشمار جانیں ضائع ہوئیں۔ ترکوں نے چار مرتبہ بلکہ کیا۔ مگر محصورین نے سینٹ انگلو کے مقدس قلعہ کو بڑی دلاوری سے بچایا۔ فسیل و بروج کی توپوں کا اہتمام ایک لائق افسر الگرڈ ٹرٹان کے سپرد تھا جس نے بڑی کارروائی اور شجاعت سے ترکوں کو جواب دیے۔ موسم سرما کے قریب آئیسے حالت روز بروز اتر ہوتی جاتی تھی۔ اسلئے دو ماہ کے بعد آئیںبر کو باب عالی سے واپسی کا حکم پہنچایا۔

اس واقعہ کے بعد اہل وینس و جنیوا کے ڈوریا جیسے ترک تازمروں نے مجمع البحرین یونان میں حسب عادت سالانہ ٹکس کا استھمال باجبر شروع کر دیا۔ اور خبر پر کو ماتحت و قاراج کر کے ہزاروں خلاصی جمع کئے۔ ان میں بٹرنٹو اور پیکیزس کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ خیر الدین یہ جان آشوب حالت دیکھ کر ہڑے سمیت بحیرہ فیونی

سینٹ انگلو پر تلامذہ

اسیر البحر ڈوریا
خانہ کجوانہ محلہ
مجمع البحرین
یونان میں

اٹھا سکتا تھا۔ اور اگرچہ بادیِ نظر میں یہ ایک خطرہ بھی تھا کہ شاید شیر دل ڈور یا خشکی کی راہ اوپر سے گولہ باری کرے۔ چنانچہ بعض افسروں نے اس بات پر زور بھی دیا کہ ساحلِ خلیج پر اونچی اونچی سدیں تیار کی جائیں مگر کپتان پاشا اپنے حریف کی خوب سے واقف تھا اور متیقن تھا کہ وہ جہازوں کو توپوں سے خالی کر کے دشمن کی لوٹ کے لئے غیر محفوظ چھوڑنا گوارا نہ کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یورپ کے دو نامی امیر البحر ایک دوسرے کے متقابل ڈٹ رہے تھے۔ مگر ایک بھی فستلح جنگ کی جرأت نہ کرتا تھا۔ آخر دور دراز بعد ۲۷ ستمبر کی صبح کو ایک عجیب نظارہ پیش ہوا۔ یعنی افواجِ ثلاثہ خلیج کے دمانہ آہستہ آہستہ شمال کی طرف جاتی دکھلائی دیں۔ ترک اس فوجی جنبش کو نہایت سمجھے اور جوشِ مسرت سے خود رفتہ ہو کر تعاقب میں چلے۔ مگر کپتان پاشا اس چال کو پہچان گیا تھا اُس نے ترکی افسروں کو روکا۔ اور بسم سے پوچھا کہ ”ایں! کیا سچ تمہارے دشمن تم سے ڈر کر بھاگتے ہیں؟ نہیں۔ وہ تمہیں خلیج سے باہر نہکانا چاہتے ہیں۔ خبردار! سنبھلو! اگلے دن جاسوس کشتیوں سے معلوم ہوا کہ دشمن بجا سے شمال کے۔ باوجود مخالف کے صدرۂ تین میل جانبِ جنوب ساٹا سوار اپرنگر انداز ہے تو خیر الدین سمجھا کہ اب وقت ہے۔ چنانچہ میمنہ طرغہ پاشا کو اور مسرہ صالح رئیس کو دیکھو اور خود ہراول کو لیکر شیر بہر کی طح اس کیمپنگاہ سے نکلا۔ اور اس قدر جلد دشمن کو جالیا کہ ڈور یا جہازوں کو ترتیب بھی نہ دے سکا۔ عجلت میں خلاصیوں کے ہاتھ پر پھول گئے۔ جہاز ملیوں کے قابو سے باہر تھے اور بلیاں خلاصیوں کے قابو سے۔ بیڑے کا ایک جری حصہ میں خاص دنیس کے بڑے بیڑے اور کارآمدنگی

یورپ اور افریقہ کا مشہور مقابلہ

جنگ کے کوائف

جماڑ تھے۔ کینڈل میرو کے ماتحت بہت پیچھے تھا۔ اُورھوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ دو ریاتین گھنٹے تک اسی شش و پنج میں رہا۔ آخر بڑھنے کا سگنل دیا۔ سیجر کینڈل میرو برابر سے ٹکڑے پہلے سے تیج و پیر تھا۔ اور قریب قریب تمام جہاز دشمن کے تیر و تنگ کی نذر کر چکا تھا۔ تاہم ترکوں نے ابھی تک کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ کی تھی۔ بلکہ وینس کے اوپنے اوپنے جہازوں کی آتشبار منجھتیوں سے اُن کے دو عالمی جہاز غرق ہو گئے اور ایک کا مسطول ٹوٹ گیا۔ علاوہ ازیں ہوا کا رخ بھی موافق نہ تھا اور اگر ڈوریا بجائے خدمۃ البحر کے سائل حل کرنے کی ذرا بھی جرأت کرتا تو آج ترکی بربری اقتدار کا غلام تھا۔ خود یورپین مورخ تعجب کرتے ہیں کہ وہ کیوں آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے سے تامل کرتا تھا۔ گریمانی اور کیپ پلے نے اُس سے بحث کی۔ ہر چند منت سماجت کی۔ دھکی دی۔ تنہا مقابلہ کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر یورپ کا امیر البحر چالیس ہی سو چا کیا۔ ترک ہر جنبش پر آگے بڑھتے تھے۔ اور افواج ثلاثہ طرح دیتی تھیں۔ خیر الدین مردانہ وار حملہ کرتا تھا۔ اور ڈوریا بُز دلی سے پیچھے ہٹتا تھا۔ آخر کا ایک گھسان کی لڑائی بعد ترکوں نے کامل فتح پائی۔ اور دشمن کے میوں جہاز گرفتار کئے بعض مورخ اس ناکامی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور عجب دھچپ ترکیب سے یعنی کوائف جنگ کے سلسلہ میں اخیر پر ڈوریا کی بُز دلی کی بحث لاڈلتے ہیں۔ اور اُس پر خواہی مخواہی اس قدر زور دیتے ہیں کہ نتیجہ جنگ کا پتہ نہیں لگتا۔ لیکن مغربی دنیا کے دو جلیل القدر شہنشاہ۔ ایک دینی اور دوسرا دنیوی اور ایک

مقابلہ

اہل ذہن کی شکست

نتیجہ جنگ

مقتدر ریاست کی متحدہ قوتوں کا صرف ایک ہی ایلیس ہمازوں سے منہزم و پسپا ہونا
کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اس سے نہ صرف ترکوں کا بحری اقتدار تمام جنوبی یورپ میں
ستحکم ہی ہوا بلکہ یورپ کے آئندہ مقابلہ کرنے کے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ صاحبقران اُس
وقت یا مبول میں تھا جبکہ نوید فتح پہنچی۔ اُس نے اس خوشی میں تمام شہر میں روشنی کرانی
اور جشن عام کیا۔ اور خیر الدین کو خطابات اور پیش بہا خلعت عطا کئے۔ نیز ایک لاکھ اسپر
(ایک قسم کا سک) اضافہ سالانہ تنخواہ میں منظور کیا۔

اگلے برس اُس کو ایک مرتبہ اور بحیرہ اڈریاٹک میں تیغ و سپہ ہونا پڑا۔ اس کی
یہ کیفیت ہو کہ بحری جنگ میں ناکام ہو کر افواج ثلاثہ چھوٹے چھوٹے بری حملوں پر
اترائیں اور پریوینا سے آگے بڑھ کر قلعہ نو فو پر حملہ آور ہوئیں۔ ترکی محافظین نے بڑی
دلیری سے مقام مذکور کو بچایا۔ مگر کمی اور کمزوری کے سبب آخر کار مغلوب ہو گئے۔ اگرچہ
جنوری میں ایک مختصر بیڑا جازات قسطنطنیہ سے بطور کمک پہنچا۔ مگر قلعہ فی الجملہ ہاتھ
سے نکل گیا۔ اسلئے خیر الدین قریباً دو سو جنگی جہاز لیکر جولائی ۱۵۳۹ء میں تلافی یافت
کے لئے چلا۔ اہل اسپین جو قلعہ کے عاضی محافظ تھے خلیج کسٹرو میں داخل ہوئے
بہت کچھ سدا رہ ہوئے مگر ایک پیش ندگی اور ترکی کپتان نے بنو شمشیر لگھڑھک
اور قریباً اتنی توہیں کنارہ پر جمائے گولہ باری شروع کر دی۔ ۱۷۔ اگست کو ایک ہفتہ سے
بیرونی تفصیل پر قبضہ کر کے تین دن بعد قلعہ سر کر لیا۔ دن فرانس کو نے جمعیت

قد مذکور کا محاصرہ اور فتح

۱۵۳۹ء

سمیت اپنے آپ کو محاصرین کے سپرد کر دیا۔ اہل ناظرین کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ اہل
اسپین کے برخلاف جنھوں نے چند ماہ پیشتر ترکی محصورین کے ساتھ باوجود اطاعت
و شیانہ سلوک کئے تھے۔ خیر الدین فرانسکو اور اسکے دلاور رفیقوں سے حدودِ بحر کی
مرو ملاطفت سے پیش آیا۔ اس معرکہ میں چارلس کے تین ہزار شجاع کھیت رہے۔ یہ ترکی
بربری بیڑے کا کمال اقتدار تھا۔ شرق سے غرب تک تمام ممالک جزائر واقع بحیرہ روم
زیر نگین سلطانی تھے۔ اور کل ہمسویہ سلطنتیں باب عالی پر جہ سائی کرتی تھیں۔
وینس جنیوا۔ اسپین۔ اٹلی۔ جو سولہویں صدی میں جنوبی یورپ کی مشہور بحری طاقتیں
تھیں۔ خیر الدین سے زک اٹھا چکی تھیں ۱۵۳۹ء سے ۱۵۴۲ء تک ہمارے ہیرو کو
ایماندار کرنے کا بہت کم اتفاق ہوا۔ بلکہ نہیں ہوا۔ اس عرصہ میں اُس نے صاحبقران کو
صیغہ حربیہ کی اصلاح و ترقی میں نہایت قابلِ قدر امداد دی۔ ہونہار جوانوں کو اعلیٰ
مناصب پر پہنچے میں جو کشتہ فراہم تئیں پیش آتی تھیں اُن کو نفع کیا۔ اور ایسے ترغیب لائیو اے
قواعد مرتب کئے جن سے ہر قابلِ شخص بلا غیر ضروری وقت کے صیغہ بحری میں داخل ہو سکے
اور نگر و ٹکوشش کر کے جلد کاراز اسپاہی بن سکیں۔ ۱۵۴۳ء میں ایک مرتبہ اُوڑ
اُسکو ساحل اٹلی پر حملہ کرنے کی ضرورت ہوئی۔

یہ کہیں کہیں ہوتا تھا

صیغہ بحری عربیہ
اسلام میں

یہ بیان کیا گیا ہے کہ فرانس اول اور چارلس پنجم بوجہ بھینچی دہسانگی
کے باہم مخالف اور کشتہ رنج دہر رہتے تھے چنانچہ ۱۵۴۳ء میں ان دونوں میں
ایک جنگ چھڑی۔ چارلس بیرونی امداد سے ہر طرح مستغنی تھا کیونکہ وہ قریباً آٹھ سلطنتوں کا

کپتان ہاشاد زوئیس

فرمانز و اتھا۔ فرانسس کو احاطت کی ضرورت تھی۔ بالخصوص جبکہ خلاف توقع ہنری ہشتم شاہ انگلینڈ نے اس موقع پر نہایت سرد مہری کے ساتھ پہلو تھی کی راسلے بابائی نے اپنے رفیق و صلیح ویرین کو مدد دینا ضروری سمجھ کر کپتان پاشا کو اس آخری خدمت پر مامور کیا۔ اور ڈیڑھ سو جنگی جازوں کے ساتھ قسطنطنیہ سے روانہ کیا۔ اسنے اپنا مسینا سے گزر کر ساحل کلیسیہ پر کواخت تاراج کیا۔ ریجیو پر حملہ کر کے وہاں کے گورنر کے بیٹے کو گرفتار کیا۔ اور ساحل اٹلی کے برابر برابر دیاے ٹائبر کے دہانہ کے پاس سے گزرتا اور شہر سیوٹا وچا کے باشندوں کو دھمکا تا جلائی تک علیج لانس میں خل ہوا۔ اسیر البحر فرینکس ٹی بوربون (ڈیوک آو انجین) جو فرانسیسی بیڑے کی کمان لئے اس کا منتظر تھا۔ نہایت اعزاز و اکرام سے ترکی بیڑے کو بندرگاہ مارسیلز میں لے آیا۔ دول یورپ کو ترکوں کی امداد نہی اور قومی دونوں لحاظ سے اس قدر سخت ناگوار گزری کہ فرینچ گورنمنٹ کی اس تجویز کو ہر شخص حتی کہ خود فرانسیسیوں نے بھی نہایت نفرت و ذلت کی نگاہ سے دیکھا۔ تاہم کچھ عرصہ قیام کر نیکے بعد متحدہ بیڑے ناس کی طرف بڑھے جو اٹلی کا مغربی باب فتح کھلاتا ہے ایک خفیہ سی گولہ باری کے بعد شہر فتح ہو گیا۔ مگر قلعہ ہیستو سرکش راخیر الدین نے جب اس موقع پر ایک مرتبہ فرانسیسی جازوں کا ملاحظہ کیا اور سپاہیوں کے سامان کا جائزہ لیا تو افسروں کو نہایت زجر و توبیخ کیا۔ اور کہا کہ ”تم کیسے سپاہی ہو کہ بارت کے ہنڈل پیچھے چھوڑاتے ہو اور شراب کے پیسے جازوں میں ساتھ بھرتے ہو۔ افسوس تمھارے پاس نہایت ضروری سامان جنگ بھی موجود نہیں۔“ افسروں نے مذمت

غلام کی اور غور فرمائی یہی امیر البحر کی منت سماجت سے کہ تان پاشا کا غصہ فرو ہو چلا۔
فریقین میں صلح ہو گئی۔ اسلئے متحدہ بیڑے سرا کے قریب فرانس کو واپس آ گئے۔ اس کے
علاوہ بحیرہ روم میں آؤ بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل غیب ضروری معلوم
ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں ترکی بیڑہ بندرگاہ ٹولون میں مقیم رہا۔ خیر الدین جب کامیابی
ساتھ واپس قسطنطنیہ ہوا تو فرینچ گورنٹ نے سپاہیوں کی تنخواہ۔ کافی سامان زاد راہ۔ اور
بیش بہا تحائف۔ مصارف جنگ دے کئے۔ اور چار سو مسلمان غلام جو فرانسیسی جازوں پر چلا
تھے آزاد کئے۔

نائس کی ہم سے فارغ ہو کر خیر الدین بحری مشاغل سے بالکل دستکش ہو گیا
اور دو سال تک آزاد و فارغ البال زندگی سے مسرور الوقت رہ کر جولائی ۱۵۵۷ء میں مر گیا۔ اور
بشکطاش میں دفن ہوا۔ اس کا سن وفات "۴۳۳ مات امیر البحر" سے نکلتا ہے یہی کیسب
اسکی قبر پر کندہ ہو۔

وفات پر خیر الدین کی عمر قریباً نوے برس کی تھی بھائی کی طرح کچھ بلند و بالا نہ تھا
مگر وجہ و شکمیل تھا۔ بدن مضبوط اور گٹھا ہوا۔ ڈاڑھی اور پلکوں کے بال لمبے اور معمول سے
زیادہ گنجان تھے۔ جو کبھی عالم شباب میں شکفام ہونگے۔ مگر اب اُن پر صبح کی چاندنی سی
چٹکی تھی۔ آنکھیں پر روشن۔ تجسس اور ایک ایسے اولو الغرم و دلیر کا پتہ دیتی تھیں جو نہایت
ہونانہ جانتا تھا چہرے سے اس درجہ کاجال و جبروت ترشح تھا جو اکثر ذخلاف طبع امر سرزد

خیر الدین کا کیریز

ہونے پر متحرک تو جلد ہو سکتا ہے مگر مراضہ بدون ساکت دیر میں ہوتا ہے شہر میدان
 رزم۔ مہر الملک دشمنند۔ تھک کرنے میں انتہا درجہ کا محتاط۔ مگر حملہ کرتے وقت اس قدر تیز و
 تند کہ صفیں کی صفیں درہم و برہم ہو جاتی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خیر الدین اپنے زمانہ کا
 ایک عظیم الشان اور یکتا سے روزگار میں الجھتا تھا۔ منسوب دشمنوں سے بہرہ و ملاطفت
 پیش آتا۔ ماتحت افسروں اور سپاہیوں کو شائستہ مگر خوش رکھتا۔ بحری زرمی مذاق اس
 شخص میں اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ ہمارا زور سے لیکے خلاصی تک اور ملاح سے لیکے میر البحر
 تک تمام منصب ارون کے کام بڑے ذوق شوق سے خود کر سکتا۔ دولت عثمانیہ کا سچا
 جانثار و ہی خواہ تھا۔ اس کے چاروں سالہ حُسن خدمات پر عثمانیوں کو ہمیشہ ناز و بیگا صاحبقران
 اس کی اس درجہ قدر و منزلت کرتا تھا کہ آخری دو سال میں جبکہ وہ عزت نشین ہو گیا تھا اس کو
 ہر وقت حضور میں رکھتا تھا۔ اور اس کی تجربہ کار رائے کو ہر امر نیک و بد میں مقدم سمجھتا۔ ترک
 عام طور پر اس کی عزت کرتے تھے چنانچہ وفات کے بعد عرصہ دراز تک یہ رسم جاری رہی کہ
 جب کوئی ترکی بیڑا کسی مم پر جاتا تو اس کی قبر پر فاتحہ دیکر اور اس کی عزت میں ایک توپ سلامتی
 کر کے گولڈن ہارن سے نکل کر اٹھاتا۔

چھٹا باب

الجزائر یورپ کا ایلغار

اگرچہ قسطنطنیہ میں ہم خیر الدین کو مرحوم و مدفون کر آئے ہیں مگر الجزائر میں وہ ابھی زندہ ہے۔ کیونکہ یہاں کے واقعات ہم ذرا پیچھے ہٹ کر ۱۸۵۷ء سے مسلسل بیان کریں گے۔

یہ ظاہر ہے کہ اس نامور شجاع کی غیبت میں الجزائر کو نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ لیکن مملکت نقصان نہ پہنچ سکتا تھا کیونکہ خیر الدین نے بنظر دور اندیشی پہلے ہی ایک حب و خواہ جانشین منتخب مقرر کر دیا تھا۔ یعنی سن ۱۸۴۷ء کا ایک لائق اور مستظم شخص تھا چنانچہ بعد کو کپستان پاشا کے انتقال پر ابوالی نے بھی اس انتخاب سے مخالفت نہیں کی اور ہر سیر و مردم کی حکومت کے لئے وہ دلیہ کپستان موجود تھے جن کو یورپ آج تک رشک و خوف سے یاد کرتا ہے یعنی طرفہ پاشا۔ صالح رئیس۔ صنعان رئیس وغیرہ جو قوت و طاقت میں گویا اُسکے دست و بازو تھے غرض کہ تخت الجزائر کو کوئی مملکت نقصان نہ پہنچ سکتا تھا۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ بداندیشوں کو ضل انداز ہونے کا موقع مل گیا۔ یعنی اہل سین نے جن کی ستارہ عربی شجاعت اور سبازت کا رنگ کپستان پاشا کے دلیرانہ حملوں سے پھیکا پڑ گیا تھا۔ ایک بیک بنیلا لایا۔ اور شاہ چارلس میدان غالی دیکھ کر انجمن زائر کی بساط اُٹھنے کے لئے اُٹھا۔

اگرچہ اس قسم کے ایٹنار کے لئے موسم گرما زیادہ موزوں تھا چنانچہ اسیر البحر
 ڈوریا اور اؤرفوجی سرداروں نے اسی پر زور دیا۔ نیز چارلس کے قبلہ و کعبہ ستف اعظم
 پال ثالث نے بھی عند الاستخارہ یہی ہدایت فرمائی۔ لیکن افسوس کہ یہ عمدہ موسم اتفاق سے
 جرمنی اور فلنڈرز کے بعض اہم اور پیچیدہ معاملات کے سلجھانے میں صرف ہو گیا۔ اور
 اب اکتوبر میں چارلس کو فرصت ملی۔ جبکہ طوفانِ خیسرہ موسم کا آغاز تھا۔ اسپین کے
 مجاہد چھ برس اس مبارک نعرہ کے منتظر تھے۔ شاہی جہاز مدت سے البحر اتر کا راستہ
 بحول گئے تھے۔ حتیٰ کہ جہازوں کے وہ حلقہ گجوش سلیمان خلاصی جو ۳۵ء کے
 معرکہ ٹیونس میں گرفتار ہو کر رسم جنگ کے بموجب شاہی جہازوں پر پابجیب بنائیں چلا
 تھے۔ نہ دل سے دعائیں مانگتے تھے کہ کسی طرح اسپین اور بربر میں پھر ایک مرتبہ کش
 جان فروشی ہو شاید خلاصی کی کوئی شکل نکل آوے۔ آخر اکتوبر ۱۵۷۷ء میں یہ تمام امیدیں
 برائیں۔ اور شاہ چارلس نے خود بندرگاہ اسپینز اسے ڈوریا کے علیبردار میں سوار ہو کر
 شاہی بیڑے کو ڈیوک آوالوا کی کمان میں جنوب کی طرف چلنا کیا۔

بندرگاہ سے نکلے ہی بیڑے کو تغ کا سامنا ہوا یعنی سمندر میں ایک سخت
 طوفان برپا ہوا۔ جسے صدمہ سے تمام جہازات مخالف سمت کو ہو گئے۔ مگر حسن اتفاق سے
 جزیرہ کورسیکا قریب تھا۔ اسیر البحر نے یہاں پناہ لی۔ اور طوفان فرو ہونے پر کئی روز
 بعد پھر نگر اٹھایا اور خشکی کے قریب قریب سواحل بر اعظم کے ساتھ چھونک چھونک کر
 قدم رکھتا اور معاون بیڑوں سے زور مند ہوتا چلا۔ جزیرہ منور کے قریب پہنچا وہ بلا مارل

سہ ماہ میں انجرا کر کا محاصرو



ہوئی جو ہماز انوں کا سب سے بڑا کھٹکا ہے۔ یعنی سٹرل جسکے صدیہ سطلو ٹیڑھے ہو گئے۔ پال کے ڈنڈے پھٹ گئے۔ بادبانوں کی دھجیاں اڑ گئیں۔ اور ہماز قابو سے بالکل باہر ہو گئے۔ مگر کمبخت پابز بخیر خلاصیوں کو بجز اسکے کچھ چارہ نہ تھا کہ کشتی و کوشش کریں اور بڑھیں۔ اپنی جانوں کے لئے بڑھیں چارلس کے لئے بڑھیں مگر بڑھیں۔ چنانچہ بندرگاہ سوہن تک جو نہایت قریب یعنی کل سات میل تھی پوری نصف شب میں کشتیاں کشتاں پہنچ گئیں۔ جزیرہ مجور کہ ان متحدہ بیروں کا مقام اتصال تھا۔ اور یہاں آبنائے پاما میں جنوبی یورپ کی تمام بحری قوتیں ایک ابھراڑ سے ٹکرانے کے لئے اکٹھی ہوئیں۔ او! ان کا جائزہ لیں۔

سب سے اول اسپین کا خاص شاہی بیڑا جس میں ایک سو جنگی ہماز۔ جرمنی کی اٹلی کے چیدہ دلاوروں کی حفاظت اور کولونا اور اسپینی نوزا جیسے نامور سپہ سالاروں کی کمان میں تھا۔ پھر حبشہ سسلی کی پوری بحری قوت جو گوزاگو نے بغرض انہماک سے بھیجی تھی۔ پھر نیپلز اور پلرمو کے ڈیڑھ سو جنگی ہماز۔ پھر نوڈی مندوزا کے دو سو ہماز جنہیں نامی قلعہ شکن توپخانہ اور دیگر اسلحہ جنگ و لوازم محاصرو کے علاوہ ہزاروں نامور بہادر تھے جن کی شجاعت و بہادری پر صرف اسپین ہی کو ناز نہ تھا بلکہ وہ آپ بھی ناز کرتے تھے۔ مثلاً کورٹیز فاتح میکسیکو۔ کل ملا کر ایداز پانصد کوہ پیہر جنگی ہماز۔ توپخانہ بارہ ہزار بحری اور چوبیس ہزار بری فوج تھی۔ اُن پر قدسی نفس استغفار کا لشکر دعا آور شامل کرو۔ اس خدائی قوت کو نیک چارلس نے ابھراڑ کاٹخ کیا۔

شاید کھیلک شہنشاہ کو کبھی کسی مہم میں اس قدر سختہ نہیں د کا بیانی ہوئی تھی
 جس قدر کہ اس میں تھی۔ جل میں وہ شہنشاہ کے معرکہ ٹیونس پر بھولا ہوا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا۔
 اصد دست سمجھتا تھا کہ اس میں ب اور عظیم الشان ٹیرے کی رویت اول ہی اہل بحار کے
 حاصل ہست کردیگی خلاف صورت میں زیادہ سے زیادہ ضرر ایک دن میں اُن کی قسمت کا
 فیصلہ ہو جائے گا۔ اور یہی سبب تھا کہ اُس نے موسم کی ناموقت۔ ساحل بربر کی خاصیت
 کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور کل کھڑا ہوا۔ اور لطف یہ کہ اسپین کی پریچال لیدیوں کو بھی ساتھ
 لیتا گیا۔ شاید اسلئے کہ بحار کی شہر پناہ میں مظفر و منصور و فہل ہوتا دیکھ کر حیرت زدہ! لیکن
 اس کے یہ ایک حقیقت اور تلخ حقیقت ہے کہ یورپ کو اپنی متحدہ قوتوں سے حریفوں پرست
 پانچ سو صدی سے پیشتر ایک دفعہ بھی نصیب نہیں ہوا حریفوں کے ملک پر انکا ہر انظار
 بحار نام کے باقی ہر طرح ہولی وار (جہاد) ہوتا تھا۔ اور اُن کا ہر ہولی وار جنگ بیت المقدس
 شہر کی تاتل یا باغظیب تھی۔ اور ہمیشہ اس فقرہ پر ختم ہوتا تھا ”گاڈ وول بی ڈن“
 یعنی ”تقدیر اسی پوری ہوئی۔“

آخر کار ۱۹ اکتوبر ۱۵۷۱ء کی مبارک صبح کو شاہ چارلس کی نظر ٹائٹن غارتگری
 پر پڑی۔ اگرچہ اس سے پیشتر اسکو اکثر بحار کے اس پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر شہر کو
 زیادہ تجسس و مطمئن نظر نہ دیکھا تھا۔ وہ خاص قطعہ آب جو ساحل بحار کے درمیان
 سنگلاخ گوشوں کے بیچ میں شکل ہلال واقع ہے۔ خلیج کبیرا یا بندر گاہ بحار کہلاتا ہے

حقیقت میں یہ دوسرا گولڈن مارن رشل مطلق ہے۔ اسکا مغربی ساحل جو شینہ کہلاتا ہے
 مشرقی ساحل سے کچھ زیادہ نامہوار اور اونچے نیچے ٹیلوں سے معمور ہے۔ جبہ و بھرت تک
 بیشمار چختہ مکانات اور خوبصورت خمیدہ قلعہ عمارتیں اسلامی کی روش پر قطار و قطاریچ تک
 بند ہوتی چلی گئی ہیں ایسی ترتیب کے کہ ایک معمولی دور بین سے فصل بین الاقطار یعنی شہر
 کے تنگ اور سڑک نما کوچہ و بازار صاف دکھائی دیتے ہیں اور بیچ میں وہ عظیم الشان
 سرسبز شادابی کے دریاں بار بار روکے دو اولو العزم ممبروں کا جلوس دکھائے۔
 مشرقی ساحل پر وہ مضبوط سد آب و کھائی دیتی ہے۔ جسکو خیر الدین نے چارلس
 قلعہ پی بن کو مسار و منہدم کر کے اس کے لوازم و مصالحات اور اسپینش غلاموں کی مدد
 سے تیار کرایا تھا۔ فصیل شہر نہایت مضبوط اور سنگین ہے جس کے دو دروازوں میں سے شمالی کو
 باب الوید اور جنوبی کو باب الافون کہتے ہیں۔

کیٹھلاک بیراکشینہ سے عمدا پہلو بچا کر اور جہازوں کے بادبان سمیٹ کر شہر
 کے جنوب میں ساحل کے اُس نشیب حصہ پر لنگر انداز ہوا جس پر نہضارت و ترو تازگی کی گنت
 سے ایک زمر دین فرش بچھا نظر آتا ہے تین دن تک تو اہل الجزائر کو مزاحمت کی ضرورت ہی
 نہ تھی کیونکہ آندھی اور مینہ کے ایک سخت طوفان نے حملہ آورین کے قدم نہ جھنے دیے چوتھے
 روز طوفان فرو ہوئے پر عربی اور بربری فوج کے ایک مختصر دست نے خفیف سی مزاحمت کی
 بالآخر کیٹھلاک فوج میں سامان محاصرہ سمیت بخشی پڑا اور خیمہ زن ہو گئیں اور اگلے روز فوج کے

کہ سامان آدودہ و آسایش کے جہازوں کا انتظار کریں علیٰ صلیح شہر کی طرف جو چند میل کے فاصلہ پر تھا اس ترتیب سے بڑھیں کہ شجاعان اسپین میسرین کرپھاڑ کے ساتھ ساتھ چلے بیت المقدس کے ڈیڑھ سو مجاہدین جو ایسے موقعوں پر مقدمہ لے جیش ہوتے تھے میمنہ بن کر ساحل سمندر کی طرف سے بڑھے۔ اور دلاوران جرمنی کو چارلس نے خاص اپنی امان میں لیکر قلب کو سنبھالا۔ باقی فوجیں عقب پر جانی گئیں۔ ادھر سے عربوں اور بربروں کی چھوٹی چھوٹی جمعیاتیں جو سنگلاخ بلند یوں کی آڑ کسی چٹان کے جوف یا گھاٹیوں میں جا بجا چھپی ہوئی تھیں۔ انھوں نے سخت فرحت کی۔ اور بڑے بڑے پتھر لٹھکا کر یا تیز تنگ برسا کر میٹھا جانیں ضائع کیں۔ اور بہت سپاہی گرفتار بھی کئے۔ مگر محاصرین نے بڑھ بڑھ کر قدم رکھا اور آخر شہر پہنچ کر فیصل کے گرد پھیل گئے۔ حسن آغا اپنی مختصر سی قوت کو جس میں کل آٹھ سو ترک اور پانچ ہزار عربی اور اندلسی جوان تھے سنبھال کر مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گو شاہ چارلس نے بطور اکام محبت اسکو شہر سپرد کر دینے کا پیام دیا۔ مگر حسن نے یہی جواب دیا کہ تم لو آپ فیصلہ کر دے گی۔

اسوقت فریقین کی متضاد حالتوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ آج الجزائر کی ساعت ناگزیر آن پہنچی۔ یورپ کی تمام نامورانہ شجاعت ایک شیر دل جرنیل کے ماتحت بجز شمالی سمت کے ہر طرف شہر پناہ پر جھکی تھی۔ باب الاذن کے عین مقابل اور اُسکے دونوں جانب شاہی توپ خانہ گولہ باری کے لئے فلیٹہ کا منتظر تھا۔ شجاعان جرمنی۔ اٹلی اسپین اور پرتگال جیش مجاہدین بیت المقدس اس "ماسن غارتگری" کو غارت کرنے پر نئے کھڑے تھے

کہ یکایک ایک مہیب طاقت انسانی طاقت سے بالاتر طاقت نے اگر بباط الٰہ دی۔
سمت مخالف سے ایک گھنگور گھٹا اٹھی۔ آدھی اور سینہ کا اس قدر سخت اور جہاں
آشوب طوفان آیا کہ سنگین چٹانیں اور بولالاٹ تفصیلیں صدر تلایم سے سہمتی تھیں۔ بجلی
چمکی۔ رعد کڑکی۔ مینہ شہر سے برسا۔ کائنات الجھیں اس قدر تھلکہ چاکہ معلوم ہوتا تھا گویا
آج آسمان کے سیارے بھی اپنے محروں پر گھوم گھوم کر انحرار کی طرف سے لڑ رہے ہیں
تیز بریلی ہوا کے جھوکے قریب کی پہاڑیوں سے بافصل شہر سے ٹکرا کر اور بھج بلی
بدل کر ہر طرف سے محاصرہ کی مقابلہ کرتے تھے۔ اوپر سے مینہ نیچے سے کچھ نہ پناہ کے لئے
کوئی خیمہ و درگاہ تھا۔ نہ سہارے کیلئے سامان آذوقہ۔ یہ سخت سپاہیوں نے اس شب
کرتے بلا کوڑے تڑپ تڑپ کر کٹا۔ صبح۔ صبح قیامت تھی۔ کیونکہ تیز بریلی ہوا اس سے دھڑکی
ٹھکے کرتی تھی کہ اعضاء قابو سے باہر ہوئے جاتے تھے۔ مزید بریں تو سدانوں میں باروت
کا پانی بنگیا تھا۔ اس حالت میں ترکی دستہ نے دفعہ نکل کر اس قدر سخت ہلہ کیا کہ اگر اسکو پڑش
مجاہدین بھی نہ سہتے تو محاصرہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ انھوں نے ترکوں کو نہ صرف جواب ہی دیا
بلکہ باب الاذن تک اُنکا تعاقب بھی کیا۔ تعاقب میں مصورین نے تو جھٹ پٹ شہر نہا
میں گھستے ہی دروازہ بند کر لیا مگر متعاقبین جو جھلائے ہوئے شیر کی طرح بدون مال بٹری
بڑے چلے آتے تھے۔ دروازہ سے پلٹے۔ پلٹتے وقت عربوں نے تفصیل کے مورچوں اور
برجوں سے اس قدر سخت آتشباری کی کہ کشتوں کے پشتے بند ہو گئے۔ اور مجاہدین کی
جمعیت بہت کم رہ گئی۔

محاصرین کی قوت کو ضعیف دیکھ کر حسن آغا نے ایک باقاعدہ اور آخری حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اور پانچ سو چیدہ سواروں کو ترتیب دیکر خود کمان لی۔ یہ سب بآں و جا گھوڑوں کو مہینہ کر کے اُس ڈھلوان بلندی سے محاصرین پر دفعۃً ٹوٹ پڑے۔ اٹلی کے بہادر دستہ نے جو عین زور تھا ذرا بھی مقابلہ نہ کیا اور فوراً پشت دیدی۔ یہ دیکھ کر چارلس نے جرنی دستہ کو آگے دھکیلا۔ یہ بھی بدون تیغ و سپر ہوئے پلٹ آیا۔ صرف پُر جوش جانبدار نے خفیف سا مقابلہ کیا جس سے اُن کی جمعیت اور بھی کم ہو گئی۔ کیتھک شہنشاہ کی اُس وقت عجب حالت تھی۔ گھوڑے کو مہینہ کر کے شمشیر بکھ پھرتا تھا۔ اور اپنی دشمنی فوج کو نفرین و ملامت کر کے شرم و دلادلا کے مستعد کرتا تھا۔ اس سے اتنا ہوا کہ حسن آغا جو اپنا کام کر کے شہر پناہ کی طرف پلٹ رہا تھا۔ مسیحیوں نے اُس کو سخت اڑے ہاتھوں لیا۔ مگر بارش کے طوفان نے پھر مداخلت کی۔ گھوڑے اوپٹے نیچے نیچے ٹیلوں اڑنا ہوا زمین پر قدم نہ جاسکتے تھے۔ پیادے بلندی سے پھسلتے تھے۔ ہر قدم پر ٹوٹوں سے پانی کے نوارے پھوٹتے تھے۔ جرنیل کرنیل کپتان سپاہی سب آپس میں سر جوڑے سطح کھڑے تھے کہ گویا شجاعت کا ایک غیر متمیز انبار لگا ہے۔ آخر یہ دن بھی یونہی گزرا۔ اگلے روز محاصرین تازہ دم ہو نیکی لئے جانوں کی طرف پلٹ آئے۔ لیکن تباہی و بربادی سا تھلائے۔ یہاں پہنچ کر شمالی سمت سے وہ شدید طوفان آیا جو طوفان نوح اور طوفان عاڈ ٹھو کی طرح آج تک ابھڑا نہیں طوفان چارلس مشہور ہے۔ شدت تلام سے یہ حالت تھی

کہ جہاز سامان سے گرانبار۔ زنجیروں سے ٹوٹ ٹوٹ کر آپس میں ٹکراتے تھے۔ اور ہر ایک مختلف جھونکوں سے شتر بے شمار کی طرح سطح آب پر ڈنگا تے پھرتے تھے کبجٹ نہایت دیوانہ وار جہد و جد کر کے کنارہ پر زقندیں بھرتے تھے۔ اور اکثر کسی نہنگ کا لقمہ ہوتے تھے یا بربریوں کے صید کنندہ۔ خلاصہ یہ کہ صرف چھ گھنٹے میں ڈیڑھ سو کوہ پیکر ہمارے قبا ہوئے۔ دو ہزار آدمی کام آئے۔ اور قریباً بیس جہاز خلاصیوں سمیت کنارہ پہ چاٹ گئے جن کو دشمنوں نے سنبھالا۔

امیر البحر ڈوریا نے اس موقع پر یہ بڑی دلفنبدی کی کہ قریباً ایک لاکھ جہازوں کو پینڈی سستی کر کے خلیج مینڈ فاسٹ میں پہنچا آیا جو ایک محفوظ مقام ہے ورنہ آج خلیج البحر اتر میں اسپین کا بیڑا غرق ہو گیا تھا۔ اسکی غیبت میں افسروں نے شدت طوفان سے گھبرا کر چارلس کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ جہازوں کو خالی کر دیں اور کنارہ پر ٹھہر کر طوفان کے فرو ہونیکا انتظار کریں۔ مگر ڈوریا نے پہنچ کر اس راے سے سخت مخالفت کی اور کہا کہ ”تم کیسے جہاز راں ہو کہ نظرو سے بچنا بھی چاہتے ہو اور محفوظ مقام کو محفوظ مقام پر ترجیح بھی دیتے ہو۔“ ایک خفیف سی طفلانہ ضد کے بعد آخر چارلس نے منظور کر لیا کہ باقی ماندہ جہاز بھی جس طرح ہو سکے کٹاں کٹاں خلیج مینڈ فاسٹ میں پہنچ جائیں۔ اور خوشحالی کی راہ چلیں۔ چنانچہ خیمہ و خرگاہ کھڑکرنے لگے۔ اور لطف یہ کہ اولوالعزم شیر دل چارلس سامنے خیمہ کے دروازہ میں ایک سفید جیب سے عیسٰی حرکت کھڑا تھا۔ اسی آنکھیں تو بیشک گردش کرتی تھیں یا صرف ہونٹ ہلنے تھے جن سے وہی

معمولی فقرہ دمبدم نکلتا تھا جس پر شیر دل چرڈنے لگا۔ میں جنگ بیت المقدس کی خاتمہ کیا تھا۔ یہ کہ "تقدیر آتھی پوری ہوئی" تو بچانہ۔ میگزین۔ سامان آذوقہ کا بیشتر حصہ بارگراں سمجھ کر نظر انداز کیا گیا۔ بھوکے سپاہیوں نے گھوڑوں کے اُبلے گوشت ہی پر قناعت کی۔ اور اب اخیر پر واپسی شروع ہوئی۔

ناکامی فی الحقیقت ایک خوفناک چیز ہے۔ مگر اس بد نصیب فوج کی ناکامی شرمناک بھی تھی۔ نقصان مایہ و ثمات ہمسایہ لیکن اسکا کیا جواب کہ "منشیت ایزدی" جس طرح سترہ قبل المسیح میں زینوفن بے بیلونیا سے اور سترہ میں نپولین بوناپارٹ ماسکو سے ناکام واپس ہوا تھا۔ اس طرح آج انجرائز سے چارلس اعظم مع فوج پاپیادہ چلا رہا ہے۔ ناہموار اور ڈھلوان۔ اُس پر زمین فرش کے بجائے بد بھرتک کیچڑ کا فرش بچھا تھا۔ جب پلتے تھے تو گھوڑوں اور پیادوں کے لئے قدم قدم پر زنجیر یا موجود تھی جب ٹھہرتے تو یانیزوں اور برچھپیوں پر آرام کرتے۔ یا اس الجھل درگل میں پہاڑی موسی ندیاں اکثر سد راہ ہوتی تھیں۔ جنگو شاہ اور سپاہ یکساں طور سے پایاب عبور کرتے تھے

۱۷۵۰ کو ہی پوپین سوئے نہیں جتنا اس کو روانہ نوکشی پر چارلس کو نفرین کی ہو لیکن ہوائ سن مانے کے مشورہ دیا گیا۔ چارلس کو شک ہوتا ہے۔ باربری کو یہ سنہ ۱۸۰۰ قریب ایران کا مشہور غلام سفر اور سپہ سالار یونانیوں کی ایک کثیر القوت اور فوج لیکر سامان (خبرہ) شاد فاس کو سخت پڑھنے والے اُپڑاتا یا ادا سترہ قبل المسیح میں گیا تھا۔ اور بال سے ناکام واپس آیا تھا۔ صعوبت سفر بعد اس وقت ۱۸۵۰ (فرنگ) نیز گیمج قوموں کی فراحت اسکی طبیعت کو سخت نقصان پہنچا۔ موزین یورپ اس واپسی کو "دی گرٹ ریڈیٹ" یعنی "وہابی عظیم" یا "ریڈیٹ آویٹن ٹن ٹونڈ" یعنی "دوس ہڑتک واپسی" کہتے ہیں۔ اسنے کریمائی فوج کی تعداد کو بھی ان میں صرف چند صد آدمی ایران پہنچ گئے۔ ۱۸۵۰ نپولین بوناپارٹ نے سترہ میں سو پانچ لاکھ فوج کے ساتھ روس پر چڑھائی کی مگر سخت نقصان کے بعد ناکام واپس آیا اس واپسی کو "ریڈیٹ آویٹن ٹنڈ" یعنی "عظیم الشان فوج کی ہڑتک" کہتے ہیں۔ بلجیوس سولہ مارچ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۱ء واقعات اتر بچانہ استغاثت بن کر یورپین ٹرکھیں داخل ہو گئے ہیں اور نظر تو سب اردو میں داخل کئے جائیں تو نایاب ہوگا

انہیں سے ایک ندی جو زیادہ عمیق اور تیز تھی بری طرح پیش آئی۔ چنانچہ فوج کے پیراک سپاہیوں نے اُس پار پہنچ کر ایک بھداسا پل تیار کیا۔ لیکن خاص اپنے ٹوٹے پھوٹے جہازوں کے تختوں سے! وہ جہاز جو "ناس" غارتگری کو تباہ کرنے آئے تھے! شرم! شرم! مگر تقدیر الہی! ابھی فوج پل عبور کر چکی تھی کہ حسن آغا کے دلاوروں نے جو ادھر ادھر کی جگہوں میں چھپے تھے یہ وہ تنگ کامینہ برسانا شروع کر دیا۔ شجاعان اٹلی ایسی بیوقوف چھڑ چھاڑ کے عادی نہ تھے۔ اور جھینپ جھینپ کر گرفتار ہوتے تھے۔ جرمن جنگو ٹین اور حاضری بدوں ایک قدم چلنا بھی دشوار تھا۔ دھکے کھا کھا کر بربروں کے حلقہ گجوش بنتے تھے ایک فرد ڈیوک آوالوا کا ہمارے دستہ اس کشمکش جانفروشی اور گیرودار میں استقلال کے ساتھ پل سے عبور کر سکا۔

خلیج ٹینڈ فاسٹ میں پہنچ کر بڑی قبل و قال کے بعد یہ قرار پایا کہ فی الحال انتقام سے دست بردار ہوں اور واپس چلیں۔ کیونکہ ایسی خونریز موسم میں نہ تو کامیابی ممکن ہے۔ اور نہ در صورت قیام فوج کے سرد و راشن کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ اولوالعزم فاتح میکسیکو کو روٹین نے اگرچہ اس راسے سے مخالفت کی۔ مگر یہ اُسکی کوتاہ اندیشی اور خالی جوش کی دلیل سمجھی گئی۔ اب مسئلہ معاہدہ تو طے ہو گیا مگر ایک اور مشکل پیش آئی۔ یعنی جہاز تو نصف سے زیادہ تلف ہو گئے تھے۔ اور فوج چھتیس ہزار میں صرف ایک تہا تہ ضائع ہوئی تھی۔ رسالہ اور تو پچانہ کے گھوڑے مزید برآں۔ پس سوال یہ تھا کہ یاہ فوج کو کم جہازوں میں کیونکر لیجاویں۔ آخر چارلس نے فیکلیجہ پچھو دھر کر حکم دیا کہ تمام

گھوڑے عرق کر دیے جائیں۔ سوار چلاتے تھے اور اپنے دیرینہ رفیقوں کی اس
سہنماک قیمت پر روتے تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے قیمتی عمدہ نسل کے گھوڑے جڑائیں
کے عربی نژادوں کی یادگار تھے پانی میں لڑھکا دیے گئے۔ یا سدرق کی ضرورت میں
کام آئے۔

۲۔ نمبر کی صبح کو کوچ کا بگل بجا۔ فرج کا بیشتر حصہ سوار ہو گیا۔ چارلس کا
قصد تھا کہ سب سے آخر میں جہاز کو عزت بخشے۔ مگر شیت ایز دی۔ وقفہ باد مخالف شروع
ہوئی۔ اور آنا فائبرٹھکرمند میں طغیانی پیدا کرنے لگی۔ چارلس نے مجبوراً یہ ارادہ فسخ کیا اور
اول جہاز میں سوار ہو کر نگر ٹھانی کا حکم دیا۔ لین پول لکھتے ہیں۔ اور الجھرائیں بطور
کھانی ابھی تک مشہور ہے کہ اس اولو الغرم او جلیل القدر فرمانروا نے جسکی نسبت کہا جاتا
ہے کہ یورپ بھر کی زمام سلطنت تنہا اپنے ہاتھ میں لے سکتا تھا۔ چلتے وقت تاج ہیکر
آٹارا اور اسکو سمندر میں پھینک کر کہا کہ ”جا! تیری آبرو اسی میں ہے کہ پانی میں ڈراؤ
کھائے۔ یہاں تک کہ کسی زیادہ خوش نصیب بادشاہ کی نظر تجھ پر پڑے۔ میرا سر تیرے
الاق نہیں۔“ ادھر طوفان و مہدم شدید اور تیز ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ تمام بڑے اصدانہ ٹاپم
سے ڈگمگا ڈگمگا کر اور تہ و بالا ہو کر منتشر ہونے لگا۔ جہازوں نے بلیوں سے سر تابی کی
بلیوں نے خلاصیوں کی قوت بازو سے مخالفت کی گیلے ایک دوسرے سے ٹکرائے ال
جہاز شدت بروجرے اور کچھ فائدہ کشی سے تلف ہوئے۔ اس قیامت انگیز حالت میں چارلس اور

نکام دہائی

ایک مہر شاہ
۱۰

ڈوریا نے بندرگاہ بوجیہ کو ممر کے بہا۔ جو اس وقت اسپین کے ظل حمایت میں تھا۔ سپاہی جازوں سے اترتے ہی آدوقہ پر ٹوٹ پڑے۔ اس بری طرح سے کہ بچاے اہل بوجیہ مدتوں مرض فاقہ میں مبتلا رہے۔ طوفان ہنوز اسی شدت میں تھا۔ فاقہ زدہ فلاصیوں اور ملاحوں نے بہرچند کوشش کی کہ جازوں کو کیس طرح اسپین تک پہنچائیں مگر تقدیر الہی! اتنی سیل آگے بڑھ کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ بارہ روز مسلسل بندرگاہ کو درمانہ جازوں نے اور بوجیہ کو بھوکے سپاہیوں نے زیر بار رکھا۔ بالآخر طوفان فرو ہونے پر ۲۳۔ نومبر کو جزائر ایکٹاہ واپس اسپین ہوئے۔ لیڈیوں پر جو کچھ گزری ناگفتہ بہ!

اسپین میں پہنچ کر بھی چارلس نے ہر طرف سے بددعائیں ہی سنیں کیونکہ یہ ملی سپاہیوں کے قطع نظر تین سو وہ شریف اہل نیر و آما و دلاور افسر کام آئے جو قوم کے مایہ ناز شجاعت تھے۔ انہر مہینوں ماتم اور برسوں فاقہ خوئی ہوا کی۔

اس طرح یہ بہت بڑا اور مشہور حملہ عزت سے شروع ہو کر ذلت پر ختم ہوا۔ اسپین نہ صرف اسپین۔ اٹلی جرمنی ہی کے بہادر شریک تھے بلکہ یورپ کی تمام سربراہ اور وہ قوموں کے دلاور بطور مشتمے نمونہ از حرا و شجاعت شامل تھے۔ مثلاً فرانسیس اور سرائس کالونز بیس انگریزی مجاہد۔ انجرائرس جہا کا اثر ہو اتویہ کہ صد ہا جنگی جہاز قلع شکن توپیں سیگنرین سامان آدوقہ۔ لوازم عیش و عشرت بنے غل و غشت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور اس قدر آدمی اسہر جنگ ہوئے کہ انجرائرس میں مدتوں بردہ فروشی کا بازار گرم رہا۔ اور یہ ایک ضرب المثل ہو گئی کہ ”مسیحی غلام ایک پیاز کے مقابلہ میں مہنگا نہیں“۔ ان سب سے بڑھ کر یہ اثر ہوا کہ

بوجیہ میں بناد

حمو کے نتائج

الجزائر کا حوصلہ اور قوت پہلے سے ہزار چند زیادہ بڑھ گئی۔ مگر اہل اسپین اس پر بھی
 اپنی ناقص اندیشی، بد سلیقگی اور سو تدبیری کے معترف نہ ہوئے۔ چنانچہ ایڈمرل
 جو رین ڈی لانے اس المنار کے کوائف لکھتے وقت آخر پر ایک چھبٹا ہوا ریاک کیا جو
 یہ کہ ”افریقہ رسال الجزائر کی آب و ہوا شجاعانہ کاموں کے لئے موزوں نہیں۔“

ساتواں باب

امیر البحر طرغ پاشا۔ ٹیونس پر ایٹنار۔ طرابلس کی فتح۔ یورپ کی پوش

طرغ پاشا تاریخانہ واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے قوسن آغا کے بعد ہے لیکن بلجائٹ پوسٹل
شہرت خود خیر الدین کا ہم پلہ تھا۔ یہ شخص اصل میں قرانیہ کے ایک مغز صیائی مسیندا
کا بیٹا تھا مگر طبعاً دلیر اور جنگجو ہوئے کی وجہ سے اُس نے ابتدائی عمر میں ایک ترکی جہاز پر
ملازمت کر لی اور فرن سپہنگری اور جہاز رانی میں بہت جلد نشان ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد
ملازمت سے مستفی ہو کر اور ایک چھوٹا سا جہاز خرید کر لیوانٹ میں قزاقی کرنے لگا اس قطعہ
آب میں اور قزاق بھی تھے طرغ نے بہت جلد ان سب میں استقامت حاصل کیا کہ
قریباً بیس قزاقوں نے اُس کو اپنا سردار بنالیا۔ اسی اثنا میں خیر الدین نے اس کی جرأت
دیر کی کا شہرہ من کر اُس کو اجزاز میں طلب کیا اور بڑی عزت سے پیش آیا۔ چونکہ جزا قوت
جوار میں جزیرہ نما ہے اسپین کے سواہل کے نشیب فراز سے کاحفہ وقعت رکھتا تھا
اس لئے خیر الدین نے اُس کو ایک چھوٹے سے بیڑے کا جس میں بارہ جہاز تھے کستان مقرر
کر کے اندلیوں کی خلاصی پر لگا دیا۔ اُس وقت سے نہ ہیہ تک اُس نے اسپین کے علاوہ
نیپلز اور سسلی پر متواتر تکتا زیاں کیں اور ایسا عرب جمایا کہ اٹلی اور اسپین کے درمیانی قطعہ
آب میں کسی مخالف جہاز کیلئے تہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ اگر کبھی اُس کو

طرغ کی زندگی کے
ابتدائی حالات

اتفاق یہ سمندر میں کوئی ٹنکار نہ ملتا تو سرزمینِ قربے جہاں میں سخت غارتگری پھیلاتا۔ اور تمام دیہات واقع سواحل کو لوٹ کر ہزاروں کو گرفتار کرتا۔ ایک مرتبہ سہ ماہ میں اُس نے حسبِ عادت جزیرہ کورسیکا پر چھاپہ مارا۔ یورپ کا نامی قزاق امیر البحر ڈوریا ٹنکار کی تلاش میں یہاں پہلے سے منڈلا رہا تھا۔ چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ایک سخت کشمکش کے بعد نو آموز قزاق کو بحریہ کا قزاق شے شکست کھا کر رسم جنگ کے بموجب حلقہ بگوش ہونا پڑا۔ ایک روز ڈوریا کے ایک سردار لاویتنا نے جو پہلے کبھی خیر الدین کے جہاز پر حلقہ بگوش ملچ ہوئی نہ تھی، انتِ حاصل کر چکا تھا۔ طرغدا کو پابِ تخریب رہی مآثر میں لے دیکھا۔ اور پہچان کر بولا "طرغدا رئیس! رسم جنگ یہی ہے۔" طرغدا نے نہایت کشادہ پیشانی سے اسکی حالتِ ماقبل کی یاد دہانی کے طریق پر جواب دیا "ہاں جناب! بیشک میں نے اور آپ نے صرف قسمیں بدل لی ہیں۔" یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے جبکہ خیر الدین ترکی امیر البحر ہونچوئی حبشیت بحیرہ اڈریانک میں تیغ و سپر تھا۔ آخر کار سہ ماہ میں جب کپتان پاشا نے ڈوریا کو دھکی دی کہ اگر طرغدا کو رہا نہ کرو گے تو میں جینیوا کا نام و نشان تک مٹا دوں گا۔ تب اُسکو قید سے مخلصی ملی۔ خیر الدین نے اسکو انجرائز کے صیغہ حربیہ کا انتظام سپرد کر کے مغربی بحیرہ روم کی حکومت پر تعین کر دیا۔ قید کی نابرواشستی افیتوں سے اُسکی آتشِ انتقام دُگنی تیزی سے بھڑک اٹھی۔ اُسنے اطراف و جوانب میں ترکستانِ شام شروع کر دیں خصوصاً سوسل اٹلی کو اسقدر نقصان پہنچایا کہ شاید اُن اطراف میں اُسکا نام قریب قریب ہی ہیبتناک اثر رکھتا تھا جو شیر دل صلاح الدین (رسالہ دین) کا نام شمال مغربی یورپ میں۔ فرنگی جہازوں

طرغدا کا حملہ

قید

ایک لطیفہ

ٹائی

طرغدا کا عیب

کے لئے بحیرہ روم کے تمام مغربی حصوں پر گویا قفل پڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ مہاپہن مانا ہر چند کہ غنا کا نہ غارتگری میں بربری گوریسے گرم عرب نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ٹریپولی پر قابض ہو کر تو وہ ہر طرح اپنے حریفوں کے ہم پلہ ہو گئے تھے۔ لیکن انکی بھی تاب مجال نہ تھی کہ اس مغربی قطعہ آب سے بلا تکلف گزر جائیں۔ جیسا کہ حاجی خلیفہ (ترکی مؤرخ) لکھتا ہے۔ طرغند و حقیقت تئیں ہر نہ تھا۔ جب کوئی مخالف جہاز اُسے بیڑے کو دیکھتا تو اہل جہاز کے سامنے گویا تصویر مرگ پھر جاتی تھی

طرف کی محتاجات

طرغند جس طرح تاخت و تاراج میں مشاق تھا اُس طرح ملکی دارو گیک کا شائق بھی تھا چنانچہ اُس نے اسپین کے تمام مقبوضات واقع حواصل برابر ایک ایک کر کے فتح کئے۔ بشلاً سوسہ۔ سفاکس۔ مناسطرو وغیرہ۔ اور آخر ٹریپولس کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی تک کیتھاک گورنمنٹ کی ”حاکم کشیدہ“ میں تھا۔

ٹریپولس کی پڑھائی
حالت

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ٹریپولس کا ستون سلطنت مرکز قفل سے جنبش کر چکا تھا۔ سلطان حمید بن سلطان حسن کا مبارک اور قابل قدر جلوس ہر چند کہ قیہ وان کی مرضی عمل میں آیا تھا۔ مگر اُس ماڈہ کو منتشر نہ کر سکا۔ جسے ملک میں باجنا سو پیدا کر دیے تھے چنانچہ تمام صوبوں میں بظیمیاں پھیلی تھیں۔ ہر طرف طوائف الملوکی کی گھنگھو گھٹا چھائی تھی۔ آخر کار قوم کے سربراہ اور وہ اراکین نے حمید کو تخت سے برطرف کر کے بطور کونسل خود عثمان حکومت ہاتھ میں لی۔ مگر اس تدبیر سے اور تفرقہ پڑ گیا۔ کیونکہ ممبران کونسل نے

اپنے اپنے جتنے قائم کر لئے جو ہمیشہ ایک دوسرے کے درپے تخریب رہتے تھے۔ اور باہمی شکر و تحسینوں میں قومی خون بیدار بنے رہا کرتے تھے۔

ٹیونس کی پوسٹل سٹیج کی یہ حالت تھی جبکہ ۱۸۵۷ء میں طرغ پاشا ایک ترکی بیڑے کی کمان لیکر اس طرف بڑھا۔ بیرونی قلعوں اور محافظوں کیوں نے گورنر امت کی مگر اولوالعزم کپستان نے دلیرانہ حلق الوید میں دھنسل ہو کر عین دروازہ کے مقابل لنگر ڈال دیا اور محاصرہ کی کارروائی شروع کر دی۔ روڈس کی طرح یہاں بھی ایک دل شکنہ سردار نے جو کبھی مخالفت کے جوش میں مہوت تھا۔ حملہ آورین کی رہبری کی۔ اور طرغ کو ایک جبری دستہ سمیت رات کے وقت شہر پناہ میں داخل کر دیا۔ انھوں نے اندر داخل ہو کر شہر کا دروازہ کھول دیا۔ اور تمام کوچہ و بازار میں پھیل گئے۔ اہل شہر نے خواجگاہوں سے ٹکڑو دیکھا تو یہ دیکھا کہ فیصل و بروج قلعہ پر سبز سفید ہلالی جھنڈے نصب ہیں۔

ٹیونس کی فتح

ہر چند کہ اس وقت یورپ کی کوئی سلطنت دربار ٹیونس میں مہمراز اور ساری حقوق سے زیادہ کسی قسم کا حق نہ رکھتی تھی۔ اور اس لحاظ سے ٹیونس کا ہلال کے سایہ طغیت میں آنا۔ یا خود مختار رہنا۔ دول یورپ کے لئے اس وقت تک یکساں اثر رکھتا تھا جب تک ٹیونس کے فرمانروا اور رعایا (عام اس سے کہ عزل و نصب اور انقلاب سلطنت ہو یا نہ ہو) کسی ایسے جدید فعل مذموم کے مرتکب نہ ہوتے جو انکی ہمسایہ سچی قوموں کے امن و امان کے یقیناً آشفہ کرتا اور تمام سچی دنیا میں تو لا و فلا نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ مگر بائیمہ اس جدید تفسیر کی خبر سے ابھین کی مستعار عربی شجاعت میں بے طرح طغیان پیدا ہوئی اور تمام جنوبی

یورپ کی طاقت
مداخلت

یورپ اپنی قدیم عادت کے موافق متفق ہو کر ایڈگار کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ ٹیونس پر ترکوں کا قبضہ اور پھر طرغند جیسے مشہور غارتگر کی وساطت سے۔ نہ صرف ناگوار بلکہ سخت تلخ تھا حالانکہ خود گورنمنٹ اسپین ٹریپولی پر غارتگران ماننا کے ذریعہ سے قابض تھی۔ اور اندیا ڈوریا کو جو کچھ کم بے ہول قزاق نہ تھا۔ ہر طرح کی جرأت دلاتی تھی۔ حملہ کی تجویز سوچنے والوں میں ڈن گارشیا ڈی ٹولیڈو نواب طلیطلہ سے زیادہ سرگرم تھا۔ کیونکہ ایک طرف قدسی نفس پرپ اور دم نے مع اپنی عقیدت مند سلطنتوں کے امداد کا وعدہ کیا تھا اور دوسری طرف خود ڈن گارشیا کے باپ حاکم نیپلز نے اعانت کا یقین دلایا تھا۔ ایک طول طویل بحث اور رد و قبح کے بعد بالآخر ۲۸۔ جون ۱۵۷۱ء کو جنوبی یورپ کی تمام بحری اور بری فوجیں انڈریا ڈوریا کے ماتحت ٹیونس پر ہجک پڑیں۔ طرغند اس وقت بحیرہ روم کا سالانہ دورہ کر رہا تھا۔ اور اسکا ہونہار بھتیجا حصار رئیس نو مفتوحہ صوبہ کا نظم و نسق کرتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی قلیل مدت میں شہر کی قلعہ بندی اور استحکام کی تکمیل نہ ہو سکتی تھی۔ خصوصاً اس درجہ تک کہ ایک لشکر مور و بلخ کے حملہ کو سہہ سکتا۔ نیز محصورین کی فوجی قوت بھی کچھ زیادہ قابل اعتماد نہ تھی۔ تاہم ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد جب انھوں نے ایک مرتبہ شہر سے نکل کر بلکہ کیا تو محاصرین انکو سخت نقصان اٹھائے بدون پسانہ کر کے اس انتشار میں طرغند نے واپس آکر ترکوں اور بربروں کے ایک مختصر دستہ سے دوسرا حملہ کیا۔ مگر دشمن کی قوت بہت زیادہ تھی اسلئے وہ خود قسطنطنیہ کے ارادہ سے واپس ہجرت ہوا۔ اور شہر نے چار ماہ بعد ۸۔ ستمبر کو دروازہ کھول دیا۔

ماہ آئندہ میں طرفہ نے بین جنگی جہازوں سمیت قسطنطنیہ سے معاہدہ
 کی۔ وہ ابھی رودبار جبرہ میں اپنے بیڑے کو ترتیب ہی دے رہا تھا کہ انڈیا ڈوریا نے
 جوا بھی تک ٹیونس میں مقیم تھا خبر پا کر اُسکو دفعۃً آن لیا۔ یہ قطعہ آب بالکل ایک مسدود
 کوچہ کے مشابہ تھا۔ یعنی جیسا کہ مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے جزیرہ ناجربہ کی پشت پر
 ایک بڑی وسیع جھیل بطور اندرونی بحیرہ واقع ہے جسکو طاس کبریٰ (گرٹر ٹرسٹریا)
 کہتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمیں جہازات قدرتا داخل ہو سکتے تھے اور نہ نکل سکتے تھے
 مگر جھیل وجبرہ نما کے درمیانی قطعہ خشکی میں شمالی سمت پر سمندر کے پر زور تلام
 امواج سے ایک تنگ رودبار بطور نہر بن گئی ہے جس سے ہلکی ہلکی جہاز ناکشتیاں
 بادبان سمیٹ کر بوقت جھیل میں آ جاسکتی ہیں۔ جنوبی سمت پر بھی اگرچہ ایک ایسا ہی
 مدخل ہو سکتا تھا۔ مگر سوقت اُس میں بالکل دلدل تھی۔ اب طرفہ اس مصنوعی نہر میں تھا
 جبکہ ڈوریا نے اپنا ناک پہنچا اُسکے دروازہ پر لنگر ڈال دیا۔ اور اطمینان کے ساتھ بربری
 بیڑے کی مستندانہ درخواست صلح کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن طرفہ بھی کوئی معمولی جہاز نہ
 یا سواحل بربر کے نقیب و فراز سے ناواقف نہ تھا۔ اُسنے اس حالت ششدر کی جس کو
 ڈوریا اپنے ذہن میں آخری کشت اور مات سمجھتا تھا۔ ذرا بھی پرواہ نہ کی اور ایک ایسی
 نازک چال چلا کہ یورپ کا فرسودہ روزگار میسر البحر چران رہ گیا۔ یعنی اول اس آبنائے
 کے کنارے پر دمے باندھ کر دیرانہ گولہ باری شروع کر دی۔ اور جب یورپین بیڑا بہت دن
 اس طرف مصروف ہو گیا تو جمشٹ پٹ کوئی دو ہزار قلی بالا بالا جزیرہ سے بلو کر درمیانی

قطعہ کے جنوبی حصہ کو جس میں سہرا باد لدل تھی اس پھرتی سے کھدوا ڈالا کہ صرف ایک رات میں یہاں بھی ایک تنگ نہر بطور خرچ جاری ہو گئی۔ صبح ہوتے بربری پیر خیر سلامتی سے بحیرہ روم کی نیلگوں سطح پر جا جا۔ ڈور یا جہر اپنی کامیابی آئندہ پر یقین و نازاں ہو کر چارلس کو نوید فتح بھیج چکا تھا اسکو اس چال کی خبر ہوئی تو اس وقت جبکہ طرغند آر کے پیلگو کے لئے لنگر اٹھا چکا تھا۔

اگلے برس ۱۵۵۷ء میں صاحبقران نے اسکو بمعیت صنعان پاشا ترکی ٹیکر کا امیر البحر مقرر کر دیا خیر الدین کی طرح طرغند بھی خواہش تھی کہ دروہت سواحل بربر کو باغی کے مضامات میں داخل کرے۔ اور اگرچہ اسپین کے اکثر ضروری مقبوضات واقع ساحل مذکور کو فتح کر کے اسنے اپنی خواہش کو کسیدہ پورا بھی کیا۔ لیکن چند اور ضروری مقامات ہنوز باقی تھے۔ انہیں دو کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ ایک تو بیونس جیرا لگزشہ کے موسم بہار میں فوج کشی کر کے وہ فی الجملہ ناکام ہو چکا تھا اور دوسرا ٹریپولی (طرابلس) جو سب سے پہلی بندر گاہ۔ نہایت مستحکم قلعہ بند شہر اور مغربی بحیرہ روم سے گزرنے والوں کیلئے ساحل بربر کا گویا مشرقی دروازہ تھا۔ چنانچہ اس جسد عہدہ پر متمکن ہو کر اسنے باغی کو اس طرف توجہ دلائی۔ اور بحصول اجازت ایک مضبوط ٹیرے کے ساتھ جنہیں چھ ہزار ترک اور چالیس ضرب توپ تھیں بمعیت صنعان پاشا ٹریپولی کیلئے لنگر اٹھایا۔

ٹریپولی اصل میں اسلامی مقبوضات میں سے تھا۔ مگر ۱۵۵۷ء میں اہل اسپین نے اسکو ہسپاری کونٹ ڈن پڈرنا و دار فتح کر کے مضامات کا رٹوا میں داخل

کر دیا تھا۔ تاہم کیتھلک گورنمنٹ اس موزوں جنگی مقام کی کبھی قدر نہ کر سکی۔ یا بوجہ بُدائے
 تحفظ سے قاصر رہی۔ تا آنکہ جب ۱۸۵۶ء میں مجاہدین بیت المقدس نے سیف عثمانی کے
 زور سے روڈس کو خالی کیا۔ اور اٹھ برس اور اُدھر خانہ بدوش منڈلانیکے بعد ۱۸۶۳ء میں
 جزیرہ مالٹا کو ماسن غارتگری بنایا۔ تو چائیس نے سہل انکاری سے یا بغرض اظہار اختصاص
 و احدیت ٹریپولی کو نفع نقصان اور آمد و خرچ سمیت مجاہدین کو تفویض کر دیا تھا۔ اُس وقت
 آج تک یہ مقام مجاہدین کے قبضہ میں چلا آتا تھا۔ اور آٹھوں فرقوں میں سے ہر فرقہ کا
 ایک ایک مجاہد باری باری اگر اُس کا نظم و نسق کرتا تھا۔ چنانچہ جس وقت ترکی بیڑے نے صحر
 کیا تو ٹریپولی کا گورنر گسپارڈی ویلر نامی ایک مجاہد فرقہ ایورین سے تھا طغر نے
 حسب معمول اُس کو شہر خالی اور سپرد کرنے کا پیام دیا۔ اور جب صاف جواب ملتا تو باقاعدہ
 محاصرہ شروع کر دیا۔ دوماں اور سداوں کا انتظام صنعان پاشا کے سپرد تھا۔ اُس نے بڑی
 کار دانی سے گولہ باری کی۔ جس سے ہفتہ بھر میں فصیلیں پاش پاش ہو گئیں۔ ویلر نے
 چند روز اور مالٹا کی ملک کا انتظار کر کے صلح کا پیام دیا چنانچہ ۱۵ اگست ۱۸۶۵ء کو مصو
 نے اپنے آپ کو ترکوں کے سپرد کر دیا۔ مجاہدین سے اس موقع پر بھی وہی حسن سلوک
 کیا جاتا۔ جو انتیس برس ہوئے کہ صاحبقران نے ۱۸۵۶ء میں روڈس کی فتح پر کیا تھا
 مگر بحیرہ روم میں سالہا سال جہاز رانی کر کے طرغ اور صنعان اس احسان فرماؤش اور
 ناقدر شناس گروہ کی تشدد پسند عادت سے خوب واقف ہو چکے تھے۔ پس مالٹا والوں
 کو عبرت دلانیکے لئے ٹریپولی کے مصوین سے رسم جنگ کے موافق سلوک کیا گیا اور سب کو

ٹریپولی طرابلس

اتحادیت

محاصرہ

صلح

مجاہدین کے ساتھ باضابطہ
ملوک

پانچویں صدی کے گجرات کے صنعتی پاشا کے ساتھ بطور علامات فتح قسطنطنیہ کو روانہ کر دیا اور طرغہ خود مقام مفتوحہ کی ناکہ بندی اور استحکام کی غرض سے ٹھہر گیا۔ کیونکہ اسکو پختہ ہند تھی کہ دول یورپ جلد یا بدیر بالضرورت حکمرانی کریں گی۔

اس معرکہ سے مجاہدین کو خصوصاً اور اہل یورپ کو عموماً سخت نقصان پہنچا کیونکہ ٹیپو لی ٹائگران مالٹا کا افریقہ میں اوٹ پوسٹ (بیرونی چوکی) تھا۔ اور غارتگران اسلامی دنیا میں دول یورپ کا مقصد کچھ بیش تھا۔

مقدونہ مجیش

پانچ نو برس کامل یورپ اس نقصان عظیم کی تلافی نہ کر سکا۔ اس عرصہ میں بربری جہازات کبھی صنعتی پاشا کی کمان میں اور کبھی پیالی پاشا کی سرکردگی میں۔ مگر ہمیشہ طرغہ پاشا کی رہنمائی سے سواہل اٹلی پر خاص روم کی حوالی میں بلاے بیدار کھینچ ہر سال نازل رہتے تھے۔ کلیبیہ یا۔ پولیا۔ کشیز پر رہتا تھا۔ اسی لیے کہ ایک یورپین وقائع نگار قرن وسطی کے یورپ کو معائب غارتگری سے پاک فرض کر کے جوش ہمدردی میں لکھتا ہے۔ فی الحقیقت ان صوبوں کا خون و شباب۔ دولت و ثروت افریقی ٹوٹاؤں

یورپ کے سحر آفرین
خشبہ

کو بالطبع مغرب تھی۔ آخر کار یورپ میں چارم کے سحر آفرین سرس (خطبوں) یورپ کی غیور عرق شجاعت کو فٹہ میں یکایک حرکت ہوئی۔ اور تمام جنوبی طاقتیں جنسیو

عرق شجاعت کو حرکت

فلورنس۔ سسلی۔ نیپلز۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور خود روم مقدس تنق ہو کر ٹیپو لی کو تھین لینے پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پانچ اوائل فروری میں زائد از دو صد جنگی جہاز اور ایک کثیر التعداد جزائر فوج ہر طرف سے اکرا تباہ میدان میں جمع ہوئی۔ اور یہاں سے ۱۰۔ فبروری تک

یورپ کی ورزش

ڈیوٹنٹ میڈنیا سلی کی کمان میں فنان چائیس کی طرح ساحل افریقہ پر چھکی ڈیوٹنٹ کو سونے
ٹریپولی کو چھوڑ کر اول جریہ کو لیا جو بربروں کا ہیڈ کوارٹر ٹریپولی کی کنبی تھا۔ یہاں کے عامل
نے جو ایک عربی شیخ تھا حملہ آورین کی قوت دیکھ کر فی الفور طاعت قبول کر لی چنانچہ
مسیحی فوجیں طینان کے ساتھ جزیرہ نما میں اتر کر دو ماہ تک مقیم رہیں۔ اور اس عرصہ
ایک مستحکم جنگی قلعہ بطور ہیڈ کوارٹر تعمیر کر کے اور شہر کی ناکہ بندی سے ہر طرح خارج ہو کر
اس بات پر آمادہ ہوئیں کہ غیر ضروری حصہ فوج یورپ کو واپس کیا جائے۔

جرم کا محاصرہ

بال کوئینش

طغداد علی الصلوچی

یورپین سونچا
کاہنٹ

اور جب اس عالمگیر یورش کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو صاحبقران نے غضبناک ہو کر ایک عظیم لشکر
ترکی بڑا بسواری طرغدا پاشا۔ اوچیا لی (علی العلج) پاشا۔ پیالی پاشا اور اہل مہی میں ٹریپولی
کی حفاظت کیلئے روانہ کیا۔ یورپین مورخ اس موقع پر یگانہ دار افسوس کرتے ہیں کہ ڈیوٹنٹ
میڈنیا سلی نے جریہ کی اقامت کو قلعہ بندی اور استحکام شہر کے غیر ضروری عذر (۱) پر
کیوں اس قدر طوالت دی۔ اور کیوں خواہی مخواہی سمجھ لیا کہ ترک ہمیشہ مہی کے بعد ہی ہجر
سفر شروع کیا کرتے ہیں۔ جبکہ یہ نتیجہ ہوا کہ جب مسیحی فوجیں ناکہ بندی سے حسب دلخواہ
خارج ہو کر معاودت پر تیار ہوئیں تو دفعۃً طسلاعی کی کہ ترکی بڑا غارہ (دگوزہ) کے قریب
لنگر انداز ہے۔ اس سے تمام ہیڈ کوارٹر میں ایک ہلکے جھگیا۔ دلاوران یورپ کے جی چھوٹ
گئے نہ شجاعوں نے اپنی شجاعت خانہ زاد کا لحاظ کیا نہ فوجی قوت کے اثر اور تعداد کا پاس کیا
ہر شخص کی زبان پر بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ بربری آن پہنچے! ترک آن پہنچے! ایک طرف
اولوالعزم ڈوریا بزدلانہ سراسر اگی سے اپنے جنیو دوستہ کو ناپ شناپ جہازوں میں

مسیحی ہیڈ کوارٹر
جس تھلک

ترک آن پہنچے!

بزدلانہ سراسر اگی

غازیانہ کمکت

پرچم ہلال

رودبار بربر کا

غور زبیر کا

کنکاش جانفروشی

بھرتا تھا۔ دوسری طرف ڈیوک میڈیناسلی جلد جلد مگر کیس قدر تمکنت اور غازیانہ ادا اپنے شجاعت کے پتلون کو سوا کرتا تھا۔ اسی حالت کشمکش میں یکایک پرچم ہلال افق پر نمودار ہوا۔ سیاحوں کے سنبھلتے سنبھلتے ہلالی جازوں نے آنا نا قریب پہنچ کر اس تندہی حملہ کیا کہ کیتھک تیج کے تمام داس نے بکھر گئے۔ بیڑے کا ہر جہاز آپ کو تھا۔ اور رودبار جس کے شمال سے گزر جانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر بربری جابجا سداہ تھے بالآخر تمام جازوں کو ہر طرف سے سمیٹ کر کنارہ پر لایا گیا۔ مگر چونکہ کنارے کے قریب عمق بہت کم تھا اسلئے گیلے اور گیلون ریت میں دھنک رہا کھل سکے ہو گئے پیچھے سے بربری نہایت تیزی سے دبائے چلے آتے تھے۔ اب افواج متحدہ نے ہجڑا سکے اور کسی بات میں مفرند کچھاکہ افاق و خیراں خشکی پر اتر کر تیغ و سپر کی آڑ لیں۔ چنانچہ ترکوں اور بربریوں نے قریب ساٹھ خالی جہاز گرفتار کئے اور پھر شریک کنارے پر اتر کے اہل جہاز پر ٹوٹ پڑے۔ پرچوش فریقین میں پانچ گھنٹے تک سخت ہنگامہ زرا گرم رہا۔ سیاحوں نے بڑھ بڑھ کر دادرمانگی دی۔ خصوصاً عجابدین مانا نے اس قدر گرائی سے نقد جانفروشی کی کہ بربریوں اور ترکوں کے چھکے چھوٹ چھوٹ گئے۔ بالآخر ہلال غالب اور دشمن کے اٹھارہ ہزار آدمی کمیت رہے جنکے خون سے ساحل پر ایک دوسرا رودبار جاری ہو گیا۔ ڈوریا اور میڈیناسلی لڑائی کا رنگ دیکھ کر پہلے ہی سرک گئے تھے اور اٹلی کے ہمارے دوستہ کا کچھ حصہ عین لڑائی کے وقت فرار ہو گیا تھا۔ باقی جازوں اور روجوں میں سے ایک بھی بچ کر نہیں گیا۔ غنیمت میں سپہین کا قومی جھنڈا بھی بربریوں کے

جزیرہ ٹاٹا کا سہرہ حیدر آباد



ما تھ آیا۔ ڈن اسوہرو اور بہت سے عالی نسب و عالی نژاد یورپین قید ہوئے۔

رودبار جبرہ کا خونریز معرکہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہے۔ اور اسپین کی تاریخ میں آج تک سخت ناکامیوں میں شمار ہوتا ہے۔ جب یہ جانگزا خبر ٹنڈیا ڈوریا کو ملی اور اپنے ہونہار بھتیجے کی شرمناک شکست کا حال معلوم ہوا تو اس کو سخت صدمہ ہوا۔ اور فرط غم سے بیتاب ہو کر اپنے رفیقوں سے ہائے بستر مرگ کے گرد ماتمی حلقہ باندھے ہوئے تھے خواہش کی کہ مجھے لچلو۔ اور پادری سے تلقین کراؤ۔ بڑھے دور یا کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ وہ اس معرکہ میں شریک نہ تھا۔ ورنہ معرکہ پر یو لیا کو بھول جاتا۔

رودبار جبرہ کے معرکہ سے قریباً چھ ماہ بعد یعنی ۱۵ نومبر کو یورپ کے اس مشہور ٹیڑھے نے جان جاں آفریں کو سوئے پی۔

۱۷۷۰ء میں بھی سپہ طرچ کا یورپین طوفان بے تیزی ٹیکس پرنازل ہوا تھا۔ اور سپہ طرچ فرو ہوا تھا۔ اسے تفصیلی کوائف ناظرین کو اقصائے مغرب حاصل میں اپنے موقع پر ملیں گے۔

اٹھوان باب

مانٹا کے مجاہدین بیت المقدس اور ۱۵۶۵ء کا معرکہ

یہ یاد ہو گا کہ طرغ پاشا نے مجاہدین بیت المقدس کو ۱۵۶۵ء میں ٹریپولی سے مارکر نکال دیا تھا۔ اُمید تھی کہ اس غارتگر فرقہ کو ۱۵۶۵ء کے معرکہ روڈس کے بعد جو یہ دوسرا سبق ملا ہے اسکو ہمیشہ یاد دیکھنے لگے مگر واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مانٹا میں جبکہ وہ بہت جلد اسکو بھول گئے۔ اور پھر اُسی پرانی عادت پر اُتر آئے۔ چنانچہ ساحل سسلی سے لیکر بحیرہ شام کی غایت حد تک تمام قطعہ آب گویا انکا جو لا نگاہ بنگیا۔ اگرچہ باقاعدہ اور جنگی جہاز اُنکے پاس کل نہ تھیں مگر چھوٹی چھوٹی سبکدوشکاری کشتیاں بکثرت تھیں جسے وہ اس وسیع قطعہ آب میں نہایت قسبی قلبی کے ساتھ لوٹ مار کرتے تھے اور تجارتی جہاز گرفتار کر لیتے تھے۔ شام و مصر کی تجارت ان سفاکانہ ترکنازیوں سے خصوصاً محل خطر میں تھی۔ اخیر پر اس مردم آزار گروہ کی دست درازی یہاں تک بڑھی کہ خود برقی قزاقوں کے جہاز بھی اُنسے بچ کر چلتے تھے اُنکے بڑے بڑے سردار بلکہ گرینڈ ماسٹر (معلم اول) تک غنیمت کی تلاش میں جا بجا منڈلاتے پھرتے تھے۔ مثلاً جن ڈی لاوینیا جو پہلے امیر البحر اور بعد کو گرینڈ ماسٹر ہوا فرانس اور یورپین جو فرانس کا گرینڈ پرائمر (ہارورڈ اور) تھا۔ اومی گاس غیرہ ان سے بڑھ کر غارتگری میں یدِ طولی اور کسکو ہو سکتا تھا۔ اگر ان میں اور بربری غارتگروں میں کچھ فرق ہے تو صرف یہ کہ یورپین وقائع نگار مجاہدین کی خصلت کی

غارتگران مانٹا کی طرف تپا

موسٹریں یورپ کی طنداری

اصلی تصویر طوعاً و کرہاً دکھلا کر اخیر پر لکھ دیتے ہیں کہ ”یہ سب کچھ سہی مگر انہی غائب گریز میں“
ایک طرح کی شجاعانہ ادا اور صدق و خلاص کی آمیزش تھی۔ بیشک وہ قزاق تھے مگر بیکوں
اور مصیبت زدوں کے سچے حامی بھی تھے۔ اور صرف دشمنانِ دین پر ماتھ صاف کرتے
تھے۔ ”اسلام میں ٹریپولی سے نکل کر مجاہدین نے پھر اس طرف کا رخ نہیں کیا۔ بلکہ
۱۷۵۷ء تک مرکزِ جہاد یعنی خاص مالٹا کے استحکام میں مصروف رہے۔ چنانچہ قلعہ
سینٹ میکائیل اور سینٹ انگلو کی مرمت کی۔ سینٹ ایلو کے نام سے ایک جدید قلعہ
تعمیر کیا۔ جا بجا سدیں قائم کیں۔ دہ دے بنائے۔ فیصل و بروج کو مستحکم کیا۔ خندقوں کا
عمق بڑھایا۔ غرض کہ ماسٹر ایڈجسٹٹ نے جو ایک نہایت کار آزمائے سپر تھاپوہ برتیک
تمام لوٹ مار کا مال سولہویں صدی کے اصول قلعہ بندی پر صرف کیا۔ اسلئے کہ مجاہدین
خوب جانتے تھے کہ انجرائز میں دولت عثمانیہ کی شاخ روز کا کھٹکا ہے۔ اور جب یہ خود
عثمانی جنس بیروں پر غارتگرانہ حملے کرتے تھے تو قرینِ عقل بھی تھا کہ اپنے بچاؤ کا
سامان بھی رکھتے۔ آخر یہ وقت آن پہنچا اور صاحبِ قرآن نے انہی دست درازیوں کو صد
بڑھتا دیکھ کر گوشمالی کا ارادہ کیا۔

مالٹا کا استحکام

ابتداء میں اگرچہ یہ کوئی بڑی بھاری مہم نہ تھی۔ نہ اس پر کسی فریق کی نرمی نہیکئی
کا انحصار تھا۔ کیونکہ مجاہدین لٹسیروں کی ایک جماعت تھی جن کا دستِ نظم بحرِ شام میں
روز بروز دراز ہوتا جاتا تھا۔ اور ترک ان اطراف میں مقتدر اور عوام کی حفاظت کے ذمہ دار تھے

مہم کے ابتدائی کوائف

۱۷۵۷ء میں اپریل ۱۳ صفر ۱۱۷۳ھ کو مالٹا کی طرف سے پہلی بار فوجیں روانہ ہوئیں۔ ان کے لئے یہ غرض تھا کہ انہیں جو عرصہ ملے اس میں

پس انہی گوشمالی انکا فرض تھا۔ مگر چونکہ یورپ کے مورخ اپنی قدیم عادت کے بموجب اس واقعہ پر معمول سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ نہ اسلئے کہ ایک مائٹ آراگروہ کو بالآخر کامیابی ہوئی بلکہ صرف اس لئے کہ انیسویں صدی کے ترکوں کے آباد اجداد کو ناکامی ہوئی۔ لہذا ہم اس محاصرہ کے تفصیلی حالات قلمبند کرتے ہیں۔ اور اول موقع جنگ سے شروع کرتے ہیں جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ مائٹ ایک سرسبز سنگلاخ اور اسقدر نامہوار مقام کہ تمام جزیرہ میں کہیں کوئی کشادہ مستوی میدان نظر نہیں آتا۔ بلکہ باجاء اونچے نیچے ٹیلے سنگلاخ چٹانیں۔ اور سطحات مرتفع و کھائی دیتی ہیں۔ اس طرح اسکے سواہل بھی تالطم الموح سے صدمہ رسیدہ اور چاک چاک ہیں۔ چونکہ شمالی ساحل سمندر میں کچھ زیادہ نکلا ہوا تھا۔ اسلئے پانی کی تیز اور تند موجوں اسکے ایک پہلو کو جاتا تک ہو سکا ہے کالجز جزیرہ کو قدرتی طور سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ شمالی حصہ تو یہی قطعہ ہے جو دور سے ایک سنگلاخ بینی کوہ معلوم ہوتا ہے۔ اور کوہ سیبی راس کہلاتا ہے۔ اور جنوبی حصہ باقی جزیرہ پر سیبی راس شمالی ساحل کی خلیج مرش الاوسط کہلاتی ہے۔ محاصرہ کے وقت یہ حصہ کو قبضہ میں تھا مگر غیر محفوظ بھی نہ تھا۔ کیونکہ سینٹ ایلو جو بینی کوہ پر مشل ایک مسلح محافظ کے ایستادہ تھا گویا خلیج مذکورہ کے دروازہ کا حاجب تھا جنوبی خلیج یعنی وہ قطعہ آب جو جزیرہ کو شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے مرش الکبیر کہلاتا ہے۔ اور یہی سبع جہاد تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کا شہر مائٹ یعنی والیٹا گو مرش الکبیر کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ مگر ۱۷۹۵ء میں جنوبی ساحل پر تھا جسکو چار سنگلاخ بلند یوں مشن بینی کوہ ایک دوسرے کے محاذ میں مین باصل نکلا

جزیرہ مالٹا کی طبیعی حالت

سطح

ساحل

قلعہ سینٹ ایلو

متعدد بندر گاہوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ سب سے پہلے راس نور چنیر ہے جو بحر شام کو ارنیلا
 سے جدا کرتی ہے۔ پھر راس سالوڈور جو ارنیلا کو انگلش باربر سے جدا کرتی ہے۔ اس کے
 بعد راس برگ جو انگلش باربر کو گلیگز باربر سے علیحدہ کرتی ہے۔ اور سب سے اخیر پر جزیرہ
 سینگل جو گلیگز باربر کو لاسینگل سے جدا کرتا ہے۔ اور بذریعہ ایک تنگ ریتلی خانہ کے
 سرزمین مالٹا سے ملتا ہے۔ انہیں راس برگ کے سرے پر قلعہ سینٹ انگلو واقع ہے
 جو مرکز حکومت اور دارالحکومت ہے۔ اور لاسینگل کے سرے پر قلعہ سینٹ میکائیل ہے علاوہ
 ازیں آبنائوں کے محاذ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک اونچے نیچے پہاڑوں کے
 سلسلہ نے ایک ایسا خط لکھنی یا ہے جسکو مالٹا کے قلعوں اور بندر گاہوں کی قدرتی
 سد مشترک کہنا چاہیے۔ یہی حال عقب بگ ہی چنانچہ قلعہ سینٹ ایلمو کی پشت پر کوہ سیبی اس
 جو سلامی کی وضع پر پیچھے کو رفتہ رفتہ بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ ارنیلا اور انگلش باربر کے
 پیچھے کوہ سالوڈور اور کوہ کلکارا کے سلسلے چلے گئے ہیں جو آخر پر سینٹ کتھرائن کے
 پہاڑوں سے ملتا ہے۔ راس برگ اور سینٹ میکائیل کوہ سینٹ مارگریٹ کی کشیدہ
 قامت چوٹیوں کو پشت پر لئے ہوئے ہیں۔ سیطرح مرش الکبیر کے مغربی حصہ اور آبنائے
 سینگل کے پیچھے ایک سنگلاخ سطح مرتفع واقع ہے جو کانراؤین کہلاتا ہے۔ اس مختصر
 اور محض بیرونی حالت کو پڑھ کر جنگ کے واقف بھی تھوڑا بہت اندازہ کر سکتے ہیں کہ
 موقع قدرتی طور سے کس قدر سخت اور دشوار گزار اور محصورین کے حق میں کہاں تک مفید تھا
 اگر مصنوعی حفاظت کا سامان نہ بھی ہوتا تب بھی کوہستانی سلسلے سنگلاخ نشیب و فراز

سینٹ انگلو

سینٹ میکائیل

قدرتی استحکام

اور بحر شام کے بعض عمیق حصے قدم قدم پر سدراہ تھے۔ انیسویں صدی کے گولہ انداز اور انجنیروں کے نزدیک تو مالٹا کا محاصرہ ایک بات تھی۔ مگر جیسا کہ آئندہ پرواز محاصرہ ثابت ہوگا سو پلوں صدی میں فن حرب نے یہاں تک ترقی نہ کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بربری اور ترک کافی فوج کے باوجود بھی مالٹا کو فتح نہ کر سکے۔

یہ ظاہر ہے کہ مجاہدین بیت المقدس اسلامی دنیا میں خواہ کمین مقیم ہوتے روڈس میں۔ ٹریپولی۔ یا مالٹا میں ہر جگہ دول یورپ کا مقدمہ بحیثیت سمجھے جاتے تھے لہذا آڑے وقت پر انہی مدد کرنا مغربی دنیا کا فرض کفایہ تھا۔ ورنہ ہنزیران قسطنطنیہ انجرائر کے مقابلہ میں ان معرودے چند غارتگروں کی حیثیت ہی کیا تھی۔ ”شتے از خاک بطوفان فوج“ امداد کے کئی طریقے تھے۔ ایک تو یہی آجکل کے دلنہیہ کہ ذرا شوش دیکھ کر یورپ کے کونہ کونہ سے نکل پڑتے ہیں اس طرح اس زمانہ میں مجاہد تھے جب اس مقدمہ بحیثیت پر کوئی آفت آتی تو سیکڑوں ہزاروں جنگجو دلاور یورپ کے ہر حصہ غازیانہ لباس پہن کر اور ”المجاہد“ ”المبارز“ کا خطاب لیکر افریقہ کی طرف جاتے دکھائی دیا کرتے تھے۔ مزید برآں مجاہدین بیت المقدس بجائے خود یورپ بھر کی قوموں کا عطر مجموعہ تھا۔ اس حکمت عملی سے یہ بڑا فائدہ تھا کہ بعض سلطنتیں اپنی قومی اور مذہبی قانون کی خلاف ورزی بھی نہ کرتی تھیں۔ اور صلیبائے انجرائر و ترکی میں بھی بلا تکلف داخل تھیں دوسرا طریقہ امداد یہ تھا کہ علانیہ فوجیں اور جہازات بھیج کر اس غازی فرقہ کو دشمنانِ دین کے حملوں سے بچائیں۔ چنانچہ بلغاریہ، خیر باکر، گریٹ ماسٹر (معلم اول یا امیر المجاہدین) لائوٹسیا نے

دول یورپ و مالٹا کے
تعلقات

یورپ کی امداد کے
طریقے

پوپتہ ہستہ او

قدسی نفس پوپ آدوم کو طسلا کی کہ ”المدو! المدو!“ یہاں سے ایک ادنی اشارہ پر یورپ
بھر کی پوپشکل کلوں کے پتے گھونسنے لگے۔ مجاہدین کے پیرایہ میں جس قدر مدد پہنچی، یورپین
ارکھی صحیح مقدار نہیں لکھتے۔ مگر علانیہ طور سے اسپین نے اپنی وسیع سلطنت کے ہر حصے سے
بیشمار فوج بھیجی۔ پوپ آدوم نے زکریہ بطور مصارف جنگ اور اپنا دیہی معمولی روحانی نصرت
اور لشکر دعا بھیجی۔ علاوہ انہیں قریباً آٹھ ہزار جوان خاص مانٹا کے باشندوں میں سے
منتخب کئے گئے۔

۱۸۰۵ء کو ترکی بہرہی بیڑا جس میں چھوٹے بڑے کل ملا کر ڈیڑھ سو جہاز
اور تقریباً تیس ہزار فوج تھی۔ سپالی پاشا۔ حسن پاشا۔ مصطفیٰ پاشا جیسے دلاوروں کی کمان میں
جزیرہ کی طرف حرکت کرتا دکھائی دیا۔ مجاہدین کا سپہ سالار اور پیشوالا ولیٹا نامی ایک مشہور
شجاع تھا۔ منس کا آزما۔ دلاور۔ روڈس اور ٹریپولی کے میدان مارے ہوئے۔ اور بہرہی کشتیاں
پر عرصہ دراز تک ملحقہ بجوش خلاصی کا کام کئے ہوئے۔ ترکوں خصوصاً بربریوں کی زبان۔
خوب۔ اور طرز جنگ سے خوب واقف۔ سخت مزاج بلکہ سفاک طینت۔ خونریز۔ مزید برآں اپنے
فرقہ اور ملت کا پکا طرفدار تھا۔ پرچم ہال کی رویت اول پر اسنے سمجھا کہ ساعت ناگزیر آن
پہنچی۔ اور اپنی ذریات کو جمع کر کے تلقین کی کہ ”اے مذہب کے سچے جان نثارو! گناہوں سے
توبہ کرو اور خدا کو راضی کرو۔ باہم شکر بخجوں کو دلوں سے دھو ڈالو۔ اور بختی سے اپنے آپ
مذہب پر قربان ہو کیلئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ جسکی حمایت کی تم نے قسم کھائی ہے۔ چنانچہ ہر مجاہد نے الگ الگ
سر بسجود ہو کر نیا دی جاہ و جمال اور نیا دی غرور و تمکنت سے بضرع و زاری توبہ کی۔ اور

متحدہ ہالی ٹرا
اور
اسکی فوجی قوت

مجاہد کل پشیا

تلقین

عشار ربانی تناول کر کے سیح کی راہ میں جان دینے کو تیار ہو گئے

مصدقہ ہلالی شیرے کی
کمان

ادھر متحد بیڑیالی پاشا کی کمان میں جسزیرہ کی طرف بڑھا۔ امیر البحر دراصل
طرغ پاشا تھا مگر وہ ابھی شہر تک نہوا تھا۔ اور ہر چند کہ بابائی کا حکم تھا کہ طرغ پاشا کے پہنچنے
تک کوئی کارروائی شروع نہ کی جائے، مگر کچھ توہیالی نے عجلت کی اور کچھ طرغ کو بھی بجھے، شام
میں ادھر ادھر سے اغراسانی اور حہو کرنے میں خلاف توقع پندرہ دن زیادہ لگ گئے۔ نقشہ

موقع جنگ

سے ظاہر ہے کہ مباحجاد مالٹا کا جنوبی حصہ تھا۔ شمالی حصہ یعنی سیبی راس اگرچہ سالٹ
سے خالی نہ تھا، مگر فوجی قوت کے لحاظ سے سینٹ ایلمو میں معمولی درجہ کے سوپا پاس

پردہ از محاصرو

سپاہیسوں زیادہ نہ تھے۔ حملہ آورین کے جہاز اس قدر تھے کہ مرش الکبیر میں داخل ہو کر شمالی
اور جنوبی دونوں حصوں ایک ساتھ جنگ کی جاتی تو سیبی راس کی مختصر جمعیت بآسانی زیر
ہو جاتی۔ مگر سپہ سالار مصطفیٰ پاشا سمجھا اور غلط سمجھا کہ سینٹ ایلمو سہل الحصول ہے اگر

مصطفیٰ پاشا کی غلطی

یہ قلعہ قبضہ میں آگیا تو محاصرین اُس میں جکر جنوبی حصہ کا محاصرہ عرصہ دراز تک کر سکتے ہیں
چنانچہ مرش الادسط میں داخل ہو کر اسے سینٹ ایلمو کا محاصرہ خشکی کی طرف سے شروع کر دیا
اور مزایہ کہ مرش الکبیر کو یہاں تک نظر انداز کیا کہ اُس میں چند جہاز بھی اس مقصد کے لئے نہجائے
کہ مالٹا کے جنوبی اور شمالی حصوں کے ریل و رسائل کو سدود کر سکتے۔ مگر جن تک ادھر سے

امیر البحر طرغ پاشا

طرغ پاشا ٹریپولی اور بونا کی چند کشتیوں سمیت۔ اور ادھر سے علی العلوجی پاشا اسکن یہ
سے آئے۔ طرغ نے جب دیکھا کہ پرداز محاصرہ ایسی بُری طرح سے اٹھایا گیا ہے تو اسکو تڑپا

افسوس ہوا۔ اسکا شروع سے منشا تھا کہ مرش الاوسط اور مرش الکبیر دونوں سے قطع نظر
یکجا جائے۔ اولہم اعدہ خاص منبج جہاد یعنی قلعہ سینٹ میکائیل اور قلعہ انگلو سے کیجائے۔
اسطرح کہ خشکی کی راہ کوہ کا زردین اور سینٹ مارگریٹ کی بلند چوٹیوں سے اُنپر گولہ باری کرے
تاکہ محاصرین محصورین پر بھاری بھی نہیں۔ اور انکی زوت بھی محفوظ رہیں۔ مگر چونکہ اسوقت
تک بہت سی سبیں اور دمے تیار ہو چکے تھے۔ لہذا طرغہ نے اس تجویز سے بادل
ناخواستہ موافقت کی۔

آخر کار یکم مئی کو فستماچی توپ سر ہوئی۔ سینٹ ایلمو ایک چھوٹا سا قلعہ تھا
اور اگر اسکو سینٹ میکائیل سے وقتاً فوقتاً مدد ملتی تو ہفتہ عشرہ میں محاصرہ کا خاتمہ جاتا
چنانچہ ۱۷ جون تک مسلسل گولے پڑتے رہے۔ اور قلعہ کی یہ حالت تھی کہ ایک تفصیل سخت
آتشباری کے بعد جب پاش پاش ہو کر منہدم ہوتی تھی تو پیچھے سے ایک اور جدید فسیل نکل
آتی تھی۔ آخر کار پہلے شروع ہوئے۔ پہلا تہہ تین گھنٹے تک رہا۔ محاصرین نے مردانہ وار
قلعہ کے ایک گوشہ پر قبضہ کر لیا۔ محصورین نے گھبرا کر گریڈ اسٹر کو طالع دی کہ قلعہ باقی
سے جاتا ہے۔ چنانچہ برگ سے نازہ ملک بھیجی گئی۔ اُدھر طرفہ پاشا کی تجویز سے خندق پر
لبے لبے شہتیر ڈالکر ایک بھٹا سا پل تیار کیا گیا۔ اور مصطفیٰ پاشا ایک چیدہ دستہ کے
ساتھ دروازہ کی طرف بڑھا۔ اُدھر سے محصورین نے سخت مقابلہ کیا اور پانچ گھنٹے کا مل
ایک سخت ہنگامہ کا زلزلہ گرم رہا۔ محاصرین ہر مرتبہ بڑھتے تھے۔ اور ہر مرتبہ پسپا کئے جاتے
تھے۔ قلعہ سینٹ ایلمو شدت آتشباری سے ایک تودہ زشت و گل ہو گیا۔ مگر جاں نثار

افتتاح جنگ

سینٹ ایلمو کا محاصرہ

مجاہدین ڈٹے پھوٹے برجوں اور فضیلوں کی آڑ میں استعد سخت قیمت پر جانیں بیچ رہے تھے کہ بربروں کے چھکے چھوٹ چھوٹ گئے۔ آخر انہوں کو محاصرہ اپنی غلطی سے وقف ہوئے۔ اور مرثا البکیر کو جنگی جہازوں کی مدد سے قبضہ میں لاکر قلعہ محصور اور قلعہ سینٹ میکائل کے رسل و رسائل کو مسدود کیا۔ ادھر مورچہ بندی کی حد مرثا تک پیچھے ہٹائی تاکہ عقب کے تمام بندروں کی حفاظت کی جاسکے۔ اسی اثنا میں جبکہ طرغ پاشا انجنیروں کے ساتھ توسیع حد کے اہتمام میں مصروف تھا تو اچانک اسے ایک گولی لگی۔ زخم کاری تھا خوف ہو کہ فوج میں کہیں پھیل نہ چمچ جائے۔ مگر مصطفیٰ پاشا نے اُسی استعد اور استقلال سے جو ترکوں کا قومی خاصہ ہے۔ طرغ کے جیسے حرکت جسم پر اپنا اور کوٹ ڈھکایا۔ اور خود اسکی جگہ کھڑا ہو گیا۔ پانچ روز بعد یعنی ۲۲۔ جون کو صبح دم آخری ہلہ کی تیاری شروع ہوئی تو پلوں کی آواز سے تمام دشت جبل گو بنجنے لگے۔ فضیل کا پیشین حصہ سر بسجود ہو گیا۔ مگر مجاہدین اس بے سرو سامانی پر بھی آہنی دیوار کی طرح ڈٹے رہے۔ سہ پہر کو مصطفیٰ پاشا ایک دستہ کے ساتھ مینہ آنہ جی کی طرح قلعہ پر ٹھکرا۔ ادھر سے محصورین نے بھی دلیرانہ استقبال کیا۔ اور ایک طرفہ العین میں گھسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں تیغ و سپہ اور آخر کو دست و گریبان کی نو بہت پہنچی۔ اور اگر رات کی تاریکی بیچ میں نہ پڑتی تو سینٹ الیو کی قسمت کا آج ہی فیصلہ ہو چکا تھا۔ صبح صبح مشرختی۔ کیونکہ قلعہ والوں کی آنکھوں کے سامنے رات بھر تصویر مرگ پھرتی رہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ گرینڈ ماسٹر لکھ پوپ بھی ہمکواس حالت شہسوار اور

غلطی کا اعتراف اور
تباہی محاصرہ کی صلا

طرغ کا فنی ہونا

ترکوں کا خاصہ

آخری ہلہ

دہن اٹھوڑ سے نہیں بچا سکتا۔ ساعت ناکو کیسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ چنانچہ ہر ایک نے بچل مٹل کو ہاتھ میں لیکر بوسہ دیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر کے مسیح کی راہ میں جان فینے کو تیار ہو گئے۔ ادھر بربری اور ترکی دلاور جنھوں نے لشکر کشائید و بیوم میں جاگ کر صبح کی تھی رات کی گھنٹا ٹوپے اسطرح نکلے جس طرح کوئی جھلایا ہوا شیر آہنی پنجبرے سے یوں تو رسلِ رسائل سدودہن سے پہلے ہی سینٹ ایلو کی قوت محی و دہو گئی تھی مگر اب پچھلے دن کے صنف شکن حملوں سے بالکل مضطرب ہو گئی۔ چنانچہ ابراہن سری بلہ کو سہنے والے وہ پہلے سے مغرور پر جوش اور جانباز مجاہدین نہ تھے۔ بلکہ چننا شکستہ حال سپاہیوں کی جمعیت جس کو طویل محاصرو کی سختی اور فاقہ سستی نے کھلا کر ناتوان کر دیا تھا۔ جسکے چہرہ دل یاس نامرادی پٹکتی تھی۔ اور جسم زخموں سے چرچور تھے۔ ٹھنڈی کھف اور کھن بر روش قلعہ سے نکل کر ایک خفیف سی حرکت مذہبوی کے بعد بربری دستہ میں اسطرح معدوم ہو گئے جس طرح مینہ کی بوند بادل سے ٹپک کر دیا میں فنا ہو جاتی ہے۔ ہر مجاہد نے مسیحی خون کا ایک ایک قطرہ نعل و پاؤت کے مول چچا۔ ایک تنفس بھی موت سے بچ کر نہیں بھاگا۔ نامور لہ شجاعت اور مردانہ جہارت لحاظ سے سینٹ ایلو کا بہادر دستہ بڑی زرمیانہ غفلت کا مستحق ہے یہ مگر کہ حقیقت معرکہ پلیونان کی ماقبل نظیر تھی۔ طرغدا پاشا اسوقت اپنے خیمہ میں بستر مرگ پر دم توڑ رہا تھا کہ خوشی کے نعروں سے سینٹ ایلو کا میدان گونجنے لگا۔ اُس نے قلعہ کی

آخری نمائش

۱۷ غازی عثمان پاشا شہزادہ کی جنگ روم دروس میں ایک مختصر جمعیت کے ساتھ پانچ ماہ تک رومانا اور روس کی مذہبی دل فروغ سے دیوارہ مقابلہ کرتا رہا۔ اور آخر کو چاس ہزار دشمنوں کو تین کر کے اسوقت گرفتار ہوا جبکہ وہ قلعہ سے نکل کر مذہب شیر رات صاف کر رہا تھا۔ مین پول تاریخ ترک صفحہ ۳۶۱۔

طرح کی موت

فتح کی خبر سنی۔ اور کانپتی ہوئی آواز سے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور ساتھ ہی اُس کی روح جو پانچ روز سے گویا اس مبارک وقت کی منتظر تھی۔ اشک و ہنسم کے بحر میں پروا کر گئی۔

نہایت دلیر معرکہ آرا۔ شیر میدان رزم۔ معاصرین میں سب سے زیادہ نامور شجاع

عروج اور خیر الدین کا ہم تپ۔ میر البحر ڈوریا سے بدرجہا زیادہ ممتاز۔ چارلس نجم کے بڑے

طرح کا کیرکٹر

بڑے جانا باز جرنیلوں اور کرنیلوں کا منہ پھر دینے والا۔ حقیقت یہ ہے کہ طرح پاشا

زمینانہ مذاق میں یکتاے روزگار اور عظیم المثال میر البحر تھا۔ ہمیشہ انگٹھ سپاہیوں

کی سی زندگی بسر کرتا۔ جاہ و منصب کا آرزو مند نہ تھا۔ بلکہ صرف جانا بازی پر قرتا تھا خواہ کایا

ہو یا ناما کامی مغلوب و شمنوں خصوصاً قیدیوں کا سچا ہمدرد و رفیق۔ نہایت زندہ دل و لڑاؤش

بے تکلف تھا۔ ماتحتوں سے مساویانہ سلوک کرتا۔ اس سے تمام فوج مٹھی میں رہتی تھی سپہگ

میں اسکو کمال تھا اُس کی سی موت قریباً اڑھائی سو برس بعد لاٹوئیس۔ کو نصیب ہوئی

دونوں سچے سپاہیوں کی طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں عین تانت پر زنجی ہوئے

طرح سینٹ ایلو کے میدان میں اولیئس شمع میں آنا سے ٹریفنگر میں طرح نے فوت

جان دی جبکہ فتح کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ یہ وہ انجام ہے جسکی نامور شجاعوں کو

بڑی آرزو ہوتی ہے۔

متحدہ بیڑے نے سینٹ ایلو کو لیا تو سہی۔ مگر نہایت سخت قیمت دیکر طرح

کے علاوہ چھ ہزار سپاہی کھیت رہے۔ اور قریباً دو ہزار آدمی اُدھر کام آئے جنہیں تین سو

مجاہدین سے اور باقی دول یورپ کی امدادی فوج سے۔ ہائیمنہ مبارک جہاد یعنی وہنگین قلعہ سینٹ میکائیل و قلعہ سینٹ انگلو ابھی اسطرح ایستادہ تھے۔ انکو کسی نے ابھی چھو ایک نہ تھا۔ محاصرین کی طاقت جتنی گھٹتی تھی ہمیشہ کیلئے گھٹتی تھی۔ اور محصورین کا انحال برا چندے ہوتا۔ کیونکہ یورپ سے مقویات کا تار بندھا رہتا تھا۔ اور فوجوں پر فوجیں مسلسل چلی آتی تھیں۔ چنانچہ ۳۰ جون سے قبل ہزار سے زیادہ سپاہیوں کی ایک تازہ کمک پہنچی یہ دن جان آؤ کا روٹونا کا عطیہ تھا۔ سپہ سالار ملکار آورو۔ بل قلعہ تک پہنچنے میں سخت وقت پیش آئی۔ کیونکہ مرش الکب کے مشرقی ساحل کے تمام قلعہ جات جو بندرگاہوں کا کام دیتے تھے۔ پچھلے ہنگامہ میں مسمار کر کے ان کے مصالحہ سے وقتاً فوقتاً سینٹ ایلو کی مرٹ لگی گئی تھی۔ اسلئے لاسینگل سے کوئی رستہ نہ تھا۔ آخر یہ دستہ اولڈ ٹون کی طرف سے سینٹ میکائیل میں داخل ہوا۔

فریقین کی فوجوں کا
موازنہ

محاصرین نے اب طرفہ پاشا کی تجویز پر عمل کیا۔ اور جنوبی حصہ پر پیچھے سے دھاوا کرنے کی تیاری کی۔ زمین قدرتا سنگلاخ تھی جس میں دمے اور سیس تیار کرنا سخت آ تھا۔ اور چونکہ اس بلند سی پر بچاؤ کا کوئی قدرتی سامان نہ تھا اسلئے رات کی گھٹا ٹوپ میں سفر مینا اپنا کام کرتی تب بھی کوکھن اوزاروں کی آواز پر قلعہ سے گولہ باری ہوتی رہتی تھی بالآخر ۴ جولائی تک مسلسل محنت کے بعد سینٹ مارگریٹ اور کانزادین کی بندیوں پر چند بڑے دمے تیار کیئے گئے۔ اور سینٹ میکائیل پر سامنے سینٹ ایلو سے اور پیچھے ایک طرف کوہ مارگریٹ سے۔ اور دوسری طرف کانزادین سے ایک ساتھ گولے پڑنے لگے۔

طرفہ دمے کی تجویز

دوسرا محاصرہ

اُدھر کوہ سالوڈور سے نگاش ماربر پرگ پرستی تھی۔ اب صرف ایک طرف اُور باقی گئی تھی یعنی گیلی ماربر جو برگ اور سینٹ میکائیل کے درمیان فی قطعہ کا نام ہے چنانچہ چند جنگی کشتیوں کا ایک چھوٹا سا سلسلہ باندھ کر طلح مذکور میں داخل ہونا چاہا۔ مگر اس کے منہ پر ایک نہایت وزنی فولادی زنجیر لیس سرے سے اس سے تک آویزاں تھی۔ بربری دستہ کے چند پر جوش فوجان زنجیر کاٹنے کیلئے فولادی کلھاڑیاں لیکر پانی میں کود پڑے۔ اُدھر سے مالٹا واسے لنگی تلواریں منہ میں تھا مگر تیرتے ہوئے مقابلہ کو بڑھے۔ آخر ایک سخت کُشت خون کے بعد بربریوں کو پس پا ہونا پڑا۔ ۱۵۔ جولائی کی رات کو محاصرین نے سینٹ میکائیل پر تین طرف سے دھاوا کیا۔ ایک دستہ ساحل ارنیلہ پر اُتر کر خشکی کی راہ بروملو کے مشرقی حصہ کی طرف بڑھا۔ دوسرا کوہ مارگریٹ کی چوٹیوں سے بخط مستقیم اُس حصہ قلعہ پر بھجکا جو برج روبل سے محفوظ ہے۔ اور تیسرا جنوب مغرب یعنی کوہ کارڈین کی جانب قلعہ کے مغربی گوشہ پر حملہ آور ہوا۔ جو آبنا سے لاسینگل میں کچھ زیادہ نکلا ہوا تھا۔ مجاہدین ہر طرف سے ساراہ کے گراؤ کی پیش گوئی حملہ آورین نے مردانہ وار بڑھ کر قلعہ پر کندیں اور سی کی سیڑھیاں لگا کر چڑھنا شروع کیا۔ محصورین نے بھی مقابلہ کرنے میں کسر نہیں رکھی۔ رات کی تاریکی اور خاموشی میں بڑھو! بڑھو! اور مارو! مارو! کی پر جوش آوازیں دشت و جبل میں اُٹھ گونجتی تھیں کہ دل دہلتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ آج کی رات صبح قیامت پر ختم ہوگی۔ بربری اور ترکی جانباز جوق جوق سیڑھیوں پر آتے تھے اور چڑھتے تھے۔ مگر ابام پنچکچر و سکیل دیے جاتے تھے۔ آخر کار تمام کمندیں کاٹ ڈالی گئیں۔ مگر اُنھوں نے نئی کمندیں

تین طرف سے بھجوں

ڈاکٹر پھر چڑھائی شروع کی اور پھر ایک سخت کشمکش بلندی و پستی شروع ہوئی مجاہدین کی تلواروں میں کھاندے پڑ گئے تو انھوں نے بڑے بڑے زنی پتھر اور چٹانوں کے ٹکڑے لڑھکانا شروع کئے۔ اس پر بھی محاصرین کے جوش کی یہ حالت تھی کہ سنگسار ہو کر دیت و پابریہ ہو کر بھی فضیل تک پہنچتے تھے۔ اگرچہ شخون میں ناکامی ہوئی مگر اس سے مجاہدین کا سخت نقصان ہوا۔ کیونکہ سینٹ میکائیل کی کئی بڑی بڑی سیدیں اور تحکم برج صبرہ آتشباری سے پاش پاش ہو گئے۔ صدر دلاور اور کئی نامور افسر کام آئے۔ ادھر بربریوں کو بہ نسبت دشمن کے تیر و تفنگ کے اپنی سورتا بیری سے زیادہ نقصان پہنچا۔ یعنی انیلا اور دستہ نے ساحل پر اتر کر جہاز واپس کر دیئے تھے۔ اس لئے اب واپسی پر انکو بحیرہ اس کے اور کسی بات میں مفر نہ تھا کہ تلواروں سے کلین۔ گز قمار ہوں۔ یا غرقاب۔ چنانچہ اس قیامت انگیز رات کو اس قدر کشت و خون ہوا کہ لاشوں کے پستے بندھ گئے۔ اور آبنائے انیلا خوننا بہ معلوم ہونے لگی۔ ایک انگریزی مورخ یہ تسلیم کرتا ہے کہ مجاہدین جنگو نامور شجاع کا خطاب دیا جاتا ہے۔ تمام قیدیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ جب کھلے میدان میں کامیابی نہ ہوئی تو محاصرین نے سرنگ کے قلعہ کو اڑانے کا ارادہ کیا۔ مجاہدین اس فن میں بھی طاق تھے اس لئے پہلی کوشش تو لٹی ٹی۔ یعنی جب۔ رنگ بھٹی تو اپنی ہی ایک کمینگاہ کو سٹے اڑی لیکن ترکی فخر سینا نے ہمت نہیں ہاری۔ اور قلعہ کی جو سیدیں خشکی کی گنجائش تھیں انکے دونوں برجوں کی جڑوں میں دن رات سرنگیں لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۲۷ جولائی کو برج رول

مجاہدین کی ماسورانہ
شجاعت کی ایک مثال

اور بُرجِ قسطنطینیہ دونوں ایک ساتھ بھکے اڑ گئے۔ یہ کامیابی دراصل صالح رئیس کی شب گردیوں اور سرخوسانیوں سے حاصل ہوئی جب قلعہ بندی میں اچھی طرح رخنہ پڑ گیا۔ تو
 ۲۔ اگست کو دوپہر کے وقت چھ ہزار چیدہ جوانوں کا دستہ بُرجِ روبل کی جانب بڑھا
 دیکھا کہ اس وقت دن بھر کی سخت محنت کے بعد تازت آفتاب گھبرا کر دستہ سمیت تازہ
 ہونے چلا گیا۔ اور میدان خالی تھا۔ اگرچہ یہ لوگ بڑی احتیاط سے چھپتے چھپاتے چلے
 مگر دروازہ کے سنتریوں کو کسی طرح پتہ لگ گیا۔ اور الام دینے پر دیکھا کہ مع فوج کے مقابلہ
 کیلئے موجود ہوا چنانچہ بُرجِ روبل کے تودہ خشت و گل پر دو برابر کی طاقتیں چاکنے لگیں
 آپس میں ٹکرائی رہیں۔ ہر ٹکڑ پریش بہ ہوتا تھا کہ اب فیصلہ ہو گیا۔ مگر ایسے نازک موقعوں پر
 قدرت کی مہیب طاقتیں ثالث بن جایا کرتی ہیں۔ آفتاب کی تازت اس قدر تیز ہوئی کہ یقیناً
 تاب نہ لاسکے۔ اور معاملہ کو یکسو کئے بدون پلٹ آئے۔ اس معرکہ میں محاصرین کے پانچو
 آدمی کھیت رہے۔

۳۔ اگست تک تازہ دم ہو کر مصطفیٰ پاشا نے بیس ہزار فوج کے ساتھ پھر چمکایا
 اور دونوں برجوں کے حصہ خندق پر قبضہ کر کے فسیل پر کندیں ڈال دیں قلعہ والوں نے
 اس مرتبہ نہایت سخت مقابلہ کیا۔ اُنکے بڑے بڑے شجاع فسیل پر جھک پڑے
 میکانیز اور روبل۔ مناظر۔ اور اسپین کے نامور جرنیلوں نے بڑھ بڑھ کر دوا و مردانگی دی۔ یہاں تک
 کہ بڑھا کر نیند ماسٹر بہ نفس نفیس ناکہ بندی کے لئے آیا۔ اور نہ صرف آیا بلکہ معمولی سپاہیوں کے
 صلہ یہ خیر الدین کے ہمعصر صالح رئیس کا بیٹا تھا۔

دوسرا

تیسرا

اگلی صف میں تلوار لیکر لڑا۔ مگر محاصرین جوش سے بہوت تھے۔ انکو برجوں کے زخموں کے
سوا اور کچھ نہ سوچتا تھا۔ نہ تلوار کے قبضہ اور نوک میں تیزی تھی۔ نہ یہ حس تھی کہ جسم میں کونسا
بازو باقی ہے۔ ہر جہت پر دیوانہ وار بڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ بے سر کا تن بھی ایک قدم ہلکے
اگرتا تھا۔ آخر اس خونریز کشمکش کے بعد ایک جماعت فصیل پر چڑھ گئی۔ قریب تھا کہ ہلال

محاصرین کی جانہازی

نصب کریں۔ قریب تھا کہ باقی فوج طوفان بے تمیزی کی طرح قلعہ پر جھک پڑے۔ مگر کیا ایک
ایک دستہ فوج سامنے اولڈ ٹون کی طرف سے قلعہ کو اتار دکھائی دیا۔ اور گمان ہوا کہ دیورپے
تازہ لک آئی ہے۔ یہ خبر آنا فائنا تمام متحدہ فوج میں پھیل گئی اور اس درجہ خوف و ہراس غالب ہوا
کہ مصطفیٰ پاشا نے ہر چند تسکین کی حس پاشا نے ہر طرح دم دلا سادیا۔ مگر ہوا کا رخ بدل
چکا تھا۔ ایک پیش نہ گئی۔ اور جو بات اٹھ گھنٹے کی جان فروشی سے حاصل ہوئی تھی وہ ایک دم
میں مفت جاتی رہی۔ مگر اس سے مصطفیٰ پاشا کی ہمت میں سرمو فرق نہ آیا۔ کیونکہ وہ جانتا
تھا کہ برج رول اور برج قسطنطنیہ مسام نہیں ہوئے۔ بلکہ ستون جہاد مرکز نقل سے ہل گیا ہے
ایسی تر زلزل حالت میں اسکے سوا اور کیا توقع ہو سکتی تھی کہ اگر کچھ اور سیطرح اوپر سے
گولہ باری ہوئی اور پیچھے سے سرنگیں اڑیں تو ایک ہلہ میں سینٹ میکائل مسخر ہو جائیگا۔
چنانچہ ۲۰۔ سے ۲۹۔ اگست تک چھوٹے چھوٹے حملے ہوتے رہے۔ آتشباری اور سرنگوں
کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر ان سے کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ ۲۰۔ اگست کو محاصرین ایک
عام ہلہ کر کے برج سے پرلی طرف اتر گئے۔ مگر محصورین نے یہ حصہ بہت جلد سرنگ سے
اڑا دیا۔ ۵۔ ستمبر کو اسپین سے ہزاروں سپاہیوں کی ایک جبری فوج مع وافر سامان جنگ

بساطا اٹ گئی

محافظت قلعہ کی مدد کو پہنچ گئی اسلئے افواج متحدہ کو بجز اسکے چارہ نہ رہا کہ محاصرہ سے دستکش ہو جائیں۔

اگرچہ مجاہدین بیت المقدس کو ہمایوں کی پامردی سے بحریونٹ میں کچھ دن اور سفاکانہ غارتگری کرنیکا موقع مل گیا۔ مگر یہ حالت صحت کے خواب تھے۔ سرورست جسم کا کوئی عضو صحیح نہ تھا۔ سبھی راس میں کوئی عمارت سلامت نہ رہی تھی سینٹ ایلمو کی بجائے اینٹوں اور پتھروں کا ایک غیر تیز انبار لگا تھا۔ خاص مبدا بجاؤ کی کوئی بندرگاہ یا جہاز بچا تھا۔ نہ سدوں کا کہیں پتہ تھا۔ بڑج رول اور قسطیہ کے سمار ہو جائیسے سینٹ میکائیل کی صورت مسخ ہو گئی۔ تمام فضیل دروج میں جا بجانا سو رہ گئے۔ سیکڑوں مجاہدین اور ہزاروں امدادی فوج کٹ گئی۔ جو بچے وہ صعوبت اور شرت فاقہ سے پیکر استخوان معلوم ہوتے تھے۔ نہ میگزین میں سالن باقی رہا تھا۔ نہ خزانہ میں روپیہ۔ اور اگر اولیہ طا کو کوئی وجہ ٹھہرنا نہ تھی تو صرف یہ کہ جان بچی لاکھوں پائے۔ ادھر قسطنطنیہ اور انجرائس کی قوت کو مالٹا میں سخت سے سخت مقابلہ کی توقع تو تھی مگر ناکامی کی توقع نہ تھی۔ اور ناکامی بھی ایسی کہ لکھو کمارو پچیس چ ہوا۔ ہزاروں دلاؤر کھیت رہے۔ یہاں تک کہ تیس ہزار میں سے تہائی چو تہائی فوج بھی باقی نہ رہی۔ سطر عا جیسا ہیہہ و نذر ہوا۔ اور لٹھروں کے مقابلہ پر ناکام ہو کر جو نجات دہن لگی ہوئی وہ مزید برابریں ہمہ۔

محاصرہ اور حملہ کا نتائج
مالٹا کی شکستہ حالت

نواں باب

دول یورپ کا حملہ۔ پسٹوکا معرکہ۔ ترکی بربری پٹے کی نہریت

۱۷۱۷ء

ناظرین کو حیرت ہوگی کہ پچھلے چار بابوں میں جس قدر واقعات سلسلہ وار قلمبند کیے گئے ہیں اُن سے فی الجملہ مستنبط ہوتا ہے کہ قرن وسطیٰ میں الجزائر کے تاریخانہ ایٹج پر ترکی سین زیادہ دکھلائی دیتے تھے۔ لہذا اقصائے مغرب کی تاریخ میں قسطنطنیہ کی تاریخ کا رنگ آگیا ہے۔ لیکن کچھ خلاف توقع نہیں اور نہ بیوقوف ہے۔ اسلئے کہ خیرالادین نے عثمان حکومت ماتھ میں لیتے ہی اقصائے مغرب کی چھوٹی سی سلطنت کو مصلحتاً دولت عثمانیہ میں مدغم کر دیا تھا۔ اور بابا عالی نے بھی اس الحاق کو غنیمت سمجھا۔ کیونکہ اسی وقت انکی مملکت سے ہرجا بہتر ہے۔ بربر کے بڑے بڑے نامور ترکی فوجوں کے پہ سالار ہوتے تھے اور بربر کی سبکدوشی بادیانی کشتیاں عموماً ترکی جنگی بیڑوں کا ہر اول پھین ویاہر بناتی تھیں گویا بابا عالی۔ اقصائے مغرب کو شجاعت اور ہر دلاوری کا کلام سمجھتا تھا۔ اور یہاں کی شجاعت کے نمونوں سے حسب ضرورت اپنے بحری اور بری صنیعوں کو آراستہ کیا کرتا تھا چنانچہ مدار کا میابی ہی یہ ٹھہر گیا تھا کہ ترکی اور بربری پٹے متحہ ہو کر حملہ کریں اور اس متحہ بیڑے کا امیر البحر الجزائر کا کوئی نامور فرمانروا یا ولیہ معرکہ آرا شلا خیرالادین۔ طرفہ حسن مقرر کیا جا مقرر کیا گیا کو بخیر اسکے چارہ نہیں کہ ہر حالت میں ہر وقت اور ہر جگہ سایہ کی طرح اپنے ہمیں روز

قسطنطنیہ اور بربر
تلفات

(ناموروں) کے ساتھ رہے۔ خواہ وہ پریویا کے قریب امیر البحر دریا سے مکر آرا ہوں یا خاص سواحل بربر پڑیوک میڈیناسلی سے زور آزا ہوں۔ غرض ہر جگہ انکی کامیابیوں اور ناکامیوں کو قلب مذکر نامورخ کا فرض منصبی ہے۔ اس لحاظ سے اٹا کا محاصرہ گو ترکی تاریخ کا واقعہ ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بربر کی تاریخ سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔ سچ یہ ہے کہ اگر الجزائر کے اولوالعزم فرمانرواؤں اور دلاوروں کی شجاعت کو ترکی کارناموں کا نفس مضمون فرض کر لیں تب بھی خیر الدین اور طرغ کے جاں نثاریاں اقصا مغرب کے لئے بدرجہ اولیٰ باعث فخر و عزت ہیں اور ہمیشہ ہونگی۔

اگرچہ اٹا کے ناکام محاصرہ سے الجزائر اور قسطنطنیہ کی جنگی عظمت کو صدمہ پہنچا۔ مگر یہ صدمہ صرف بری قوت تک محدود تھا۔ بحری عظمت کی آبنائے تاب میں سرسبز و نہ آیا تھا۔ بربری کشتیاں بحر روم میں اسیطیح بیابا کا نہ دڑے کرتی تھیں۔ اور تمام بحری مواقع جنوب یورپ یا شمال فریق کو اپنا جولا لگا بھتی تھیں۔ طرغ اگر موجود نہ تھا تو اس مرد مہم نیز خطہ میں طرغ کے ثانی بکثرت تھے۔ چنانچہ علی العلوجی پاشا طرغ اور خیر الدین کے قدم بقدم تھا۔ یہ شخص اصل میں صوبہ کلبریا کے ایک مغر زعیسائی خاندان سے تھا۔ رسم جنگ کے بموجب گرفتار ہو کر الجزائر کے نحاس میں وارد ہوا۔ اور یہاں سے کیطیح طرغ کے دائرہ ملازمت میں داخل ہو گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں عام طبائع کا میلان شجاعانہ کاموں کی طرف تھا لہذا کچھ تعجب نہیں کہ ہم علی العلوجی کو خدام ادب کے زمرہ سے نکل کر اٹا کے محاصرہ میں کارفرما پاتے ہیں۔ یہ شہداء کا واقعہ ہے۔ اسوقت الجزائر کی عنان حکومت حسن خیر الدین

جنگ اٹا کا نتیجہ

علی العلوجی پاشا

کے ہاتھ میں تھی جو مالٹا کے محاصرہ میں شریک تھا۔ حسن کے انتقال کے بعد علی العلوی
 نے زمام سلطنت لی۔ اور سب سے پہلے ٹیونس کو اہل اسپین سے انتزاع کیا مگر حلق الوید
 (گالیٹا) پر اب بھی تسلط نہ کر سکا۔ اُسکے ہم کا سب سے مشہور واقعہ یہ ہے کہ جو لائی شاعری
 میں جبکہ وہ مغربی بحر روم میں دورہ کر رہا تھا تو سال سسلی کے قریب مجاہدین بیت المقدس
 کے بیڑے سے مقابلہ ہوا جس میں پانچ جنگی جہاز تھیں۔ اور سینٹ کلیمنٹ کی کمان میں مال
 غارتگری لئے مالٹا کو واپس جاتے تھے۔ بندرگاہ القطل لے پر دونوں میں بڑی گھسان کی
 لڑائی ہوئی۔ سینٹ کلیمنٹ نے گو آبروریز انجام سے بچنے کی کوشش کی مگر مجاہدین کھلے
 میدان کے بہادر نہ تھے۔ نہ پامروی ہمایہ بدون جسم سکتے تھے۔ کمان افسر کو
 آخر کار تین کوہ پیکہ جہاز جن میں علیہ دار جہاز بھی تھا علی العلوی پاشا کے نذر کرنا پڑے اس
 معرکہ میں ساٹھ مجاہدین غرقاب شہادت ہوئے۔ اور اکثر گرفتار۔ جب یہ ٹاپا ہوا قافلہ مالٹا پہنچا
 تو مجاہدین اس قدر برہم ہوئے کہ گریڈ ماسٹر (معلم اول) بڑی شکل سے سینٹ کلیمنٹ
 کی جان بچا سکا۔ تاہم اہل شہر نے اُسے زندہ بچھڑا۔ ایسے سوال فسرولنے اُس پر دغا بازی کا
 الزام لگا کر پھانسی دیدی۔ اور لاش کو بلا تجویز تکفین ایک پیپہ میں ڈال کر سمندر میں پھینک دیا
 لیکن عیسائی اور مسلمانوں میں مجاہدین نے پامروی ہمایہ سے القطلان کی چھوٹی سی
 ناک کا خوب لکھو لکھو بدلہ لیا۔ اور سچ یہ ہے کہ الجزائر اور قسطنطنیہ کی متحدہ بحری قوت
 کو کچھ عرصہ کیلئے بالکل مضحل کر دیا۔ اس کے تفصیلی کوائف حسب ذیل ہیں۔

یہ یاد ہو گا کہ ۱۷۳۵ء میں خیر الدین نے ونیس کے جنگی بیڑے کو امیر البحر

ڈور یا کے زیر کمان پر یو یسا کے قریب شکست فاش دی تھی۔ اس سے ریاست
 مذکور کا بحری اقتدار کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملگیا تھا۔ مگر اسکا جوش ہنوز اسی
 شد و مد پر تھا۔ اور اگر سکوت تھا تو صرف اسلئے کہ بیمار اور کمزور تھی۔ چنانچہ جب کبھی یورپ
 کی کسی سلطنت یا کم سے کم روم مقدس کو ذرا اپنی پشت پر دیکھتی تو ریاست جامہ
 باہر پہن جاتی تھی۔ ہر چند کہ اُسے تمام اچھے اچھے بندر اور بحری مقامات ایک ایک کے
 عثمانی ظل حمایت میں داخل ہو گئے تھے۔ تاہم بعض کارآمد جزیرے ابھی باقی تھے
 انہیں ایک جزیرہ ساپرس بھی تھا جو بحر لیونٹ میں گویا ونیس کی مرعوم شان و عظمت
 کی یادگار تھا۔ مشرقی بحر روم میں جزیرہ مذکور سے بہتر کوئی محفوظ مقام نہ تھا۔ خاص کر
 حالت جنگ میں فوجیں کیلئے وسیع ہیڈ کوارٹر۔ سامان جنگ کیلئے عمدہ میگازین۔ رسد و
 رشن کیلئے کافی گدام۔ علاوہ انہیں ساپرس کا قدرتی موقع اور منظر جنگی ضرورتوں کیلئے ہتھیار
 سوزوں تھا کہ یہاں جہک تمام بحریہ ایشیا میں جہاز رانی کرنیوالوں کی آسانی نگہبانی کیجا سکتی تھی
 غنیم کی ہر حرکت و سکون سے خبردار رہ سکتے تھے۔ اور ان سب سے بڑھکر یہ خصوصیت تھی
 کہ یونانی غارتگر اور انکی ہمسایہ قوموں کے بحری فراق جو عموماً سوسل شام پر آباد تھے
 ساپرس کو اپنا ملجا و ماوسے سمجھتے تھے۔ صاحبقران ان تمام امور سے ناواقف نہ تھا
 مگر موقع کا منتظر رہتا تھا۔ اب اُسکے فرزند جانشین سلطان سلیم ثانی نے بھی اُسی
 خیال کا اتباع کیا۔ اور چونکہ ونیس اُس زمانہ کے یورپ کی غارتگرانہ پالیسی کی درپردہ
 موید تھی۔ اور عثمانی حدود پر ترکتازیاں کرنیوالوں کو حاسد اجزات دلایا کرتی تھی اسلئے

جنگ سپنٹو کے
 اسباب

جزیرہ ساپرس کا
 منظر اور موقع

جزیرہ مذکور پر چڑھائی
 کرنے کی تجویز

جنگ کا حیلہ ڈھونڈھ لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور شہنشاہ عیسائیوں نے سائپرس کے قبضہ کیلئے ونیس کو ہشتہار جنگ دیدیا۔

اشتہار جنگ

ریاست ونیس اس قسم کے ہشتہاروں پر جو کچھ کر سکتی تھی وہ اس سے زیادہ نہ تھا کہ مجاہدین بیت المقدس کی طرح پوپ کو روم سے ہتھ اڑا کرے۔

ونیس کی تدابیر جنگ

یورپ کی مذہبی حکومت اس وقت پوپ میں خیم کے مبارک ہاتھ میں تھی۔ جو نہایت مدبر ہر جو شش اور مقدس پیشوا تھا۔ اُس نے جنگ کو ناگزیر سمجھ کر دول یورپ

یورپ کی طاقت

سے امداد کی تحریک کی۔ ان میں فلپ شاہ سپین نے ایک جہاز پر اسبرداری کیونٹی ڈوریا بھیجا۔ اور خود پوپ نے اٹلی کے شہزادوں سے تھوڑی تھوڑی فوج اور جہازات لیکر ایک بڑا بیڑا تیار کر کے بھیجا۔ جسکا کمان افسر مارک انٹونی تھا۔ متحدہ بیڑے میں کل ملا کر ۲۰۰ جنگی جہاز اور اڑتالیس ہزار فوج تھی۔

دول یورپ کی امداد

صلیبی قوت

ادھر علی العلوجی نے بربری بیڑا پالی پاشا اور لالہ مصطفیٰ کی کان میں بہت راست جزیرہ سائپرس کی طرف چلتا کیا۔ اور خود دشمن کی قوت کا اندازہ کر نیکے لئے سوجھ بوجھ کر بڑھا۔ کیونکہ امدادی فوجوں کا مقام اتصال عوامی روم قرار پایا تھا۔ چنانچہ کہ دول یورپ کی قوت مجموعی طور سے علی العلوجی پر حاوی تھی۔ مگر بربری بیڑے کا رعب کچھ ایسا اچھا یا کہ جب متحدہ بیڑے نے یہ سن لیا کہ علی العلوجی سوجھ بوجھ کر چلا گیا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی کر لی۔ تب یہاں سے جنبش کی۔ ادھر پالی پاشا اور لالہ مصطفیٰ نے سائپرس پہنچتے ہی دارالحکومت نیکوسیا کا محاصرہ شروع کر دیا۔ یورپین

بلالی شہنشاہ بیڑا اور انکے کمان افسر

نیکوسیا کا محاصرہ

متحدہ جہازوں کے کپتان اور کمان افسر یہاں پہنچ کر خرابہ کار کے مسائل حل کرتے رہے۔ اور علی العلوجی نے تمام فوجیں جہازوں سے اتار کر محاصرہ کا خاتمہ کر دیا اگرچہ تین فوجیں سواحل اٹلی کے قریب علی العلوجی پر حملہ کرتیں یا ساپرس پہنچ کر اٹھویں نویں ستمبر کو خالی جہازوں کو لے ڈالتیں تو بربروں کا پتہ نہ ملتا۔ مگر یہ عمدہ موقع غازیانہ نمکنت اور شجاعانہ اداؤں میں غارت کر دیے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ نیکوشیہ کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اور اگست ۱۸۵۷ء تک فیماختہ جو جزیرہ ساپرس کا دوسرا مستحکم قلعہ ہے فتح ہو گیا۔ اور اس طرح بحر لیوانٹ میں ونیس کی عظمت کا نام و نشان تک بٹ گیا

مسیحیوں کی غلطی

نیکوشیہ پر ہالی جنڈا

فیماختہ و جزیرہ کی فتح

مگر علی العلوجی کو سلسلہ جنگ منقطع ہونے کی اُمید نہ تھی۔ لہذا اُسے ہمارے علی پاشا جو پیالی پاشا کا قائم مقام تھا بحیرہ اڈریاٹک سے شمشیر بھگ گزر کر خلیج لپنٹو میں لنگر ڈالا۔ اور اطمینان کے ساتھ متحدہ بیڑے کا انتظار کرنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ترکی بربری بیڑے کی گزشتہ فتح مند یوں پر ضرورت سے زیادہ بھولا ہوا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ جس طرح ۱۸۵۷ء میں شیردل خیر الدین نے پریویسا کے قریب انڈریا ڈوریا کا بیڑا غرق کیا تھا اسی طرح وہ آج ۱۸۵۷ء کے موسم خزاں میں اس بیڑے کو تباہ کر گیا۔ گیلے جہاز اور جنگی کشتیاں جیسے جیسے بحر اڈریاٹک کی بلوریں سطح پر لہر لہا کر اور کاسے کاٹ کاٹ کر قلعہ کی شکل میں مرتب ہوتی جاتی تھیں ویسے ویسے تجربہ کار ملاحوں اور فرسودہ روزگار دلاوردوں کو معرکہ پریویسا کے واقعات تازہ ہوتے جاتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کی ایک حد ہے۔ ترکی بربری بیڑے کے شجاعانہ حوصلے

لپنٹو

فریقین کی تضادیت

کیسٹلک تیج کے واسطے

غایت بندی پر پہنچ چکے تھے۔ اُدھر مغربی دنیا کے جہاز رانوں کا کاسہ تذلیل بھی لبریز تھا۔ قطع نظر اس کے بریویسیا اور لپٹنوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ اُس وقت کیسٹلک تیج کے دانے بکھرے ہوئے تھے۔ مگر اب پوپ میں نجم کے پر جوش اور سحر آفرین خطبوں نے اُنکو کثرت سے وحدت میں منسلک کر دیا تھا۔ اور تمام مہلکوں کے مرض نفاق کا ازالہ کر کے گویا یورپ کے تن بچان میں تازہ روح چھونکدی تھی۔ اُس وقت یورپین متحدہ بیڑے کی کمان متعدد اور مختلف الراسے سرداروں کے ہاتھ میں تھی اور اب تمام بیڑے کا سردار ایک شخص تھا۔ وہ اولو العزم شخص جو درحقیقت ”مردے از غیب بروں آید و کارے بکنند“ کا مصداق تھا۔

وٹن جان آو اسٹریا کے نام سے ہمارے ناظرین ناواقف نہیں۔ یہی چارلس اعظم کا بیٹا تھا جسکی اُن تھک ہمت اور استقلال نے قرن وسطی کے تمام جنوبی یورپ کو بالعالی کا حلقہ بلویش ہوئیے بچایا تھا۔ ابھی بائیس برس کا تھا کہ سوتیلے بھائی فلپ نے مسلمانان اُندلس کی جلاوطنی کا کام اُسکے سپرد کر دیا۔ چنانچہ کوہستان الپکوز کے تنگ و تاریک مقامات کو صدیوں کے رہتے عربوں سے یکلخت پاک کرنا اُسکا کام تھا۔ اب صرف دو برس بعد پوپ میں کی خوشنودی کیلئے اُسکو تمام جنوبی یورپ کی بحری قوت کا ذمہ دار ہونا پڑا۔ گویہ سچ ہے کہ ایسی اہم ذمہ داری اُس اولو العزم شخص کیلئے چنداں مشکل نہ تھی جو قرن وسطی کے اصول شجاعت کا پابند تھا

قرن وسطی کا سیار
شجاعت

البتہ اس زمانہ کے نامور شجاع کیلئے سخت دشواری تھی۔ کیونکہ اُس زمانہ کا معیار شجاعت یہ تھا کہ مغلوب دشمنوں کو کمین پناہ نہیں۔ مگر اس زمانہ کا معیار شجاعت یہ ہو کہ مغلوب دشمنوں کو مکلف و آہستہ عشرتکدوں میں رکھیں۔ اور اگر وہ زخمی ہوں تو انکی صحت کلی کے ذمہ دار ہوں۔

آؤ! اس اولوالعزم امیر البحر کو اسپین میں چھوڑ کر آبنائے سینا کی سیر کریں۔ اور ایک یورپین وقائع نگار بکرتحدہ بیڑے کا جائزہ لیں۔

آبنائے سینا کا سین

جون ۱۷۷۷ء کی ایک مبارک صبح کو صلیبی جہازوں کے دستے آبنائے سینا میں ہر طرف سے لہر لہا کر داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور اُسکی نورانی سطح پر مریعوں کی شکل میں جھمتے جاتے ہیں۔ دنیس کا امیر البحر ویزو ڈاٹالیس جنگی جہازوں سمیت یہاں پہلے سے موجود ہے۔ عروشی بیڑے کا یہ صرف ایک حصہ ہے۔ دوسرا حصہ جہیں ساٹھ کوہ پیکر جہاز ہیں۔ کولونا کے ماتحت جولائی میں آئیوا لا ہے۔ نوخیز امیر البحر ابھی نہیں آیا۔ غالباً وہ ابھی تک اسپیش بیڑے کو مرتب نہیں کر چکا تھا۔ مگر اب بارسلونا سے چل پڑا ہے۔ اور نہایت طہینان کے ساتھ خلیج لیون سے گزر رہا ہے۔ یہ اس زمانہ کی خلیج لیون نہیں کہ جہاز کا بال تک بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ قرن وسطی کی خلیج لیون ہے جہاں آشوب طوفانوں کا مسکن سمجھی جاتی تھی۔ اور اس لئے عام جہاز ان یک بیک اسکا قصد مہجرتے تھے۔ ہمارا یہی نوجوان بہر و خلیج مذکور سے بے تکلف گزر کر جہیز اپنی پتیا ہے۔ اور

لے دیکھو اندس با پنا، اپکیزا کی بغارت ۱۷۷۷ء ریاست دنیس فرن وسطی میں عروس البحر سے ملقب کی جاتی تھی ۱۱

گیونی ڈوریا کی مہمانی سے سرور الوقت ہوتا ہے۔ بے تکلفی کی صحبتوں میں ناچ کے
 جلسوں میں اسطرح شریک ہوتا ہے کہ گویا وہ تفریحاً گھر سے نکلا ہے۔ آخر یہاں سے دوستانہ
 مصافحوں کے بجوم میں رخصت ہوتا ہے۔ رستہ میں جا بجا جاسوسی کشیوں سے انکو طلاع
 ملتی ہے کہ ترک اور بربری صوبہ ڈلمیشیا میں کس طرح غارتگری پھیلا رہے ہیں۔ اور دول بیرہ
 کے بیرے آبنائے سینا میں باہمی شکر بخینوں میں مصروف ہیں۔ مگر اسکے استقلال اور
 اطمینان میں سرمو فرق نہیں آتا۔ بلکہ اسی تعلق چال سے سطح آب کو طر کر رہا ہے۔ کیونکہ
 وہ خوب جانتا ہے کہ دور دراز سفر میں بے جان کشتی اور جاندار گھوڑا دونوں کیلئے تیز روی
 مضرب ہے۔ اور یہ کہ پابزخی ملاحوں کی پشت پر چابک صرف ہیوقت کا گرہ ہو سکتے ہیں کہ
 سفر مختصر ہو۔ نیپلز پہنچ کر پوپ میں اپنے دست مبارک سے دن جان کو علم مقدس دیتا ہو
 اور دعاے خیر کرتا ہے۔ اس خبر و برکت کے سایہ میں مسیحی ہیرو مسرگست کو آبنائے سینا
 میں داخل ہوتا ہے۔ مگر لڑائی ابھی شروع نہ ہوگی۔ کیونکہ ابھی وہ موقع جنگ کو کار آزا مایانہ
 نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اور حلوں کے روک تھام کی تجویزیں کر رہا ہے۔ بیرے کے کمان فسر
 بلکہ دستہ دستہ اور کشتی کشتی کے کپتان کو الگ الگ ہدایت نامے لکھ کر دیتا جاتا ہے
 کہ کوچ کے وقت ترتیب اور نظام نہ بگڑے۔

علم مقدس اور
 دعاے خیر

۱۶ ستمبر کو علی الصبح کوچ کا بگل بجا۔ اور ساتھ ہی صلیبی جھنڈے کو حرکت

ہوتی۔ سب سے اول فوجوان اسپاہ البحر اپنے خوشنما اور عظیم الشان علمبردار جہاز میں جہر سارٹھ
 ملاح کام کرتے ہیں سوار ہو کر خلیج سے نکلتا ہے۔ اسپین کا جنگی بیرا جس میں ۲۸۵ کوہ پوچھ جاتا

آبنائے سینا کے کوچ

۹ گیلے اور ۶ گیلی سی جہاز اور انتیس ہزار چیدہ جوان ہیں دن جان کے پچھے پچھے چلتے ہیں صلیبی بیڑا
 فوج کے تمام حصوں کے افسر میجر سے لیکر جرنیل تک۔ اسپین جنسیوا۔ ونس۔ نیپلز
 روم مقدس۔ پیڈا۔ سیوانی اور سسلی کے شجاعت کے نمونے ہیں مثلاً ہر اول کے سات
 گیلے جہاز دن جان ڈی کارڈونا کے ماتحت ہیں۔ قلب کی شکل ہے کینچ میں خود ہر میجر
 ۶۲ گیلے جہازوں سمیت ہوا اور اس کے دائیں بائیں مہر کاٹھکھونا۔ اور ونیر واپنے اپنے دستہ
 کے ساتھ ہیں۔ یہیں کے ۵ جہاز گیونی ڈوریا کی کمان میں ہیں۔ اور یسار کا دستہ جہیں
 جہاز ہیں۔ بارباریگو کو ونس کے ماتحت ہے۔ دن الوار ڈی بزن مع ۳۰ بڑے جہازوں کے
 بطور محفوظ دستہ۔ بیڑے سے علیحدہ ہے۔ گیلز جہازات کا پر اساتے جایا گیا ہے جہیں سے
 ہر ایک پر ۵۰۰ سپاہی قرابینوں سے مسلح صاف باز سے ایستادہ ہیں۔

آج گویا ۶ اکتوبر کی صبح کو یہ مہیب اور زورمند بیڑا خلیج لپنٹو کی طرف چلا ہے
 جو ترکی بربری جہانوں کا مقام اتصال ہے۔ آؤ! ذرا ہلالی بیڑے پر بھی ایک سرسری نظر
 ڈالتے چلیں۔

انجرائز اور قسطنطنیہ کے متحدہ بیڑے میں کل ملا کر ۲۰۸ گیلے جہاز اور ۶۶ گیون
 جہاز ہیں۔ ان میں اول الذکر میں ۹ جہاز خاص قسطنطنیہ کی طرف سے ہیں۔ اور باقی مضافات
 مثلاً ریاستہائے بربریہ۔ اسفند دریدہ وغیرہ۔ مگر گیون تمام بربری ہیں۔ اور افسر بھی اکثر بربری
 ہیں مثلاً علی العلوی پاشا۔ علی پاشا۔ شلوک پاشا۔ صرف سرکر پرویز پاشا ترکی ہے۔ کل
 فوج پچیس ہزار سے زیادہ نہیں۔

ہالی بیڑا اور فوجیں

اسٹریٹ جہاز

یورپین بیڑا پورے گیارہویں روز یعنی ۲۷ ستمبر ۱۵۷۱ء کو خلیج کارنہ میں لنگر انداز ہوا۔ علی پاشا نے خبر پا کر چند جاسوس کشتیاں بھیجیں کہ دشمن کی قوت کا اندازہ کریں۔ نہیں ایک تیز طرار برہی جو ان رات کے وقت موقع پا کر یورپین بیڑے کے عین قلب میں گھس گیا لیکن حقیقت یہ ہو کہ لڑائی کے دن تک فریقین کو ایک دوسرے کی قوت معلوم نہیں ہوئی۔ آخر کار یکم اکتوبر کو دونوں بیڑے حرکت کرتے دکھائی دیے۔ یورپین بیڑا جنوب کی طرف اور برہی شمال کی طرف بڑھا۔ ۷ اکتوبر کی صبح کو ۷ بجے جانب جنوب افق پر خلیج پارس کے دامنہ باہر چند مسطول ورائنہ سفید پھر برسے ہو ایں لہراتے دکھائی دیے۔ مسطلوں کی تعداد آٹا فائنا بڑھتی گئی۔ اور جب یقین ہو گیا کہ دشمن ہے تو ڈن جان نے بھی جھٹ پٹ سفید نشان ہو ایں لب لب کر دیا جو گویا پیام مبارزت تھا۔ جہازوں کے وسط کے تختے سپاہیوں نے فوراً خالی کر دیئے۔ پھر تمام پانچویں حلقہ جو شش خلاصیوں کو شراب گوشت نہایت دریا دلی سے تقسیم ہوا۔ کیونکہ بحری معرکہ لڑائیوں میں کامیابی یا ناکامی کا انحصار انہی کمبختوں کی قوت بازو پر منحصر ہوتا تھا۔ پُرانے پُرانے ملایح جنہر الدین اور اسکی فریات کے مقابلہ میں اس پیشتر اکثر ناکام ہلیاں چلا چکے تھے اب انتقام پر تلے کھڑے تھے۔ نوعمر خلاصی جنکو زندگی بھر میں یہ سب پہلا موقع تھا وہ بھی انتظار سے بیتا تھے۔ اس تبت پر یورپ کے افسروں نے حسب عادت پھر وہی پرانی تجویز پیش کی کہ مجلس شوکر منعقد کجائے۔ مگر ڈن جان نے جواب دیا کہ ”مشورہ کا وقت نہیں۔ یہ خیال دل سے دور کر دو اور لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔“ پھر اسنے ایک ہلکی سی کشتی میں سوار ہو کر تمام بیڑے کا جائزہ لیا۔ صلیب مقدس ہاتھ میں لئے

ہاسوس کشتیوں کی جستجو

بالا در صلیب کے مقابلہ

سیسی وہیں ہوش

جائزہ

سہر جاز کو دیکھتا جاتا تھا اور سچا بیوں کے وصلے بڑھاتا جاتا تھا۔ اس کے بعد طہستان
علمبردار پر سوار ہو کر اُسے علم مقدس بلند کیا۔ جس کے پھر پرستش کی تصویر بنی تھی۔ اور اُس کے
سامنے سہر بوجو دہو کر بضع دعا مانگی۔

اس وقت ٹھیک ۱۱ بجے ہیں۔ آسمان کا نیلگوں چہرہ بالکل صاف دیکھ رہا ہے
مگر اُس سے ایک قسم کی سمیت نکلتی ہے۔ تمام سمندر پر ہر طرف کوٹ خاموشی کا عالم طاری
ہے۔ حتیٰ کہ موسم خزاں کے آفتاب کی مضمحل شعاعیں بھی پانی کی بلوئیں سطح پر آہستہ آہستہ
اُترتی ہیں۔ ایک ذرا تھکتی ہیں اور لپٹ جاتی ہیں۔ آبی جانور بھی اس سمیت ناک سین سے
خوف زدہ ہو کر سمندر کے تاریک و عمیق حصوں میں جا چھپے ہیں۔ کیونکہ دو برابر کے پہاڑ
آپس میں ٹکرائے کو ہیں۔ آخر یہ سب سلسلہ خاموشی جنوبی بیڑے کی طرف سے منقطع ہونا شروع
ہوا۔ جہازوں کے بادبان یک بیک سمٹتے ہیں۔ بلیاں پانی میں حرکت کرتی دکھائی دیتی
ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ہی تمام ہلالی بیڑے ایک برقی تیزی سے۔ مگر فوجی قواعد کے بموجب
جنگی قلعہ کی شکل میں مرتب ہو جاتا ہے۔ اُدھر شمالی بیڑے نے بھی آہستہ آہستہ حرکت
شروع کی۔ اور کیتھارماتانت و نجینگ کی سے قلعہ ترتیب دیا۔ اس طرح پرکہ جنرل باربارکچو
اپنے دستہ سمیت ساحل کے ساتھ یسار پر چل گیا۔ اور اُس کے برابر ڈون جان کا دستہ قلب قائم
ہوا۔ گردایاں بازو نثار دیتا تھا۔ اس لئے کہ گیونی ڈوریا یمن دستہ کو لیکر خدعہ احر کے نسل
حل کرنے اور اُدھر چلا گیا تھا۔ اور اب تک کہیں اُس کا پتہ نشان نہ تھا۔

خیج پینو میں خونک
سین

قلعہ بندی

ترتیب

ہلالی بیڑے کی ترتیب

ہلالی بیڑا قریباً ایک میل لمبا اور اُنہی معمولی تین حصوں پر تقسیم تھا یعنی قلب

یہیں ویسا رہے پھر عقب پھر زور یعنی محفوظ دستہ تھا۔ گریو پین بیڑے کی طرح ہراول کی گیلینہ جہازات کا پرانہ تھا۔ افسروں کا تعین اس طرح ہوتا تھا کہ شلوک پاشا یہیں پر بار بار گجوں کے بالمقابل۔ علی پاشا قلب میں دن جان کے مقابل۔ اور علی اسلوجی پاشا یہاں پر یو پین بیڑے کے اُس دستہ جہازات کے مقابل تھا جس کی کمان گیونی ڈوریا کے سپرد تھی۔ اور چونکہ ڈوریا کا اس وقت تک کہیں پتہ و نشان نہ تھا اس لئے ادھر کا میدان خالی تھا۔ گویا یہاں تک دونوں طاقتیں برابر تھیں۔ اگر ہلائی بیڑے کا ہراول گیلینہ جہازات سے خالی تھا۔ تو صلیبی بیڑے کا یہیں کمزور تھا۔

افسروں کا تعین

ٹھیک اس بجے یو پین بیڑے کی طرف سے افتتاح جنگ کی توپ سر ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ہراول کے گیلینہ جہازات نے اس شدت کی آتشباری کی کہ ہلائی جہازوں کے پرچے اڑنے لگے۔ اور اگر شلوک پاشا برابر سے نہ نکلتا تو کچھ شک نہیں کہ ہلائی قوت اس پہلے ہی واریس بہت زیادہ مضحل ہو جاتی۔ اُسے اپنے یہیں کی لمبی قطار بنا کر نہایت تیز قدمی سے گیلینہ جہازوں کو جالیا۔ اور انکو مار کر پھپھے ہٹا دیا۔ یہ دیکھ کر انکا یہیں اور انکا یہاں اس تیز ہی زور آزمائی کیلئے بڑھا کہ معلوم ہوتا تھا گویا دو برابر کی طاقتیں غیر متمیز جسم بند آپس میں ٹکڑا رہی ہیں۔ یو پین جہازات ہر مرتبہ دلاورانہ آگے بڑھتے تھے۔ مگر ہر مرتبہ پسپا کر دیے جاتے تھے کافوں اور بندو قوں سے کچھ نہوسکا تو تلواریں فیصلہ کیلئے نیاموں سے نکلیں۔ افسروں ماتحت میں کچھ متمیز نہ رہی۔ تمام سطح آب تلوار کا کھیت بنگیا۔ اس غوریز کشمکش میں دونوں کے افسر ادھر شلوک پاشا۔ اُدھر سے بار بار گجوں مقتول ہوئے۔ اور گویا بالآخر ہلائی

افتتاحی توپ

غوریز کشمکش

بار بار گجوں شلوک پاشا کا قتل

یورپین بیڑے کے ماتہ رہا۔ مگر سخت نقصان ہوا۔ بہت سے جہازات غرق ہوئے۔ اور
بیشمار دلاور کھم آئے۔

میدان ہاتھ سے جاتا دیکھ کر ہلالی قلب کو یک بیک حرکت ہوئی۔ اور علی پاشا
بخط مستقیم دن جان کے کپڑے مٹانہ پہنچا۔ اس تیزی سے کہ دلاوران اسپین کو سنبھلنے کی
مہلت بھی نہ ملی۔ اور دونوں جہاز ایک طرفہ العین میں ٹکرا کر الجھ گئے۔ اگرچہ یہ ایک اتفاق قحض
تھا۔ مگر اس سے دونوں قلبوں کو اسپین تصفیہ کر نیکاً خوب موقع ملا۔ کیونکہ علی پاشا کے جہاز کا
اگلا سراؤن جان کے خلاصیوں کے چوتھے تختہ تک پہنچ کر اس طرح الجھ گیا کہ دونوں کے ڈیک
دختمہ چہر سپاہی کھڑے ہوتے ہیں، اسپین ملکر ایک ہو گئے۔ کیفیت دیکھ کر ادھر سے
پروین پاشا اور ادھر سے کولونا اور فیرو اپنے جہاز لیکر امداد کیلئے بڑھے۔ مگر جلد ہی میں وہ بھی
اسی گچھے میں الجھ گئے۔ اور اب گویا ان پانچوں جہازوں کے ڈیک ایک دوسرے سے ملکر
ایک وسیع اکھاڑا بن گیا۔ دلاوران اسپین نے دو دفعہ ہلکے کیا۔ مگر دونوں دفعہ بڑی طبعی پیچھے
دھکیل دیے گئے۔ تیسری مرتبہ خود علی پاشا چند جہازوں سمیت دن جان کے ڈیک پر
نشہ بکھٹ اُترتا ہے۔ وہ دیکھو ایک گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ دست و گریباں کی نوبت
پہنچ گئی۔ ہر طرف طوفان بے تیزی برپا ہے۔ قواعد و مابج کا کچھ لحاظ نہیں۔ وہ دیکھو کولونا
نے اپنے جہاز سے علی پاشا کے جہاز کے پچھلے حصہ میں کس زور سے ٹکرا لگائی ہے کہ خلاصیوں
کے تیسرے تختہ تک صدر پہنچا۔ اب قرابینیں نکلی ہیں۔ ہلالی جہاز آگ کے شعلوں میں ملتیں
دکھائی دیتا ہے۔ یورپین دستہ چونکہ آتش آلات سے مسلح تھا۔ اُنکے جہاز بھی اہن پڑتے

علی پاشا کا حملہ

تعمید قلب

عقد شریا

اکھاڑا

گھمسان کی لڑائی

ہلالی جہاز والوں کے پاس زرہ - بکتر - خود - یا چھڑ وغیرہ آلات حفاظت میں سے کچھ نہ تھا۔ بلکہ عام آلات حرب میں بھی کانیں بکثرت تھیں۔ کونو نام کے آتشبار منجھدیقول اور قرینیا نے بالآخر معاملہ کو جلد یکسو کر دیا۔ کیونکہ علی پاشا مقتول ہوا۔ اور اب صرف گھنٹہ دو گھنٹے کی خوزیر کشمکش کے بعد ہلالی یمن کا باقی حصہ بھی مضاعف اور منتشر ہو گیا۔

فیصلہ

علی پاشا کا قتل

ہلالی علمبردار جہاز پر صلیبی پھریرا لہراتا دیکھ کر پرویز نے محفوظ دستہ لیکر بلکہ کیا جسمیں اگرچہ وینر و سخت زخمی ہوا۔ مگر انجام کار پرویز کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یورپین جہاز اس بڑی کامیابی پر ابھی پوری طرح ناز بھی نہ کر چکے تھے کہ علی العلوجی پاشا نے یسار کی پوری قوت لیکر یورپین قلب پر اس تیزی سے حملہ کیا کہ تمام جہاز منتشر ہو گئے۔ مالٹا والوں نے کچھ مقابلہ کیا۔ مگر علی العلوجی کے جاننا بحیرت انگیز زلیہری سے اُنکے علمبردار جہاز پر چڑھ گئے اور تمام اہل جہاز کو تہ تیغ کر ڈالا۔ صرف پچاس آدمی فر قطنون کے سہارے بچے۔ یہ کچھ کر ڈونا اپنا دوستہ لیکر مجاہدین کا بدلہ لینے بڑھا۔ مگر اُسکا بھی ہی حشر ہوا۔ اُسکے پاسنو آدمیوں میں سے صرف سترو بچے۔ اسوقت ایک عجیب متضاد سین پیش نظر تھا۔ ایک طرف ہلالی قلب پر صلیبی پھریرا لہراتا تھا۔ دوسری طرف مالٹا اور کارڈونا کے علمبردار پر ہلالی علم نصب تھا۔ ہر فرق اپنے اپنے آپ کو فتح مند سمجھتا تھا۔ بالآخر مارکوس سائٹا کز اور ڈان جان نے اپنے اپنے دستوں سمیت آگے بڑھ کر علی العلوجی کو گھیر لیا۔ اور ایک خری اور سخت کشمکش کے بعد ترکی بربری بیرے کو شکست فاش علی اوہر صلیبی بیرے کو کو فتح ہوئی۔ مگر نہایت سخت قیمت دیکر۔ کوئی جہاز سلامت نہ رہا۔ دس ہزار آدمی کام آئے۔ اٹلی اور سپین کے

دوسری کشمکش

متضاد سین

شکست ناش

طوس

شهر اورنگزاده



شجاع خاندانوں کے نامور قتل ہوئے۔ سترافرونیس کے اور ساٹھ مجاہدین بیت المقدس
لکھیت رہے۔

اُدھر قیامت انگیز جنگ پلنٹو کے خاتمہ پر معلوم ہوتا تھا کہ قسطنطنیہ اور الجزائر
کا بحری اقتدار ہمیشہ کیلئے خاک میں مل گیا۔ اور کچھ تعجب بھی نہیں۔ کیونکہ تمام گیلیٹ۔ پندرہ
گیلے غرقاب ہوئے۔ اور قریباً ایک سو نوے گرفتار ہوئے۔ ہزاروں دلاور مقتول اور غرق
مگر حقیقت یہ ہے کہ اولو العزم افراد کی طرح اولو العزم قومیں بھی زندگی کے شکست و ریخت
سے دل شکستہ نہیں ہوتیں۔ وہ جب گرتی ہیں اٹھنے کیلئے گرتی ہیں۔ چنانچہ اس
نقصان عظیم کی تلافی میں صرف دو سال خرچ ہوئے۔ اور جب تیسرے برس ۱۴۵۷ء
میں علی العلوچی بحیثیت کپتان پاشا ہلالی بیڑے کی کمان لیکر ٹیونس کی طرف بڑھا تو دو سو
پچاس جنگی جہاز۔ دس سوہن یا گیلینز۔ اور تیس جنگی کشتیاں ہمراہ تھیں۔

ٹیونس کو اگرچہ علی العلوچی نے ۱۴۵۷ء میں اہل اسپین سے استراغ کر لیا تھا
مگر ۱۴۵۷ء میں ڈن جان نے پھر فتح کر کے مضافات کا رڈو (قرطبہ) میں داخل کر لیا تھا
جنگ پلنٹو کی طرح محاصرہ ٹیونس کے تفصیلی کوآف بھی خالی از روکچپی نہیں۔ مگر اس خوف
کہ سبدا علی العلوچی اور اس کے رفیقوں کی شجاعت پر یورپین سونوؤں کے خلاف مزاج
زیادہ آب و تاب آجائے صرف نتیجہ آخر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اسپینش قلعہ کی
فوج اور ناموجزل سرویلین نے دم واپس تک بڑی دلیری سے محاصرہ کا مقابلہ
کیا۔ اور جب انکی تعداد نہایت کم ہو گئی تو (بروز شیر نہیں بلکہ) بطیب خاطر

جنگ کا انجام

ٹیونس پر حملہ

مجاہد اور فتح

قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور ترکی امیر البحر نے منظر و منصور دخل ہو کر اور خزانہ اور یگین پر قبضہ کر کے سلطان مراد ثالث کو باضابطہ رپورٹ بھیج دی۔

اسی اثنا میں باب عالی اور شاہ ایران میں حد بندی کی بنا پر جنگ چھڑ چکی تھی اسلئے علی العلوی کو ٹیونس کی فتح سے فارغ ہو کر ایران کی طرف اقدام کر نیکا فرمان ملا۔ اور یہاں وہ بحیرہ ابوکزن میں عرصہ دراز تک ایرانی بیڑے سے لڑتا رہا۔ اگرچہ ان لڑائیوں کا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ شہ اسماعیل ایک صلح نامہ کی رو سے صوبہ جارجیہ۔ تبریز۔ اور وفسلیہ جو بحیرہ سپین کے جنوبی ساحل پر واقع ہیں۔ ترکوں کے قبضہ میں آ گئے۔ مگر یہ بہت بعد کا واقعہ ہے علی العلوی شہ اسماعیل میں انتقال کر چکا تھا۔

کپتان پاشا علی العلوی جب کالقب مؤذن زادہ بھی تھا انجر کا ستر حواں پاشا تھا۔ شہ اسماعیل میں مقرر ہوا۔ مگر چار برس بعد شہ اسماعیل میں لپنٹو کی لڑائی کی وجہ سے اسکی خدمات براہ رست باب عالی میں منتقل ہو گئی تھیں۔ خیر الدین اور طرفد کی طرح یہ بھی نہایت کارازما اور مشہور سپہ سالار گزرا ہے۔ وفات کے وقت مؤذن زادہ کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔

علی العلوی کی رفا

شہ اسماعیل پہلے دہا بربری کو سیرا صفحہ ۱۸۷۔ فریق غفلت کی شجاعت کا اعتراف نہ کرنا موغضیہ یورپ کا شمار ہے

دسواں باب

قرن وسطی کے بحری فراق۔ انکی ترکناؤ کشتیاں اور جنگی جہاز
پانچویں صدی کے بحری فراق۔ انکی اصلیت اور حالات بحارہ

اگرچہ مقدمہ میں خصوصاً اور متن کتاب میں عموماً جابجا اسطرح کے واقعات سلسلہ بیان
میں آگئے ہیں۔ جسے سرچیانہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرن وسطی کی بحری غارتگری اہل بربر کی غارت
نہ تھی بلکہ عطاے غیر تھی۔ اور اس عطیے بدرجہ اولیٰ مستفید ہونا بھی بربر کی پنج میل قوم کو
سولہویں صدی کے اخیر میں کہیں جا کر نصیب ہوا ہے۔ ورنہ غارتگری ابتداً بیشتر اقوام
یورپ کا شعار رہا ہے جنہیں یونان اور روم کو سب سے زیادہ ید طولیٰ حاصل تھا لیکن
پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ باب ہذا کے ذیل میں ان امور پر پھر ایک مرتبہ سرسری
نظر ڈالیں۔ اور تاریخانہ شہادتوں سے ثابت کریں کہ اگر جلا وطن اندسیوں کے جوش
استقام سے قطع نظر کچھ اے (اس لئے کہ وہ ایک متنزل اور ازا پا اقتادہ قوم کے افراد تھے
تو اقصاء مغرب میں یہ بلائے بیدار ماں اُنیسویں صدی کے آغاز تک صرف جنوبی یورپ
کی بعض قوموں کی بدولت نازل رہی۔

اب اس بڑے دعوے کے ثبوت میں صرف اس قدر بتادینا کافی ہوگا کہ بربر کے
نامور جہازراں اور فرمانروا خواہ انھوں نے مذہب قومیت تبدیل کر لی یا صوتیں بدل
لیں مگر فی اصل یورپین تھے۔ اور یورپین جنہا لاق رکھتے تھے چنانچہ عروج اودختر الدین

غارتگران بربر کی اصلیت

دوسرے کا ثبوت

باربروسکی نسبت یورپ کے نامی مورخ متفق الراء ہیں کہ وہ لزبس میں پیدا ہوئے اور ایک یونانی ماں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مگر چونکہ انکا باپ یعقوب سلمان تھا لہذا ہمارے اس رائے سے اختلاف کرنیکی کافی وجہ نہیں۔ ان کے بعد جعفر نامو شخص البحر ازمیں رہے انہیں بکثرت نو مسلم تھے جو کسی نہ کسی یورپین خطہ یا مغرب عیسائی خاندان سے تھے مثلاً

نام	وطن	اصلی مذہب	نام	وطن	اصلی مذہب
طرف پاشا	قزاقیہ	عیسائی	صلاح رئیس	.	.
صنعان رئیس	سمزرا	یہودی	ایہ الدین رئیس	.	.
علی العلوجی پاشا	کلیبریا	عیسائی	رمضان پاشا	سارونیا	عیسائی
حسن پاشا	دنیش	"	جعفر پاشا	ہنگری	"
مسیحی پاشا	البانیا	"	پیالی پاشا	کروشیا (دوشیہ)	"
مراد رئیس	فرانس	"	دیلی مسیحی	یونان	"
مراد رئیس	اسپین	"	یوسف رئیس	اسپین	"
نہر وزیر رئیس	جنیوا	"	مراد رئیس	البانیا	"
مراد رئیس	جرمنی	"	مسیحی رئیس	کوریسکا	"
مسیحی رئیس	کلیبریا	"	ممتاز رئیس	سلسلی	"

ناموں کے پتائوں کی کثرت
مسلمہ یورپین یورپ

نوٹ۔ دیکھو لین پول صفحہ ۱۸۵ اولیٰ جہیل و صفحہ ۱۸۔ ہیڈ وٹے ۳۵ کپتانوں کی ایک فہرست لکھی ہے جن میں قریب قریب تمام کپتان مسیحی تھے مگر سلمان ہو گئے تھے یہ نہیں نام اسی فہرست سے منتخب کئے گئے ہیں۔

یورپے کا نیکو دل کا نیکو دل

یورپے ان غارتگروں کا نزول اسطرح پر ہوا کہ اول اول جنگ جہل میں غلام بنکر آئے۔ دولت مند اور ذمی اثر خاندان سے ہوئے اور لواحقین کو معلوم ہو گیا تو فریاد کیا اور ہو گئے۔ ورنہ تبدیل مذہب ایک لازمی نتیجہ تھا۔ ساحل بربر کی ولولہ انگیز زندگی پر ایک مرتبہ قناعت کر کے جب اسکا خیال حصول معاش کی طرف مائل ہوتا تو غارتگری سے بہتر کوئی ذریعہ انکو نہ سوجھتا۔ اور اسطرح یہ بہت جلد ایک چھوٹے سے ایئرے گروہ کے مدار بن جاتے۔ بن کو جب خاندان باربروں نے انجمن میں جکر سطوت و جبروت حاصل کر لی تو یہ فوج ہنچی کہ یورپ کے ملکوں کے منچلے جوان ارادہ کر کے بربر میں آتے اور باربروں کے محل حمایت میں داخل ہوتے۔ کیونکہ زمانہ کا غارت گرانہ گوشہ چشم اب روز بروز نمایاں طور پر یورپے افریقہ کی طرف پھرتا جاتا تھا۔ لہذا قرن وسطی کے شجاعانہ وصلے کالنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ تھا کہ بربری گیلے کو دامن شفقت بنائیں۔ گو ایک تہہ طبقہ گوشہ نشین بازار میں بچنا پڑے یا پابز بخیر خلاصی ہو کر بلیاں چلانا پڑیں۔ جب کوئی سخت مفسد مادہ ایک تہہ جسم میں جا گرین ہو جاتا ہے تو پھر وہ آپ ہی اپنا سبب اور آپ ہی اپنا مسبب بن جاتا ہے قوموں کے اخلاق کی حالت بھی یہی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بربر کی بیخ سیل قوم کو اس کلیہ سے مستثنیہ کریں۔ قرن وسطی کی رسم جنگ جسکے بموجب مغلوب دشمن غلام بن جاتے تھے۔ اس منہ لودہ کی علت اولی اور قوت محرکہ تھی جنگ جسکا یہ نامعقول انجام تھا اسکا آغاز بھی کچھ ایسا معقول نہ ہوتا تھا۔ یونانی صرف اس حد پر شوقین سیاح کی کشتی یا

زمانہ کا غارت گرانہ گوشہ چشم

غارتگری کی علت اول

دولتمند تاجر کا جہاز لوٹ لیتے تھے کہ وہ آرکی بیلو سے کیوں گزرا۔ مجاہدین بیت المقدس کے حملوں کی معقول سے معقول وجہ جو اس زمانہ کے مذہب معوض فخر بتلاتے ہیں۔ وہ مذہبی تعصب ہے۔ لیکن تاریخانہ تدقیق اور ریشہ دوانی میں جب یہ پتہ ملتا ہے کہ اکاؤنٹا سیسی جہاز بھی اُنکے دستِ مظلم سے نہ بچتا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ غارتگری کو برا ہی نہ سمجھتے تھے ہمارے نزدیک یہ زیادہ معقول وجہ ہے۔ اسلئے کہ بُرے کو اچھا بنالینے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ اُسکو برا سمجھنا چھوڑ دیں۔ وینس، جنیوا، پیرا، اراگون وغیرہ تجارتی راستیں انہیں حریف و مقابل تھیں اسلئے ایک دوسرے پر ہاتھ صاف کرتی رہتی تھیں۔ اسپین، فرانس جیسی بڑی بڑی سلطنتیں بھی تقابل سے خالی نہ تھیں۔ اور اجیر غارتگروں کو عدواناً ایک دوسرے پر مسلط رکھتی تھیں۔ مثلاً خاندان ڈوٹیا جو تین پشت تک مسلسل غارتگری کرتا رہا۔ خالص عثمانی مضافات پر نیز سوہل البحر اتر اور فرانس پر یا مجاہدین بیت المقدس جو یورپ بھر کا خروار شجاعت اور سچی دنیا کا مقدمہ لکھیش تھا۔ بعینہ ہی اسباب غارتگری بعد کو اقصائے مغرب میں منتقل ہو گئے۔ صورت ضرور متغیر تھی۔ مذہب۔ قومیت بھی بظاہر وہ نہ تھی، مگر معنی، رخصلت، کینسہ ہی تھی۔ بربری غول چڑھا کر بھی وہ اُسی پرانی وضع پر شکار کی تلاش میں ہند میں جا بجا منڈلاتے پھر اُکرتے تھے۔

مذکورہ بالا اسباب میں سے جب کوئی سبب واقع ہو کر ایک مرتبہ سلسلہ جنگ چھیڑ دیتا تھا تو پھر برسوں بلکہ بعض صورتوں میں شاید قرونِ یہ سلسلہ منقطع نہ ہوتا

۱۷۲۱ء کو بری کوریئر منصفین پرل صفحہ ۱۴۲ء انڈیا ڈوریا۔ رولر ڈوریا۔ کیو فی ڈوریا۔

جنگ کا سبب

زیادہ معقول سبب!

تقابل

یورپ کا مشہور
غارت خانہ

مذہبی غارتگر

دوران جنگیں فریقین
کا طریقہ عمل

اور فریقین کو جنگ کے فوری سکون پر بھی تسکین نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ایک دوسرے کے مضائقہ پر اس طرح کے غارتگرانہ حملے شروع کر دیتے تھے جنکو اس تہذیب کے زمانہ میں بزدلانہ حملے کہتے ہیں۔ فریقین خواہ یورپ کی دو قوتیں ہوتیں۔ یا اقصائے مغرب اور اسپین ہوتے بہر فوج یہ حملے کسی قدر رنگ و روپ کی نسبت پر نہایت سفاکانہ ہوتے تھے۔ جنگ کا محض یہی مقصد ہوتا کسی غیر جزیرہ یا ساحل کے شہر کے باشندوں پر ایک بیک جا پڑیں۔ اٹکا گھر بار لوٹ لیں۔ اٹکوا اور ان کے بیوی بچوں کو بچ کر غلام بنالیں۔ انہیں سے چالاک اور مضبوط جوان چنگڑان سے خلاصیوں کا کام لیں۔ اور اس طرح ایک جدید ریٹریب کر کے مد مقابل کو پیام مبارزت دیں چنانچہ بربری کشتیوں پر یورپین غلام خلاصی اور یورپین کشتیوں پر بربری خلاصی۔ گویا قرن وسطی کے چہرہ شجاعت کے نہایت ہی نمایاں خط و خال تھے۔

چہرہ شجاعت اور
ان کے خط و خال

فنِ جہاز سازی میں
ترقی

غربی نسل حبطج افریقہ میں غارتگری لائے۔ اس طرح فنِ جہاز سازی بھی لاکھ جہاز کو قدیم سے تھے۔ مگر غارتگرانہ اغراض مقاصد کیلئے جن بلکہ مختصر اور سبک و کف کشتی نما جہازوں کی ضرورت تھی وہ اواخر سو لھویں صدی میں یورپین کاریگروں نے ایجاد کئے۔ چنانچہ آئندہ معلوم ہوگا۔ ان جہازوں کے مسطوط بہت اونچے نہوتے تھے اور نہ ایک یا دو سے زیادہ کشتیوں کی طرح لمبے زیادہ اور چوڑے کم۔ بادبان بھی زیادہ زیادہ دو ہوتے تھے اور سلامتی صرف خلاصیوں کی قوت بازو پر منحصر تھی۔ انکی تین قسمیں تھیں۔ گیلے پینے پورا جہاز۔ گیلیٹ یعنی آدھا جہاز۔ برگٹین یعنی چوتھا جہاز۔

جہاز کی قسمیں

فرقہ ایک اور چھوٹی اور ہلکی سی کشتی تھی جسکو ڈوگنا کنا چاہیے۔ ایسے ہی ایک شیبک تھا ان میں تمثیلاً گیلے کو لو۔

گیلے یہ گویا پورا جہاز ہے۔ اور فرض کو کابل الٹا کا علمبردار ہے جو مجاہدین بیت المقدس مشہور ہیں۔ اس میں دو سطول ہیں۔ اگلے پچھلے حصوں پر جو بالترتیب پیشین و پسین کہلاتے ہیں مختصر و نک (تختہ) ہے پیشین پر مسلح سپاہی۔ چار تو ہیں اور توپچی قرنا و اے اور بادبان بردار اپنے اپنے قرینہ سے پرے باندھے کھڑے ہیں۔ پسین پر اسطوف مجاہدین کے فوجی اور ملکی نامور افسر زرق برق دریاں پہنے کسی قدر غازیانہ نمکنت مگر غارتگرانہ جیروت سے جلوہ افروز ہیں۔ اور پچھلی طرف ایک شاندار چتر کے سایہ میں کپستان یا ناخدا سے جہاز جلوہ فرما ہے۔ چتر کے سُرخ ریشمی مشجر اور زرد و زعفرانی پر جگمگ کرداریں جھالرتی ہیں جب دور سے نظر پڑتی ہے تو بلا مبالغہ میرج کا دھوکا ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ سُرخ رنگ کو غارتگرانہ مالٹا کی خونریز مشاغل زندگی سے خاص نسبت ہے چتر کے مین وسط سے علم مقدس بلند ہوتا ہے جس کا سُرخ ریشمی پھریرا آتشین ناگن کی طرح ہوا میں لہرا رہا ہے۔ اسکے علاوہ جہاز پر اور چھوٹے چھوٹے جھنڈے بھی ہیں۔ مگر انکے رنگ ہر قوم کے مطابق جدا گانہ ہیں۔ سب سے پیچھے عین کنارہ پر جو پسین کی چھت کی سی قدر بلند ہے ایک اور منصبدار کی جگہ ہے یعنی معلم جہاز۔ جس کا یہ کام ہے کہ سُکان جہاز کو ایک لکڑی کے ڈنڈے سے گھما کر جہاز کو جو طرف ضرورت ہو بچائے۔ پیشین اور پسین کے درمیان جبکہ حصہ جہاز ہے وہ گویا جہاز کی قوت محرکہ کا خزانہ ہے۔ اسکے دونوں طرف سطول ہیں ستائیس

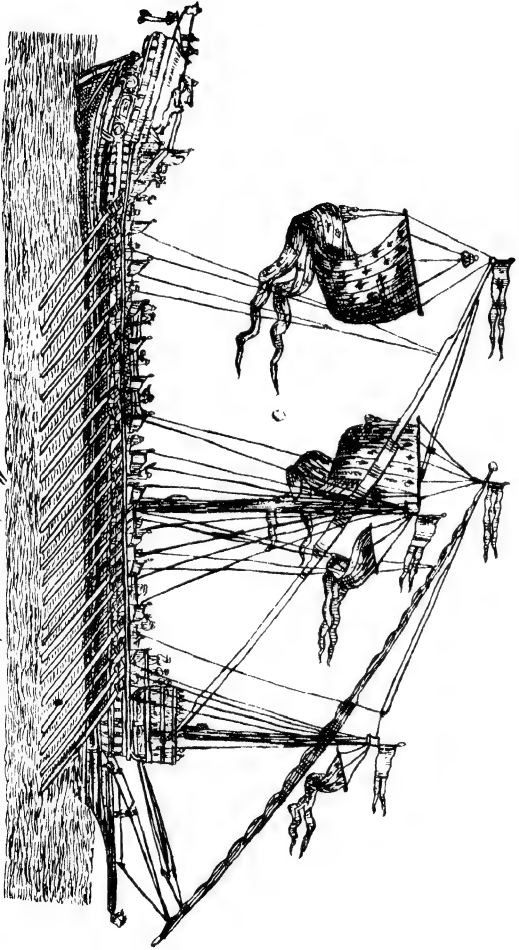
سی مجاہدین کا گیلے

نک

میرج

علم مقدس

سویسی صرعی کا گیس



قوت جہر کا خزانہ

جواز کے جلا

پابندی خلاصی

سائیس تختے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نصب ہیں۔ ہر تختہ پر کم سے کم چار درزیادہ سے زیادہ چھ حلقہ بگوش اور پابندی خلاصی۔ ۵۰ فٹ لمبی ایک بلی ماتھ میں لئے جاز کو کھیتے ہیں تختوں کی دونوں قطاروں کے بیچ میں بطور پل ایک خالی جگہ ہے جس پر دو جلا دو لمبے لمبے چابک ماتھوں میں لئے ٹھل رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک سچی جاز ہے۔ اس لئے تمام خلاصی ترک ہیں۔ بربری ہیں۔ یا انڈیسی۔ اگر بربری جاز ہوتا تو یہ سچی ہوتے۔ تختہ پر یہ پابندی اس طرح کئے گئے ہیں کہ انہی زنجیر کا ایک سر تختہ میں جڑا ہے اور دوسرا خلاصی کی کمر سے پٹکے کی طرح بندھا ہے۔ یہ نئی ترکیب کی پابندی جو گویا اجار کا غایت درجہ پر حفظ مقدم کے خیال پر بنی ہے۔ یعنی جب دو مخالف سمندر میں زور آزمائی کرتے تھے اور ہر فریق کے حلقہ بگوش خلاصی اپنے ہتھوم کے مقابلہ میں کشتیاں کھینے پر مجبور ہوتے تھے تو اکثر موقع پاکر فریق مخالف سے جالتے تھے۔ اب پابندی ہونی کی صورت میں یہ ممکن نہیں۔

یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ ابتداء میں تمام جازوں اور کشتیوں پر عموماً اجیر خلاصی کام کرتے تھے۔ خاص کر بربری میں قدیم الایام سے یہی دستور تھا چنانچہ پندرہویں صدی کے ختم تمام جلا وطن انڈیسی اسپین کے سوا حل پر تھکا نا غارتگرانہ حملے کئے تو اپنے گنیشن خود کھیتے تھے۔ کیونکہ یہ چوتھائی جاز کے برابر گویا ایک ہلکا سا کشتی نما جاز تھا۔ اور ایک بلی پر ایک شخص کی قوت بازو کافی تھی۔ ابستہ گیلیٹ یعنی نصف جاز پر دو تین آدمی فی بلی کام کرتے تھے۔ اور اس طرح گیلیٹ پر پانچ پانچ یا چھ آدمی فی بلی۔ ان صورتوں میں

ہمیشہ خلاصیوں کو مجرت دیکھتی تھی۔ اور ملاحی غلامی نہ تھی۔ لیکن ابتدا میں بگنٹین ہی بہت متعل ہوتے تھے۔ اور سچ یہ ہے کہ کبجٹ اُن لہیوں کو جو شل مقام کمانے کیلئے گیلے یا گیلٹ کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ البتہ یورپ کے جنوبی بحر میں غارتگری بہت پہلے سے موجود تھی۔ اور اسلامی ممالک کی بدولت غلام خلاصیوں کا دستور بھی پہلے سے تھا۔ اگر غلام ہاتھ نہ آتے تو جن لوگوں کو سنگین جرم میں با مشقت قید کی سزا دی جاتی۔ اُن کو گورنٹ ملک سے خرید لیا جاتا۔^۵

خلاصیوں کے حالات مجاریہ کا اندازہ کرنا ہو تو فرض کرو کہ ایک تختہ پر اس طرح کے چھ انسان مادر و ننگے۔ جانوروں کی طرح پنجب روں میں بندے ہوئے۔ ایک نہایت وزنی تہی قریباہ افیٹ لمبی ہاتھ میں لئے ایک پیرا گچے چھپرے۔ دوسرا تختہ پر۔ ہاتھ پھیلائے ہوئے کبھی پیچھے کو اس قدر تنگ کرتے ہیں کہ پچھلی طرف بالمقابل جو خلاصی اسی کشمکش میں مصروف ہیں۔ انکی پشتوں کو مس کر جاتے ہیں۔ کبھی آگے کو جھک کر۔ تہی کے سرے کو پانی میں اس قدر ڈباتے ہیں کہ پانی اُسکو پکڑ لیتا ہے۔ اور پھر تختہ پر تمام جسم کا زور ڈالتے ہیں وٹس دن بارہ بارہ بلکہ کبھی کبھی بیس بیس گھنٹہ مسلسل کی کشمکش رہتی ہے۔ ایک لمحہ کو سکون نہیں ہوتا۔ جب شدت فاقہ سے جاں بلب ہوتے ہیں تو سدرق کیلئے نہیں بلکہ صرف غشی سے بچا نیکے لئے کوئی خدا ترس تلاح یا جلا دروئی کا ایک ٹکڑا شرب میں بھگا کر کبجٹ خلاصی کے منہ میں رکھ دیتا ہے۔ اور یہ اتنی سی تسکین سے تازہ دم ہو کر پھر وہی عزیز

خلاصی کے حالات مجاریہ

عزیز کشمکش

کشکش شروع کر دیتا ہے۔ کبھی ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ خلاصی اس جانکاہ محنت سے
تھک کر اور لڑکھڑاکر تختہ پر گر جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر کشتی کا جلاؤ اسکی پیٹھ پر اس بیدردی سے
چابک برساتا ہے کہ یا تو وہ مر جاتا ہے۔ اور یا بالکل بیہوش ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں
میں اُسکو بارگراں سمجھ کر بے گور و کفن پانی میں پھینک دیتے ہیں

بے گور و کفن

دو مخالف جہازوں کا
تقابل

جب ایک فریق دوسرے فریق کا سمندر میں تعاقب کرنا تھا تو کمبٹ غلاصیوں
پر گویا قیامت نازل ہوتی تھی۔ چند بھوکے ننگے انسانوں کا ایک گروہ جسکی پشتیں سنگدل
جلاؤ کے چابکوں سے پاش پاش اور پٹیاں آہنی زنجیروں کی رگرٹسے لہوئمان تمام تمام
دن تمام تمام رات۔ بلیاں ہاتھوں میں لئے سمندر جیسی مہیب طاقت سے کشکش کرتے
ہیں۔ زیر دست فریق ناامیدی کے جوش سے بہوت جان مال کے لئے پریشان ہواؤں
زبردست فریق بڑی ہرجی سے تعاقب کچھلاتا ہے۔ اور فتح بندی کے جوش مسرت سے بخود
ہے۔ چونکہ ہر فریق کی کامیابی اپنی کشتی کے خلاصیوں کی قوت بازو پر منحصر ہو اسلئے دونوں طرف
انہی کمبٹوں کی پشتوں پر بیدار چابک برستے ہیں۔ اس قسم کی شکاری کشتیاں یا جہاز اکثر
چھ چھ مہینے میں سمندر کا دورہ کر کے واپس آتی تھیں۔ اس عرصہ میں خلاصیوں پر دن رات
یہی آفتیں نازل ہوتی تھیں۔ کشتی کا یہ حصہ بلا مبالغہ گورغریباں کا نمونہ تھا۔ بلکہ اس سے بھی
کچھ بڑھ کر ہر تختہ استدرتنگ و زنا کافی ہوتا تھا کہ اُسے پاؤں پھیل کر بیٹھنا یا لیٹنا تو دور کنار
کشتی کہتے وقت کشکش بھی شکل سے ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اُس زمانہ کی فرانسیسی کشتیوں کے

تھے معمولاً دس فٹ سے زیادہ لمبے اور چار فٹ سے زیادہ چوڑے ہوتے تھے۔ اور یہ چابکی فٹ مربع جبکہ سات غلاموں کیلئے تھی۔ خاص حالتوں کو نظر انداز کریں تو ہر غلام بحباب اوسط بیس برس جہاز پر کام کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی تمام عمر یونانی زندہ درگور گزر جاتی تھی۔

ہم ناظرین کو حست یا طماید دلاتے ہیں کہ یہ بھیانک تصویر ایک یورپین جنگی جہاز کی ہے یعنی مجاہدین بیت المقدس کی۔ اور اس صلیبت سے پیش کی گئی ہے کہ پشیمانی غارتگری کے موجد و مجدد اول یورپین ممالک کے سوا حل پر سر بلند ہوئے۔ اس خوفناک دور کی ابتدا بہت پیشتر جب کو سر اریل پلے فر "مسیحی دنیا پر عذاب الیم" کے لرزانیے والے نام سے یوں کرتے ہیں۔ بلکہ شاید قرن وسطی کے آغاز سے دو ڈیڑھ سو برس پیشتر ترکوں کے بحریوانٹ اور قسطنطنیہ پر قابض ہونے سے بہت قبل یورپ ہی کے ساحلوں پر عظیم غارتگری بلند ہوئے اور جب یورپ والوں نے اس فن میں ید طولیٰ حاصل کر لیا تو پھر ہمسایہ قوموں کو اس کی تعلیم دینی بادی النظر میں حل بربر پر ناسعادتمند کا الزام آ سکتا ہے۔ کیونکہ انھوں نے علم تیر سیکھا اور سیکھ کر سکھائیے والوں ہی کو نشانہ بنایا۔ انھوں نے اہل یورپ کی طرح خانہ بدوش اور غارتگر محض ہونے پہری کتفا کیا۔ بلکہ شان و عظمت کو پیش نظر رکھ کر ایک مستقل اور دیر پا ایوان حکومت بھی قائم کیا اور اس کو باعالی کے ظل حمایت سے مستحکم بھی کیا۔ یہ الزام اُن پر عائد ہو سکتا ہے لیکن جن اتفاق یورپین مؤرخ خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ بربر کے نامی قزاق فی الاسل یورپین تھے۔ لہذا ہم کو مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ اعاقبت اندیش ہستاد بھی یورپ ہی تھا اور ناسعادت مند شاگرد بھی

غارتگری کے

یورپین مروجہ کا

اہل بربر کا خلاصہ کے لئے
ملوک

پھر بھی اس بھیانک تصویر سے ناظرین یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ اہل بربر اپنے
خلاصوں سے رحم و غم کا ہر تاؤ کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ دونوں فریق یکساں طور پر سفاک تھے
اور خود جو تکلیفیں دشمن کے پنجہ میں پھنسنے لگاتے تھے۔ وہی جیسے انکو غلام بنا کر دیتے تھے
مثلاً شاہ فرانس اور سیلجیڈوں کے جہازوں پر جو حالت بربری غلاموں کی تھی وہی بربر کی
جنگل کشتیوں پر یورپین غلاموں کی تھی۔ اپنی اعلیٰ۔ بوڑھے جوان کا نہ یہاں لحاظ تھا نہ دانا
اگر غنہ جیسے نامور امیر لہجہ کو یورپین جہاز پر پابزنجیر ہو کر بلیاں چلانا پڑیں۔ تو بجا ہدین
بیت المقدس کے گریزاں ماسٹر لادلیا کو بربری کشتیوں پر حلقہ بگوش خلاصی بننا پڑا جب
سرم جنگ ہی یہ تھی تو تخت نشین اور خاک نشین دونوں برابر کے غلام تھے۔ یہاں ایک
دکھپ خیال پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہ اہل بربر تو بالکل ناتریت یافتہ بلکہ بقول یورپین نایت جشی
اور ناتراشیدہ تھے۔ انکے دلیس تو فہمی تکلیف کا خیال طبعاً بھی نہ آنا چاہیے تھا۔ مگر ہم کو
بڑی حیرت ہے کہ یورپ کی تہذیب یافتہ جماعتوں میں سے بھی کسی کو بھی یہ خیال نہ گزرا کہ جب
ایک مذہب اور روشن دماغ شخص کو چند جشی اور ناتراشیدہ ادباشوں کے ساتھ رکھ کر انکا
شریک حال بلکہ شریک خیال ہونا پڑے گا تو صحبت نا اہل سے انکے تعلیم و تربیت یافتہ
دل پر کس درجہ صدمہ ہوگا۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ غربی النسل جسطرح بربر میں پیشہ غارتگری لائے۔ سب طرح
فن جہاز سازی بھی لائے۔ چنانچہ تیرھویں صدی کی چھوٹی چھوٹی اور ہلکی ہلکی شکاسی کشتیوں
یا کشتی نما جہازوں کی نسبت ایک یورپین مورخ لکھتا ہے۔

”یہ جہاز ہمیشہ الجزار میں تیار ہوتے ہیں۔ اور وہیں انکی مرمت بھی ہوتی ہے
 جہاز ساؤسیچی ہیں۔ انکو بیت المال سے ۶ تا ۱۰ رینگ ڈالر فی کس شاہرہ اور تین روٹیاں روزینہ
 ملتا ہے۔ سیطرح کی چار روٹیاں فی کس فنج کاراشن ہے۔ بعض اعلیٰ افسروں و منصبداروں
 کو یہی روٹیاں چھ کچھ بھی آٹھ آٹھ کے حساب ملتی ہیں۔ بہر حال تین سے کم کسی کو نہیں ملتیں
 خواہ بڑی ہو۔ ٹمار یا پیپے اور بلیاں بنانے والا ہو۔ پبلک کارخانہ میں اس کثرت سے پیشہ
 غلام ہیں کہ یہ سیطرح امید نہیں کہ زیادہ ضرورت ہوگی۔ اسلئے کہ یورپین غلاموں کا سلسلہ
 بند صار ہوتا ہے۔ کپتان اپنے غلام علیحدہ رکھتے ہیں جب سمندر میں درہ کرتے ہیں تو انکو ساتھ لے جاتے
 ہیں۔ اور جب الجزار میں مقیم ہوتے ہیں تو شاہی کارخانہ کے پیشہ ور غلاموں کو ان سے مدد دلاتے ہیں
 اگر کوئی کپتان استطاعت رکھتا تو جہاز اپنی لاگت سے طیارہ کرتا۔ ورنہ
 جسطرح ہمارے ہاں ایک خون آشام فرقہ شدید شرح سود کے لالچ میں زرکشیدہ دیتا
 ہے۔ سیطرح اُس زمانہ میں الجزار کے یہودی یا اورو قلمند جمع اخراجات کے کفیل ہو کر مول
 بیاج کے بجائے۔ لوٹ کے مال کچھ حصہ ٹھہیر لیتے تھے۔ کپتان اور سپاہی تو گھر سے باہر
 نکل کر جب ضرورت ہوتی تب ہی درازمانی کرتے تھے۔ لیکن یہ خام مہاجن جو ”بدکان خانہ در
 گروی“ کے مصداق تھے۔ جہاز کے بحیرہ روم میں داخل ہوتے ہی روحانی کشمکش میں مبتلا
 ہو جاتے تھے۔ اسطرح بیسیوں جہاز مہاجنوں کی بدولت ہر سال لوٹ مار کیلئے نہ صرف الجزار
 بلکہ ساحل ہربر کی ہر بندگاہ سے بھیجے جاتے تھے۔ اس سے کافی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اقصائے

مغرب میں اس سیطح اکثر یورپین ممالک میں ہر فرد بشر اہل ششیر و قلم ہو یا اہل دولت کسی نہ کسی سیطح غارتگری سے خاص تعلق رکھتا تھا۔

مہینوں کی شبانہ روز عقرینہ اور جانفشان محنت کے بعد جب کوئی جہانگیر پستان یا مہاجرین کی بدولت تیار ہو کر اول مرتبہ پانی میں ڈالا جاتا تو عجیب تماشا ہوتا تھا۔ کاریگروں کو باستثنائے چند جموں یا یورپین ہوتے تھے آجکے دن بے انتہا خوشی ہوتی۔ مالک کو جب اطلاع ملتی کہ جہاز بالکل تیار ہو گیا۔ تو وہ دوستوں اور عزیزوں کے ہجوم میں بڑے کر و فر سے چلتا۔ اور کاریگروں کیلئے قریباً دو تین سو روپیہ کے تحفے کپڑے یا نقد وغیرہ ساتھ لاتا۔ گدہم میں پہنچ کر تمام پسینہ جہاز کے سطحوں پر اور اگلے پچھلے حصوں پر آویزاں کیا تھیں۔ اور یہاں سے کاریگروں کو ملتیں۔ ٹھیک جسدن جہاز پانی میں ڈالا جاتا کاریگروں کو زبانی تعریف کے علاوہ۔ مالک اور کپستان مزید انعام دیتے تمام جہاز پر روغن ملکر جیسے جیسے اسکو جبرئیل کی مدد سے پانی میں دھکیلے جاتے ویسے ویسے اگلے جہاز اور تاشائی خوشی کے نعرے بلند کرتے جاتے۔ جہاز کے پیشین پر ایک دُنبہ فوج کیا جاتا۔

جب جہاز سطح آب پر جب دیکھا جہاز جم جاتا تو اسکو ضرورت کے موافق خلاصیوں سے آگے ہٹا دیتے۔ ان میں وہی یورپین غلام تھے جو رسم جنگ کے بموجب گیر و دار میں ہاتھ آتے اور رخاس سے حریف کئے جاتے تھے۔ اگر کسی ہوتی تو عربی اندلسی بربری خلاصیوں کو ۱۰ ڈوکیٹ فی کس باقطع اجرت پر نوکر رکھ لیتے تھے۔ خواہ لوٹ ملتی یا نہ ملتی۔ اجرت انکو ضرور دینا پڑتی۔ اسکے بعد لڑنے والے سپاہیوں کی ضرورت ہوتی یہ البتہ بھروسے آدمی ہوتے تھے

مثلاً اندلسی۔ ترکی۔ بربری اور اکثر مخلوط نسل بھی۔ چونکہ ان کشتیوں میں خلاصیوں کے تختے
 عموماً وسیع بنائے جاتے تھے تاکہ اُنپر کشتی کھینے والے اور لٹنیوالے دونوں آسانی کھڑے
 ہو کر اپنا کام کر سکیں۔ لہذا فی تختہ دو نفر کے حساب سے سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے۔ اُنکی
 تنخواہ کا گزاری پر منحصر تھی۔ کوئی جہاز پکڑتے تو تنخواہ پاتے۔ ورنہ کچھ حق خدمت نہ ملتا۔ ضرر
 کھانیکو حسب ضرورت بسکٹ اور سرکہ انگوڑ اور کچھ روغن دیا جاتا تھا۔ یہی خوراک غلام خلاصیوں
 کو دی جاتی تھی۔ اس طرح کہ ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی ملا ہوا سرکہ اور سبب کسی قسم کے روغن
 کے چند قطرے پٹکار کر بجائے ترکاری کے دیتے اور تین روٹیاں۔ اور کبھی کبھی بھگائے ہوئے
 بسکٹ اور آٹے کی لپسی بنا کر دیتے۔ لیکن محنت مشقت کے موقع پر انکو عموماً بھوکا رکھتے
 تھے کیونکہ خلوصعدہ بدون کشتش و کوشش ممکن نہ تھی۔ ان کا ذمہ دار تو کپتان ہوتا تھا۔
 لیکن سپاہیوں کیلئے اُنھیں کا ایک افسر الگ نوکر رکھنا پڑتا تھا۔ جسکو آغا کہتے تھے کشتی
 پر یہی اُنکے قول و فعل کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ کپتان کو آغا پر یا اُسے ماتحت سپاہیوں پر سواویا
 حق سے زیادہ اور کوئی حق حاصل نہ تھا۔

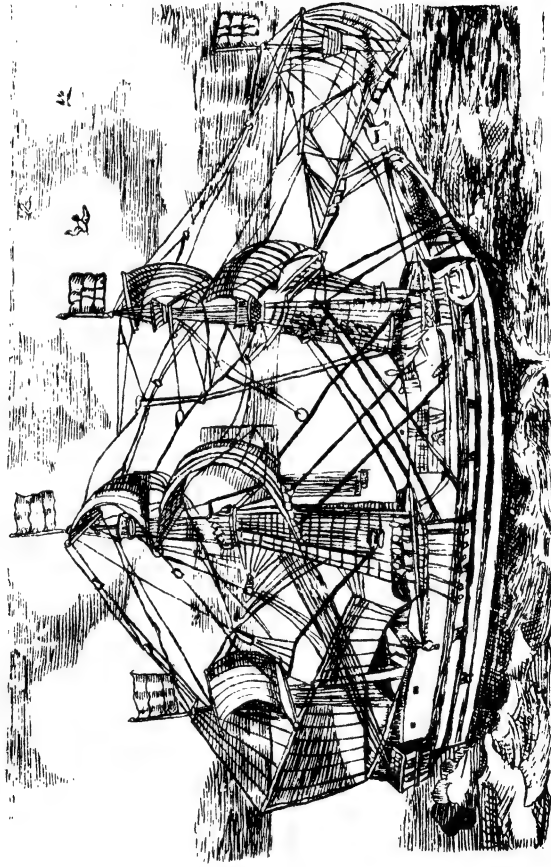
غلام خلاصی کی خوراک

سپاہیوں کا آغا

یورپین کیلے جہاز پر جب ذیل آدمی ہوتے تھے۔ خلاصی قریباً ۶۰۰ کپتان ایک
 پادری ایک۔ ڈاکٹر ایک کبھی کبھی جہاز کا مالک۔ جلا د ۲۔ معلم جہاز ایک۔ سگن گیبر ۱۲
 جہاز کی پیشانی کے سبب بالائی حصہ پر جب کو عرشہ کھنا چاہیے، شخص جنکا یہ کام تھا کہ دن
 باری باری کھڑے ہو کر دو بین آلوں سے وقت موسم موقع دیکھتے رہتے تھے اور بتلاتے
 تھے کہ جہاز کو کیا پیش آئیوا ہے۔ دس پندرہ سفید پوش متلاشی معاش۔ کپتان کے

کسیلہ

یہ جہاز سترھویں صدی میں متعل ہوتا تھا



اجاب جو کھانے کی میز پر اوزیریں چتر کے سایہ میں ہر جگہ اُسکے دائیں بائیں لگے رہتے تھے قیدیوں کی حفاظت اور خدمت کیلئے ۱۰ آدمی۔ معمولی ملّاح ۱۲۔ بندوچی ۴۰۔ بڑھی ہما پیسہ و بتی ساز ایک ایک۔ باوچی ۲۔ جنگ آزما سپاہی ۵۰۔ ۶۰۔ اور ایک آغا۔ گویا کلاکر پارسو آدمی ہوتے تھے۔

فال پھینا

جب کوئی جہاز ملا جوں اور خلاصیوں سے آراستہ اور سپاہیوں اور سامان جنگ و آذوقہ سے طیار ہو کر سطح آب پر چم جاتا تھا تو لنگر اٹھانے سے پیشتر فال دیکھنا بھی ضروری تھا۔ قوم مرالطین جب معتب زما نہ ہو کر بربر کے یوان حکومت سے نکالی گئی تو دنیا کی متنزل قوموں کی طرح رفتہ رفتہ پھر اپنے اُستیقیم مذہبی گروہ کی شکل میں بدل گئی تھی چنانچہ فال دیکھنے کی خدمت اُنہی کے سپرد تھی۔ اسکے صلہ میں اُنکو لوٹ کے مال سے کچھ ملجاتا تھا۔ سفر کیلئے جمعہ اور اتوار عموماً نہایت مبارک دن سمجھے جاتے تھے۔ فرض کرو کہ

سفکا دن

دن اور وقت مقررہ پر ایک جہاز بالکل مرتب اور مستحکم۔ آراستہ و پیراستہ۔ ساحل کے قریب لنگر انداز ہے۔ ساحل پر کیپستان اور دیگر اہالی جہاز کے عزیز و اقارب۔ دوست و آشنا اور عام تماشاخیوں کا ہجوم ہے۔ رخصتی سلام اور مصافحے ہو چکے ہیں۔ وداعی معانقے اور دعائیہ جملے بھی ہو چکے ہیں۔ لنگر بردار لنگر اٹھاتا ہے۔ اور معاً ایک وداعی بندوق سر ہوتی ہے۔ ادھر سے ایک بیک شور اٹھا کہ خدا ہمیں تیز قدمی دے۔ ادھر سے جواب ملا کہ خدا تمہیں برکت دے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہلکی کشتی یا سبک رفتار کشتی نما جہاز سطح آب پر کچھ دیر سانپ کی طرح لہر لہر کر تماشاخیوں کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

الوداع

جب دور سے کوئی شکار (یورپین تجارتی جہاز) آتا دکھائی دیتا ہے تو کپتان دھوکہ دینے کی غرض سے بلا تکلف کسی غیر ملک کا نشان بلند کر دیتا ہے۔ شکار اپنی پشانی سے پیچھے رفته رفته زد پراتا ہے تو کشتی کے بندو بچی حیرت انگیز سرعت سے باز ہیں مازنا شروع کرتے ہیں۔ اُدھر ملاح اور جہاز راں۔ غلام خلاصیوں کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں کہ مبادا حب وطن اور قومی پاسداری سے مجبور ہو کر دشمن سے جا ملیں کشتی کے باقی جنگجو سپاہی تنگی تلواریں بلند کئے قرابینیں سادے اور چمکتے ہوئے خنجر جھوکائے طیار کھڑے ہیں کہ اگر بندو بچی دور سے فیصلہ لکھ سکیں تو یہ دشمن کے جہاز پر بان وحس نازل ہو کر خود تصفیہ کر لیں۔

ہند میں کس طرح شکار کھیلتے تھے۔

ایک خوفناک سین

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس جہاں آشوب زمانہ میں برائے نام بربر کی ترک تار کشتیاں یورپین کائیگریوں کے ہاتھ سے بجز یورپین خلاصیوں کی قوت بازو کے سہارا بیشتر یورپین شجاعوں کی تلواروں کے سایہ میں اور اکثر یورپین کپتانوں کے نطل حمایت میں، ابجزائرسے صرف اور محض اسلئے ننگراٹھاتی تھیں کہ کسی یورپین تجارتی جہاز یا یورپین تجارت پیشہ قوم کے ساحل کو تاخت تاراج کر ڈالیں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرن وسطیٰ کا یورپ اپنی مبارک جان پر کس طرح آپ ہی حملے کرتا تھا تو بے ختم یارچی چاہتا ہو کہ حیرت و تعجب کرے اور اگر ممکن ہو تو ہمدردی بھی کریں۔ اسلئے کہ خود کردہ رادرمال حمیت؟

خود کردہ رادرمال حمیت

جہازوں اور کشتیوں پر جو غلام خلاصی کا کام کرتے تھے انکے حالات مجاریہ تو یورپ اور افریقہ میں ہر جگہ یکساں طور پر خوفناک تھے اور خوفناک ہونا بھی چاہئیں تھے

غلام خلاصیوں کے حالات مجاریہ

غلاموں کے شان غلامی

غلاموں کے حقوق

اسلئے کہ ایک پورے شہر یا قصبہ کو سمنار کے سطح پر صد یا میل کھینچنا سخت ترین شقت تھی لیکن اگر اسکو نظر انداز کر کے دیکھیں تو عام غلاموں کی حالت چنداں خراب نہ تھی۔ مثلاً جو پہلک اور پرائیویٹ کارخانوں میں صنعت و حرفت کے کام کرتے تھے گھرانوں میں خدمتگاریا میونی پل خدمات پر مامور تھے۔ سقے بنکر کچالوں میں پانی لئے بیچتے پھرتے تھے سبزی اور میوہ فروش چرواہے معمار سنگتراش مزدور تھال تھے یا کھیت کیا کا کام کرتے تھے۔ ان سب کو نو مسلموں سے زیادہ قومی اور مذہبی حقوق حاصل تھے۔ مراکش۔ الجسائر۔ ٹیونس وغیرہ بڑے بڑے مقامات میں ایک ایک پادری خاص اس کام کیلئے متعین تھا کہ اُنکے باہمی تنازعے فیصل کرے اور مذہبی تعلیم بھی دے۔ اسکو القاضی کہتے تھے بعض مسیحی غلام بڑے بڑے تاجروں اور کارخانہ دار تھے۔ کارواں سرائوں کے مالک اور متمم تھے۔ مسیحیوں کیلئے سطح عبادت گاہیں الگ تھیں، ہر سطح مسافر خانے بھی جدا تھے جنہیں مسلمانوں کو ٹھہرنے کی ممانعت تھی۔ شاید اسلئے کہ مبادا وہ انکو دق کریں۔ اگر بیمار ہوئے تو مسیحی شفا خانوں میں بھیجے جاتے جہاں اسپین کے فرائر مسیحی تھے، انکی تیار دوا کرتے۔ یورپین مالک میں تو مسلمان غلاموں کو ذبحہ برابر بھی بٹول حقوق نہ تھے۔ مگر افریقہ میں مسیحی غلام صنعت و حرفت کے سہارے نمایاں ترقی کر کے۔ اور صاحب دولت صاحب غصہ و بارگاہ بنکر بجائے خود غلام رکھتے۔ تب بھی گورنمنٹ کو ان سے کچھ تعرض نہ تھا۔

اسلئے تاریخ نام کو مؤلف برتھویٹ صفحہ ۲۴۳۔ سیکری آف کرسٹن ڈیم رسیجی دنیا پر غلام الیم، مصنفہ سرائیل پلٹرف مصنفہ۔ مارگن ہی اسکی تصدیق کرتا ہے۔

اسلئے لین ہول کی باربری کو سیر صفحہ ۲۴۲

جب کوئی بربری جہاز لوٹ کا مال اور بندی لیکر یورپ سے واپس آتا تو دستو
 تھا کہ اول مالک یا پاکستان اپنے آئینی رپورٹ تفصیل غنائم گورنمنٹ میں بھیجتا۔ اور
 ایک تاریخ مقرر کر دیتی۔ اور اُس روز لوٹ کے تمام مال اور سبب خاص کر غلاموں کی معائنہ
 ہوتا۔ اور تحقیقات کی جاتی کہ قیدیوں میں کتنے مسافر ہیں اور کتنے جہاز کے ملازم اور منصب
 مسافروں کو اُس ملک یا ریاست کے توفصلوں کے سپرد کر دیا جاتا۔ جہاں کے وہ رہنے والے
 ہوتے۔ افسران و ملازمان جہاز میں سے اٹھواں حصہ بطور محصول گورنمنٹ کیلئے منتخب
 کر لیا جاتا۔ اور باقی بربری جہاز کے مالک اور افسران و ملازموں کے درمیان آدھے آدھے
 بٹ جاتے۔ یہ انکو نخاس میں جوستان کہلاتا تھا۔ لاکرو آلوں کی معرفت فروخت کر دیتے
 لیکن بیع و شری کی تکمیل اور ذرائع و وسیعہ کے مبادلہ کیلئے بائع اور اسکے ساتھ مشتری کو
 ایک مرتبہ اور گورنمنٹ کے اسی افسر کے پاس جانا پڑتا تھا۔ اگر یہاں اگر غلاموں کی قیمت
 پہلے سے بڑھ جاتی تو بڑھوتری سرکاری خزانہ میں داخل کر لی جاتی۔ یورپ میں مسلمان غلام طرح
 نیلام ہوتے تھے۔ بلکہ معمولی طریق پر دست بہ دست فروخت ہوتے تھے۔ مگر خدمتگاری
 کے سو کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ غلاموں کی دو قسمیں تھیں۔ گورنمنٹ
 کے غلام۔ اور رعیت کے غلام۔

جن گورنمنٹ

یورپ میں برودہ فوشی

غلاموں کی قسمیں

گورنمنٹ کے غلام

علامت

گورنمنٹ کے غلاموں کی یہ علامت تھی کہ پیر کے انگوٹھے میں لوہے کا ایک
 پھل پھنتے تھے۔ رات کو ایک بڑے مکان میں جو قلعہ کی شکل پر اسی مقصد کیلئے بنایا گیا تھا
 بند کر دیے جاتے تھے۔ دن کو اکثر میونی پل خدمتیں انجام دیتے تھے۔ رعیت کے غلاموں

مقابلہ میں اُنکو کچھ زیادہ حقوق حاصل تھے۔ مثلاً جمعہ کو پورے دن کی اور باقی چھ روز غروب سے تین گھنٹہ پیشتر اُنکو معمولاً تعطیل لمبائی تھی۔ اور کئی اجازت تھی کہ حدودِ شہر میں جہاں چاہیں جائیں اور جو چاہیں کریں۔ بعض غلاموں کو چوری کا لپکا پڑ جاتا تھا۔ بڑی بڑی قیمتی چیزیں چُرا جیتے اور لطف یہ کہ کمال بیدردی سے اکثر اسی چیز کے مالک ہی کے ہاتھ بیچ دیتے۔ اور یہ بیچارہ گورنمنٹ کے خزانے میں پانچ کئے بدون خرید لیتا بعض تعطیل میں بھی بطور خود محنت مزدوری کر کے روپیہ پیدا کرتے۔ اور اُنکو جوڑ کر اپنی آزادی خرید لیتے کبھی گورنمنٹ بھی اُنکو ترکناز اور غارتگر جہازوں کے ساتھ سمندر میں دورہ کرنے بھیج دیتی اس صورت میں اُنکو مال غنیمت میں سے کچھ حصہ مل جاتا۔ اور ان رقوم کو جمع کر کے وہ اپنی آزادی خرید لیتے۔ مگر پھر بھی یہ اتفاقیہ تھا۔ اکثر یہ نہ تھا۔ کیونکہ یورپ کی سوشل اور پولیٹیکل حالت اٹھارہویں صدی کے نصف تک اس قدر ردی تھی کہ بربر کے یورپین غلام مسیحی خُبر بنکر یورپ کو واپس آنے اور یہاں بھیک مانگنے پھر نیسے ہزار بلکہ کروڑ درج بہتر سمجھتے تھے کہ ان خُبر میں اسلام کا غلام بنکر بے کھٹکے دولت و ثروت پیدا کریں۔ اور لطف و لذات زندگی سے ل

حقوق

چوری کا لپکا

بربر کے غلام اور یورپ کے
خُبر کا مقابلہ

۱۵ ہادی ڈان صاحب چہ پین کی سولہویں صدی کی تصنیفِ خزانہ ہوا سے متاثر ہو کر ۱۷۳۳ء میں انہوں نے یہ کرنے گئے تھے۔ انہوں نے وہاں کے حالات لکھتے ہوئے غلاموں کے روزمرہ کی گشتیاں تک تصویر کشی کی ہے۔ مگر تاہم نظریں اس کی وقت کا کس کی تاریخ ہند سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ ہنکو اس سے مخالفت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک یورپین مورخ خود اس بیان کی تردید کرتا ہے۔ دیکھیں پل باربری کو صفحہ ۲۴۱۔



کھو لکر سرور الوقت ہوں اور کچھ شک نہیں کہ بربر میں بوہین غلاموں کی حالت عموماً بہرہلو پر یورپ سے بدتر جابہتر تھی۔ اگر وہ یہاں کوئی خطا کرتے تو زیادہ سے زیادہ یہ سزا تھی کہ ڈرے لگ جاتے تھے۔ لیکن یورپ میں اتنے سے جرم کی پاداش میں گاڑی کے پیہوں کے نیچے کچل ڈالے جاتے۔ یا گھوڑے کی باگ ڈور سے پھانسی دیدیے جاتے۔

تاہم اس سے نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ بربر کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں دیہات اور کوہستانی آبادیوں میں یا جہاں کہیں جبرِ مصریحی غلام تھے وہ سب ایک سے اوپر ارتکابِ بہرہلو پر مفرد الحال اور خوش و خرم تھے۔ اول تو یہ کہ غلامی خواہ عزیز مصریحی کی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی غلامی ہے۔ جسکا مضموم ہے غربت و بیکسی۔ بندگی و بیچارگی۔ نفس کشی اور مضاعفی۔ فرض کرو کہ مسلمان غلاموں کو یورپ میں اور مسیحی غلاموں کو بربر میں کیسا طور پر نہ مسلسل عرق ریز اور سوز و محنتیں کرنا پڑتی تھیں۔ نہ جرموں اور خطاؤں کی پاداش میں کم و بیش سزائیں بھگتنا پڑتی تھیں۔ نہ کوئی آؤ جہانی اذیت تھی۔ یہ سب کچھ سہی لیکن روحانی عقوبت سے رنگاری کی سطح ممکن نہ تھی۔ وطن اور تہہ ٹھمنوں سے اچانک جدا ہو جانیکا رنج جو ایک تیز فزادہ برے کی سطح بہر وقتہ دلو چھیدا رہتا تھا۔ غلامی کی آبروریز بندشوں سے جیتے جی رمانی ممکن نہ ہو سکتا۔ یہاں جو کام جذبات کو مصلح کر ڈالتا تھا رکرش

۱۔ پہلیں کی کتھاک، گورنٹ کو اس مجبور و تعزیرات کا مشاہدہ جو اس نے کانٹنل ٹریس جیسے مذہبی پیشواؤں کی راہ سے۔
 عربی قانون کے بجائے۔ لافانیکیں جاری کیا تھا۔ اہ اسے ہیں، تو نہ اور غلام کے قتل حمایت سے نکلوا اور اس انسانیت کے
 کیے دیکھ لگا۔ دیکھو ماگن کا ترجمہ بربر کا سفر ہر کے مسیحی غلاموں کے تفصیلی حالات، دیکھتا ہوں تو اس سے زیادہ اور
 کسی کتاب میں نہیں مل سکتے۔ سرکاریاں نے تو بھی ایک نفس کرتے ہیں۔ گو نیک نیتی دے، کہیں حوالہ نہ بھی نہیں دیتے
 علوہ انیس ویکھو لین پول صفحہ ۷۴۴ تا ۷۴۷

مغز اور حکمران دلوں کا بربری مولائوں کی ناگوار بندگی سے اندر ہی اندر سلگنا۔ یہ وہ ناسوت تھا جو آزادی کے مہم بدون بھرہی نہ سکتے تھے۔

دوسرے یہ کہ دارالحکومتوں اور بڑے بڑے شہروں کے باشندے مہذب و تعلیم یافتہ ہوتے تھے۔ اور قدرتی طور پر روش بندہ پروری بھی جانتے تھے اور چارہ نواری بھی۔ لہذا غلاموں کے فینکے کا پورا کاٹھا کرتے تھے۔ لیکن نہایت خاص کر ہٹاری بسندوں کے نازاں شدہ اور ناتربیت یافتہ باشندے جو طبعاً سخت کرخت بلکہ سنگلاخ مزاج رکھتے تھے۔ اپنی طبیعت کے مطابق غلاموں سے سلوک کرتے تھے۔ اس طرح دکانوں پر گہرانوں میں کہیتو نہیں بہرے جگہ جہاں کہیں غلام اور مولہ ہوتا ویسا ہی اُن کا آپس کا برتاؤ۔ اگر موافقت ہوتی تو بجز اس کے کہ غلام آزاد نہ تھا۔ باقی تمام حقوق گھروالوں کے سے رکھتا۔ اگر ناموافقت ہوتی تو ناگفتہ بہ۔

علاوہ انہیں گورنمنٹ اپنے غلاموں سے کو کلیتہً بے تشدد پیش نہ آتی تھی لیکن اس میں بھی استثنیات تھے۔ یورپ کے خاص خاص فرقوں اور قوموں کے افراد جو لوٹ مار حملوں یا باقاعدہ لڑائیوں میں گرفتار ہو کر غلام بنائے جاتے تھے۔ اُن سے قومی تعلقات کی مناسبت پر سلوک کیا جاتا تھا۔ مثلاً مجاہدین بیت المقدس جو صرف مذہبی جوش کی بنا پر بربریوں اور ترکوں کے خون کے پیاسے تھے۔ ان کے قیدیوں کو عمدہ تکلیف دی جاتی تھی اسی قدر یہ خود کی اور بربری غلاموں کو تنگ کرتے تھے۔ یا اسپین کے غلام جسے اندلس کے جلاوطن مسلمان سخت متفرق تھے۔

شہروں اور دیہاتوں کی غلاموں کی حالت

گورنمنٹ کے اصول
سارے کے خلاف

چنانچہ ستائیسویں شہر اور ان کے محاصرہ سے اہل بربر نے بہت دشمن گنتاً
کے جنہیں چار مجاہدین بھی تھے جو مالٹا سے اپنی شجاعت کے جوہر دکھلانے آئے تھے
بجائے اسکے کہ یہ الجزائر کے نخاس میں بک کر کسی مفید اور مغز پریشہ پر لگائے جاتے یا
(جیسی کہ شاید خود انکو توقع ہوگی) گورنمنٹ کے غلاموں میں داخل ہو کر چریاں کرتے
پھرتے۔ انکو الجزائر کے القصبہ نامی قلعہ میں ۱۲۰ پونڈ وزنی زنجیریں پہنا کر قید کر دیا گیا
دو برس تک طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہ کر بڑے جیلخانہ میں بھیجے گئے۔ اور یہاں شاید
اُس بربری مسلمانوں کے قصاص میں جو مالٹا کے قلعہ سینٹ انگلو اور سینٹ میکائل میں
پابجولاں تھے۔ انکو آٹھ برس کامل شدید سے شدید اذیتیں جھیلنا پڑیں جتنی مرتبہ ہند
سے یہ طے سلا علی کہ بربری کشتی کو مالٹا گیلے سے شکست ہوئی۔ اتنی ہی مرتبہ گورنر نے غضبناک
ہو کر مجاہدین کو بچانسی پھینچ بھیج دیا لیکن ہر مرتبہ فرانسیسی فوصل کی سفارش سے جان بچی
ہو جاتی تھی۔ کیونکہ مجاہدین میں تین فرانسیسی تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے رابطہ فرقہ کے ایک
مسلمان کی مدد سے بھاگنے کی کوشش بھی کی مگر پھر گرفتار ہو گئے۔ اور اس رابطہ ہی کی
سفارش سے عفو و قصیر ہوئی۔ بالآخر نویں برس فدیہ دیکر آزاد ہوئے۔

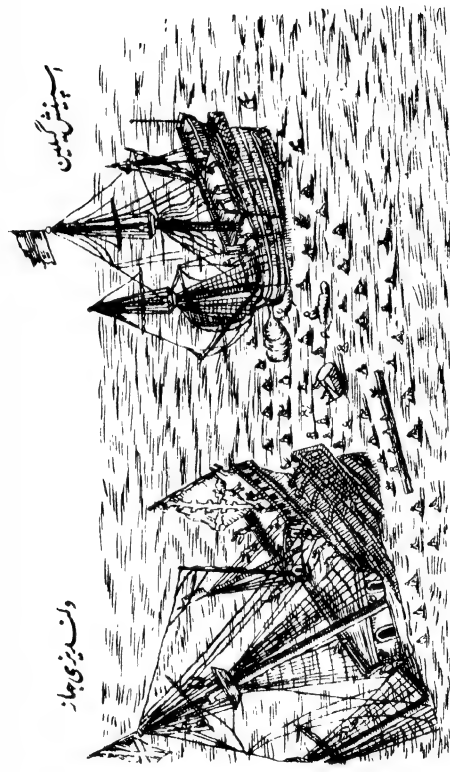
مالٹا کے مجاہدین
کمانی

اسی طرح ایک مرتبہ سرٹیزو نامی ایک سپین کا سپاہی جس نے
اپنا بایاں بازو لینٹو کے معرکہ کی نذر کر دیا تھا۔ نیپلز سے آتے ہوئے گرفتار ہو گیا۔ اور الجزائر

سردخیز کی سرگزشت

سلا کو انکو ہر طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں لیکن نہ ہی رسوم میں کبھی دست اندازی کی جاتی تھی۔ چنانچہ تنوار کے ان بیوی بچوں
میں آزاد گھومنے کی اجازت تھی۔ مگر حاکمین یا فوصل کی کوئی پر جا سکتے تھے۔ اور یہ ان یورپین مورخوں یا دفاع نگاروں کو تسلیم
ہوئے کہ بڑے جد ہمدین، دیگوار گن کا ترجمہ "سفر بربر" صفحہ ۶۵ تا ۶۷۔ باربری کو رسیہ ص ۲۲۵۔

ولندیزی جازاوار اسپینش گلکین مزد آزمائی



نخاس میں اگر معمولی آدمیوں کے ساتھ بچا۔ ویلی سہمی رئیس نے جو فی الاصل پونانی تھا اسکو خرید لیا۔ تلاشی لینے پر سرفوٹنیز کے پاس سے ڈن جان آوا سٹریا کے چند خطوط برآمد ہوئے جس سے رئیس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ذمی اثر باشندہ اسپین ہے۔ اور اسکو قید کر کے فدیہ طلب کیا۔ اگلے برس یخبر رفتہ رفتہ سرفوٹنیز کے باپ کو ملی اور اسنے فدیہ بچھا۔ یہ رقم اُسکے چھوٹے بھائی راڈریگو کے لئے کافی بھی گئی اور وہ راکرڈیا مگر وہ خود اس طرح حلقہ بگوش اور پابز خیر رہا۔ اس طرف سے مایوس ہو کر سرفوٹنیز نے بھائی کی مدد سے بھاگنے کا انتظام کیا اور بہت سے اسپینش جنٹلمینوں کو جو اسکی طرح ڈن جان کی سٹھاکا نہ خونریزیوں کی سزائیں بھگت رہے تھے رفاقت پر آمادہ کیا اور شہر سے باہر ایک تنگ و تاریک غار میں رفتہ رفتہ لیجا کر چھپا دیا۔ عین وقت پر جبکہ راڈریگو کا بھیا ہوا جہاز کنارہ پر تیار تھا کسی شہر پر مابھی گیر نے الارم دیدیا اور سرفوٹنیز اپنی ذریات سمیت پکڑا گیا۔ مگر گورنر نے اسکی مردانہ جسارت اور شجاعانہ انداز سے خوش ہو کر نہ صرف جان بخشی ہی کی بلکہ ویلی سہمی سے پانسو گنی دیکر خرید لیا۔ اسکے بعد بھی سرفوٹنیز نے کئی مرتبہ بھاگنے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ پکڑا گیا اور ہر مرتبہ قید کی سختی بڑھی۔ پھر بھی سزائے تازیانہ کبھی نہیں دیکھی۔ بالآخر یہ شہ آء میں فدیہ دیکر آزاد ہوا۔

سرفوٹنیز کی فزای

ناکامی

سرفوٹنیز کی آزادی

۱۔ لطف یہ کہ اسی سرفوٹنیز نے قید سے چوٹ کرا اور وطن پہنچے جو ڈن کو ٹکڑوٹ نامی ایک کتاب لکھی جس میں ڈن جان کے حالات زندگی درج ہیں۔ اسی میں کہیں کہیں اپنی غمگینی کہانی کے واقعے بھی لکھے ہیں۔ اور الجوز اثر کے اسی گورنر کو جو خود اربابا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک غلام کو ہر روز بلا وجہ پھانسی دوتا تھا۔ لیکن پول ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸

مجاہدین جیسے مذہبی افراد اور سر ڈیٹرنر جیسے قومی نامور جب بند غلامی سے
چھوٹ کر یورپ جاتے تھے تو انکے دکھ درد کی کہانیوں سے خاص و عام میں
جوش پھیل جاتا تھا پھر اسقف عظمیٰ کے سحر آفریں خطبوں سے پادریوں کے مقدس
دلوں کو بیطرح حرکت ہوتی تھی۔ اور یہ سبھی غلاموں کو نجات دینے کے لئے قافلوں
کی شکل میں سواحل بربر پر اکثر جھک پڑتے تھے چنانچہ سب سے پہلے نجات دہندہ
قافلہ کا سردار ایک فرانسیسی پادری تھا۔ جن ڈی میتھالے "ٹنلیٹ مقدس اور
قیدیوں کی نجات" کے نام سے ایک مذہبی فرقہ قائم کر کے پوپٹے انوسنٹ ثالث کی
حمایت پر لیا۔ اور پھر ۱۹۹۹ء میں بربر میں وارد ہوا۔ اور ۲۸ غلام چھڑ کر لگیا پھر سینین
مابعد میں اور کتنے ہی قافلے آئے اور کل ملا کر قریباً ۲۰ ہزار سبھی غلاموں کو چھڑا کر لیگئے۔
اسی طرح ۱۹۳۲ء میں ایک اور فرانسیسی پادری ماریلنر سے یہی احرام باندھ کر
چلا اور ۱۵ جولائی کو الجزائر میں وارد ہوا۔ چونکہ فرانس صلیحائے ٹرکی میں تھا اسلئے
الجزائر کے پاشا نے پادری ڈان کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ دربار خاص معام آ رہا
کیا۔ اسیروں اور وزیروں کو بھیج کر استقبال کرایا اور نہ صرف خود ہی بڑی عزت سے
پیش آیا بلکہ منادی کرادی کہ جو شخص پادری اور اس کے رفیقوں سے بادب پیش

سبھی غلاموں کی
نجات کا طریقہ

ایک ہفتہ

فرانس اور الجزائر
کا ربط

مہمان خوانی

۱۷ آؤر آؤدی ہولی ٹری نیٹی اینڈر ڈیمیشن اوکٹوز۔

۱۷ پوپ نے پادری میتھا کو سلطان مراکو کے نام ایک خط بھی دیا تھا جس میں سلطان کو "طلبہ القدر اور
گراڈیان" سے ملقب کیا ہے اور سفارش کی ہے کہ حامل خط کی اس کا خیر میں ہمت کریں اس سے سبھی اور
مسلمانوں کے ان دیرینہ تعلقات کا ثبوت ملتا ہے جو قرن وسط کے طوفان غارتگری سے پست تر تھے۔ بابری کریر صفحہ ۲۵۳

پادری کی انکے نصب

نہ ایسا کہ وہ قتل کیا جائیگا۔ حالانکہ خود پادری ڈان کا طریق عمل چوش انگیز تھا۔ مگر پائٹا
مہمان نوازی کے اصول کے مطابق جو مسلمانوں کا قومی خاصہ ہے اس کا خیال نہ کیا۔
انکے لئے فرانسیسی اجنٹ کی کوٹھی میں کمرے آراستہ کئے۔ اور تین ماہ تک
مہمان رکھا۔ اور چلتے وقت ۲۴ فرانسسی غلام آزاد کر کے ساتھ لئے۔

سیسی غلاموں کی آزادی

یہی قافلہ اگلے برس یونٹس سے ۲۴ فرانسسی غلام اور چھڑا کر لایا۔ پھر ۱۹۱۷ء
میں ایک اور فرانسیسی پادری کمیلن نے ۸۹ ہوموطنوں کو آزاد کر لایا۔ سیطرح اور
پادریوں نے سوڈن ایچ (قرن حال) تک اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی کامیابیاں
حاصل کیں۔ مگر پوری کامیابی اول سے آخر تک کبھی کسی کو نصیب نہ ہوئی نجات
مشن کے دو مقصد ہونا چاہئیں تھے۔ ایک یہ کہ یورپین غلاموں کو بلا قید و بند
و قومیت آزاد کرادیں دوسرا یہ کہ اہل بربر سے آئندہ کے لئے ایسی باہمی قرار
کریں کہ ان ممالک میں بردہ فروشی اور غلاموں کی گیر و دار قطعاً مسدود ہو جائے
مگر ان دونوں مقاصد کے حصول میں خود یورپ ہی کے پادریوں کا مذہبی تعصب
اور یورپ ہی کے فرمانرواؤں کی نا عاقبت اندیشی سد راہ تھی۔

اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ یورپ کی کوئی قوم کوئی سوسائٹی ایسی نہ تھی
جس کے ولیمند اور جلیل القدر افراد کے حلقہ خدام میں بربر کے حلقہ بگوش غلام موجود

۱۷۱۷ء یہ وحشیانہ اخلاص مہمان نوازی تھی! بین پول کو ریر صفر ۲۵۲۷ھ اس زمانہ کی رسم کے مطابق پائٹا نے
اکر دوستانہ ارتباط اور اتحاد سے اظہار میں۔ الجزائر کے بلالی جہنڈے کو پادری کے فرانسیسی علم سے شس کیا جائے
مگر ڈان سٹی سے انکار کر دیا اس لئے کہ پاک جہنڈا علم مقدس کو شس نہ کر سکتا تھا! پادری کو ریر صفر ۲۵۲۷ھ بین پول صفر ۱۲۵۲ھ
۱۷۱۷ء پیر کا ستر تتر جہنڈا مار گرن۔

نہ تھے۔ حتیٰ کہ فرانس جو دوستی کا دم بھرتا تھا اسکے جنگی جہاز اور سوشل خدام خانے بھی۔ خاندان ڈوریا کی غارتگری کی بدولت بربر ہی غلاموں سے مسمور تھے۔ اسکے علاوہ فرانسیسیوں کو موقع ملتا تو ساحل بربر پر علانیہ لوٹ مار کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ چنانچہ ۱۸۰۳ء میں چند فرانسیسی لٹیروں نے جنکو کپتان بتلایا جاتا ہے غلورنس کی چھ کشتیاں لیکر بوجیہ پر حملہ کیا۔ بوجیہ اس وقت گھٹک تیسرے درجہ کی بندرگاہ بن گیا تھا اسلئے قلعہ اور شہر جنگی سامان سے محفوظ نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حملہ آوروں نے بے تکلف لوٹ مار کی اور اٹھارہ سو مرد عورتیں اور بچے برحی سے پکڑ کر لیکے۔

فرانسیسیوں کی نوٹ مار

علاوہ ازیں شرف میں تمام دول میں سے صرف فرانس کا توفصل الجزائر میں ہوتا تھا یا اسقف عظم اپنا ایک سفیر سلطان مراکو کے دربار میں رکھتے تھے۔ اسکی وجہ غالباً یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ خود اہل بربر کے تجارتی جہازوں اور سیاحتی کشتیوں کو لوٹ لیتے تھے تو اپنے توفصلوں کو انکے دربار میں کس منہ سے متعین کرتے۔ اور جب انکے ملک میں صد ماسلمان غلام تھے تو وہ کیا کہہ سکتی غلاموں کو آزاد کرانے اسطرح ان ممالک کے پادریوں کو بھی جرأت نہ تھی کہ نجات دہندہ بن کر آتے صرف ایک فرانس ایسا ملک تھا جو سلطان قسطنطنیہ کا صلح ہونے کی وجہ سے کسی قدر استحقاق رکھتا تھا اسکے پادری بھی سبھی غلام آزاد کرانے میں قومیت اور ملت کا لحاظ کرتے تھے چنانچہ ٹیونس میں ایک مرتبہ ایک فرانسیسی مشن نے ۳۰۰۰ سکے دیکر

مراکو سے دول پرپ کا اتحاد۔

کی تھلاک سے
کی مثال

تین فرانسیسیوں کو آزاد کرایا۔ پاشا نے فدیہ بڑھائے بدون انہیں ایک اور فرانسیسی غلام کو شامل کرنا چاہا لیکن پادریوں نے اس کے لینے سے صرف اس بنا پر انکار کر دیا کہ یہ بیچارہ بد نصیبی سے پروٹسٹنٹ تھا۔ کی تھلاک نہ تھا۔

جب یورپ اور بربر کے باہمی تعلقات کی یہ حالت تھی۔ اور ایک دوسرے کی رعایا کو زبردستی سچکر غلام بنانا اور اُن سے خلاصیوں کا کام لینا اس قرن کی سچی تو مسیحی غلاموں کی آزادی کے دو ہی طریقے تھے۔ ایک یہ کہ جقدر بربری غلام

نجات دہندہ قافلے والوں کے ملک میں ہوں اُدھر وہ اُنکو چھوڑ دیں اور اُدھر اہل بربر کے غلاموں کو آزاد کر دیں۔ اور اس بات کا لحاظ نہ کریں کہ معاوضہ کی تعداد برابر ہے یا کم و بیش۔ چنانچہ پادری ڈان نے ۳۴۲ غلام اسی شرط پر رٹا کر لئے تھے کہ معاوضہ میں اُن تمام بربریوں کو جو فرانسیسی جہازوں پر پانچویں خلاصی ہیں ہار دیا جائیگا۔

حالانکہ انکی تعداد فرانسیسی غلاموں کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی یا شاید پادری صاحب نے مصلحتاً تھوڑی بتلائی تھی اس لئے کہ تصدیق کا کوئی سہل ذریعہ نہ تھا اور نہ بربر کے مسلمان بدظن اور بہانہ جو تھے۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ فدیہ دیکر آزاد کرالیں جیسا کہ ایک اقمہ مثلاً

اوپر درج کیا گیا ہے۔ یورپ کے متوخی جو کناۓہ ایک تیسرے طریقہ کا تقاضا کرتے ہیں اور شاید اُس زمانہ کے پادری بھی صراحتاً کرتے ہوئے۔ یہ کہ مسیحی غلام تباہ کیے یا فدیہ بدون یوں ہی چھوڑ دیے جایا کرتے یہ کس قدر بحث طلب مسئلہ ہے۔ آج صدیوں

بعد ہمارے اور ان مؤرخوں کے قلم اسکا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اسکا فیصلہ اُس زمانہ کی
تلاشوں نے آپ کر لیا تھا۔ لیکن اسیں کچھ شک نہیں کہ قرنِ وسطیٰ میں ذلیل
برودہ فروشی کی اسد رجہ کثرت زیادہ تر یورپ کے ہاتھ میں تھی جب تک اُس نے چاہا
رہی۔ اور جب نہ چاہا ہٹ گئی۔ پس پادری ڈان اور اُنکے رفیقِ سجاے اسکے
کہ بربر کے تمام اندرونی اور بیرونی مقامات میں بڑی سرگرمی سے مسیحی غلاموں کے
لئے شفا خانے، مسافر خانے، گرہ بناتے پھرتے۔ اگر وہ یورپ کے ممالک میں
اس سے آدھی سرگرمی سے غلاموں کی گیر و دار کے اسدا کا وعظ کرتے تو شاید
سین ماہ میں یورپ کو بربریوں کے ہاتھوں جو قتلین نصیب ہویں ہرگز نہیں

برودہ فروشی یورپ کے
مجلس میں تھی

۱۵ یورپ پر کیا منحصر ہے۔ برودہ فروشی سے مذب امریکہ بھی خالی نہ تھا۔ اٹھارویں صدی کے اخیر سے
انگلش پارلیمنٹ میں آزادی کی تائیدیں آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ اور سترہویں صدی میں یورپ میں رسمِ سٹ گئی۔
سے اول ولیم ولبر فورس نے ۱۹۔ مئی ۱۷۹۱ کو اسدا برودہ فروشی پر ایک پرجوش تقریر کی۔ مگر اسکا کوئی
نایاں اثر نہ ہوا۔ پھر مئی ۱۷۹۱ کو پارلیمنٹ میں ۱۷۹۱ء درخواسیں مختلف انگریزی تاجروں اور باشندوں نے لڑائی
کہ یہ رسم سدودہ کی جائے۔ اسپرولیم ولبر فورس نے پھر ایک تقریر کی اور اسکی تائید مسٹر ولیم پٹ نے کی۔
بالآخر سترہویں صدی میں ایک قانون پیش ہوا جسکی رو سے یکم جنوری ۱۷۹۱ کو اعلان کر دیا گیا کہ برودہ فروشی مجرم
سمجھا جائیگا۔ اس طرح امریکہ میں سترہویں صدی میں برودہ فروشی ناجائز قرار دی گئی اور سترہویں صدی میں ایک
بل پاس ہوا کہ انگریزوں سے قلمرو امریکہ میں رسم نہ کر قطعاً سدودہ ہووے۔ سترہویں صدی سے برودہ فروشی اور غلامگری
ایک جرم سمجھا جانے لگا۔

اس سے پیشتر یہ حالت تھی کہ جزیرہ جمیکا میں دھاتی برس کے عرصہ میں ۲۰ ہزار غلام کیے۔ غلام کے دواپنے
کا ۳۰ پونڈ قصاص تھا۔ افریقہ سے ۱۰ ہزار غلام سالانہ یورپ کو منتقل ہوتے تھے چنانچہ سترہویں صدی میں انڈونیشیہ
اپنی تقریر میں امریکہ کی نوآبادیستوں کی آبادی کی سب ذیل تفصیل کی ہے۔

غلام (۸۰۰۰۰) آزاد (۱۴۳۰۰۰) یورپین (۱۱۹۰۰۰)

ڈانیل ادوئل نے سترہویں تقریر میں بیان کیا تھا کہ امریکہ کے قدم باشندوں کی تعداد ۴۰۰۰۰۰ یورپیوں میں
دس برس کے اندر بقدر ۴۰۰۰۰ کے گھٹ گئی۔ اسلئے کہ اسقدر آدمی غلام بنا کر منتقل کر دیے گئے۔

گیارہواں باب

کھلیٹیروں کا دور ”یورپ پر عذاب الیم“

تنزل کے اسباب

یوں توجہ دولت علویہ فاطمیہ مصر میں منتقل ہو گئی تھی۔ تب ہی سے بربر کی گورنمنٹ اور سوسائٹی کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ اطمین اور موحدین کا اجزاء منفرد بنکر ایک دوسرے کے بعد خراج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بربر وحدت سے کثرت کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ قوت کی تقسیم اور اعضا کا تفرقہ ہمیشہ ضعف اور تنزل پر ختم ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی اخیر میں بنی حفص کی دوسو برس کی حکومت جو صوبہ ٹیونس میں محدود تھی۔ ایک ٹٹماتے ہوئے چراغ کا سا سنبھا لایا تھا جسکے بعد تاریکی شروع ہو گئی اور یہ تین سو برس کا زمانہ جو سولہویں صدی سے شروع ہو کر انیسویں کے آغاز پر ختم ہو جاتا ہے۔ تمام تر تنزل کا دور معلوم ہوتا ہے۔ بربر کے پولیٹیکل اور خفاہکر سوشل جسم میں ماوہ فساد صریحاً سرایت کرنے لگا۔ مجلسیں برہم ہو گئیں۔ علوم و فنون کی ترقی مسدود ہو گئی۔ تعلیم گاہوں اور کارخانوں پر قفل پڑ گئے۔ لیکن بائیسہ بربر کی آہ ہوا میں ابھی تک چند اعلیٰ خاصیتیں باقی تھیں یعنی نامورانہ شجاعت۔ فیاضی اور جاہلگی۔ اس سے کہا جاسکتا ہے کہ دور تنزل کے ابتدائی حصہ یعنی سولہویں صدی کی حکومت گو کیسی ہی تھی۔ لیکن بربر میں مسلمانوں کی بزم آخر تھی۔ یہ درست ہے کہ قلم ٹوٹ گیا تھا۔ سوشل چہرہ بھی بد نما ہو گیا تھا۔ مگر تلوار میں ابھی تک ہی آہ تابہی

برہی حکومت کا تنزل

پولیکل اور سوشل تنزل

بربر میں مسلمانوں کی بزم آخر

ابھی رزمیہ نہ انداز نہ بگڑا تھا۔ تیرھویں صدی کے ساتھ یہ صفتیں بھی رخصت ہو گئیں
 قومی چہرہ کے دونوں رخ مسخ ہو گئے۔ نکبت وادبار کی گھٹنا چھا گئی۔ اور ملک بربر و
 برس کامل اسی ظلمت میں ملتبس رہا۔ لپٹو کی جنگ کے ساتھ نامور انہ شجاعت اور
 رزمیہ نہ نیکنا میوں کا دُور بھی ختم ہو گیا۔ الو العزم خیر الدین اور طرغہ کے ثانی پیدا
 ہونا بند ہو گئے۔ اور انکی بجائے اب طامع بے اصول خونریز۔ غارتگر اسٹیج پر
 نمودار ہوئے۔

سلمان بن بکر کے
 رزمیہ نہ صفات کا فائدہ

اصل یہ ہے کہ اس عالم حادث میں کوئی شے ایک حالت پر نہیں رہتی۔ یہ
 ایک ایسی بدیہی صداقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ روزمرہ کے مشاہدات گو
 معمولی ہونے کی وجہ سے نظر انداز ہو جائیں۔ لیکن جب ذرا تجسس اور غائر نظر سے
 دیکھیں گے تو قدم قدم پر بین ثبوت ملیگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کوئی شے ایک حالت پر نہیں رہتی
 یعنی نفس شے میں تو کچھ فرق نہیں آتا۔ البتہ اُس شے کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ اسکا
 یہ ہے کہ ایک وقت میں ایک حالت کی جو علت یا علل ہیں۔ دوسرے وقت
 انہیں کمی بیشی یا رد و بدل واقع ہو جاتا ہے۔ اور اسلئے معلول یعنی حال بھی متغیر ہو جاتا
 ہے کہ علت یا علل کیوں بدلتی رہتی ہیں وہ پُر پیچ مسئلہ ہے جسکو انسان ابتداء آفریقہ سے
 آج تک حل نہیں کر سکا۔ یہ بھی فطرت کا ایک راز سر بستہ ہے جب یہ کہا جائے کہ
 انسان ایک حالت پر نہیں رہتا تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان جو مختلف قالیقوں
 اور متعدد ادوں کا بندل اور مختلف افعال کا مصدر ہے۔ اس کے افعال میں تغیر واقع

ہو جاتا ہے۔ افعال کیا ہیں؟ صرف خیالات اور جذبات کے اظہار کا نام ہی جب جذبات اور خیالات بدل جاتے ہیں تو انسان کا فعل اور حالت بھی بدل جاتی ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض خاص خیالات اور جذبات کے زور سے انسان سے ایک خاص فعل سرزد ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ اپنی علل (وہی جذبات) میں تغیر واقع ہونے کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد اُس فعل کی اصلیت کا پتہ ملنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی مطلق نہیں معلوم ہوتا کہ ابتداءً فعل کیوں ہوئی تھی۔ انسان کا لباس۔ غذا۔ رسم و رواج۔ اور اسطرح کی اور ہزاروں چیزیں مرکزِ صلیبت سے بہت دور معلوم ہوتی ہیں جتنی کہ مذہب بھی اس قانون تغیر کے اثر سے نہ بچ سکا کبھی ایک فعل کی علت اولیٰ خود غرضی یا قومی ہمدردی یا کوئی اعلیٰ خیال ہوتا ہے۔ مگر امتداد و زمانہ اور سلسلہٴ تناسل کے ساتھ اُس میں کھلی نفسانیت کا اثر آ جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس فعل میں بھی نمایاں فرق معلوم ہونے لگتا ہے۔ عروج اور خیر الدین باربروسہ کے جانشینوں کی بھی یہی حالت ہو گئی تھی۔ اب انہیں باربروسہ کی سی نامورانہ شجاعت نہ تھی ناظرین کو یاد ہو گا کہ کپتان عروج کو عنفوانِ شباب کی اُن مٹکیں جزیرہٴ لڑبیس سے نکال لائی تھیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُس وقت بحری غارتگری یورپ بھر میں عام طور پر ایک جائز پیشہ سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے اتباعِ عروج نے بھی ان شاغل کو پسند کیا۔ بہر حال اس خطرناک زندگی کی علت اولیٰ۔ ذاتی قوت اور خارجی تحریک تھی۔ لیکن کچھ دنوں بعد جلاوطن اُنڈلسیوں سے ہمدردی کرنے کا خیال اُس میں اُور شامل ہو گیا

برہنہ کی ترقی و منزل
کی جہلی کیفیت

جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ مجمع البحرین یونان سے بحر روم میں چلا آیا۔ پھر اس میں جاہ و جلال حاصل کرنے کی آرزو شامل ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عروج نے البحرین میں ایک مستقل حکومت قائم کی۔ خیر الدین کی تخت نشینی پر بابعالی کی مساعدت نے اُس علت اور میں ایک اور نئی تبدیلی پیدا کر دی۔ خیر الدین نے گواندلسیوں سے پوری ہمدردی کی مگر اخیر میں جاہ و ختمت اور تاج و تخت کا خیال غالب ہو گیا۔ اور اُسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسے البحرین کے ایوان حکومت کو محفوظ و مستحکم کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ کی اور اُسکے ساتھ اہل اسپین اور مجاہدین روڈس پر انتقام اور حدادتا حملے کیے اور یورپ کے بعض قوموں پر سنا اور جو ابا ترکنا زیاں کیں خیر الدین کے انتقال پر سلطنت کا استحکام تو مکمل ہو گیا تھا مگر ملک گیری کی ہوس بدستور سابق رہی۔ اسکے جانشین اگرچہ وہ اخلاص اور نیک نیتی نہ رکھتے تھے لیکن کچھ شک نہیں کہ سچے اور نامور شجاع تھے اور اعلیٰ درجہ کا رزمیہ مذاق رکھتے تھے۔ انکا دور یوں تو سو پھویں صدی کے بعد تک رہا مگر جیسا کہ ہم بتلا چکے ہیں شجاعانہ صفات میں لپٹنٹو کے معرکہ سے منزل شروع ہو گیا اس سے ترکی اور بربر کی متحدہ بحری قوت کو اسقدر سخت صدمہ پہنچا کہ پھر آخر تک تلافی مانفات جیسی کہ چاہیئے تھی ممکن نہ ہوئی۔ یہ درست ہے کہ جنگی جہاز اور جنگجو سپاہی پھر میسر نہ ہو گئے۔ اہل و نہیں پر اس متحدہ بیڑے نے پھر حملے کیے اور پھر حسبِ نحوہ شرائط صلح پر مجبور کیا۔ علیٰ اسلوبی کے بعد اور نامور کپتان بھی ہوئے مثلاً داماد علی پاشا جس نے موریا کو زور شمشیر فتح کیا۔ اور اپنا زور منہ بیڑا لیکر یونان کے ساحل کو بھی

متحدہ بیڑے کی قوت کا زوال۔

گھیر گھیر لیا۔ مگر بالینہ وہ عظمت و اقتدار اور وہ سطوت و جبروت چلپٹو کے معرکہ سے پہلے متحدہ بیڑے کو حاصل تھا پھر کبھی بیڑے نہ تو اس لئے کہ عظمت کا طمس ٹوٹ چکا تھا۔ دول یورپ نے متحدہ بیڑے کو مغلوب نہ ہونے والی طاقت سمجھنا چھوڑ دیا تھا۔ اور گولانیہ مقابلہ پر آنے کی جرأت انہیں کہیں سترھویں صدی کے اخیر پر جا کے پیدا ہوئی۔ مگر یورپ کی حکمران اور تجارتی قومیں گھروں میں بیٹھ کر ترکی بربر کی عظمت کو تسلیم نہ کرتی تھیں۔ اور سمجھتی تھیں کہ جو آج مغلوب ہو چکے ہیں وہ کل پھر مغلوب ہو چکے ہیں۔ تنزل کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ اب ترکی کی شمالی حد پر روسی کھڑکا لگ گیا تھا روسیوں نے سا لہا سال کی خونریز لڑائیوں کے بعد وحشی ترکمانوں کے بند غلامی سے آزاد ہو کر اور اپنی قومیت الگ قائم کر کے بحیرہ اسود کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا شاہ ایران اور ملکہ کتھرائن کی ڈپلومیٹک چال بازی اور فوجی پیش قدمی کی روک تھام سے بابائی کو اب اس قدر فرصت نہ تھی کہ بحر روم اور اسکے آس پاس کے قطعوں میں ترکی عظمت و اقتدار کو قائم رکھنا ضروری سمجھتا۔ اور اس شمالی دیوتا کے پولٹیکل منتروں کو نظر انداز کر دیتا۔ اہل بربر کے حق میں یہ بات بہت مضمر ہوئی۔ کیونکہ انکو اب تک سلطان روم کی قوت بازو و علانیہ کجی کی طرف مائل ہونے سے روکتی رہی تھی لیکن ابتداء سترھویں صدی سے جیسے جیسے ترکوں کا ظہل حمایت اٹھنا لگا۔ ویسے ویسے یہ نو مسلم یورپین کھلے اُٹھنے لگے۔

ترکی بحری قوت کے
اسباب زوال

ہم اب تک ناظرین کو زیادہ اقصائے مغرب کی حدود سے باہر بحر روم یا یورپ کے

جنوبی قطعہ آب میں سیر کرتے پھرے ہیں۔ خاص پائیتخت اور ملک کے حالات کو
 سمجھنے کے بعد سے تقریباً نظر انداز رکھا ہے اور نہ فرمانرواؤں کا سلسلہ وار کچھ ذکر
 کیا ہے۔ اسکے دو سبب ہیں۔ اول یہ کہ ملک کا تمام تر زور ترکی قوت میں مدغم ہو کر
 خارجی مہمات میں مصروف رہتا تھا۔ اور ملک و قلب سلطنت میں مقامی گورنروں کے
 لئے نہایت معمولی مشاغل رہ جاتے تھے۔ مثلاً نظم و نسق کرنا۔ ہمسریہ مہمات یا ریاستوں
 چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑنا۔ یورپ کے ساحلوں پر انتقاماً یا جواباً ترکنا رکشتیاں بھیجنا۔ یا
 بحیرہ روم میں دورے کر کے مخالف جہازوں کو گرفتار کرنا۔ وغیرہ۔ اور چونکہ انہیں سے
 ہر قسم کے واقعات تمثیلاً ہدیہ ناظرین بھیج چکے ہیں۔ اس لئے قلم انداز کیسے گئے۔
 دوسری وجہ یہ ہے کہ انیسویں صدی کے فن تاریخ نویسی میں وہ واقعات لینا جائز نہیں
 جو فرمانروائے وقت کی ذات اور اس کے مجلس اراک محسوس تھے۔ بلکہ جن واقعات کا
 اثر ایوان حکومت سے نکل کر قوم و ملک اور ہمسایوں پر پڑتا تھا صرف وہی تاریخ کی حد میں
 داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ کہ فرمانروا نے شخصی حیثیت سے کیا کیا اور کیا کیا۔ غیر متعلقہ واقعات ہیں۔
 الجزائر کے گورنر۔ پاشا۔ یا بگلر بیگ کہلاتے تھے جیسا کہ نوین باب کے خاتمہ پر
 اشارہ بیان کیا گیا ہے۔ علی الصلوٰجی یہاں کا سترھواں پاشا تھا۔ اسکے متقدمین میں
 عروج کے بعد چند ہی گورنر ممتاز گذرے ہیں۔ مثلاً حسن بن خیر الدین جو مالٹا کے محاصرو
 میں شریک تھا۔ صالح بن صالح رئیس جسے فیض اور بوجیہ کو فتح کیا۔ اکثر کی خدمات
 قسطنطنیہ میں منتقل ہو گئیں جنہیں سے بعض کے نام فہرست مندرجہ باب ۱۰ میں

الجزائر کے نامی گورنر

موج ہیں۔ انھوں نے ترکی امیر البحر ہونے کی حیثیت سے یورپ میں فتوحات کیں۔ باقی ملک کی چھوٹی چھوٹی مہمات میں مصروف رہے۔ ۱۷۷۲ء میں جب علی العلوی گورنر البحر اتر سے ترکی امیر البحر ہو کر گیا تو اسکے بعد ۲۴ برس میں ۱۷۹۶ گورنر ایک دوسرے کے بعد مقرر ہوئے۔ انہیں بکثرت نو مسلم یورپین تھے مثلاً رمضان ۱۱۷۷ء سے ۱۱۷۸ء تک حسن ۱۱۷۸ء تک جعفر ۱۱۷۹ء تک حسن بارثانی ۱۱۸۰ء تک میمنی رئیس ۱۱۸۱ء تک۔ یہ سب بائٹنا، حسن پاشا۔ ڈشمن، زحمدل۔ اور منصف مزاج تھے۔ ۱۱۸۲ء سے گورنمنٹ میں ایک نئی تبدیلی واقع ہوئی۔ یعنی اب تک رزم و بزم ایک ہی شخص کی ذات میں جمع تھیں جسکو اہل البحر اتر خود منتخب کر کے باغالی میں اطلاع بھیج دیتے تھے اور وہاں سے سند و علامات گورنری عطا ہو جاتی تھیں۔ مگر اسے فوجی سردار تو بدستور سابق منتخب ہونے لگے۔ اور عامل قسطنطنیہ سے منتخب ہو کر آنے لگے اخیر پر یہ نوبت پہنچی کہ بطرح اُس زمانہ میں انگلستان میں ڈیوک اور ارل کے خطاب کا کرکے تھے اس بطرح البحر اتر کی گورنری کے لگی۔ جو بڑھک قیمت دیتا گورنر بن جاتا۔ اس طریقہ انتخاب میں نہ تو قابل ہونے کی شرط تھی اور نہ ملکی ہونے کی۔ ترک بھی منتخب ہو سکتا تھا۔ اور بربری یا نو مسلم یورپین بھی۔ گورنری کے اہم منصب پر اسکا اچھا اثر نہیں پڑا۔ علاوہ انہیں عامل اور سپہ سالار میں اکثر ان بن رہتی تھی۔ اور اہل ملک کو بجا تشدد دھمکا پڑتے تھے۔

۱۱۸۳ء سے جب البحر اتر کی گورنمنٹ کے دو حصے ہو گئے۔ تو تاریخ بھی دو

گورنری اور سپہ سالاری
جدا ہو گئیں۔

حصوں پر تقسیم ہو گئی۔ خارجی اور ملکی۔ پہلے میں امیر البحر۔ سپہ سالار۔ اور عام جہازانوں اور کپتانوں کے کارنامے ہیں۔ اور دوسرے میں عاملوں اور مدتبڑوں کے عہد کے مشہور واقعات مذکور ہیں۔ سپہ سالاروں میں دو شخص نہایت الو العزم اور دلیہ گزدرے ہیں۔ یعنی امیر البحر اور اعظم اور جرنیل علی۔

مراد اعظم اور
اس کے کارنامے

مراد رئیس البحر اڑکے آخری زمانہ کے غارتگر کپتانوں میں سب سے زیادہ خوفناک تھا اسکی بڑی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ متقدمین کی طرح اسکی رگوں میں یورپین خون موجزن تھا یہ البانیا کے ایک معزز عیسائی خاندان سے تھا۔ بچپن میں اسیران جنگ کے ساتھ الجزائر کے نحاس میں بکے آیا۔ اور یہاں مصطفیٰ پاشا نے اسکو خرید لیا۔ ابھی بارہ برس کا تھا کہ نامور آقا کو اپنی دلیری اور جرأت کا ثبوت دینے لگا چنانچہ مالٹا کے محاصرہ میں یہ مصطفیٰ کے بہت کام آیا۔ دوران جنگ میں یہ جاسوس بنکر سمندر میں ادھر ادھر تاک میں پھر رہا تھا کہ اسکی چھوٹی سی کشتی کسی چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی مراد کو اس بات سے غیرت آئی کہ واپس جا کر آقا سے اپنی نالائقی اور نا تجربہ کاری کا اعتراف کرے۔ اسلئے یہاں سے افتان و فیضان بالا بالا البحر اڑ آیا اور پندرہ بلیوں کا ایک ہلکا سا برگٹین لیکر شکار کی تلاش میں چلا۔ بربر کے نو آموز قزاق اکثر اسپین کے ساحل کو تختہ شنی بنایا کرتے تھے۔ کچھ تو اسلئے کہ یہ البحر اڑ کے ساحل سے قریب تر تھا۔ اور کچھ اسلئے کہ مالٹا والوں کی طرح اہل اسپین بھی ہمیشہ بربریوں کے درپے رہتے تھے۔ الغرض مراد نے

اس چھوٹی سی کشتی سے تین کیتھلک جہاز اور قریباً ڈیڑھ سو آدمی گرفتار کئے۔ اس طرح جب علی العلوجی نے مجاہدوں کے امیر البحر سینٹ کلیمنٹ پر حملہ کر کے اُسکے جہاز گرفتار کیے تھے تو مراد اس معرکہ میں اسکا شریک تھا۔

ایک مرتبہ مشہور علمبردار میں مراد میں آٹھ شکاری کشتیوں سمیت صوبہ کلیمیریا کے قریب منڈلاتا پھرتا تھا کہ دور سے سسلی کا پھریرا آفتی پر نمودار ہوا۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ علم بردار سمعہ ایک اُور جہاز کے آتا ہے۔ اس میں ڈیوک (نواب) شیرانو و آچا، خواص سمیت غالباً بارگاہِ روم کو بغرض اظہار عبودیت جارہا تھا۔ بربرسی گیلی کو دیکھتے ہی سسلی کے علم بردار نے سراپیمہ ہو کر پشت دی۔ مگر مراد نے حیرت انگیز عجلت سے بڑھکر عقب جہاز کو گھیر لیا۔ ادھر ڈیوک بھی اسکو غنیمت سمجھا اور ہر اول میں جان بچا کر بھاگا۔ اب تک بربر کے کسی کپتان نے سمندر کے اندرونی حصوں میں سفر نہ کیا تھا۔ بلکہ

عام طور پر خشکی کے آس پاس لگے رہا کرتے تھے۔ لیکن مراد میں ایک مرتبہ بحرِ ظلمات میں اسقدر دوزخ لگیا کہ زمین نظر سے غائب ہو گئی۔ راستہ میں اسنے جزیرہ المنزاروٹ پر جوافریقہ کے مغرب میں جزائر کینیری میں سے پہلے کیا اور شہر ادوگورنر کے محاصرہ کو ٹوٹ لیا۔ اس طرح مشہور علمبردار میں ایک مرتبہ مالٹا کے قریب دورہ کرتے ہوئے اُسنے کسی یورپین قوم کے دو تین تجارتی جہاز گرفتار کیے اور انکو لیکر بحرا جزائر کو لوٹا۔ ادھر سے مالٹا کے غارتگر دو ترکی جہاز پکڑ کر مالٹا کو لیے آتے تھے۔ راستہ میں دونوں فریقوں کے

۱۵ ایک یورپین ہنر مند کھٹا جو علی العلوجی کو یہ نایاب گاہی مراد میں کی چاکہ دستی اور جرات سے حاصل ہوئی تھی لین پوٹ نمبر ۱۵

ڈیوک شیرانو و کی شکست

مراد میں بحرِ ظلمات میں

جزائر کینیری پر تاخت

مقابلہ ہوا۔ ہر چیز کہ مجاہدین کا صلیبی جھنڈا اس زمانہ کے جہاز رانوں کے لئے تصویر پر تھی۔ بربری قزاق بھی بعض وقت انکو طرح دیکھتے تھے۔ لیکن مراد میں اس بل گردہ کا آدمی نہیں تھا کہ ڈر کر بھاگ جاتا۔ اسنے مقابلہ کو سخت اتفاق پر موقوف نہیں رکھا بلکہ خود پیش قدمی کی۔ اور ذرا کا داکاٹ کر سیرینا نامی جہاز کو ایک ہلکی سی کشتی سے سطح اچانک جالیا کہ کپتان اور سپاہی سنبھلنے بھی نہ پائے۔ صرف آدھ گھنٹہ کی کشمکش میں سیرینا مسطول پر ہلائی پرچم لہرانے لگا۔ ان تینوں چاروں جہازوں کو سنبھال کر فتح مند کپتان دو تین ہی فرسنگ بڑھنے پایا تھا کہ جزیرہ مجور کا کے ایک ٹیڑھے سے دو چار ہوئی۔ یہ بھی بکھر ورم سے ایک تجارتی جہاز گرفتار کر کے مجور کا کو لئے جا رہا تھا۔ مراد نے اسکو بھی لے ڈالا اور لوٹ کے جہازوں کا یہ مختصر بڑا جلو میں لئے بندر گاہ البحر اتر میں خصل ہوا۔ اس روز شہر میں بڑی خوشی منائی گئی۔ اور مراد رئیس کو ”اعظم“ کا خطاب دیکر البحر اتر کا امیر البحر منتخب کر لیا گیا۔

جہاز سیرینا کی گرفتاری

مراد کی کامیابی اور اعظم کا خطاب

امیر البحر بنکر مراد اعظم نے جہاز رانی اور غارتگری دونوں فنوں میں بڑا کمال پیدا کیا۔ ۱۲۷۴ھ میں اسنے چار ہلکے کشتی نما جہاز لیکر سمندر کا دورہ کیا۔ راستہ میں فلورینس کے چند غارتگر دو جہاز لئے آتے تھے۔ مراد اعظم نے اس شکار کو دور سے تاکا اور فی الفور یہ چال چلی کہ اپنے دو جہازوں کے مسطول گر کر انکو علیحدہ کر دیا۔ فلورینس والے جو شکار کی تلاش میں گھر سے نکلے تھے۔ سمجھے کہ یہ تجارتی جہاز ہیں اور خوشی خوشی انکی طرف بڑھے۔ زیادہ قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ مراد اعظم نے اپنے باقی دو جہازوں

سمیت یک بیک برابر سے نکلا۔ ایک ہی ہلہ میں دونوں کو لے والا۔ ان جہازوں پر غلام خلاصی۔ ترک تھے۔ پس مراد نے انکو تورہ کیا اور جہازوں کے کپتانوں و افسروں کو پابزنجیر کر کے انکی جگہ خلاصی بنایا۔

جبریل علی کی ترکنازیاں

مراد اعظم کے بعد سترھویں صدی کے وسط میں علی رئیس نامی ایک اور مشہور کپتان گذرا ہے جو جہاز رانی اور جنگ آزمائی میں بارہ سو کاہم ہلہ تھا۔ یہ ایک نو مسلم کپتان کا بیٹا تھا جو یورپ کے ایک عیسائی خاندان سے تھا۔ اور بچپن میں گیر دوار کئے میں آکر غلام بنایا گیا تھا۔ اور بربر کے نو مسلم غارتگروں کے اصول ترقی کے موافق رفتہ رفتہ ایک نامور کپتان بن گیا تھا۔ ۳۳۰ھ میں علی رئیس نے سولہ جہازوں کا ایک بیڑا لیکر اٹلی کے مشرقی ساحل پر حملہ کیا اور صوبہ پولیا کے اُس حصہ کو جو ٹوٹا کھاتا ہے سخت بیرحمی سے لوٹ لیا۔ یہاں سے پلٹ کر بحر اڈریاٹک میں وارد ہوا اور خلیج کیرو کے قریب اسپین کا ایک تجارتی جہاز پکڑا۔ اور تمام قطعہ آب میں گھوم کر وینس کے کئی تجارتی جہاز گرفتار کئے۔ جب ان عالمگیر ترکنازیوں کی خبر وینس میں پہنچی تو سینیٹ نے ایک زبردست بیڑا بس کر دوگی اسیر البحر کیپٹن علی رئیس کی سرکوبی کو بھیجا۔

یہ ظاہر ہے کہ علی رئیس باعالی کے اشارہ سے ترکنازیاں نہ کرتا تھا۔ بلکہ اُس نے انکی رسم ہی یہ تھی۔ ہر قوم اور ہر سلطنت کے کثیرے تمام سمندر میں لوٹ مار کرتے پھرتے تھے اور جب تعاقب سے مجبور ہوتے تھے تو اپنی گورنمنٹ کے واسطے میں آ پھٹتے تھے۔ فی داسی

حمایت عہد شکنی یا معاندت کی علامت سمجھی جاتی تھی اور نہ اشتہار جنگ کا مراد فوجیاں کجا جاتی تھی۔ لیکن بالہنہ جب علی رئیس نے عروسی جرنیل سے بچکر صوبۃ البانیا کے بلونا نامی ترکی قلعہ میں پناہ لی۔ تو جرنیل نے باوجودیکہ بالعالی اور عروس البحر میں دوستی تھی قلعہ مذکور پر حملہ کر کے سخت کشت و خون کیا اور بربر سی کشتیوں کے ساتھ اُن چند ترکی جہازوں کو بھی تہا کر ڈالا جو قلعہ کی محافظت کرتے تھے۔ اسپر ایک زورمند ترکی ٹرینے سنیت کی سخت گوشمالی کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سنیت کو پانچ لاکھ ڈوکیٹ بطور تاوان جنگ ادا کرنا پڑے اور جرنیل کو سخت سرزنش کی۔

جرنیل میں سے
بربرے کی تباہی

دیں کی گوشمالی

اگرچہ اس معرکہ میں جرنیل علی کے بربرے کا بیشتر حصہ غارت ہو گیا تھا مگر اس نے ایک جدید بیڑا تیار کر لیا جس میں نئے پُرانے کل ملا کر ۷۵ جہاز اور چھ سو غلام خلاصی تھے اس بربرے کی بدولت اُس نے تمام بحر و بر میں بڑی شہرت پیدا کی۔ خاص کر جنوبی یورپ میں اپنے نام کا سکہ جاوایا۔ جرنیل علی کو ایک یورپین نو مسلم کا بیٹا تھا مگر اس بات سخت جلتا تھا کہ یورپین بربر میں اگر اور نو مسلم بند نام اور وضع بدل ڈالے چنانچہ ایک مرتبہ کسی فرانسیسی نے مذہب بدل کر حسب معمول نام اور وضع بھی بدل لی جرنیل علی نے اس کو یہاں تک تنگ کیا کہ آخر کار بیچارے کو معطفے چھوڑ کر پھر جان بننا پڑا۔ اس نے اپنے جہازوں کے لئے ایک الگ اسٹیشن بنا کر اسی کے قریب غلام خلاصیوں کے لئے ایک بڑا مکان سرائے کی قطع کا بنایا۔ یہ "جرنیل علی کی خان" مشہور تھا۔ اور اخیر اتر کے سب سے بہتر اور فرست افرا موقع پر تھا۔ اس کے گرد سید کے ہرے ہرے

جرنیل میں کی صحبت

جرنیل میں کی خان

ورخٹوں کا ایک حلقہ تھا جنکی بارور ٹہنیاں جھک جھک کر بالا خانوں کی کھڑکیوں میں پہنچتی تھیں۔ ایک مرتبہ علی نے اُس سرائے میں ایک بڑی بجاری ضیافت دی اور انجنرائز کے تمام جنگی اور ملکی افسروں۔ شہر کے رئیسوں اور گورنر تک کو بلایا کھانے شہر میں جرنیل کے مطبخ میں پکتے تھے جو سرائے سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور غلاموں کے دست بہ دست سرائے تک پہنچتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس بعد کا وجود وہمانوں کو اس قدر گرم کھانا پہنچتا تھا کہ قابوں میں سے بھاپ اُٹھتی تھی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سیسی غلاموں کو چوری کا کس قدر چسکا تھا چنانچہ رستہ میں اتنا کھانا چُر کر کھا گئے کہ اگر سیوہ جات کی مدد نہ ملتی تو وہاں ہی بھوکے رہ جاتے۔

جرنیل علی کا سیسی
غلاموں سے برتاؤ

جرنیل علی کہا کرتا تھا کہ میرے غلاموں کی انگلیوں میں ہلکی لگی ہیں جو چیز انہیں ایک مرتبہ آجاتی ہے وہ سلامت نہیں رہتی۔ یہ اپنے غلاموں کو آوروں کی طرح مقررہ روزینہ نہ دیتا تھا بلکہ بجائے اسکے دن بھر میں دو گھنٹہ کی چھٹی دیکر کہتا تھا کہ اگر اس عرصہ میں تنے اگلے دن تک کے کھانے سے فراغت نہ پالی تو تے بڑھکر شاید دنیا میں کوئی بیوقوف نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ ایک غلام کو علی کا چھل پڑا لگیا۔ اس بیچارے نے دیانتداری میں اگر بجنسہ دیدیا۔ جرنیل نے اسے انعام میں آدھا ڈوکیٹ دیکر کہا کہ تم بڑے احق ہو کہ جس چیز سے تمہارا فدیہ ادا ہو سکتا تھا وہ تے یوں ہی ہاتھ سے کھو دی۔ ایک اور غلام نے خاص جرنیل کے جہاز کے لنگر کی

زنجیر چالی اور کسی لوہار سے اُسکا سودا ٹھیرایا۔ مگر خبر ہو گئی اور غلام مال مسروقہ سمیت پکڑا گیا۔ جرنیل نے اُسکو بہت شاباشی دی اور کہا کہ تم پورے غلام ہو اور سو سطل لکھا جانتے ہو۔ ان حرکتوں سے علی کے غلام انتہا درجہ کے چور ٹے اُچکے بن گئے تھے۔ یہاں تک کہ اُسکا کمزور عدالت نیلام گاہ بنگلیا تھا جہاں ہر روز لوگ اپنی گم شدہ چیزیں خود اگر بذریعہ نیلام خریدتے تھے اور جرنیل اُسے کہا کرتا تھا کہ جب تم چیز کی حفاظت کرنا نہیں جانتے ہو تو لازم ہے کہ کچھ جرمانہ دو۔ علی کو دوسروں کے بھید معلوم کرنے میں بلا کا ملکہ تھا۔ نئے قیدیوں سے انتہا درجہ کی تہذیب اور اخلاق سے پیش آتا تھا۔ معمولی مسافروں کو نواب صاحب انواب صاحب اور الجناب عالی کہہ کر اور کم درجہ کے پادریوں کو ”حضور اقدس“ اور جناب مقدس“ کہہ کر اس طرح مخاطب کرتا کہ یہ بیچارے اپنا کچا چٹھا سنا دیتے اور اپنے مرتبہ جینیت سے آگاہ کر کے اپنا فدیہ آپ ہی مقرر کر لیتے اور عزیزوں کو خط بھیج کر اطلاع دیدیتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ علی جو اقرار کر لیتا اُس سے کبھی منحرف نہ ہوتا تھا اُسکا قول تھا کہ ”میرا قول میرا فعل ہے۔“ علی کے مذہبی خیالات بھی آزادانہ تھے۔ ایک مرتبہ پادری ایجنلو نامی ایک قیدی سے اس نے مزاحاً کہا کہ میرا کیا انجام ہوگا؟ پادری جواباً: تو تھا ہی۔ بولا کہ تجھے مر کر شیطان کا حوالہ ہوگا۔ علی مسکرا کر چپ ہو گیا۔ ایک اور نو مسلم جو اتفاقاً فقہ پڑھ کر شیخ ہو گیا تھا۔ علی سے ایک غلام مانگا تاکہ اُسکی قربانی دے۔ علی نے ایک مضبوط اور قوی ہیکل غلام کو ہر طرح مسلح شیخ کے پاس بھیج دیا اور کہا بھیجا

جنرل علی کے فضائل مستط

کہا کرتے ہو سکے تو اسکو پھینٹ میں دید و شہنشاہ نے شکایت کی تو جواب دیا کہ قربانی کا ثواب تو تمہیں یوں ہی مل سکتا ہے۔ ولیم ثالث شاہ انگلستان علی کو سلطانوں کی طرح مخاطب کرتا تھا اور خطوں میں اپنے آپ کو آپ کا (لونگ فرینڈ) محبت والا دوست لکھتا تھا۔

حکومت یونیس

یونیس کی قوت بھی اگرچہ الجزائر کے ہم پلہ نہ تھی مگر فی الجملہ کافی تھی اسکی حکومت بحر روم کے دروبست مشرقی حصہ پر تھی۔ یہاں کے قزاق عام طور پر مالٹا کے رہنے میں اور اسطرف بحر اڈریا تک میں شکار کھیلنے تھے۔ یونیس میں مشاء سے مشاء تک تیس گورنر قسطنطنیہ سے مقرر ہو کر آئے جنہیں سے ہر ایک نے بحساب واسطہ چار برس حکومت کی۔ اکثر تخت سے بظرف ہوئے بعض قتل ہوئے۔ بعض کو زہر

گورنروں کا حال و نسب

دیگیا۔ مشاء میں جنگی قوت بالکل برگشتہ ہو گئی اور الجزائر کی طرح اپنا جرنیل آپ مقرر کرنے لگی جسکو بالآخر بابائی نے منظور کیا۔ اسوقت سے اٹھارہویں صدی کے ختم تک گیارہ گورنروں نے ایک دوسرے کے بعد حکومت کی۔ اسکے بعد فرانسیسی دخل شروع ہو گیا۔ اس زمانہ کی خارجی اور ملکی تاریخ میں مہی غارتگری اور بد نظمی کے آثار پائے جاتے ہیں جو الجزائر کی حالت میں بیان ہو چکے۔ چھوٹی چھوٹی ترکتازیاں کرنا یا ہمسایہ ریاستوں سے حد بندی کی بنا پر جھگڑا بیٹھنا۔ تجارت ریاستوں سے محصول آمد و رفت وصول کرنا۔ وغیرہ واقعات سے زیادہ اذکر کوئی خاص بات نہیں پائی جاتی تمام گورنروں کے حالات بیان کرنا کچھ طول اہل معلوم ہوتا ہے۔ اٹھارہویں

صدی کے شروع میں جو گورنر تھے۔ انہیں سے بعض کے حالات مناسب ہونگے
مثلاً حسن چاوش جو سٹائم میں برطرف ہوا اور سپاہیوں کا آغا۔ مصطفیٰ مقرر ہوا۔
اسکے زمانہ میں اہل یونٹس نے سرحدی علاقہ کے باشندوں پر بجا تشدد کیے۔ سٹائم
مصطفیٰ نے یونٹس پر فوج کشی کر کے اسکو فتح کیا اور مرکو پر بھی جا چڑھا کی سٹائم میں
عزیز خواجہ تخت نشین ہوا اسنے ایک سال کی حکومت میں اور ان فتح کیا۔ سٹائم میں
بختاش خواجہ مقرر ہوا اور جلوس کے تیسرے سال دربار میں قتل ہوا۔ پھر ایک نو مسلم
یورپین ابراہیم دہلی مقرر ہوا مگر اسکے اطوار نہایت ناپسندیدہ تھے۔ تنگ چشم۔ ذلیل
دنی الطبع۔ رعایا میں بہت جلد بدنام ہو گیا اور بوقت کھلانے لگا۔ صرف چند ما
حکومت کرنے پایا تھا کہ اہل شہر نے باہی ہو کر قتل کر ڈالا اور اسکی لاش منظر عام پر
لٹکا دی۔ سٹائم میں علی نامی ایک شخص گورنر ہوا۔ یہ کسی قدر پولیٹیکل آدمی تھا کہ
تاک ملک میں جب قدر سازشیں۔ مفسدے۔ یا طوائف الملوکی ہوتی تھی اسکی علت کو
کسی نہ کسی طرح اسکے سوا اور کچھ نہ تھی کہ الجھڑ کے ترکوں اور یورپین نو مسلموں میں
نہ ہفتی تھی۔ اور اگر اتفاقاً ایک فرقہ کا آدمی سپہ سالار ہوتا اور دوسرے کا عامل تو سخت
طوفان برپا رہتا تھا۔ علی نے اس علی منصب پر جگر سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے مقابل
گروہ کو ضعیف کیا اور آٹھ برس کی حکومت میں قریباً تین ہزار ترکوں کو بغاوت کے
جرم میں ماخوذ کر کے قتل کر ڈالا۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب الجھڑ میں عامل اور سپہ سالار

الگ الگ منتخب ہونے لگے تھے تب سے حکمران قوت کے گویا پرچے اڑ گئے تھے اور چونکہ سپہ سالار کا انتخاب اور تقریباً نثری فوج میں سے اور جاں نثاروں میں سے عمل میں آتا تھا اور اس فوج کی قوت اور اختیارات خاص قسطنطنیہ کی طرح الجزائر میں بھی نہایت وسیع تھے۔ اسلئے ملک میں سپہ سالار کا اثر روز بروز بڑھتا گیا۔

یہاں تک کہ رفتہ رفتہ گورنری بھی اسی میں مدغم ہو گئی۔ اب تک پاشا لوٹ مار اور ڈاکہ زنی ضرور کرتے تھے مگر کپتانوں کے ذریعہ سے کرتے تھے جو رئیس کہلاتے تھے۔

اور اس قسم کے متنازع کا اعلانیہ اعتراف نہ کرتے تھے۔ لیکن جاں نثاروں کے منتخب کئے ہوئے گورنر نہ اپنی اصلیت چھپاتے تھے اور نہ اپنی بے اصول زندگی کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ محمد پاشا نے جو سلطانہ میں الجزائر کا حاکم تھا ایک فرانسیسی قونصل کو کسی بات پر بگڑ کر جواب دیا کہ میری ماں بھیروں کے پائے بیچا کرتی تھی اور باپ گائے کی جیب بیچا کرتا تھا۔ لیکن تمھارا جیسی لغو اور یہود جیب بیچنے سے اُسکو بھی عار ہوتا۔ اس طرح ایک مرتبہ گورنر مذکور اسی قونصل سے اقرار کیا کہ اہل الجزائر درحقیقت ٹھکوں اور لٹیروں کی ایک کہانی ہے اور میں اُسکا سردار ہوں۔

الجزائر اور تیونس کے علاوہ ٹریپولی یعنی طرابلس ایک ڈوچھوٹا سامن غلجی تھا جسکی بحری قوت اگرچہ اتنی مضبوط نہ تھی مگر خطرناک اتنی ہی تھی۔

سلطنت مراکو پر ہاتھ برب میں شمار نہیں ہوتی۔ اسلئے ہم اُسکو اس

گورنری کی شکست

محمد پاشا

طرابلس

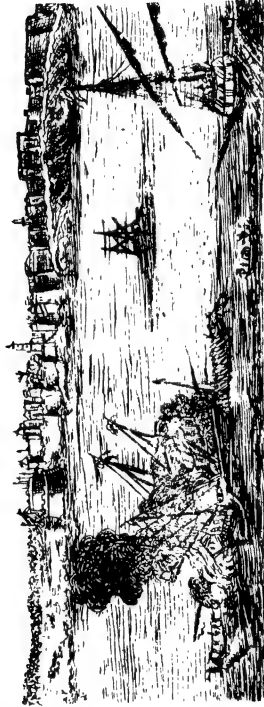
مراکو

تین سو برس کے زمانہ کی تاریخ میں شامل نہیں کر سکتے۔ پھر بھی سرسری نظر دلانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی غارتگروں سے خالی نہ تھی۔ الجزار کے قزاقوں کے حملے تو آبنائے جبل الطارق کے اندر ہوتے تھے اور ان کے باہر ایک مانہ میں شہر تیتوان جو تجارت کی بڑی منڈی تھی قزاقوں کے لئے نہایت مشہور تھا۔ ۱۶۶۷ء میں فلپ ثانی شاہ اسپین نے حملہ کر کے اسکو تباہ کر ڈالا۔ مراکو میں غارتگری کے تین بڑے مرکز تھے۔ سیدوطہ، تنجیر یا تنجہ۔ اور سیلی۔ سیدوطہ پر مختلف قوسوں کا قبضہ ہوا۔ اول اسپین کا۔ پھر اہل جنیوا کا۔ پھر ۱۶۷۸ء میں پرتگال کا۔ آخر ۱۷۰۷ء میں اسپین پھر فتح کر لیا اور آج تک اُسی کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ تنجیر جو چارلس ثانی کی بی بی کتھرائن ملکہ پرتگال کو جیز میں ملا تھا اور عرصہ دراز تک انگریزوں کے قبضہ میں رہا۔ بندرگاہ سیلی اگرچہ شروع میں کوئی مشہور مقام نہ تھا مگر اخیر زمانہ میں نہ صرف مشہور بلکہ ہر طرف بدنام ہو گیا تھا۔ اس کے چاروں طرف سنگلاخ بلندیاں اور ریت کے بڑے بڑے تودے حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ مغربی کنارہ پر ہلکے سے ہلکا جہاز بھی آسانی سے لنگر انداز نہ ہو سکتا تھا۔ علاوہ ازیں خاص خاص اوقات پر شمال مغربی سمت سے تیز آندھی چلتی تو سرکس بھی محفوظ نہ رہتی تھیں۔ اسکا یہ نتیجہ تھا کہ سیلی کے غارتگروں کے پاس کبھی کوئی جنگی بیڑا نہیں رہا بلکہ نہایت چھوٹی چھوٹی کشتیاں رہتی تھیں اور انہیں سے وہ سمندر میں لوٹ مار کرتے تھے چنانچہ ۱۶۶۳ء تک یہاں ایک بھی پورا جہاز نہ تھا۔ اور سو برس سے پہلے کے حالات پڑھنے سے

مراکو کے اجمالی حالات

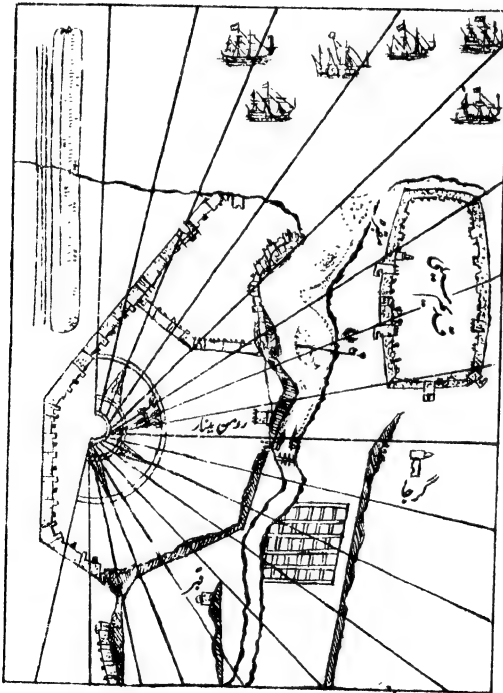
طرابلس الغرب

(سنة ١٢٤٠)



سیلی

شہر اور بندرگاہ



معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی اتر حالت تھی۔ البتہ انجرائٹ و ٹونس وغیرہ ہمسایہ ریاستوں کو دیکھ کر اسے بھی کروٹ لی اور صدی کے اخیر میں سخت بدنام ہو گئی۔ پھر بھی بڑے بڑے جنگی جہاز انکو کبھی نصیب نہیں ہوئے۔ چنانچہ مشاء میں جب انھوں نے ایک دفعہ ریاست پرووینس کے چند تجارتی جہاز لوٹ لئے تو چیوسیر ایکمن نامی کپتان نے صرف ایک بڑے جہاز سے انپر حملہ کیا اور انکے تین سنبھلے پانچ جہاز غارت کر ڈالے۔ مشاء میں مراکو اور اس کے مصنافات کی جنگی قوت چھٹ یا آٹھ جہاز دو دوسو تون وزنی تھے۔ اور سلمہ میں سولہ توپیں تھیں جنہیں صرف چھ چھ پونڈ کا گولہ آتا تھا۔ انکے علاوہ چند گیلیے جہاز بھی تھے۔

شروع میں سیلی کے ٹیڑوں نے باہم ملکر سلطان سے ایک معاہدہ کر لیا تھا جسکی رو سے غنیمت اور غلاموں کا دسواں حصہ خزانہ میں داخل کر دیتے تھے اور سلطان اسکے عوض میں انکی حتی الوسع حفاظت کرتا تھا۔ لیکن پھر گورنمنٹ کو ایسا چسکا پڑا کہ رفتہ رفتہ تمام لوٹ کے مال پر قبضہ کرنے لگی اور غارتگری کا چرل غنمانہ لگا۔ اخیر کو سلطان نے یورپ کی بڑی بڑی تاجر قوموں سے براہ راست معاہدے کر لئے جسکی رو سے گراں بہا تحائف اور نذرانوں کے بدلے غارتگری مسدود ہو گئی۔

۱۸۷۷ء میں جو انگلستان نے کوڈوراسٹیوٹ کے ذریعہ سے ایک سفارت مراکو کو بھیجی تھی اور جسکی سوت ۲۹۶ انگریزی غلام آزاد ہوئے تھے۔ اور تجارتی جہازوں کی تلاشی لینے اور پکڑنے کی رسم مسدود ہو گئی تھی اس سفارت کے حالات جان و نمٹس نامی ایک شخص نے "میکنیکل سفر" کے نام سے مشاء میں شائع کئے۔ یہ کتاب قابل دید ہے۔ اسبطرچ کپتان جان برتیویٹ کی تاریخ سلطنت مراکو بڑی عمدہ کتاب ہے

ریاستاے بربر کے اندرونی حالات نظر انداز کر کے دیکھیں تو یہ دو ڈیڑھ سو برس کا زمانہ یورپ کے لئے عذاب الیم کا دور تھا ہر چند کہ لپٹو کی جنگ کے بعد اہل بربر میں وہ شجاعت نہ رہی تھی مگر باربروسہ اور اسکے ابتدائی جانشینوں نے یورپ کے دل پر وہ سکہ جمایا تھا کہ مغربی دنیا کی کسی قوم نہ تجارت پیشہ اور نہ حکمران کو یہ حوصلہ ہوا کہ باہم ملکر انکی جنگ بندی کر ڈالتے۔ انھوں نے اپنی تجارت۔ اپنی حکومت۔ اپنی آزادی ہر جگہ عزت کو ان ٹیڈر کے ماتھے بچھا ڈالا۔ حالانکہ اگر تمام بربری جمازات اکٹھا ہو کر آتے تو یورپ کے ایک پورے اور باقاعدہ جنگی بیڑے کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ یورپ ضعیف نہ تھا۔ نہ بزدل تھا۔ مگر کچھ شک نہیں کہ چالباز ضرور تھا۔ اور ہمیشہ خانہ جنگیوں میں اپنی قوت صرف کرتا رہتا تھا یہ چالبازی ہی تھی کہ فرانس نے گر پڑ کر الجزائر کو دوست بنایا تاکہ اسپین نچا دیکھے اور بحری قوت میں ضعیف ہو جائے لوئیس شاہ فرانس کہا کرتا تھا کہ اگر الجزائر نہ ہوتا تو اسپین کو زک دینے کے لئے مجھے کوئی اور الجزائر بنانا پڑتا یہ چالبازی ہی تھی کہ سوٹھویں صدی میں ڈنمارک نے خود آگے بڑھ کر الجزائر سے دوستی کی تاکہ یورپ کی چھوٹی چھوٹی تجارت پیشہ ریاستیں مثلاً وینس و جنیوا وغیرہ پامال ہو جائیں۔ انگلستان بھی چالبازی کے خیال سے خالی نہ تھا۔ اور عرصہ دراز تک بربر کی ریاستوں کو سالانہ خرچ دیتا رہا تاکہ اسکا خاتمہ نہ ہو گوشتہ چم انگلستان کے دشمنوں کی طرف پھرا رہے۔ اگر خانہ جنگی دیکھنا ہو تو انگلستان کی تاریخ میں اس زمانہ کے حالات پڑھو۔ اسوقت تمام برطانیہ میں بادشاہ اور رعایا کی باہمی لڑائیوں سے ایک طوفان برپا تھا۔ ولندیزیوں میں بھی یہی پھوٹ پڑ رہی تھی

اور فرانس کے انقلابِ عظیم کے اسباب بھی اسی زمانہ سے مہیا ہونا شروع ہو گئے تھے صرف پچاس ساٹھ برس سے یورپ نے ریاستہائے بربر کو نذرانہ دینا بند کیا ہے ابھی تک یورپ میں ایسے آدمی موجود ہیں جنکو اچھی طرح یاد ہے کہ یورپ قیصل فرمانروایان بربر کی نظروں میں کس قدر ذلیل ہوتے تھے اور گورنر کے دربار میں گھٹنوں کے بل چکر ایک نیچی جگہ بیٹھا کرتے تھے شکایتِ عام میں ایک فرانسیسی قیصل دربار یونس میں حاضر ہوا تو اسکو گورنر کا ہاتھ چومنے کا اشارہ ہوا۔ اُسے انکار کیا مگر پھر موت کے خوف سے ہاتھ چومنا پڑا۔ اسی طرح سترہ سو میں انگریزی قیصل کو یہی واقعہ پیش آیا۔ کسی یورپین سلطنت کی یہ مجال نہ تھی کہ خلاف ورزی کرے۔ آسٹریا نے سترہ سو میں کچھ حجت کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ بحر روم میں اسکے جہازوں کے لئے قفل پڑ گیا۔ آخر طوعاً کرہاً اسے سالانہ خرچ دینا منظور کیا۔ ولندیز اس قدر ذلیل ہوئے کہ یونس میں جو انکی رزیدنسی کی کوٹھی تھی اُس پر ملکی جھنڈا لگانے کے لئے اُنکے ایک قیصل نے گورنر سے باضابطہ اجازت مانگی اور گورنر نے اس حق کے معاوضہ میں پندرہ ہزار سیکوئن (آدھا پونڈ یا سات روپیہ کا ہوتا ہے) لئے۔ اہل وٹیں حیرت کہ آئے دن بربر مقابلہ رہتے تھے مگر سالانہ خرچ ادا کئے بدون بحر روم سے صحیح و سلامت نہ گذر سکتے تھے حتیٰ کہ اسپین جسکو جلاوطن اُنڈلیوں کی وجہ سے بربر کے ساتھ قلبی عداوت تھی وہ بھی آخر کار سالانہ خرچ ادا کرنے پر مجبور ہو گیا تھا اور

ایک لاکھ پچاس ٹریڈنگس کرتا تھا۔ اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ ۱۸۹۹ء میں امریکا کی ریاستوں نے ایک عہد نامہ کے ذریعہ سے دوستی خریدی اور بڑی سخت قیمت دی۔ یعنی پچاس ہزار ڈالر ایک۔ آٹھ ہزار ایک۔ اٹھائیس توپیں۔ دس ہزار گولے۔ باروت جہاز کے رستے۔ جواہرات۔ اتنا خرچ سالانہ دیتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ ٹیلینڈ سویڈن ڈنمارک۔ اسپین۔ امریکا میں سے کوئی ریاست نہ تھی جسکی پیشانی پر الجمنڈا نے قفقہ اطاعت نہ کھینچا ہو۔ ہر چند کہ الجمنڈا کا بیڑا ۱۸۹۹ء میں ۲۵ جہازوں سے زیادہ کا نہ تھا۔ مگر ڈنمارک نے ۱۸۹۲ء میں ایک جدید معاہدہ کے بموجب حسب ذیل خرچ دینا منظور کیا۔ پانچ ہزار ڈالر نقد۔ وٹل توپیں ہر ایک ۲۴ پونڈ وزنی گولہ کی۔ پچیس بڑے سطل۔ پانچ لنگر کی زنجیریں۔ ۵۰ پیپے باروت کے پچیس سو بڑے گولے۔ پچاس پیپے بندوق کی باروت کے۔ اور کچھ تلواریں اور ہندو قیں۔ اگر اسپر بھی کبھی الجمنڈا کا گورنر بکرتا تو ڈنمارک کو خرچ کے بڑھانے میں تامل نہوتا۔ اہل و میں محمودہ پاشا گورنر الجمنڈا کو چالیس ہزار سیکوئن اور گرانبھا تحائف سالانہ ادا کرتے تھے۔

یورپین سلطنتوں کے قوفصل بھی یہاں آکر بہت ذلیل رہتے تھے۔ اسکی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ دول یورپ ان عہدہ داروں کے انتخاب میں وجاہت اور قابلیت وغیرہ کا لحاظ نہ کرتی تھیں۔ اور کچھ اہل بربر کا برتاؤ بھی اچھا نہ تھا۔

بعض تو فصل نالائق ہوتے تھے۔ بعض انتہا درجہ کے شرابخوار کوئی چالباز اور تمام تجارت پیشہ جو اس عہدہ کی مصلحتوں کے خلاف تھا۔ اگر سفلیہ مزاج اور حد سے زیادہ اطاعت گزین ہوتے تو اپنے حقوق کی حفاظت نہ کر سکتے۔ اور اگر ولیہ اور آزمائش ہوتے اور گورنر کے احکام کی تعمیل کرنے میں تامل کرتے تو اپنی ہی گورنمنٹ کے معتبوب ہوتے۔ اسکے علاوہ ان بیچاروں کو اور بہت دقتیں تھیں مثلاً انگریزی تو فصل سیکنوں ہزاروں انگریزی قیدیوں کو اپنی ضمانت پر رہا کراتے مگر برٹش گورنمنٹ سے فدیہ میں کوڑی وصول نہوتی۔ اگر سمندر سے فرائسی مخالفت کی خبر آتی تو اہل الجزائر تو فصل کے ہنگلہ کو اگر گھیر لیتے اور اکثر اسکو اور ساتھ میں اسکے مہوطن اور ہم مذہب باشندوں کو قید خانہ میں ڈال دیتے۔ انکے گھر لوٹ لیتے جب کوئی ایک تو فصل مقرر ہو کر آتا تو لازم تھا کہ تمام فوجی اور ملکی افسروں کو جہاد اقامتی تھے دے۔ اور چونکہ اہل برابر ایک شخص کو اس خوف سے کہ مبادا اسکا اثر و اقتدار حد سے بڑھ جائے بہت دنوں تک اس منصب پر نہیں رہنے دیتے تھے۔

دول یورپ کا ہر نیا انداز اطاعت قدرتی طور پر عالمان الجزائر کے حوصلے بڑھاتا تھا۔ الجزائر کے کسی تو فصل کے پاس مالٹا کا ایک بادچی تھا۔ مالٹا والوں نے اہل الجزائر سخت نفرت کرتے تھے اور پڑتے تھے۔ گورنر نے اس پر اعتراض کیا۔ اور بادچی کو جبراً تو فصل کی کوٹھی سے پکڑا کر قید کر دیا۔ سیطیح سنہ ۱۸۷۱ء میں مسٹر فالکن نامی ایک تو فصل ایک جرم میں مایوس ہوئے اور انکی گورنمنٹ سے استعراج

کئے بدون قید خانہ میں بھیج دیے گئے۔ ستمبر میں ولندیزیوں (اہل ہالینڈ) کی طرف سے سالانہ خراج میں دیر ہوئی۔ اور اسکی پاداش میں اُنکے قونصل کو محبس کی سیر کرنا پڑی۔ اسپر تمام یورپین قونصل متفق ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکو جبراً قید سے رہ کر ناپاٹا۔ اور گو یہ مقصد بالآخر گورنر کی رضامندی سے حاصل ہو گیا۔ مگر قونصل مذکور کی قید کے صدہ سے اُسکی بی بی مر گئی۔ یہی حشر ایک فرانسیسی قونصل کا ہوا۔

ولندیزیوں کے
قونصل کی کمائی

جس طرح بربر کی حدو میں غیر ملک والوں پر دستِ ظلم دراز ہوتا تھا۔ اسی طرح حدو سے باہر سمندریں لوٹ مار کرنے میں بھی کوتاہی نہ کیجاتی تھی۔ سیکنوں مسافر اور تجارتار آئے دن گرفتار ہوتے رہتے تھے۔ لیکن جہان تک اُس زمانہ کے سفر ناموں کا یا تا جہانہ تعلقات پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُنکے مطالعہ سے۔ یا اور اس سے بھی بڑھ کر دولِ یورپ اور اہلِ بربر کے باہمی تجارتی عہد ناموں کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ نہیں کہ ان دست درازیوں میں ہمیشہ انہی کی طرف سے ابتدا ہوتی تھی بلکہ بسا اوقات یورپ والے آپ اپنی غلطی سے لٹتے تھے اور گرفتار ہوتے تھے مثلاً فرض کرو کہ یورپ کی کسی بحری قوت مثلاً اسپین یا مالٹا سے یا کسی تجارتی ریاست مثلاً وینس و جنوا سے الجزائر کی لڑائی چھڑ رہی ہے اور ایک فرانسیسی اُنھے کسی جہاز پر نوکر ہے جب یہ جہاز الجزائر والوں کے ہاتھ آئیگا تو وہ فرانسیسی بھی گرفتار ہوگا۔ اور اسپر بھی وہی تشدد کیا جائیگا جو ایک دشمن پر کرنا لازم ہے

سمندریں لوٹ مار

لوٹ مار کا سبب

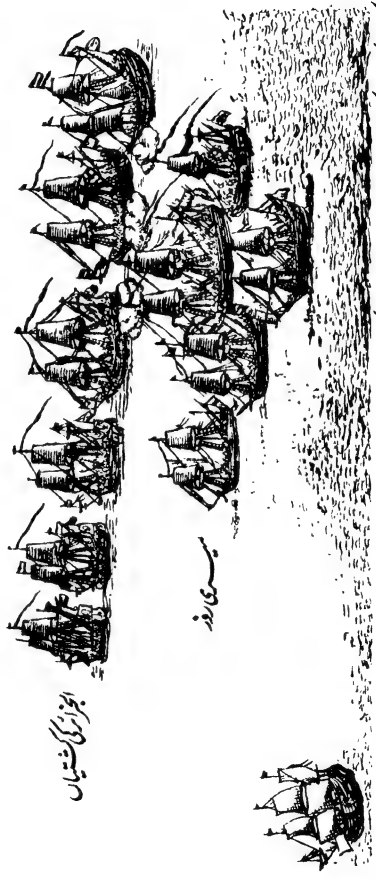
اکثر جہاز جھنڈے بد لکڑ بھڑ روم سے گذرتے تھے۔ یا اگر اُس ملک کے ہوتے
 جو الجزائر سے برسرِ جنگ ہوتا تو ان ملکوں سے پاس (پروانہ تراہداری) خرید کر
 بھڑ روم کا قصد کرتے جو الجزائر کے دوست ہوتے۔ دونوں صورتوں میں جب
 وہ گرفتار ہو جاتے تو انکی بری گت بنتی اہلِ برابر اور خاصکر الجزائر والے دوست
 بنانے میں کچھ ایسے فرائض نہ تھے اور انکا عذ بھی معقول تھا۔ یہ کہ اگر تمام ملکوں
 اور قوموں سے دوستی کیجائے تو اسکے دوسرے معنی یہ ہونگے کہ گویا قرانی سے
 دستکش ہو گئے چنانچہ ایک دفعہ گورنر الجزائر نے شاہ سوئڈن سے بیسہمانترانہ لیکر
 معاہدہ کر لیا کہ سوئڈن کے تمام جہاز بحرِ روم سے صحیح سلامت گذر جائیں گے۔ اس پر
 الجزائر کے تمام ملحق اور جہاز راں جو قزاق پیشہ تھے متفق ہو کر مجلسِ اپر چڑھ آئے اور
 اُسکو نوٹنے کی دھمکی دی اور یہ حجت کی کہ اگر یہ یوں ہی دوست بڑھتے رہے تو یورپ کے
 قزاقوں پر ہمارا کچھ بھی رعب نہ رہیگا۔ ہمارے جہاز بھی لٹ جائیں گے اور بسر و قاتل
 ذرائع بھی مسدود ہو جائیں گے۔ آخر کار دیوانِ عام میں ایک کمیٹی ہوئی جس میں بڑے
 بڑے ملکی اور فوجی افسروں نے اس بات پر بحث کی کہ کس قوم سے دوستی رکھی
 جائے اور کس سے مخالفت رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ولِ یورپ میں صرف اُن ایک
 دو سلطنتوں سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنا قرار پایا جو باعالی کے صلحا ہیں تھیں
 ان کے علاوہ اُور یورپین جہاز تا جرانہ مقاصد کے لئے جب کبھی بحرِ روم کا قصد

کرتے تو اپنے جہازوں پر انہی کے جھنڈے لگا کر اور انہی سے پروانہ راہداری خرید کر چلتے۔ پس اگر اہل الجزائر پر یہ فریب کھل جاتا اور وہ ان دوست و دشمنوں کو نوٹ کر اور گرفتار کر کے قتل و کشتہ کرتے تو کچھ ایسا نازیبا اور خلاف محل نہ تھا۔ الجزائر والے کہا کرتے تھے کہ ”فلینڈرز کے جہاز راں تو بیشک بہت خوش معاملہ اور راستباز ہیں۔ ہمے جھوٹ نہیں بولتے۔ مگر فرانسسی اور ہالینڈ والے بڑے پاجی اور نکار ہیں۔ اپنے پاس (پروانہ راہداری) اور قوموں کے ہاتھ پیریتے ہیں جبے انے دوستی ہوئی ہے تب سے سوئڈن۔ ڈنمارک۔ یا ہمبرگ کے جہاز ہی سمندر سے اڑ گئے ہیں۔ سب کے پاس ہالینڈ کے پاس ہوتے ہیں۔ اور جھنڈوں کا رنگ بھی ان ہی کا سا ہوتا ہے جس سے ہم دھوکے میں آ جاتے ہیں اور شکار ہاتھ سے نکلی جاتے ہیں تو سمجھی دنیا کی تمام سلطنتیں فر وافر و اور مجموعتاً دل سے آرزو مند تھیں اور کوشش بھی کرتی تھیں کہ کسی طرح اہل بربر کے قشتہ اطاعت کو پیشانی سے دھو والیں اور کبھی کبھی عملی ثبوت بھی دیتی تھیں۔ مگر تین قوتوں نے جان توڑ کر کوشش کی۔ یعنی امریکا۔ انگلستان۔ اور فرانس۔ پہلے دو ملکوں کے حملوں سے اہل بربر کی قوت منہمک ہوئی۔ اور تیسرے کے حملے سے منتشر ہو کر بالآخر اسی میں مدغم ہو گئی۔

شروع میں امریکا نے دو یورپ کے ساتھ بربر کو خراج دینا مرض لاعلاج سمجھا کر قبول کر لیا تھا۔ لیکن ۱۷۷۵ء کے بعد انگلستان کے بند غلامی سے آزاد ہو کر ترقی

امریکا دیا ستانے بربر

انجرائی ترک تانکشیوں اور پورپ کے میری روزیرٹے کا ستا بلہ (مشہد) عیسوی۔



میری روز

انجرائی ترک تانکشیوں



شروع کی اور تجارت میں بھی علم بھائی بلند کیا تو الجزائر کے گورنر نے اسکو ایک نیا
 ٹیکار سمجھ کر دوست بنالیا تھا چنانچہ الجزائر کے اراکین و مندوں میں امریکا سے زیادہ
 عزیز و مبارک تھا۔ اسلئے کہ جہاز رانی اور جہاز سازی میں انکو جقدر ملکہ تھا اسقدر
 بحری حربے سامان سے عدم توجہی تھی۔ اور گورنران الجزائر نے سخت شرائط پر
 دوستی کیا کرتے تھے۔ اور الاکھ ڈالر نقد اور کچھ سامان سالانہ لیتے تھے۔ اخیر پر
 ایک مرتبہ اہل امریکا میں جوش پھیل گیا۔ کیونکہ الجزائر میں دوستی کے باوجود امریکن غلاموں
 کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی تھی تو گورنر نے شرطیں فوراً ڈھیلی کر دیں اور اس ترکیب سے
 اہل امریکا کو موقع نہ دیا کہ جنگی بیڑے کی ضرورت کو زیادہ محسوس کریں۔ ادھر امریکا
 والوں نے بھی اسکو غنیمت سمجھا اور ایک بڑی رقم بطور پیشکش سالانہ ادا کرنے
 کی شرط پر گورنر سے صلح کر لی۔ یہ دیکھ کر بربر کی اور ریاستوں نے بھی سر اٹھایا ہے
 اول یوسف پاشا گورنر نظر اہلس نے بڑے زور سے دھکی دی کہ اگر امریکا کی متحدہ
 ریاستیں انگلستان۔ فرانس۔ اور اسپین کی طرح گراں بہا تحائف و خراج ادا نہ کرتی
 تو انکے جہازات اسقدر برحی سے ٹوٹ لیے جائینگے کہ دو تین دن نامی تاجروں
 تک کا دیوالہ نکھجائینگا۔ یوسف نے مرسلہ میں یہ شکوہ بھی کیا کہ جب یوسف اور
 الجزائر جیسی ہمسایہ ریاستوں کو بیدار پینکشن دیے جاتے ہیں تو کیا وجہ ہے
 کہ ہم اس سے محروم رہیں۔ کم از کم ایک تجارتی جہاز تو بطور نذرانہ ملنا چاہئے۔ امریکا
 پر ایسیڈنٹ نے اسکے جواب میں مذہب طریقتہ سے اطمینان دلایا اور شک و عدسے کو

اسپر گورنر نے پھر لکھا کہ آپ اپنے قول کو فعل سے ثابت کریں اور اس چالپوسی کو چھوڑ کر
چھ مہینے کے اندر وعدہ کو پورا کریں ورنہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو مناسب مفید سمجھے کرے
اسی طرح گورنر بنوںس نے بھی مطالبہ کیا اور مر اسلمہ میں لکھا کہ جب ڈنمارک۔

بنوںس کا طریق عمل

اسپین۔ سلی۔ اور سوئیڈن نے پیشکش دینا بطیب خاطر گوارا کر لیا تو کیا وجہ ہے
کہ امریکا ساکت ہے۔ اہل مراکو ہر چند کہ بہت ہی کم آزار تھے جیسا کہ پہلے بیان
کیا جا چکا ہے۔ لیکن وہ بھی اس خوانِ نیما میں شریک ہونے سے نہ چو کے۔

اہل مراکو

ادھر سے الجزائر نے پھر سر اٹھایا اور بقایا رقم خراج کا تقاضا کیا۔ سب سے زیادہ
ڈانٹ یوسف پاشا نے دی تھی اسلئے افتتاح بھی اسی کی طرف سے ہوئی چنانچہ
جب چھ ماہ بلا جواب گذر گئے تو اسے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور امریکن قرض
کی کوٹھی سے جھنڈا اٹھا کر پھینک دیا اور ۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۸ء کو ہتھیار جنگ دیدیا۔

بحمد اللہ

ادھر اہل امریکانے بھی قومیت کا نیا نیا سبق پڑھا تھا۔ انکے دل جوانی کی انگلیوں سے
لبریز تھے اور حق یہ ہے کہ وہ بیچارے برسوں خراج کی سختیاں سستے سستے اکتا بھی گئے
تھے۔ پہلے تو انگلستان کے ساتھ خوزیز لڑائیاں لڑنے سے انھیں فرصت
نہ تھی۔ مگر اب کہ وہ اپنے انگریزی بھائیوں کی کمندِ عنایت سے آزاد تھے اور ایک
مختصر سا بیڑا جہازات معہ سامانِ حرب بھی تیار ہو گیا تھا۔ انھوں نے طرابلس کے اشتہار
جنگ کے جواب میں صاف صاف لکھ بھیجا کہ ”قومی عزت اور قدرتی حق کی حمایت میں

لاکھوں کروڑوں پھینک دیئے لیکن نذرانے کے نام کا ایک جتہ نہ بچا۔ امریکا نے کوئی نمایاں کوشش نہیں کی۔ بلکہ تین حملوں میں سے دو مرتبہ تو سخت ناکامی ہی ہوئی۔ تیسری مرتبہ سنہ ۱۹۷۱ء میں بسرکردگی کو دور پر پہل کی مقدار کا مباحی ہوئی جسکی مفصل کیفیت حسب ذیل ہے۔

طرابلس یا لیغار

کو دور کا منشاء تو یہی تھا کہ طرابلس پر چڑھائی کر کے قزاقوں کو ایسا سبق دے کہ وہ آئندہ غارتگری سے باز آجائیں اور اس طرح مغربی دنیا کو جو بوجہ پالیسی یا بزدلی کے دولتوں پر زلتیں اٹھائے چلی جاتی تھی ”عذاب الیم“ سے ایک حد تک نجات ملے مگر آبنائے جبل الطارق میں لنگر انداز ہو کر امریکن الیجیہ کا خیال غالباً تھوڑی سی دیر کے لئے بد لگیا۔ قرن وسطی کے بحیرہ روم کی آب و ہوا ہی کچھ اس قسم کی دلولہ انگیز تھی کہ بہی آواز و منٹ مذب۔ اور حق شناس قوموں کو بھی لوٹ مار کی طرف مائل کر دیتی تھی۔

۱۳۴۰ء توپوں کا فلاؤ لیغار نامی ایک کوہ پیکر جنگی جہاز جو ساحل اسپین کی طرف بظاہر اس مقصد کے لئے بھیجا گیا تھا کہ اگر کوئی طرابلس کی غارتگری کرتی ہے تو اسکو پکڑ لائے مگر حقیقت میں اس سے یہ منشاء تھا کہ کوئی نہ کاروائی لگجائے۔ یہ جہاز امریکا کے مشبہ نامی ایک جہاز کو گرفتار کر کے لایا۔ مشبہ کے ساتھ سیر یا نامی ایک آؤ جہاز جو بوٹن کے ایک دولت مند تاجر کا تھا اور مشبہ والوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ وہ بھی پکڑ لایا مشبہ کے کپتان ابراہیم رئیس سے جواب طلب کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ مشبہ دراصل تجیر کا جہاز تھا۔ اس پر کو دور نے تجیر پر حملہ کیا۔ اور گورنر کو ہر طرف سے گھیر کر محصور کیا

کہ مسئلہ اہم کے عہد نامہ کی پابندی کرے جبکہ روس امریکن جہازوں پرست رازسی
 ممنوع تھی۔ اس جہت کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ کوڈور نے دونوں جہاز بھی اپنے بیڑے میں
 داخل کر لیے۔ اور اکتوبر (مسئلہ ۷) میں چند جہاز بسر کردگی کپتان ہیمرج طرابلس پہ
 حملہ کرنے کے لئے بڑھا رہے تھے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ مغربی بحرِ روم کی خاصیت
 اور سواحلِ بربر کے نشیب و فراز سے اجنبی جہاز راں کبھی واقف نہ ہو سکتے تھے۔
 طرابلس والوں کو جب اس چڑھائی کی خبر ہوئی تو انھوں نے دھوکا دینے کی غرض سے
 ایک چھوٹا سا جہاز امریکن امیرالبحر کی حد نظر میں مشرق کی جانب ایسے مقام پر بھیجا
 جہاں غنم کم تھا۔ امریکا والے اس جہاز کو دوسرا شبہ سمجھ کر خوشی خوشی فلاڈلفیا سمیت
 اس طرف بیڑے۔ ادرہ طرابلس کے جہاز نے فلاڈلفیا کو قریب تر ہونے کا موقع دیکر
 ایک بیک حرکت کی اور نہایت تیزی سے طرابلس کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ فلاڈلفیا نے
 استنباری شروع کر دی اور تعاقب بھی کرتا رہا یہاں تک کہ شہر طرابلس سامنے دکھلائی
 دینے لگا۔ ساتھ ہی غنم کم ہونا شروع ہوا۔ ساحل طرابلس کے قریب سمندر میں اکثر
 پہاڑیاں ہیں انہیں سے ایک میں فلاڈلفیا ٹکرا کر رہ گیا۔ اسکے ٹکراتے ہی طرابلس سے
 استنبار کشتیاں فی الفور موقع پر پہنچ گئیں۔ انھوں نے فلاڈلفیا پر کچھ دیر آگ برس کر
 اسکو گرفتار کر لیا جب کپتان ہیمرج نے بجز اسکے چارہ نہ دیکھا کہ خود ملازموں سمیت
 خطِ غلامی لکھ دے اور جہاز کو دشمن کے حوالہ کر دے تو اس نے یہ چالاکی کی کہ جہاز سپرد
 کرنے کے قبل تمام سامانِ جنگ اور آذوقہ پانی میں پھینک دیا اور فلاڈلفیا میں جا بجا

سوراج کر دیے جس سے جہاز مذکور کچھ عرصہ میں وہیں غرقاب ہو گیا۔ بے سکن اہل
 طرابلس نے جبکو جہاز رانی میں اہل امریکا سے زیادہ مشتق تھے جہاز کو صرف ایک ہفتہ
 کی کشت و کوشش میں پانی سے نکال کر اور آراستہ کر کے سطح سمندر پر جاوایا غلاؤ لٹیا کے
 ہاتھ سے نکھانے کا پرنل کو بڑا صدمہ ہوا اسلئے کہ یہ اکیلا کل بیڑے کی دو تہائی ہوتا
 تھا۔ پھر بھی اسے ہمت نہیں ہاری اور ۳۰ فروری ۱۹۰۷ء کو غلاؤ لٹیا کی جگہ تین
 اور جہاز شامل کر کے پھر طرابلس کی طرف بھیجے۔ انہیں ایک تو انٹریٹ نامی جہاز
 تھا جو تھا تو اصل میں فرانسیسی۔ مگر مصر کے قریب انگریزی قزاقوں نے گرفتار کر دیا تھا
 اور سالانہ خراج میں طرابلس والوں کو دیدیا تھا۔ اور اب امریکا کے کپتان ڈیکسٹر نے
 بحر روم سے پکڑ کر اپنے بیڑے میں شامل کر لیا تھا۔ اسکے علاوہ ایک سائین نامی اور
 چند اور جہاز تھے۔

امریکن بیڑا چھ روز طرابلس کے حوالی میں پہنچا۔ شہر سامنے دکھلائی دیتا تھا
 مگر طوفان کی شدت اور ہوا سامنے کی تھی اسلئے خلیج میں داخل نہ ہو سکا۔ رات کو انور
 زیادہ تیز ہوا چلی یہاں تک کہ امریکن بیڑا سنبھلے سنبھلے مشرق کو ہولیا اور خلیج سدرہ
 میں جا پڑا۔ بالآخر ۱۰ تاریخ کی سہ پہر کو کشتاں کشتاں پھر طرابلس کی حوالی میں داخل ہوئے
 ہوا ہلکی۔ موسم خوشگوار۔ آسمان کا چہرہ بالکل صاف۔ اور سمندر کی سطح تلاطم امواج سے
 خالی تھی۔ اسلئے ڈیکسٹر نے قصد کیا کہ رات کو چھا پامارے حسب قرار واد جہاز سائین
 کو دن بھر صدف نظر سے باہر رکھا اور اسکی وضع قطع کو حتی الوسع بدل دیا تاکہ طرابلس والوں میں

کوئی پہچان نہ لے۔ ہوا ہلکی ہونے کے سبب جہاز مذکور دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا رات ہونے سے پہلے بندرگاہ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اہلی جہاز تمام نیچے کے درجہ میں آگئے۔ عرشہ پر صرف ایک دو آدمی اور اسپرچ ڈک (تختہ) پر چند سپاہی مالٹا والوں کا سا لباس پہن کر کھڑے ہو گئے۔ بندرگاہ طرابلس کے قریب پہنچ کر ڈیک میٹر کو دور سے فلاڈلفیا دکھائی دیا جس کے مسطوط پر ہلالی پرچم ہوا میں لہرا رہا تھا۔ یہ قلعہ کی توپوں کی زو کے اندر لنگر انداز تھا اور اس پاس تین کشتی مناجا اور قریباً بیس آتشبار کشتیاں لنگر انداز تھیں۔

ادھر دہمدم اندھیرا ہوتا جاتا ہے اور ادھر انٹریڈ خشکی کے قریب آتا جاتا ہے بندرگاہ پر پہنچ کر مغربی راستہ میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح تیز و تند موجیں محسوس ہوئیں۔ اسلئے شمالی راستہ سے داخل ہونا مصلحت سمجھا گیا جو سنگلاخ بلندیوں اور بالوریت کے ٹیلوں کے درمیان پیچ و خم کھاتا ہوا شہر کی طرف بڑھتا ہے۔ اب اتار کے دس بجے ہیں اور امریکن جہاز جیسے جیسے مشرق کی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے تھپتھیر کھا کھا کر سطح آب پر ڈگمگاتا ہوا بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے اہلی جہاز کے دل امید و بیم سے اٹھتے بیٹھتے جاتے ہیں۔ رات نہایت خوشام۔ چاند کی نورانی چادر سمندر کی بلوئیں سطح پر بچھی ہے۔ سامنے ایک طرف قلعہ کے تفصیل و برج سے اور دوسری طرف شہر کے بلند مکانوں سے صد بل چراغ ٹٹٹا ٹٹٹا کر اپنی شعاں سمندر کے انتہاء عمق تک ڈال رہے ہیں۔ ادھر ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے انٹریڈ کو لوریاں دیدیگر

سنگلاخ ٹیلوں کے پنج سے اندر کی جانب آہستہ آہستہ اور بجنہ داخل کر رہے ہیں
 ہر طرف خاموشی کا عالم طاری ہے۔ صرف کبھی کبھی پال کے ڈنڈے گراںبار ہو کر
 بول اُٹھتے ہیں یا لوہے کی کیلیں بوجھ کی شکایت کر بیٹھتی ہیں۔ یا جہاز کے مستک
 پر پانی کی چھوٹی چھوٹی لہریں و مبدم تعمیر ڈرتی ہیں یا جہاز کے سینے کے نیچے کی چڑیا
 پانی کے زور سے گھوم گھوم کر ایک قسم کی سُر ملی آواز پیدا کرتی ہیں۔ اسکے سوا ہر طرف
 سناٹا ہے۔ سامنے فلاڈلفیا کے ڈک پر چند آدمی کھڑے ہیں۔ پیچھے قلعہ کی سفید
 دیوار کا سلسلہ کھنچا دکھلائی دیتا ہے۔ اور آؤر پیچھے ہٹ کر افق پر آسمان کی نیلگوں دیوار
 بلند ہے جسکو اس خوشنما تصویر کا لپٹہ کہنا چاہئے۔ جہاز انٹر پیڈ پوری تیز قدمی سے مگر
 نامعلوم فلاڈلفیا پر قبضہ کرنے کے لئے برابر بڑھتا آتا ہے۔ چونکہ اسکا مسطول طر بلں
 کی وضع پر آہستہ کیا گیا ہے۔ اور ناخدا بھی سسلی کا رہنے والا اور طر بلں کے اندر
 ناخدا ئی سے واقف ہے۔ اسلئے کسی کوشش نہیں ہوتا۔ امریکا والوں کا منشاء تھا کہ
 اس طرح رفتہ رفتہ اور بے معلوم بڑھ کر فلاڈلفیا پر قبضہ کر کے اہل طر بلں کا قلع قمع کر ڈالیں
 مگر جیسے ہی اسکے قریب پہنچے فوراً خبر ہو گئی اور اسکے ساتھ امریکا والے امریکا والے
 کا شور بلند ہوا۔ الارم دینا تھا کہ سامنے قلعہ میں فالن ہو گیا۔ تو بچی فلیتے تیکر توپوں
 کی طرف بڑھے۔ رات کی خاموشی کا سلسلہ یک بیک منقطع ہو گیا۔ بم کے گولوں کے
 چلنے اور پھٹنے سے تمام شہر اور مجلس امین کھلبلی مچ گئی۔ امریکا والوں نے بڑی جرأت
 اور اُلوا العزبی سے دشمن کی انتہائی کا مقابلہ کیا اور فلاڈلفیا کے قریب کئے دنوں

جہازوں کو آگے بڑھ کر تھام لیا۔ اور تمام اہل جہاز کو تہ تیغ کر ڈالا اور پھر فلاڈلفیا کو لیکر پلٹ آئے۔

۱۵ دسمبر ۲ جولائی تک کوڈور پر پہل میں جنگی جہازوں کا ایک زورمند بیڑا لیکر ٹراپس کے حوالی میں آمو جوہوا اور شہر کو گھیر کر پام صلح کا انتظار کرنے لگا۔ بڑی قیل و قال کے بعد بالآخر ۳۰ اگست کو اہل ٹراپس نے صاف جواب دیدیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ ۳۰ ستمبر تک محاصرے نے پانچ بڑے حملے کئے جنہیں کوڈور اور اسکے رفیقوں نے بڑھ بڑھ کر دادرمانگی دی۔ مگر مصورین کا اس سے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔ صرف قلعہ بندی کو کئی صدیوں کا محاصرہ سننے کا ایک برابر جاری رہا۔ اور جب ٹراپس کا بال تک بینکا نہوا تو اہل امریکا نے اسکو ناقابلِ تسخیر سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اور دیرِ نامی ایک چھوٹے سے قصبہ پر حملہ کیا۔ اہل ٹراپس کی ناعاقبت اندیشی اور سوہ تدبیری سے یہاں کوئی جنگی سامان حفاظت نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امریکا والے خشکی اور تری دونوں طرف سے چرھ گئے۔ اہل قصبہ نے بھی فوجی قوت کے ساتھ فولا دی دیو اور بکر مقابلہ کیا مگر دشمن کی آتشباری کے سامنے کچھ نہ کر سکے اور مغلوب ہو گئے۔ دیرِ نامی پر قبضہ ہونے سے ٹراپس میں گویا خنہ پڑ گیا۔ اخیرِ برگور کو اس شرط پر صلح کرنا پڑی کہ آئندہ سے امریکا کے جہازات بحرِ روم سے جنگی دیے بدون گزر جایا کریں گے۔ اہل امریکا نے بربری غلاموں کو اور اہل ٹراپس نے امریکن غلاموں کو ایک ایک کر کے آزاد کر دیا۔ اور کوڈور نے بیڑے سمیت معاہدہ کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل امریکا کو اس نمایاں کامیابی اور مفید عہد نامہ پر زیادہ
ناگزرنہ نصیب نہوا۔ چنانچہ اگلے ہی برس طرابلس نے پھر خراج طلب کیا اور امریکا نے
طوعاً نہیں تو کرنا ادا کیا۔ ایک انگریزی مورخ اسکی تعداد ۶۰ ہزار ڈالر لکھتا ہے۔ چونکہ
اسی زمانہ میں انگلستان اور امریکا کی مشورہ رٹائی ختم ہی ہوئی تھی اور ابھی تک صلح
متشکل بھی نہیں ہوئی تھی اسلئے امریکا والوں نے فی الحال اس طرف زیادہ توجہ نہ کی۔
مگر ۱۸۹۰ء میں عہد نامہ گینٹ کی تحریر و تکمیل کے بعد جب امریکا مسٹر جان بل کے
حالا لکھتا ہے ”سے آزاد ہو گیا تو پھر اہل بربر کی طرف متوجہ ہوا۔ جنگی بیرے کے بجائے
اس مرتبہ ایک معزز ڈیپوٹیشن گورنر انجرائٹر کی خدمت میں بھیجا گیا جس میں مسٹر ولیم
شیلز قونصل۔ کپتان بیمرج۔ اور کپتان ڈیکلیر شریک تھے۔ انہوں نے گورنر
کو باشتی صلح پر راضی کر لیا۔ اور ۳۰ جون ۱۸۹۰ء کو ایک عہد نامہ لکھایا جسکی رو سے
یہ قراپا یا کہ اہل امریکا کوئی محصول ادا نہ کریں۔ فریقین ایک دوسرے کے غلام نہ ہوں گے
اور ٹوٹ کا مال واپس کروں اور آئندہ ہمیشہ دوست رہیں۔ لیکن ریاستہائے بربر سے
پوری مصالحت اسی وقت ہوئی جبکہ اہل امریکا نے اپنے ساحل کے شہروں میں
برودہ فروشی کے بازار بند کیے اور غارتگوں کو سخت سزائیں دیں۔

انگلستان اور باعالی کی دوستی سب سے اول شہادہ میں ہوئی اور تقریباً سو دو

امریکا ڈیپوٹیشن

امریکا اور ریاستہائے
بربر سے دوستی

برس تک یہ تعلقات مسلسل قائم رہے۔ اس وقت انگلستان کے اعلیٰ خاندانوں کے لئے بھی بحرم کا سفر خطرناک ہونے سے خالی نہ تھا۔ اسکاٹلینڈ کے دو امیرزادے مارٹن اور اولیفنٹ الجزائر میں برسوں قید رہے۔ سرطاس روجب انگریزی سفیر مقرر ہو کر قسطنطنیہ گئے تو انھوں نے اپنی گورنمنٹ پر متواتر ظاہر کیا کہ اگر الجزائر کی غلامگیری مسدود نہ کی گئی تو دول یورپ کی بڑی سے بڑی فوجی قوت کے دھوئیں اُٹ جائیں گے اور ساحل بربر ایک ایسا خوفناک مقام بن جائیگا کہ وہاں سے کبھی کوئی نسا فر پھر کر نہ آئے گا۔ سرطاس نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا کہ آخری غارتگرانہ حملوں میں ۴۹۰۰ انگریزی جہاں پکڑے گئے ہیں۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ الجزائر کے نحاس میں انگلستان کے سوا اور کسی ملک کے غلام دکھلائی نہ دیں گے۔ اسلئے کہ بربر کے ٹیڑھے بڑھ بڑھ کر کہتے ہیں کہ اسپین کی طرح ہم انگلستان کے اندرونی مقامات میں گھسدا انگریزوں کو سوتے سے پکڑ لائیں گے اور غلام بنا کر بیچ دیں گے۔ چنانچہ خاص حد تک انھوں نے اس وعدہ کو پورا بھی کیا۔ یعنی اس رپورٹ کے چند ہی برس بعد یہ سنایا گیا کہ چند بحری قزاق علاقہ صوبہ کارک کے شہر بالیئمور میں رات کے وقت گھس آئے اور اسکو تاحنت تاراج کر ڈالا۔ اور یہ تو اس زمانہ میں ایک نہایت معمولی بات تھی کہ مارٹلینڈ اور پلائیموتھ کے کسی اونچے مقام

اسکاٹلینڈ کے دو
قیدی امیرزادے

سرطاس کی رپورٹ

بربر کی غارتگریوں کی
انگلستان پر برکتا ہوا

۱۷۰۰ء آئرلینڈ کا جنوبی صوبہ اور مشہور بندرگاہ۔

۱۷۰۰ء آئرلینڈ انگلستان کے جنوب میں صوبہ سومرسٹ کا ایک شہر جو سمندر میں نکلے ہوئے گوشہ پر واقع ہے۔

۱۷۰۰ء پلائیموتھ انگلستان کے جنوبی ڈیون کی مشہور بندرگاہ۔

پر کھڑے ہو کر جب چاہتے بربری قزاقوں کی کشتیوں کو سامنے سمند میں سانپ کی طرح لہراتے دیکھ لیتے۔ اس طرح برٹش کے سوداگر جو گویا تجارتی دنیا کے شہزاد تھے قزاقوں کو سامنے آتا دیکھ کر اپنے تجارتی جہازوں کو بلا تاویل غرقاب کر ڈالتے تھے کہ مبادا دو لوگ حملہ کریں اور مال کے ساتھ جان بھی جانے ایک مرتبہ ریورینڈ ڈیویریونامی ایک مشہور پادری سے صرف اتنا تصور ہوا کہ کارک سے برٹش کو پانی کے راستہ جاتے تھے یوگیل کے مقام پر پچڑے گئے اور ایک پلک جھپکنے میں سرزمین انگلستان سے البحر اتر پہنچ گئے۔

پادری ڈیویریونامی کی گرفتاری

حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد تین چار برس میں البحر اتر والوں نے چار تو انگریزی جہاز گرفتار کیے جس سے تجارتی طبقہ میں ایک غلغلہ مچ گیا۔ اور دیوالیوں کی فریاد سے پارلیمنٹ کے کان بہرے ہونے لگے۔ ادھر مسٹر فریزل انگریزی قونصل متعینہ البحر اتر نے مسلسل درخواستیں بھیج کر برٹش گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی۔ البحر اتر کے انگریزی غلاموں نے درخواستیں بھیجیں مگر مین برس تک کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ بیچارے سوداگر برسوں کی محنت کے بعد مال و دولت کما کر گھر لارے ہیں اور راستہ میں البحر اتر کے قزاق ان پڑے اور کپڑے تک اٹا کر لے گئے۔ سرحدیں ہمدی کے چوتھے عشرہ کی مردم شماری کے بموجب تین ہزار انگریز البحر اتر میں حلقہ بگوش تھے۔ اس عرصہ میں گورنمنٹ نے کبھی کبھی ایک خفیف سی رقم بلوؤ فدیہ لے کر ہمدی کے شہر کا ایک شہر تجارت کی بڑی منڈی ہے۔

چار سو انگریزی جہازوں کی گرفتاری

تین ہزار انگریز غلام

بھی کمر غلاموں کو آزاد بھی کر لیا چنانچہ ایک مرتبہ مجلس امراء نے تین ہزار پونڈ چندہ کر کے دیا تھا۔ اس طرح سترھویں صدی کے ربع اول میں دو سو چالیس انگریزوں کو ۱۲ سو پونڈ فدیہ دیکر آزاد کر لیا۔ ایڈمبرا کی ایک لیڈی جس کا نام ایلس ہینز تھا ۲۴ فرانک دیکر آزاد ہوئی۔ سیراپے نامی ایک آئرلینڈی جو لندن کی رہنے والی تھی یہ سودیکر اور ڈنڈی کی دو اور عورتیں دو سو اور ۱۳۹۰ دیکر آزاد ہوئیں۔ مردوں سے عموماً سو فرانک سے زیادہ نہ لئے جاتے تھے۔ اسکے علاوہ اکثر یورپین غلام موقع پا کر بھاگ بھی جاتے تھے جیسا کہ ۱۳۳۹ء میں چار انگریز لڑکے اور قریباً ۷ اور یورپین جنہیں بکثرت تجارتی جہازوں کے رہنے والے تھے بھاگ گئے تھے لیکن بھاگ کر یا فدیہ دیکر جتنے آزاد ہوتے تھے اتنے ہی پھر گرفتار ہو جاتے تھے۔ غرض کہ سلسلہ بندھا رہتا تھا۔ ہمیں صرف اہل بربر ہی کا تصور نہ تھا بلکہ یورپ والوں کا بھی تھا کیونکہ یہ لوگ ایک طرف تو معاوضہ کی رقبیں طے کرتے اور آئندہ کے لئے عہد نامے لکھتے۔ اور دوسری طرف غلے بھی کرتے تھے چنانچہ ۱۷۵۷ء میں جب انگریزی امیر البحر بلیک ٹیونس سے حسب دلخواہ شرائط صلح طے نہ کر سکا تو ۳۰ اپریل کو پورٹو فارنیا (بند گاہ فرینچ) میں بڑو شیشیر گھس گیا۔ اور شاہی بیڑے کو جس میں ۹ جہاز تھے تباہ کر کے الجرجٹا یا اور پاشا کو مجبور کیا کہ تھوڑا سا فدیہ لیکر تمام سچی غلام آزاد کر دے۔ کچھ دنوں بعد ازل آف انجیکوٹن جو سخت خطرناک اور جنگجو جرنیل تھا اور اسکا بیٹا لارڈ اور براٹن دونوں الجرجٹا

انگریزی بیڈوں کی
مقتدری اور مٹائی۔

انگریز غلاموں کی آزادی

انگریزی امیر البحر
بند گاہ فرینچ پر حملہ

ازل آف انجیکوٹن اور لارڈ
اور براٹن کی گرفتاری

پر حملہ کرنے بھیجے گئے مگر گرفتار ہو گئے اور سات اسیٹھ ماہ قید رہ کر ۷ سو کروڑ (ایک کروڑ پندرہ روپیہ کا) کے بدلے آزاد ہوئے۔

جو جہاز بھیجیں بدل کر یا صلحائے بربر سے پاس (پروانہ راجداری) خرید کر بحرِ روم سے گزرتے تھے انہیں اکثر کے تلاح انگریز ہوتے تھے۔ اور چونکہ اُس زمانہ کے بحری سفر کے قواعد کے بموجب یہ ایک جرم تھا۔ لہذا اٹالی جہاز کے ساتھ وہ بھی پکڑ کر غلام بنائے جاتے تھے۔ اس طریقہ سے انگریزی غلاموں کی الجزائر میں اس وجہ کثرت ہوئی کہ ہر چہ کہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی قونصل کی رپورٹ کے مطابق کوئی انگریزی غلام آزاد ہونے سے نہیں رہا تھا۔ لیکن جب کچھ دنوں بعد مشربین نامی ایک مستطیع اور فیاض منش انگریز نے ۲۱ ہزار پونڈ سے ایک سرمایہ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے قائم کیا اور یہ خبر رفتہ رفتہ بربر کے بڑے بڑے شہروں میں پہنچی تو وہاں سے صد ہا انگریزوں نے درخواستوں کے ذریعہ سے اسٹادو کی۔

انگلستان سے آئے دن جہازوں کے چھوٹے چھوٹے بیڑے بھیجے جاتے تھے ہمدرد اور دلسوز نجات دہندہ قافلہ کی شکل میں ساحلِ بربر پر نازل ہو کر گورنران الجزائر اور وٹوئس سے حجت کرتے تھے۔ ڈرائے اور دھمکاتے تھے کہ بردہ فروشی بند کرو۔ غلاموں کی گیر و دار موقوف کرو۔ اور بحرِ روم سے گزرنے والے انگریزی جہازوں کی تلاشی نہ لیا کرو۔ مگر چونکہ اقوامِ یورپ خود ان شرائط کی پابندی نہ کرتی تھیں اور

جہازوں کے بھندے بد لکھروم سے گزرنا ایک عام رسم تھی اسلئے اہل البحر اتر یا ٹونس مجاز تھے کہ ہر جہاز کی تلاشی لیکر مخالف ممالک کے تاجروں کو گرفتار کر لیں اور انکا اسباب لوٹ لیں۔

یورپین جہاز نگاری

سنہ ۱۶۲۷ء میں سر رابرٹ سینسل، جنگی جہاز جنہیں ۵ سو بندو قچی اور ۳۰ جوان تھے لیکر البحر اتر والوں کی گوثالی کے لئے آئے مگر خود سبق لیکر واپس گئے۔

سر رابرٹ سینسل کا چالیس انگریزی جہاز کی گرفتاری۔

انکے پیٹھ موڑتے ہی قزاقوں نے ۴۰۰ انگریزی جہاز گرفتار کئے۔ پھر سر طاس رو بیڑا اٹھا کر آئے۔ انھوں نے ایک عہد نامہ بھی تحریر کر لیا لیکن بالآخر وہ ایک سادہ کاغذ

جنرل بیگ۔ لارڈ سیننج اور سر طاس رو کے نام پر

تایم ہو اجزل بلیک اور لارڈ سیننج نے ایک دوسرے کے بعد البحر اتر پر چڑھا کر کے گولہ باری کی گئی تھی۔ سر طاس رو ایک مضبوط جنگی جہز لیکر چار مرتبہ جلج البحر

میں داخل ہوئے اور چاروں مرتبہ ناکام واپس آئے۔ انکے آنے کی خبر سکر علی پشا نے اپنے سرداروں سے کہا تھا کہ ”کیا یہ لوگ عقل سے خارج ہیں یا نشہ میں ہیں کچھ اس طرح

ان کو کوئی نہت ٹورز کا خیال۔

باتیں کرتے ہیں کہ گویا کچھ مجبور ہی کر ڈالینگے اور اپنے ملک کے غلاموں کو فدیہ دیے بدون ٹچھ کر لجا بیٹینگے۔ اسے کہہ دے کہ اپنا راستہ لیں۔“ اس پچاس برس کے عرصہ

۱۶۰۰ء کا عہد اور ۱۶۰۰ء کی پوری تاریخ

میں صرف ایک معتد بہ کامیابی ہوئی۔ یعنی سر ای اسپرگ نے ایک جنگی بیڑے سے البحر اتر پر حملہ کیا اور شاہی بیڑے کو بوجیہ کے قریب بالکل تباہ کر ڈالا۔ اس سے اتنا ہوا

آغا کاشف

کہ شاہی فوج کے سرداروں نے غصہ میں اپنے آغا کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر گورنر کے

لے پٹے فرکی ”مسیحی دنیا پر عذاب الیم“ صفحہ ۹۴۔

سامنے بجا کر دو ہفت کی کڑا نگریزوں سے صلح کر لیجائے چنانچہ صلح کی گئی مگر صرف پانچ سال بعد سر جان ناربارو کو پھر الجزائر پر فوج کشی کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یہ جہد جوش میں بھر کر گئے تھے اسی قدر محمل ۶۰ ہزار پونڈ بطور فدیہ غلامان دیکر چلے آئے ۱۷۷۷ء میں امیر البحر ہرٹ سنے جو بعد کو لارڈ نارنگٹن سے مخاطب ہوئے کئی مرتبہ الجزائر پر چڑھائی کی لیکن خراج معاف نہ کرا سکے۔ اس سے تیسرے سال سر ڈبلیو سوم نے بڑی شکل سے راجہ کر نیکس کی طرح یہ حق وصول کیا کہ انگلستان کے شاہی علیبردار کو اہل الجزائر ۲۱ توپ کی سلامی دیا کریں ۱۷۷۹ء میں امیر البحر کیپٹل نے اور ۱۷۸۳ء میں انگریزی قونصل جیمس بروس نے انگلستان اور الجزائر کے دوستانہ تعلقات کو مستحکم کرنے کی کوشش کی لیکن نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر انگلستان۔ اسپین۔ پرتگال۔ نیپلز۔ مالتا۔ نے متفق ہو کر سخت تر تدابیر عمل میں لانے کا ارادہ کیا اور ۱۷۸۷ء میں ایک زور مند بیڑا اکٹھا کر کے غارتگران الجزائر کی گوشمالی کے لئے بھیجا مگر سخت ناکامی ہوئی جسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہمارے چھوٹے تھے اور فوج کا آزار نہ تھی۔ مگر سچ یہ ہے کہ بار برسہ اور اس کے الوال العزم جانشینوں نے اپنی مردانگی اور دلیری کا وہ سکہ جمایا تھا کہ دول یورپ کو فرزا فرزا اور مجموعاً اُنیسویں صدی سے پہلے کبھی یہ بات نصیب نہ ہوئی کہ اہل بربر کی اطاعت کا قشقہ اپنی پیشانی سے دھو ڈالیں۔ ابتداء اُنیسویں صدی میں لارڈ نیلسن بحر روم میں موجود تھا لیکن بربر ہی غارتگروں کے ننھے آنے کی اُسے بھی جرأت نہ ہوئی۔ اس طرح کانگو، بھی بجز اسکے کچھ

سر جان ناربارو کا حلقہ

امیر البحر ہرٹ کا حلقہ

انگلستان کے
علبردار کی سلامیانگریزی سفیروں
کی کوشش و صلحدول یورپ کا شہر
حلقہ اور ناکامی

کو راجہ جرنیل کے

نہ کر سکا کہ ایک معزز سولین کے ہاتھ ایک قیمتی گھڑی بطور نذرانہ گورنر انجرائٹ کی خدمت میں بھیج کر انہما را رادت کرے۔ حتیٰ کہ سلاطین میں جب اہل پرتگال اور گورنر انجرائٹ میں کچھ اُن بن ہوئی اور پرتگیز تاجروں کا دیوالہ نکلنے لگا تو مشرے کورٹ نے جو بعد کو لارڈ ہینسبری سے مخاطب ہوئے پنج میں پرتگیز گورنر کو بہت اس بات پر راضی کیا کہ دس لاکھ ڈالر مذہبی لیکر تمام پرتگیز غلاموں کو آزاد کر دے اور آئندہ کیلئے پرتگال کے جہازات اور مصنافات پرست درازی نہ کرے۔ اور شاہ پرتگال اسکے عوض میں ۴۴ ہزار پونڈ سالانہ خرچ ادا کیا کرے۔ خلاصہ یہ کہ انیسویں صدی کا عشرہ اول بھی اسی کشمکش میں ختم ہو گیا مگر انگلستان کو اہل بربر کی طرف سے جیسا چاہئے اطمینان نہوا۔ بالآخر امریکائی کامیابی سے انگلستان کا حوصلہ بڑھا اور سلاطین میں لارڈ ایکس موٹھ کو سفیر بنا کر بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ معاملہ کو جس طرح ممکن ہو کیس کرے۔ ہمارے نزدیک اس میں کیس قدر قصور انگلستان کا بھی تھا۔ یہ کہ اپنے ساتھ دوسروں سے بھی اہل بربر کا شتہ مؤدت قائم کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور چونکہ مؤدت کے دوسرے معنی تھے ہجر و دم سے ہر قسم کے جہازوں کو محصول لے بدون گذرنے دینا اسلئے اہل بربر اس کو بطیب خاطر منظور نہ کرتے تھے۔ چنانچہ اب جو لارڈ ایکس موٹھ بھیجا اسکا بھی یہی مقصد تھا کہ جزائر آئی اوین انگلستان کے ہم پلہ سمجھا جا کرے۔ گورنر انجرائٹ نے کچھ خفیف رو و قبح کے بعد منظور کر لیا کہ اہل نیمپلر کم محصول ادا کیا کریں۔ اسی طرح اہل ساروفینیا کا محصول بھی گھٹا دیا اور جزائر آئی اوین کو تاجرانہ حقوق

پرتگال کا خرچ

نیمپلر اور ساروفینیا کے
صورت میں خفیف

میں انگلستان کے برابر تسلیم کر لیا۔ پھر لارڈ موصوف نے ٹیونس اور طرابلس میں جا کر وہاں کے گورنروں سے مسیحی بردہ فروشی کو قطعاً مسدود کر دینے کا وعدہ لیا۔ ان میں ٹیونس کے حالات کی تفصیل خالی از دلچسپی نہوگی۔ ٹیونس کے لٹیروں نے سارڈینیا والوں کی چند حمازات لوٹ لئے تھے۔ لارڈ ایکس موٹھ کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے جوش بہر دہی میں آکر اہل ٹیونس کی گونہ گالی کا قصد کیا اور ۱۲ اپریل ۱۸۶۱ء کو حلق الوید میں لنگر انداز ہوئے۔ اور گورنر کو صاف کہلا بھیجا کہ یا تو مسیحی بردہ فروشی قطعاً مسدود

ٹیونس کو دہی

کرو ورنہ گولہ باری کر کے ہم شہر کو تباہ کر دیں گے۔ اور مزہ یہ کہ خن اتفاق سے اسی زمانہ میں شہزادی کیر ولان محمود پاشا ٹیونس کی مہمانی سے سرور الوقت تھی۔ اب ادھر تو انگریزی افسر نے تننا شروع کیا اور اُدھر اہل ٹیونس کشیدہ ہوئے معاملہ دین بدن خطرناک صورت اختیار کرنے لگا۔ شہزادی بیچ میں پڑی لیکن پھر بھی مصمت نہوئی۔ لارڈ ایکس موٹھ نے شہزادی کی عزت اور جان کا ذرا بھی پاس نہ کیا اور اسکو

شہزادی کیر ولان کی پہلی

لٹیروں کے بادشاہ کے جہم پر چھڑوایا۔ نوبت بانجارسید کہ شہزادی نے ہر طرف مایوس ہو کر اپنا اسباب حلق الوید کی طرف چلنا کیا۔ تمام انگریزی تاجر جو ٹیونس میں مقیم تھے اناتہ سمیت حمازوں میں سوار ہو کر چلے دیے۔ ادھر لارڈ ایکس موٹھ نے حمازوں کو ترتیب دیکر بڑھنے کا سگنل دیا۔ ادھر محمود پاشا نے اپنا اثر استقبال کے

کیر ولان کی بیجاگی

۱۸۶۱ء پرنس آف ولز نے ولیمد انگلستان جو بعد کو جارج چہارم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ کیر ولان اسکی بی بی تھی۔

لئے بڑھایا۔ اہل ٹیونس میں سخت جوش پھیل گیا۔ کیرولائن بہت پریشان تھی کہ اب کوئی دم میں پاشا کے سپاہی آتے ہیں اور ولیمہ انگلستان کی بی بی کو پابجوال کر کے لیجاتے ہیں۔ شہزادی کو لارڈ ایکس موٹہ کا اسطرح مغل ہونا دیکھ کر بھی سخت ناگوار گزار تھا۔ مسلمانوں کی فیاضانہ مہمانی۔ پاشا کے چھ گھوڑوں کی گاڑی میں صبح شام سوار ہونا جسکے ارد گرد ساٹھ ملوک زرق برق دریاں پہنکر اور خوبصورت گھوڑوں پر سوار ہو کر حلقہ باندھ کر چلتے تھے۔ اور کارجے کے کھنڈرات کی سیر کرنا ٹیونس کے سربز و شاداب حاشیہ کی سیر سے مسرور الوقت ہونا۔ وغیرہ۔ اس قسم کی تفریح نہ تھی جسکو شہزادی کیرولائن جلد بھول جاتی۔ مگر افسوس لارڈ ایکس موٹہ کو اسپرڈرا بھی رحم نہ آیا۔ اور عین اسوقت جبکہ شہزادی گرفتاری اور بے عزتی کے خوف سے کانپ رہی تھی محمود پاشا ہی کو اسپرڈرا بھی رحم آیا اور اسے کہلا بھیجا کہ آپ ذرہ برابر فکر نہ کریں مجھ پر چاہے جو کچھ گذرے۔ اسلام کے قانون مہمان نوازی کی خلاف ورزی کرنا میرا شعار نہیں۔ بالائے لڑائی کی نوبت نہیں پہنچی۔ ایک معمولی عہد نامہ سے فیصلہ ہو گیا اور یہ قرار پایا کہ حدود ٹیونس میں غلام نہ بکا کرینگے بشرطیکہ انگلستان بھی اپنے مضافات میں بروہ فروشی سدود کر دے۔

کیرولائن کی ملاقات

کیرولائن سے گورڈ کا
خاتہ چھانڈناانگلستان اور الجزائر
کی مصالحت

یہاں سے لارڈ ایکس موٹہ پھر الجزائر آئے تاکہ یہاں کے گورنر سے بھی اسطرح کا ایک عہد نامہ لکھائے چنانچہ دو انگریزی افسر اس مقصد کے لئے

پیچھے بھی گئے مگر اہل البحر اترنے سفیدوں کی بہت بڑی گت بنائی۔ سر بازار خاکہ اُٹایا
 انگو گھوڑوں سے کھینچ کر نیچے گرادیا۔ اور مشکیں گتسے باندھ دیں۔ شہر میں تشہیر کیا پھر
 مشرک مڈ اہل انگریزی کو فصل کو قید کر دیا۔ اور انگریزی رزیدنسی کو لوٹ لیا۔ اسی اثناء
 میں البحر اتر کی اطالین رعایا میں بغاوت پھیل گئی۔ گورنر کو فوجی قوت سے مدد لینا
 پڑی جس میں بہت سے باغی قتل ہوئے۔ انگریزی جرنیل نے دست اندازی کے
 لئے کافی جہت دیکھی اس مرتبہ سخت تردد ابھر عمل میں لانا ضروری سمجھا اور ایک بڑا
 بیڑا اکٹھا کیا جس میں ۲ جنگی جہاز تھے۔ اُدھر سے اہل مالٹہ نے اپنا جنگی بیڑا بسر کر دیا
 امیر البحر برن بھجا۔ یہ دونوں ۲۴ اگست ۱۸۵۷ء کو البحر اتر میں داخل ہوئے۔ لاڈائیس میں
 نے لڑائی شروع کرنے سے پہلے ایک جہاز کپتان ڈاسٹوڈ کے ساتھ مشرک مڈ اہل
 کے خاندان کو لینے کے لئے بھجا کپتان نے رزیدنسی کے سامنے ٹھہر کر اور رات کے
 وقت ایک چھوٹی سی کشتی لیکر تو فصل کے بی بی بچوں کو لانے کا قصد کیا۔ مڈ اہل کی
 بی بی اور ایک بیٹی تو بحیرت جہاز پر پہنچا دیکھیں لیکن ایک شیر خوار بچہ اور شاگردیہ
 جو رگئے تھے جب انکو لانے لگا تو اتفاق سے بچہ رو پڑا۔ سنسروں نے الارم دیدیا
 اور یہ تمام قافلہ گورنر کے روبرو پیش ہوا۔ اور ہکویہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ان
 کٹیروں کے سردار نے جو نہایت قسّی القلب اور بیرحم بیان کئے جاتے ہیں ان
 سب کو چھوڑ دیا اور بچہ کو ایک شاہی کشتی میں بحفاظت تمام اُسکی ماں کے پاس بھجوا دیا۔

سفیدوں کی فوجیں
 اور بیعت تھی۔

اہل مالٹہ اور
 انگریزوں کا جھگڑا

گورنر کی انسانیت

مگر سر مکڈنل بس تو رفقید رہے۔

۲۸ کی صبح کو بڑے سویرے انگریزی علیکبردار علیج کے اندر داخل ہو کر بندر گاہ کے عین دروازوں میں لنگر انداز ہوا۔ متحدہ بیڑے کے باقی جہاز اپنے اپنے قریب سے پیچھے جائے گئے۔ ادھر سے شاہی جنگی بیڑا بھی ساحل کے سامنے جایا گیا اور پیچھے بندر گاہ کے تمام بالائی حصوں پر پشٹونوں اور سنگین سددوں پر۔ اور آؤر پیچھے ہٹ کر قلعہ کی فصیل و برج پر جہاں آج توپوں کے دبانے سوجھتے تھے جو شاید ابھی کچھ دن ہوئے کہ یورپ والوں نے سالانہ خراج میں نذر کی تھیں۔ البحر اڑ میں عام طور پر جوش پھیلا تھا۔ گورنرات بھر لڑائی کے اہتمام میں مصروف رہا۔ ٹھیک ۱۱ بجے ساحل سے ایک توپ سر ہوئی جو انگریزی علیکبردار کے بالمقابل تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی دونوں طرف سے آگ برسے لگی۔ اور رات کے ۱۰ بجے تک لگاتار برستی رہی۔ گولے توپوں سے نکل نکل کر رات کے داسن تیرگی کو دمدم منقطع کرنے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج تمام ساحل پر جہاں آتشیں ناگنیں قابض ہیں جنکے ہر سانس سے شرارے جھڑ رہے ہیں۔ ہم کے گولے ہر طرف سے ہوا میں بلند ہو کر اور ایک ذرا چمک کر پھٹنے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ آسمان سے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں۔ ادھر محاصرین کی توپوں کی شدت آستباری سے ہر جہاز پر کوہ آتش فشاں کا دھوکا ہوتا تھا۔ ۱۱ بجے کے قریب البحر اڑ کے جہازوں میں آگ لگ گئی اور پھر کد ام اسٹیشن۔ تمام بندر گاہ اور ساحل پر ایک خوفناک آتشیں سین پیش نظر ہو گیا۔ ابھی تک

جنگ خوفناک سین

ارضی آفات تھے آسمان کے تیور نہ بدلے تھے مگر اب اُسکے چہرہ پر بھی کدورت آنا شروع ہوئی۔ سیاہ بادل فوجوں کی طرح حرکت کرنے لگے۔ بجلی کی چمک اور گرج مینہ اور آندھی کی شدت سے بحر و بر میں اس قدر تمکک مچا کہ گویا وہ قدرتی طاقتیں جو ۱۸۵۷ء میں اہل الجزائر کی طرف سے لڑی تھیں آج انکے خلاف ہیں۔ ہوا کے تھپیڑ اور پانی کے چھینٹوں سے آگ اور زیادہ بھڑک اُٹھی۔ انگریزی تو سچا نہ نے اسی حالت میں پھر اپنا کام شروع کیا اور اگرچہ ۲ بجے کے قریب الجزائر کی توپیں بالکل مدھم نہ لگیں اور لڑائی بھی ختم ہوئی لیکن متحدہ بیڑے کو سخت صدمہ پہنچا۔ خاص کر امپیرگنبل نامی انگریزی جہاز اور پرنس بیڑے کے عقب کا ایک جہاز بالکل تباہ ہو گیا ایک انگریزی قلعہ بھگاڑ لکھتا ہے کہ اس کا انگریزی بیڑے نے ۱۸ اُن باروت۔ ۵۰ ہزار گولیاں اور ایک ہزار گولے خرچ کئے تھے۔ ۱۱ سو آدمی کام آئے۔ امیر البحر ایکس موٹہ سخت زخمی ہوا۔ اور نتیجہ بحر اس کے کچھ نہوا کہ اسی قیام عادت کے بموجب حملہ آوروں نے چند شرائط کے ساتھ صلح پیش کی اور انھوں نے منظور کر لی۔ یہ کہ آئندہ سے اسیران جنگ بدل لئے جائیں یا کریں غلام نہ بنائے جائیں الجزائر میں جو ۱۶۴۲ یورپین غلام ہیں وہ فوراً آزاد کر دیے جائیں باسالی جو کچھ خرچ اٹلی کے مصافات سے وصول کیا ہے وہ بچسہ واپس کریں۔ آئندہ کے لئے اپنا چال چلن درست رکھیں۔ اور انگریزی قونصل مشرکڈ ایل کو فی الفور قید سے رہا کر کے حتی الوسع اسکی تلافی مافات کریں۔ گورنر الجزائر نے نہایت خوشی سے ان سب شرائط

قدرتی حوادث

الجزائر کی ہزیمت

یورپین بیڑوں کا نقصان

صلح اور شرائط صلح نامہ

انگریزی بیڑوں کی رائی

کو قلعہ بند کر اگر عہد نامہ پر دستخط کر دیے مگر با اینہم جو پہلے عہد ناموں کا حشر ہوا تھا
وہی اسکا ہوا۔ چنانچہ ۶ برس بعد ۱۸۲۷ء میں جب سرہیری ٹیل سفیر بن کر
الجزائر بھیجے گئے تو ”ہمیں آتش در کاسہ“ کا مضمون تھا۔ اور ۱۸۲۷ء میں
ڈنمارک کو ۱۲ توپوں کی نذر دینا پڑی۔ *

بارہواں باب

فرانسیسیوں کا حملہ شیردل عبدالقادر کی خونریز شکست۔ الجزائر کا الحاق بیونس میں
فرانسیسیوں کی مداخلت سجا۔ محمد صادق پاشا کا عہد نامہ قصر السعد

اور خاتمہ

امریکا اور انگلستان کے مسلسل حملوں سے الجزائر کی قوت کو مضطرب کنی لیکن غایتگرانہ
جذبات ہنوز اُسی شد و مد پر تھے چنانچہ پچھلے محاصرہ سے صرف تین برس کے عرصہ
میں شہر اور بندرگاہ الجزائر اسکی سدیں اور دمے۔ پہلے سے دو چند مستحکم ہو گئے۔
شکاری کشتیاں بحیرہ روم میں اسی طرح مہیا کا نہ دورے کرنے لگیں اور ساحل کے قریب
سے صحیح سلامت گزر جانے کے لئے وہی شرطیں پیش ہونے لگیں۔ بالینہ وہ طلسم جو
بارہوسہ نے برسوں کی عرقریز محنت سے بنایا تھا ٹوٹ چکا تھا اور ساعت ناگزیر سر پر
تھی۔ اپریل ۱۸۳۰ء میں گورنر اور فرانسیسی قونصل کے درمیان ایک خفیف سی بات
پر نزاع لفظی کی نوبت پہنچی۔ قونصل نے خلاف مراسم شامانہ برسر دربار بازی کی۔
گورنر نے غصہ سے بیتاب ہو کر ایک پنکھے کی ڈنڈی سے قونصل کی خوب گت بنائی
قونصل نے اسکی شکایت اپنی گورنمنٹ سے کی۔ اور گورنمنٹ نے ایک مضبوط
جنگی ٹیڑ گورنر کی گوشمالی کے لئے بھیج دیا۔ دو برس تک فریقین میں سخت کشمکش ہوا کی۔
اور گواخیر پالا اہل الجزائر ہی کے ہاتھ رہا لیکن مغربی دنیا کی سربراہ اور وہ طاقتیں جو

فرائض کی نیت

فرانسیسی قونصل اور
گورنر میں نزاع۔

پہلا حملہ

عہد نامہ ایکسلا چپیل کی پابند تھیں آمادہ پر خاش ہو گئیں۔ علاوہ ازیں اثناء جنگ میں اُس زمانہ کی رسم جنگ کے بموجب فریقین نے ایک دوسرے کی رعایا پر جوہر دل کھوکھلا کر ماتھے صاف کئے جس سے معاندت کی آگ دھنی بھڑک اٹھی۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ ۱۲۱۵ء میں ایک فرانسیسی سفیر تصفیہ معاملات کے لئے البحر اتر آیا۔ گورنر نے اُسکو سخت جواب دیکر ناکام رخصت کر دیا اور بندرگاہ سے نکلنے وقت اُسکے جہاز پر گولہ باری کی سیہ بدسلوکی مراسم سفارت کے خلاف تھی لہذا فرانسیسی گورنمنٹ البحر اتر کی بساط اٹھانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور ۲۱ مئی سنہ ۱۸۱۰ء کو ایک نہایت مہیب جنگی بیڑا جو مقدار اور اثر میں چارلس پنجم کے بیڑے سے کہیں زیادہ تھا بھرنگی امیر البحر دوبرے کے بندرگاہ تولون سے چلتا کیا۔ اس میں کئی توپخانے تھے تو وہیں وافر سامان جنگ بھری ہوئی۔ چالیس ہزار پیادے اور کئی رسالے تھے۔ اگرچہ ساحل بربری طوفان خیز خاصیت اور پُر وچ راہ و رسم منزل نے حسب عادت حملہ آورین کی مزاحمت کی مگر فرانسیسی بیڑا بالآخر ۱۳ جون کو البحر اتر کی حد نظر میں داخل ہو کر اگلے دن خلیج شیدی میں اطمینان کے ساتھ ٹنکر انداز ہو گیا۔ پانچویں روز یعنی ۱۹ کی صبح کچھ جہازوں سے اتر کر شہر کی طرف بڑھنا شروع ہوئی۔ ادھر سے بربری اور عربی قبیلوں نے چھوٹے چھوٹے دستوں میں مرتب ہو کر جابجا مزاحمت کی۔ مگر یہ آہنی دیوار سے ٹکرانا تھا سخت نقصان کے بعد ہسپا ہوئے محاصرین کی تعداد ۵ ہزار سے زیادہ تھی اور البحر اتر والوں کی قوت برسوں دل یورپ کے تھپہ پیر سے سستے نہایت مضحل ہو گئی تھی

بحر اتر کے حساب

دوسرا

نہایت قوت

حاصل

بحر اتر کا مقابلہ

پھر بھی انہوں نے اپنی صدیوں کی آزادی کو اس میراث کو جو الو العزم عہد کے سیدہ بسینہ
 منتقل ہوتی چلی آتی تھی۔ ایک آخری خوریزکنش کئے بدون ہاتھ سے نہیں دیا۔
 فرانسیسی خاصوں کے گھوڑے انکی لاشوں کو روند کر شہر کی طرف بڑھنے پاتے تھے
 جو شخص سمجھتا تھا کہ مقابلہ کرتا تھا وہیں کنگرہ صیر ہو جاتا تھا۔ اگر الجزائر والوں کی فوجی طاقت
 فرانسیسیوں سے تھائی تو چوتھائی بھی ہوتی تو الجزائر کا محاصرہ آج اسی نظر سے دیکھا جاتا
 جس نظر سے کہ دینا کا محاصرہ دیکھا جاتا ہے جب یہ لوگ باہر ندرگاہ اور سیدہ انون میں
 محاصرین کے قدم نہ روک سکے تو بالآخر سمنگر شہر میں محصور ہو گئے وہ شہر جو اس منحوس
 صدی کے آغاز سے لیکر آج تک صد ہا مرتبہ یورپین توپوں کی زد پر رہ چکا تھا۔ ۴ جولائی
 کو بڑی صبح شہر پر آگ برسا شروع ہوئی اور شام تک لگاتار برستی رہی۔ اہل شہر نے قلعہ کی
 فضیل و برج سے دیرانہ جواب دیے مگر ۱۵ اگست کے معرکہ کی طرح وڈاں شکن نہ تھے
 اخیر کو قلعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر ساتھی میگزین کے پھٹنے سے جہیں محصورین نے چلتے
 وقت آگ لگا دی تھی ہزاروں فرانسیسی کھیت رہے۔ قلعہ کے بعد شہر کی ساعت ناگزیر
 آئی۔ اہل شہر طوفان زدہ مچھلیوں کی طرح سرمایہ ہو ہو کر کسی خیر الدین اور طرغند کو تلاش
 کرتے پھرتے تھے گو گورنر نے جہانتک ہو سکا دوا و مردانگی دینے میں دریغ نہیں کیا لیکن
 ہر چیز کی ایک حد ہوتی تو جب فضیل و برج میں رخنے پڑ گئے تو ہر طرف سے بابوں مجبور
 ہو کر اُسے بالآخر صلح کا پیام دیدیا۔ اور یہ قرار پایا کہ گورنر اور اہل شہر جان مال کی خطرات

ایک تاریخی نظیر

شہر بسینہ ہونا۔
 گولباری

قلعہ کی تسخیر

پیامِ سعادت

کی شرط پر شہر اور قلعہ خالی اور سپرد کر دیں چنانچہ ۵ جولائی کی صبح محشر کو عہد نامہ پر دستخط کر کے اور قلعہ کی کنجیاں فاختہ میں کو سو نپ کر گورنر ہمشہ کے لئے با عظمت سے بکدوش ہو گیا۔ شہر پر قابض ہوتے ہی فرانسیسیوں نے بد عہدی کی اور گورنر کو شیر اور متعلقین پر اپنے جہاز میں سوار کر کے نیپلز میں لیجا کر قید کر دیا۔

شہر کا

عہد نامہ

با عظمت سے بکدوش

فرانسیسیوں کی بد عہدی

ایک ریمارک

فرانسیسی دور کے آغاز پر الجزائر کے قدیم فرمانروائوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی تاریخ اقصائے مغرب بھی تمام ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر تہمتہ کے طریق پر الجزائر کے حالات مابعدہیہ ناظرین کئے جائیں تو گو انکے مطالعہ سے رفیق اقلب اور رحمل ناظرین کو حزن اور ملال کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا اندازہ بھی ہو جائیگا کہ مسیحی دنیا جو آج ترکوں کے طرز حکومت پر سختہ چینی کرنے کے پیرایہ میں اسلام کے کیر کڑ اور پولیٹکل اصول پر دھبہ لگانے کی کوشش کرتی ہے اسکی ایک جلیل القدر اور متم بالشان قوم کا نیشنل کیر کڑ اور انداز حکمرانی کہاں تک اچھا تھا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ فرانسیسیوں نے فوجبشی اور تسخیر کے وقت اہل الجزائر پر ظلم و ستم نہیں کئے جو اسپین کی کیتھولک گورنمنٹ نے کمبخت اندسیوں پر کئے تھے۔ کاش مابعدہ کا طریق عمل بھی یہی ہوتا۔ لیکن افسوس کہ یہ ایک نہایت تلخ حقیقت ہے کہ مغربی دنیا میں صد مائیس رحم و عفو سے حکومت کرنے کے بعد جب اسلام معتبوب مانا ہو کر ایوان حکومت سے نکلا تو با استثناء چند مقامات ماسکو جریفوں کا نقل حایت دنیا میں کہیں آتا

تسخیر کے حالات

ایک تلخ حقیقت

فرانس کی دعا

نہیں آیا۔ فرانسیسیوں نے صرف شہر الجزائر کو اس غرض سے لیا تھا کہ اسکو ایک بحری مقام کروا کر غارتگری قطعاً مسدود کریں۔ لیکن اگلے ہی برس منظر و منصور فرانس صوبہ کے اندرونی مقامات کی طرف بڑھنا شروع ہوئیں تمام الجزائر تسخیر کر کے اس لئے ایک صوبہ بنیونس کو بھی خونریز تلوار اور غاصبانہ پالیسی کا شکار کر ڈالا۔

الجزائر کے فرماندا

ان سچاںش برس کے واقعات کی تفصیل سے پائے قلم میں آئے پڑتے ہیں مدبر۔ عفو گار۔ اور بندہ نواز سولین کے بجائے۔ الجزائر پر سخت احق کو عقل اور نامتو ملٹری افسروں کی حکومت کا عذاب الیم نازل رہا۔ یہ تلوار کی آب بدون پوسٹکل عوارض کا ازالہ کر سکتے تھے۔ انکے ظلم آفریں تہدید سے صد مائشرف بیبیوں کو طلاقیں ملگئیں۔ ہزاروں عہد و پیمان ٹوٹ گئے۔ رعایا پر دستِ ظلم دراز کرنے میں یہ نہ مرد و عورت کا لحاظ کرتے تھے اور نہ بچہ اور بڑھے کا۔ نہ انکو تشدد میں ہاک تھا اور نہ سیاست میں

ظلم آفریں تہدید
اسکے نتائج

اسباب بغاوت

معقولیت۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر کے تیسرے ہی برس تمام صوبہ اس آہنی شکنجہ سے بلبل اٹھا اور عربی اور بربری قبیلوں میں یک بیک بغاوت کی آگ بھڑک گئی۔ فرانسیسی گورنمنٹ آٹے دن نئے نئے جرنیل بھیجتی تھی جو اپنی نالائقی اور سفاکی کا ثبوت دیکر ناکام چلے جاتے تھے۔ تسخیر والہ الحاق تاریخی دنیا کا نہایت معمولی واقعہ ہے لیکن الجزائر کی تسخیر سے فرانس کے دامن تہذیب پر اس قدر گہرا و صہ لگتا ہے کہ اندلس کے سوا شاید اور کمیں سکی نظیر نہیں ملے گی۔ کاش فرانس کے آہنی بیجہ جرنیل حکومت شروع کرنے کے ساتھ محکوم کے قومی گٹھ

سوء تدبیر

کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتے۔ اگر ذرا بھی فاسقانہ تحمل۔ فرزانگی اور حسن تدبیر رحم اور انصاف سے کام لیا جاتا تو جو بات چالیس برس کی مسلسل سختیوں کے بعد حاصل ہوئی وہ صرف چار برس میں ممکن تھی۔

بغاوت کے چھوٹے چھوٹے محلوں اور بے ترتیب لڑائیوں سے صوبہ میں ایک طوفان بے تمیزی برپا رہا۔ بوگنڈ۔ پیلڈ شیر۔ کانزوربرٹ۔ سینٹ۔ ارنالڈ۔ ایکسماہن۔ جیسے فرانسیسی جرنیلوں نے ناعاقی خون بہانے۔ کوٹنے اور جلادینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اور اگر کسی قوم کی مردانہ جسارت۔ استقلال اور آلوا العزمی حکومت و استعجاب میں ڈالتی ہے تو وہ عربی اور بربری قبائل تھے۔ ماکارنٹنا قدر سے لڑنا عقلمندی نہ تھا لیکن جس دلیری اور جانبازی سے انھوں نے اپنے سے دس گنی قوت کا مقابلہ کیا جو مجبوراً اسکا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ انھوں نے فرانس کی عظیم الشان فوجوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ بڑے بڑے شہر اُن سے چھین چھین لئے اور اس قدر آٹے ہاتھوں لیا کہ کارآزماء جرنیلوں کے چھلکے چھوٹ چھوٹ گئے۔ اور فریسی ایوان حکومت جز سے ہل ہل گیا۔ لیکن ان شہر آشوبیوں کا باعث کون تھا؟ اہل بحر اوقیانوس ہرگز نہیں۔ بلکہ خود فرانس۔ اس لئے کہ اگر سب سے پہلا فرانسیسی جرنیل کلاسز ذرا بھی مذاق ملکہ داری رکھتا تو لوگ رفتہ رفتہ اس جدید انقلاب کو بطیب خاطر گوارا کر لیتے لیکن ان کو اس کے کو عقل شخص نے اپنے جابرانہ طریق عمل سے ہر طرف مخالفت کی آگ بھڑکادی اہل ملک کے دلوں کو جوش انتقام سے بھر دیا۔ اور فاتح مفتوح کو ایک دوسرے کے

عربوں کا استقلال
اور
نجات

شہر آشوبوں کا
اصلی سبب

خون کا پیاسا بنا دیا۔

عبد القادر
اُس کے خفقان و غم

ان خانہ جنگیوں کا گریو لیٹر الجزائر کا ایک مشہور و معروف ہیرو تھا۔ یعنی عبد القادر
یہ شہر مسقار کے ایک قدیم شریف خاندان سے تھا جس کے ممبر الجزائر میں ہمیشہ سے فی بی بی

کیرکیز

چلے لے تے تھے۔ عبد القادر خود بھی فقیہ۔ پکا دیندار۔ اور حاجی تھا۔ اس میں تمام باتیں قدیم
عربوں کی سی تھیں۔ مہمان نواز۔ فیاض منہ۔ راست باز۔ آزاد رو۔ اور مزید بریں فن پسندی
میں پورا مذاق رکھتا تھا۔ اعلیٰ درجہ کا شہسوار اور دلیر معرکہ آرا۔ اور ان سب سے بڑھ کر قوم پرست

ترک وطن

اور جان نثار ملک تھا چونکہ عبد القادر بچپن ہی سے ہونہار تھا اور تمام عربی قبائل میں خلص
نظر سے دیکھا جاتا تھا اس لئے گورنر الجزائر اُس کے درپے تخریب ہو گیا اور یہ تھوڑی سی
نکمر میں ترک وطن کر کے مصر کی طرف چلا گیا۔ چوبیس برس کی عمر میں جب عبد القادر

سادت

پھر وطن آیا تو اُس نے دیکھا کہ بباطالٹ گئی ہے ملک پر ایک غیر قوم قابض ہو اور اُس کے وطن
سخت مایوس ہیں۔ اُس کا اور اُس کے باپ دادا کا نام ملک میں طلسمی اثر رکھتا تھا۔ چنانچہ اُس کے
آتے ہی تمام قبیلے ایک مقناطیسی قوت سے اُس کی طرف کھینچ گئے۔ اور جب اس طرح

مہینہ سال کی حکومت

اُس کی قوت بڑھتے بڑھتے ایک وسط درجہ کی ریاست کے ہم پل ہو گئی تو فرانسیسیوں نے
دفع الوقتی کے طور پر ۱۸۳۰ء میں اُس کو مسقار کا خود سر حاکم تسلیم کر لیا۔ مسقار میں حکم

اس حکام قوت

عبد القادر نے ایک بڑے جنگ کی تیاری شروع کی اور صرف ایک سال کے عرصہ میں
اپنی جنگی قوت کو اس قدر مستحکم کر لیا کہ جب ۱۸۳۰ء میں فرانسیسیوں سے حسب عادت

ایک پولیٹیکل جیلہ نکالکر مسقار پر حملہ کیا تو انگلو اسی نام کے دیا پر سخت نقصان اٹھا کر
 پسپا ہونا پڑا۔ پھر شہداء میں اسے فرانسیسیوں کی ایک ٹنڈی مل فوج کو مطیعہ کے میدان
 میں ایک اور شکست دی۔ اس روز افزوں ترقی سے ذکر میں ہزار کی ایک اور تازہ
 فوج مسقار کا قلع قمع کرنے کے لئے بھیجی گئی مگر اسکو بھی عربی سردار کا لوٹا ماننا پڑا۔ پھر تو
 عبدالقادر کی دلیری اور کاروائی کا ہر طرف شور مچ گیا حتیٰ کہ ڈیوک آف ولنگٹن بھی
 حیرت و استعجاب کیے بدون نہ رہ سکا۔ فرانسیس ہر مرتبہ حملہ کرتے تھے اور ہر مرتبہ ہزیمت
 اٹھاتے تھے۔ تمام شہر اور قلعے ایک دوسرے کے بعد ماتحت سے نکل گئے اور اخیر کو دو
 تین مقامات کے سوا دروبست صوبہ الجزائر پر عبدالقادر قابض ہو گیا۔ اسوقت کی
 حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرت نے اہل الجزائر کی تمام پچھلی خطائیں معاف
 کر کے پھر ایک مرتبہ بار بڑسہ کو بھیج دیا ہے لیکن افسوس کہ الجزائر کے زوال کا فتوہ اسے
 لکھا جا چکا تھا۔ بار بڑسہ کے بلند کیے ہوئے ایوان حکومت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔
 اور یہ عروج کی سی کیفیت صرف ایک ٹٹماتے ہوئے چراغ کا سا سنبھالا تھا۔ چنانچہ شہر
 کے اخیر میں فرانسیسی گورنمنٹ نے اتنی ہزار سپاہیوں کا ایک ٹنڈی مل بسر کر دیا مارشل گریڈ
 بھیج دیا۔ یہ گویا سنگ آمد و سخت آمد کا مضمون تھا۔ عبدالقادر کیا بونا پارٹ سا الوالعزم
 جرنیل بھی لاس خدائی قوت کا جنگ آزمایا نہ تدابیر سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور نہ کر سکا۔
 مارشل پوری قوت سے ہر شہر و طوفان کی طرح جھکتا تھا اور اسکو پامال سفاکی کر کے

فرانسیسیوں کی شکست
 اور ہزیمت
 مطیعہ کا میدان

عبدالقادر کا عروج

فتوے زوال

آخری ایلتار

الجزائر کی فتح

دوسرے شہر کا رخ کرتا تھا حتیٰ کہ عبد القادر کا پایہ تخت تقید سے بھی تباہی سے بچ سکا۔
 شہروں پر شہزاد قبیلوں پر قبیلے طبع ہونے لگے۔ ۱۱۷۱ھ میں مسقار بھی مستحضر ہو گیا۔
 مگر عربی جرنیل نے اطاعت قبول نہ کی اور وہاں سے نکل کر مراکو میں چلا گیا۔ اور مراکو سے
 ۱۱۷۲ھ میں اور پھر ۱۱۷۳ھ میں متواتر دو مرتبہ فوجیں لیکر ملٹا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔
 ۱۱۷۴ھ سے ۱۱۷۵ھ تک پورے تین برس الحجاز پر قیامت نازل رہی۔ خاص کر جرنیل
 پیلڈشیر نے بڑے بڑے وحشیانہ ظلم کئے۔ اور ہانسومر و عورت بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا
 سے بچ کر ہستانی غار میں جا چھپے تھے دھوئیں سے گھنٹھ مار ڈالا جب عبد القادر نے
 دیکھا کہ تمام تدبیریں الٹی پڑتی ہیں۔ قومی ادبار روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ مایوسی کے سوا کوئی
 شکل نہیں۔ تو ناچار صلح کر لی۔ اور ۱۱۷۶ھ میں اس شرط پر اپنے تئیں ڈیوک آسٹیل کے حوالہ
 کر دیا کہ اسکندر یہ یا نیپلز میں چلے جانے کی اجازت دیجائے۔ لیکن عہد کی پابندی فرانس کے
 قومی قانون کی شرط نہیں۔ ڈیوک نے اس نامور شخص کو فرانس کے قید خانہ میں پانچ
 برس تک قید رکھا اور طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ آخر لوئیس نہولین نے اتفاقاً یہ حالات سُن کر
 ترس کھایا اور اُس کو مار کر کے بروسمہ میں چلے جانے کی اجازت دیدی۔ تیس برس اسید طرح
 ادھر ادھر دھکے کھانے کے بعد عبد القادر ۱۱۷۸ھ میں دمشق میں مر گیا۔ ناظرین کو یہ دھکے
 حیرت ہو گی کہ وہی عیسائی جنھوں نے اسکی صدیوں کی قومی آزادی کو ہال سفاکی۔ اس کے
 ہزاروں برادران اسلام کو تہ تیغ۔ اور خود اُس کو خانہ برباد اور جلاوطن کر دیا تھا۔ اس نامور اور
 سچے شجاع نے مرتے مرتے بھی انکی خدمت سے دریغ نہیں کیا اور دمشق کے ۱۱۷۸ھ

عبد القادر کی آخری
 کشمکش اور بہیمیت

سہ سال

صلح

عہد شکنی

عبد القادر کی موت

کے قتل عام میں انکوٹبری مدد ملی۔

بغوات کا فوری ہندو

گو عبد القادر گرفتار اور قید ہو گیا تھا گداؤں کی بغاوت اُسی شذ و قدر تھی۔ عربی قبائل رہ رہ کر بغاوت کرتے تھے ہر گرتے تھے اور پھر سنبھل کر مقابلہ پکھڑے ہو جاتے تھے لیکن ہر مرتبہ فرانسیسی جرنیلوں کے پامال ظلم ہوتے تھے۔ آخر جب لوٹس نپولین شہنشاہ میں الجزائر آیا تو اُسے عربی قبیلوں کو اطمینان دلایا کہ شخصی جاگیرات اور ریاستوں میں گورنمنٹ کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے گی تب کہیں جا کے ملک کو تسکین ہوئی لیکن یہ حالت نپولین ہی تک قائم رہی چنانچہ اسکے برطرف ہوتے ہی فرانس کی گورنمنٹ میں ضعف آگیا۔ قبیلوں پر پھر وہی ظلم ہونے لگے اور انھوں نے پھر وہی سرکشی اور طغیانی اختیار کی۔ اور جوش سے مبہوت ہو کر اپنے پہاڑی مقامات سے بلائے بے درماں کی طرح فرانسیسیوں پر آپڑے۔ ادھر جنرل ڈورڈوئے نے پھر وہی خون آشام تلوار ہاتھ میں پکڑی اور پھر وہی قتل عام اور غارتگری شروع ہوئی۔ اور پانچ برس الجزائر ایک ظلمت کدہ بنا رہا۔ آخر کا جب شہنشاہ فرانس کا پولیٹیکل اسٹیج منقلب ہوا اور جمہوری گورنمنٹ قائم ہوئی اور الجزائر میں انکھڑا سارہو کے بجائے مدبر اور تہذیب یافتہ سولین بھیجنا شروع ہوئے تب کہیں جا کر ملک میں امن ہوا۔ شروع سے آخر تک فرانسیسیوں کے سپاس ہزار آدمی کھیت رہے۔

فرانس کی پالیسی پر ایک سیر کی نظر۔

جب الجزائر میں فرانس خیل ہوا تو برٹش گورنمنٹ نے عند نامہ ایک سلا جیپل کے مطابق اُس سے باز پرس کی تھی۔ اور ادھر سے یہ جواب ملا تھا کہ صرف شہر الجزائر پر براہ

طے لین پول صفحہ ۳۰۷ اور تاریخ مارچ ۱۸۴۸ء

چندے قبضہ کیا جاتا ہے تاکہ سچی دنیا کو ”عذاب الیم“ سے نجات ملے لیکن اسکے بعد ہی دن بعد مستقل اور دائمی قبضہ کا اعلان دیکر فرانس نے فوجی حکومت قائم کر لی پھر بھی اس بات کا یقین دلایا کہ فرانسیسی مداخلت صوبہ الجزائر کی حدود سے تجاوز نہو گی لیکن افسوس کہ زبان سے اقرار کر کے پھر جانا اور اطمینان دلاد لا کر آشفہ کرنا یورپ کا قدیم شعار ہے آج ۱۹۴۷ء میں چین میں جو غاصبانہ انداز روس کا ہے۔ وہی میں برس پہلے فرانس کا طریق عمل بربر میں تھا۔ اور ابھی تک ہے۔

الجزائر پر قابض ہو کر بھی فرانس کی حرص بجا کو تسکین نہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں اسکا غاصب ہاتھ رفتہ رفتہ ٹیونس کے عنوان حکومت کی طرف بڑھنا شروع ہوا حالانکہ ٹیونس میں کوئی معقول وجہ دست اندازی نہ تھی۔ لیکن جہاں پر خاش کے لئے کوئی معقول جہت نہیں ہوتی وہاں یورپ کے مذہب پوٹشکل حجت نکال لیا کرتے ہیں چنانچہ اچھوتیوں کو دور و دشن کے اسی قسم کی جتوں سے ٹیونس کے ابوان حکومت کے گرد جالائنا شروع کیا۔ اور ترکی گورنر محمد الصادق کو ایسی شرائط کا پابند کرنا چاہا جو باعالی کے شانہ حقوق کے لیے مضرت تھیں۔ گورنر نے اس سے انکار کیا اور اسکا دہی نتیجہ ہوا جو قدرتی طور پر ہونا چاہیے۔ اگر ایک تیر نو کیلا فولادی برما کسی نرم لکڑی پرسسل اور بے روک چلتا رہے تو انجام کار لکڑی میں رخنہ پڑ جائیگا۔ اسی طرح اگر کوئی زبردست گمر بے اصول گورنمنٹ کسی زبردست مگر مستبک ریاست پر اپنی غاصبانہ پالیسی کا عمل چکے چکے جاری رکھے۔ اور کوئی ہمسر طاقت نہ جہت نہ کرے تو بالآخر اسکو لے ڈالینگے۔ ٹیونس کا بھی یہی ضرر ہوا۔ مواد تو پہلے سے نفع بخشا

ٹیونس میں یہ غصہ بجا

نوٹشکی کا جسد

سہ ماہ میں صوبہ مذکور کے اُن سرحدی اضلاع میں جو الجزائر سے ملتے تھے کچھ خفیف سی شورش ہوئی اور ایم اوسٹن اپنی پوری فوجی قوت لیکر فی الفور ٹیونس پر چڑھ گیا۔ مظلوم محمد الصادق نے ہر چند یقین دلایا کہ "فساد فرو ہو گیا ہے۔ اب آپ کی دست اندازی کی ضرورت نہیں۔" اخیر پر دول پورپ سے فریادیں کیں۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ برٹش گورنمنٹ نے گو فرانس سے باز پرس کی مگر دھر سے وہی ڈپلومیٹک جواب ملا کہ "الجزائر اڈیونس کے درمیانی اضلاع میں جو لڑائی چھڑنے والی ہے اُس سے صرف یہ مقصود ہے کہ ٹیونس کے سرکش قبیلے جو آئے دن الجزائر کی سرحد پر کرتائیاں کرتے رہتے ہیں انکی قراردادیں سرکوبی کی جائے۔ محمد الصادق کے نیم خود مختار اہل حقوق اور صوبہ ٹیونس کے حدود کا ہر طرح لحاظ رہیگا۔ اور مزید کہ لارڈ گرنبول وزیر دول خارجہ اس جواب پر نازاں ہی رہے اور فرانسیسی فوجیں ٹیونس کی طرف بے تکلف بڑھ کر ۲۶ اپریل تک کیف اور تبارکہ پر قبضہ ہو گئیں۔ جھیل بڑ طرہ پر فرانسیسی جھنڈا لہرانے لگا۔ جرنیل بریٹ نے تمام علاقہ آگ اور تلوار سے برباد کر کے اور گورنر کے مجلس راہ کو لہ باری کر کے ۱۲ مئی کو عہد نامہ قصر السعید پر چبڑا دستخط کرا لئے۔

الصادق کی معذرت

گورنمنٹ وائس کراہ

ٹیونس کا حصہ

ٹیونس میں بغاوت

اگرچہ محمد الصادق اور اسکے انتقال پر سیدی علی دونوں ایم اوسٹن کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے۔ لیکن اہل ٹیونس نے اطاعت قبول نہ کی۔ اور تمام جنوبی اضلاع میں کھلی بغاوت پھیل گئی۔ اور کچھ دنوں وہ طوفان بد نظمی برپا ہوا کہ فرانسیسی منتظم مایوس ہو کر سٹے مشرے ایم براؤن کی تاج ٹیونس میں نہایت تفصیلی مالات درج ہیں۔

فرانسیس کے عظیم

بیٹھ رہے۔ لیکن پھر کچھ سنبھل کر اٹھے اور سفاسک پر بلاے بیدرمان کی طرح ٹوٹ پڑے۔
شہر پر بیدریغ گولہ باری کی گھروں کو ٹوٹ کر جلا دیا۔ یا سترنگیں لگا کر گھر والوں سمیت
باروت سے اڑا دیا۔ کوچہ و بازار بے بس سے بدتر بن گئے۔ اخیر پراہل سفاسک کی آتش انتقام
بھی بھڑک اٹھی اور اب دونوں طرف سے مظالم شروع ہوئے۔ فریقین نے جوشی درندوں
کی طرح ایک دوسرے پر رہ کر حملے کیے۔ سیکڑوں ہزاروں بیگناہ مردوں عورتوں کو فوج
کر ڈالا۔ قلعہ بند چوکیوں سے باہر تمام علاقہ تلوار کا کھیت۔ بیرحم ٹیروں کا جولاں گاہ۔ اور
میدان قیامت کا نمونہ بن گیا۔ مگر اگلے برس ٹیونس والوں کی خوش نصیبی سے گورنر
اوسٹن واپس بلا لیا گیا۔ اس وقت سے کسیدہ راسن ہے۔ ایم ہنری ڈی راجیفورٹ نے
بغاوت کے خاتمہ پر اپنی رپورٹ میں درست لکھا تھا کہ ”فرانسیسیوں نے ٹیونس کی
مہم کو ایک بات سمجھا تھا مگر یہ غلط فہمی تھی۔ ٹیونس کی فتح حقیقت میں کھلی رہزنی اور
خونریزی تھی۔ اہل ٹیونس اسکو کبھی نہ بھولیے گئے۔“

ز شرح قصہ من رفتہ خواب از چشم خاصاں را

شب آخر گشتہ و افسانہ اذا فسانہ سیخنے د

حامد علی صدیقی سہارن پوری

بقلم احمد العباد غلام رسول کاپی نویس پنجابی غفرلہ

ضروری اطلاع

اقصاے مغرب کا حق تالیف پانچ برس کے واسطے مطبع روزانہ اخبار دہلی نے خرید لیا ہے۔ اس عرصہ میں اصل مؤلف کو کتاب ہذا کے بحسنہ یا کسی تغیر و تبدل سے خود چھاپنے یا کسی کو اجازت دینے کا حق نہیں ہے۔ جس کسی کو خریداری منظور ہو دفتر روزانہ اخبار دہلی سے طلب کر لے۔

مینجر روزانہ اخبار

مقام دہلی

محاربہ فرائض و پشیمانی

جسکو

محمد مصباح الدین غلط حافظ محمد یوسف صاحب کتب قلعہ رہنما اکابرین
بینی سوال تحصیل پانی پت ضلع کراچی نے ایک انگریزی ایجنٹ سے برائے وقتیتاً
اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا

۱۸۶۹ء

روزانہ اخبار پریس پبلیشنگ ہاؤس میں سب سے تمام نمونہ
صاحب سحر طبع ہو کر شائع ہوئی



یہ ناچیز ترجمہ جب مرتب ہو چکا تو مجکو خیال ہوا کہ کسی ایسے نامور اور مہربانی علوم و فنون کے نام کے ساتھ اسکو منسوب کیا جاوے جو بلحاظ اس خصوصیت کے شہرہ آفاق ہو

بنائے علیہ

حقیقۂ ترجمہ

محض ازراہ عقیدت مستمندانہ و خلوص محبت غائبانہ عالی جناب مستطاب
معنی القاب نواب علی یار خاں بہادر مؤتمن جنگ عماد الدولہ عماد الملک
مولانا سید حسین صاحب بلگرامی ڈائریکٹر سررشتہ تعلیمات ریاست
حضور نظام و کن و ام اقبالہ کے نام نامی کے ساتھ صرف جناب موصوف کے
عام شہرت فضائل و برگزیدگی اخلاق کے باعث معنوں اور منسوب کیا جاتا ہے

مصباح الدین احمد

فہرست مضامین جنگ فرانس و پرتگال

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴	فصل ہفتم پیرس کی جانب برتنی فوج کا بڑھنا پیرس کے قلعوں کا بیان۔ اسٹراسبرگ کی سپردگی	۱۵	فصل اول آٹھماز جنگ
۷۷	فصل ہشتم پیرس کے سامنے لڑائی۔ شہنشاہ نپولین کی فوج کا اعلان۔ کیر و جرنیل لڑائی	۱۶	جنگ ویمبرگ
۸۸	فصل نہم شہر پیرس کا محاصرہ۔ اور جنگ آرلینز	۱۷	جنگ ویمبرگ
۹۱	اول جنگ آرلینز	۱۸	جنگ ویمبرگ
۹۶	فصل دہم پیرس کے آگے خفیف معرکے۔ شہر ٹرکا محاصرہ اور اسکا فتح ہو جانا	۲۱	جنگ ویمبرگ
۹۷	فصل یازدہم پیرس میں جوش۔ دوم جنگ آرلینز	۲۲	فصل دوم فرانسیسیوں کو اسٹراسبرگ
۱۰۳	فصل دوازدہم دریائے لوار کی لڑائیاں	۲۶	جنگ ویمبرگ
۱۰۹	فصل دوازدہم دریائے لوار پر چند دنوں تک لڑائی رہنا اور شہر بونیشی کی فتح۔ پیرس سے فوج کا دوبارہ نکالنا	۳۰	جنگ ویمبرگ
		۳۳	جنگ ویمبرگ
		۳۴	فصل سوم اسٹراسبرگ کا محاصرہ جنگ پیرس اور جنگ گرن
		۳۵	فصل چہارم شہنشاہ فرانس کی جنگ سپان میں سپر ہونا
		۳۹	فصل پنجم پیرس کی حالت۔ انقلابی طاقت جہول اور ہٹراسبرگ کا محاصرہ.....
		۴۰	فصل ششم شہر ٹرکا کا محاصرہ۔ اور شہر ڈال کی سپردگی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴	جنگ سے بربادی ہونا	۱۱۸	پرسہ کرنا
	تعداد غباروں کی جو دوران محاصرہ میں	۱۲۵	جنگ پونٹ ذیلیں
۷	پیرس سے روانہ ہوئے		فصل سیزدہم
۸	باشندگان پیرس کی مضبوطی	۱۲۷	ناور کے قریب لڑائی ہونا
۹	شہرلی مانس کا فتح ہونا	۱۳۱	جنگ باپام
۱۰	جنگ سیڈان کے بعد احوال		فصل چار دہم
	تمام دنیا میں سب سے کم عمر کا ایک جرمنی	۱۳۶	شہرلی مانس پر جنگ عظیم
۱۱	سپاہی		فصل پانزدہم
	سچی قدردانی یا خوش اخلاقی کا نتیجہ	۱۴۱	جنگ بلنورٹ
	تعداد فوج مشترکہ جفرانس اور پریشیا کے جنگ		فصل شانزدہم
	میں ماری گئی اور تعداد نزر جو طرین کا دوران	۱۴۶	فرانس کی شمالی پنج کی شکست
	جنگ میں صرف ہوا۔ معہ موازنہ جنگ ٹو	۱۵۰	جنگ ڈیون
۱۳	یورپ		فصل ستر دہم
۱۴	خاتمہ۔	۱۵۵	پیرس کی پردگی
			فصل ہتر دہم
			صلح کا ابتدائی عہد نامہ۔ پیرس میں حالت جوش
		۱۶۱	اور اختتام
			ضمیمہ جات
		۱	تفصیل اسیران جنگ وغیرہ
		۲	مجددین جنگ ٹورس اور زرخیان شہر آرمینز
		۳	ایک فرانسیسی غبارہ کی گرفتاری
		۴	شاہ پرشیا کا درجہ شہنشاہت قبول کرنا

نشان و جہنڈے وغیرہ مال غنیمت فاستحان کے باعث لگا فرید براں تقریباً تین ارب ۵۰ کروڑ ۳۰ لاکھ ۵۰ ہزار روپے
 خرچہ جنگ علاوہ اس ملک مفتوحہ کے جو کہ دوام کے لئے سلطنت جرس میں شامل ہو گیا اور جنگی آبادی ۵۰۱۴۵ کی
 ہے سلطنت فرانس کو اور اگر نابڑا بولین ٹھنڈا فرانس نے معاشی ہزار فیض مسلح کے اپنے تئیں سپرد کر کے شاہ پریشیا کے
 قدموں پر اپنی تلوار رکھ دی اس جنگ کے واقعات مثل قصہ کے پتے پر ہیں اس کے مطالعہ سے بڑی عبرت اور نفاذ
 نفاذ کی قدرت نظر آتی ہے کہ دہر چند ہی روز میں ایک شاہ کا نام اقل درجہ کے شہنشاہوں کی خدمت میں اس کے
 حکم سے بڑھا کر لکھا گیا اور اُدھر ایک زبردست سلطنت کے شہنشاہ کا درجہ بذلت و گمنامی سے بدل کر شہنشاہی تاج
 اس سے چھین لیا گیا سچ ہے وہ چاہے جسکو عزت دے چاہے جسکو ذلت دے
 یہ کتاب دلچسپ اور نرپیدا کرتی ہے اور حقیقتاً بڑا ہی غیر تکرار سچا فائدہ ہے۔

نیا زندہ صبح الہین متوطن قلعہ رہنک
 خوش باش شہر یانی پت
 شہر یانی پت

۱۶۔ جمادی الثانی ۱۳۳۵ ہجری قمری
 مطابق
 مکہ نمبر ۱۳۵۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تہیہ

آغا زین العابدین میں پورپ کی کل سلطنت کی گورنمنٹوں میں کسی قسم کا عناد اور فساد نہ تھا اور تمام ملکوں میں دوستانہ تعلقات تھے۔ اعلیٰ ترین اور اعلیٰ ترین پرنسپل میں پھیلا ہوا تھا۔ ایسے پراسن زمانہ کی خوشنما تصویر میں ایک تاریک و مہربان نظر آتا تھا اور یہ ملک ہسپانیہ تھا۔ شہزادہ میں ہسپانیہ والوں نے اپنے خاندان لکایا اسباب کو مغرور کر دیا تھا اور یہ ملک اسپین سے ہماگ کر کسی دوسرے ملک میں جلی تھی تھی۔ اُس وقت اسپین میں ملو الف الملکو کی پورہی تھی۔ سازشوں کا بازار گرم تھا۔ ایسے پراسنوب زمانہ میں نظام ملک کے واسطے جو گورنمنٹ قائم ہوئی اس میں شہنشاہ کی یہ خواہش تھی کہ کچھ کو بھی سرکاری عہدہ ملے اور شہنشاہ پر فساد اور شور و شجاعت جاری نہ ہو یہاں تک کہ اگر موقع ملجائے۔ تو تحریف عہدہ دار کو قتل کرنے سے بھی قیغ نہ کیا جاتا تھا۔ ایسے پرنسپل زمانہ میں اسپین کی بادشاہت پر کسی غیر ملک کے شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی کج فہمی اور کئی لائق لائق شہزادوں سے درجہ ہست کی گئی کہ وہ تخت ہسپانیہ پر جلوہ افروز ہوں۔ لیکن ہر ایک شہزادہ نے تخت پر بیٹھنے اور بادشاہ بننے سے انکار کر دیا۔ آخر کار جو ان شہزادہ میں ہونہر ولرن کے شہزادہ لیو پولڈ نے جو شاہ پرتیگیا کا جھینجا تھا اسپین کی بادشاہت منظور کر لی۔ جونہی کہ اس شہزادہ کے تخت اسپین کے منظور ملے۔ جنرل پرنسپل ناظمی گورنمنٹ کے پرنسپل کو میڈرڈ کے شارع عام میں ۲۰۔ دسمبر ۱۸۰۸ء کو گولی مار دی گئی جو دونوں کے بعد ۲۰۔ دسمبر کو زخم شدہ کی وجہ سے راہی ملک بھاہوئے۔ ۱۲۔

کر لینے کی خبر فرانس کی گورنٹ کو پہنچی تو وہاں کے سربراہ درہ لوگوں کو براغصہ آیا۔ دیوک ڈی گریونٹ اور ایم اولیوٹ نے دوران بحث میں نہایت سخت الفاظ زبان سے نکالے اور اسی پر اکٹھا نہیں کیا گیا بلکہ سلطنت پریشا کو دیکھی بھی دی گئی کہ اگر شہزادہ لیو پولڈ آف ہونزولرن کو تخت اسپین کے منظور کرنے کی اجازت دینی تو بہتر نہیں ہو گا۔ فرانس کے اس مخوفانہ رویے سے تمام یورپ میں ایک بے انتہا جوش پھیلادیا۔ اور یہ بات زبان زد عام ہو گئی کہ فرانس اور پریشا میں اب کھٹکنے والی سہہ، مگر پریش گورنٹ کی عاقلانہ اور معقول صلاح سے یہ معاملہ اصلاح پر لایا بیٹھے پریش ہونزولرن نے تخت اسپین سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اور عوام کو اطمینان ہو گیا کہ اب یورپ میں جنگ کے خطرہ کا احتمال جاتا رہا۔ مگر افسوس یہ ان کو دھوکا ہوا پیچ گورنٹ کے ایک جلسہ میں جس میں شہنشاہ پمیلن والے فرانس بھی شریک تھے یہ رائے قرار پائی کہ بادشاہ پریشا سے اس بات کا اقرار لیا جاوے کہ وہ شہزادہ لیو پولڈ کے تخت اسپین کی امید داری کو آئندہ کبھی کبھی منظور نہ کرے گا ایم جینی ڈی فرانسسکی غیر متعینہ دربار پریشا کو اس بات کی ہدایتیں فوراً روانہ کی گئیں کہ وہ فضلہ بلا تجویز کو شاہ پریشا کے حضور میں گذرائے۔ ایم جینی ڈی نے ہدایتوں کے بموجب یہ تجویز شاہ پریشا کے حضور میں پیش کی۔ بادشاہ موصوف اس درخواست کو نہایت غصہ ہوا اور ایسی درخواستوں کے منظور کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایم جینی ڈی دوبارہ بادشاہ کے حضور میں گیا اور بادشاہ کو اس درخواست کے قبول کرنے کی تجویز دی۔ اس پر شاہ پریشا کو بے انتہا غصہ آیا اور اس نے فرانسسکی سفیر کو حکم دیا کہ ہمارے سامنے سے چلا جائے۔ ایم جینی ڈی نے اپنی فضول کوششوں کے نتیجہ سے فرانسسکی گورنٹ کو اس وقت فوراً اطلاع دی اور ۵ جنوری ۱۷۹۲ء کو فرانس نے پریشا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔

برٹش گورنٹ نے نہایت کوشش کی اور دونوں سلطنتوں کو ہر ایک طور سے سمجھایا کہ کیس طرح سے جنگ ہو اور اسپین سمجھو تہ ہوناوے۔ مگر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ دونوں سلطنتوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی جو مگر خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک کٹھنی خوفناک جنگ ہو گی۔ یہ لڑائی ایسی ہی ثابت ہوئی۔

۱۷۹۲ء دسمبر ۱۷ء میں اسپین کی (کورٹس) پارلیمنٹ نے شہزادہ اموڈیس پسر بادشاہ اٹلی کو اسپین کا بادشاہ منتخب کیا اور یہ نیا منتخب بادشاہ ۲۰ جنوری ۱۷۹۳ء کو میڈرڈ میں دھنسل ہوا۔ عوام نے نہایت جوش اور اشتیاق سے اس کا استقبال کیا۔

۱۴۔ جولائی تک مدد کو شاہ ولیم نے نارنگھ جرسن پارلیمنٹ افتتاح کیا اور تخت کی جانب سے مفصلہ ذیل پیسج خود ادا کی۔

” شمالی جرمنی قعدہ کے معزز جنٹلمین۔

جبکہ تمہارے گزشتہ جلسہ میں متعدد گورنمنٹ کی جانب سے ہم نے تمہارا فیہ مقدمہ کیا تھا۔ اس وقت بڑی خوشی اور شکریہ کا مقام تھا۔ چونکہ پورے اس زمانہ میں کسی قسم کی خلل اندازی ڈالے بغیر تہذیب کے پھیلائے میں اور ہماری رعایا کے خواہشات کے مطابق جو دلی کوششیں ہم نے کی تھیں اس کے صلہ میں کامیابی کا انعام ہم کو خداوند کریم کی مدد سے مل گیا تھا۔ باوجود ایسی طمانیت کے اب متحدہ گورنمنٹوں کو جنگ کا خوف اور اپنے احمک بار ڈالا گیا ہے۔ آپ کو ایک غیر معمولی اجلاس کے لئے طلب کیا گیا ہے اس سے آپ کو شل بہتر بات کا یقین ہو جاوے گا کہ شمالی جرمنی قعدہ قومی فوجوں کی درستی اس قدر محنت سے جو کی ہے تو اس سے کسی کو خطرہ اور خوف میں ڈالنے کا نشانہ نہیں تھا بلکہ ایک امن عام کی زیادہ تر حفاظت کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا۔ اور اب جبکہ ہم اپنی قومی فوجوں کو اپنی آزادی کے بچاؤ کے لئے طلب کرتے ہیں تو یہ صرف ہم اپنی عزت اور فرض کے احکام کی تعمیل کے بموجب کرتے ہیں۔ ایک جرمنی شہزادہ اسپین کے تخت کے لئے نامزد ہونے سے جسکی نامزدگی اور کنارہ کشی سے متحدہ گورنمنٹوں کو کوئی تعلق نہیں ہے شہنشاہ فرانس کو جنگ کرنے کیلئے ایک ہمانہ ناگہانگ گیا ہے۔ اور یہ معاملہ سفر کے ذریعہ سے اس طرح سے کھلایا گیا کہ سفارت کی تاریخوں میں کچھ ایسی کوئی نظیر نہیں مل سکتی ہے اور جبکہ یہ باعث جنگ ہی جا رہا ہے اس شہزادہ نے کنارہ کشی بھی کر لی تب بھی امن عام میں خلل اندازی ڈالنے کی نیت سے اسی کے متعلق گفتگو جاری رکھی اور اسی طرح فرانس کے ایک حاکم سابق کے امن میں خلل اندازی کرنے کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں۔ اگر جرمنی نے گزشتہ صدیوں میں اپنے حقوق کے تلف ہونے پر ناشوشی اختیار کر لی تھی تو اس کا سبب یہ تھا کہ جب جرمنی کی طاقت بنی ہوئی تھی۔ اور منتشر ہو رہی تھی اب جبکہ بھل جرمنی کی کل قومیں آزادی کے جنگ کے زمانہ سے متفق ہوئی جاتی ہیں اور اب جرمنی کی فوج ہر طرح سے مکمل اور تیار ہے اور دشمن کے آنے کے لئے کوئی کوشش فوج سے خالی نہیں چھوڑا ہے لہذا جرمن قوم کی یہ خواہش ہے کہ فرانس کے حملے کی پوری مدد دے۔ یہ الفاظ ہم نے انزوکٹر اور گنڈنڈن نہیں کہے ہیں۔ تمام متحدہ گورنمنٹوں اور ہم کو اس بات کا یقین کامل ہے کہ فوج اور شکست اسی واحد کے ہاتھ میں ہے جو لڑائیوں کی قیمت کا فیصلہ کرتا ہے۔

خداوند کریم اور تمام مردمان کے روبرو وہ شخص اس بات کا ذمہ دار ہو گا جس نے کیریورپ کے درمیان دو ملکوں کی صلح جو قوموں کو آپس میں ایک خونریز جنگ میں بھڑوا دیا ہے۔ اسید کو شمال اور جنوب کی سب گونیشیں حفظ حقوق اور آزادی کے لئے پورے طور سے اور جاننازی سے حملہ آوروں سے مقابلہ کرینگے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہو گا جس طرح کہ اُس نے ہمارے بزرگان کی مدد کی تھی، مفصل بالانتخت کی اسپچ کے جواب میں شمالی جرمن پارلیمنٹ نے جوائڈریس دیا وہ حسب ذیل ہے۔

”جس مبارک زبان سے حضور نے ہم کو مخاطب کر کے تقریر فرمائی اُس تقریر نے جرمن قوم میں ایک گونج پیدا کر دی ہے اور تمام جرمنیوں کے دلوں میں ایک خیال دوڑ گیا ہے۔ فرانس کی تکبر اندر ذخوت کو حضور نے جھوٹے سے سرد فرمایا اُس سے تمام قوم کو بڑی خوشی اور بڑا فخر حاصل ہوا۔ جرمن قوم کو اُسی قوم کے ساتھ اس سے رہنا چاہیے کہ جو ہماری آزادی کی عزت کرے۔ فرانس جو خراب بیج بوتا ہے اسکا اثر فرانسیسی قوم کو بعد میں معلوم ہو گا۔ ہم اپنے فوجی بہائیوں کی بہادری پر بہرہ ور نہ کر کے کہتے ہیں کہ وہ ایک غیر حملاً در کے آگے کبھی سر نہیں جھکاینگے۔ ہم اپنے بہادر بادشاہ پر بہرہ ور نہ کر کے کہتے ہیں کہ جس طرح سے وہ اپنے پیام جوائی میں لڑا ہے۔ خدا کی مرضی یہی ہے کہ وہ اپنی ضعیفی عمر میں اس جنگ کو اختتام پر پہنچائے۔ آخر میں ہم کو خداوند کریم پر بہرہ ور نہ ہو کہ وہ حملاً در کی اس خراب جرأت کا اسکو بدل دے گا۔ عوام میں بڑا جوش ہے اور تمام دینا نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حق بجانب ہمارے ہو کل جرمن قوم میدان جنگ میں ایک دل ہو کر لڑے گی۔ اور عزت اور آزادی اور یورپ کا امن اور عوام کی خوشحالی ہی پر منحصر ہے۔“

۲۰۔ جولائی کے پیرس کے اخبار آفیشیل جرنل میں ہفتہ وار ملکی معاملات پر مفصلہ ذیل آرٹیکل شائع ہوا جس کے پڑھنے سے فریج کو نمٹنے کے سرکاری رویہ کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔

”ہمارے شہنشاہ اور چیرل اور وزارت اور ملک میں جقدر دلی اتحاد اور اتفاق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ کسی قوم کو اپنے شہنشاہ پر اسقدر بہرہ ور نہ ہو گا اور نہ شہنشاہ کو اپنی رعایا سے ایسی توکل ہو گی جیسے کہ کل ہمارے ملک میں ہے۔ فرانس اپنے حقوق سے واقف ہے اور جب الوطنی کی خوشی میں اُس نے اپنی قسمت اپنی بہادر فوج کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ وزیر صیغہ خارجہ نے داہلانی کو جو بیان سنیتے روبرو کیا اور وزیر عدالت عام نے جو بیان مجلس واضعان قانون کے روبرو کیا۔ اس سے بڑا اثر ہوا۔ عوام کی ریلے نے ایک لمحہ کے واسطے بھی اس امر کی تیز کرنے میں تاثر نہیں کیا کہ اس جنگ کی ذمہ داری اُن کو گونہر

خلاصہ یہ کہ تنازعہ حال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ ایک غیر طاقتور اپنی عزت و قوت بڑھانے کیلئے جسے ہماری عزت اور ہمارے فوائد کو نقصان پہنچے۔ یورپ کی موازنہ قوت میں خلل اندازی کرنا چاہا۔ ہم نے تو صرف ایک چھوٹی جہتی کہ ہمارا اس بات سے اطمینان کر دیا جاوے کہ آئندہ پھر یہ بات نہ ہوگی۔ ہمارے شہنشاہ کا ابتداء سے ہی خیال ہے اور اس سے زیادہ بالکل نہیں ہے۔ ہمارے سفر کو جو مسلمانوں کا جو مقام ایس میں شاہ پریشا سے لگتا کہ گایا ہوا تھا اس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ تاکہ کنارہ کسی توڑ ہوا سٹے یہ ضروری ہے کہ شاہ بھی اس میں شامل ہوں اور تم کو اس قسم کا اطمینان دلادیں کہ وہ آئندہ بھی ایسی نامزدگی کا اختیار نہ دیگے۔ اس طرح سے یہ سوال جوابتا ہی میں بیان کر دیا گیا تھا۔ چلے اس سوال کا جواب کیا دیا گیا یہی کہ کافر فرس یعنی غفار کی لگت کو بند کر دیگی۔ کوئی نینی ڈیٹی نے رسولہ ہدایات پر عمل کئے ایک لفظ بھی زبان سے ایسا نہیں نکالا تھا کہ جو پریشا کے لئے مضر بل حیثیت ہو۔ نہایت ادب سے اس نے شاہ ولیم سے صرف یہ درخواست دی کہ اگر تخت اس پر کسی سیکو چھو دیا جائے تو آپ پرنس جینز ولرن کو اس کے منظور کر لیا اختیار نہ دیں۔ شاہ نے اس بات کو نامنظور کر کے فرانس کی عزت کو نقصان پہنچایا اور اسی پر لکھا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے ایک ایڈیٹنگاگ کی معرفت ہمارے سفیر کو کہلا دیا کہ ہم سفیر فرانس کو رکھنا نہیں چاہتے اور اس طرح سے ہماری عزت کو صدمہ پہنچایا۔ علاوہ ان میں شاہ پریشا نے جنگی تیاری شروع کر دی ہے اور برلن کی کمبینٹ نے اپنے تمام سفیران ممالک غیر کو اس مضمون کے تابع بھیجے اس میں فرانس کی نسبت سخت توہین کی کلمات استعمال کئے ہیں۔ سخت سے لڑتے ہوئے فرانس میں اب اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہے۔ سینٹ اور مجلس و مہمان قانون نے اپنی حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ جسطرح سے کہ سینٹ کے پریزیڈنٹ نے کہا تھا فرانس اب صرف خدا ہی سے امید رکھتی ہے اور اپنی ہمدردی سے اپنی مقصد کی امید ہے۔“

۷۱۔ جولائی کے فینیل جنرل اخبار میں مفصلہ ذیل شہنشاہی اعلان تمام فرانسیسی قوم کے نام شائع ہوا۔

”اے فرانسیسی قوم“

انسان کی زندگی میں کچھ ایسے موقع بھی ہوتے ہیں جبکہ قوم کی عزت کو نقصان پہنچا جاوے تو تمام آدم کو نظر انداز کر کے جان مال سے ملک کو فائدہ پہنچانا چاہئے اور وہ موقع اب فرانس میں آگیا ہے سلطنت پریشا نے جسکی جانب ہم نے دوران جنگ متوجہ تھے اور بعد ختم جنگ سے ہم نے نہایت دوستی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہماری عمدہ خواہشوں اور تحمل کی کچھ قدر نہیں کی اور خوفناک رویہ اختیار کر لینے

اسے اس نے ہر چار جانب بے اطمینانی پھیلا دی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے اسوجہ سے برطانت کو اپنی
 فوج زیادہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور اپنی طرز عمل سے پورے اس نے لشکر کا گاہ بنا دیا ہے جہاں کہ ہر روز غیر قابل
 اطمینان حالت ہے اور ہر روز آئندہ کا خوف کیا جاتا ہے کہ کذا جانے کل کیا ہو گا۔ یہ آخری واقعہ جو ہمارے اس
 سے بین الاقوام تعلقات کی کمزوری ظاہر ہے اور اب حالت نازک ہو گئی ہے۔ پریشیا کے اس آخری طرز
 عمل پر ہم نے اعتراض کیا۔ ہمارے عذرات کی پریشیا نے کچھ پروا نہیں کی۔ اور ہمارے واسطے تجارت آمیز
 کارروائی شروع کی۔ ہمارے کل ملک کو اس رویت پر بہت غصہ ہے اور فرانس کے ایک گشتہ سے دوسرے گشتہ تک
 ایک ہی آواز جنگ جنگ کی گونج رہی ہے۔ اب ہمارے لئے صرف یہ بات باقی ہے کہ ہم اپنی قیمتوں کو تنہا
 کے فیصلے پر چھوڑ دیں۔“

”ہم جرمنی سے جنگ نہیں کرتے۔ جبکہ آزادی کا ہم ادب کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو قوم
 جرمنی کہا جائے انہیں ختم کر دے۔ وہ اپنی قیمتوں کا فیصلہ کی طرح کریں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے
 تئیں مضبوط اور اپنی آئندہ حفاظت کو زیادہ مستحکم کریں۔ عوام کے فوائد نظر رکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ
 اس نصیب ہو جائے اور اس خطرہ کی حالت کا خاتمہ ہو جاوے جسکے خوف سے تمام قومیں اپنی تمام آمدنی کو
 فوج اور ہتھیار کی دوستی پر صرف کر رہے ہیں۔“

اُسے فوج قوم۔ ہم اب اپنے تئیں اپنی بہادری کی اعلیٰ افسری پر فخر کرتے ہیں جو اپنے فرض کی ادائیگی
 اور حب الوطنی کے جوش سے بھری ہوئی ہے۔ وہ اپنی قور و خوب جانتی ہے چونکہ دنیا کی ہر چار جانب جدھر
 اُس نے فتح کیا فوج اُسکے ساتھ ساتھ ہی ہے۔ گو ہمارا فرزند ابھی نو عمر ہے لیکن ہم اُسکا بھی اپنے ہمراہ رکھینگے
 وہ اپنے فرائض سے بھری وقت ہو جو اُسکے نام نے اُس پر مقرر کئے ہیں اور جو لوگ کہ اپنے ملک کی حفاظت کے
 لئے لڑتے ہیں اُن کے غمروں میں شریک ہونے کا اُس کو فخر ہے۔ دے گا کہ اُنہ تعالیٰ ہماری کوششوں
 میں برکت دیئے۔ وہ بڑی قوم جو اپنے وہی جی کی حفاظت کرتی ہے وہ کبھی شکست نہیں پاتی۔“

راقم۔ نیپولین

شاہ پرشیا کی جانب سے ۲۱ جولائی کو اسٹائٹس انزیکر اخبار میں حسب ذیل شاہی اعلان شائع ہوا۔

”ہم موعہل جرمنی افواج کے ایک خود فرمانہ حملہ کے مداخلت کے لئے نکلا کھینچنے کے لئے مجبور کئے گئے
 ہیں۔ خداوند کریم اس بات سے خوب آگاہ ہے اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانب سے جنگ

نہیں چھڑے اور اس خیال سے ہم کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔ ہمارا دل طمانیت دیتا ہے کہ خداوند کریم وہابی حق کو
 سچ کر دیکھا۔ گولڑائی برسے ہیانا پر ہوگی اور جبرینی کے بہت آدمی ضائع ہو گئے اب ہم اس عالم الہیکے بہرہ
 پر میدان جنگ میں جاتے ہیں اور اس سے بے جا جزی ایتجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہم خداوند کریم کا ٹکڑہ
 ادا کرتے ہیں کہ جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جبرینی قوم کے دلوں میں جوش برگیلا اور اس خود غرضانہ علم پر
 انہوں نے علانیہ اپنی ناراضگی ظاہر کی اور خداوند کریم پر ان کو غشی کے ساتھ یہ ہر دوسرے کہ وہ فتح اسی قوم
 کو دیکھا جو راہستی پر ہوگی۔ ہماری رعایا ہمارے ساتھ ہمراہ ہو کر اسی طرح لڑے گی جس طرح کہ ہمارے والد
 مرحوم کے زمانہ میں لڑی تھی یقین ہے کہ رعایا ہمارے ہمراہ ہو کر جابازی سے لڑ کر قوم کے لئے اس کا زمانہ
 پھر کر دیگی۔ ہم کو اپنے بچپن ہی کے زمانہ سے اس بات کا یقین ہوتا گیا ہے کہ تمام امور کا چھٹا اور ختم خداوند
 کریم کی مدد پر ہو تو ہے۔ ہم کو اسی پر ہر دوسرے اور ہم اپنی رعایا سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی پناہ دوسرے اسی معبود
 لکھیں۔ ہم خداوند کریم کے آگے اس کے رحم کے لئے رتھ بکاتے ہیں اور اپنی رعایا اور ہم دونوں سے ہم کو امید
 ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اس لئے ہم حکم دیتے ہیں کہ ۲۷ جولائی بندھ کا دن ہم نے دعا اور عبادت کیلئے
 مقرر کیا ہے اس دن سرکاری اور خانگی سب امور سے الگ ہو کر ہمارے ملک کے تمام گرجاؤں میں دعا مانگی
 جائے اور جب تک جنگ جاری رہے ہمیشہ عبادتوں میں فتح کے لئے دعا مانگی جائے اور یہ کہ ہم اپنی دشمنوں
 سے بھی مثل پکے عیسائیوں کے سلوک کریں اور ہم کو خداوند کریم ایک ہمیشہ کے امن کا زمانہ نصیب کرے
 جسکی بنیاد جبرینی کی عزت اور آزادی پر مبنی ہو۔

دستخط - ولیم

- دن سولہ

مقام برلن - مورخہ ۲۷ جولائی -

۲۲ جولائی کو چھٹیا والوں نے شہر کیل کے قریب چوٹل تھا اس کو بارود سے اڑا دیا اور پل پر جو برجیاں
 بنی ہوئی تھیں وہ اڑ کر دیائے میدان کے پرے کناسے پر فریسی علاقہ میں جا گر گئیں۔

۲۷ جولائی کے اسپیز گزٹ میں ایک معاہدہ کا مسودہ شائع ہوا جو کچھ عرصہ گذرا کوٹ مینی ڈیٹی کے نوٹ
 ہمارے کو دیدیا تھا۔ اجازت دے دی گئی تھی اصل مسودہ کو نوٹ مینی ڈیٹی
 کے ماتھے کا لکھا ہوا۔ وہ اب برلن کے سرکاری دفتر میں موجود ہے۔ وہ ہوندا۔

”شاہ پریشا اور شہنشاہ فرانس کو یہ بات قرین مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان ہر دو سلطنتوں میں جو رشتہ قائم

اور دوستی ہے وہ اور زیادہ محکم کیا جاوے اور ماسوا اس کے دنیا کے امن و امان کے قیام کی حفاظت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ دونوں ملکوں میں آپس میں ایسا سمجھوتہ ہو جائے کہ ان کے درمیان جو اسلحہ شدہ رشتہ تھا میں ختم ہو جائے یا فیصلہ ہو جائے کہ اس غرض سے دونوں مملکتوں نے ایک معاہدہ کرنے کی خواہش کی ہے اور اس امر کے کرنے کے لئے چند آدمیوں کو اپنی جانب سے ہر ایک مملکت نے اپنا اختیار با اختیار کامل مقرر کیا ہے اور ان کے اتفاق سے حسبِ نفع شرائط معاہدہ کے فیصلے ہوں گے۔

”شرط اول۔ آسٹریا اور اُس نے مددگار مملکتوں سے پریشاںہ جہد و قطعات ملک جنگ میں حاصل کئے ہیں شہنشاہِ فرانس اسکو منظور کر کے اُس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور شمالی جرمنی کے قیام کے لئے اُن مفتوحہ ملک میں جو محکمات یا اہتمامات کہ شاہِ پریشاںہ نے تعمیر یا مقرر کرے ہیں یا آئندہ مقرر کریں گے۔ اُس کو شہنشاہِ فرانس منظور کرتے ہیں۔ اور اُس کے قیام کے لئے بوقتِ ضرورت شہنشاہِ فرانس شاہِ پریشاںہ کی مدد کے لئے اقرار کرتے ہیں۔“

”شرط دوم۔ شاہِ پریشاںہ اقرار کرتے ہیں کہ فرانس اگر وہ پکسبرگ کو فتح کرے یا اپنی مملکت میں بلا دے تو شاہِ پریشاںہ اُس کی مدد کریں گے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے شاہِ پریشاںہ نیدرلینڈ سے عہد و پیمان کر کے شاہِ نیدرلینڈ کو اس بات کی ترغیب دیں گے کہ وہ ڈچی مذکور کے شانہ و حقوق شہنشاہِ فرانس کو دیدیں اور اُس کے عوض کوئی معقول معاوضہ لیں۔ اس کارروائی میں جہد و زور صرف ہو گا وہ شہنشاہِ فرانس ادا کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔“

”شرط سوم۔ اگر شمالی جرمنی کے قیام کا جنوبی جرمنی ریاستوں سے پھر دوبارہ اتحاد ہو جاوے تو بشرطیکہ اس اتحاد سے آسٹریا الگ رہے شہنشاہِ فرانس کو اس اتحاد پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اس اتحاد کے بعد ایک مشترک پارلیمنٹ سب ریاستوں کی ہوگی اور ریاستہائے مذکورہ کے شاہی اختیارات کا پورا لحاظ ہو گا۔“

”شرط چہارم۔ اگر شہنشاہِ فرانس ملکِ بلجیم پر قبضہ کرنا یا اُس کو فتح کرنا چاہیں گے تو شاہِ پریشاںہ فرانس کو اپنی فوج سے مدد دیں گے۔ اور ایسی حالت میں اگر کوئی دیگر مملکت فرانس سے جنگ کرے گی تو شاہِ پریشاںہ فرانس کو برخلاف ایسی کسی دوسری مملکت کے بھری اور بری فوج سے مدد دیں گے۔“

”شرط پنجم۔ شاہِ پریشاںہ شہنشاہِ فرانس سے معاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی ملک پر حملہ کرے تو شامل ہو کر حملہ کریں گے اور اگر کوئی ملک اس سے توہم و سلطنتیں شامل ہو کر اُس حملہ کی مدد نہ کرے گی اور اس معاہدہ کے قیام کیلئے

اقرار کرتے ہیں اور غصہ بالا معاہدہ کے بموجب وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے اغراض کی حفاظت باہم ملکر کیا کریں گے۔

اس مسودہ معاہدہ کے شائع ہونے سے - انگلینڈ اور دوسری یورپین سلطنتوں میں بڑا جوش عظیم پھیل گیا اور برٹش وزیرِ صیغہ خارجہ نے ایک یادداشت اپنے ہر دو سفیرانِ متعینہ پیرس اور برلن کے پاس ارسال کی اور اس میں دریافت کیا کہ کونسی سلطنتیں اول یہ مسودہ معاہدہ لکھا ہے - مگر اس بات کا جھجک پتہ نہ لگ سکا کیونکہ فرانس نے کہا کہ پریشائے اسے اول شائع کیا اور پریشائے یہ بیان کیا کہ کوئٹ مینی ڈیٹی نے اس کو نخر یہ کیا تھا۔

جرمنی فوج کی تقرری خاص حسب ذیل نامزد ہو گئی۔

شاہِ پشایہ کل فوجی اختیار شاہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ گویا اپنی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا اور جنرل مولکی کو اسے ہمراہ - کہا۔ اور ملک کی کل فوج کو تین ٹکے حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ پہلے ولیمبرگ کو افسرِ اعظم مقرر کیا اور دوسری فوج پر ہنر ایل ہائنس پرنس فریڈرک چارلس کو افسرِ اعظم متعین کیا اور تیسرے سے پر جنرل شانٹز کو افسرِ اعظم مقرر کیا۔ اور شمالی جرمنی قلعہ کی کل ریاستوں کی فوجیں اس میں شامل تھیں۔

جولائی کے تیسرے ہفتے کے ختم پر ایک بڑی مضبوط فرائیسی فوج سرحد پرنسٹل محراب کے تھیون دیلی سے نیشی سویلی اور بلنورٹ ہوتی ہوتی و بھر کے جنوبی پہاڑیوں تک مقیم ہو گئی۔ اقل فوج جو زیرِ کمان مارشل سکھر کی تھی اور جس میں خاصکر انجیر یا کی فوج تھی وہ کچھ عرصہ پہلے ہی جنوب سے روانہ ہو گئی تھی اور اسٹراسبرگ میں اور اس کے نواح میں جمع ہو گئی تھی۔ پانچویں اور دوسری دکورن (فرینس) جو زیرِ کمان جنرل فیلی اور جنرل فردسارڈ کی تھیں جیسے پہلی ٹورس سے آئی تھی اور دوسری چالنز سے آئی تھی لسیجی اور سینٹ اداؤد پر مقیم تھیں۔ جو ہمیشہ پروانسر کے کنارہ کنارہ پر رہے۔ جو تھی کورز کا کمانڈر لائبرٹ تھا اور تیسرے کورز کا کمانڈر برنن تھا جو ٹرنکے قلعہ کے پاس مقیم تھا پہلی کوئٹ کزورٹ کے ماتحت تھی جو چالنز سے نانی کوآر ہی تھی اور امپیریل گارڈ کی فوج پیرس سے سرحد کو آ رہی تھی۔ اور جنوب مشرق میں جو سانٹوس کورز تھی وہ زیرِ کمان ڈوئے شہر بلنورٹ کے قریب مقیم تھی اور بجگہ فرانس کی طاقت بہت کم تھی۔

فرانس کی فوجوں کی یہ حالت تھی اور بطریقہ سے کہ وہ جمع ہوئیں سرحد جرمن کی جانب تدریج

بڑی جا رہی تھیں۔ ۱۰۔ بعض جگہ تو ماہ جون کے ختم سے پہلے ہی جمع ہو گئی تھیں اس سے یہ بات معلوم ہوتی
 ہے کہ اعلان جنگ سے پیشتر ہی فرانس نے پریشا پند کر کے کا مادہ کر رکھا ہوگا۔ دن پہ دن گزرتا گیا مگر فرانس
 فوج کسی طرح خاموش رہی اور فوج کے ڈویژن بھی حاکم کرنے کے لئے باہر نہیں نکلے اور ابھی تک یہ سوچا جاتا
 تھا کہ اس طرح اور کہاں پر حملہ کیا جاوے۔ اس بات کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ شہنشاہ فرانس کو اب معلوم ہوا
 کہ فرانس کی فوج جیسا کہ اس کو خیال کیا گیا تھا اس سے بہت کمزور پائی گئی اور کسرٹ اور رسدر سانی کا نظام
 نہایت ناقص اور خراب تھا یہی وجہ تھی کہ جنگ کا اعلان دے پہلے تین ہفتے گزرتے اور کوئی حلا نہیں کیا گیا
 اور اس عرصہ میں دشمن کو خاصی صحت حاصل کی، ملگلی، بیکہ شہنشاہ فرانس نے تمام کے کٹنے پر آمس
 پڑا ہوا تھا اس کے دشمن لڑائی کے لئے خوب تیاری کر رہے تھے جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام جرمنی ریاستوں
 کو یکجہ جم گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں کو لڑائی کے لئے تیار کر لیں اور تمام فوجیں حب الوطنی کے جوش میں لڑائی
 کے لئے تیار ہو گئیں سبھی و شمالی سے دریائے ڈینوب تک اور آسن سے نین تک پرنے دشمن کے مقابلہ کیا
 کل فوج اور عوام لوگ بڑی خوشی سے لڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اور غیر مالک میں جو جرمنی آباد تھے۔ وہ بھی
 میں شامل ہوئے کو آ مادہ بخوشی ہو گئے۔ اور ہر دہیاد و شہر میں عام لوگ مسلح ہو کر تجربہ کار فوجوں کی ترتیب
 میں قواعد وغیرہ کرنے لگے اور لڑائی کے لئے سب تیار ہو گئے۔ اور اس طرح سے باقاعدہ فوج کی مدد کو ایک
 اور بڑی فوج تیار ہوتی گئی اور مغرب کی جانب تمام فوج سرحد فرانس پر ریلوں میں جلد جلد جانے لگی یعنی شاہد
 بیان ہے جولائی کے دوسرے ہفتے سے آخر جولائی تک جرمنی کی ریلوے لائن پر بے شمار جرمنی فوجیں ہر روز
 برابر چلی آتی تھیں۔ اور ہر فوج کے لئے جو مقامات مقرر کر دیے گئے تھے وہاں باقاعدہ فوج چلی جا رہی تھی۔
 اور کبھی طرح سے جرمنی کے صوبہ رائن کے قلعوں میں برابر فوج قلعہ بند الگ ہوتی جاتی تھی۔ دیگر اوصاف
 کی سرمت کی جاتی تھی خند تین ہائی سے بری جاتی تھیں۔ اور توپیں قلعوں کے برجوں پر چڑھائی جاتی تھیں
 تاکہ علما اور کاغذ متا بظہر کے گھسکے اول دنوں میں ان تینوں بڑی بڑی جرمن فوجوں نے اس قطعہ
 ملک پر قبضہ کر لیا جو رائن اور موٹلی کے درمیان واقع ہے اور جو مدتوں تک جرمنی اور فرانسیسی قوم کے درمیان
 جنگ گاہ رہا ہے۔ اول وہ فوج جس میں ساتویں اور آٹھویں اور کچھ حصہ دسویں کو رکھا شریک تھا اور جو زیر
 لمان جنرل شائن ہر تھے۔ شمال سے روانہ ہو کر وادی موٹلی کی جانب چلی گئی تھی اور شہنشاہ سے جو ریکو
 لائن آتی تھی اس کے متوازی متوازی ہتیم تھی اور اب وہ سارنگ نیمہ زن ہو گئی تھی جہاں سے اس کا پھلا

ڈوئٹن کچھ دور فاصلہ پڑ تھا۔ فوج دوم جبکہ افسر پرنس فریڈرک چارلس تھے اور جوہرائے نام شاہ کے زیرِ کمان تھے۔ اُس نے دریائے رمان کو نیپیم اوپنیں پھینک کر کے۔ اُس قطعہ ملک پر قبضہ کر لیا جو شمالی و سمندر اور بحرِ وسط کے درمیان واقع ہے مگر بعدِ فوجِ اول بٹھکتی تھی یہ تمام فوج اس قدر ملک اندر نہ پڑی تھی۔ گلاس کا مقدمہ انجیش ٹائن ہٹنر کی فوج کے ساتھ شریک ہو گیا تھا اور رمان لینڈ کار ہستہ فوج دوم کے قبضہ میں تھا۔ اس فوج میں سات کورز شریک تھیں۔ یہ فوج دوم جس کی فوج کی مرکز تھی اور صلہ کرنے اور صلہ دکنے دونوں باتوں کیلئے یہ تیار تھی تیسری فوج دیہد کے زیرِ کمان تھی جس نے بھی دریائے رمان کو عبور کر لیا تھا اور اسی تین کورز میں اور اُس کے ہمراہ بوریائی و دو کورز اور ریڈن اور ورٹبرگ کی کنٹنٹ بھی تھیں۔ اور یہ فوج لاٹز بکس فوج کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی سرحد پرنسپس فوج بہت کمزور تھی۔ جنگ کے اعلان کے وقت تیسری فوج کی آٹھ کورز کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار آدمیوں کی بتلائی جاتی تھی اور توپوں اور گھوڑوں کی تعداد بھی مناسب متناسب ظاہر ہو گئی تھی۔ مگر تین لاکھ کورز میں شکل سے تین لاکھ جوان ہونگے اور پرنس پرانسنر کے قریب صرف۔ کورز ہی قابلِ جنگ تھیں۔ چونکہ ڈوئے اور کورز کی فوجیں بھی بہت فاصلہ تھیں۔ اسلئے یہ بات شبہ ہے کہ فرانس فوج جو تینوں ویلی۔ سٹرا اور اسٹراسبرگ کے درمیان نیمہ زن تھی اُس کی تعداد یا دو لاکھ میں ہزار جوان کی ہوگی۔

لیکن یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی کہ اگست کی ۱۷ اور ۱۸ تاریخ تک جرمنی کی دو لاکھ فوج دریائے سار اور لاٹز کے پچھلے سرحد فرانس پہنچ گئی تھی اور پرنس پرانسنر سے جو شائع عام ملک فرانس میں لے رہے ہیں اُس راہ سے اور دو لاکھ جرمنی فوج سرحد فرانس پر ابھی تھی اور اگلی فوج اور اس فوج میں ہر بات کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی۔ فرانس کی جانب سے جو توقف ہوا اس سے جرمنی نے فائدہ اٹھا کر رمان لینڈ میں اپنی اس قدر فوج لاڈالی کہ فرانس کی فوج سے اس کا تناسب ۱۷ اور ایک کا ہو گیا۔ یہ بات فرانس کی مکمل غفلت اور جرمن کمانڈروں کی ہتیار اور جالاک سے عمل میں آئی کہ جرمن کی فوج اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ نقشہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ تینوں ویلی سے اسٹراسبرگ کے شمال تک جو فرانس فوج بطور مقدمہ انجیش پڑی ہوئی تھی وہ بالکل منتشر اور بکھری ہوئی تھی اور منتشر جو مدد موقع پہنچی یہ اُس سے بھی الگ ہو گئی تھی پس اگر ڈیٹمن اسپرٹ ہوتا۔ تو اس فوج کا ایک آدمی بھی جاں نہ ہوتا۔ دوسری جانب جرمنی کی فوج سار لوس اور ولبرگ کے درمیان جمع تھی اور اُسکی مدد کے لئے دیگر فوجیں بہت قریب مقاموں میں جو تھیں

اور تین ریلوے لائن اور بے شمار سرنگوں پر تھیں۔ اور حکمران کی قوت اس طرح بہت جاگیر ایک نئی فوج برپا کی فرانس میں حملہ کر رہی تھی۔ اس بات سے جرمنی کے اندرونی کی لیاقت اور بہادری اور قوت اور عزم کا پتہ لگتا ہے جو کہ فوجی کارروائی میں ضروریات سے ہیں۔

ناظرین کو مختصر طور سے دو نوں قوموں کے حالات سے آگاہ کر کے آئندہ ان لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو دو نوں قوموں میں ہوئیں۔ اور ان کے کیا کیا برے نتیجے نکلے۔ اس سے آگاہی دی جاوے گی۔

فصل اول

۱ آغاز جنگ

۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء کو فرانسیسیوں کی جانب سے جنگ کا آغاز ہوا۔ جنرل فرسارڈ کے کورز کے ایک دستہ فوج نے نہر سارووک سے ایک چھوٹی سی پریشا کی فوج کو ہٹا دیا۔ فرینچ فوج نے پہاڑیوں پر قبضہ کیا جہاں سے سارووک میں نیچے کی جانب عین ان کی زد میں تھا۔ تو ٹپے ہی عرصہ میں پریشا کی فوج کو ہٹا دیا۔ کیا مقابلہ بھی بہت ذرا سا ہوا۔ اور حکمران کو دیکھ کر آگے نہیں بڑھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائیوں نے صرف حکمران کا آغاز کر دیا اور نوٹن کرپن کی اس مفید جنگ توجہ تھک کر کے ان کی یہ خواہش تھی کہ جگہ جو مشرق اور مغرب سے ریلیں آتی ہیں ان دونوں لائن کا سلسلہ توڑ دیا جائے اور زیادہ تر یہ بات تھی کہ پرنس اپریل ڈولفینڈر کو جو شہنشاہ فرانس کے ہمارے اس لڑائی کے اخیر میں یہاں موجود تھا جنگ کی نقل لینے چھوٹی سی لڑائی کر کے دکھا دیا۔ فرینچ فوج کی جانب سے اس موقع پر خواتین اور لڑکے شہر لیون سے بھی اول ہی اول کام لیا گیا۔ لیون شہر ایک قسم کی کسی نال والی توپ تھی جس سے گولی اور گولیاں مثل بوجھلے کے نکلتی تھیں) اور پرنس اپریل ایک فضا سے اس خواتین توپ کو فیر کیا۔ تو شہنشاہ فرانس نے شہنشاہ گیم جو چین کو ایک تاجپا اور اس میں تیر کیا کہ لوئس ڈام وید فرانس نے توپ چلانے کا بیٹا لے لیا ہے (ہمارا ابتدائی کام یا آغاز کرنے کو کہتے ہیں) دوسرے روز اس فوج لائن میں بالکل خاموشی رہی۔ فوجیں اپنی سابقہ جگہوں پر ہی مقیم رہیں اور کتنے ہی فرینچ فوج نے سارووک اور سارلاؤس کے درمیان قطعہ ملک کے ایک حصہ میں دشمن کی فوج کی دیکھ بھال بھی کی مگر کسی فریسی جنرل کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دشمن کے تینوں لشکروں کے کمانڈر اسٹے سر پر جنرل ہی کے

فصل پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے روز ان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑا۔

جنگ لیمرگ

۴۔ اگست کی صبح کو ویلجہ پرشیا کی فوج نے دریائے لار کو عبور کر کے جنرل سکیسن کی فوج کے ایک حصہ پر جو اپنی کل فوج سے آگے بڑھ آیا تھا اور ویمرگ کے پرلے شہر کے نزدیک قیمہ زن تھا حملہ کر دیا۔ شہزادہ پرشیا نے مثل ایک قاتل کمانڈر کے کل فوج اکٹھی کر کے حملہ کیا اور اسکی غواہش تھی کہ دشمن پر یہ ایسا حملہ کیا جاوے کہ واقعی ہوا اور دشمن کو کامل شکست ہو کیونکہ جنگ کے موقعہ پر ایسا ہونا بہت مفید ہوتا ہے شہزادہ نے ریاست بیٹن کی فوج کے ڈویژن کو اپنے میسرہ پر مقرر کر کے تین ڈویژن فوج سے فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا۔ فوج فوج بالکل خیر تھی اور اسکو دشمن کے یکایک پڑنے سے تعب ہوا۔ پرشیا کی فوج چالیس ہزار تھی اور فرانسیسی فوج دس یا باہ ہزار ہوگی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ایسی حالت میں ہونا چاہئے تھا یعنی جبکہ تین گنا زیادہ فوج یکایک دشمن پر حملہ کرے جو لڑائی کے لئے تیار نہ ہو۔ فرانسیسی فوج بے پردہ ہی سے اپنے کیمپ میں ادھر ادھر پڑی ہوئی تھی اور کتے ہیں صبح کا ناشنا کھا رہی تھی کہ یکایک پرشیا کی فوج نے جنگل میں سے بآمد ہو کر جہاں کہ وہ چھپی ہوئی تھی فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا۔ اور فرانسیسی فوج کو بالکل منتشر کر دیا۔ اور گو فرانسیسی فوج نے تھوڑی دیر تک دلیری سے حملہ کر دیا کہ وہ ویمرگ کے قریب احاطوں اور کانون کی آڑ میں سے لڑتی رہی لیکن دشمن کی فوج کی زیادتی کی وجہ سے وہ گھبرا گئی اور جبکہ پرشیا والوں نے نگیس برگ کو اڑا دیا تو بہت سی فرانسیسی فوج گھبراہٹ میں بھاگ نکلی اور جبکہ جنرل ڈوئے اس فوج کا کمانڈر بھی مارا گیا تب باقی ماندہ فوج نے بھی راہ گریز اختیار کی۔ اور بھاگتے ہوئے ایک توپ بھی چھوٹ گئی۔ جو پرشیا والوں کے ہاتھ لگی اور پانچ سو فوج فرانسیسی قید ہو کر پرشیا والوں کے پاس مفید ہوئے۔

گو ویمرگ کی لڑائی سے کوئی مفید نتیجہ تو نہیں نکلا لیکن فوجی قوم کے ہتھیاروں کو کامیابی کا وہ غلطانہ لگایا جو ابتدائی معرکوں میں بڑے شوق سے دیکھا جایا کرتا ہے۔ ۵۔ اگست کا نام دن ویلجہ نے ان فوجوں کے جمع کرنے میں گزارا جو ویمرگ سے آگے بڑھ گئی تھیں اور شام ہونے سے پہلے پہلے ایک لاکھ بیس ہزار پرشیا کی فوج ایک جگہ جمع ہو گئی اور سرحد سے اشتر برگ کو جو شہر مکمل غلام تھی اس کے قریب یہ فوج جمع تھی اور بیٹن کی فوج اس شہر کے پیچھے رہی جو پہلی شہر کے متوازی لار برگ سے جاتی ہے۔ اگر ذرا فیملی یا بچوں میں ایسی کو ذرا

کے ساتھ دیگر فرانسیسی فوج کو ملا کر سوائے پڑھی ہوئی تھی جرنی کی فوج پر حملہ کرنا تو پریشا کی فوج کو آگے بڑھنے سے روک رہا جاتی۔ مگر ڈی فیلے نے سرف ایک ڈویژن فوج پھاٹیوں کی بری کی طرف بھی جس سے بہت کم فائدہ ہوا اور اپنی تمام فوج لئے ہوئے ایک ہی جگہ پڑا۔ اور دوسری فوج سب ایک جگہ جمع ہو گئی۔

اس اثنائے میں مارشل سیکسن نے جواول فوج کو رزکے ساتھ جہیں تھوڑی تھوڑی کمک اگر شریک ہوئی جاتی تھی، شہر میگنا کے قریب مقیم تھا اور لاڑ جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ولیم برگ میں فرانسیسی فوج کی شکست شکست۔ اپنی تمام فوج کو بغیر تھقت کے جمع کر لیا اور لاڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اُس نے ایک مضبوط اور بلند مقام تلاش کر کے اپنی فوج کو دریائے سار کے کنارے کنارے شہر ریچ شوفن سے الساس شاس تک پھیلا دیا۔ فرانسیسی مینہ کی فوج قصبہ ریچ شوفن پر تھیم تھی جو قریب شہر اور پہاڑیوں کی جہ سے محفوظ جگہ تھی۔ اور قلب کی فوج اُس مقام میں غیہ زن تھی جو فروش وید اور شہر دو وارتھ کے درمیان واقع ہے اور میرہ الساس باسن تک پھیلی ہوئی تھی اس کے قریب ایک گاؤں اور ایک پہاڑی تھی ان پہاڑیوں کی مغرب کی جانب جو میدان پڑا ہوا تھا سیکسن کا مقصد تھیش یہاں بہت مضبوط تھا اور میرہ الساس کی فوج محفوظ جگہ پر تھی اور سیکسن کی فوج ایسی جگہ پر تھیم تھی کہ اگر دشمن حملہ کرتا۔ تو ہر ایک قسم کی روک اُس کو حائل ہوتی مثلاً احاطہ اور دیہات اور باغات اور ندیاں وغیرہ۔ پس سیکسن اسی مقام پر دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہو کر مقیم ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بند و بست جنگ کے واسطے لائق کی نذر کر چاہئیں وہ اُس نے سب کر لئے سیکسن کی فوج سینتالیس ہزار تھی اور اُس نے اس فوج کو دو قطاروں میں صف آرا کیا۔ اور سواروں کی فوج الگ فوج محفوظ کے طور پر علیحدہ رکھی۔

ولیم پریشا کے پاس بھی دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بہت فوج موجود تھی۔ اُس نے قلب میں دو کوز بوبریا کی فوج کے اور دو کوز پریشا کی فوج کے رکھے۔ اور ایک ڈویژن ڈیبرگ کی فوج کی تھی۔ غرض کہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج اور چار سو توپیں لیکر ولیم پریشا۔ فرانسیسی سپہ سالار سیکسن کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا۔ پریشا کی فوج نے مجبوراً اپنا رخ اب دہنی جانب پھیرا اور اسٹر اسبرگ کو جو ترک جاتی ہے اُس وہ ذرا علیحدہ کر دئے گئے۔ اس وجہ سے۔۔۔ اگست کی صبح کو جرنی کی فوجیں ذرا دور دور ہو گئی تھیں۔ اور جبکہ پریشا کی قلب اور مینہ فوج کی فرانسیسی فوج سے ٹک رہی ہوئی۔ پریشا کی فوج کے بہت سے ڈویژن بہت فاصلہ پر دور تھے۔

جنگ و وارثہ

۴۔ اگست کو دن نکلنے کے دو گھنٹے کے بعد پریشا کی قلب و زمینہ کی سپاہ نے لڑائی شروع کر دی۔ فرانسیسی فوج نے بھی اسکا سختی کے ساتھ جواب دیا۔ سبکی وجہ سے پانچویں پریشا کو رزے اپنی توپیں بغرض حفاظت آگے لیں۔ جرمنی کے کمانڈر ابھی تک اپنی فوج کے بڑھکے حملہ کرنے کے منتظر تھے۔ بو بریا کی فوج نے آگے آگے بڑھ کر فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کر کے انہیں پریشان کر دیا مگر دس بجے کے قریب یہ بو بریا کی فوج واپس ہٹنے پر مجبور ہوئی۔ جب یہ فوج پیچھے ہٹ گئی تو پریشا کی پانچویں کو فرانسیسی فوج کی زد میں لگ گئی۔ میکسن نے اس موقع کو باکر اپنی فوج سے دشمن کی اس تنہا فوج پر حملہ کر کے اس کو نیست و نابود کرنا چاہا اور ووارتھ کے قریب دو گھنٹے تک نہایت غریز لڑائی رہی۔ دونوں فوجیں نہایت بہادری سے لڑیں لیکن پریشا کی گیارہویں کو رزے کے آجائے۔ فرانسیسی فوج جواب کم تعداد میں جو بھیچے اپنے مرکز پر ہٹ آئی۔ اب جرمنی فوج کے آگے بڑھنے کی باری آئی اور پریشا کی دو کو رزے فروش دلیہ کے نزدیک بلندیوں پر بہادری کے ساتھ حملہ کیا اور بو بریا کی ایک فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج پر حملہ کر دیا۔ حملہ آور اس کی مدافعت دونوں بڑی بہادری سے کی گئی۔ جرمنی کی فوج جبکہ وہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا ارادہ کرتی تھی کئی دفعہ بہاری نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دی گئی۔ فرانسیسی فوج کو تعداد میں بہت کم تھی مگر اپنی بلند جگہ کی وجہ سے بہت فائدہ میں رہی۔ دوسرے جرمنی کی کل فوج لائن میں آگئی اور اب ولیہم پریشا نے دشمن کے قطعی مقابلہ کی ٹھان لی۔ ولیہم کی فوج میکسن کی فوج سے ادھر لڑتی رہی اور دھڑلے پریشا کی فوج کو فرانسیسی زمینہ کی فوج پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ اور بو بریا کی دوسری فوج اور ورٹبرگ کی فوج کو دشمن کی میسرہ فوج پر روانہ کیا۔ فرانسیسوں نے جرمنی کی فوج قلب پر نہایت دلیری سے حملہ کیا کہ جرمنی کی فوج کچھ منتشر ہو گئی لیکن آخر کار فرانسیسی فوج دلیہ پر پہنچا ہوئی۔ میکسن نے اب سب حصہ فوج کو اپنی قلب فوج میں ملایا۔ مگر جرمنی فوج اب حملہ کرتی ہوئی بڑی آتی تھی یہاں تک کہ فرانسیسی قلب اور زمینہ فوج کو دو دو الگ الگ حصے ہو گئے۔ جرمنی فوج نے فرانسیسی میسرہ فوج بھی پیچھے ہٹا دی یہاں تک کہ شام کے چھ بجے سے پچھلے پہلے وہ فرانسیسی فوج جو ووارتھ کے قریب پہاڑیوں پر بڑی مضبوطی سے مقیم تھی اب بھی چلا کر رہا گئی۔ اور نیدربرون اور سیدلن اور اسٹرسمبرگ کو جو ٹکڑے جاتی ہیں ان میں کوئی نہ بچ کر رہا۔

فوج نے راہ گریز اختیار کی۔ جب یہ فرانسیسی فوج بھاگ نکلی تو جرنیل ڈی فلی کی فرانسیسی فوج نے جبرسی سے آگئی تھی جبرسی فوج کا تھوڑی سی دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی فوج کو یہ کامل اور فاش شکست ہوئی۔

بیس ہزار سے زیادہ فرانسیسی فوج مقتول اور مجروح اور قیدی ہوئے سے کم ہو گئی۔ تیس توپوں اور چھ ستریلینوزر بمبوں کے ہاتھ آئیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے میکسن کی فوج کو بالکل معدوم کر گئی۔ لڑائی کا نقشہ اور فرانسیسی اول کورز کا خزانہ فاتح فوج کے ہاتھ لگا اور بہت سامان، نقد اور لیڈیوں کی پوشاکیں اور زیورات جبرسی فوج کو ہاتھ لگے جبکہ فرانسیسی فوج بھاگتے ہوئے چھوڑ گئی تھی۔ ایک روزنامہ اخبار کے نامہ نگار نے لڑائی کے ایک دن کے بعد یہ موقع جنگ جا کر دیکھا اور وہ حسب ذیل حالات بیان کرتا ہے۔

”میں سنیہ جنگ گاہ ایسے وقت میں دیکھا کہ مقتول ابھی تک دفن نہیں کئے گئے تھے اور ان کی تعداد دیکھ کر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لڑائی کیسی خونخوار ہوئی ہوگی۔ شہر و وار تھ ایک زرخیز وادی میں واقع ہے اور اس کے قریب جان فرانسیسی فوج مقیم تھی ایک بڑا جنگل ہے جس میں درخت کثرت سے ہیں۔ دریائے بروڈر قصبہ و وار تھ میں ہو کر بہتا ہے جس کے کناروں پر بھی بہت درخت آگے ہوئے ہیں اور یہ دریا وادی کے مشرق کی طرف ہے۔ اس جگہ جبرسی فوج مقیم تھی جو چپ در است بہت دوزخ پھیلی ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے پر سپاہیوں کی نوکدار ٹوپوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک درخت کے نیچے بندوقوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ فرانسیسی توپخانہ نے اس لڑائی میں خوب کام دیا۔ اور گونا گونا گونے مختلف جماعتیں جبرسی کشنگان کو دوار تھ کے مشرقی جانب دفن کرنے میں مصروف تھیں۔ مگر اس کے مغربی جانب بندوقوں کی آواز دو ایک دفعہ آئی۔ یہاں پر شیا اور بوبریا کی فوج بہت مضبوطی سے لگے بڑھتی چلی گئی اور فرانسیسیوں کا بہت نقصان ہوا۔ فرانسیسی فوج دشمن کو آگے بڑھنے سے جب روکنے آئی تو اس کی تمام کی کپینیاں کٹ جاتی تھیں۔ اس مقام پر جبرسی کی فوج بہت ضائع ہوئی کیونکہ جبرسی کشنگان بھی بہت پرے ہوئے تھے۔ مگر فرانسیسی مقتولان کثرت تھے۔ جس راہ سے فوج بھاگے گئی تھی وہاں فولادی سینہ بند اور برنجی کلاہ کثرت سے پڑی ہوئی تھیں اور ہر طرف سینکڑوں گھوڑوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور مغربی جانب جنگل کی طرف یہ خوفناک نظارہ اور زیادہ ترہیب تھا۔

افسروں اور سپاہیوں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خون کے گڑھے بہہ رہے تھے۔ قبور اور انھیں اور کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ فرانسیسی بہت گہرا ہٹ سے بھاگے تھے کیونکہ پھر سے وہ بھاگے تھے ان گاڑیاں انہی ہوتی پڑی ہوئی تھیں اور اسباب شرب پر پڑا ہوا تھا اور سپاہیوں کے تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ گو اس وقت تک بہت سے زخمی اٹھا کر لے گئے تھے تاہم ٹھیک ٹھیک نقصان کا پتہ لگانا ناممکن ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس لڑائی میں دشمن نے فرانسیسی اور سات ہزار جرمنی فوج مار لیگی اور جرمنی والوں سات ہزار فرانسیسی فوج مگر گرفتار کیا۔ چار ہزار کو لڑائی میں اور تین ہزار کو قتل کر کے اسیر کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سی توپیں اور جھنڈے جرمنی والوں کے ہاتھ لگے۔ عرصہ جنگ و دوڑتھ فرانسیس کے حق میں بہت خراب ہوئی۔ جب ولیم صدمہ جرمنی اس میدان میں سے گزرا۔ تو جرمنی کے زخمی بخوشی اٹھے اور خوشی سے چلائے کہ ملک جرمنی ہمیشہ محفوظ رہے۔“

یہ لڑائی فاتح اور مفتح دونوں کے لئے قابل فخر تھی۔ جرمنی کی فوج تو بے شمار تھی۔ لیکن دوپہر اس کو کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوا اور کئی گھنٹوں تک فرانسیسیوں کی جگہ بہت مضبوط رہی۔ فرانسیسیوں نے نہایت بہادری اور تہللل سے مقابلہ کیا اور باقاعدہ اور بہت اور اعلیٰ درجہ کی فوج ہونے کا ثبوت دیا لیکن ختم لڑائی پر انہیں خوف کے آثار پائے گئے اور دشمن کی فوج کی بے شمار تعداد دیکھ کر وہ بڑی گھبراہٹ میں بھاگ گئے۔ شروع شروع میں جرمنی فوج کا حلا پچھے طور سے نہ تھا۔ فوج الگ الگ ہو گئی تھی اور اگر ڈمی فیل کی فوج بھی اگر ٹیکسن کی فوج کو شرمیک ہو جانی۔ ٹیکسن کو جرمنی کی قلب فوج پر دو دفعہ حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا اگر وہ حملہ کر دیتا تو اس لڑائی کا نتیجہ اور ہی طرح کا نکلتا۔ اس بات جرمنی کو ماننے بھی مان لیا ہے۔ کہ اگر جرمنی کے سواروں کے رسالے اس وقت اور بہادری سے لڑتے جس وقت کہ فرانسیسی فوج نے بھاگے گا ارادہ کیا تھا تو ٹیکسن کی تمام فوج برباد ہو جاتی اور اگر یہ ہوتا تو بیشک ماری بہت جاتی اور تو ہتھ نہ تو بالکل ہی برباد ہو جاتا۔ جس طریقہ سے ولیم نے اپنی فوج کو دو طرفہ فرانسیسیوں سے لڑایا وہ طریقہ بیشک قابل تعریف ہے مگر خطرہ سے خالی نہیں تھا اور گویہ بات نامل سے کسی جاتی ہے کہ اس نے جتنا طے عمل کیا اور غالباً اس کو اتنی بڑی فتح کی امید نہ تھی مگر تاہم اس نے مثل علی جینیل کے مضبوطی اور جرات سے عمل کیا۔ ٹیکسن نے نہایت ہشیاری اور جہتی اور قواعد وانی سے اپنی فوج کو لڑا۔

لیکن اُس کو ذرا پہلے بھاگنا چاہیے تھا جبکہ اُس کی دیگر دستہ فوج لڑ رہی تھی تاکہ اتنا نقصان نہ ہوتا۔
سٹرٹیز کا ٹیکس بنے اس موقع پر ہتھال نہیں کیا۔ یہ شاید اس وجہ سے تھا کہ درختوں اور جنگل کی وجہ سے
اُس کا موقع نہیں ہو سکا۔ درنہ اگر موقع ہوتا تو یہ ہتھال جرنیل موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ مگر آخری صفوں
دن میں فرنسیسوں سے ایک غلطی ہوئی کہ چھٹی کورز کے کاریسیر پر ٹیکہ ڈکوبٹے ہوئے جرمنی فوج سے ایسی جگہ
مقابلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو جگہ سالہ کے لئے بالکل خراب تھی۔ اور اس وجہ سے یہ اصطلاح درجہ کار سالہ
بالکل تباہ اور تھیل ہو گیا۔

جنگ فور باچھ

جبکہ مصلحت بالا خوشنور لڑائی فریسی لائن فوج کے سینٹر پر ہو رہی تھی۔ ایک اور لڑائی اُس کی فوج
قصبے قریب دوسرے پہلو پر ہو رہی تھی۔ ۵۔ اگست کو فرانسسی دوسری کورز نے ساہیروک کی بلندیوں
کو خالی کرنا شروع کیا جس پر تین دن پہلے سے قبضہ کئے ہوئے تھے اور شام ہونے ہوتے یہ فوج اُس
وادے کے قریب جو اس مقام سے فور باچھ کو جاتی ہے پھیل گئی۔ اس لڑائی کا سرکاری بیان
حسب ذیل ہے۔

۶۔ اگست کی سہ پہر کو، کورڈوئی آرمی کا ایک حصہ فوج ہرجن باچھ تک بڑھ گیا جو ساہیروک کی جانب
شمال و مغرب پہل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور دریائے سارتیک جگہ جگہ اپنی تھوڑی تھوڑی فوج ڈال دی تھیں
لے اس سے پہلی رات کو ساہیروک کی قواعد کی جگہ خالی کر دی تھی۔

دوسرے قریب سواروں کی ڈویژن فوج زیرکمان جنرل رہیں یہیں اس قصبہ میں سے گزری۔
سواروں کے دو گھواڑوں آئے گے تھے جو وقت کہ وہ پرڈ کے سب سے بلند موقع پہنچا اور جنوب سے جو وقت
وہ نظر آئے تو وہ پہچون کے نزدیک پہاڑیاں میں ٹپٹنے اُپر فیر کئے گئے۔

یہ قواعد کی پہاڑی ایک وادی کے سر پہ ہے جو فور باچھ اور اسپون تک پھیلی ہوئی ہے اور دوسری
جانب اس کے وہ بلندی ہے کہ جو اسپون قصبہ کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ پہاڑیاں عمودی طور
سے اس وادی سے کئی سو فٹ بلند ہیں اور ایک قدرتی قلعہ کے طور پر ہیں۔ جو ناممکن الفتح ہے بہت سی
برجوں کے طور پر یہ پہاڑیاں دونوں طرف نکلا ہوا ہے اور بحالت محصور ہونے کے یہ ناقابل التسلیم ہے۔ جو

فرانسیسی افسران کہ اس جگہ گرفتار ہوتے تھے وہ خود بیان کرتے تھے کہ پرشیا والوں کی اس جگہ پر حملہ کرنے کے خیال پر ہم ہنستے تھے۔ فرانسیسی ۲ کورزس ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر اسپین پر حملہ کیا گیا تو تمام محاصرین بالکل تباہ ہو جائیں گے۔

ایک بجے ۱۷ اور بجے کے درمیان ۱۴ ڈویژن ساربروک پہنچے۔ فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو کر اس ٹادی میں جو ساربروک اور اسپین کے درمیان واقع ہے ایک مضبوط فرانسیسی فوج سے اس کی ٹڈ بھڑھوئی اور فوراً غیر کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت جنرل فرد سار ڈچر لوٹا اور اپنی کل فوج سے اسپین پہاڑی پر پھر قابض ہو گیا۔ ۲ کورز کا ایک ڈویژن زیر کمان جنرل ہیزین بر موقع اس کی مدد کو آیا۔ ۱۴۔ ڈویژن کو اول اول تو بڑی تعداد فوج سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اس وجہ سے دشمن سے صرف سامنے سے ہی لڑنا بے فائدہ تھا۔ جنرل وان کیسکی نے اس لئے دشمن کی سیرہ فوج پر شہر اسٹریگ کی جانب سے الگ حملہ کرنا چاہا لیکن پانچ پلٹن فوج جو اس نے اس مقصد کے لئے علیحدہ کیں وہ فرانسیسی مضبوط فوج پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کے لئے بالکل کمزور تھیں۔ دو دفعہ فوج فوج بمرہ پر حملہ کیا گیا لیکن جنرل فرد سار ڈے ہر دفعہ حملہ اردوں کو پسپا کر دیا۔ ۳ بجے کے قریب جبکہ کل فوج ڈویژن مصروف کارزار تھی لڑائی بڑی تیزی سے جاری رہی۔

توپوں کے برابر شلک سے پرشیا کی فوج کے دیگر دستے جو فاصلہ پر تھے ادھر متوجہ ہوئے جنرل بارنیکو کے ماتحت جو ڈویژن تھا وہ سب اول آ پہنچا۔ اس کی فوج کے دو توپخانے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے بہت تیزی سے آ پہنچے۔ اس کے بعد ہی ۴۰۔ پیدل فوج زیر کمان کرنل رگس اور ۹۔ ہزار کے تین اسکوڈرن آ پہنچے۔ اس وقت ۵۔ ڈویژن کا مقدمہ الجیش و سٹریگ پہاڑی پر مقیم نظر آیا جنرل سٹوپ نکل جو اس روز سٹل باجھ پر مقیم تھے حسب کم جنرل آ لون سلین مع اپنے کل ڈویژن فوج کے توپوں کی آواز پر یہاں پہنچ گئے۔ دو توپخانے سٹریگ اعظم پر روانہ ہوئے تیزی سے یہاں آئے۔ ساربروک سی نوٹ کرتے ہی کچھ پیدل فوج بندر لیوریل بھی گئی۔

۳ بجے جنرل گٹن کی فوج نے معجزانہ کیسکی کے لکی فوج کی دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ پہاڑی پر چلا جنرل زیادہ تھا وہاں پر کیا گیا۔ ۴۔ پیدل نے جگہ دہنی جانب ۱۵۔ ڈویژن فوج کی اور بائیں جانب چار پلٹن ۵۔ ڈویژن کی تھیں۔ حملہ شروع کیا۔ فوج کے پانچویں اور ۱۴۔ ڈویژنوں کو محفوظ رکھا گیا۔

حملہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ جنرل پر دفعہ کر لیا گیا اور فرانسیسی وہاں سے ہٹا دئے گئے۔ حملہ آور

نے اور زیادہ بلندی پر آگے بڑھ کر فرانسیسی فوج کو جنگل کی بنوبی صدمہ ہٹا دیا۔ یہاں پرفرانسیسیوں نے تقیم ہو کر تو پچانہ اور سوار اور پیدل ملا کر پھر مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر حربہ رینی کی پیدل فوج بالکل نہیں تھی۔ اس مقام پر وہ ڈوئرن کے تو پچانہ نے بڑی بہادری سے کام کیا تو پچانہ کی دو باٹریاں ایک ٹنگل میں خراب پگڈنڈی سے اسپین کی پہاڑی پر پڑھ گئیں۔ ان کی مدد سے دشمن کا ایک اور نیا حملہ پسپا کیا گیا۔ جرمنی کی میسرہ فوج پر اسلٹکن اور اسپین کی جانتے حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ لیکن وہ ڈوئرن نے جو بلو کو محفوظ فوج کی تقیم تھی اس حملہ کو روک دیا۔ یہ لڑائی جو کئی گھنٹے تک دو دنوں جانتے نہایت تہورانہ طور سے ہو رہی تھی اب اس نے اور سخت پہلو اختیار کیا۔ فرانسیسی فوج نے جو تعداد میں بھی زیادہ تھی اب کے کل فوج سے پھر حملہ کرنا چاہا جب کہ ہم نے جنگل پر قبضہ کیا تھا فرانسیسی فوج کا یہ تیسرا حملہ تھا۔ لیکن ہماری پیدل اور تو پچانہ کے استقلال سے یہ حملہ بھی رد ہوا۔ جس طرح کہ لہر کے ہٹاؤ سے بلکہ کھا کر پیچھے ہٹ جاتی ہے اسی طرح سے فرانسیسی پلٹیں ہماری بہادری فوج نے منتشر کر دیں۔ اس خرابی کا سیاسی پرفرانسیسی فوج میں جس پس لوثنے کا بگڑا ہوا۔ اس لڑائی میں فرانس کی ۱۰ پلٹیں تھیں اور ایک پوری کورز کا تو پچانہ تھا اور ایک قابل التعمیر مقام پر تقیم تھی اور پریشیا کی پلٹیں تھیں اور ایک ڈوئرن کا تو پچانہ تھا۔ اسپر بھی فرانس کو شکست ہوئی اور پریشیا والوں کے ہاتھ میں میدان رہا۔ یہ ایک بڑی بہادری فوج ہوئی کیونکہ جرمنی والوں کی نسبت فرانس کی سب چیز زیادہ تھی۔ فوج زیادہ تھی۔ تو میں زیادہ تھیں فوج بہت مضبوط بلکہ تقیم تھی لیکن تاہم جرمنی کی فوج ہوئی۔ رات ہو جانے سے فرانسیسی فوج کو بھاگنے میں زیادہ سہولیت ہو گئی۔ تاکہ بھاگ جانا فوج کا معلوم ہو تو فرانسیسی تو پچانہ میدان جنگ کے جذبات میں پہلے پلوں پر تقیم رہا۔ جہاں کہ وہ بہت عرصہ تک متواتر توپیں چلاتا رہا مگر اس سے فوج جرمنی کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

یہ میدان جنگ سواروں کے رسالہ کے حملہ کے لئے بالکل کام کا نہ تھا۔ اس لئے وہ اسپین شریک نہیں ہو سکے۔ تاہم یہ فوج بڑی مشہور فوجوں میں سے ہوئی۔ جنرل فرسارڈ کے ماتحت جبکہ فوج تھی اسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس لئے وہ بالکل منتشر ہو گئی۔ جس راہ سے کہ یہ فوج جلدی سے بھاگ گئی تھی اس راہ کا پتہ بے شمار گاڑیوں اور سامان اور کپڑے وغیرہ سے جو وہاں پڑا ہوا تھا ملتا تھا۔ فوجی بھگودوں سے تمام جنگل بھرا ہوا تھا۔ بہت سا سامان رسد اور ہر قسم کی چیزیں جرمنی والوں کے ہاتھ آئیں۔

جبکہ اسپرین پہاڑی پر لڑائی ہو رہی تھی ۱۳۔ ڈویژن پرشیا کی فوج نے دریائے سار کو قصبہ وردن پر عبور کر کے فوراً باجھ پر قبضہ کیا۔ خوراک اور رسد اور کپڑوں کے بڑے بڑے انباروں پر قبضہ کیا۔ جیسٹل فرسار ڈیو اپنی فوج کو پیچھے ہٹاتے جاتا تھا اور جس کی مدد کے لئے جرنیل بیرین کی دو ڈویژن فوج پہاڑی پر لگتی تھیں۔ اس فوج ۱۲۔ ڈویژن نے فرسار ڈیو کو جنوب مغرب کی جانب ہٹنے پر مجبور کیا اور جو سڑک کہ ٹھہرینٹ اولڈ کو جاتی ہے وہ بالکل صاف کر لی۔

اس لڑائی میں دو ڈویژن جانب کا نقصان عظیم ہوا۔ صرف ۵۔ ڈویژن کے ۷۳ سپاہی مارے گئے اور ۱۸۰۰ زخمی ہوئے۔ ۱۲ پیدل کے ۱۲۷ افراد اور ۸۰۰ سپاہی قتل اور زخمی ہوئے اس کے بعد چالیسویں آکٹوبر ۱۹۴۸ اور ۱۴ اور ۱۵ پلٹنوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور پوچھناؤں کو بھی بڑا نقصان پہنچا تو پچانوئ کے مقتول اور مجروحوں کی تعداد دونوں جانب برابر تھی۔ پھر جرح قیدی جو جرمنی والوں گرفتار کئے وہ ۷۰۰۰ سے زائد تھے اور ہر گھنٹے بڑھتے جاتے تھے۔ علاوہ اسکے چالیس پل پیپوں کے اور بہت سی جرمنی والوں کو لے۔

اس فوج سے جرمنی فوج کی بڑی تعریف ہوئی کیونکہ وہ دن بھر اپنے سے زیادہ تعداد دشمنوں سے لڑتی رہی اور ایک مضبوط جگہ سے دشمن کو مار کر ہٹا دیا۔ گو فرانسس بھی تھوڑے عرصہ تک بہت دبا سے لڑے لیکن وہ بہت قتل معنے اور لڑائی کے آخر میں ان کی بہت ٹوٹ گئی اور پیچھے ہٹ جانا ان کے لئے شکست ہو گیا۔ اول جرسن ڈویژن کا آگے بڑھنا ذرا وقت سے پہلے تھا لیکن جب لڑائی شروع ہو گئی اس وقت جنرل کمانڈوں کی تقسیم فوج بالیاقت تھی معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کے لئے ہنوں نے اچھے موقع تلاش کر لئے تھے۔ بعض معنی شاہدوں کا بیان ہے کہ جنگل کی آڑ لے کر انہوں نے بڑی عقل مندی سے فرانسیسی مینہ فوج کو پریشان اور برباد کر دیا۔ دوسری جانب فرانسیسی فوجیں بہت بری طرح صاف آ رہی تھیں۔ انہوں نے موقع غل جلتے کے بعد حملہ کیا۔ ۱۰۔ تاج کی دو لڑائیاں جنگو کسبرمنی والوں نے دو آرتھ اور فور باجھ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان کے نتیجے سے وہ فاحش غلطی ظاہر ہوئی ہے جو فرانسیسی کمانڈر ایفٹ نے علم جنگ کے قاعدہ سے کی تھیں اور فرانسیسی فوج کو ایسی خراب جگہ تقیم کر رکھا تھا۔ فرانسیسوں کا اگلا دستہ فوج دو حصے کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے پھر پچیس ملکر دوبارہ جنرل کی فوج سے مقابلہ کر کے کا شہ کیا جاتا تھا۔ فوج مینہ زیر کمان یکم کو وہ دوسرے کے پیچھے بحالت ہٹنا

ایک بددلی کی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ ڈی فلی کی فوج اُن دو فوجوں کے درمیان تھی جنکو دوارتھ اور فورباچہ پر شکست ہوئی تھی اور وہ اب دشمن کی زد میں تھی۔ فرانسیسی قلعہ اور میسرہ کی فوج بڑی دیر اور ایک دوسری سے حاصلہ یعنی وہ اور فرورسارڈ کی فوج جو قریب تھی مگر شکست یافتہ یہ سب اس قابل نہ تھیں کہ جرمنی کی فوج کو جو اب شل سل آب کے آگے بڑھی چلی آتی تھی کا بیانی سے روک سکیں۔ جرمنی کی فوجیں اب دریائے سار کو عبور کر کے بڑھی جاتی تھیں اور دستگیر کی گھاٹیوں میں سے آگے گزر رہی تھیں۔

فرانسیسی فوج کی اس بربادی کی خبر نے تمام قوم میں اور خصوصاً پیرس میں جو شمسیم پیدا کر دیا لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حب الوطنی کے جوش نے تمام لوگوں کے دلوں کو بھر دیا ہے۔ ۲۔ گت کی دوپہر کو شہنشاہ بیگم نے مفصل ذیل اعلان پیرس میں شائع کیا۔

”مے فرانسیسی قوم“

جنگ کے شروع سے اب تک ہماری کوئی فتح نہیں ہوئی۔ ہماری فوج نے بہت نقصان اٹھایا۔ ہم کو استقلال کے ساتھ اب جلدی سے دشمن کو شکست دینا چاہئے۔ اور ہم میں ایک پارٹی ہو وہ کون۔ پارٹی فرانس۔ اور ہم میں ایک جھنڈا ہونا چاہئے وہ کون سا۔ ہماری قومی عزت کا جھنڈا۔ میں تم لوگوں کے درمیان میں ہوں۔ اور میں اپنا فرض ادا کرنے کو موجود ہوں۔ جہاں کہیں خطرہ کا خوف ہو گا وہاں تم سب مجھ کو فرانسیسی حکم کی حفاظت کرنے کو سب سے پہلے سوجو پاؤ گے میں تمام عزیزین شہر سے کتنی ہوں کہ وہ انتظام کو برپا رکھیں۔ اور جو شخص کہ غل انتظام ہو گا تو وہ گویا ہمارے دشمنوں کا سازشی ہو گا۔

راقم یو جین۔

پیرس میں ایک حالت محاصرہ کا اعلان کر دیا گیا اور وزارت نے ایک اعلان شائع کیا جس کے

آخری حصے مندرجہ ذیل ہیں:-

جو خبریں کہ جنگ گاہ سے موصول ہوتی ہیں اُن کے دیکھنے اب ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی حفاظت کریں ہم تمام لوگوں کو ازراہ حب الوطنی آگاہ کرتے ہیں کہ اب وہ تہمتیں کام لیں۔ چمبرز کے جمع ہونے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اب ہم کو چاہئے کہ پیرس کو محاصرہ کی حالت میں کر دیں تاکہ فوجی تیاری

کے عمل درآمد میں آسانی ہو جاوے۔ کوئی کمزوری کا نشان یا آپس میں تفرقہ نہ ڈالا جاوے۔ ہمارے واسطے بہت ہیں ہم کو قوت سے لڑنا چاہیے اور بے ملک محفوظ رہے گا۔

۸۔ اگست کو ہیرس میں ایک حکم جاری ہوا کہ نیشنل گارڈنامی فوج جو یہاں تیار کی گئی ہے اس میں تین سے چالیس برس کی عمر والے آدمی جن کے جسم صحت درہیں اور جو اس سے پہلے شریک نہیں ہوئے ہیں شریک ہو جاویں۔

۱۹ اگست کو یہ خبر آئی کہ پریشیا والوں کا ایک لشکر دریائے سار کے کنارہ جمع ہو رہا ہے اور فرانسیسی فوج شہر ٹرن کے سامنے جمع ہوئی شروع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کو پریشیا کے سفیر نے انگلستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے اور فرانسیسی سفیر کو دستخط کرنے کی اجازت پہنچ گئی۔ اس معاہدہ کا مندرجہ تھا کہ بلجیم جو اس جنگ میں فریقین جنگجو سے علیحدہ رہا ہے اگر اس پر کسی نے حملہ کیا تو انگلستان دوسرے فریق سے بلجیم کی حفاظت کے واسطے فریقِ خدا سے لڑے گا۔ لیکن جنگ کی عام کارروائیوں میں شریک ہونے کا انگلینڈ ذمہ دار نہیں ہے۔ اس روز فرانسیسی جہیز میں بڑا تماشہ ہوا۔ سخت سخت الفاظ بولے گئے اور بعض مبصروں میں تو گھونٹہ بازی تک کی نوبت آگئی۔ ایک ووٹ پاس ہوا کہ وزارت قابل بہرہ رس نہیں ہے۔ ایم اویو تراور اسکے ساتھیوں نے اس پر سخت عفا دخل کیا اور کوئی ڈی پالیکا کو کوئی وزارت کے بہرہ رسانی کرنے کا کام سہرہ ہوا۔

۱۰۔ اگست کو پریشیا والوں نے اسٹراسبرگ کا اول محاصرہ کیا اور ریلوں پر جو دناں سے اطراف میں جاتی تھیں قبضہ کر لیا۔ باشندگان شہر نے شہر کو جوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔

۱۱۔ اگست کو شاہ پریشیا نے فرانسیسیوں کے نام ایک اعلان شایع کیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ہم صرف سپاہیوں اور فوج سے جنگ کر رہے ہیں اور فرانسیسی شہری آدمیوں سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہم جنگ نہیں کرتے۔ بلکہ اعلیٰ عزت مد نظر رکھی جاوے گی۔

فصل دوم

فرانسیسیوں کو اور شکستیں

جنگ دوارتھ میں فونٹنک شکست پاکر مکھن کی فوج منتشر ہو گئی تھی اور اس کی فوج یمینہ کا ایک

بڑا حشمہ ستہ دل ہو کر بیگنا اور اسٹرا برگ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ باقی ماندہ فوج اُس کی آن سڑکوں پر پھیل گئی تھی جو کہ ونجریس سے گذر کر جنوب کی جانب جاتی تھیں، یہ معلوم ہوتا ہے کہ مارشل نے بھیجی ہوئی فوج کی فوج سے شامل ہو جانے کا ارادہ کیا تھا اور شہر نڈرہ و ن پشیم ہو جانے کا عزم کر لیا تھا لیکن اُس کی فوج جرمنی والوں کی شکل دیکھتے ہی بھاگ گئی اور وہ جلدی سے سیورن واپس چلا آیا۔ یہاں اپنی بھاگی ہوئی فوج کو جمع کر کے اُس نے جلدی سے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ اس عرصہ میں باقی ماندہ فرانسیسی فوج نے لورین پر باہمی شریک ہونے کی کوشش کی۔ دشمن کے خوف سے یہ فوجیں ادھر ادھر بھاگی بھاگی پھرتی تھیں۔ مگر بوجہ فاصلہ تبید کے جو درمیان اُن کی پہلی لائن کے جو ساتھ تقسیم تھی اور دوسری لائن کے جو ساتھ تقسیم تھی۔ تھا۔ اس وجہ سے وہ لورین کے راہ پرست ہٹ گئی۔ ڈی فنی جو کہ سب سے الگ بھی میں پڑا ہوا تھا۔ اب اُس لشکر میں پہنچنے کے ناقابل تھا۔ اب اُس نے جنوب کی طرف اس اُسید میں رخ کیا کہ شاید میکس سے ملجاوے۔ بہت خوش قسمتی کی بات ہوئی اگر وہ پانچویں کورز کو جو خطرہ میں تھی بچا سکتا۔ فرسارڈ تو فوراً باہر میں ٹکست پا کر اپنی باقی فوج کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اور سینٹ اولڈا اور دوسرے اچھے مقاموں کو خالی چھوڑ گیا تھا۔ جنرل لا ڈمیرلٹ کی فوج پر ابھی تک حملہ نہیں ہوا تھا وہ بھی مصیبت میں تھا وہ بھی معہم۔ کورز کے تھیوں دیلی کو خالی کر کے چلا آیا تھا اور دیا موزل کے کنارے کنارے مشرق کی جانب جا رہا تھا تین زین کوہ۔ کورز کے ساتھ مشرے آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ وہ مقابلہ کے لئے لشکر کو جمع کرے اور وہ شہر نڈرہ پر ایک جگہ مقیم ہوا یہ ایک ایسا مقام تھا کہ فرانسیسی فوج کو بڑا نقصان پہنچتا۔ اگر دشمن اگر سپر حملہ کر دیتا۔ اسپیرمل گارڈ فوج مشرق کے قریب اپنی جگہ پر مقیم تھی۔ کروئٹ کی ہارکوز کا ایک حصہ بیٹے قلعہ مشرق کی طرف جا رہا تھا اور باقی ماندہ فوج شہر نانسے پر مقیم تھی۔ کورز لینے ڈونے کی فوج اپنی جگہ پر مقیم رہی۔ سوائے اُس ڈوئٹرن کے جو وہاں تھیں لڑا تھا اور وہ یہاں سے بہت فاصلہ پر تھا۔

فوراً چھ اور دو وار تھ کی لڑائیوں کے تین دن کے بعد فرانسیسی فوج کی مفصلہ بالا کیفیت تھی سکھیں اپنی ٹکست خود وہ مینہ فوج کے ساتھ جبکہ جانب اب ڈی فنی آرٹا تھا اصل فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور اُس کی میسرہ اور قلب کی فوجیں بھی آپس میں شریک نہ تھیں اور مشرے جمع ہوتی جاتی تھیں۔ یہ فوج جو بہت مقیم تھی اور جس پر فرانس کی امیدیں وابستہ تھیں۔ اس میں تین کورز شامل تھیں یعنی دو ٹکست یافتہ

کورزا اور کچھ حصہ ۶ کوزر کا جس کی تعداد غالباً ایک لاکھ پچاس ہزار کی تھی اور جس میں چار سو بائیس توپیں تھیں اور یہ فوج معلوم تھا کہ مقابلہ دشمن کی بیشمار فوج کو جو اس سے پہلے سرحد پر فتح پا چکی ہے یہ فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ کئے بالکل ناکافی ہے۔ اس عرصہ میں جرمنی کی فوج نے میکسن کی سنٹرل شاخہ فوج کے دستوں کو شکست دی اور قید کیا۔ جرمنی فوج جو تعداد میں دو لاکھ تھی سارے نیدرلینڈز پر جاری تھی اور میرہ پر و بعد جرمنی تھا جو ڈنبر کی گھاٹیوں میں سے گذر کر اس شہر پر چار ماہ تھا جو ہم گینی کو جاتی ہے۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی اگر شہنشاہ فرانس جنہوں نے نیدرلینڈز بہت سی فوج جمع کر لی تھی بہت جلد شہر کو واپس لوٹ آتی اور قلعہ کی پناہ میں اپنی باقی ماندہ میرہ اور قلب کی فوج کی صف آرائی کرتے اور یہ بات بہت ہی اچھی ہوتی اگر وہ واپس بہت جلد لوٹ آتی۔ لیکن بد شگون سے شہنشاہ اپنی تلون مزاجی اور کاہلی سے جلد میں لوٹے۔ اور خطرہ جو جلدی سے لوٹ آنے کی حالت میں رفع ہو جاتا پھر سربراہ موجود ہوا۔ ۱۰۔ اور ۱۱۔ اگست تک شہر پر تمام فرانسیسی فوج کو میکسن۔ ڈی فیل اور ڈوئے کی فوج کے جمع ہو گئی۔ اور اس جگہ قلعہ میں فوج رکھ کر باقی فوج کو براہ ڈوٹن چالتر پر بھیج دیا جاتے تھا جہاں تک شکست یافتہ میرہ کی فوج اس فوج سے مل جاتی اور اگر اچھے طور سے صف آرائی کی جاتی تو امریکی اور سین کی لائن کی بھی حفاظت ہو سکتی تھی تین دن بیکار کھو دیے۔ اس عرصہ میں شہنشاہ شہر میں پڑے رہے۔ کبھی فوجوں کا سامنا نہ کرتے کبھی جنگ کے لئے کونسلیں کرتے اور کبھی لڑائی کے نقشے کی تجویزیں سوچتے رہتے۔ ۱۲۔ اگست کل فوجیں اپنی جگہ پر مقیم ہیں۔ صرف ۱۴۔ کو جیسک ویا گیا کہ موزل کو عبور کر کے آگے بڑھیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس توقف کا ذمہ دار کون تھا آیا شہنشاہ تھے یا جنرل بے زین تھا جو کہ مائڈر انچیف ہو گیا تھا۔ یہ کہہ دینا کافی ہو گا کہ اس توقف سے فرانس پر بڑی مصیبت پڑی اور فوجوں کی بڑی بربادی ہوئی۔ اس عرصہ میں جرمن کی فوجیں بڑی تیزی سے بڑھی آ رہی تھیں اور شہر پر و بعد کی بے شمار فوج جمع ہو گئی۔ ۱۳۔ اگست کو اسٹائن شہر کی فوج بھی آگئی اور پرنس فرڈینک چارلس کی فوج نے موزل کو پانٹاموسن پر عبور کر لیا اور شمال کی جانب بڑھا آ رہا تھا اور اگر فرانس کی فوج اب براہ دردن چالتر پہنچے بھی مہینی تو پرنس چارلس کی فوج کو روک سکتی تھی مگر جرمنی کی دو لاکھ پچاس ہزار فوج مع آٹھ سو توپوں کے لوہے کے قلعہ کے چالتر ملک میں پہلی پڑی تھی۔

فرانس کی فوج منز پر چاروں طرف سے دشمن کے پیچ میں تھی اور اگر جالانز کی طرف انہیں ہٹتی تو بھی دشمن کا خوف تھا اور اگر شکر کے آگے روانہ ہوتی تو بھی بے شمار دشمنوں کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۴ اگست کو فرانسیسی مقدمہ الجیش نے ورڈن جاتے ہوئے دریائے سوزل کو عبور کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افسروں کو اس بات کا کچھ خیال نہیں رہا کہ جرمنی کی فوج پہلے ہی سے واپس ہٹنے کو روکنے کے لئے پڑی ہوئی ہے۔ شہنشاہ فرانس اس فوج کے ہمراہ تھا اور بغیر کسی قسم کے نقصان کے اس فوج نے منظر کو خالی کر دیا لیکن منظر سے تھوڑی دور آگے جا کر قیام کر دیا۔ اور شہنشاہ دوسرے روز آگے روانہ ہو کر جالانز میں پہنچ گئے۔ اور اس چلے جانے سے انہوں نے فوج کی کمانڈ چھوڑ دی۔ جو فرانس کی حالت دیکھتے یہ کہنا چاہتے کہ ان کو یہ کمانڈ نہیں دینی چاہئے تھی مگر گلی فرانسیسی فوج ۱۴۔ تاہم تک سوزل پر نہیں پہنچی۔ فوج کی تیسری کورز یعنی لائڈ میرلٹ کی کورز اور فردنا کی اور سوزل کو جو بجائے بے زین کے اب جنرل ڈیکلین کے زیر کمان تھی۔ یہ سب شکر کی مشرقی جانب مقیم رہیں اور ۱۴۔ اگست کی سہ پہر تک ان فوجوں نے کچھ نہیں کیا۔ اس فوج پر پریشیا کی کورز اور لشکر دوم کی ایک کورز نے زیر کمان جنرل اسٹائن شکر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج نے دو چار دیہات کے پیچھے قیام کیا اور اپنے گرد اگر دھند قیس کھود لیں۔ فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ دوسرے بنا کر اور گڑھے کھود کر ان کی آڑ میں سے پریشیا والوں کا مقابلہ کیا۔ مگر جرمن والے جو تدریج آگے بڑھے جاتے تھے انہوں نے نہایت عمدہ طور سے آگ برساتی یعنی بند و قیس اور توپیں بہت جلد اور نشانہ باندھ کے فیر کرنے تھے جس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ جب ایک گڈھا اور دوسرے پریشیا والوں نے فوج کر لیا تو باوجود اس آڑ کے دہاں پر سات اٹھواکیاسی فرانسیسی مقتول پائے گئے۔ تین یا چار گھٹنے تک نہایت خونخوار لڑائی رہی حملہ آوروں کا بھی بہت نقصان ہوا چونکہ وہ توپخانہ قلعہ کی زد میں آگئے تھے اور دوسری جانب فرانسیسی بہادری سے لڑے تھے مگر شام ہوتے ہی فرانسیسی فوج پسپا ہوئی اور قلعہ کی آڑ میں پناہ لی۔ اس سے حملہ آوروں کا مقصد ہوا ہو گیا یعنی فرانسیسی فوج اپنی سابقہ جگہ پر مقیم ہو گئی اور ہر گھنٹے جرمنی کی فوج برابر چلی آتی تھی۔

دوسرے روز اور پریشیا کی فوجیں ورڈن کی سڑک پر سے برابر چلی آ رہی تھیں اور شہر شکر

کی چاروں جانب پھیل گئیں۔ لیکن شاہ کے مرسلوں سے یہ بات ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ ابھی تک پوری کامیابی مشتبہ معلوم ہوتی تھی۔ اور فرانسیسی فوج کا دایس ہٹ جانا ناممکن نہ تھا۔ اس اثنا میں بے زین جس کو اب تمام کارروائیوں کا ذمہ دار سمجھا جاتے دریائے موزل کو عبور کر کے سٹرن کی جانب آ رہا تھا اور آگے روانہ ہونے کے لئے فوج کا سامان آگے روانہ کر دیا تھا اور فوج مقدمہ الحیش سے ملکر شام کے قریب فوج کے دستے مارس لاٹور اور ڈون کو رٹ تک پھیلائے تھے۔ یہ دونوں ٹھران دو سڑکوں پر ہیں جو رڈن اور رائین کو جاتی ہیں باقی فوج بے زین کے پیچھے کی جانب سٹرن کی طرف پھیلی پڑی تھی۔ ایک ایسے جرنیل کو جس نے پوری یاکت کا ثبوت دیا ہو الزام دینا نازیبا ہے کہ وہ استقلال کے ساتھ آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ اس نے ایسے خطرناک موقع پر فوج کا کمانڈ کیا تھا درحقیقت فرانس کے لئے یہ وقت بڑا خطرناک تھا اور اس جرنیل کو اس بات سے واقف ہونا چاہئے تھا کہ پرتشیا کی فوج اس کی جانب چلی آرہی ہے اور اس کی فوج کے پیچھے ہٹ جانے کو کو قطعی طور سے روک سکتی ہو اُسے زین جو ۱۲ یا ۱۵ میل اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جلا تو یہ فاصلہ اس کی مقصد برآری کے لئے بہت کم تھا معلوم ہوتا ہے کہ جو خطرہ واقع ہونے والا تھا اس سے بے زین آگاہ نہ تھا چونکہ ۱۵ تاریخ کی شب کو یا دوسری صبح اس نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ معہ اپنی کل فوج کے ۱۶۔ تاریخ کو اٹین میں پہونچ جاویگا یعنی وہ اپنے دشمن کی پہونچ سے باہر ہو جاوے گا۔

جنگ ویان ملی

۱۶۔ اگست کو سٹرن کے قریب یہ لڑائی واقع ہوئی۔ اور فصلہ ذیل بیانات اس شخص نے تحریر کیے

میں کہ جو اس لڑائی میں موجود تھا۔

آج صبح لشکر دوم دشمن کی دیکھ بھال کے لئے نکلا تھا کہ یکایک اس کو جنگ پیش آگئی۔ صبح کے پانچ بجے ہم خیانت کو رٹ سے روانہ ہوئے اور ہم نے خیال کر لیا تھا کہ شکست کھانکے بعد ہمارا پیچھولی کوچ ہے کہ یکایک تو پچانہ کی چند بارٹیاں اور سواروں کا ایک سکواڈرن ہم سے الگ ہوا اور ہم کو معلوم ہوا کہ سٹرن کی جانب دشمن کی دیکھ بھال کے لئے یہ جانا ہے۔ پرتشیا کی فوج

کے محافظ سوار کچھ فاصلہ پر نظر آئے۔ ہم جلدی سے کوچ کر کے ۶۔ ڈویژن کے سواروں کے کیسپ پر پہنچے جو جنرل کین بارن کے زیر کمان تھی وہ بھی تیار ہو گیا اور ہم سب ایک چھوٹے سے گاؤں دیان ویلی کی جانب بڑھے تھوڑی دیر بعد سواروں کی بندوبست فرہونے کی آوازیں آنے لگیں اور سوانجبے توپ کے چلنے سے معلوم ہوا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ پریشیا کی فوج نے لڑائی شروع کر دی اس وقت اس کی تعداد یہ تھی کہ ۶۔ رسالہ تھا اور ایک پیدلوں کا بریگیڈ تھا اور چھ بائریاں توپخانہ کی تھیں۔ اور ہماری فوج پریشیا کی فوج سے چار گنا زیادہ تھی۔ توپوں کا چلنا اب متواتر شروع ہو گیا اور پریشیا کی فوج نے بشکل نصف دائرہ کے آگے بڑھنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج اپنی میسرہ کی جانب سے ذرا پیچھے ہٹ گئی اور معلوم ہوا کہ دیان ویلی پر مقیم ہو گئی جہاں بلند یوں پر ان کا توپخانہ موجود تھا اس کا جواب پریشیا والوں نے یہ دیا کہ وہ بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ گیارہ بجے پیدلوں کے اول بریگیڈ کی آٹھ پلٹیں زیر کمان جنرل لہین ٹریلیوز کی جستی ہوئی آگ کے سامنے بڑھیں۔ پریشیا والوں کی نسبت فرانسیسی توپیں بہت جلد پتی تھیں۔ لیکن اس سے نقصان کم ہوتا تھا ایک موقع پر فرانسیسی اور پریشیا کے توپخانوں کا مقابلہ ہو گیا۔ اور فرانسیسی توپخانہ سے سات گولے عینی دیر میں چلے آئی دیر میں پریشیا کے توپخانہ سے تین گولے چلتے تھے۔ لیکن اس تین بار کے فیروہی سے فرانسیسی توپخانہ بالکل خاموش ہو گیا۔ میں نے بعد ختم لڑائی اس امر کا ایک توپخانہ کے خسرے ذکر کیا اور آسنے میری کلام کی سن وعن تصدیق کی۔ سینہ اور میسرہ سب جانے کے پیا دے لڑائی میں مصروف تھے کہ ہزار کی ایک رجٹ سواران مع توپخانہ کے ایک بارٹی کے گھوڑے دوڑائی ہوئی آئی اور گاؤں کا چکر دے کر میسرہ کی جانب پیادگان سے لڑائی میں مصروف ہو گئی یہ ایک بہت خوشنما نظارہ تھا مگر جبکہ یہ جوش اور گرد و غبار جاگ رہا تو بہت سے لال کوٹ اور گھوڑوں کی غنچیں زمین پر نظر آئے لگیں اور مجھے اس بات کا یقین ہوا کہ آج کل رسالہ سواران کو بغیر پیادگان اور توپخانہ کی مدد کے پیادوں کی لڑائی کے لئے بھیجا گیا ان کو موت کے منہ میں بھیج دینا ہے۔

فوج ڈریگون رسالہ کا ایک اسکوڈرن زیر کمان پرنس وچن اسٹائن لڑائی میں شریک تھا اور اس میں سے نصف سے زیادہ سوار سیدان جنگ میں کام آئے۔ پریشیا کے توپخانہ نے ایک

چھوٹی سی پہاڑی پیچیم ہو کے فرانسیسی فوج پر بہت صحیح نشانہ سے گولہ باری شروع کی اس سے گھبرا کر فرانسیسی میمنہ فوج نے پھر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ لڑائی کے آغاز سے اس وقت تک یہی معلوم ہوتا رہا کہ ہماری فوج دشمن کے مقابلہ کے لئے بہت کم ہے۔ ہماری ایک فوج اس وقت تک نہیں آئی اور اس کا بہت انتظار تھا۔

اس وقت تک ہر سپاہی کی ریر اسے تھی کہ فرانسیسوں نے نہایت قابل تعریف طور سے آگے سائی اور بمقابلہ جنگ حال کی گولہ باری کو مستعد کی جنگ کی انتشاری مثل سچوں کے کھیل کو تھی راور علاوہ ازیں وہ کہتے تھے کہ فرانسیسی جعفر راج جے ہیں۔ اتنے استقلال سے آج تک نہیں لڑے تھے۔ لیکن بوجہ پیادوں کی کمی کے سواروں کو جو پیدلوں اور توپخانہ سے لڑنا پڑا۔ اس وجہ سے سواروں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ ایک رجٹ یعنی ۷۰۰ کے لیر سیر فوج کو توپخانہ کی ایک بارٹری پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ توپخانہ کے اوپر جا پڑی اس میں ایک جوان انگریز بھی تھا جس نے پرشیا کی فوج میں نوکری کر لی تھی اور ابھی اس کو فٹنسٹی کا عمدہ ملا تھا وہ سب سے پہلے توپخانہ پر جا پڑا۔ رجٹ میں کل آدمی تین سو تھے لیکن نتیجہ بہت خراب رہا۔ جبکہ میں نے دوبارہ اس رجٹ کو دیکھا تو اس میں مشکل سے سو آدمی ہی باقی رہے تھے۔ ۲۰ بجے محفوظ توپخانہ بھی ہلا لیا گیا اور اب توپوں کا بہت جلد جلد چلنا شروع ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آفتاب بھی آدمیوں کا فوج ہونا دیکھنے کے لئے ہمارے بہت قریب آ گیا تھا کیونکہ گرمی کی وہ شدت تھی کہ بیان سے باہر ہے اور ہر جانب سے ہی آواز کان میں آتی تھی کہ پانی۔ پانی۔ خدا کے لئے رحم کر کے پانی پلاؤ۔ بیماروں کے اٹھانے کے لئے جعفر آدمی مقرر تھے وہ اپنا کام نہایت جلدی اور عذگی سے کر رہے تھے۔ لڑائی کے میدان سے فوج کے بڑھنے یا اور کسی سبب سے آگے کے بڑھنے کے کم ہونے ہی یہ لوگ اپنے رحم والے کام پر جاتے تھے اور بیمار کو گاڑی میں ڈال کر لاتے تھے ایک گھنٹہ تک لڑائی اور برابر جاری رہی اور اس عرصہ میں بہت سی فوج گرفتار بھی ہو گئی تھی۔ ہونے چاہئے پر شیا والوں نے اپنے حملہ کو بلاؤد میسر سے حملہ موقوف کر کے میمنہ فوج کی جانب سے ہ پلٹیں ایک پہاڑی کے پیچھے چلی گئیں اور فرانسیسی دیر کے لئے دونوں جانب انتشاری موقوف ہو گئی۔ اور گیارہ گھنٹے کے کچ اور لڑائی کے بعد یہ کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی۔ ہنر کے قریب سو سو کوڑ لڑائی کے لئے پھر بڑھی۔

اب دون جانب پھر آگ تیزی سے پسینی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ پاؤں تک فرنیسی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن لڑائی کے آخر تک وہ دھان مقیم رہی۔ شام کے وقت جرینی رسالہ کو پیدلوں پر چل کر گئے تاکہ پھر حکم دیا گیا۔ لیکن اس جلس میں سواروں کا بہت نقصان ہوا۔ چونکہ آٹھ سو چکے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جب رسالہ واپس آیا تو بہت سے گھوڑوں پر سوار موجود تھے۔ ۱۶ اگست کی یہ لڑائی ہے جس پر مارشل بے زین نے فرانیسیوں کی فتح کا دعویٰ کیا۔ گو یہ بات ضرور ہے کہ فرانیسیوں کی نسبت جرینی والوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ لیکن فرانس کے دو جھنڈے اور سات توپیں جرینی والوں کے ہاتھ لگیں اور دو ہزار فرنیسی قیدی ہوئے اور یہ سب بائیں فوج ظاہر نہیں کرتیں۔ علاوہ اس کے فرانیسیوں کا ہسپا ہوناروک دیا گیا تھا اور وہ قصبات ویان ویلی اور ڈون کورٹ سے جو ورڈن اور ایٹین کی سڑک پر واقع ہیں ہٹنے پر مجبور کر دئے گئے تھے اور پھر ان کو سڑک کی جانب جانا پڑا اور جرینی کی فوج کے لئے اب چالنے جانے کو رستہ صاف تھا۔ مارشل مذکور نے اپنے لشکروں کو بھی یقین دلایا کہ ۱۶ تاریخ کو ہماری فوج ہوئی اور فرنیسی فوج جو واپس پیچھے ہٹی تھی تو اُس کے پاس گولہ اور بارود سامان جنگ ختم ہو گیا تھا اس وجہ سے بھی تھی یہ الفاظ مارشل نے کھرباسیوں کی طرف سے بندھائی۔ اُس کی پاس فوج کی ۴۰ کوز تھی جبکی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی اول اُس کو یہ چاہتے تھے کہ کوئی مضبوط جگہ تلاش کر کے باستقلال دشمن سے لڑنا تاکہ چالنے جانے میں اُس کو آسانی ہو جائے۔ اُس کو ایسی جگہ ان میدانوں میں ملی جہاں کمانے کثرت سے تھے اور تھوڑی تھوڑی دور پر جنگل تھا اور یہ جنگل ایک گاؤں گریولٹ نامی سے شمال مشرق کی طرف شہر پراوٹ لایمان لگنی تک اُس سڑک کے برابر پھیلا ہوا تھا جو شہر منٹرس سے جدا کو جاتی ہے۔ ۱۷ اگست کو مارشل اپنی فوج کو اس لائن پر مقیم کرنے میں مصروف رہا اور نہایت عقلمندی سے فوج کی حفاظت کے انتظام کرتا رہا۔ فرانیسی فوج میسرولے گریولٹ گاؤں پر آجگے قبضہ کیا تھا کہ جہاں ایٹین اور ورڈن کی سڑکوں کا اتصال ہوا ہے اور جہاں سے سڑک کو ٹکرا کر غلیم جاتی ہے اس جگہ ایک بلند مقام پر فرنیسی فوج مقیم ہوئی۔ جس کے نیچے جنگل تھا اور چاروں طرف کا ٹکڑا اُس بلندی سے دکھتا تھا اور سامنے خندقیں کھودی تھیں اور توپخانہ مقیم تھا اور پیچھے ایک فرنیسی قلعہ بم پینٹ کوئین تھا۔ ان وجوہات سے یہ مقام ناممکن القمع معلوم ہوتا تھا۔ فرنیسی فوج قلب کو اس قدر مضبوط نہ تھی مگر بلند مقام پر مقیم تھی اور اُس کے سامنے دشمن کے

آنے کے لئے بہت سی رکاوٹیں تھیں اور اُس کے بھی چاروں طرف غندق کھودی گئی تھی۔
بے زین نے اس مضبوط مقام گریولٹ پر ایک لاکھ دس ہزار فوج بٹھرائی اور شتر کے قریب میں زار
فوج محفوظ رکھی۔

اس انتظام سے فرانسیسی کمانڈر کی ہتھیاری اور چالاک کی معلوم ہوتی ہے اور بیشک اور دوسرا
شخص بھی اس سے زائد بندوبست نہ کر سکتا۔ جبکہ بے زین یہ تیاریاں بچاؤ کی کر رہا تھا۔ جرمن کمانڈر
حکمرانے کا بندوبست کر رہے تھے۔ ۱۷ اگست کو تمام فوج پونٹ اسے موسون سے روانہ ہو کر
ایک لاکھ بیس اگسی تھی اور ورن اور پٹین کی سرکوں پر شہر روزن دیلی سے شمال کی جانب ون
کارٹ تک قبضہ کئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ جو فوج شتر پر تھی وہ اس کی مدد پر اور تھی جسے مینی
کے جرنیلوں کے پاس اب ۹ کورز تھیں اور ایک حصہ ۱۰ کورز کا تھا اور اور فوج لگا کے لئے ابھی تھی
اس وجہ سے جرمنی کی کل فوج کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار کی تھی اور یہ فرانسیسی فوج سے مقابلہ کرنے کو کافی
تھی۔ کیونکہ گریولٹ پر فرانسیسی فوج میرہ بہت مضبوط جگہ پر قائم تھی۔ اور پرشیا والوں کو یہ جگہ منسوخ کرنا
بہت مشکل کام تھا۔ اس وجہ سے پرشیا والوں نے اپنے لشکر عظیم کا ایک بڑا حصہ بے زین کی فوج کے
مقابلہ کے لئے بھیجا تاکہ حکمرانے کے اُس کو دوسری جانب لوٹا دیں اور اس عرصہ میں میرہ پر بھی حملہ جاری
رکھ کر فرانسیسی فوج پر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ فرانسیسی اس دباؤ سے اگر پٹین اور ورن کی ٹکڑیاں
چھوڑ کر شتر کی جانب بڑھیں تو وہاں جو پرشیا کا توپخانہ قائم ہے وہ گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج کو
بالکل تباہ کر دے۔ جرمنی کمانڈروں کی یہ تجویز تھی۔ اور بے زین کی فوج کے مقابلہ کے لئے انہوں نے
۵ کورز بھیجیں اور ۳ کورز فرانسیسی میرہ فوج سے لڑنے کے لئے رکھیں۔ اور ایک کورز سالم اور دوسری
کورز کا ایک حصہ فوج سرحد سے خط و کتابت جاری رکھنے کے لئے مشرق کی طرف بٹھرائی۔

جنگ گریولٹ

اس خونریز جنگ کی بابت جرمنی سرکاری بیان حسبِ ذیل ہے۔

۱۸۔ اگست کی صبح کو ہمارے دو زون لشکروں کا مقام اس طرح تھا کہ ۷ کورز تو قبضہ گریولٹ
کے جنوب میں قائم تھی اور ۵ کورز اور اول رسالہ سواران کا ڈویژن قبضہ رین دیلی کے جنوب میں

اول کو زور اور تیسرے رسالہ سواروں کا ڈوژن فہرٹنر کے مقابل دریاے سوزل کے دہنے کنارے
 مقیم تھے۔ پہلے فوجیں لشکر اول کلماتی تھیں اور شہر پونے ڈی واکس سے گریوٹ تک پہنچی ہوئی
 تھیں اور اس لشکر اول کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر لشکر دوم پر دشمن حملہ کرے تو یہ اس کی مدد کرے۔ لشکر
 دوم جس کا ایک حصہ لشکر اول کے قریب رہا کرتا تھا وہ درون کی شرک کے شمال کی طرف جانا
 تھا اور اس کی فوجیں حسب ذیل مقاموں پر مقیم تھیں۔ ۱۲۔ کورڈ ڈی آرمی کو قصبہ ارس لاٹور سے
 قصبہ جبارنی تک کارروائی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور فوج کا دوس کو حکم دیا گیا تھا کہ ماس لاٹوس اور
 ویان دیلی کی پیچ میں سے دونوں کو رٹ کی جانب بڑھے۔ اور نوں کو رڈ کو حکم تھا کہ شرک اعظم کو شہر
 ریزن دیلی پر عبور کر کے شہر کالری فرم کی جانب کوچ کرے جو شہر سینٹ مارٹل کے شمال میں ہے۔ یہ
 تینوں کو رڈ اول لائن میں تھیں اور ان مقامات متذکرہ بالا پر قبضہ کرنے سے شرک اعظم پر ان کا قبضہ بجا
 اس فوج کی روانگی سے پہلے کہنی اور پرشیا کے رسالوں نے کوچ کیا۔ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر دشمن نے
 اپنے مقام سے کوچ نہ کیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ دشمن ٹخن کے سامنے مقیم ہو گیا ہے اور پھر
 تینوں کو رڈ دہنی جانب پھرجاویں اور اول اور دوم دونوں لشکر حرکت کرنے کو بڑھ جاویں۔ دوسری
 لائن میں ۳۔ اور ۱۔ کورڈ ڈی آرمی کی فوج تھی جو شہر پونٹ اسی سون سے رات کے دو بجے روانہ ہو گئی تھی
 اور شہر بگڑیز کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ ۱۰۔ بجے صبح کے ہم کو معلوم ہوا کہ دشمن نے کوچ نہیں کیا اور
 شہر ٹخن کے سامنے جو آخری سلسلہ پہاڑیوں کا ہے اس پر مقیم ہے۔ اس وقت لشکر دوم کو حکم دیا گیا کہ دہنی
 جانب سے ذرا ہٹ کر اور تھوڑی دور لشکر اول سے رکھ کر اپنی قلب فوج کو شہر ورنی دیلی اور امان ویلر
 کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے۔ جب یہ فوج اس جانب چلی جاوے اس کے بعد دشمن کی فوج جیمینہ پر اور
 سامنے کی فوج پر حملہ کر دیا جاوے۔

~ حسب پہلے نوں کو رڈ ڈی آرمی کو دشمن کی فوج کا مقصد نہ پیش ملا۔ بارہ بجے کے قریب شہر ورنی دیلی
 کے قرب و فوج میں تھیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ فوج لڑائی میں مصروف ہے
 اس نے لشکر اول کو حکم دیا گیا کہ اپنے توپخانہ سے دشمن کے سامنے کی فوج پر گولہ باری کرے۔ لشکر اول
 نے سوانجے کے قریب اپنے آہستہ مگر پورے نشانہ والے گولوں سے پانچ ڈی جوبہاڑی دشمن
 کی فوج پر گولہ باری شروع کی۔ فرنیسیوں نے اس کا جواب اپنے بے شمار توپخانہ سے دیا۔ توپوں

کی گج میں شریلیوز کی آواز صاف طور سے خوب پہچانی جاتی تھی۔ دریاں دو اور سب کے پیادوں کی لڑائی میں بتلایا گیا۔ اب یہ معلوم ہو گیا کہ دشمن کی تمام فوج اُن پہاڑیوں پر مقیم ہے جو قصبہ سینٹ میری آچینی سے قصبہ سینٹ ایل تک پھیلی ہوئی ہیں اور قصبہ بوس لاکسی سے قصبہ پاؤنٹ ڈی جوز کی شرک اعظم کے قصبہ تک براہِ چلی گئی ہیں۔ دشمن کی یہ جگہ بڑی مضبوط تھی۔ پہاڑیوں کی بلند چوٹیوں پر قلعے تھے اور درمیان میں کھود کر فوج اُن میں بٹھادی تھی اور ایک کے ذرا دُور آگے ایک درمیان میں اس طور سے بنائے تھے جیسے کہ کس کے تانے میں جکھیں بنائی جاتی ہیں۔ ہم ان پہاڑیوں پر اقل سے قبضہ نہیں کر سکے کیونکہ ہم کو شمال اور مشرق دونوں جانب لڑائی کی تیاریوں میں مصروف رہنا پڑا۔ اور ہماری بہت سی فوج مشرق کی جانب بھی جب بڑھی جب ہم کو معلوم ہو گیا کہ فرانسیسی بھی یہاں شمال نہیں جاوے گئے اور اسی وجہ سے فرانسیسی فوج کے سینہ دالے دستہ کو ہم چاروں طرف سے نہیں گھیر سکے۔ اب سوائے اس کے کہ اس مضبوط جگہ پر حملہ کر دیا جاوے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ لڑائی بڑی دیر تک ہوتی رہی اور بہت سخت لڑائی تھی کیونکہ کی فوج نے فرانسیسیوں پر فوج پر حملہ کیا اور فوج کا رڈ قصبہ سینٹ میری آچینی کے پاس لڑتی رہی اور بعد اس کے سینٹ ہریوٹ لا مان گئی کی پہاڑی پر اور بعد ازاں اُن ہی نام کے قصبہ پر اور ڈون کارٹ پر فرانسیسیوں سے لڑی۔ علاوہ ان قصبہ سینٹ ایل کی داہنی جانب قصبہ ہون ویلی۔ بوس لاکسی اور برنی ویلی کے شمال کی جانب جو شرک مشرق سے درڈون کو جاتی ہے۔ ان سب مقامات پر فوج کا رڈ کا کچھ حصہ اور نوٹن کورڈ شغول کارزار رہی۔ قصبہ گریوٹ اور بوس لاکسی سے دریا سے موزل کے کنارے تک ۷۔ اور ۸۔ کورڈ لڑائی تھیں اور اقل کورڈ کا ایک بریگیڈ اس دریا کے پلے کنارے سے فرانسیسیوں پر گولہ باری کر رہا تھا۔ فرانسیسیوں کی تمام فوج سوائے یکہن اور ڈی فیل کی تھوڑی سی فوج کے یہاں جمع ہو گئے تھے۔ ہماری لائانی بہادر فوج نے آخر کار یہ پہاڑیاں فتح کر لیں۔ رات کے ہوتے ہی ہماری فوج نے تمام فرانسیسی فوج کو ہپا کر دیا۔ ہماری فوج میسرہ میں دو کورڈ ڈی آرمی جو گزشتہ رات کے دو بجے سے کچھ کرنی ہوئی آئی تھی اور آئے ہی لڑائی میں شریک ہو گئی۔ اس فتح میں اس فوج سے بڑی مدد ملی۔

۱۸۔ سب سے پہلے رات کے جبکہ بالکل اندھیرا ہو گیا یہ لڑائی ختم ہوئی۔ رات کو ٹنگست خوردہ فرانسیسی اپنے اس لشکر گاہ میں شہرِ شرک کو چلے گئے جہاں خندقیں کھود رکھی تھیں۔ لیکن بے شمار فرانسیسی فوج

اور فوج کے دستے سیدان کارزار میں موجود تھے۔ شاہ پریشا نے جو اس لڑائی میں فوج کی کمان پر تھے اور آخری حصہ لڑائی کے وقت ایک پہاڑی پر سے جگ کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ ریزن ویلی کو اپنا ہنگامہ (حصہ مقام) مقرر کیا۔ ہمارا نقصان اس جنگ میں بہت ہوا۔ اس لڑائی میں فرانسیسی گرفتار بھی کم ہوئے جس کی یہ وجہ ہوئی کہ قلعہ کے قریب کی وجہ سے قاتب کرنا ناممکن تھا۔ اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا پیرس سے تعلق خط و کتابت ٹھٹھ گیا۔ یہ ایک بڑی مشہور فتح ہے اور ہم کو زیادہ تر فوجی یہ اور ہوئی کہ اس لڑائی میں پریشا اور سیکسنی اور ہشیا کی فوج شانہ بہ شانہ ہو کر دشمنوں سے لڑے۔ جرمنی فوج کی یہ تجویز تھی کہ جنرل بے زین کی فوج میسرور چند گھنٹے تک حملہ جاری رکھا جاوے تاکہ انہیں اور بارہویں کو اور فوج کا رد نشان ہو کر فرانسیسی ہیمنہ فوج پر حملہ کر دیں۔ اس وجہ سے فرانسیسی میسرور فوج کے مقابلہ پرست فوج روانہ کی گئی۔ بارہویں کو رزے فرانسیسی ہیمنہ فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ دوپہر کے بعد قصبہ دینی ویلی کے دونوں جانب جو فرانسیسی فوج مقیم تھی وہاں سے ہٹ گئی اور جرمنی کی فوج نے ان دونوں جگہوں پر قبضہ کر لیا اور اسی عرصہ میں ۱۷۰۰ اور ۱۷۰۰ کورزے فرانسیسیوں سے لڑتی ہوئی جنوب میں بہت بڑھ گئی تھی قصبہ گرپوٹ پر قبضہ کر لیا شام ہونے کے قریب جرمنی فوج کی دوسری کورزے گرپوٹ کی شہر کی جانب سے فرانسیسیوں پر آخری حملہ کر دیا۔ اور اس وقت فرانسیسی فوج اپنے قلعوں کی آڑ میں پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئی۔ اور جرمنی فوج آگے بڑھی گئی۔ ۱۸۔ اگست کی یہ بڑی غوریز لڑائی ہوئی۔ اس میں فرانسیسی فوج کے انیس ہزار آدمی ضائع ہوئے اور جرمنی فوج کا جس قدر نقصان ہوا۔ اس کے سننے سے جرمنی میں ماتم ہو گیا۔ چونکہ اس لڑائی میں جرمنی کے سپیس نیر اسپاہی قتل ہوئے۔ اس سے فرانسیسی فوج کی کمزوری اور بے زین کی مسئلہ ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ فرانس کی فوج بمقابلہ فوج جرمن کے تعداد میں بہت کم تھی اور کئی دفع شکست پانچل بھی لگے یہاں اس نے اپنے دشمنوں کو سخت صدمہ پہنچایا۔ اس ناکامی نے اپنی فوج کو باطل ماضی کا ردوائی پر محمد دور کھا۔ اور فرانسیسیوں نے انفرادی طور پر جرمنی کی فوج پر نہیں کیا۔ اس لئے فرانسیسیوں کو ہر دفع شکست ہی ہوتی تھی جرمنی فوج نے جو بے بے کوچ کئے۔ گو موقع تو یہاں ہی تھا مگر یہ بات خطرہ سے خالی نہ تھی۔ فرانسیسی فوج پر گرپوٹ میں جو حملہ کیا گیا۔ اس حملہ میں جانوں کا بچہ نقصان ہوا۔ اور خاکسار سالہ سواروں کا تو ناس ہو گیا۔ گو جرمنی کی فتح ہوئی۔ مگر جنرل اسٹائن شٹرن کا جو جرمنی فوج کی کمانڈ پر تھا۔ بوجہ اس قدر نقصان جانوں کے شکریہ اس فتح کا ادا نہیں کیا گیا۔

مارشل بے زین نے پہلا ایسی فالتانہ تدبیر سے کی کہ جرمنی والوں کا بچہ نقصان ہوا۔ اب تمام فرانسیسی فوج شہر کی جانب پسپا ہو گئی۔ اور جرمنی فوج نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ چالانکر کے جلنے کا بہتہ اور ایشین اور ورڈن کی سرکس اب سب جرمنی فوج کے قبضہ میں تھیں۔ فرانسیسی فوج جواب چاروں طرف سے گھر گئی تھی اب اُس کو نکلنے کا صرف ایک چارہ تھا کہ اپنے دشمن پر چڑکی تعداد بہت زیادہ تھی فوج پا کر نکل جائے۔ بے زین کی فوج اب اسلحہ گھر گئی تھی کہ فرانس کی دوسری اور فوج سے اُس کے خط و کتابت وغیرہ سب بند ہو گئے تھے اور شہر کے قلعہ میں یہ فوج محصور ہو گئی۔ اب اُس کے لئے صرف دو چارہ کار تھے۔ یا تو وہ دشمنوں میں سے راستہ چھپر کر نکل جا دے اور یا اپنے تئیں جرمنی فوج کے حوالہ کر دے۔

اخبار کو لون گز کے مشہور نامہ نگار ہانس فچن ہوزن نامی نے اس آگست کے سحر کو کارزار کا ہوال میدان جنگ سے مفصلہ ذیل تحریر کیا تھا۔

یہ لڑائی بڑی خوفناک ہوئی اور جہاں کہیں ہماری جرمنی فوج برسی اُس کے پیچھے بڑا دسی ہی کے آثار نظر آتے تھے۔ میدان جنگ گویا فوج خانہ ہو گیا تھا۔ نعشوں سے تمام میدان بھرا ہوا ہے فرانسیسی فوج کے لال پاجامے اور سفید اور کچھار ٹوپیوں سے میدان بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی دفتر فوج سے سفید کاغذ کے سیکڑوں ورتھ میدان میں اڑتے پھرتے تھے اور شل بگلوں کے معلوم ہوتے تھے جبکہ وہ ہوا میں اڑتے تھے ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے لیکن جنگ ہتھیار تھے وہ موت کے سنبہ میں چلے گئے تھے۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں جلی ہوئی تھیں اور سینے کھلے ہوئے پڑے تھے معلوم ہوتا تھا گویا خدا سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آدمی کی ہاتھ میں ہمارے قتل کے لئے بجلی کیوں دیدی تھی فہم کورز کی جانب جو سرک جاتی ہے جب میں اُس پر مڑا۔ تو مجھے بہت خوفناک نظارہ نظر پڑا۔ فرانسیسوں کی نعشوں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں فرانسیسی ایک ایک اپنے زمین کیواسطے نہایت ہناردی سے لڑ رہے تھے۔ ہماری جرمنی سپاہیوں کی نعشیں بھی ان میں کہیں کہیں پڑی ہوئی تھیں۔ گھوڑوں کی نعشوں اور ٹوٹے ہوئے ہتھیاروں نے انہوں۔ چوبوں۔ قبوروں۔ بندو قوں اور توپوں اور سپاہیوں کی نعشوں سے میدان جنگ بالکل بھرا ہوا تھا۔ مقتول سپاہیوں کی آنکھیں خوفناک طور سے کھلی ہوئی تھیں جنگ کو غمخیزی تھی ہاتھ نے ہند نہیں کیا تھا۔ گذشتہ سب لڑائیوں

سے یہ لڑائی سخت تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایسے خوفناک ہتھیار نہ تھے جو اب آدمی کی تباہی کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں۔ سوئی دار کا تو سیہ بندوق نے بہت جانوں کا نقصان پیش کیا۔ فوج میں کیا اور جیسا پوہ بندوق سے جرمنی کی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ جرمنی فوج کے نقصان کی وجہ سے تیار ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی کا بھی نقصان ہوا۔ مشرے سے ورڈن کو جو شکر جاتی ہے اسے سخت سرکہ ہوا۔ مڑووں کی نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان کی وردی سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ سپاہی فلاں فوج کا تھا۔ گاڑیاں بہت سی ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ تھیں وہلی اور زین دیلی دیہات میں بھی نقصان جانوں کا ہوا تھا۔ یہاں پر فرانسیسی اور جرمنی ڈاکٹر اپنے کاموں میں مصروف دیکھے جاتے تھے۔ زخمیوں کی گاڑیوں اور پلنگوں سے شکر بھری ہوئی تھی۔ خون کے گڈے کے گڈے بھرے ہوئے تھے اور گاڑیوں میں سے زخمیوں کے ہرے زرد اور سفید نظر آتے تھے۔ مردہ سپاہیوں کو گلیوں میں سے لیجا رہے تھے۔ گو ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے لیکن جرمنی کو یہ گراں فوج بے انتہا خون کے عوض ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ جنگ کب ختم ہوگی۔ گو اب جنگ سے دونوں قومیں نفرت کرتی ہیں، مگر اسے برابر جاتی ہیں اور کسی کی جانب سے جنگ کا ہتھیار نہیں کیا جاتا ہے۔ بندوق بھی کامل طور سے آدمی کی جان لے لیتی ہے جنگ کے بعد ان ہتھیاروں میں اور بھی زیادہ ترقی کی جاوے گی تاکہ انسان کی جان کی اور زیادہ جلدی سے بربادی ہو کرے۔ اس وقت خدا جانے یہ ہتھیار اور کیا غضب ڈھا دیں گے۔ جرمنی کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ شروع شروع میں تو وہ اس لڑائی کو کچھ خیال ہی نہیں کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ یہ صرف ذرا ساخت کام ہے لیکن اب جبکہ ان کو روزمرہ لڑائی کرنا پڑی تو ان کا مقولہ ہے کہ ہر لڑائی میں موت یقینی ہے اور صرف موت ہی سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ افسران فوج جب ایک دوسرے سے دوستانہ طور پر ملا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ انا ایک آپ زندہ ہیں۔ خدا جانے یہ لڑائی کب ختم ہوگی جبکہ ابھی سے رجسٹ کم ہوتی ہوئی پلٹیں رہ گئی ہیں اور پلٹیں کم ہوتی ہوئی کپٹنیاں رہ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک دونوں قومیں خوب ٹھک نہ جاویں گی یہ لڑائی ختم نہ ہوگی۔ ہماری بہادر فوجیں فرانسیسی فوج کو روز شکست دیکر مقاموں پر مقام پھینے جاتی ہیں۔

فصل سوم

اشتراکبرگ کا محاصرہ مختلف حالات جنگ - جنگ بیومونٹ اور جنگ کارگین

معلوم ہوتا ہے کہ ۲۷-۱۶ اور ۱۰-۱۸ اگست کو فرنیسی فوج کو جو فاضل شکستیں ہوتیں۔ اس سے مارشل بے زین کو بڑا صدمہ ہوا۔ کیونکہ ۱۸-تاریخ کی لڑائی کے خوشخوار نتیجے کی پیرس میں کوئی اطلاع نہیں پہنچی۔

۱۹-اگست کو پرتیا والوں نے شہر اشتراکبرگ پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس شہر کے قلعہ کی فوج نے جو زیرِ کمان جنرل اہرج تھی محاصرین پر گولہ باری کر کے اُن کو ترک کر دیا۔

۲۰-اگست کو شہر اشتراکبرگ کے قلعہ نے جو شہزادی پہاڑوں میں ہے۔ اپنے تئیں پرتیا والوں کو بھند شراٹھ سپرد کر دیا۔ شہر شتر اور چالز کے درمیان خط و کتابت کا راستہ فرانیسوں کے لئے بالکل مسدود اور بند ہو گیا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ شہر چالز کو شٹنا و فرانس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ اور شٹنا سے پرنس ہیریٹ (دو لہجہ فرانس) کے دواں اب مقیم تھے۔ کونٹ ڈی پالیکا ڈوزیر غلام فرانس نے مجلس پارلیمنٹ فرانس کو بلا اطلاع دی کہ ۱۸-اگست کو پرتیا والوں کو فرنیسی فوج پر حملہ کر کے کچھ ایسا بہت زیادہ فائدہ نہیں ہوا اور پرتیا کی فوج کو شہر جومونٹ کی کھانوں (معدن) کی جانب بھاگ دیا گیا۔ چونکہ فرنیسی مہینہ کی فوج قتل ہونے سے بچ گئی تھی اور اب از سر نو فوج کی جارہی تھی گو یہ فوج

میسرہ اور قلب فرنیسی فوج میں مقام شتر پرتیاں نہ ہو سکی۔ اسی انتشار میں دو لہجہ پرتیا کی فوجیں کوٹ و شتر کے دروں میں سے گزر رہی تھیں۔ بتاریخ ۱۲-اگست اس شاہزادہ کی فوج کو و شتر کو عبور کر کے اس شتر اعظم پر پہنچی جو شہر سترنی برگ کو جاتی ہے لیکن پیدل فوج شاہزادہ کی بھی نہیں آئی تھی اور ۱۱-اگست تک دریا سے موزل کے کنارے شہر ناسی پر مقیم رہی جو شاہزادہ کی فوج کا ر سالہ سواران آگے بڑھ کر ویمپنی کے میدانوں سے بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ ۲۱-اگست کو لیکن جسکے ساتھ ڈی فلی کی فوج شریک ہو گئی تھی اپنی فوج کے ہمراہ بیکاک چالز سے روانہ ہوا شتر کو عبور کر کے میں آ گیا جہاں کہ ایک کونسل جنگ منعقد ہوئی تھی۔ اور اس بات کے متحرک تا مارشل لیکن کی رکت

تھی کہ اُس نے اپنے ساتھی بے زین کو مصیبت سے چھٹکارا دلانے کا ارادہ کر لیا ہو گا یا یہ بات ہو گی کہ اُس کو خفیہ طور سے اطلاع ملی ہو گی کہ اگر معہ فوج پیچھے ہٹ کر پیرس کو واپس آنا پڑا تو بڑا خوف ملک میں پھیل جائے گا اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں اس پیرس میں واپس جانے سے قوم فرانسس شہنشاہ کو مغرور نہ کر دے۔ اسلئے اس کو یہ ترغیب دی گئی کہ شہر شتر کو جا کر بے زین کی فوج کے ساتھ شریک ہو کر جو ۱۸ اگست سے مصروف جرنی کی فوج پر حملہ کر دے۔ ۲۷ اگست کو سیکسن کے لشکر نے بجانب شمال کوچ کرنا شروع کر دیا اور شہنشاہ فرانس نے معہ پرنس اپریل کے اس لشکر کے پیچھے پیچھے کوچ کیا جرنی کے کمانڈروں کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ سیکسن جرنی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہا ہو گا یا پیرس میں واپس جانے کا ارادہ کر رہا ہو گا۔ لیکن جبکہ اُن کو یہ اطلاع ملی کہ وہ شہر ریم کی طرف شمال کی جانب جا رہے تو کچھ عرصہ تک اُنہوں نے اس بات کا یقین نہیں کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو دس سو لگی کمانڈر انچیف جرنی نے مارشل کے ارادہ کو فوراً مانا لیا اور اُس کے تدارک کی تیاریاں کرنے لگا۔ کہ اگر ویلہد سیکسن کی فوج دیا ریٹے میوز کے کنارہ کنارہ جاوے تو اُس کے راستہ میں سیکسن کی فوج سے ضرور ٹھیکر ہو گی اور بر تقدیر اگر ویلہد پرشیا کی فوج بھی سیکسن کی فوج کے قریب آ جاوے تو اس صورت میں سرحد پر فرانسسی فوج چاروں طرف سے جرنی فوج سے گھیر جاوے گی۔ اسلئے افواج جرنی کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ شمال کی جانب بڑھیں اور ۲۷ اگست کو ویلہد سیکسن دیا ریٹے میوز کی جانب شہر شتر کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھا جا رہا تھا اور ویلہد پرشیا اپنی فوج کے ساتھ بڑے بڑے کوچ کر کے شہر کلرمونٹ۔ اور گرینڈ اوربے اپ سے بھی گزر گیا تھا اس امید میں کہ سیکسن کی فوج کو پھیلے حصہ پر جبکہ وہ مشرق کی جانب جا رہا ہو حملہ کر دیا جاوے۔ جبکہ ویلہد سیکسنی حسب حکم شاہ جرنی کے شہر بارلی ڈیوک کی طرف ویلہد پرشیا کی فوج کی دہنی جانب ہو کر جا رہا تھا تو سیکسن نے اس بات کا ضرور خیال کیا ہو گا کہ اب جرنی کی تمام فوج کو پھیر کر نکلنا نامکن ہو گیا ہے سیکسن جو شہر واؤنچر اور گرینڈ پری اور دارمیش کی جانب جا رہا تھا۔ اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ شہر ورن میں جا کر مقیم ہو جائے لیکن شتر میں جو فوج مصروف تھی اُس فوج کا اس کو بہت خیال تھا جبکہ ویلہد پرشیا نے اپنی فوج کے شہر شتر کے سامنے سیکسن سے لڑائی کرنے کے لئے جہز نہ ہوا تو سیکسن نے اپنی فوج کو لڑی ہٹا دی سے

صف آسا کیا تھا کہ جینی کی ہکورد کے کمانڈر نے یہ رپورٹ کی کہ چونکہ میرے سامنے دشمن کی فوج کے تین ڈوڑن صف آرا ہیں اسلئے میری فوج حلقہ کرنے کے لئے ہماری نہیں ہے لیکن کیسکین میں وقت و حقیقت شہریدان کے قریب جانے کے لئے اپنی فوج کو دریائے سیوز سے جلدی جلدی پار تیار رہا تھا اور اگر وہ تو چنانہ اور میٹر بلوڑ کو آگے رکھ کر ہنسیاری سے اپنی یہ کارروائی نہ چھپانا اور دشمن کو دھوکہ نہ دینا تو اس وقت اسہر وہی مصیبت پڑتی جو چند دنوں کے بعد اس پر پڑی اور جیسکین انتہا جانوں کا نقصان ہو سکیں گا اور وہ مغرب کی جانب جانے کا تھا مگر جینی کی فوج دباؤ ڈالنے ڈالتے اس کو مشرق اور جنوب کی جانب ہٹانی جا رہی تھی اور اس طرح سے وہ شہر مغرب سے دور ہو جاتا تھا۔ اب اس نے ایک مضبوط جگہ پسند کر کے دریائے سیوز کے جنوبی کنارہ پر قیام کر لیا لیکن اس کے اس قیام سے چار روز پہلے جینی جرنیل بلو متصل نے نقشہ پر لکھی رکھ کر یہ بتلادیا تھا کہ اگر کیسکین نے اس جگہ پر قیام کر لیا تو اس کی تمام فوج برباد ہو جاوے گی اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ بس لڑائی کی خوفناک کیفیت اور اس کے نتیجوں سے آئندہ فضل میں اطلاع دی جاوے گی۔

۲۲۔ اگست کو جینی کی فوج نے شہر شتر کو ہل گھیر لیا اور تھینوں دیلی اور موٹ سہڈی اور شتر کے دروازے آبدورفت کا راستہ ہل سدود کر دیا۔

۲۴۔ اگست کو یہ بات سرکاری طور پر شتر کی گئی کہ جینی کی فوج جو اسٹراسبرگ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے اس میں سے فوج بیدل نے شہر کل کے تو چنانہ کی مدد سے قلعہ اسٹراسبرگ سے ہزار گز کے فاصلہ پر مددے بنا کر اس میں قیام کر کے اپنی اس کارروائی میں کامیاب ہو گئی ہے اور ریلوے اسٹیشن پر بغیر کسی قسم کے نقصان کے قابض ہو گئی ہے۔ شہر کی داہنی جانب کی فضیل پر گولے برساکے اسکو توڑ ڈالا ہے اور کھیلخانہ برباد کر دیا گیا ہے۔ شہر کل میں قلعہ سے آگ برساکر بہت سے گھر جلانے گئے ہیں۔ ۲۵۔ اگست کو جینی فوج اور آگے بڑھی اور قلعہ اسٹراسبرگ سے چار سو یا پان سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی ہے۔ شہر میں بہت سی عمارتیں جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔

۲۵۔ اگست کو جنرل ٹروچونے پیرس میں یہ حکم جاری کیا کہ تمام غلغلے کو گھٹانے کے واسطے کھانے کو کوئی ذریعہ نہیں ہے پیرس نکلیا وین ہٹو کہ ان کی موجودگی سے عوام کی ذلت اور مال کو خراب ہے وزیر داخلہ فرانس کے پاس ۲۵۔ اگست کو شہر ڈوڈن کے حاکم کی جانب سے مفصلہ ذیل اطلاع پہنچی

۲۵۔ اگست کو صبح کے نو بجے پرشیا کی ایک فوج نے جسکی تعداد آٹھ ہزار ایدس ہزار ہوگی اور جو ریکمان و لیجیڈ کیسی کی تھی شہر ورڈن پر حملہ کیا۔ تو پانچاں اور پیدل جنگی تعداد چار ہزار ہوگی مصروف کارزار ہی۔ تین گھنٹے تک مقابلہ رہا اس عرصہ میں تین سوئل (ایک قسم کا گولہ) شہر میں پھینکے گئے۔ ہمارے تو پانچاں سے پرشیا والوں کا بہت نقصان ہوا۔ بعد ازاں پرشیا والے پیچھے ہٹ گئے۔ ہماری جانب سے پانچ آدمی مارے گئے۔ پیاروں کے لئے جو شفا خانہ گاڑیوں میں تھا پرشیا والوں نے اس پر بند دتیں چلائیں۔ ہمارے دو آدمی مارے گئے اور تیسرا آدمی زخمی ہوا۔

ایک شخص نے جو اسٹراسبرگ میں مقیم تھا ۲۶۔ اگست کو شہر اسٹراسبرگ کے جو محصور ہوئے ہاتھ مصلحت ذیل حالات لکھے ہیں:-

آج صبح جب میں فوج میں گیا تو معلوم ہوا کہ تین سبے سے نو بجے صبح تک توجہ دینی فوج نے ذرا سرگرمی سے حملہ نہیں کیا تھا مگر اب بڑی تیزی سے حملہ کیا جا رہا تھا اور ریاست بیڈن کی توہیں پرشیا کی توہوں سے بھی تیز چلتی تھیں اور ان میں آواز بھی زیادہ تھی رات سے تو پانچاں کی چار ہاتروں نے حملہ میل و رشک کر لیا ہے اور اسبجے سے شام کے سب تک برابر توہیں چلتی رہیں اور تمام رات یہ توہیں حملہ کئے جا دیں گی اور فرانسیسوں کو پانچ منٹ بھی آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گی جسے منی کی فوج میں اسوقت ایک سو پچھن توہیں ہیں جو شہر اور قلعہ پر بادی برساتے کے لئے تیار ہیں اور تین سو توہیں اور دوسری فوج میں ہیں جو یہاں سے قریب پڑی ہے اور اسی طرح سے جرمنی فوج کا بے انتھا گولہ بارود موجود ہے۔ پرشیا کے تو پانچاں کے یہاں پرچھ ہزار گولہ انداز ہیں اور اسی قدر ریاست بیڈن کے تو پانچاں کے ہیں۔ جنرل اسبجے کی معنی قلعہ بند فوج ہے اس کے مقابل میں فوج محاصرہ بہت زیادہ ہے۔ باشندگان اسٹراسبرگ کا خوف اور مصیبت ہر روز بڑھتی جاتی ہے۔ قلعہ کھل کا جس میں جرمنی کی فوج مقیم ہے گولوں سے آڑا دینا گوشنشا ہی فوج کے کمانڈروں کے لئے تو بے کھل ہی ہو گیا شندگان اسٹراسبرگ کی تو یہ موت ہے کیونکہ ہر روز شہر پر جرمنی کی جانب سے گولے برسائے جاتے ہیں جس سے غریب باشندگان کی جان و مال کا بہت نقصان ہوتا رہتا ہے کھل کی مقیم فوج نے اب اسکا یہ بدلہ لیا ہے کہ اسٹراسبرگ کی فضیل گولوں سے توڑ ڈالی ہے اور شہر میں گولوں سے آگ لگ گئی اس سے بہت سخت نقصان ہوا۔ آج دوپہر کو ایک سبے گولوں کی وجہ سے

اسٹراسبرگ میں دس جگہ آگ لگ ہی تھی۔ چھ بجے شام کے آن شعلوں سے جھپٹے ہوئے گھرؤں میں سے اٹھتی تھی تمام آسمان پر شفق سی پھیلی ہوئی معلوم ہوئی تھی اور محلہ روڈ پر شبا کی جانب اس قدر دھواں تھا کہ ریاست بیڈن کے پہاڑ جو وہاں سے نظر آتے تھے بالکل دکھائی نہیں دیتے تھے اور جرمنی فوج سے اس دھوئیں میں جلال لال گولہ آگے پڑتا تھا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا شپیلڈ میں تیر شہابی معلوم ہوا کرتا ہے۔ فرانسیسی گولوں سے آج کوئی گانوں نہیں جلا کیونکہ ان کی زیادہ تو جھپٹس تو پھان پر رہی جو رات میں جرمنی کی فوج نے دوسرے بنا کر فوج قلعہ کی دیوار سے اٹھا رہا سو گولہ کا فاصلہ پر بنائے تھے اور اسی پر فرانسیسی گولے برسائے رہے لیکن ان کے گولے ان پر بھی باقاعدہ نہیں پڑے تھے اور جرمنی والے متواتر فرانسیسیوں پر گولہ باری کئے جا رہے تھے میرے سامنے جو گولے کہ جرمنی والوں نے شہر اور قلعہ پر امانٹ کے عرصہ میں چلائے اور جو بوجہ قریب ہونے کے مجھے بہت اچھی طرح نظر آتے تھے ان کی تعداد ایک سو نو تھی یعنی ایک منٹ میں چھ تو پھانوں سے سات سے زیادہ گولے پلٹے تھے۔ اس گولہ باری سے جو تباہی اور بربادی رعایا پہنچتی ہے اس کا اندازہ ناظرین اس بات سے کر سکتے ہیں کہ اسٹراسبرگ سے ملا ہوا شہر سینٹ میری لی ہون ہے اور یہ اسٹراسبرگ سے بڑا ہے۔ اس شہر پر ایک گھنٹہ میں پانچ سو گولے برسائے گئے جنکی وجہ سے مکانات کی چھتیں پاش پاش ہو گئیں بازار اور مکانات کے قریب گولہ گر کے جب اڑتا تھا تو بہت سارے مکانات اور عمارات منہم ہو جاتے تھے۔ عورتیں اور بچے اپنے بستروں پر مردہ پڑے پائے جاتے تھے۔ عمارات جل کے کھنڈ ہو جاتی تھیں اور عورتیں اور مرد خواہ جوان ہوں یا بوڑھے یا بچہ جو اس کی چھت میں آتے تھے اگر وہ مرنے نہ تھے تو لنگڑے اور زخمی ضرور ہو جاتے تھے۔ اس سے بھی ہمت ناشدگان اسٹراسبرگ پر مصیبت پڑی ہوئی تھی کہ کھانے کی تمام اشیاء گراں ہوتی جاتی تھیں۔ قصائی گوشت دس روپیہ فی سیر کلاتے تھے۔ بادہ جی دس بارہ آنے سے کم میں ایک روپی نہ دیتے تھے۔ دودھ گھی۔ پنیر اور ترکاہیل کے لئے سیر بھر وزن کی قیمت میں اگر سیر بھر سونا بھی دیا جاتا تھا تب بھی یہ چیزیں نہ ملتی تھیں۔ نہایت سادہ خوراک کی قیمت بھی چھ گنتی بڑھ گئی تھی اور ان چیزوں کی قیمتیں ہر روز بلکہ ہر گھنٹے گراں ہوتی جاتی تھیں۔ بینک باشندگان اسٹراسبرگ کی مصیبت بیان نہیں ہو سکتی ناظرین اس مصیبت کو خود قیاس کر سکتے ہیں۔ آج ہیڈ کوارٹر میں یہ افواہ اڑ رہی ہے کہ اسٹراسبرگ کے معزز باشندوں کا ایک گروہ جس کا سرگڑ

اسٹراسبرگ کا میئر (حاکم) تھا جنرل آہرچ کے پاس کل ایک پیغام لے کے گیا تھا کہ اب آپ قلعہ کو
 جرمینی والوں کے سپرد کر دیں کیونکہ باشندگان پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اس پر جنرل نے اپنی ہینر
 پر سے ایک ریوالور (تپخی) اٹھا کر میئر کو وہیں مار ڈالا کہ یہ تمہاری غذا اسی کی سزا ہے لیکن ایک فوجی
 افسر سے ایک ایسے حادثہ کا ہونا قابل یقین نہیں ہے مگر مجھے یہ خبر ایک معتبر آدمی کی زبانی معلوم ہوئی
 ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ باشندگان شہر جنرل آہرچ اور اس کی فوج سے اس قدر ناراض ہیں کہ
 جنرل مذکور کو جتا خوف اپنی بیرونی دشمن فوج پر شیا سے ہے اسی قدر خوف باشندگان اسٹراسبرگ
 سے ہے۔ کل علی الصبح اسٹراسبرگ کا بشپ دباوری عظیم اجبونی کی فوج میں آیا اور جنرل ورڈر کا بند
 فوج سے ملاقات کی خواہش یہ لکھنا ظاہر کی کہ گرجا کی طرف سے خصوصاً اور باشندگان اسٹراسبرگ کی طرف
 سے جو لڑائی میں شامل نہیں ہیں عموماً آپ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا ہوں۔ لیکن جنرل ورڈر نے بشپ
 کی ملاقات سے انکار کر دیا اور اپنے ایڈیکٹاگ کی معرفت کسلا بھیجا کہ جرمینی فوج کو ہدایت کر دی جاوے گی
 کہ وہ سب سے الاسکان کیڈٹریل (گرجا عظیم) کو نقصان نہ پہنچا دیں اور سہر کو بھی ضرورت سے زیادہ نقصان
 نہ پہنچایا جاوے گا۔ بعد ازاں بشپ کی اردلی میں دو سو ارمیڈ کر کے اس کو شہر کے دروازہ تک پہنچا لیا
 اسی افار میں ایک ایسی درخواست جنرل آہرچ کے پاس بھی گئی تھی اور فرانسیزی فوج کے جو نقصانات
 شہر شہر پر ہوئے تھے وہ سب اس میں مفصل طور سے لکھ دئے تھے اور درخواست کی گئی تھی کہ قلعہ کو
 آپ جرمینی کی فوج کے سپرد کر دیں زیادہ محصور رہنے سے سوائے اس کے کہ سینکڑوں جانوں
 کا نقصان ہو اور کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ جنرل نے اس کا صرف یہ زبانی جواب دیا کہ جب تک میئر زیر حکم
 ایک آدمی بھی رہے گا تب تک میں اسٹراسبرگ نہ چھوڑوں گا اور اس کے بعد ہی فوراً فرانسیزی فوج
 نے جرمینی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ افسوس باشندگان اسٹراسبرگ۔ تم کو بشپ کی مداخلت
 سے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

۲۶۔ اگست کو پرتشیا کا ایک جاسوس سمی چارلس مارڈٹ پیرس میں گرفتار کیا گیا اور اس کے گولی مار
 دی گئی پیرس میں اب ہر قسم کی رسد فلو وغیرہ کی جمع کرنا شروع کر دی گئی۔

۲۸۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ پرنس اسپرٹیل شہر سیڈان میں آ گیا ہے اور اسی تاریخ کو ۱۲۔ آرمی
 کورز میں پچاس ہزار آدمی تھے مارشل سیکس کی فوج میں شامل ہونے کو پیرس سے روانہ کیا گئی۔ آج کی

تاریخ چالیس ہزار فرانسیسی گرد و فوج سے آگر پیرس میں داخل ہوئے۔

۷۹۔ اگست کو پیرس کے تمام باشندگان کو یہ حکم دیا گیا کہ بطور پینڈی تمام قسم کی رسد و خوراک وغیرہ جمع کر لیں تاکہ اگر محاصرہ ہو تو کام آوے۔ اور جرنیل فرو جوئے ایک اعلان شائع کیا کہ پیرس میں جو شخص اصلی باشندہ فرائض کا نہ ہو یا ان ممالک کا رہنے والا ہو جیسے آجکل فرائض برسرِ جنگ ہے وہ شہر پیرس اور ضلع سین سے تین دن کے عرصہ میں سب نکل جاویں۔ اب اس بات کی تیاریاں ہونے لگیں کہ اگر پریشیا کی فوج بڑھتی چلی آوے تو پیرس کے گرد گردنٹسے چلے اور ایک سب سے میل تک مقابلہ کرے پریشیا کی فوج کو رد کا جاوے۔

۷۹۔ اگست کو پریشا کی فوج نے موضع ورمیزی پر حملہ کر کے جو درمیان شہرہ زیرِ اسرارِ یگنی کے واقع ہے اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی تاریخ کو پیرس اسپرٹل شہر زیرِیں میں پہنچا۔

اسٹراسبرگ بٹنر۔ اور ٹول ان سب محصور شہروں پر اب بڑی سختی سے حملہ کیا گیا۔ اسٹراسبرگ میں تو بہت نقصان ہوا۔ تمام بڑے بڑے بازار برباد ہو گئے۔ ایک گولہ لڑکیوں کے مدرسہ کی چھت پر جا کر گرا جس سے سات لڑکیاں مر گئیں اور چار زخمی ہوئیں۔ بہت سے لوگ تہ خانوں میں رات کو سونے لگے۔ آلو کی قیمت تیس روپے فی سیر ہو گئی اور دوسری خوردنی اشیاء کی قیمت بھی اتنی بہت سے بڑھ گئی تھی۔ صرف گھوڑے کا گوشت کھانے کو ملتا تھا۔ باشندوں نے جنرل اُچر سے التجا کی کہ وہ محاصرین سے صلح کر لے مگر اس نے یہی جواب دیا کہ جب تک شہر اکھ کا ڈھیر جلکر نہ ہو جائیگا میں اپنے تئیں ہر ذرہ نہ کروں گا۔

۸۰۔ اگست کو یہ خبر پہنچی کہ مارشل میکسن نے اب اپنا صدر مقام سیڈان کو مقرر کر لیا ہے یہاں لے لیے کوچ کر کے شہر موٹ میڈی کے قریب وجوار میں پہنچا اور ویلجہر میں بھی اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے قریب جا پہنچا۔ ۷۹۔ اگست کی شام کو میکسن کی فوج کا بڑا حصہ قصبہ ورس میں مقیم تھا جو شہر کارگن کے قریب ہے اور شہر موٹ میڈی سے تو گویا ملا ہوا تھا ششائے نیمرویلین بھی یہاں آ پہنچے تھے اور ان کے قیام کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ۸۰۔ اگست کو کارگن پر ایک لڑائی ہوئی جس میں فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی اور کئی مشین گنز جرمنی والوں کے ہاتھ لگیں۔ یہ لڑائی بڑی سرگرمی سے ہوئی اور دونوں فوجوں کا بہت نقصان ہوا۔ اس لڑائی

کا جو منی سرکاری بیان حسب ذیل ہے :-

”ہم نے سیکسن کی فوج پر شہر بومونٹ کے نزدیک حملہ کیا۔ فرانسیسیوں کو شکست ہوئی اور جدو
بجہم کی طرف وہ ہنگامے لگے۔ فرانسیسیوں کے لشکر گاہ پر پہنچے قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن کا پندیل تک
تغائب کیا گیا۔ رات ہو جانے کی وجہ سے تغائب ختم کیا گیا۔“

دوسرے دن ۱۱۔ اگست کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور اس لڑائی کے چند حالات اخبار دیلی نے
کے نامہ نگار نے حسب ذیل لکھے ہیں :-

۱۱۔ اگست کو علی الصباح یہ حکم دیا گیا کہ گاڑیاں اور بیل جو باہر فضیل کے کھڑے ہوئے ہیں
وہ تمام شہر میں بلائے جاویں۔ اس وقت شہر میں تمام فوجیں موجود تھیں جو شہر میں رات کو داخل
ہوئی تھیں۔ سینے گھوڑے پر سوار ہو کے محلہ پورٹی ڈی پیرس میں جانا چاہا جہاں کہ یہ گاڑیاں اور
بیل ٹھہرائے گئے لیکن راستوں اور گلیوں میں فوج اور گھوڑوں کی ہجوم کی وجہ سے مجھے پیدل جانا
پڑا۔ جبکہ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ گاڑیاں تیز تیز دہاں جا رہی تھیں اور بیل بھاگے ہوئے جا رہے
تھے۔ اور فوج زدہ و ہتھیاروں کے رونے چلاسنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جو اپنے گاؤں چھوڑ
کر یہاں شہر میں پناہ لینے کے لئے آئے تھے۔ مگر ان پھاروں کو کیا خبر تھی کہ یہاں جو وہ پناہ
لینے آئے تھے یہاں پر بھی سخت مصیبت پڑی ہوئی تھی۔ اس طرف کے شہر کے دروازے فوراً
بند کرنے لگے اور فوجیں دوسرے دروازہ سے موضع ڈوئی ڈی کی جانب قطار در قطار جا رہی تھیں
جہاں کہ سیکسن کی فوجیں مقیم تھیں اور پریشا کی فوج کے حملہ کا انتظار کر رہی تھیں جو فرانسیسی فوج کے قریب
پڑی ہوئی تھی۔ صبح کے دس بجے کے قریب چھ یا سات میل کے فاصلہ پر پوتوں کے چلنے کی آواز
سنائی دی جو موضع بنریس کی جانب آ رہی تھی۔ میں فضیل شہر پر چڑھ کر اس جانب دیکھنے لگا وہاں
سے مجھے پریشا کی فوج خوب نظر آتی تھی اور دور بین سے ان کو گولہ باری کرتے ہوئے دیکھا
دیکھ سکتا تھا مگر مجھ کو فرانسیسی فوج کی لائن اچھی طرح نظر نہ آتی تھی وہ ذرا درختوں کی آڑ میں تھی جو شہر
سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ دوپہر کے قریب میں شہر سے باہر نکلا اور اس بلندی پر کھڑا ہوا کہ
جو شہر کے قریب ہے میں نے دیکھنا شروع کیا۔ جبکہ میں شہر سے آدھ میل ہی گیا ہوں گا کہ مجھے
فرانسیسی پیدل فوج محفوظ کی رہنمائی ملی۔ ان کے ہتھیار ایک جگہ جمع تھے اور آگ میں سے دھواں

نکل رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کھانا کھا کے بیٹھے ہیں۔ میں آگے بڑھے چلا گیا اور ہر جگہ ٹوچنا نہ اور پیدل کی صفوں میں سے گزرتا رہا۔ موضع میرٹھ میں جبکہ جرمنی والوں نے جلا دیا تھا اب شعلے آٹھ رہے تھے۔ کچھ عرصہ تک آپس میں فریقین میں توپیں چلتی رہیں۔ دو منجے کے قریب پرشیا کی پیدل فوج مل کو جو رکر کے موضع ڈوڑی کی جانب بڑھی اور فوراً بندوبست بڑی تیزی کے ساتھ چلنا شروع ہوئیں اور یہ کارروائی اسٹاک جاری رہی۔ میں نے خیال کیا کہ فرانسیسی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے ہوں گے چونکہ درختوں کی وجہ سے میں ان کو ابھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن چھ ٹریڈز کی ایک باڑی نے آگے بڑھ کر درختوں میں سے جرمنی کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چھ باڑیوں میں ایک دفعہ چلی ہیں۔ پانچ بجے کے قریب گولہ باری ہر جگہ بند ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ پرشیا کی فوج بڑی گھبراہٹ سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ فرانسیسی اپنی اسی جگہ پر قائم رہے۔ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کل آئندہ کے عجیب حادثہ کی وجہ سے اس کا بیان کر دینا ضروری تھا۔

اخبارات لیٹر وچن بلاٹ: "جو برلن کا ہفتہ وار فوجی خبروں کا اخبار ہے ۲۱۔ اگست کا سب فیل بیان کرتا ہے۔

"آج صرف دو دن فوجوں کی تھوڑی سی دیر لڑائی ہوئی اور ہماری فوج دریائے میوز کو چند جگہوں سے عبور کر گئی ہے اسلئے فرانسیسی فوج جو سیڈان پر دوپس لوٹ گئی تھی وہ گویا گھر گئی ہے بشمولیکہ وہ رات ہی راتیں شہر میرٹھ کی جانب نہ چلی جاوے۔"

فرانسیسی فوج میرٹھ کی جانب نہیں گئی بلکہ سیڈان پہنچی پیچھے ہٹ گئی جہاں کہ پرشیا کی دو فوجوں کے پیچ میں وہ شل شکار کے گھر گئی۔

فصل چہارم

فرانسیسیوں کی اورٹنگٹ۔ شہنشاہ بیولین کا اپنے نہیں سپرد کر دینا۔ بہت سے آدمیوں کی رائے میں فرانسیسی فوج حکام نے علم جنگ کے اصول سے جو غلطی کی تھی اس کی تصدیق۔

پرشیا شہر جمیری کو گئے اور وہاں اپنی فوج میں رات بسر کی۔ بویریایکی دو کورز اور درنبرگ کی فوج کو جو اسکا حکام دئے گئے تھے اُن کے پورا کرنے میں کسی قسم کی دقت اُن کو نہیں ہوئی۔ پرشیا کی وہ کورز جو براہ جمیری جا رہی تھی اور کمانڈر اچیف فوج جرمنی کے سامنے سے گذری تھی وہ اپنی منزل مقصود پر دراشام سے دیر ہونے پہونچی۔ یکم ستمبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے جرمنی کی فوج میں ہر قسم کی تباہی مکمل ہو چکی تھی۔ جو افواج دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھی اور خاصکر فوج گارڈس وہ دریا کے عبور کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی اور جو اخراج دریا کے واسطے کنارہ پر زبرکمان ولیسہد کیسینی تھی وہ حملہ کرنے کے لئے صرف حکم کی منتظر تھی اور ہماری فوج ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس قدر تیار تھی کہ اگر ذرا سا بھی اشارہ پائی تو شہر سیدان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی۔

اولیٰ دن یا رادہ کیا گیا تھا کہ ستمبر تک حالت تو یہ کر دیا جائے کیونکہ یہ مناسب معلوم ہوا کہ کیسینی کی فوج کو ایک دن کا آرام دیا جائے اور اسکا ایک فوج لے کر اور اسے تیانخ کو جو بے لے کچ کئے تھے اسے بہت تھک گئی تھی لیکن مجیکہ شاہ پرشیاہ اور نیچے شام کے درمیان شہر و نڈر سی کو جانے کے لئے شہر جمیری میں سے گذرے تو وہاں شاہ پرشیاہ ولیسہد پرشیاہ جنرل ون مولنگی اور جنرل بلونٹیل سے مشورہ کر کے یہی رادہ کر لیا کہ شہر سیدان اور فوج پر جو درمیان دریائے میوز اور کوہ آرڈینس کے پڑی ہوئی ہے کل یکم ستمبر کی کو حملہ کر دیا جائے۔ یکم ستمبر کو ایک سبجے رات کے ولیسہد کیسینی کے پاس حکم پہونچا کہ یکم ستمبر کو آگے بڑھ جاؤ اور صبح کے ہی گولہ باری شروع کر دو۔

ہماری فوج لڑائی کے لئے اس طرح صفا آرا تھی۔ کہ ہماری سیمینہ کی جانب کیسینی کے ولیسہد کی فوج تھی اسکی مقدمہ بجیش فوج میں ۱۲۔ کورز ڈی آر می تھی اس کے بعد ۴۔ کورز اور گارڈس تھی اور پیچھے ۴۔ ڈویژن رسالہ سواران تھا اور ان کی پشت پر شہر میلی تھا۔ ولیسہد کیسینی کی وہ فوجیں جو دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر تھیں وہ دریائے میوز کو موضع ڈوزلے پر عبور کرائی۔ اس فوج کی بائیں جانب اول بویریایکی کورز تھیں اور اس کے پیچھے دوسری کورز تھی۔ بویریایکی فوج نے اپنا پل و بار موضع بزنٹس کے مقابل ڈال لیا تھا۔ ۱۱۔ پرشیاہ کورز نے اپنا بیڑوں کا پل رات ہی رات میں شہر ڈونڈر جی سے کپڑا قدم ورے ڈال لیا تھا۔ اس کے تھوڑی سی دور بائیں جانب ۴۔ کورز نے ایک اور پل سے دریا کو عبور کر لیا۔ اور اُسی جانب تھوڑے سے فاصلہ پر موضع ڈوم لی منزل کے قریب درنبرگ کی فوج نے دریا کو

جور کرا۔ کورنیلور فوج محفوظ کے آگینی اور لاجینی کے درمیان قہم تھی۔ اس فوج کے مقابلہ میں کس فوجی کروہنٹ۔ اور دوٹے کی باقی ماندہ فوج اور نئی بارہویں کورن جو جنرل لہرن کے ماتحت تھی یہ سربانیسی فوجیں تھیں۔ فرانسیسی فوج کامر کر قلعہ سیڈان تھا اور بائیں جانب فرانسیسی فوج موضع گیودن تک اور داہنی طرف موضع میزیریں تک پھیلی ہوئی تھی اور اس فرانسیسی لشکر گاہ کی عقب میں کوہ آرڈینس کی پہاڑیاں تھیں۔

ولیمد پرشاں شہر چیری سے ۴ بجے صبح کے گھٹی میں روانہ ہوا۔ ڈوہنری کی شرک پر شہر جو پیر لیجید مذکور گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور شہر ڈوہنری کے نزدیک دریائے میوز کی وادی میں ایک پہاڑی پر قہم ہوا۔ اُس کے قریب ہی ایک مختصر محل جو نام شانڈ ڈوہنری موسوم تھا واقع تھا اس جگہ سے تمام جرمنی فوج نظر آتی تھی اور چاروں طرف جوڑائی ہو وہ بھی نظر آ سکتی تھی۔ شہر سیڈان دریائے میوز کی وادی میں ایک بہت دلفریب جگہ پر آباد ہے اور دریا کے ہر دو جانب پہاڑیوں پر قلعہ جات بنے ہوئے ہیں۔ دریا کے دہنے کنارہ پر پانی کے قریب ایک تھوڑا سا قطعہ چراگاہ کا ہے اور سیڈان کی بائیں جانب تھوڑے سے فاصلہ پر ایک کشادہ میدان ہے جس کے چاروں طرف ڈوہنری واقع ہے۔ اسکی دائیں جانب دریائے میوز نے دو چکر کاٹے ہیں اُن کے بیچ میں ایک قطعہ زمین ہے جس پر موضع ایگس آباد ہے اور اُس کی بائیں جانب موضع ویلت اور داہنی جانب موضع گلیمزی آباد ہے۔ ایگس اور سیڈان کے بیچ میں موضع فلوئنگ ہے اور اس کی داہنی جانب دریائے دہنے کنارہ پر قصبہ گیودن ہے ڈوہنری سے ایک میل پر ہو کر سیڈان کو شرک اعظم جاتی ہے اور دونوں شہروں کے بیچ میں شرک پر موضع فرینچی آباد ہے موضع بزیلیں جس کے مقابل بوریا کی فوج پڑی ہوئی تھی وہ سیڈان سے جنوب مغرب کی طرف ہے اور موضع ڈور سے جہاں سے فوج گارڈس نے دریا کو عبور کیا تھا سیڈان سے فورا دور داہنی جانب ہے۔

صبح کے وقت ایک گہرے کھرنے تمام وادی اور پہاڑیوں کو چھار کھا تھا پلے بجے صبح کے بادلوں میں سے آفتاب نکلا اُس وقت بڑا حبس اور گرمی ہو گئی۔ ولیمد کسینی کی فوج نے ہ بجے کے تھوڑی دیر بعد حکم کرنا شروع کر دیا پلے بجے ہماری داہنی جانب سیڈان کے پیچھے سے توپوں کی متواتر آواز آئے لگی اس سے معلوم ہوا کہ ہماری فوج نے دشمن پر حملہ کر دیا ہے لیکن فرانسیسی

فوج پہاڑیوں پر مضبوط جگہ پر قیام پزیر تھی اور ان کو ان کی جگہ سے ہٹانا دشوار تھا جبکہ پہاڑی اس جانب
 ہو رہی تھی ہماری فوج میسر نے اپنے تئیں میدانوں کی بلندیوں پر تیار کر لیا تھا اور وہ کورسیہ صی
 چلی گئی تاکہ دشمن کے پچھلے حصہ فوج پر حملہ کرے۔ لڑائی کے نقشہ کے موافق ہماری داہنی جانب ہینر
 سے آپس مل جانے کا ان فوجوں کو حکم تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ دشمن کو چاروں طرف سے بالکل گھیر لیا
 جاوے تاکہ وہ کوہ آرڈینس کی جانب پیچھے نہ ہٹ سکے۔ ورٹمبرگ کی فوج اور سالہ کا چوتھا ڈویژن
 اس فوج کی مدد کے لئے میدان کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا کہ شاید اگر دشمن ادھر سے پیچھے ہٹے
 تو یہ فوج اُس کو روکے گو یہ بات غالباً سے معلوم نہیں ہوتی تھی چونکہ دشمن کو معلوم تھا کہ اس
 جانب سے دریائے میوز کا عبور کرنا مشکل ہو گا اور ڈوڈنچری اور سیڈان کے درمیان میں جو ریلوے
 پل تھا وہ دشمنوں نے خود ہی توڑ ڈالا تھا۔ سوائسچے گیا رہیں آرمی کو روکنے فریسی دستہ فوج
 پر یہاں تک حملہ کیا کہ اُس کو فریسی لشکر گاہ کے قریب تک ہٹانے میں مدد ملی گئی۔ اس وقت تو پچھلے
 بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف تھے کیسکی کی فوج جو اسی وقت کے لئے محفوظ تھی
 گئی تھی اب وہ آگے بڑھی اور اُس نے حملہ کرنا شروع کر دیا تو پچھلے ہی فریسی ہینر فوج نے پیچھے
 ہٹنا شروع کیا لیکن انہوں نے پریشیا کی دو فوجوں کو اپنے پیچھے مقیم پایا۔ اُس مقام پر جہاں کہ پریشیا
 کی ۱۱ کورز نے پہاڑیوں پر سے اتر کر دشمن پر حملہ شروع کر دیا تو پچھلے انہیں کے قریب فریسی فوج نے
 حملہ کے جواب میں فیرکنا کم کر دئے۔ بعض جگہوں میں اور خاص کر ایگس اور ان میدانوں میں جو سیڈان
 کی جانب جاتے ہیں لڑائی سختی سے ہو رہی تھی چونکہ ہماری جانب سے تو پچھلے گولہ باری ہو رہی
 تھی اسلئے فرانیسیوں نے اپنے سواروں کو تو پچھلے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ فریسی رسالہ نے
 دو دفعہ بہت سادری سے حملہ کیا لیکن ان کی پیدل فوج بھاگ نکلی اور بارہ منجے سے پہلے پہل بہت
 سی فرانیسی پلٹنوں نے اپنے تئیں ہمارے سپرد کر دیا۔ ہماری ۵ کورز بھی اب ایک دور کے بہتہ
 سے پہاڑیوں پر چڑھ گئی اور بڑی سخت لڑائی کے بعد فرانیسیوں کو کوہ آرڈینس کی طرف بھاگنے
 میں کامیاب ہوئی۔ پچھلے ۱۲ منجے یہ خبر معلوم ہوئی کہ فریسی محفوظ تو پچھلے جس کو ٹھنڈا ہونے ہماری
 کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا تھا اس کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہے اور یہ کہ فرانیسی پیدل فوج کے صرف چند
 دستے بھاگ کر سرحد کے پار ہو گئے ہیں۔ اب اس طرح سے فوج فوج کا بھاگنا مسدود کر کے ابیم

کو میدان کارزار کی درمیانی فوج سے کام رہ گیا یعنی اُس فوج کو پہاڑیوں سے ہنگامہ دیا جاوے تو صرف یہ قلعہ سیڈان اُن کے آخری پناہ لینے کی جگہ رہ جاتا ہے۔ سوا ایک بجے پرشیا کے توپخانوں نے داہنی اور بائیں طرف سے فرانسیسی فوج پر اس قدر تیزی سے گولہ باری شروع کر دی اور دونوں آپہیں قریب آئے گئے۔ معلوم ہوتا تھا اب فرانسیسی فوج بالکل گھر جاوے گی۔ فوج گارڈس نے غریبہ کے بڑھی چلی جاتی تھی اور یہ فوج ۱۲۔ کورڈوی آرمی کے کبھی پیچھے اور کبھی برابر بر فرانسیسی فوج میسرہ پر بڑھی جاتی تھی۔ سو اُس بجے کے قریب فوج گارڈس جکے آگے اُس کا توپخانہ تھا سیڈان کی بائیں جانب جنگ کی جانب چلی جا رہی تھی اُن کے فیروں سے جو دو ہواں آگے بڑھ بڑھ کے اٹھتا تھا تو ہم خیال کرنے جاتے تھے کہ وہ فرانسیسی فوج کو پیچھے ہٹا کر کسی جلدی جلدی نہیں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ فوج گارڈس کی مدد بوری کی فوج نے بھی طح کی۔ فرانسیسیوں کی بڑی تیز مدافعت کے بعد بوریہ یادلوں نے موضع بیزلیس فتح کر لیا جو چل رہا تھا۔ بعد اس کے سیڈان کے جنوب مغرب میں موضع بلنج انہوں نے فتح کر لیا اور وہاں ایک تنگ درہ میں بوریہ کی فوج کو بہت تکلیف پہنچی۔ اس جگہ سے انہوں نے موضع ولٹ پر آگ برسانی شروع کی۔ جب کا مینار شعلوں سے فوراً چل گیا۔ چونکہ فرانسیسی توپخانہ کو اب خاموش کر دیا گیا تھا۔ اسلئے اب فوج ۱۱۔ اور ۱۲ کمونز کی سیڈان کی جانب بڑھنے میں اب کوئی چیز مانع نہیں رہی فرانسیسی فوج نے پسپا ہو کر اب جلد جلد قلعہ میں دھپس جانے کا سامان کر لیا تھا۔ لڑائی ابھی تک جاری ہی تھی کہ بہت سارے فرانسیسی قیدی جنگ پہاڑیوں پر سے میدان میں لاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

فوج گارڈس دو بجے سے ذرا پہلے پانچویں کورز فوج کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔ اب جرمنی فوج نے فرانسیسیوں کو بالکل بطور داڑھ کے گھیر لیا۔ فرانسیسیوں کو معلوم ہوا کہ اب ہم زندہ دیوارہ فوج کے بیچ میں گھر گئے ہیں اور سیڈان کے چھوٹے سے قلعہ میں پسپا ہونے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔

فوج کے چاروں جانب کہیں یہاں کہیں وہاں بہت سے گاؤں چلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ فوجوں کے دیتے کہیں کہیں آپہیں لڑ رہے تھے اور توپوں کا چلنا بھی تنگ بند نہیں ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد بالکل خاموشی ہو گئی۔ اور ہم نے اس بات کا انتظار کیا کہ دیکھیں اب فرانسیسی

اس خطرناک حالت میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اگر وہ برابر مقابلہ پر اور حملے کی مدد سے ہار رہی رہی تو لا حاصل ہے۔ سیدان کی قیمت پر اب آخری ٹھکر لگ چکی ہے۔

ہم سنبے کے قریب ولیعہد پریشیائے ہینڈ کوارٹس میں یہ پیغام بھیجا کہ ہماری کامل فتح ہو گئی ہے۔ اور فوراً اس کے بعد سہ ڈیوک آف کوبرگ۔ اور دیگر شہزادگان اور افسران کے شاہ پریشیائے ملنے کو روانہ ہوا جو اس دن شہر ڈونچری کی داہنی جانب ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ چونکہ قلعہ سیدان کے بیچ پر کوئی سفید جھنڈا نہیں اڑا گیا۔ اس لئے ہم سنبے ہم نے فیر کرنا پھر شروع کر دیا۔ بوریہ کے توپخانوں نے قلعہ پر گولے برسائے۔ سوا سنبے کے قریب ہمارے ایک گولے قلعہ میں آگ لگ گئی۔ ایک بھڑکے انبار میں آگ لگ گئی تھی اور آنا فائنا میں وہوئیں سے تمام آسمان تاریک ہو گیا۔ اس وقت فرانسیسیوں نے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی۔ ولیعہد ابھی تک شاہ پریشیائے پاس ہی تھے کہ وہاں یہ اطلاع دی گئی کہ شہنشاہ نیپولین بھی سیدان ہی میں موجود ہیں۔ اس پر ہم آگاہ ہوئے کہ ہم نے فرانس کی اہل فوج کو صرف شکست ہی نہیں دی ہے بلکہ بارہ گھنٹے کی لڑائی کے بعد جنگ کے فائدہ نتائج کی ضمانت بھی ہم نے حاصل کر لی ہے۔ یہ شہنشاہ نیپولین کو بھی ہم گرفتار کر لیتے۔

ہماری جانب سے پریشیائے فوج کے نقشہ کرل دن برو سارٹ فرانسیسیوں سے عہد و پیمان کرنے کے لئے معتمد مقرر کئے گئے۔ اسیدین شام کے وقت کرل دن برو سارٹ شاہ پریشیائے پاس شہنشاہ فرانس کا (جواب اسیر جنگ ہو گئے تھے) ایک خط لائے وہ خط شہنشاہ فرانس نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اس میں صرف یہ چند لفظ تھے۔ میں اپنی فوج کا سرگروہ ہو کر اب نہیں لکھتا اسلئے میں اپنی تلوار پر بھیجی (مضمود) کے قدموں پر رکھتا ہوں۔“

یہ امر واقعی ہے کہ نیپولین اس لڑائی کے غالب نتیجے سے اول ہی آگاہ ہو کر موضع الیکس کے قریب ہم گھنے ٹھک ہماری گولہ باری کا حقے الامکان جواب دینا رٹا اور آگے روانہ نہوارات کو شہنشاہ سیدان ہی میں رہے۔ سپردگی کے ستر اکل تک ختم ہوا دینگے۔

ہم سنبے کے قریب رات کو ولیعہد پریشیائے ہینڈ کوارٹس میں آئے اور ہینڈ کوارٹس کے تمام افسران اور فوج نے اپنے اس تیسرے لشکر کے کمانڈر کا خوشی کی وجہ سے مناسب موقعہ ہتوار کی طرح خوشی منانے کا استقبال کرنا چاہا۔ موضع کے بڑے بڑے بازاروں اور محلوں میں روشنی کی گئی اور سپاہیوں نے

رستہ میں دو روہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں میں موم بتیاں لے کر روشنی کی۔ جبکہ ہنر آمل بائیں
 ولیمہ قریب پہنچے تو بڑے زور سے نعرہ بٹے خوشی مارے گئے۔ بینڈ باجہ نے غم بہن
 نیشنل انٹیم (دومی گیت) بجایا اور پھر شکست خوردہ فوج کے لئے ڈیڈ باج (ایک قسم کا شکرگ
 گیت) گایا۔

جبکہ میدان کارزار سے ہماری فوج واپس آئی تو سپاہیوں نے آج کی لڑائی کے نتیجہ معلوم کرنے
 کی بڑی خواہش ظاہر کی۔ یہ تو ظاہر ہی تھا کہ آج انہوں نے بڑا مفید کام کیا ہے۔ اور سپاہی ایک ایسی
 فتح میں شامل ہونے سے جو دنیا کی تواریخ پر اثر ڈالے گی اور ہمارے ملک کی تاریخ میں بھی شایہ ہی
 کوئی لڑائی اس لڑائی کے برابر ہو۔ مغرور معلوم ہوتے تھے۔

۲۔ ستمبر کو جبکہ دس بجے شاہ پرشیا ڈو پجری اور پھیری کی سب سے بڑی شہرک عظیم پر ولیمہ پرشیا سے
 ملے۔ ہر پجری (شاہ پرشیا) گلی میں سے اتر کر جنرل سوئگی سے ملے جو اس وقت آیا تھا کہ سپردگی کے
 بارہ میں جو وعدہ بیان ہو رہے ہیں ان سے شاہ کو مطلع کرے۔ چونکہ ابھی تک ابتدائی معاہدہ کا
 کوئی قطعی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اس لئے جنرل سوئگی واپس چلا گیا اور اس سے پھر ملنے کے لئے شاہ
 پرشیا نے وہ پہاڑی سڑک کی جو موضع فری نوٹس اور ڈو پجری کے درمیان واقع ہے جہاں سے
 کہ گذشتہ روز ولیمہ پرشیا نے لڑائی کی کمان کی تھی۔ اسی جگہ بارہ بجے کے بعد سپردگی کے شرائط
 کا خلاصہ شاہ پرشیا کو پیش کیا گیا اور اسپر شاہ پرشیا نے دستخط کر کے ولیمہ اور افسران سپر کوارٹر
 کو جو گردا گرد جمع تھے۔ باؤ ازل بند پڑھ کر سنا دیا۔ شہنشاہ فرانس سیدان سے صبح کے پانچ بجے
 ہی روانہ ہو گئے اور قلعہ سے جو شہرک ڈو پجری کو جاتی ہے اُس شہرک پر شہنشاہ نے کوٹ
 بسمارک سے ملاقات کی۔ شہنشاہ نے اب سیدان جانا نہیں چاہا۔ اسلئے سیدان کی شہرک کی بائیں جانب
 موضع ویلٹ اور فری نوٹس کے درمیان ایک محل موسوم بہ ویلا ویلیو یو میں شہنشاہ کو پہنچا دیا گیا۔ شہنشاہ کے
 ہمراہ ایک بڑا مضبوط دستہ سواران کا کر دیا گیا تھا اور اب شہنشاہ کی بابت شاہ پرشیا کے حکم کا انتظار تھا۔
 اس پر واقعات جنگ میں یہ ایک بہت مشہور نظارہ تھا جبکہ ایک بجے کے قریب شاہ پرشیا مد ولیمہ
 پرشیا اور ڈیوٹ آف سیکس کو برگ اور پرنس ولیم آف ورتمبرگ اور مد دیگر شہزادگان اور افسران
 کے محل ویلا ویلیو کے باغ میں شہنشاہ فرانس سے ملاقات کرنے کے لئے داخل ہوئے شہنشاہ

نیپولین نے اس فاتح سیدان کا محل کے زینہ تک نیچے اتر کر آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ شہنشاہ نے اپنی فوجی ٹوپی اتار لی اور ادب سے جھک گیا۔ پھر وہ شاہ اور ولیعہد پر شیا کو لے کر محل کے اندر آیا جہاں ان میں آدھے گھنٹہ تک گفتگو رہی۔ بادشاہ پرشیا نے ریاست کیل کے نزدیک جو محل ولید شوی ہے وہیں فرانس کے رہنے کے لئے شہنشاہ سے کہا اور قیدی شہنشاہ نیپولین سوم نے یہ بات شکر گزار ہی کیساتھ منظور کی۔ شہنشاہ فرانس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے اس حصہ فخر کے راستہ میں جو فرانسیسی علاقہ میں ہو کر گذرنا ہے ایک بڑا مضبوط فوجی دستہ میری ارادہ میں ہونا چاہئے۔ شہنشاہ فرانس نہایت متاثر ہوا جبکہ ملاقات کے اختتام پر شاہ اور ولیعہد پرشیا سے اُس نے رخصت نہ اجازت لی۔ شہنشاہ فرانس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جبکہ شہنشاہ نے اپنے چہی رومال کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی۔ شاہ پرشیا نے اپنی وضع سنجیدہ اور بادبد بہ قایم رکھی۔ ۲۰ ستمبر کو صبح کو نونچہ شہنشاہ فرانس ڈوونچری سے بلیم کی حدود کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۰ بلیک ہنڈر رسالہ کا ایک اسکوڈرن شہنشاہ کی گاڑی کے آگے لگے تھے۔ شہنشاہ جبکہ پہرے پر پرج سے زردی چھا گئی تھی سب اگلی گاڑی میں تھے۔ ان کے ہمراہ اسی گاڑی میں جنرل کامل نابینھا تھا۔ قیدی جنرل اور اضران اور درباریان اور نوکر چاکران سب کی گاڑیاں شہنشاہ کی گاڑی کے پیچھے تھیں۔ شہنشاہی نشانات تمام گاڑیوں پر تھے اور شہنشاہی صلیب لگے ہوئے تھے۔ سب سے پیچھے رسالہ ہنڈر کا ایک دستہ سواران تھا اور یہ تمام قافلہ بلیم کے شہر بون کی جانب روانہ ہوا۔ ایک متعجب گروہ فرانسیسوں کا یہ روانگی کا تماشا دیکھ رہا تھا مگر اُس نے کسی جوش کا بیرونی اظہار نہیں کیا۔ پرشیا کا جنرل ون بون شہنشاہ کے ہمراہ جرمنی تک گیا جس جرمنی فوج نے شہنشاہ کو حدود بلیم تک پہنچایا وہ فوج زیر کمان کوٹ لی نارتھی۔

مفسلہ ذیل نقل ان شرائط کے ہیں جن پر بارٹل سیکسن کی فوج نے اپنے تین سپر وکر دیا:-

”سیدان۔ ۲۰ ستمبر جرمنی کے کمانڈر انچیف کو ہنڈر شہنشاہ پرشیا کی طرف سے اور شہنشاہ فرانس کی طرف سے جنرل کمانڈنگ انچیف کو عہد و پیمان کے جو اختیار دئے گئے ہیں ان دونوں کے مفسلہ ذیل عہد نامہ منظور کیا ہے۔“

”شرط اول۔ وہ فرانسیسی فوج جو زیر کمان جنرل ویمپن کے ہے اور جو سیدان میں درحقیقت چاروں جانب سے بے انتہا فوج میں گھر گئی تھی۔ اس فوج کے تمام سپاہیانہ افرار

اسیران جنگ ہیں۔

شرط دوم۔ چونکہ یہ فوج نہایت بہادری سے مدافعت حملہ کرتی رہی اسلئے اس فوج کے سب جنرل اور افسران سے یہ رعایت کی جاتی ہے کہ ان کی عزت کا لحاظ کر کے یہ تحریر پر لی جاوے کہ وہ موجودہ جنگ میں جرمنی کے برخلاف نہ تو ہتھیار اٹھاوینگے اور نہ موجودہ جنگ کے دوران میں قوم جرمن کے فائدوں کے برخلاف کوئی عمل کریں گے۔ جو آخر کہ اس شرط پر راضی ہیں وہ اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھیں گے یعنی ان سے ہتھیار نہیں لئے جاوینگے اور ان کا ذاتی مال و اسباب بھی وہی رکھیں گے۔

شرط سوم۔ اور تمام فوج کے ہتھیار اور فوجی سامان بھندے اور علم اور توپیں اور گھوڑے اور سامان جنگ اور گولہ بارود اور گاڑیاں وغیرہ وغیرہ سیٹان میں جرمنی کے محکمہ سرٹ کو فرو سپرد کر دینی چاہئیں۔

شرط چہارم۔ شہر سیٹان جرمنی کے قبضہ میں فوراً دے دیا جاوے۔ اسی حالت میں جو جسے کہ اب ہے اور ۲۰ ستمبر کی شام سے پہلے پہلے شاہ پریشا کا قبضہ اس پر کر دینا چاہئے۔ شرط پنجم۔ جو افسران کہ شرط دوم پر ضامن نہ ہوں گے وہ اور دیگر تمام فوج فرانس میں اسیران جنگ ہوں گے۔

یہ تجویزیں ۲۰ ستمبر سے شروع ہوئی اور ۲۲ ستمبر تک ختم ہو جاویں گی۔ تمام سپاہی قصبہ ڈینکے نزدیک دریائے میوز سے آتا ہے جاوینگے اور جرمنی افسران کے سپرد کر دئے جاوینگے مگر سیٹان یہ ہے کہ فوجی ڈاکٹر بھی رکھے جاویں گے تاکہ وہ زخموں کا علاج کریں۔

شاہ پریشا نے شہنشاہ فرانس کے اپنے تئیں سپرد کر دینے اور شہنشاہ فرانس کی ملاقات کے دلچسپ احوال اور شہر سیٹان کی سپردگی کے احوال سے ملکہ پریشا کو مفصلہ ذیل خط میں اطلاع دی ہے۔

تئیں نے گولہ باری کے بند ہونے کا حکم دیا۔ اور فٹنٹ کرنل دن برو سارٹ کو صلح کا جھنڈا دیکر اس درخواست کے ساتھ فرانسیسی فوج میں بھیجا کہ قلعہ سیٹان اور فوج کو اب ہمارے سپرد کر دو۔ ایک یوریا کا افسر اسکو راستہ میں ملا اور اس سے کہا کہ تمہارا انتظار قلعہ میں ہو رہا ہے کہ کرنل برو سارٹ

قلعہ میں نخل ہوا اور وہ بے خبر شہنشاہ فرانس کے رو برو لایا گیا۔ شہنشاہ نے ایک خط میرے نام کا
اُس کو دیا۔ شہنشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کرنل برو سارٹ نے کہا کہ قلعہ اور فرج
کا سہرہ کر دینا ہم چاہتے ہیں۔ اس پر شہنشاہ نے جواب دیا کہ اس معاملہ میں جنرل ڈی ویگن سے کہو
جس نے جنرل لیگن کے زخمی ہونے پر فرج کی کمان لے لی ہے۔ پھر شہنشاہ نے کہا کہ میں اپنے
ایڈجنٹ جنرل ریلی کو خط دیکھ کر شاہ کے پاس تمہارے ہمراہ بیجوں گا۔ سات بجے ریلی اور برو سارٹ
میرے پاس آئے۔ برو سارٹ ذرا پہلے آ گیا تھا اور برو سارٹ کی زبانی یہ مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا
کہ شہنشاہ فرانس بھی قلعہ سڈان میں موجود ہے۔ تم خیال کر سکتے ہو اس بیان سے ہم سب خاص کر
مجھ پر کیا کچھ اثر ہوا۔ ریلی اپنے گھوڑے سے کودا اور شہنشاہ فرانس کا خط مجھے دیکھتے ہوئے دیا کہ مجھ کو
اس سے زیادہ گفتگو کا حکم نہیں ہے۔ پھر اس کے کہ میں نے خط کھولا میں نے اُس سے یہ کہا
کہ ازل شرط یہ ہے کہ فرج فرانس میں اپنے ہتھیار رکھ دے خط اس طرح سے شروع ہوا تھا کہ
میں اپنی فرج کا افسر ہو کر اب نہیں مر سکتا۔ اسلئے میں یوگیشی کے قدموں پر اپنی تلوار رکھتا ہوں
اور باقی سب آپ کو اختیار ہے۔ میں نے اس خط کا یہ جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کے اس طرح
ہونے پر مجھے بڑا رنج ہے اور آپ اپنی جانب سے کسی کو اختیار کر کے بھیجیں تاکہ اُس سے سہرہ دگی
کے شرائط کے جاویں۔ جبکہ میں نے جنرل ریلی کو خط کا جواب لکھ کے دے دیا تو چونکہ جنرل ریلی سے
اور مجھے پہلی شناسائی ہے میں نے اُس سے دو چار باتیں کیں۔ اور اس طرح سے یہ کام ختم ہوا۔
میں نے مولکی کو عہدہ ویمان کرنے کے اختیارات دے دئے ہیں اور بھارک کو ہدایت کر دی ہے
کہ وہ بھی اُس کے ہمراہ رہے اور اگر کوئی پولیشل سوال اُٹھے تو اُس کا جواب دے۔ چونکہ تسمیر
کی صبح تک مولکی کے پاس سے عہدہ ویمان کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہیں آئی اور یہ عہدہ ویمان پہرہ نگاری
کے ڈوٹھری میں ہو رہے تھے۔ اسلئے مطابق قرارداد کے میں میدان کارزار میں گیا اور اٹھ بجے
مولکی سے میری ملاقات ہوئی جو شرائط سہرہ دگی پر میری منظوری لینے آ رہا تھا۔ اُس نے مجھے اطلاع
دی کہ شہنشاہ فرانس ہ بجے صبح سڈان سے چلے گئے ہیں اور ڈوٹھری میں آئے ہیں چونکہ وہ کچھ
ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے قریب ہی ایک باغ اور محل تھا اور میں نے وہ جگہ ملاقات کیلئے
پسند کر لی۔ سڈان کے آگے جو پہاڑی ہے میں دس بجے وہاں پہونچا۔ مولکی اور بھارک ابھی میرے پاس

شرائط عہد و پیمان پر دستخط کر کے لے آئے۔ ایک بجے میں معہ ولیعہد اور دیگر افسران اور سواران کے روانہ ہوا اور محل کے سامنے میں گھوڑے سے اتر پڑا جہاں شہنشاہ فرانس میرے استقبال کو آئے اور مجھے سے ملاقات کی۔ ہماری ملاقات پادگھنڈیک رہی۔ ہم دونوں اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں نے تین برس ہوئے جب فیہولین کو اُس کے پورے عروج پر دیکھا تھا۔ اور اس موقع پر دیکھ کر جو کچھ مجھے عبرت ہوئی میں اُس کا بیان نہیں کر سکتا۔ بعد اس ملاقات کے ۲ بجے سے ۲ بجے تک میں تمام فوج میں گھوڑے پر سوار بھر تاراجو سیدان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ میری فوج نے جس طرح سے میرا استقبال کیا اور جسطرح فوج گارڈس سے میں ملا جو میری فوج سے کٹ کر اب دسواں حصہ رہ گئی ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ میں آج بیان نہیں کر سکتا۔ فوج میں اس قدر محبت اور عقیدت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اب زیادہ خدا حافظ میرے دل میں اس خط کے اخیر میں بہت جوش ہے اور دل متاثر ہو رہا ہے۔ اور مجھے جوش رقت ہو رہا ہے۔

راقم۔ ولیم۔

جبکہ جرمین لشکر گاہ میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ شہنشاہ نے اپنے بیٹے سپرد کردیا تو کوٹ بسمارک کے لئے بڑی خوشی کے نعرے لگائے گئے۔ کوٹ بسمارک کو جب فوج نے مبارکباد دی تو بسمارک نے اُسکا حسب ذیل جواب دیا۔

”جنبلین“

اس جنگ میں جو فتح پائی ہوئی ہے۔ اس میں میری کوئی کارروائی نہیں ہے۔ ہاں۔ تم شاہ اور ون ہولڈی کو مبارکباد دو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے آپ توقف کریں۔ میں نے صرف ایک کام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری کوششوں سے کل جنوبی ریاستہائے جرمنی نے ہماری فوج کی اپنی کل فوج سے مدد کی ہے۔ اور یہ انہیں کی مدد اور پورا یا اور ورٹمبرگ کی فوجوں کی مدد سے ہوا ہے کہ ہم نے آج فتح پائی ہے

سیدان کے اس واقعہ کے متعلق ایک غمناک اور دل توڑنے والا حادثہ موضع ہیزلیس میں ہوا جسکا ذکر ایک عینی شاہد صوفیل بیان کرتا ہے۔

جولائی کی اس قصبہ کے باہر ہوئی اُس میں فرانسیسی بہت بہادری سے لڑے۔ اور وہ جھل جھل

ہو کر چلے جاتے مگر وہ اس قصبہ کی گلیوں میں بھگا دئے گئے۔ اور اس موقع پر طریقہ جنگ زمانہ حال کا ایک بڑا افسوسناک حادثہ واقع ہوا۔ فرانسیسی فوجیں ہسپا ہوتے ہی گروں میں گھس گئیں اور کھڑکیوں میں سے فوج جرمنی پر فیر کرنا شروع کیا۔ فرانسیسی فوج یہاں بڑی بہادری سے لڑی اور اپنے تئیں سپرد کرنا نہیں چاہتی تھی اور فوج جرمنی بھی استقلال سے حملہ کئے جاتی تھی۔ اور شہر میں کوئی ایک سو جگہ کے قریب آگ لگ رہی تھی۔ اور عورتوں اور بچوں اور بوڑھے آدمیوں کو جلتے گھروں میں سے کوئی نہیں لکھا لٹا تھا۔ اور برابر لڑتے جاتے تھے۔ افسوس اس تہذیب کے زمانہ میں یہی ہمارا حال اس قصبہ کی آبادی قریب تین ہزار کے ہے۔ اور یہ قصبہ ہی ہے مگریت سی بائیں اسین شہر کی سی ہیں۔ ریتسٹ آدمی رات کو خانوں میں مکاؤں کے جگہ گر جاتے سے سوتے تھے۔ اور دبیل میں سے دم گھٹ کر وہ سب مر گئے۔ خاص قصبہ میں زنجیوں اور ڈاکٹروں پر جبکہ وہ زنجیوں کا علاج کر رہے تھے گولیاں چلا کر ان کو مار ڈالا گیا۔ اس سے زیادہ اور کیا ظلم کی بات ہو سکتی ہے۔

فصل پنجم

پیرس کی حالت۔ اعلان سلطنت جمہوری۔ اور اسٹراسبرگ اور ٹول کا محاصرہ۔
شہنشاہ نیپولین سوم نے اپنے بیٹے شاہ پرنس کو ۲ ستمبر ۱۸۷۰ء کو سپرد کیا اور دوسرے دن شاہ پرنس نے اس واقعہ سے ملکہ پرنس کو بذریعہ تا اطلاع دی اور شکست یافتہ شہنشاہ کی رائٹس کے لئے جو مقام مقرر کیا تھا اس سے بھی ملکہ پرنس کو آگاہی دی۔

سیدان میں فرانسیسی فوج پر جو مصیبت پڑی تھی اور شہنشاہ فرانس نے اپنے بیٹے سپرد کیا اس خبر کے سننے ہی شہر یہاں میں بڑی دہشت چھا گئی۔ ۴ ستمبر کی رات کے ایک بجے جنرل ڈی پالیکاؤ وزیر عظم فرانس پارلیمنٹ فرانس میں گیا اور ممبران کو اطلاع دی کہ مارشل میکسن کی فوج سیدان میں واپس بھاگ آئی ہے اور باقی فوج نے اپنے تئیں دشمنوں کو سپرد کر دیا اور شہنشاہ بھی پرنس ہو گئے ہیں۔ پھر اس لئے یہ کہا کہ اس خبر کے سننے سے اس واقعہ کے نتائج پر بحث کرنے کے لئے ہاؤس (پارلیمنٹ) ابھی تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک جلسہ وزرا میں اس بات پر گفتگو نہیں ہوئی ہے اور اس لئے مہری رائے میں کل آئندہ مکمل بحث کرنا چاہیے

کر دیا جاوے۔

ایم جلیس خاور نے ایک تحریک پیش کی کہ شہنشاہ اور اُس کے خاندان کے تمام حقوق دوبارہ حکومتِ فرانس کے ضبط کر لئے جاویں اور ایک پارلیمنٹری کمیٹی کو مقرر کر کے اُسکو اختیار حکومت دیدئے جاویں اور اُس کا یہ بھی فرض ہو کہ دشمن کو فرانسیسی علاقہ سے باہر نکال دے۔ درجنل ٹروچو کو گورنر پیرس کے عہدہ پر مستقل کر دیا جاوے۔

ایم جلیس خاور کی تجویز کو سب ممبروں نے نہایت خاموشی سے سنا اور کچھ جواب نہ دیا۔ تمام مجلس میں ستائش مارا جانے لگی۔ دینس اجلاس کرنے کی تجویز کی اور یہ جلسہ درخواست ہوا۔

چند اخبارات میں یہ بات شہر ہوئی کہ پرنس اسپینیل ملکِ بلجیم کو ہباگ گیا ہے۔ ۲۷ ستمبر کے اخبار جنرل آفیشیل میں مفصلہ ذیل اعلان جلسہ وزراء کی جانب سے شائع ہوا۔

اُسے فریج قوم“

ملک پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ تین دن کی بھادورا نہ لڑائی کے بعد مارشل سکیمن کی فوج میں سے چالیس ہزار فوج اسیر جنگ ہو گئی ہے۔ مارشل کی فوج کے مقابلہ میں پریشا کی تین لاکھ فوج تھی۔ جنرل ڈیفنس نے جس نے کہ مارشل سکیمن کے زخمی شدید ہو جانے کے باعث فوج کی کمان بی تھی۔ سپردگی پر دستخط کر دئے ہیں“

اس سپردگی سے ہم بے ہمت نہیں ہوئے ہیں۔ پیرس کو اب محاصرہ میں سمجھنا چاہئے ملک میں فوجیں بھرتی کی جا رہی ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں ایک نئی فوج پیرس میں داخل ہوگی اور ایک اور نئی فوج دریائے لوار کے کنارے بھرتی کی جا رہی ہے۔ تمہاری حب الوطنی۔ تمہارا اتفاق۔ اور تمہاری قوت و ہمت ہی سے فرانس محفوظ رہے گا“

شہنشاہ اس لڑائی میں اسیر جنگ ہو گئے ہیں۔ تمام حکام کے ہمراہ ملگر گورنٹ کا روڈائی کر گئی اور وقت کی مناسب تدبیریں کی جا دیں گی“

۲۷ ستمبر کو اتوار کی شام کو مجلسِ وضعان قانون جمع ہوئے اور جنرل ڈی پالیکا نے ”ایک بل پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ ایک کونسل آف گورنٹ مقرر کیجاوے اور نیشنل ڈیفنس (قومی حفاظت) مقرر کی جاوے جس میں پانچ ممبر مقرر ہوں جس کو لیمپلیٹو باڈی (مجلسِ وضعان قانون) منتخب کریں۔

اور ممبران کو دل کی منظوری سے دزرا مقرر ہوا کریں اور جنرل ہالیکا ڈکونسل کے لفٹنٹ جنرل مقرر رہیں۔“

ایم تھیرن نے ایک تحریک پیش کی جس پر رامت اور چپ کے مرکزوں (ضلع) کے ۴۷ ممبروں کے دستخط تھے۔ اُس نے کہا کہ باہم قومی اتفاق ہونے کے لئے یہ پیش کی جاتی ہے۔ اس تحریک کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:-

”موجودہ حالت کی وجہ سے جمیر ایک گورنمنٹ اور نیشنل ڈیفنس کے کمیشن مقرر کرتی ہے“ جنرل ہالیکا ڈکنے یہ تجویز پیش کی کہ برہمنی کو موجودہ مصیبت سے ملک آزاد ہو تو عوام سے بھی شوشہ لیا جاوے۔

جمیر نے اس تمام تجویزوں کو بڑا ضروری خیال کیا اور ان تجویزوں کو منظور کر کے مجلس فرسار کو لکھا کہ ایک کمیشن مقرر کی جاوے۔ اسکے بعد جلسہ ملتوی ہوا۔

مجلس کے ملتوی ہونے پر محکمہ جیلیو باڈی کے سینئر پیوں پر عوام کا ایک بڑا مجمع ہوا اور سلطنت کے زوال اور جمہوری حکومت کے قیام کی خوشی میں بڑے زور شور سے نعرہ مٹے خوشی لگائے کہ خدا سلطنت جمہوری کو تباہ نہ فرمادے۔ مملکت لکھار ڈیس جو لوگ تھے یہ نعرے سنکے انہوں نے بھی خوب خوشی کے نعرے لگائے نیشنل گارڈ فوج اور دیگر تمام فوج نے عوام الناس سے بھائی چارہ کر لیا۔ نیشنل گارڈ کی مسلح اور غیر مسلح جماعت جبکی ایک بڑی تعداد تھی باوجود دربانوں کے سخت روک ٹوک کی حدت کے احاطہ میں گھس گئی اور احاطہ میں نہ رہ کر کھجک باقی نہ تھی اس قدر انہوہ کثیر آدمیوں کا تھانا (نیشنل گارڈ عوام الناس تھے جو اب قومی حفاظت کے لئے بغیر تنخواہ بطور والینئر کے اپنے ملک کے بچاؤ کے لئے فوجی خدمات کے لئے تیار ہوئے ہیں) نیشنل گارڈ جو پہل پر مقیم تھے وہ بھی چلائے ہوئے ہجیر کی طرف دوڑے اور ان کے عقب عوام الناس کے گروہ درگروہ چلے آئے تھے۔ نہایت ہی وحشتانہ جوش تھا۔ اور سب کی آواز یکساں تھی جبکہ وہ خوشی میں غل چما کے کہتے تھے کہ خدا جمہوری سلطنت کو تباہ نہ فرمادے۔ شہنشاہ کا کوئی نام نہ لیتا تھا جمہوری کی تعریف میں مارسلیز (ایک قسم کا مداحی گیت) گایا گیا۔ اور جمہوری سلطنت مقرر ہونے کی خوشی میں لوگ خوشی میں آپس میں معافہ کرتے اور بغلیگر ہوتے تھے۔ کسی قسم کی بد انتظامی یا بلوہ اور فساد نہیں ہوا۔

عوام کے ہاتھوں میں تین رنگ کے ہت سے جھنڈے بھی تھے۔

نیشنل گارڈ کے سپاہی ہر پنجے عملاً لنگھارڈ کی جانب آرہے تھے۔

تین بجے کے بعد نیشنل گارڈ کی ایک بڑی جماعت اور ساکنان شہر پیرس چیمپ کے بالا خانوں میں داخل ہوئے اور جبکہ پریزیڈنٹ بعد ختم جلسہ اٹھ گیا تب یہ سب لوگ کمر میں آئے۔ اضلاع چپ کے ڈپٹی ہوٹل ڈی ولی میں اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ ایم بگارد اور ایم گیٹا کو عوام الناس مارے خوشی کے اپنے کندھوں پر چڑھا کے لے گئے۔

ایم راجنوت ہوٹل ڈی ولی میں موجود تھا جو کہ اب عوام الناس سے بھگتی تھی اور کھڑکیوں میں سے ٹکٹ پھینک رہا تھا تاکہ عوام ان پر دوڑ دے (دیں)۔ اس مجمع نے شہنشاہی علامات ہر جگہ سے توڑ ڈالے اور سپاہیوں نے بارج کی کھڑکیوں میں سے عوام سے بھائی چارہ کا عہد کیا۔ ٹولیرینز (شہنشاہی محل) کا دریا کی جانب کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ہم ستمبر کو شہنشاہ کی معزولی اور خاندان بوناپارٹ کی حکومت کا اختتام شہر کیا گیا اور یہ سب کلروائی (دھل) لیمبلیٹو پیلٹس کی سیڑیوں پر سے شہر لگی گئی۔

۵۔ ستمبر کو اخبار جنرل آف ڈی نیشنل ریپبلک میں مضمون ذیل اعلان شائع ہوا۔

آئس فرانشیسی قوم:

عوام الناس نے چیمپ کو اب موقوف کر دیا ہے جو اس خطرہ کی حالت میں ملک کے بکاسے میں تساہل کرتی ہے۔ اور جمہوری سلطنت کی ضرورت ہے۔ شہنشاہ کی بغاوت بھی تفریق سلطنت جمہور سے فرو ہوئی تھی۔ اسلئے اب سلطنت جمہوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ گردش سلطنت اتفاق حق اور حفاظت عامہ کے لئے کی جاتی ہے۔

اسے ساکنین شہر تہناری حفاظت میں یہ شہر پیرس ہے اسکی حفاظت کرو کل تم فوج کے ہمراہ ہو تاکہ اپنے ملک کے دشمنوں سے بدلہ لو۔

نئے وزیر اس طور سے مقرر کئے گئے۔ جنرل ٹروچو۔ معہ کامل فوجی اختیارات اور نیشنل ڈیفنس کے پریزیڈنٹ آف گورنمنٹ مقرر کئے گئے۔ ایم جولیس فاوور۔ وزیر بیضہ خارجیہ مقرر ہوا۔ ایم گیٹا وزیر تعلیم جنرل ڈی فلو وزیر جنگ۔ ایم فوجین وزیر بحریہ۔ ایم کریمو وزیر عدالت عامہ۔ ایم بگارد وزیر مال۔ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم عامہ اور مذہب۔ ایم سیمن وزیر زراعت۔ اور ایم ڈوریاں وزیر تعمیرات

وزرا کے حکم سے مجلس اصنان قانون موقوف کی گئی جواز سر نہ پھر مقرر ہوگی اور مجلس سینٹ اور کونسل آف انٹیمٹ کی پریزیڈنٹی بالکل موقوف کر دی گئی۔

ہتھیاروں کی ساخت اور فروخت کی بالکل آزادانہ طور سے اجازت دے دی گئی۔

ایم ایٹین اریگو شہر پیرس کا سیر (حاکم) نامزد ہوا اور ایم فلوکے اور ایم بریو اسکے مشیر مقرر ہوئے۔
تام پولیکل اور دیگر چار ایم جو ہو چکے تھے ان کے مرکبوں کو معافی دیدی گئی۔

سلطنت جمہوری کا تقرر شہر لوین۔ پورڈو اور دوسرے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں شہر کیا گیا۔ فرانسیسی اخباروں سے معلوم ہوا کہ یہ ستمبر کو شہنشاہ یکم پیرس سے روانہ ہو گئیں در اسی دن شام کو ملک بلجیم میں پہنچ گئیں۔

۵۔ ستمبر کے انہار ٹائمس میں یہ خبر چھپی کہ سر دو ولید پرنس اوسٹریائی کے پیرس کی جانب بڑھے جا رہے ہیں۔ شاہ پرنس اور کونٹ ہمارک بھی فوج کے ہمراہ ہیں۔ ۵ ستمبر کے ایک تار سے واضح ہوا کہ پرنس کی فوج نے شہر موٹ میڈی پر ۵ ستمبر کو گولہ باری کی لیکن فرانسیسیوں نے بہادرانہ طور سے مدافعت کی۔ شہر کا ایک حصہ گولہ باری کر کے تباہ کر دیا گیا۔

۶۔ ستمبر کو پرنس اسپرٹل شہر ڈور (ملک انگلینڈ) میں پہنچ گیا اور لارڈ وارڈن ہوٹل میں ٹھہرا۔ ایک ڈی گریوٹ جو پیشتر ہی انگلینڈ میں آیا تھا اس کی ملاقات کے لئے ڈور گیا یہ پرنس کچھ عرصہ ڈور میں رہ کر پھر اپنے نوکر چاکروں کے شہر سٹنگنز کو چلا گیا۔

۷۔ ستمبر کو دکنر ہیوگو (اس کا زمانہ شہنشاہی میں پولیکل جرم میں فرانس سے اخراج ہو گیا تھا) بھی پیرس میں داخل ہوا۔ جب کہ وہ ریلوے اسٹیشن پر اترا۔ عوام نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس نے کہا کہ میں فرانس میں جمہور کی تقریبوں سے ہی پس آیا ہوں تاکہ پیرس کو جو تہذیب کا دار الخلافہ ہے دشمن سے بچاؤں اور وطن چھانہ حملہ جو اس پر کیا جا دے اس کو ہم سب مل کے رد کریں۔ پیرس جب فوج پاؤ گیکا کوکل لوگ آپس میں اتفاق کر لیں اور قائم کینہ وحد دل سے دور کریں۔ آپس میں بھائی چارہ کرنے سے آزادی محفوظ رہے گی۔ جس دن دکنر ہیوگو فرانس میں آیا اسی دن ایم نوٹی بلنگ (اخراج شدہ) بھی پیرس

میں آگیا تھا۔

۷۔ ستمبر کو جنرل ٹرڈچونے ایک اعلان شایع کیا جس میں مضمون یہ تھا کہ۔ دشمن پیرس کی طرف بھاڑا ہے۔ پیرس کی حفاظت سے تو اطمینان ہے۔ قرب وجوار کے اضلاع میں بچاؤ کے لئے تیاریاں کئے گئے ہیں۔ گورنمنٹ کو تمام لوگوں کی حب الوطنی اور ہمدردی پر اعتبار ہے۔

۸۔ ستمبر کو ایم جوش فاویر۔ فرانسیسی سفیر صیغۂ خارجہ نے تمام ممالک کے فرانسیسی سفیروں کے نام ایک سرکولر بھیجا کہ ہم نے اس کی حکمت عملی پر کارروائی جاری رکھی ہے اور شاہ پریشا نے اپنی طرف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ فرانس سے لڑائی نہیں کرتے بلکہ خاندان نبپولین سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو اب وہ خاندان شہنشاہ کا مغزول کر دیا گیا ہے اور فرانس آزاد ہو گیا ہے۔ اگر شاہ پریشا اس ناپاک جنگ کو اب بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وہ تمام دنیا کے روبرو اسکے ذمہ وار ہیں۔ اگر انہوں نے یہی رائے قائم کرنی ہے تو ہم بھی جنگ کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی ایک اچھے زمین اور اپنے قلعوں کا ایک پتھر بھی ان کو نہیں دیں گے۔ اگر ہم ایسے صلح کر لیں جو جتنی کی صلح ہو اس صلح سے تو برباد ہو جانا بہتر ہے۔ ہمارا سب سے بڑا حکم یہ منشاء ہے کہ ایک پابدار صلح ہو جاوے۔ جو کچھ ہمارے اغراض اور فوائد ہیں سب افقی یورپ کے اغراض کے ہیں۔ علاوہ اسکے ہمارے پاس مضبوط فوج ہے اور فوج کے علاوہ تین لاکھ آدمی بطور والینٹر لڑنے کیلئے موجود ہیں جو اخیر وقت تک لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ پیرس میں اول تو لڑنے کے لئے قلعے ہیں اور قلعوں کے بغیر ہمیں اور بچ ہیں ان کے بعد وہ مضبوط مددے ہیں جو دشمن کی روک کے لئے بنائے گئے ہیں جو تین ماہ تک کارآمد ہو سکتے ہیں اگر بر تقدیر پیرس بھی دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جاوے تو پھر تمام ملک بدل لینے کو تیار ہو جاوے گا۔ ہم نے تمام باشندگان فرانس اور ساکنان پیرس کی مرضی سے حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے اور اب ہم صلح چاہتے ہیں۔ لیکن اگر تیر باد کی کرنے والی جنگ ہی ہمارے مقابلہ میں جاری رکھی جاوے گی تو ہم خیر دم تک اپنا فرض نباہا دینے کے لئے تیار ہیں اور ہم کو کامل یقین ہے کہ سپاہی اور افضاء ہی آخر میں فتح پاویں گے۔

۸۔ ستمبر کو شہنشاہ بیگم یوہین انگلستان پہنچ گئیں اور فوراً شہر سٹینڈر کوروا نہ ہو گئیں تاکہ شہزادہ اٹل

اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں۔

اخبار ذیلی نوز کے خاص نامہ نگار نے اس شہر کو شہر کارسروس سے مفصل ذیل احوال تحریر کیا ہے۔ اس وقت اس فوج جرمنی کی تعداد جو شہر اسٹراسبرگ کے سامنے زیر کمان جنرل ورڈر ہے ستر ہزار ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس قدر مضبوط فوج اسٹراسبرگ کے محاصرے کو صرف ایک کامیاب نتیجہ پر لانے ہی کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اور فوج اسٹراسبرگ کے کھجٹانے کے لئے بھی آوے تو اس کی مدافعت کیلئے بھی کافی ہے اسٹراسبرگ کی کمزوری یہ ہے کہ اس کے جانے وقوع کی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے نام و دریا نے رہائش پر آباد ہے لیکن درحقیقت دریا سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ دریا اور قلعہ کے درمیان ایک میدان وسیع پڑا ہوا ہے جو محاصرین کے توپخانہ کے و مدے بنانے کے لئے کافی جگہ ہے۔ زمین وہاں ایسی ہے جو کہ محاصرین کو بہت فائدہ دے سکتی ہے۔ شہر اسٹراسبرگ بھی ایک کھلے میدان میں آباد ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جرمنی کی تینیں فرانسیسی توپخانہ کی عین میں جاری ہیں لیکن بوجہ زمین کی ہمواری کے وہ بالکل پناہ میں تھیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ محاصرین یہاں کسی قدر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محاصرین کے لئے ایک اور یہ فائدہ ہے کہ شہر سنڈولس ایم سے اسٹراسبرگ کو جو سڑک جاتی ہے اس کی داہنی جانب جو پہاڑیاں ہیں اس پر سے شہر کا اندرونی حصہ محاصرین کی عین زد میں ہے۔ یہاں سے شہر کی اندرونی فوج کی ہر ایک حرکت معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی نیا دمدہ بنائے ہیں یا پرلے کام کی مرمت کر لے ہیں تو ان کا کام روکنے کے لئے فوراً تدابیر اختیار کئے جاتے ہیں جو نگہبان سپاہی کے اس بلند زمین پر اندرونی شہر کے حالات دیکھنے کے لئے متعین ہیں وہ اشاروں کے ذریعہ سے سب احوال جرمنی فوج سے کہہ دیتے ہیں جو مدوں اور خندقوں میں مقیم ہیں رات کے وقت تو بیشک محصورین اور محاصرین کی ایک سی حالت ہو جاتی ہے کیونکہ محاصرین بہت تارکی کے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فرانسیسی فوج نے بہت دفعہ قلعہ سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا اور اس کو حیران کیا اور اس کے توپخانہ کو نقصان پہونچایا۔ اگر محاصرین کی بہت بڑی تعداد نہ ہوتی تو بیشک فرانسیسی فوج کا کیا ہو جاتی۔ اس قلعہ سے نکل کر حملہ کرنے کا سوائے چند سپاہیوں کے خون بہانے کے اور کوئی فائدہ اس کے نہیں ہے کہ آپس دشمنی بڑھتی جا رہی ہے۔

جنرل انچر کمانڈر فوج اسٹراسبرگ نے یہ تحریر کو یہ تاریخ بھیجا کہ اب حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ میرا ارادہ

آزوق تھک لڑنے کا ہے جو وقت کہ اب بہت دور نہیں ہے۔ آج صبح فوج نے قلعہ سے نکل کر خوب بہاوری سے مقابلہ کیا اور آرمیس بہت سے آدمی کام آئے مگر کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔ تو پانچ دنوں کے فیروں سے کان بکر ہوئے جا رہے ہیں۔ تیسرا دس دسمہ جرمنی کی فوج نے ۱۱ ستمبر کی رات کو قلعہ سے دوسو گز کے فاصلہ پر بنایا ہے۔

۱۰۔ ستمبر کو شہر ٹول پر پھر کولہ باری شروع کی گئی اور نو گھنٹے تک جاری رہی شہر کا بہت نقصان ہوا اور فوج قلعہ گیر نے بہت دلیری سے مقابلہ کیا لیکن پریشیا کی فوج اور تو پانچ دن اپنی جگہ پر مقیم رہا۔ پیچھے نہیں ہٹا۔ محاصروں کے لئے اب بڑی بہاوری توپیں لائی گئیں ہیں اور ٹول کے قلعہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ گویا اس کی قسمت کا فیصلہ چکا ہی شہر لاڈن کی سپردگی کے بعد جب فوج شہر میں داخل ہوئی تو اس نے فضیل کو بار دوسے اڑا دیا پھر آدمی جرمنی کی فوج کے قتل ہوئے۔ اور تین سو آدمی فرانسیسی فوج کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ڈیوک ولیم آف میکینبرگ شیورن (جرمنی) بھی زخمی ہوا۔

فصل ششم

شہر ٹول کا محاصرہ پریشیا اور فرانس کے سرکاری کاغذات بشہر

ٹول کی سپردگی

۱۸۔ اگست کی اس غوریز لڑائی کے بعد جرمن سے فرانسیسی فوج کی اس قدر بادی ہوئی جنہاں بے زین نے ایک لاکھ فرانسیسی فوج کے ساتھ شہر کے مشہور مضبوط قلعہ میں پناہ لی۔ پرائس فریڈرک چارلس نے جس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار جرمنی کی فوج تھی شہر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

جب کہ دشمن کی فوج نے شہر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو مارشل بے زین نے اپنی فوج کو حسب ذیل ایڈریس دیا۔

”آؤل کام جواب ہم سب کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دشمن کو برابر جیران کرتے رہیں۔ اور یہ بات اس طرح ہو سکتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے فوجی کام دشمن پر چلا کر کرنے نکلا کریں۔ اس صورت میں ان کو فوجی کام کو ٹھیکست کبھی نہیں ہونے کی کیونکہ حکم کر کے جب وہ دیکھیں کہ دشمن قابو پانا معلوم ہوتا ہے تو وہ فوراً قلعہ میں چلے

آیا کریں جو ان کے لئے مضبوط جائے پناہ ہے اس طرح سے حملہ کرتے رہتے ہیں دشمن کی فوج کی تعداد اور جائے قیام سب ابھی طرح معلوم ہوتا رہے گا اور موقع پڑ جائے تو سامان رسد غواہ وغیرہ اور نیز دشمن کی توہین بھی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اور اس طرح سے ہماری فوج جیتتی اور چالاک رہے گی اور قواعد جنگ کی مشق بھی ہوتی رہے گی یہ نتیجہ جب حاصل ہو سکتے ہیں کہ ہمارے سپاہی رات کی روانگی میں مشق بہم پہنچائیں اور اس میں بھی محنت بہم پہنچائیں کہ اسباب کے لئے زیادہ بار برداری کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر سپاہی اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد کار تو سوں کی رکھا کرے اور ایک یا دو بکٹ شب میں ڈال لیا کرے۔ اس سے زیادہ تیاری فضول ہے کیونکہ اس کو اپنی جائے قیام سے بہت عرصہ الگ نہ بنائیں پڑا کرے گا ان تمام باتوں کے حاصل ہونے کے لئے ہم ایک کتاب کی جگانام آرمی انٹیمی فیلڈ ہے اور جس کو جنرل بیگووٹن تصنیف کیا ہے۔ سفارش کرتے ہیں کہ تمام سپاہی وہ کتاب جو علم جنگ کی جو دیکھا کریں۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک یہ بات ہے کہ دقت بڑی دولت ہے۔ اس کی قدر کرنا چاہئے۔“

چند روز تک تو فرانسیسی فوج محصور بالکل خاموش رہی۔ جرمنی فوج جو ان کو گھیرے ہوئے تھی اس سے لڑ کر نکل جانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا گیا۔ لیکن ۱۳ اگست کو فرانسیسی فوج سٹے پر ارادہ کیا کہ اب آج جرمنی فوج پر حملہ کر کے اور ان کو چیر کر شمال کی جانب شہر تھیون دیلی کی طرف چلی جاوے۔ یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اس سے صلاح کر کے کیا کیا ہو گا کیونکہ یہ عام خیال تھا کہ قلعہ مشرقی شہر نیڈریش ایک زمین کے اندر اندر ایک لگا ہوا ہے اور اس میں سے بے زمین اور سیکھن کے آپس میں صلاح اور شور سے ہوا کرتے ہیں۔ مگر فرانسیسی فوج کو اپنی اس کوشش میں اور اسی طرح اگلے دن کی کوشش میں بھی محض ناکامی ہوئی اور محصورین نے بھاری نقصان کے ساتھ قلعہ میں واپس بھاگ دئے گئے۔

چند دنوں کے بعد جنرل ویمپن جس نے کرائٹی سیڈان میں مارشل سیکسن کے فوجی ہونے کے بعد فوج کی کمان لے لی تھی ایک صلح کا جھنڈا لٹے ہوئے ٹھہر میں آیا اور محصورین کو بیٹھے فوج قلعہ گیر کو اطلاع دی کہ سیکسن کی فوج کو جو بیرین کی فوج کی مدد اور اس کو روٹائی دلائے آ رہی تھی کامل شکست ہو گئی ہے اور اس فوج نے اپنے تئیں دشمن کو سپرد کر دیا ہے اور ویمپن نے یہی کہا کہ اب زیادہ مدافعت کرنا بالکل لاعمل ہے۔ بے زمین کے چال چلن میں یہ ایک مشہور و غمناک نشان ہے کہ اس نے اپنے تئیں اپنی فوج

کے سپرد کر دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اگرچہ وہ بالکل گہر گیا تھا اور تنہا رہ گیا تھا اور کسی قسم کی مدد کی امید نہیں ہی تھی اور گولیوں سے مارنے میں اس کو اپنی کاپیائی کا بھی یقین نہ تھا۔

جرمنی کی توپوں سے قلعہ شتر میں ٹوڑ گولہ باری کرنے کے لئے اچھے طور سے جگہ توپوں کے لئے بنائے میں بہت عرصہ لگا۔ لیکن آخر کار وہ ستمبر کو فوج جرمنی نے گولہ باری شروع کر دی۔ مگر اس گولہ باری سے کچھ فائدہ فوج جرمنی کو نہیں ہوا۔ جبکہ نئی جگہ توپیں رکھنے کے لئے لگو لگتی۔ تو ایک ذرا سی غلطی ایک ہزار گز کی ہو گئی۔ یعنی جرمنی کی توپیں پانچ ہزار گز پر گولہ باری کر سکتی تھیں اور اب جس جگہ وہ رکھی گئی تھیں ان سے قلعہ شتر چھ ہزار گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہ بات سچ ہے کہ موضع فراسکاٹی پر جو جرمنی توپخانہ مقیم تھا تو وہ فرانسیسی توپخانہ مقیم مون گنی کی عین زد میں تھا اور فرانسیسیوں نے جاپنا توپخانہ اس جگہ سے ہٹا لیا یہم پریشیا کی فوج کی گولہ باری کی وجہ سے نہیں ہٹایا بلکہ دیا گئے سول کی طغیانی کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا چونکہ دریائے طغیانی سے وٹاں کے تمام ویدے وغیرہ بن گئے اور فرانسیسی گولندازوں کو مجبوراً وٹاں سے ہٹنا پڑا۔ علاوہ انہیں جرمنی فوج نے جو گولہ باری کی اس سے سوائے اس کے کہ مواضعات ایسی اور لوگوں کی کے سکاؤن میں چند سولہ ہو گئے اور بار و جرمنی فوج کی ضائع ہوئی جرمنی فوج کو اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ شتر مٹر کا محاصرہ آٹھ ہفتہ تک رہا بعد اس کے جرمنیوں نے اس کو فتح کر لیا۔ اس کے متعلق جو جو کارروائیاں ہوئیں ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔

ایم ہمارک (وزیر خارجہ جرمنی) نے شمالی جرمنی نعد کے سفیر ان متعینہ مالک ہٹے غیر کو اب وسط ستمبر کے قریب دوسرے کلر بھیجے جس میں سے ایک حسب ذیل ہے۔

مقام شتر میں ۱۳ ستمبر۔ جو تعلقات کہ ہمارے ملک فرانس سے ہیں۔ ان کے سمجھنے میں دوستانہ مالک میں بھی غلط فہمی ہوئی ہے اس لئے حسب المدایت اس بارہ میں شام پریشا کے جو خیالات ہیں اور جس رائے سے جرمنی کی تمام گورنمنٹیں متفق ہیں آگاہی کے لئے روانہ کئے جاتے ہیں۔ فرانسیسی قوم نے اپنے شہنشاہ کو معزول کر کے جمہوری سلطنت قائم کی اور تمام قوم نے اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کیا تھا تو ہمارا خیال ہوا تھا کہ فرانسیسی قوم حامی امن ہے اور اب فرانسیسی امن کی بابت خیالات ظاہر کریں گے۔ مگر واقعات مابعد نے ہمارے خیال پر رخ کر دیا اور ہم پر ظاہر ہو گیا کہ فرانس کی قوم کے امن پسند خیالات بھی نہایت آسانی سے دشمنی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ فرانس کے پارلیمنٹ کے ڈپٹی اور سیکرٹری اور ملک

کے اخبارات۔ یہ سب یخزبان ہو کر جنگ کے اوپر اصرار کر رہے ہیں تاکہ جرمنی پر کسی عنوان فتح پاویں اور ان لوگوں کا جوش غضب اس قدر تیز تھا کہ چند اشخاص جو حامی امن اور امن دوست تھے وہ بھی ان کی مخالفت نہ کر سکے اور شمشادہ نیپولین نے غالباً یہ بات شاہ پریشا سے عہدہ نہ کی تھی کہ عوام کی رائے سے وہ جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہ واقعات یاد کر کے ہم کو فرانسیسی قوم کے خیالات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ ضامن امن و امان ہو سکتی ہے ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ موجودہ جنگ کی وجہ سے فرانس کی جمہوریت خوار ہو رہی ہے کہ وہ ہم پر پھر حملہ کرے۔ اور اس بات کا اس کو کچھ خیال نہیں ہو گا کہ ہم نے اس سے کیا کیا شرائط کرائے ہیں۔ اپنی نکتہ اور ہماری فتح فرانسیسی قوم کو بھی نہیں بھولیگی۔ اگر ہم اب فرانس کو بغیر کسی حصہ ملک حاصل کئے خالی کر دیں اور تادان جنگ بھی نہ لیں اور کوئی دوسرا فائدہ سوائے لشکر کی غفلت کے حاصل کریں تب بھی فرانسیسی قوم ہم سے ہمیشہ اس دن کی تلاش میں رہے گی جبکہ ان کو امید ہوگی کہ اب کاسیانی سے جرمنی سے بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ ہماری قوت جب کمزور ہو جائے گی تب بھی اسی وجہ سے ہمیشہ اسیں بھی جنگ کی گئی تھی اور ہم کو پھر جو فتح حاصل ہوئی تھی اسی وجہ سے ہم نے فرانس کو کسی قسم کے جوش دلانے کی ترکیب نہیں کی نہ ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اب ہماری جانب سے سین جنگ شروع ہو جاوے۔ اگرچہ ہم کو اب بھی امید ہے کہ احتیاط اور صبر کے ساتھ اگر دونوں ملکوں کے رشتہ اتحاد و ظاہر کئے جاویں تو دونوں قوموں کو فلاح البالی حاصل ہو سکتی ہے اور زمانہ امن و امان شروع ہو جاوے۔ لیکن چونکہ اب ہم تلوار کھینچنے پر مجبور کر دئے گئے ہیں جسکو کہ ہم سیمان میں رکھنا چاہتے تھے اسے اب ہماری یہ خواہش ہے کہ امن و امان ہونے کے لئے ہم صرف فرانس کے اپنی جانب دو ستانہ ٹھکانا ہی نہیں چاہتے بلکہ امن و امان کے قیام کے لئے اب زیادہ ضمانت چاہتے ہیں تاکہ وہ اب ہم پر حملہ نہ کر سکے۔ شمشادہ میں یورپ کے دول نے جو قیام امن یورپ کے لئے فرانس کے برخلاف ایک اتحاد قائم کیا تھا جو بنام پاک اتحاد مشہور ہے اور دیگر تباہ فرانس کے برخلاف کی تھیں کیونکہ فرانس کو اس زمانہ میں یہ لالچ ہو گئی تھی کہ سب ملک فرانس ہی فتح کرے۔ ان تدابیر کا کرنا بھی اب قرین صحت نہیں ہے اور اب جرمنی نے فرانسیسی حلوں کو تنہا ہی روکنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور اس لئے اب ہم یہ بات کر سکتے ہیں کہ جرمنی کی آئندہ حفاظت اور فرانس کے آئندہ حملہ کی روک کے لئے فرانس سے پوری ضمانت لیں۔ چونکہ جرمن قوم ایک امن پسند قوم ہے کہ صبحی وجہ سے تمام یورپ

کے اسن کی بھی ضمانت ہو سکے۔ یہ ضمانت ہم کسی فرانسیسی عارضی گورنٹ سے نہیں چاہتے بلکہ یہ ضمانت ہم خود فرانسیسی قوم سے ہی چاہتے ہیں۔ چونکہ چاہے فرانس کی کسی قسم کی حکومت ہو۔ فرانس کی عادت جرمنی پر ہمیشہ حملہ کرنے کی ہو گئی ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے صلح کے شرائط اس قسم کے مترتب کئے جاویں گے جس کی وجہ سے فرانس کو حدود جرمنی پر اور خصوصاً جنوبی جرمنی حد و پر کوئی اور حملہ کرنا مستحکم ہی مشکل ہو جائے اور یہ ترکیب عملی یوں ہو سکتی ہے کہ ہم فرانس کا کچھ ملک لیکر اپنی سرحد کو مغربی جانب اور پڑوس دیں گے۔ اور ہم فرانسیسی قلعوں پر قبضہ رکھیں گے اور ان کو جرمنی کے نہایت مضبوط قلعہ بنا دیں گے جہاں سے کراؤ حملہ کی حالت میں پوری مدافعت ہو سکے۔

تم سب کو ہمارا انشاء معلوم ہو گیا ہے اگر کوئی اندر میں بارہ سوال کیا کرے تو اسی منشا کی پیروی جواب دیدیا کرو۔

دوسرا سرکلر پرنس بسمارک کا حسب ذیل تھا۔

۱۶۔ ستمبر شہر یوکس۔ موجودہ گورنٹ فرانس نے جو افش صلح ظاہر کی ہے اس کے خالص ہونے پر ہم یقین نہیں کر سکتے ہیں چونکہ موجودہ گورنٹ فرانس کے ممبران اپنی زبان اور اپنے عمل سے عوام کے جوش کو اور ہمارے ہیں اور عوام پر جنگ کی وجہ سے چھینٹیں اور تباہیاں پڑ رہی ہیں ان کے اوپر ان کو جوش و لا کر ان کو ہم سے اور زیادہ نفرت انگیز کر رہے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو ہم خواہش صلح کو خالص کس طرح تصور کریں۔ اس طریقہ سے تو صلح اور ناممکن ہوتی جاتی ہے صلح کے لئے تو نہایت خاموش اور سنجیدہ الفاظ میں حالت ملک ظاہر کی جانی چاہئے تاکہ ہم کو اس بات کا یقین ہو کہ بیشک عوام ایمان سے صلح چاہتے ہیں۔ یہ درخواست کہ ہم چند روز کے لئے لڑائی موقوف رکھیں اور اگر وہ بات ہم بلا ضمانت شرائط صلح کے منظور کر لیں تو یہ بات ایسی ہوگی جس سے ظاہر ہو کہ ہم میں فوجی اور لشکر قوت فیصلہ نہیں ہے یا ہم جرمنی کے افواض و فائدے بالکل بے بہرہ ہیں۔ فرانس کے موجودہ حکام کو جو یہ امید ہے کہ دیگر دول یورپ اب فرانس کی جانب ہو کر مداخلت کریں گے معلوم ہوتا ہے اسی امید پر کہ فرانس کی طلبکار نہیں ہوئی ہے جبکہ فرانسیسی قوم کو یہ معلوم ہو جاوے گا کہ انہوں نے خود رضی سے لڑائی اکیلے ہی شروع کر دی تھی اور جرمنی نے بھی اکیلے ہی ان کے مقابلہ کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ کہ اب جرمنی سے وہ عہد و پیمان بھی اکیلے ہی کر سکتی ہے۔ تب فرانسیسی قوم لڑائی کا جباری رکھنا موقوف

کر دے گی جس سے اب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ دول یورپ کی مداخلت کی اُمید پر فرانسیسی قوم کا لڑائی کو جاری رکھنا۔ بادجو دیکھ اُن کی یہ اُمید برنیں آسکتی۔ یہ فرانسیسی قوم کے لئے ظلم ہے۔ ”بلڈس کے بسمارک نے اس بات کا اشارہ کر کے کہ ہم شہنشاہ کی گورنمنٹ ہی تانہور سرکاری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور اسٹراسبرگ اور ٹرنر کے فرانس کے قبضہ میں رہنے سے جرمنی کو خوف رہا کریگا۔ کوئٹ بسمارک نے اُس کے آگے اُسی مراسلہ مذکورہ بالا میں حسبِ قیل اور تحریر کیا ہے :-

”اُس میں بریس کے عرصہ میں ہم نے فرانس پر کبھی حملہ نہیں کیا اور وہ ہمارے ملک پر ہمیشہ حملہ کرنا رہا ہے۔ اس لئے ہم فرانس سے اس کے سوا اور کچھ ضمانت نہیں چاہتے کہ ہم آئندہ اپنے ملک میں حفاظت سے رہیں۔ فرانس سے اب اگر یونہی بغیر ملک لئے صلح کر لیا جائیگی تو وہ اُس کو مملکت جنگ سمجھیگا اور تاکہ اپنی موجودہ شکست کا ہم سے بدلہ لے جب کبھی اس کی طاقت کا فی مضبوط ہو جاوے گی یا بیرونی عالم سے اتحاد ہو جاوے گا تو وہ ہم پر پھر اُسی خود سری سے حملہ کر دے گا جیسا کہ اس سال میں حملہ کر دیا تھا۔ فرانس کے لئے ہمارے ملک پر آئندہ حملہ کرنا مشکل کرنے کے لئے۔ چونکہ اب بھی اُسی کی جانب سے حملہ شروع ہوا تھا جس سے یورپ کے امن میں خلل ہو رہا ہے۔ اور اُس کے حملہ کی آئندہ مداخلت کرنے کے لئے ہم اب یورپ کے اغراض پر لحاظ کر کے عمل کریں گے اور یورپ کے اغراض بھی صلح ہے۔ ہم فرانس سے اپنی حفاظت کی ضمانت چاہتے ہیں۔ ہمارے اس ہمتیال پراور ہمارے اس حق بجانب اور صاف و سچے ہر کوئی شخص اعتراض نہ کر سکے گا“

۱۳۔ ستمبر کو ایم تھیمرز لنڈن میں وارد ہوا اور ارل گرینوالڈ نے اُس سے ملاقات کی ایم تھیمرز کے لنڈن آنے کا اصلی حال ظاہر نہیں کیا گیا لیکن یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک اہم کام کے لئے آیا جو اور پیرس کے اخباروں نے یہ اشارہ بیان کرنا شروع کیا کہ اس ملاقات کی غرض یہ تھی کہ اب دول متحدہ یورپ کی مداخلت کا وقت آ گیا ہے۔

۱۴۔ ستمبر کو فرانسیسی بیڑہ ہماذات جو چند ہفتے سے بحیرہ جزیر میں پڑا ہوا تھا اور جس نے تمام دیگر ہماذوں کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی واپس بلا لیا گیا اور ہماذوں کو آزادانہ طور سے آمد و رفت کی اجازت ہو گئی۔

لارڈ لائیس۔ برٹش سفیر متعینہ فرانس کی کوششوں سے کوئٹ بسمارک۔ فرانسیسی سلطنت

جہور کے وزیر خارجہ ایم جوئیس فادرست ملاقات کر کے ہر رضا مند ہو گیا۔ ایم فادر کی جانب سے اس ملاقات کا مطلب یہ تھا کہ جملت جنگ ہو کر پھر ٹرانسپلٹ صلح کئے جاویں چنانچہ ۱۵ ستمبر کو ایم جوئیس فادر نے کوئٹہ بسا کر سے پریشیا کی فوج کے ہیڈ کوارٹریں ملاقات کی۔ اور پھر کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن دوستانہ تعلقات قائم ہونے اور اب یہ سمجھ لیا گیا کہ ابھی صلح ہونے کا زمانہ بہت دور ہے۔

۱۶-۱۸ اور ۱۹- ستمبر کو فوج محاصرین نے اسٹراسبرگ پر حملہ کرنا شروع کیا اور آگے بڑھی لیکن فوج جرمنی کا بہت نقصان ہوا اور وہ پسپا ہوئی۔ اسٹراسبرگ سے جو لوگ بھاگ کر چلے آئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ شہر میں خوراک کافی موجود ہے۔

گوئرنٹ فرانس نے اب اپنا صدر مقام پیرس سے شہر ٹورس میں منتقل کر لیا اور تمام غیران ممالک غیر نے اس شہر میں سکونت اختیار کی۔

متحین کے سلسلے ۲۳- ستمبر کو ایک بڑا تیز حملہ ہوا۔ فرانسیسی فوج نے جرمنی فوج کو پھر کر تھیون ویلی کی جانب جلنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس ارادہ کی تکمیل کے لئے انہوں نے قصبہ مری لاہاٹ پر ایک مصنوعی حملہ بھی کیا تاکہ جرمنی فوج کی توجہ اُدھر مبذول رہے اور یہ اُدھر حملہ کر دیں۔ چار گھنٹے تک بڑی سخت گولباری جاری رہی آخر کار فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ یہ لڑائی کئی میل تک ہوئی۔ فرانسیسی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ پریشیا کی فوج کے جتنے آدمی گرفتار ہوئے۔ بے زین نے ان کو پریشیا کی فوج میں واپس بھیج دیا۔ فرانس کی عارضی گوئرنٹ کی جانب سے مقام ٹورس سے ۲۷ ستمبر کو ایک سرکلر دربارہ گذشتہ معاہدہ صلح شائع ہوا جس کا مضمون حسبِ ذیل تھا:-

ایم جوئیس فادر کی رپورٹ مورخہ ۲۱- ماہ حال سے۔ جو دربارہ گفتگوئے صلح کی سبب جو فوج پریشیا کے ہیڈ کوارٹریں ہوئی۔ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرانس کی گوئرنٹ حال کے قایم ہونے کے دوسرے روز پیرس میں اس کے تمام سفیران ممالک غیر سے ملاقات ہوئی شمالی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ اسپین اور پرتگال نے سرکاری طور سے فرانسیسی جمہوری سلطنت تسلیم کر لی ہے۔ دوسرے دیگر ممالک نے اپنے سفیر کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ بھی گوئرنٹ فرانس سے نیم سرکاری تعلق قائم کر لیں۔ ایم جوئیس بیان کیا ہے کہ اس جنگ کے حل ہونے کے لئے بہت سی تجویزیں بتلائی گئیں مثلاً دوسری طاقتوں سے اتحاد وغیرہ کر لینے کا۔ مگر چونکہ وقت گزر جاتا تھا اور دشمن قریب آتا جاتا تھا اس لئے میں نے غور

براہ راست تدبیر اختیار کی۔ اسلئے ۱۱ ستمبر کو میں نے ایم ڈی بیمارک سے دریافت کیا کہ آیا تم صلح کرنا
پر راضی ہو۔ اول تو میں نے جواب دیا کہ وہ ایسی چیز کو پسند نہیں کرتا چونکہ ہماری گورنمنٹ کو اس نے
بتلایا کہ ابھی بات تیب اور قاعدہ سے قائم نہیں ہوئی ہے لیکن اس نے یہ دریافت کیا کہ جو صلح کہہ
کرنا چاہتے تھے اس کی کیا ضمانت دیتے ہو اس دو لکے سفیر نے کہ جس کی معرفت ہماری کیفیت کو ہوئی
تھی مجھ سے کہا کہ اب مجھ کو پریشا کی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں جانے سے نال نہیں کرنا چاہتے ہیں میں نے
وہاں جانا چاہا لیکن میں نے اپنا افسوس بھی ظاہر کر دیا کہ حسب قرار داد یہ شرائط صلح خفیہ نہیں رکھی
گئیں۔ میں پریشا والوں کے ہیڈ کوارٹر میں گیا اور بیمارک سے ملاقات ہوئی میں نے ظاہر کیا کہ
فرانسیسی لوگ آزادی کی بہت قدر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ فرانسیسی کسی کوئی شرط نہیں کریں گے
جسکی رو سے صلح مجوزہ ایک ناپائیدار مصلحت جنگ ہی ثابت ہو۔ بیمارک نے جواب دیا کہ اگر مجھ کو پائیدار اور
دائمی صلح کے ممکن ہونے کا یقین ہو جاوے تو فوراً ابھی صلح کر لی جاوے گی اس نے بیان کیا کہ فرانسیسی
کی موجودہ گورنمنٹ کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے اور اگر چند دنوں میں پیرس پر قبضہ نہ کیا جاوے گا تو
عوام الناس اس کو تباہ کر دیں گے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ فرانس سیدان کی سپردگی بہت کم بھولیگا۔
جس طرح سے کہ وہ وائرلو وغیرہ کی بھولائیں ہے اور جبکہ ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پھر کوئی بیمارک
نے یہ کہا کہ فرانسیسی قوم کا جرمنی پر حملہ کرنے کا مستقل ارادہ معلوم ہوتا ہے میں اس کے بیانات
کے جوابات دیتا رہا اور جنگ کے سبب اس کو بتلایا اور میں نے اس سے یہ کہا کہ تم صلح کی بات
جو شرائط چاہتے ہو وہ ٹھیک ٹھیک ظاہر کرو۔ اس کا بیمارک نے یہ جواب دیا کہ جرمنی کی حفاظت کے
لحاظ سے یہ امر ضروری ہے کہ جرمنی فرانس کے کسی حصہ پر قبضہ رکھے تاکہ جرمنی کی حفاظت کی ضمانت
ہو جائے۔ اور اسلئے اضلاع بالائے رائن اور ٹیبری رائن اور اضلاع موزل معقلہ سیلس اور سوسون
کے جرمنی کے قبضہ میں ہونا ضروری ہیں اور ان کو اب جرمنی چھوڑنا نہیں چاہتے جبکہ میں نے یہ
اعتراض کیا کہ اس امر کے لئے کل فریج لوگوں کی منظوری ہونا چاہئے جیسا کہ یورپ کے کل عوام کا قانون
ہے اور غیر ان کی منظوری کے ان اضلاع کا قبضہ ناجائز ہوگا۔ اس پر بیمارک نے کہا کہ وہ خود اس بات
سے اچھی طرح سے آگاہ ہے لیکن چونکہ جرمنی والوں کو فرانسیسیوں سے تھوڑے ہی عرصہ میں اور جنگ
کرنا پڑے گا اسلئے جرمنی اپنے تمام فائدوں کے ساتھ ان اضلاع پر قبضہ رکھنے کی بات میں نے

دایم فاور اس پر یہ جواب دیا کہ یورپ حد اعتدال سے گزر جائے گا ہمانہ رکھ کر پشیا کے قبضہ کی مخالفت کرے گا اور علاوہ ازیں ہم کو یہ شرائط ہی منظور نہیں ہیں۔ ہم بطور ایک قوم کے مر سکتے ہیں۔ گمہ اپنے تئیں بے عزت ہونا پسند نہیں کرتے۔ تمام عوام فرانس کے صرف اس بات کے مجاز ہیں کہ وہ اپنے ملک کا کوئی حصہ دے سکیں۔ بہر حال ہم ملک کی رائے اس بارہ میں لینگے۔ آخر میں میں نے یہ بھی کہا کہ پشیا تو فوجیابی کے نشہ میں فرانس کے برباد کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ ہمارک نے اس بات سے انکار کیا۔ میرے اس کہنے پر کہ سلطنت جہوری کے اجلاس تک قوت ملنا چاہئے تاکہ ان شرائط پر غور کیا جاوے۔ اس پر ہمارک نے کہا کہ اس بات کے لئے مہلت جنگ کی ضرورت ہوگی اور پشیا والے مہلت جنگ کی منظور نہیں کرتے۔ ۱۵ ستمبر کی شام کو قصبہ فیریس میں ہمارک سے میری دوسری دفعہ پھر ملاقات ہوئی اب کی دفعہ ہمارک نے مہلت جنگ دینا منظور کی جو میں نے کہا کہ پندرہ دن کی ہونی چاہئے اور دوسرے دن بچے جھکے اس نے میرے پاس مفصل ذیل شرائط منظور کر کے بھیجیں

جس کا مضمون یہ تھا کہ مہلت جنگ کی ضمانت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اسٹراسبرگ۔ ٹول اور خالسبرگ پر جرمنی کا قبضہ ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ اسمبلی (مجلس جہوری) کا پیرس میں اجلاس ہوگا۔ اس حالت میں بطور ضمانت اس نے قلعہ مونٹ ویلیمرین مانگا جس کی زد میں عین پیرس آیا ہو۔ میں نے اس بات پر اعتراض کیا اور کہا اس سے بھی آسان تو یہ بات تھی کہ تم پیرس ہی مانگتے۔ میں نے اس سے کہا کہ اسمبلی کا شہر ٹورس میں اجلاس ہوگا اس حالت میں پیرس کے برخلاف اب ضمانت کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارک نے پھر یہ درخواست کی کہ قلعہ اسٹراسبرگ میں فوج محصور ہے وہ اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کر دیوے۔ میں نے اس تجویز پر راضی ظاہر کی ہمارک شاہ پشیا سے صلح و مشورہ کرنے گیا۔ شام نے بھی یہی اصرار کیا کہ اسٹراسبرگ کی محصور فوج اپنے تئیں بطور اسیران جنگ سپرد کر دیوے۔ مجھے جو اختیارات تھے وہ اب ختم ہو گئے تھے۔ میں وہاں سے اٹھا اور میں نے رخصت چاہی اور ہمارک سے یہ ظاہر کر دیا کہ جب تک پیرس میں سامان جنگ اور فوج موجود ہو ہم بارہم سے لڑے گا ورنہ گے۔ ایم فاور بیان کرتے ہیں کہ صلح کے لئے گیا تھا اور جرمنیوں میں فوج کا جوش اور ان میں جنگ کا ارادہ پایا۔ اسلئے یورپ کی تمام سلطنتوں پر یہ واقعات ظاہر کر دئے جاتے ہیں ۲۱۔ ماہ حال کو ایم فاور نے ایک سرکاری مراسلہ ہمارک کے پاس بھیجا کہ نیش ولفینس کی گورنمنٹ ہمارک

پر صلح کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایم فارم بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ کام بے فائدہ نہیں ہوا کیونکہ پرشیا کی حکومت وہی سب بظاہر ہو گئی ہے۔ سلطنت پرشیانے وقت جنگ یہ اعلان دیا تھا کہ وہ نیپولین اور اس کی پرشیا سے جنگ کریں گی۔ اور فرانسیسی قوم کا پرشیا ادب ملو غرضقتی ہے۔ لیکن آج سب بظاہر ہو گیا کہ پرشیا والوں کا کیا ارادہ ہے۔ اخیر میں ایم فارم نے نام ملک فرانس کے کل باشندگان کو یہ ترغیب دی ہے کہ بایا تو جاملے اور موقوف کر دیا جاوے یا مل قوم کو چاہئے کہ اخیر دم تک دشمن سے لڑائی جاری رکھے۔

سرکاری بیان جرمنی کا تذکرہ بالا واقعہ کی بابت صحت پیل ہے۔

آیم جولیس فارم نے شمالی جرمنی قہد کے صدر نشین (بمارک) سے اپنی ملاقات کی جو رپورٹ شائع کی ہے وہ کچھ درست ہے لیکن بالکل صحیح نہیں ہے۔ صرف ہمت جنگ کا سوال زیر بحث تھا کسی حصہ ملک کے لینے کی بابت کوئٹ بمارک اپنے خیالات تب ہی ظاہر کریں گے جبکہ حصہ ملک جرمنی کو دینے کا اصول منظور کر لیا جاوے گا۔

۲۴۔ متبر کوچ گھنے کی گولہ باری کے بعد شٹرل نے اپنے تئیں سپرد کر دیا بفتح قلعہ گیر کو اسیران جنگ انہیں شٹرل پر کر لیا گیا جو شٹرل کو سپرد کی سیڈان پر کی کئی تھیں۔ اس شہر کا محاصرہ ۱۴۔ اگست کو شروع ہوا تھا۔ ۱۶۔ اگست کو اس جانب حملہ کیا گیا جو طرف توپیں نہ تھیں۔ مگر یہ حملہ پسپا کر دیا گیا اور کئی سو جرمنی فوج ماری گئی۔ بعد ازاں ایک بے ترتیب گولہ باری ہوئی تھی جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا یہ گولہ باری ۲۳۔ تاریخ کو شروع ہوئی۔ جو تو بخاندہ کہ اس محاصرہ میں موجود تھا اس میں پہلے زمانہ کی سیدانی توپیں تھیں۔ بویریا کی ریلوے کمپنی نے جس کی لائن شہر ویسٹیمبرگ۔ ناسنی۔ اور پیرس تک ہے اس نے پندرہ دن کے عرصہ میں شٹرل کے گرد گرد ایک شاخ ریلوے کے بناوینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن سولنکی نے جواب دیا کہ نہیں ہیں ریل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم پندرہ دن سے پہلے ہی اس شہر کو فتح کر لینے جرمنی کے حملہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس قلعہ کی دوہری فضایل تھی اور دوہری خندق میں فیت جوڑی تھی اور بے شمار بچ تھے اور پچھتہ توپیں قلعہ پر چڑھی ہوئی تھیں جن میں سے ۲۶۔ باری بھاری توپیں رفل کی تھیں جو فرانسیسی اسٹراسبرگ سے لائے تھے جبکہ انہوں نے ٹول کو سرگرمی سے بچائے کا ارادہ کر لیا تھا۔ بڑی بھاری توپیں محاصرہ کی جرمنی سے یہاں پہنچیں اور کوئٹل کی ایک ہماری پر جانب شمال ان کو بچا گیا اور جنوب مغرب کی جانب ہمارے پرو دوسرے توپخانہ

مقرر کیا گیا اور جنوب مشرق میں ایک میسر تو پناہ مقرر کیا گیا۔ ۷۷ تاریخ تک جرمنیوں کی سفید کارروائی نہیں ہوئی۔ ۷۷ تاریخ کی صبح ہونے ہی میں سے اور چوتھے تو پناہ کی باڑیوں نے ایک دم سے گولہ باری شروع کر دی اور تمام فوج نے ہلکھلک کر دیا جو زیر کمان گرنیڈ ڈیوک آف سیکلنگ برگ شویرن کے تھے۔ تمام دن گولہ باری یہی فوج قلعہ گیلی بھی گولہ باری کرتی رہی مگر اس کی گولہ باری کسی کام کی ثابت نہیں ہوئی۔ شام کو بسبب گولہ باری کے شہر میں ۳۰ جگہ آگ لگ رہی تھی۔ تمام باشندوں نے جمع ہو کر اب کمانڈنٹ فوج فریج کو یہ ترغیب دی کہ وہ قلعہ پرفیڈ جھنڈا نصب کر دیں اور قلعہ کو سپرد کر دیں۔ کرنل مانٹل کمانیر فوج حاصرین نے یہ درخواست صلیع فوراً قبول کر لی اور جرمنی کی فاتح فوج اسی شام کو ساتھ بچے شہر میں داخل ہو گئی۔ شرائط سپردگی بالکل وہی تھیں جو شیدان پر ہوئی تھیں۔ میونلپی کی ایک کونسل نے سپردگی سے ناراضگی ظاہر کی لیکن باشندگان شہر نے بے فائدہ بربادی کا اس قدر خوف دلایا کہ گولہ اور فوجی حکام سپردگی پر رضامند ہو گئے۔

قلعہ گیلی فوج کی تعداد بہت ہی کم نکلی۔ کل دو سو فوج تھی اور دو ہزار عام آدمی تھے جو لڑائی کے لئے حب الوطنی سے آگئے تھے۔ اور کوئی باقاعدہ گولہ انداز نہ تھا۔ یہ سب ایک پنشنر بوڑھا افسر رسالہ اس فوج کا کمانڈنٹ تھا۔ محاصرہ کے دور میں ۵۰۰ عوام کی بنی فوج کو توپوں کا فیر کراسکھلایا گیا تھا۔ جو تو پناہ سے گولہ باری کھاتے تھے لیکن ۱۰ تاریخ کے حملہ کے پسپا کرنے میں تمام مرد باغیانہ شہر جن کے پاس ہتھیار تھے شامل ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں نقصان فریقین کا بہت کم ہوا۔

فصل ہفتم

پیرس کی طرف جرمنی فوج کا بڑھنا۔ وارا خلافت کے قلعہ دھناٹو لکھنا

شہر اسٹراسبرگ کی سپردگی

اب جرمنی کی فوج نے بتدریج مگر باستقلال پیرس کی جانب کوچ شروع کر دیا۔ سیڈان اور پیرس کی نوخیز لڑائی کے بعد کہ جو معزول شہنشاہ اور اس کی فوج کے واسطے اس قدر بربادی پیش ثابت ہوئیں کھلے میدان میں پھر بہت ہی کم جنگ ہوئی۔ فرانس کی فوج جس طرح شکست پر شکست کھاتی

کھاتی ٹھک گئی تھی اسی طرح جرمنی کی فوج بھی فتح فتح کرتی ٹھک گئی تھی اور خاص کر جرمنی کو ریت بہت ہی گراں پڑی سینے جرمنی فوج کا بھی بہت ہی سخت نقصان ہوا۔ اب جرمنی والوں کو اپنی اس ضلالت شدہ فوج کے عوض دوسری فوج بھرتی کر کے کسی پورا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔ لیکن تاہم جرمنی کی فاتح فوج نے استقلال سے مگر آہستہ آہستہ فرانسیسی دارالخلا ذکیط فوج کر دیا۔

جرمنی کی فوج کے تین لشکروں نے اب تدریج پیرس کی جانب کوچ کر دیا۔ اس فرانسیسی فوج نے جو میزیریس میں تھی اور جنرل وینوٹی کے کونٹے جو ابھی تک جرمنی فوج سے نہیں لڑی تھی راہ گریز اختیار کی۔ ۱۷ ستمبر اور ۱۸ ستمبر کو جرمنی فوج کا ایک بڑا حصہ پیرس تک پہنچ گیا۔ ۱۹ ستمبر کو وینوٹی راہ کی فوج کے مقدمہ ہمیش اور کچھ فرانسیسی فوج سے ٹکرائے ہوئے تھے۔ فرانسیسی فوج نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسیوں کی کچھ بے قاعدہ فوج نے جرمنی کی فوج کی شکل دیکھتے ہی بھاگنا شروع کر دیا۔ انہیں فرانس کو مجبوراً اپنی جگہ چھوڑ کر پاپا ہونا پڑا اور ان کے بہت سے آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سی توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔

۲۰ ستمبر کو مقام وایلیس سے وینوٹی راہ گریز کیا گیا اور ایک تار اس مضمون کا بھیجا کہ ٹرولین سے شہر وینس تک پیرس کا محاصرہ کر لیا ہے اور فرانسیسی فوج کو ان دونوں شہروں کی سب سے پیرس کی جانب واپس بھگایا ہے۔ ایک مضبوط دھم اور سات توپیں ہمارے ہاتھ لگیں اور ہمارا نقصان بہت خفیف ہے۔ ۱۔ ۲۰ ستمبر پر شیا نے اسی تاریخ کو ملکہ پریٹ کے پاس جو تار بھیجا اس کا مضمون یہ تھا کہ جب ۵ ستمبر کو رز اور ۲۰ ستمبر کو رز نے دریائے سین کو قصبہ ویلی نو سینٹ جارج پر عبور کر لیا تو جنرل وینوٹی کی فوج کے تین ڈویژنوں نے سیکاکس کی پہاڑی پر سے ہماری فوج پر حملہ کر دیا۔ لیکن انہی فوج فرانسیسی فوج قلعہ جات پیرس کے پیچھے بھاگ دی گئی۔ سات توپیں ان کی ہمارے ہاتھ آئیں اور بہت سی فرانسیسی فوج گرفتار ہوئی۔ ہماری نوین جہت کے سپاہی بہت کام آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے تمام باشندوں نے باستغرا چند یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ مر جاویں گے مگر دشمن کو اپنے نہیں ہرگز کریں گے۔ غالباً یہ بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ پیرس کے چاروں طرف جو مضبوط قلعہ بچاؤ کے لئے ہیں اس پر ان کو اپنی کامیابی کا پورا اعتماد ہے اور جو حقیقت بہت ہی مضبوط ہیں بجا بیان حسیل ہے۔

پیرس کا خاص قلعہ پنج گوشہ ہے اور اُس میں ۹۳ برج ہیں اور ان کے آگے دس مے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے اندر کا احاطہ شمالاً جنوباً آٹھ ہزار پانچ سو گز کا ہے اور شرقاً غرباً اس سے بھی تھوڑا سا زیادہ ہے۔ وہ ضعیف خورد و جوشی و دشمن چڑھ کر فضیل کلان تک پہنچتا ہے۔ ۳۰ فٹ بلند ہے۔ اور اس قلعہ سے بیرونی قلعہ جات پیرس کا فاصلہ کی کا دو ہزار گز ہے اور کسی کا تین میل کا ہے۔ ان قلعہ جات کا سلسلہ شہر پیرس سے شمال اور مشرق اور جنوب کی جانب پھیلا ہوا ہے۔ یہ قلعہ اندر سے شرقاً غرباً آٹھ ہزار اور شمالاً جنوباً پندرہ ہزار گز رقبہ کے ہیں شہر سینٹ ڈینس میں اپنے تین قلعوں کے پیرس کے سب سے اخیر شمالی مدافعت کی جگہ ہے اس شہر کے ایک حصہ پر بھی دوسرے وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ سینٹ ڈینس کے شمال کی جانب قلعہ ڈی لاریج ہے۔ اور اس قلعہ سے میل بھر آگے قلعہ ڈبل کوڈون ڈیوڈر ڈس ہے جو شہر ڈینس کے باطل شمال میں ہے۔ شہر ڈینس کے جنوب مشرق میں قلعہ ڈی لیٹ ہے یہ قلعہ مربع ہے اور اُس میں برج بھی ہیں۔ اس سے اوڑیں میل آگے جنوب مشرق کی طرف قلعہ ڈی ابروڈیلر بھی چنگو شہ قلعہ ہے اور اس میں برج بھی ہیں۔ ان سب متذکرہ بالا قلعوں میں سینٹ ڈینس کی نہر جاری ہے۔ اور ان ہر سے قلعہ جات کے درمیان جو میدان پڑا ہوا ہے اُس میں نہر کے کناروں پر تین جگہ تین چھوٹے چھوٹے قلعے ڈسے ہوئے ہیں۔ پیرس کی یہ تمام حاضری (قلعہ جات) تو میدان میں ہیں۔ لیکن قلعہ ڈی ابروڈیلر زار نہر اور قلعہ کے جنوب میں نہر بہت بلند ہے اور اس بلند میدان کی وجہ سے مشرقی پیرس خوب محفوظ ہے اور یہ میدان شہر و ن میں تک چلا گیا ہے پیرس سے بہت آگے جاکے یہ میدان مائل بنیٹ ہوتا جاتا ہے اور اس میدان کے اس کنارے پر قلعہ جات بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اول قلعہ ڈی روہن ویلی ہے یہ مربع قلعہ ہے اور اس میں بھی برج ہیں اور اس کے آگے دس مے بنے ہوئے ہیں جو اس شہر تک پھیلے ہوئے ہیں جو پیرس سے بیٹرا اور نہر رورق کو جاتی ہے۔ اور میدان پر جو قلعے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ قلعہ ڈی نوڑی۔ قلعہ ڈی رورنی۔ اور قلعہ ڈی نوڑی یہ سب مربع قلعہ ہیں اور ان کے باہر دس علیحدہ بنے ہوئے ہیں۔ شہر روہن ویلی اور قلعہ نوڑی کے درمیان ایک چھوٹا سا قلعہ موسوم بہ نوڑی ہے۔ قلعہ جات نوڑی اور رورنی کے درمیان چھوٹے قلعے مائٹریل اور لائسیہ ہیں۔ رورنی اور نوٹس کے درمیان قلعہ نوٹنی ہے۔ نوٹس سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک قلعہ اور ہے جس کا نام قلعہ چارٹن ہے اور یہ قلعہ سب قلعہ جات متذکرہ بالا سے بڑا ہے۔ یہ پنج گوشہ قلعہ ہے اور دریا سین میں اور دریائے مارن کے اتصال سے جو گوشہ بنا ہے اس پر یہ قلعہ بنا ہوا ہے۔ دریا سین کے بائیں کنارہ پر جو قلعہ جات ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔ اول قلعہ آوری ہے جو قلعہ چارٹن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ

ہے۔ اور اس قلعہ کی زد میں شہر لائنس کی ریلوے اور ٹرک اور دیاتے سین اور دریا مارن کے گھاٹ وغیرہ ہیں یہ قلعہ قصبہ آوٹری اور وٹری کے درمیان بلند میدان پر بنا ہوا ہے اور آریٹر کو ریلوے جاتی ہے وہ اس کے قریب ہے گویا ریلوے لائن کا یہ محافظ ہے۔ دوسرا قلعہ بشری ہے اور یہ بھی بلند میدان پر ہے۔ بشری کا قلعہ شہر پیرس کے خاص قلعے سے ایک میل سے کچھ کم ہے اور شہر ادسی کو جو ریل جاتی ہے وہ اور شہر فون بلیم کو جو ٹرک جاتی ہے یہ سب اس کی زد میں ہیں اور سی کی ریل کی ٹرک کی دوسری جانب قلعہ مونٹروگ ہے جو شہر فونلوس کی ٹرک کے قریب ہے پھر اس کے آگے ایک اور قلعہ ہے جس کا نام ڈی وٹس ہے اور جو شہر چوروز اور شہر وارسلیر کی ریلوے کا محافظ ہے اور سب سے اخیر قلعہ ڈی ایسی ہے جو بلند میدان کی مغربی اٹار کی طرف ہے اور وارسلیر کو جو ریل اور ٹرک جاتی ہے وہ وٹس اس کی زد میں ہیں۔ اور پیرس سے نکل کر دیاتے سین کا جو پہلا سٹڈ ہے وہ بھی اس قلعہ کی زد میں ہے یہ آخری پانچ قلعے ایسے عمدہ جگہ پر بنے ہوئے نہیں ہیں وہ قلعے ہیں جو پیرس کے مشرق کی طرف اس کی حفاظت کے لئے ہیں۔ چونکہ جس میدان میں یہ بنے ہوئے ہیں وہ جنوب کی جانب بہت دور ٹمک چلا گیا ہے اور وہ میدان بعض جگہ سے اتنا بلند ہو گیا ہے کہ اس بلند سی پتے سے عین وہیں ہو گئے ہیں۔

مغربی جانب شہر پیرس جو با قصبہ ایسی سے قصبہ سینٹ ڈینس تک شمالاً دریائے سین کے دوبارہ واپس لوٹ آنے سے محفوظ ہے یعنی دریائے سین مغربی جانب پیرس کے بطور خندق کے اسطرح ہو گیا ہے کہ کھینک دشمن یہ دریا عبور نہ کر سکے مغربی جانب سے پیرس میں داخل نہیں ہو سکتا ہے یہاں آکر دریائے ایک دوسرا موڑ بن جاتا ہے اور کچھ قطع زمین مثل جزیرہ نمائے بانی سے محدود ہو جاتی ہے۔ اس جزیرہ نمایں جو پیرس کے مرکز سے عین مغربی جانب ہے ایک اور قلعہ بنا ہوا ہے اور اس کا نام مونٹ ویلین ہے۔ یہ قلعہ اس ریلوے کے قریب ہے جو شہر کلاؤڈ کو جاتی ہے۔ جبل ٹروچونے اس قلعہ کی توپوں کی عین زد میں ایک میدان لٹکرا کے لئے بنائے اس کی چاروں جانب خندقیں گھر دو ادوی تھیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ جب دشمن سے لڑتے لڑتے پیرس میں غلو و غراک وغیرہ بالکل نہ لے گی اور پیرس کے باشندے جب سپردگی کے لئے حیران کرنے لگیں گے تب یہاں آ جاؤنگا۔ یہ قلعہ نباتات خود ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ اور اس پر گولہ باری نہیں ہو سکتی تھی شہر پیرس اس قلعہ کی عین زد میں ہے۔

۱۵۔ ستمبر کی رات وہ جہتی فوج جس نے اسٹراس برگ کا محاصرہ کر رکھا تھا دریائے رائن کے بائیں کنارہ

قلعہ کسل کے مقابلہ میں اپنے توپخانہ کی باتریاں جانے میں کامیاب ہوئی ۱۷ ستمبر کو ۱۲ سو فرانسیسی فوج نے قلعے سے نکل کر اس توپخانہ پر حملہ کیا اور ان کے مقابلہ میں ریاست بیٹن کے جارسو باہمی تھے۔ بیٹن واپس اپنی جگہ پر قائم رہے اتنے میں پریشاکی اور فوج ان کی مدد کو آگئی۔ اور فرانسیسی فوج کو واپس بھگا دیا۔ اس مصافحہ میں فرانسیسی بہت قتل و زخمی ہوئے اور بہت سے دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ اور تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں۔ جرمنی فوج کی گولہ باری سے فضیل قلعہ میں ایک شگاف ہو گیا تھا دریا گراٹن کے بائیں کنارے پر جو دمے اور محلے تھے اب ان سب کو جرمنی توپخانہ نے گھیر لیا تھا جنہوں نے اب متواتر اور بربادی بخش گولہ باری جاری رکھی۔ فرانسیسی فوج بھی اس گولہ باری کا جواب دیتی تھی اور ان کی گولہ باری سے بعض اوقات جرمنی فوج بہت ضائع ہو جاتی تھی۔ شہر اسٹراسبرگ رات دن گولہ باری کی وجہ سے دھوئیں میں چھپا رہتا تھا۔ قلعوں کا بہت بڑا حصہ اب ملبہ ہو کر گر رہا تھا۔ ۱۷ ستمبر کو یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اگر جنرل ورڈر اپنے دو ہزار آدمی کو جان کے خطرہ میں ڈال کر حملہ کرے تو وہ شہر کو فتح کر سکتا ہے۔ جرمنی فوج نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ غبارہ پر چڑھ کے قلعہ میں جو بارود کا میگزین ہے اس میں غبارے سے آگ لگنے والے مادہ کا گولہ پھینک دیا جائے فوجی محاصرہ میں جو دمے اپنی طاقت کے لئے بنائے تھے ان سب میں آپس میں تلوار لگایا اور سب جگہ سے یہ تارجرمنی ہیڈ کوارٹر میں پہنچتا تھا۔ ۱۸ ستمبر سے ۲۶ ستمبر تک اسٹراسبرگ پر براہ گولہ باری جاری رہی اور جان اور مال کا بہت نقصان ہوا۔ بعض اوقات قلعہ میں سے فرانسیسی فوج نکل کر جرمنی فوج پر حملہ کیا کرتی۔ مگر ہمیشہ نقصان کثیر کے ساتھ ہٹا کر دی جاتی تھی۔

آخر کار ۲۷ ستمبر کی صبح کو ایک سفید جھنڈا جس کو ایک فرانسیسی افسر پکڑے ہوئے تھا قلعہ کی فضیل پر سے اڑا ہوا دکھائی دیا۔ گولہ باری فوراً بند کر دی گئی۔ اور محاصرہ میں اور محصورین کی گفتگو ہو کر شرائط پر مبنی تحریر کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔ شہر کے چھوڑ دینے کا بہت ائی معاہدہ جب مکمل ہو گیا تو فرانسیسی فوج نے ۲۷ ستمبر کی دوپہر کو شہر اسٹراسبرگ چھوڑنا شروع کر دیا۔ اس کو بہادر محافظوں میں سے اول جنرل آپرچ قلعہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے افسران اشاف تھے۔ اور جرمنی فوج کے کمانڈر جنرل ورڈر سے ملے گیا جنرل ورڈر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور آگے بڑھ کر جنرل آپرچ سے ملا اور اس سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد جنرل بیرل اور تمام افسران فوج قلعہ میں سے نکلے اور بعد ازاں تمام قواعداں اور بیباقا فوجی جھنڈے لٹے ہوئے

اور کندہوں پر ہتھیار رکے ہوئے نکلے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوائے معدودے چند سپاہیوں کے اس فوج کا بڑا نہایت خراب تھا۔ اور شرائط سپردگی کے خلاف اس طرح سے عمل کرتے تھے جنہیں صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ فوج اپنے افسران کی مطیع نہیں ہے۔ اور جنرل اپرج کی سپردگی کا سب سے بڑا سبب یہی ہوا (یعنی سپاہیوں کی نافرمانی و بے وفائی) دو تہائی سے زیادہ فوج شراب پی رہی تھی۔ اور شراب پینے والوں کی نہایت مدہوش ہو رہی تھی۔ جبکہ یہ فوج شہر کے برباد شدہ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو سیکڑوں فرانسیسی سپاہی بوجہ نشہ شراب کے اٹک کر گر پڑے اور ان کی رگیں اور ہتھیار تھکڑوں کی دیواروں سے لگ لگ کر پکنا چور ہو گئے اور بعضوں کے ہتھیار خندق میں گر پڑے۔ ایک پلٹن نے صرف یہ خوشی کا فرہ مارا کہ خدا اسطاعت جمہوری کو قایم رکھے! اسطاعت پریشا کو قایم رکھے! اور شمشادہ کو قایم رکھے۔ فرنگیوں نے بھی ان سپاہیوں کو باقاعدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی نہ ان کو ان کے ہتھیار برباد کرنے سے روکا اور جو کہ سپردگی کے شرائط کے بموجب جرم فاحان کو دینے چاہئیں تھے۔ پریشا اور بریڈن کی فوجوں نے جو فوج کا بیٹا بامہ بچایا بہت سے فرانسیسی سپاہی اس پرنا چنے ہی لگ پڑے۔ بعض سپاہی گھانچے لوٹ گئے اور ناقابل فہم الفاظ کھانے لگے۔ بعضوں نے جرمنی سپاہیوں سے معافیت ہی کرنا چاہا اور جرمنیوں نے ان کو جھڑک کر الگ کر دیا۔ یہ تمام نظارہ بہت ہی تکلیف دہ اور نفرت انگیز تھا اور ان کے چال و چلن سے فرانسیسی فوج سے نفرت ہوتی تھی۔ جنرل اپرج بھی جنرل دروٹسے ملاقات کرنے کے دوران میں اس فرانسیسی فوج کے طرز عمل سے بہت دل ہی دل میں شرمندہ ہوتا تھا۔

سپردگی کے بعد شہر اسٹراسبرگ کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ اسٹراسبرگ کے مغربی اور شمالی مغربی مضافات تو بالکل ویران ہو گئے تھے محلہ فاہرگ نیشنل تو جیکے بالکل جلا ہوا علیحدہ ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا اور محلہ پیری جس جگہ آباد تھا وہ بالکل ویران ہو کر دماں سیدان نکل آیا تھا۔ اس میں نہایت بلند و ساختہ بریسے خوبصورت خوبصورت مکانات اور عمارات تھیں جن پر سیکڑوں روسے صرف ہوئے تھے۔ اس کی بجائے اب صرف یہ رہ گیا تھا کہ کہیں کہیں کوئی دیوار کھڑی نظر آ جاتی تھی یا لوہے کے چیلے ہوئے ٹکڑے نظر آتے تھے یا رکھ کے ڈھیر نظر آتے تھے تفصیل شہر پر اگر کوئی دیکھتا تو فاہرگ اس طرح سے نظر آتا تھا گو یا کوئی دبا ہوا شہر معلوم ہو رہا ہے اور اس کا علیحدہ دیکھو دیکھو کے ڈالا جا رہا ہے۔ اس قدر کامل اور پوری بربادی اسکی ہوئی تھی کہ اگر کوئی صحیح یہ کہتا اب سے چھ ہفتہ پیشتر تو نہایت

خوبصورتی سے آباد تھا اور یہاں بڑے مخیر لوگ رہا کرتے تھے اور روپے کے لین دین کا کاروبار یہاں خوب
 ہوا کرتا تھا خوشایہ کسی کو شبخبل یقین آتا۔ جدھر آنکھ اٹھا کے دیکھتے سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نظر
 نہ آتا تھا۔ بڑے بڑے بیچ اور مکانات جو گر گئے تھے یا اب گر رہے تھے۔ مکانات گر جا۔ اور کارخانجات
 اور قلعہ کی فصیلیں یہ سب گر کر کے خاک ہوتے جاتے تھے اور درختوں کا یہ حال تھا کہ کوئی بالکل ہی
 گر گیا تھا اور کوئی گرنے کی حالت میں تھا۔ انیسویں صدی کا یہ کیسا غلغلہ نظر آ رہا تھا۔ ہمارے زمانہ میں
 تہذیب کو جو ایسا مکمل سمجھ لیا گیا ہے اور سائنس (علم) کی ہر شاخ میں ترقی ہو رہی ہے اس بربادی کو
 سوائے اس کے اور کیا کہا جاوے کہ یہ بربادی بھی ایک ضمیمہ تہذیب ہے۔ ہماری فخریہ ترقی کا یہ نتیجہ ہوا
 کہ لاکھوں روپوں پر پانی پھر گیا اور لاکھوں کی لاگت اور بڑی محنت اور قتل سے جو اشیاء قیمتی
 گئیں تھیں وہ یوں برباد کر ڈالی گئیں۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ حقیقت جنگ تمام بے وقوفوں سے بڑھ
 کر بیوقوفی اور تمام چیزوں سے بڑھ کر جرم ہے۔ ہمیں اس جگہ اس بحث سے کیا غرض۔ اب ہم اپنے کام
 کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ اسٹراسبرگ کا قلعہ بالکل راکھ کا ڈھیر نظر آتا تھا۔ شہر کا اندرونی حصہ گوس قلعہ
 برباد و توفین ہوا تھا جتنا کہ اسٹراسبرگ کے مضافات اور دیگر قرب و جوار کی عمارات ہوئی تھیں لیکن
 چونکہ یہ درمیان شہر میں تھا اس کا بھی بہت نقصان ہوا۔ محلہ کلیلیلیٹ میں جو نہایت شہرہ آفاق پڑا تھا
 وہ بنیاد سے چھت تک بالکل برباد ہو گیا تھا۔ گر جا اور شہنشاہی محل اور اعلیٰ اعلیٰ عمارات تمام بچنا چڑ
 ہو رہی تھی۔ نہر کے تین یا چار پل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئے تھے اور بعض عالیشان مکانات ایسے ٹکڑے
 ہو گئے کہ مجبوراً ان کو اسی وقت گرا دینا پڑا۔ شہر میں تمام شہر کی بوجہ گولوں کے گرنے کے اکھڑ چکی تھی
 ہوئی تھیں اور گڈھوں پر گڈھے ہو رہے تھے۔ شہر کا باغ و دران محاصرہ میں قبرستان بنا لیا گیا تھا اور اب
 وہاں تمام سپاہیوں اور سولین اور مرد و عورت اور بچے وغیرہ کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ بالخصوص یہ کہ
 اس شہر و زمانہ شہر اسٹراسبرگ پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بیان کرنے کے لئے کافی الفاظ
 نہیں ہیں۔

گولباری سے اسٹراسبرگ میں جو نقصان ہوا اس نقصان کی میزان بہت زیادہ ہے۔ شہر کے چاروں
 مکانات برباد ہوئے اور ستر سو شہری آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اور آٹھ ہزار آدمی بے گھر ہو گئے۔
 اسٹراسبرگ کے نقصان کا اندازہ اٹھارہ کروڑ فرانک یا ستر لاکھ پونڈ اور ستر لاکھ پونڈ کے درمیان

کیا گیا تھا۔ یہودیوں کے محلہ میں اور ماہی گیروں کے محلہ میں اور محلہ سائے سینٹ نکولاس اور کنگس سٹ
اور بروکلی میں اور سائین اسٹریسی کے قریب بہت ہی سخت نقصان جان و مال ہوا۔

فصل ہشتم

پیرس کے سامنے لڑائی۔ شہنشاہ نیپولین کا تحریری اعلان

وجہ نہیں لڑائی

جرمنی فوج اب پیرس کی جانب بڑھی جا رہی تھی اور اُس کے روکنے کے لئے اب ایسی کوئی فرہنگی
فوج نہیں رہی تھی کہ جو قواعد ان فوج کی جاسکے۔ اس لئے ستمبر کے اخیر میں جرمنی فوج نے پیرس کا پورا
محاصرہ کر لیا اور بیرونی دنیا سے پیرس کے تمام تعلقات مسدود ہو گئے۔ بے شمار قواعد و سپاہی
کہ جنہوں نے گذشتہ غوزیز لڑائیوں میں فتح پائی تھی۔ اس شہر کے چاروں جانب پڑی ہوئی تھی اور فوج کے
آٹھ یا ۱۰ کورز تھیں جن کی تعداد دو لاکھ دس ہزار سے دو لاکھ چالیس ہزار تک تھی اور شمال مشرق سے
جنوب مغرب تک پیرس کو گھیرے ہوئے تھی۔ ریل کی سڑکوں پر سالہ سواران محاصرہ کئے ہوئے
تھے۔

۳۔ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے زیر کمان جنرل دینوئی اور جنرل ڈوکروٹ فوج محاصرین پر حملہ کرنے کی
کوشش کی۔

قلعہ آٹوری اور مان ٹروگ سے آن پہنچنے والی فوجوں کی گنتی جو قبضہ چوزی لی روئی
سے قبضہ لاسے تک پھیلے ہوئے ہیں تاکہ جرمنی فوج کی توجہ ایدھر منتقل کر کے لانگ بوٹ کے میدان پر
حملہ کر دیا جائے۔ دریائے سین کی وادی اور اوس وادی کے درمیان جس پر شہر بیوری آباو ہے ایک
ہماڑی حائل ہے جسکی چوٹی بہت چوڑی ہے اور یہ ۳۰ میل تک عریض ہے اس کے مشرق کی طرف
دریائے سین کی جانب قبضہ چوزی لی روئی سے ذرا ادھر موقع تھما اس آباو ہے۔ اور مشرقی طرف شہر
بیوری کی جانب لاسے آباو ہے۔ دینوئی کی غرض یہ تھی کہ شہر چوزی لی پر قبضہ ہو جائے۔ اس لئے وہ پچیس ہزار
فرانسیسی فوج ہمراہ لے کر سامنے بڑھا۔ اور جنرل ڈوکروٹ مغرب کی طرف شہر کو کچال کی جانب دشمن

کی دیکھ بھال کے لئے چلا۔ اور جنرل ڈیکسی نے شہر فونٹ کے سامنے اسی غرض سے کوچ کیا۔ فونٹ پر دریائے سین اور مارن کے اتصال پر اور فرانسیسی فوج بھی پڑی ہوئی تھی شہر ڈینس سے آگے شمال کی جانب بھی فوج کو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے کوچ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ علاوہ پچیس ہزار فوج متذکرہ بالا کے ۲۰-۱۰۷ اور ۱۰۷-۱۰۷ اور ۲۴-۵۰ اور ۱-۵۱ اور ۹۰-۹۰ فوجیں بھی سٹریٹز اور پل کے ساتھ اس حمل میں مصروف تھیں اور بہت سی نئی بھرتی شدہ فوج کے سپاہی بھی اس میں شریک تھے اور یہ سب فوج قلعہ تائیسی کے عقب سے قلعہ منٹروگ تک پھیلی پڑی تھی۔ فوجی رپورٹ کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جنرل وینوٹی کا یہ ارادہ تھا کہ اگر ممکن ہو سکے تو قصبہ بات۔ لاسے اور چوبلی۔ تھیاں اور چوبلی پر قبضہ کر لیا جاوے چوں کہ اس قبضہ کرنے سے شہر وارسلیر کے ساتھ آمد و رفت کی راہ جاری ہو سکتی تھی۔ اول تو اس فرانسیسی فوج کو چار ایک شب پہلے قلعہ بات آئیوڈی بشپری۔ اور منٹروگ کے پیچھے جمع ہوئی تھی پھر کاسیانی حاصل ہوئی فوج گلیمبرگ بیکینڈ اور ۳۵-۴۲ اور ۴۲-۴۲ سے چوبلی پر قبضہ کر لیا اور ڈھوئی کے ڈویژن فوج نے تھیاں پر قبضہ کر کے تھوڑے عرصہ کے لئے جرمنی تو پھانہ کی ایک باٹری پر قبضہ کر لیا مگر توپوں کو نہیں بچا۔ اس فوج پر اب پریشا کی تیس ہزار فوج نے حملہ کیا جنرل ڈیکسی جو شہر کی ٹیل کی طرف لڑ رہا تھا اس کو بھی آگے ہٹنا پڑا لیکن جنرل ٹروچ فوج کے اس طع اڑنے سے خوش ہوا اور اس نے فوج کے طرہ عمل کی تعریف کی۔ فرانسیسی باٹری ہزار فوج دشمن کی دیکھ بھال کے لئے بھیجی تھی لیکن پریشا والے زیادہ تعداد بتلائے ہیں جرمنی کی فوج کے دستو یا ایک ہزار آدمی مارے گئے اور فرانسیسی فوج کے بارہ سو آدمی قتل و گرفتار ہوئے۔ یہ لڑائی اس طع شروع ہوئی کہ صبح ہوئے ہی قلعوں سے گولہ باری شروع ہو گئی اور پھر پیدل فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا اور میدانی تو پھانہ نے شہر چوبلی کے سامنے گولہ باری شروع کی اور پیدل فوج تین لائن میں ہو کر آگے بڑھی۔ اس پیدل فوج کا تین منہ حصہ سرک پر ہوتا ہوا اس پہاڑی کی چوٹی تک گیا جو وادی بویری میں ہے اور جو در میان قلعہ ہائس بروری اور قلعہ لاسے کے واقع ہے۔ اور پیدل فوج کا میسر شہر فائنٹ ملیکی سرک پر ہو کر شہر لاسے کی طرف گیا۔ باوجودیکہ جرمنی فوج کے ۶۰ کوزے چوبلی میں سے گھرے اور دیواروں کی آڑ میں سے فرانسیسی فوج کی مدافعت کی لیکن ۳۵-۳۵ فرانسیسی فوج نے آگے بڑھ کر شہر چوبلی سے لیا۔ فوج میسرہ جو زیر کان جنرل ڈھوئی تھی اس کو کامیابی کم ہوئی۔ چونکہ اس فوج پر لاسے سے چوبلی کے سخت گولہ باری کی۔ جب فوج میمنہ موضع تھیاں میں پہنچی تو وہاں پر جرمنی کی بہت فوج دکھائی دی اور چونکہ

جنرل وینوٹی کو، ورزیا دھمک دینے کی ہدایت نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ دشمن کی دیکھ بھال کر کے فوج پرستیہ کی تعداد معلوم کریں اور ان کو ذرا سی بھڑکا دے۔ اس لئے جنرل وینوٹی پہنچے بہت آیا۔

یکمراکتہ برکوشہادہ نیپولین کا اعلان شائع ہوا۔ یہ برعنوان "خیالات شہنشاہ فرانس" طبع ہوا تھا۔ اور اس کا دیباچہ اس طور سے شروع ہوا ہے کہ ایم جوئس فادر نے جو گفتگو کوئٹ ہمارک سے صلح کے لئے کی تھی اور اس میں ناکامیابی ہوئی، ہمارک نے اس بات کی ٹھیک رپورٹ ولشٹیہ میں شہنشاہ کے پاس فوراً بھیج دی تھی۔ شہنشاہ نے اس پر غور کر کے ایم ڈی کاسلنا کے ہاتھ مفضل ذیل نوٹ خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر پریشیا کے سید کو ایڈریس بھیجا جسکا مختصر خلاصہ منبیل ہے۔

”مجھ پر یہ سب سے قہر سے مجھ کو اپنی تلوار شاہ پریشیا کو سپرد کرنے پر مجبور کر دیا۔ شاہ پریشیا مجھ اپنے قیدی کو ہر صدمہ سے بچنے کے لئے جبرستی ملک فرانس پر برپا کر رہی ہے اور جسکو شاہ مذکور جبرستی کے فوائد کہتے ہیں مطلع رکھتے ہیں یا جیسے میری رائے ہی جیسی کہ اب کوئٹ ہمارک کے خطوط سے اور تصدیق ہو گئی ہے۔ مجھ کو مطلع رکھنا پڑتا ہے۔ ہم سب تبریک قومیں نے اپنے خیالات یوں محفوظ رکھے تاکہ شہنشاہ بگم کو ملک کی خواہش کے موافق عمل کرنے کی پوری آزادی دے۔ لیکن ہم سب تبریس میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ فرانس اپنے اصلی حدود سے اپنے دشمنوں کو نکال دے۔ گو فرانس نے میرے خاندان کے حقوق زائل کر دیئے ہیں۔ فرانس بے شک ایسے کوئی شرائط قبول نہیں کرے گا جس سے اس کے ملک کی آبرو جاوے۔ اور شاہ جبرستی نے بھی یہ وقت ملاقات یہ تذکرہ کیا تھا کہ وہ بربت فرانس کی بربادی کی اس سے اتحاد ہونے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اگر شاہ کے حقیقت یہ خیالات ہیں تو ان کے علمبرآمد کے لئے کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی۔ فرانس اور جبرستی کے دو پرچم علما شیعے اور جواب برباد ہو گئے ہیں۔ فرانسیسی بیٹیک عقائد ہی کا ثبوت دیکھ کر ان کے رکھنے پر اصرار نہ کریں گے۔ اور صلح اور اتحاد و ہر حال میں بہتر ہے ورنہ دوسرے حال میں تو اس قسم کی جنگ سے جیسا آج کل فرانس اور جبرستی میں ہو رہا ہے سوائے اس کے اور کوئی انجام نہیں ہو تا کہ ایک ملک بالکل برباد ہو جاوے۔ فرانس پر جو مصیبت پڑ رہی ہے اس کا تمام سبب یہ ہے کہ فرانسیسیوں میں پولیٹیکل اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر اب صلح نہ کرنی گئی اور جنگ ہی جاری رکھا گیا تو یہ بات جبرستی اور فرانس دونوں کے لئے بہت ہی بربادی بخش ثابت

نیپولین

مقام دلمشوی - ۲۰ رشتہ ۲۰ - ستمبر ۱۸۰۶ء -

وہج کے پہاڑوں میں لڑائی

سیدان کی لڑائی کے بعد چند فرانسیسیوں نے جرمنی فوج سے لڑنے کیلئے اپنا ایک دستہ فوج بنا لیا تھا جو فرینکس ٹیریر کہلاتا تھا۔ اس دستہ فوج میں خاصکر وہ آدمی تھے جو فرانسیسی لشکروں میں سے ہمارے گئے تھے یا جو فوج سے بچ کر بچھے رہ گئے تھے۔ اور ان فرینکس ٹیریر کی لڑائی کا طریقہ وہ تھا جس کو گوبلا کہتے ہیں (گوبلا اُس قسم کے حملہ کو کہتے ہیں کہ کئی کچکا وہ میں بیٹھ کر دشمن کی جھڑپی میں اُس پر حملہ کر دینا) رفتہ رفتہ یہ دستہ فوج بڑھتا گیا اور آخر کار اُس کی کئی پلیٹین مقرر کی گئیں۔ جرمنی کا نڈروں کو ان کے اس طریقہ جنگ پر نہایت غصہ آیا۔ اور بیڈن کی ایک بڑی مضبوط فوج پر بھروسہ کر لیا کہ ان کو آخر غلطی سے مقرر کیے ان فرینکس ٹیریر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ ملک کو ان کے وجود سے مبرا کر دے اور ان کا ہیکل انتشار ہو جاوے۔ یہ جرمنی فوج تین حصہ ہو کر روانہ ہوئی اور یہ قرار دیا تھا کہ ہر تینوں حصوں میں سے ایک حصہ راڈن لی ایٹپ اور شہر ایٹوال کے درمیان آپہنیں جمع ہوں۔ ان پہاڑوں کے درست بہت دور تک بشکل عبور ہوئے اور ان میں سے بہت سے درخت وغیرہ کاٹ لئے گئے تاکہ کارروائیوں کے لئے راستہ ہو جائے۔ ان دروں کے بچاؤ کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی سوائے اس کے کہ قبضہ بینسٹا پلیس اور ہولوا کی سڑک پر موضع چینی پر پہلے کتہر کو فرانسیسی فوج نے مقدمہ لکھ دیا۔ لیکن فرانسیسی بڑی آسانی سے بھاگ گئے۔ اسی دن جرمنی کی اُس فوج نے جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی قبضہ کالس اور یٹروچی کے درمیان فرینکس ٹیریر سے مقابلہ کر کے ان کو کامل شکست دی۔ کتہر کو قبضہ انوں پر بہت خفیف لڑائی ہوئی جبکہ فرانسیسی قابض تھے لیکن جبکہ جرمنی کی فوج کے تینوں ڈویژنوں کے افسر ایک ایک جگہ ہی آگئے۔ تو فرانسیسیوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ شہر کے ایک کنارے اور نیگل اور مضامات کے سکاؤٹس آگ برسانے کے بعد فرانسیسی منتشر کر دیئے گئے۔ کتہر کو تیسرے ڈویژن کی مینہ فوج پر ایک قواعد اول فرانسیسی دستہ فوج نے حملہ کیا جو شہر پر وریس اور رابر دلیکے جنوب میں سے جلدی سے آگئی تھی۔

منہدم کر ڈالیں۔ ان وہمات پر قبضہ کر کے اُس نے ایک بڑی فوج دہنی جانب دریا سے سول کے قریب بھیجی اور یہ فوج وادی سول تک پہنچی اور پش پال کے توپخانوں نے دریا کے دو توجاں سے گولہ باری کر کے کہا اس فوج کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اور جرمنی فوج کی ۱۰۰ آرمی کورز لینڈ وہیر کے دو بریگیڈوں نے انگریز ہیکل اس فوج کا نایب بھادری سے مقابلہ کیا۔ ۵۸۔ لینڈ وہیر رجٹ کے فیو ریل پلٹن جرنی کی فوج کے توگو یا نام کے سپاہی ہی مامے گئے۔ اس رجٹ کی دوسری پلٹنوں اور ۵۹۔ لینڈ وہیر رجٹ کے بھی بہت سے آدمی کام آئے۔ آخر کار پہلے ہی کے قریب ۱۰ آرمی کورز اور لینڈ وہیر رجٹ نے برابر بڑھے جا کر فرانسیسی فوج کو ہنگامہ جرنی اور فرانسیسی فوج کے ان گاؤں میں ہندو کی نوکوں سے بہت دور تک دست لڑائی رہی۔ ۵۰ لینڈ وہیر ڈویژن کا کمانیر جنرل ون براندٹ اسٹائن بھی زخمی ہوا جرمنی فوج کی کامل فتح ہوئی جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا کثرت سے سپاہی مارے گئے اور بہت ہی مجروح ہوئے فرانسیسی فوج کا نقصان اس سے بھی زیادہ ہوا۔ فرانسیسی فوج کا نام سیدانی توپخانہ اور فوج پیدل رٹے کے لئے نکل آئی تھی اس کے علاوہ کلمہ سینٹ جولین اور قلعہ سینٹ الائی سے بھی گولہ باری ہوتی تھی۔ جرمنی کی کل ۱۰ اور ۳ آرمی کورز اور لینڈ وہیر ڈویژن مصروف کارز تھی۔ ۱۰۰ آرمی کورز کا جنرل ون وٹمان سب فوج کا فیر اعلیٰ تھا۔ فرانسیسیوں نے اس طرح شہر دہنی ۱۰ شہر تیس۔ اور چارلی۔ اور لا اور ہر جگہ کیا تھا۔ قلعہ سینٹ جولین کے شمال مشرق کی طرف آباو ہیں مگر وہاں سے فرانسیسی فوج رات ہوتے ہی پسا ہوئی۔

۵۔ اکتوبر کو فرانسیسی جنرل ریان نے معتین بریگیڈ سومان اور پیدل اور ۳ بائری توپخانہ کے شہر توڑے کی جانب کوچ کیا۔ سات بجے صبح کو وہ موضع چاہیس کے پاس پہنچا۔ سواران کے ایک اسکواڈرن نے اگلے پلو کو گھیر لیا اور ریل ویدین رجٹ کے پانچ سپاہی گرفتار کر لئے۔ باوجودیکہ جرمنی توپخانہ سے گولہ باری ہو رہی تھی اور جس کی گولہ باری سے کئی فرانسیسی توپیں ناکارہ بھی ہو گئیں تھیں لیکن تاہم یہ فرانسیسی فوج آگے بڑھی چلی گئی۔ اور جنرل ریزاری کے بریگیڈوں نے دہنی جانب سے اس قصبہ کے گرد چکر لگایا جرمنی فوج کے ۴ سو پانچ سو سوار تھے اور دوسرا پیدل تھے ان کو مجبوراً پیرس کی جانب بہت جلدی جلدی واپس آنا پڑا۔ فرانسیسیوں نے توڑے کے باہر جا کر تین باجا لگئے۔ تک جرمنی فوج کا تعاقب کیا۔ بعد اس کے فرانسیسی فوج بوجھنک جانے کے مقیم ہو گئی جنرل ریان نے دیکھ بھال کر کے دشمن کی پوری طاقت معلوم کر لی تھی اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ اس فوج کے ہمارے برنس البرٹ آف بکس سینٹین اور پرنس کیس آلسن برگ بھی ہیں اس لڑائی میں جنرل ریان نے جرمین سے

ایک گڈ شوٹی بھی چھینا جس میں ۱۸۷ گالیں اور ۲۰ ہینٹس تھیں اور یہ گلہ شہر انجینی کو بھیج دیا۔

فضل نام

محاصرہ آئے شہر پیرس شہر سوئی سنس اور شہر مچی۔ اور جنگ آریلفز۔

شروع الٹو بریں جبکہ پیرس محصور رہا تھا باشندگان پیرس میں بے جا جوش اور استقلال تھا کہ عوام کی صدا یہ تھی کہ جنگ جاری رکھا جائے اور ہم اپنے نہیں ہرگز سپرد نہ کریں گے جبکہ پیرس کا محاصرہ اول ہی اول ہوا تو شہر میں نہایت سی بیض نظام پھیل گئی لیکن پھر غلام ہو گیا۔ غلامی اور سامان جنگ بیٹے گولہ بارود کا پینڈہ لگا لیا گیا کہ یہ سامان اس قدر موجود ہے کہ وہ جیسے تک باشندگان پیرس کو کافی ہو گا۔ اور پیرس میں کم سے کم چار لاکھ پچاس ہزار سلع آدمیوں کی فوج موجود تھی اور اسی قدر آدمی اور بھی تھے جسے فوج بھرتی ہو سکتی ہو تو بھرتی نہیں اگر یہ ذرا سا بھی شہر ہو جائے جیسی فوج ہے تو قلعوں سے فوراً گولہ باری ہوتی تھی اور دریائے سین میں چوکی لگتی تو پورا پورا تھی وہ کسی جرمن توپخانہ کی باڑی کو بلن میدان سیو بس میڈون پر نصب نہ دیتی تھی لیکن جس کا نام محاصرہ ہے وہ یہاں پورا پورا نہیں ہو سکا ہو نہ کہ یہاں سے بیرونی دنیا کو خطوط وغیرہ بھیجنے کے بہت سے وسائل تھے اور بعض بڑے عجیب تھے مغل ان کے سب سے عجیب ذریعہ آمد و رفت کا غبارے تھے جن میں مسافر خطوط پیرس سے بیرونی دنیا آتے جاتے تھے۔ نامہ بر کبوتروں کے ذریعے بھی بیرونی دنیا سے خط و کتابت جاری تھی۔ اور پیرس کے باہر جیسی توپیں ٹیڑھ و تخت سے بھاری بھاری توپیں قلعوں کے مقابلہ پر جانے میں مشغول تھیں۔ فرانسیسی قلعہات پر کل توپیں ۱۰۰۰ تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قلعہ چارٹن پر ۲۰ توپیں تھیں اور قلعہ ون سنس پر ۱۱۷ اور ٹوینٹ پر ۵۳۔ اور روزنیس ۲۰۔ اور روزنیس کی سک میں ۵۷۔ روزنیس کی ۱۸۷۔ اور ویلےزنیس ۲۲۔ بیٹ ڈینس میں ۵۲۔ لاپچ سیٹ ڈینی میں ۲۲۔ سوٹ ویلےزنیس ۱۹۹۔ ایسی میں ۲۰۔ وانویس میں ۲۵۔ مائٹروگ میں ۲۳۔ بیٹری میں ۲۰۔ اور قلعہ ایڈری میں ۲۰۔ توپیں تھیں۔

۷۷۔ شہر کو شہر سوئی سنس کا محاصرہ شروع ہوا۔ پریشا کی بیج سے شہر میں سے اگر تمام دیہات پر قبضہ کر کے اس بلندی پر قبضہ کر لیا جس کی نزد میں ریلوے اسٹیشن تھا۔ اس فوج میں بہت سے رسالہ سواران اور کئی ہزار فوج پیدا تھی اور توپخانہ بہت کم تھا۔ فیصل شہر سے پریشا کی فوج درختوں اور غنڈوں کی آڑ میں ایسے اسٹیشن کی جانب

برہمنی ہوئی دکھائی۔ تین۔ فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر اس فوج پر شیا کا مقابلہ کیا اور اپنے توپخانہ سے سرک کے
 آن تمام درختوں کو گرادیاجو دن پر گولہ باری سے روکتے تھے۔ یہ لڑائی ایک بجے دوپہر سے صبح کے چھ بجے تک
 رہی۔ لڑائی کے شروع ہونے ہی فرانسیسی فوج ہندوہوں لائن کا کمکڈرڈین ٹانگ میں گولی گئے سے مجروح ہو
 ابھی لڑائی جاری ہی تھی کہ جرمنی فوج کے ایک دستے جس میں تین سو آدمی تھے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔
 دوسرے دن ۲۵ ستمبر کو پھر لڑائی شروع ہوئی اور فرانسیسی توپخانہ کی گولہ باری سے فوج پر شیا کا بہت نقصان ہوا
 اسی تاریخ اور بہت سے دیہات پر حملہ کیا گیا اور شہر میں کی سرک پر قبضہ ہو جانے سے پرشیا کی فوج پیرس
 کی سرک تک قابض ہو گئی۔ ۲۶ ستمبر کو پرشیا کی فوج نے کٹے ہوئے درختوں کی آڑ میں اور تھوڑا تھوڑا آگے بڑھنا
 شروع کیا اور ان کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایک توپخانہ کی بائری موضع ویلونیو کے سامنے نصب کیا
 جاسکتے ہیں۔ جو دریا ایزن کے بہت خوبصورت پہل کے قریب ہے اور ماخوس کہیں پہل کو تین گھنٹے ہوئے
 باروہ سے اڑا دیتا تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس جگہ سے پرشیا کی فوج کو ہٹانے کا ارادہ کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کیا
 اور جرمنی فوج جہاں مقیم تھی یہ جگہ اس قدر بلند تھی کہ قلعہ کی فصیل کے تمام فرانسیسی گولنداز نظر آتے تھے اور جرمنی
 کی فوج ان پر گولہ باری کرتی تھی۔ فوج پر شیا آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی کہ ان کے درمیان اڑنے والے گولوں اور
 گرا ب کی ایک بوچھاڑ کے پرشی اور پگرا ڈی۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے کم عرصہ میں قلعہ جات سینٹ جین اور سینٹ
 اورگٹ سینٹ مارٹن سے ڈیڑھ سو گزے جرمنی کی فوج پر برساٹے گئے۔ اس کے بعد قلعہ گیٹ سینٹ مارٹن سے
 ایک فوج نے نکل کر اس پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج بہت بہادری سے لڑی لیکن جرمنی فوج جگہ بگہ مقیم تھی وہ بڑی
 مضبوط جگہ تھی اور اس کے گروخندقیں کھودی ہوئی تھیں۔ اس لئے فرانسیسی فوج جرمنی فوج کو اس جگہ سے
 ہٹانیں سکی اور اس لئے ایک گھنٹہ کی لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج مجبوراً سوسے سنس میں پھر داخل ہو گئی۔
 فرانسیسی فوج کے ۲۰ آدمی مارے گئے اور ہاتھ یا تیرہ زخمی ہوئے شہر میں کے باہر جو آبادی ہے چوٹا س میں
 پرشیا کی فوج بنا دیتی تھی اس لئے فرانسیسیوں نے اس آبادی کو بالکل جلا ڈالا۔ ۲۷ ستمبر کو یہ خیف جنگ شروع ہوئی
 تھی اور دوسری شام کو ختم ہوئی شہر میں کے باہر دوسو گھر تھے اور وہ ایک تھوڑے سے عرصہ میں بالکل جلا ڈالے
 گئے۔ اس آبادی میں کئی کارخانہ تھے اور ایک لوسہ کا کارخانہ۔ ایک چکی اور جسے نہایت عایدان کانات
 تھے۔ انیسویں جس جگہ دو گھنٹے پھر شروع ہوئی اور امید اور محنت اور بہتر فیاضی اور دولت تھی وہ جگہ وہ تین ہی گھنٹے کو
 عرصوں میں تباہ ہو گئی۔

قلعہ سے گولہ باری کر کے فرانسیسی فوج نے ایک کارخانہ خالین اور ان تمام کھانات کو جو ریلوے اسٹیشن کے نزدیک تھے بالکل ویران کر دیا۔

۱۳۔ اکتوبر کو چار دن کی گولہ باری کے بعد گرینیڈ ڈپوک آف میکلنگ (۱) فرسٹ جرنی نے شہر اور قلعہ سوئی سنس پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ کی تمام فوج جس کی تعداد چار ہزار تھی گرفتار ہوئی اور ۱۴۰ توپیں جرنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

شہر بھی کا محاصرہ وسط ماہ اگست میں کیا گیا۔ اور جرنی فوج نے ۲۴ اگست کو قلعہ پر بائری توپخانہ سے گولہ باری شروع کر دی۔ جرنی کی فوج محاصرہ میں ۴۔ درمیں برگ فوج اور ۴ یو پرن فوج کی دو ہلکتیں تھیں۔ ۲۴ ستمبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جرنی فوج پر حملہ کر کے پھر قلعہ میں لوٹ گئی ۱۱۔ اگست کو اور پھر ۲۴۔ اگست کو قلعہ سے فوج نے نکل کر پھر حقیقت جنگ کی۔ فرانسیسی فوج ہر حملہ میں ہٹا ہوا قلعہ میں لوٹ جاتی تھی اور دونوں جانب نقصان بہت کم ہوتا تھا۔ ۱۱ تا ۱۲ ستمبر سے ۲۰۔ ایک بڑی سخت گولہ باری رہی جس کی وجہ سے کئی توپیں بھی ناکارہ ہو گئیں اور شہر کے ایک سو پینس گھر جل کے خاکستر ہو گئے اور قلعہ کا بڑا محل بھی گر پڑا۔ میں ہزار گولے چلانے کے بعد جرنی توپخانہ پر کاربہ لگایا اور شہر پر شیل بھیج دیا گیا۔ درمیں برگ کی فوج بھی دس پینس بھیج دی گئی اور یورپا کی فوج نہایتی اور دیکھ بھال کے لئے مقیم رہی۔ ۲۵۔ اور ۲۶ ستمبر اور یکم اکتوبر کو فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکل کر جیس سوار اور پیدل شامل تھے محاصرہ پر حملہ کر دیا اور جرنی کے توپخانہ کی بائری اور درے سب کو توڑ گئے اس قلعہ کی شکل جیلٹر کے عیو دی ہے۔۔۔ فٹ بلند ہے اور برج پر توپیں چڑھی ہوئی ہیں اور قریباً ناقابلِ تسخیر ہے۔ اس میں دہزار فرانسیسی فوج مقیم تھی۔ اس شہر کے فوج میں دو قانون کی زبان جرنی ہے۔ لیکن ان کی رگوں میں فرانسیسی خون اور جوش بہت بہا رہا ہے۔

۲۔ اکتوبر کو فوج پر شہر نے مختلف اطراف سے اگر شہر میں اس پر اس محبت سے قبضہ کر لیا کہ جو نگہبان گرجا اعظم کے مینار پر اس غرض سے مقیم تھا کہ دشمن کے دیکھتے ہی خوف کا بلبل بجا دے وہ بھی خوف کا بلبل نہ بن گیا۔ اسکا اور حکام میں پسپائی فوج پر شہر کا بڑھنا درو ک سکے۔ پر شہر کی فوج نے فوراً اسکان ہوٹل ڈی زیل پر قبضہ کر کے فرانسیسی جہتہ اجڑا دیا تھا نیچے گرا دیا۔ مگر شہر کے حاکم کی درخواست پر ۲۰۔ فرانسیسی سپاہیوں کے متعین اس سب سے نہیں لگے تاکہ شہر میں بد نظامی نہ ہو جاوے۔ فوج پر شہر کے خزانے کے کما کما میں شہر میں اس کو مٹا اور سلاخی کے لئے مرکز فوج بنانا چاہتا ہوں تاکہ یہاں سے حسبِ ضرورت گروہ فوج میں غنائی فوج کیلئے بھیجا جاوے۔

اور اس نے باشندگان شہر سے درخواست کی کہ وہ اپنی دکانیں کھلی رکھیں چونکہ جرمنی فوج کو حکم دیدیا گیا کہ جو مسلمان خریدے اسکے دام فوراً ادا کرے۔

۸۔ اکتوبر کو جرمنی کی فوج نے شہر اپرن پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج کو ہٹا دیا۔ فرینکس ٹیریر اور گارٹس سوبائل فوج فرانس نے اس جنگ میں ٹہری بہادری دکھائی۔ جانین کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

۹۔ اکتوبر کو فرانسیسی عارضی گورنٹ کے دار الخلافہ شہر ٹورس میں گریبالڈی داخل ہوا۔ گریبالڈی ایک محب الوطن اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس نے فوج جمع کر کے شہر اے میں جزیرہ سلی کو فتح کر لیا تھا اور وہاں کا اعلیٰ حاکم بھی ہو گیا تھا لیکن اسی سال اس نے ہتھیار دیدیا۔ بعد اس کے وہ جزیرہ کپریا میں چلا گیا اس کے بعد شہر اے میں سبکی میں پھرا آیا اور وہم پر حملہ کرنے کیلئے ایک فوج جمع کی۔ لیکن اسی سال شہر سپریش میں اسکو شاہی فوج نے شکست دی جس میں گریبالڈی زخمی ہو گیا۔ شہر اے میں وہ پچکے علاقہ میں داخل ہوتا ہوا گرفتار کر لیا گیا اور بعد قید سی کے جزیرہ کپریا کو بھیجا گیا۔ از سرجم) یہ اٹلی کا محب وطن کپریا سے اس شخص سے آیا تھا کہ فرانسیسی سلطنت جمہور کو دوسے کے جرمنی حملہ آوروں کو ملک فرانس سے نکال دے۔ گریبالڈی اس طبع بلا خبر آگیا کہ یلو سے اسٹین پر کوئی اس کے استقبال کو بھی نہ جاسکا۔ فرانسیسی فوج کا ایک ٹنٹ اس وقت اسٹین پر موجود تھا اس نے گریبالڈی کو ہپانکر اس اطالین جرنیل نے اردلی میں بطور حافظہ چلنا چاہا لیکن گریبالڈی نے جواب دیا کہ تم کو تو اردلی میں سیدور کھنے کی عادت نہیں ہے۔ اور اب تم جاؤ۔ ہم تم سیدان جنگ میں ملیں گے تاکہ فرانسیسی جمہوری سلطنت کو حملہ آوروں سے بچاؤں۔ گریبالڈی جرنیل بہتر کے ساتھ شہر کے حاکم اعلیٰ کے مکان پر گیا اور باوجودیکہ بہت تھکا ہوا تھا اور اس پر دھوٹی میں جو زخم لگا تھا اس سے ابھی تک مجروح اور تکلیف میں تھا لیکن شہر کے حاکم اعلیٰ اور فرانسیسی عارضی گورنٹ کو ممبروں سے اس نے ملاقات کی۔ فرینکس ٹیریر اور جوام کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ گریبالڈی بیان آیا ہو تو وہ سب شہر کے حاکم اعلیٰ مکان کے باغ میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ گریبالڈی ہماری قاعدہ دیکھے۔ اور چلائے کہ خدا گریبالڈی کو ہمیشہ قایم رکھے۔ یہ اٹالین جرنیل ایم کریمو اور ایم گلاس بزدل کے ہمراہ مکان کی کھڑکی پر آیا اور ان سب کو دیکھا لیکن چونکہ جہاد تھا اسلئے نیچے ان کے پاس نہ جاسکا۔ لیکن ایم کریمو اور ایم گلاس بزدل نیچے آئے اور فرینکس ٹیریر کی قاعدہ دیکھی اور پھر گریبالڈی کے پاس آگئے۔ فرینکس ٹیریر کی درخواست پر ایم گلاس نے

منجانب ان کے گریبا لڈی سے معاف کیا۔ گریبا لڈی اور ایم کریم نے فرینکس ٹیر کے کچھ کلمات ہمارے گوش کے تاہم رہنے کے لئے کہے اور پھر فرینکس ٹیر یہ چلائے ہوئے منتشر ہو گئے کہ گریبا لڈی ہمیں سلامت ہو، ہمیں ہمیشہ سلامت رکھے، اگر یہ ہمیشہ سلامت رکھے۔

۹۔ اکتوبر کو ایم گئیٹسٹا - فرنیسی وزیر داخلہ نے مفصل ذیل ہمت دلانے والا اعلان

شائع کیا ہے۔

”حسب الحکم گورنمنٹ جمہوریہ میں پیرس سے یہاں اس قدر مقصد سے آیا ہوں کہ پیرس کے لوگوں کی امیدیں ہیں۔ جنہوں نے فرانس سے دشمنوں کے نکال دینے کی ضمان لی ہے۔ ان سے میں آپ سب لوگوں کو واقف کروں کہ ستر دن سے پیرس کا محاصرہ ہو رہا ہے۔ اور میں لاکھ آدمی جو ہاں آباوہیں سب سے آپس کے بیچ وحناء و در کر کے اور سلطنت جمہور کے بھٹڈے کے نیچے جمع ہو کر دشمن کی یہ امید کہ باشندگان پیرس میں آپس میں خانہ جنگی ہو جاوے گی۔ یا دوسری سے متبدل کر دی ہے جبکہ سلطنت جمہور قائم ہوئی اس وقت پیرس میں کوئی توپ اور ہتھیار نہ تھا۔ اور اب اس وقت فوج نیشنل گارڈس چار لاکھ موجود ہے اور ایک لاکھ فوج اور جمع کیا جا رہی ہے اور ساٹھ ہزار قواعد داں فوج جمع ہو گئی ہے۔ کارخانوں سے اب رات دن تھپہر واصل کے نکلتی ہیں اور عورتیں دس لاکھ کارٹوس روڈانہ بنالیتی ہیں نیشنل گارڈ کی ہر ایک پلیٹ میں دودھ ٹریلوز موجود ہیں۔ اور محاصرین پر قلعہ سے باہر نکل کر حملہ کرنے کے لئے میدانی فوجیں بھی ڈھالی جا رہی ہیں قلعجات میں فوج بکری بھی میٹم کر دی گئی ہے اور نہایت عمدہ توجہ نہ دیاں موجود ہے۔ اب تک تو ان کی گولہ باری کی وجہ سے دشمن اپنا ڈراما بھی سوچے یا وعدہ نہیں بنا سکا۔ ہم بہتر تک پیرس کے خاص قلعہ میں صرف پانچ فوجیں تھیں اور اب بین ہزار آٹھ سو ہیں اور ہر ایک توپ کیلئے چار سو دفعہ چلائے جانا گیا گو لاؤر بارود موجود ہے۔ جگہ لے کر دشمن پر پھینکے جاتے ہیں اور دیاں گر کے اڑتے ہیں وہ بھی بڑی سرگرمی سے بنائے جا رہے ہیں۔ ہر شخص اس جگہ پر مقیم ہے جو لڑائی کے لئے اسکو تبادلی گئی ہے۔ پیرس کے قلعہ میں نیشنل گارڈس برابر مقیم رہتے ہیں اور ان صبح تا شام جب الوطنی اور استقلال سے قواعد دیکھتے ہیں۔ اور ان کو بھرپی شہر ہمارا زور بڑھتا جاتا ہے۔

قلعہ پیرس کے عقب میں تیسری لائن و مدعوں کی ہے جو پیرس والوں نے خلافت جمہوری کے لئے بنائے ہیں۔ یہ تمام کارروائی نہایت سفیدگی۔ خاموشی اور اتفاق سے ہو رہی ہے۔ یہ کوئی ہموہ خیریل

نہیں ہے کہ پیرس ناقابل التعمیر ہے۔ پریشیا والوں کے لئے اب صرف وہ ذریعے پیرس پر فتح پانے کے ہیں
اول تو پیرس میں بغاوت ہو جاوے یا قحط پڑ جاوے۔ لیکن پیرس میں نہ بغاوت ہو گی نہ قحط
پڑے گا۔

۱۰۔ اکتوبر کو ولیعهد پریشیا کی فتح سے شہر آئینی پر حملہ کیا جو شہر آئرلینڈ کے قریب ہے جس فرانسیسی فوج نے
یہاں مقابلہ کیا وہ جنرل ریان کے ماتحت تھی اور وہ جنس اور بہت سی پلٹنیں تھیں۔ اور جرمنی فوج زیرکا
جنرل ون ڈرٹین تھے۔ پہنچ گھنٹہ تک لڑائی ہو تی رہی۔ اس لڑائی میں فرانسیسوں کو شکست فاش
ہوئی۔ ایک ہزار فرانسیسی فوج قید کی گئی اور ان سے تین توپیں چھینی گئیں شکست یافتہ فرانسیسی فوج پر
بے ترتیبی سے بھاگی۔

۱۱۔ اکتوبر کو پریشیا کی ایک اور فوج نے جس میں چھ اسکوڈن سواروں کے تھے اور دو جنس فوج پیدل
تھیں اور توپخانہ کی ایک باٹری تھی شہر ڈور کے نزدیک جو قصبہ جرمنی ہے اس پر حملہ کیا۔ باشندگان باغی
اور گلیوں میں دس دے بنا کر مقابلہ کیا اور بہت عرصہ تک جرمنی فوج کو چیراں رکھا۔ لیکن پریشیا کا توپخانہ اپنی
جگہ قائم رہا اور باشندگان پر گولہ باری کرتا رہا۔ جرمنی کا ایک حصہ اور دیہات جیو بیلینجر می اور بوسار ڈھلکا
گئے اور پریشیا کی فوج جو دشمن کی دیکھ بھال کے لئے گئی ہوئی تھی اس نے میدان بائیں جو شہر دوس تک
چلا گیا ہے کئی جگہ لگا دی۔

اول جنگ آئرلینڈ اور اس کی فتح

پہ جنگ ۱۱۔ اکتوبر کو ہوئی۔ جرمنی فوج زیرکاں پرش آئرلینڈ سینجن تھے اس فوج کی کل تعداد ۳۵۰۰۰
تھی۔ اور توپخانہ کی باٹری اور میریلوز اس فوج میں بہت تھیں۔ اور یہ فوج بہت قواعد و ان اور ہتھیار
فرانسیسی فوج کی تعداد ۵۰۰۰۰ تھی اور یہ زیرکاں جنرل ریان سے لیکن اس فوج کا توپخانہ کمزور تھا۔
اور اس فوج کے خاص حکم جنرل ڈی لاسوٹ روگ صادر کرنا تھا۔ اس فوج میں کئی ڈویژن پیدلوں کے
تھے اور سواران کی تین رجمنٹ تھیں اور دو کمپنی فیکس ٹیرٹ کی تھیں اور آٹھ سو والینڈ زیرکاں کنفل
چارٹ کے تھے۔

صبح کے ۱۱ بجے جرمنی کا مقدمہ کمپنیشن موضع لاکروئی بریکو میں تھا جو شہر آئرلینڈ اور جیو بیلینجر میں فتح

اور ریلوے لائن اور سڑک عظیم کے قریب اور دیگر فوجیں شہر آدیشی کی طرف مقیم تھیں جو شہر کرلیئر کے جنگلات کے سرے پر آباد ہے۔ فرانسیسی فوج شہر چوبلی اور سرکوش سے روانہ ہوئی اور فوج کی ایک لائن بنام کرتی رہی تاکہ اگر ضرورت پڑا ہو سنے کی ہوئی تو اس لائن کی آڑ میں جنگل اور گاؤں میں پناہ ہو کر چلے جا دیں اور یہ لائن آدیشی کی طرف چلی گئی تھی۔ اس لائن فوج نے سواضعات و کیس۔ سرکوش۔ سرن اور چاٹولیک کی رسی جمینی اور لاویلی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ تین سبجے تک جرمنی اور فرانسیسی فوج میں لڑائی ہوئی رہی لیکن پریشیا کا تو پتہ نہ لگے بڑھتا گیا اور وہ زمین پر قبضہ کرنا لگا اور کچھ جرمنی فوج نے سرکوش پر حملہ کر دیا چند گھنٹے کے بعد جرمنی فوج نے فتح حاصل کی اور فرانسیسی فوج اپنی جگہ سے ہٹ دیا سٹے لوار کے بائیں جانب پناہ ہو گئی۔ بعد اُس کے پریشیا کی فوج شہر آدیشی میں داخل ہوئی تین توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں اور بہت سے فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ شہر لیس آریاس اور آدیشی کے ریلوے اسٹیشن جگہ خالی ہو گئے۔

جانبین کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور خاص کر فرانس کے والینیر فوج بہت ماری گئی۔ ان والینیروں میں فرانس کے شریف خاندان کے جوان آدمی بہت تھے اور وہ بڑی بے رحمی سے قتل کئے گئے شام کے قریب لڑائی خاص شہر آدیشی کے قریب ہوئی تھی۔ گوے باشندوں کے گھروں تک پہنچے تھے اس وجہ سے شہر میں بڑا خوف اور دہشت پھیل گئی تھی۔ فرانسیسی تو پناہ اور سپاہی شکست یافتہ بھاگے جا رہے تھے۔ باشندگان شہر بہت ہی خوف زدہ تھے اور بکالت خوف دوڑتے تھے اور پکارتے تھے کہ وہ پریشیا کی فوج آگئی وہ پریشیا کی فوج آگئی۔

فصل دہم

پیرس کے آگے خیف معرکے۔ دیگر احوال جنگ۔ شہر شہزاد کا محاصرہ اور اُس کا فتح ہو جانا
ان لوگوں کی خاص توجہ کہ جب کو جنگ فرانس اور پریشیا میں دیکھی تھی اب اس وقت لیئے وسط اکتوبر میں دونوں محصور شہر پیرس اور شتر کی جانب لگی ہوئی تھی۔ پیرس کا محاصرہ تو چند ہفتے تک جاری غالباً رہے گا چونکہ وہاں کے باشندوں نے ابھی تک کوئی نشان اطاعت ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ پیکس اس کے اپنی جگہ پر قائم رہ کر دشمن سے برابر لڑنا چاہتے ہیں جسکی بے شمار فوج شہر کو گھیرے ہوئے ہے لیکن شہر شتر کا حال ان لوگوں کی زبان سے جو اُس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں سن کر یہ راستہ قائم ہو گئی ہے کہ وہ بہت سارے

محاصرین کی اطاعت قبول کر لگا۔

۱۳ اکتوبر کو ایک بہت بڑی فرانسیسی فوج زیرِ کمان جنرل دینوئی۔ دشمن کی دیکھ بھال اور قواعد کیلئے پیرس کے قریب اُس بلند میدان میں مجتمع ہوئی۔ جہاں شہرِ لیگی اور شپلن آباد ہیں جنرل سبیل کی ڈویژن فوج نے جبکہ شپلن پر حملہ کرنے کا کام سپرد ہوا تھا۔ اس قصبہ کے دروازہ پر اپنے تیش جرنی فوج کے مددوں کے پاس پایا مگر ایک بہادرانہ لڑائی کے بعد فوج نے جرنی فوج سے یہ جگہیں لی۔ اور شہرِ لیگی پر حملہ کرنے کا کام ضلع کوئی ڈی اور۔ اور ضلع آبی کی فوج سوبائل کو سپرد ہوا تھا اور اس فوج نے بڑی بہادری سے انہماک انجام دیا اور اس فوج کا کمانڈر کونٹ ڈی ڈیپٹر اُس وقت مارا گیا جبکہ وہ اپنی فوج کو حملہ کرنے کیلئے بڑھا رہا تھا۔ یہ لڑائی پانچ گھنٹے تک جاری رہی اس عرصہ میں فرانسیسی فوج نے دیکھ بھال کر کے اور قواعد کر کے با ترتیب پسپا ہونا شروع کر دیا۔ جرنی کی فوج اُن پر آگ برساتی رہی اور تلجعات مانٹر وگ۔ وین ویس اور ایسی سے جرنی فوج پر گولہ باری ہوتی رہی۔ فوج بھری نے بہادری سے جرنی فوج سے لڑائی جاری رکھی اور اس فوج کی آٹھویں فرانسیسی فوج پسپا ہوئی۔ اس لڑائی میں جرنی فوج کا بہت نقصان ہوا کیونکہ صرف شہرِ لیگی پر جرنی کے تین سو سپاہی مرے ہوئے پڑے تھے اور فوج فوج کے تین آدمی قتل اور ۸ زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج نے پرتیال کے ایک سو سے زائد آدمی گرفتار کئے اور سپر کے وقت ان قیدیوں کو پیرس بھیجا۔ ان قیدیوں میں بعض بہت ہی جوان تھے مگر بہت ڈبلے پورے تھے اور ان کی وردی بھی بچی ہوئی بہت خراب حالت میں تھے۔ یہ قیدی جیلنا زلا روکے میں بھیجے گئے۔ اسی تاریخ خلیفہ ۱۳۔ اکتوبر کو ایک اور فرانسیسی فوج نے قلعہ مونٹ ویلیئرین سے نکل کر فوج پرتیال پر حملہ کر دیا۔ بوجول دریا کے سین کے بائیں کنارے شہر ویلیئرین اور سینٹ جرن کے بچوں پر آباد ہے۔ بوجول سے آگے بڑھ کر دریا کے سین نے جہاں موڑ لگایا ہے جرنی فوج وہاں مقیم تھی۔ فرانسیسی فوج کی تعداد ۲۰ ہزار آدمیوں کی تھی اور بڑی بڑی چالیس توپیں تھیں۔ ان کے علاوہ میدان توپیں بے شمار تھیں۔ لڑائی شام تک ہوتی رہی لیکن اس کے بعد فرانسیسی فوج پسپا ہو گئی اور اُس نے قلعہ مونٹ ویلیئرین کی توپوں کی زد میں پناہ لی۔ فرانسیسی توپخانہ کی آدمی باری جرنی فوج کے ہاتھ لگی۔ اس لڑائی میں پرتیال کی فوج نے اپنا توپخانہ بہت کم استعمال کیا۔ جرنی کا نقصان فرانسیسی نقصان کی نسبت نصف تھا۔ جرنی فوج کے تین سو یا چار سو آدمی مارے گئے اور ایک سو گرفتار کئے گئے۔ شاہِ پرتیال نے اس لڑائی کو مارلی کی پہاڑی پر سے دیکھا جہاں سے اور گو کا ملک بہت اچھی طرح نظر آتا ہے۔ جرنی فوج کی

کہ شہر شریک سپرد کی بارہ میں یہ جہل یہاں آیا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں کوئی بات بھظہ نہیں ہوئی۔ اس سے پہنچہ نکالا گیا کہ اس بارہ میں کوئی ہمد و حیاں ابھی نہیں ہو سکا۔ اس نامزدیشاندہ اصول جنگ کے نتیجے جسکی وجہ سے فرانسیسی فوج مشرق میں محدود ہو گئی تھی اور فرانس سے اس کا تعلق خط و کتابت نہ تھا۔ بالکل جاتا رہا تھا۔ وہ قابل اصلاح نہ تھے۔ مارشل بے زین جرمنی فوج سے واکر اور اس کو چیر کر نکل بھاگنے کے ناقابل تھا اور کسی قسم کی کمک فوج کی بھی اس کو امید نہ رہی تھی اسلئے اس کو مجبوراً فائدہ کشی کرنی پڑی۔ اور اگر گت کے بعد سے بلحاظ اصول جنگ اس کی تقدیر کی بابت جو خیال کر لیا گیا تھا آخر کار کچھ عرصہ کے وہی بات نمود میں آئی، اکتوبر کو بیٹھنے لپنے مصور ہونیکے سٹروں کے بعد نکل فرانسیسی فوج نے جو مشرق میں مصور تھی معشغل تعداد فوج سوبائل اور پٹیل گارڈس کے جو بے شمار تھے مجبوراً اپنے نہیں پریشاکی فوج کے سپرد کر دیا اور فرانس کی یہ آخری باقاعدہ عظیم الشان فوج اس طرح سے اسیر جنگ ہو گئی۔ اس بارہ میں مارشل بے زین کے چال و چلن پر چلبے کسی قدر شرمیں کجاویں لیکن اسیں شک نہیں کہ جب تک ممکن ہو سکا بے زین نے فوج کو سپرد نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بات بری تعجب انگیز ہے کہ باوجود اس کے پاس خوراک وغیرہ بہت کم تھی وہ کس طرح اتنے دنوں تک قلعہ میں قایم رہا۔ اور یقین کر لینا بری ہی افسوس کی بات ہوگی کہ یہ شیر دل جنرل شہر کا ملک فرانس کا خدا آبادی تھا جیسا کہ گیم بیٹا نے اس پر لازم کیا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایک ہتھیار جہل تو کسی نہ کسی طرح اس قلعہ سے نکل ہی بھاگتا شاید وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے ہونگے کہ فوج محاصرہ کی کیا تعداد تھی اور کیسے مضبوط و مددے وغیرہ انہوں نے بنائے تھے اور نہ وہ اس پر بادوی کا خیال کرتے ہونگے کہ جو اس وقت غالباً واقع ہوتے اگر بے زین مشورے بھاگ جاتا تو بے تعصب آدمی خیال کر سکتے ہیں کہ مارشل بے زین نے اپنی بہادری کی وجہ سے ایک اس قدر بڑی جرمنی کی فوج کو اتنے دنوں تک سرحد پر ہی قیام رکھا۔ کچھ کم شکاری کی بات نہیں ہے۔ اہل امر یہ ہے کہ اس حالت میں جنگ کی فوج تھی یہی اس کے پاس خط و کتابت اور فوج کی کمک اور فائدہ وغیرہ آنا بالکل مسدود ہو گیا تھا ایسی فوج کا کھانے پینے سپرد کر دینا لازمی ہی ہوتا ہے صرف ایسی حالت میں وقت کا خیال ہوتا ہے کہ کس قدر عرصہ میں ایسا کیا گیا۔ چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ سپرد کی طرف بوجہ فائدہ کشی کی گئی۔ جرمنی فوج جو مشرق کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اس کے مصبر و استقلال پر بھی آفرین ہے کہ باوجود فائدہ کے وہ بھی اپنی جگہ قایم رہی جب کہ اس قدر عظیم الشان فوج سے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا جاتا ہے تو اکثر ایسی جگہ فائدہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اور اس امر سے جرمنی فوج کے افسران کی پوری لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔

مشترکاً محاصرہ اور اس کی فتح کی بابت چند خیالات ظاہر کر کے اب سہرہ کی کئی تفصیل احوال سے ناظرین کو مطلع کیا جاتا ہے۔

۷۷۔ اکتوبر کو مائل بے زین نے پرنس فریڈرک چارلس کو یہ کہا بھیجا کہ شرائط سہرہ کی کے سوچنے کے لئے دوبارہ ایک کانفرنس چھ مہینہ بعد کے سہرہ کی جانے کی جانب سے اس کانفرنس میں جرمنی کے دونوں لشکروں کی جانب سے جو زیرِ کمان پرنس فریڈرک چارلس تھے جنرل ٹیپل اور جنرل کونٹ ڈائریلین کسٹمر قرار کئے گئے۔ اور فرانسیسی فوج کی جانب سے جنرل جیراس مع دو افروں کے جو کمانڈر تھے جو فیئر کی جانب سے کسٹمر قرار دیئے گئے۔ یہ کانفرنس فرسکاٹی کے محل میں منعقد ہوئی۔ جو پرنس کے قریب سے اومسی تاج سہرہ کو یہ کانفرنس میں گھٹنے تک جمع تھی۔ فرانسیسی کسٹمر اول تو بہت دیر تک رضا مند ہوئے لیکن آخر کار جرمنی کے اصل صلی شرائط مان گئے۔ اول شکل تو اس بارہ میں ہوئی کہ مائل بے زین نے یہ اصرار کیا تھا کہ افروں کے ہتھیار نہ لئے جائیں وہ ہتھیار لگائے رہیں۔ یہ شرائط بحث آخر شاہ پریشانی کی رائے پر چھوڑ دی گئی اور پرنس نے ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو ۷۷ اکتوبر کو پرنس نے رات کے پہنچا افروں کے ساتھ یہ رعایت منظور کر لی۔ ۷۸۔ کے علی الصبح کو کانفرنس سوانہ افروں کے چھ مہینہ بعد ہوئی اور رات کے آٹھ بجے تک یہی اور شرائط سہرہ کی پر دستخط ہو گئے جسکی رو سے شہر شہر اور اس کے تمام قلعہ جات مع توپ گولہ بارود اور گولہ ہتھیاروں کے جرمنی فوج کے سپرد کر دیئے گئے اور بے زین کی کل فوج آٹھ سو پندرہ ہزار آدمی گنتی جو سیدان کی سہرہ کی پرنس تھیں۔ بے زین کی اس سہرہ شدہ فوج میں ۶۶ جنرل اور ۱۰۰۰۰۰ افسران اور ایک لاکھ ۳۰ ہزار اور نو ہزار سپاہیان کی تھی۔ یہ سہرہ کی ۷۸ اکتوبر کے سہرہ کو فریڈرک لائی گئی اور قلعہ سینٹ کونٹن، بلیٹ ویلی، سینٹ جولین، کوئی لک۔ اور سینٹ پیریٹ جرمنی فوج کو سپرد کر دیئے گئے اور شہر کا دروازہ منزل گیش جس طرف سے اسٹراسبرگ کو مشترک جاتی ہے یہاں سے بھی فرانسیسی فوج ہٹ گئی اور ان سب قلعہ جات اور دروازہ شہر جرمنی کی ۷۹ آدمی کو ہرگز کے توپخانے نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد فریڈرک پرنس فریڈرک چارلس نے ایک جرمنی فوج کے ڈوہرن کو ملاحظہ کر کے اس کو پرنس روانہ کر دیا اس کے بعد اسپیرول گارڈ جو فرانس کی سب سے اعلیٰ فوج تھی وہ اپنے ہتھیار لگائے شہر سے باہر نکلے اور پرنس کے دروازے سے گذر کر اپنے ہتھیار شہر فرسکاٹی میں جرمنی فوج کو سپرد کر دیئے دیا اسپیرول گارڈ شہر شاہ فرانس کا بطور باؤسی گارڈ تھا یہ عزت صرف فوج اسپیرول گارڈ ہی کو ملی باقی تمام فرانسیسی فوج سے شہر کے اسلحہ خانہ پر ہتھیار رکھائے گئے اور پھر اس فوج کو شہر کے باہر چھوڑ دیا میں سمجھ گیا تھا کہ جب تک ان کو جرمنی کو روانہ کیا جاوے وہیں ٹھہرے ہیں

اوپر ہل گاؤں کا بیچ پریشا کے بڑا ادب اور لٹا گیا اور کوئی لفظ ہنس کا زبان سے نہ نکلا نہ اپنی خوشی انکی کوخشا کا
 پر غماہ کی۔ اس سے پہلی دوسری فرانسیسی فوج کو دیکھ کر انہوں نے بڑی خوشی کے نعرے ستار لگائے تھے نہ بچو
 سپر کو برمنی فوج نے شہر میں جا کر اس فرانسیسی فوج کو سبکدوش کیا جو اب تک شہر کے مختلف دروازوں پر ادرہ لٹو خانہ
 وغیرہ پر لٹو رہا تھا قطعاً تھی جرمنی فوج پیدل کی دو چٹیں اور ایک رجٹ سواران شہر میں داخل ہوئے جرمنی کے
 فوجی گورنر جنرل ون زسٹرٹس نے جو۔۔۔ کو ز فوج کا کمانڈ رکھا شہر ستر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مارشل بے زین نے جو یہ شہر
 سپر وکرو یا تھا اس پر مارشل سے باشندگان شہر بہت ہی ناراض تھے۔ مارشل جرمنی کو روانہ ہو گیا اور فرانسیسوں
 نے اس کو روک کر اس کے ساتھ بے ملو کی کا جو امدادہ کیا تھا ان سے وہ بال بال بیچا جرمنی جاتے ہوئے آئے
 فرانسیسی فوج سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کی کہ جس قدر غیر خواہی اور نواداری سے لڑنا ممکن تھا یہ سب آپ لوگوں نے
 کیا۔ جرمنی فوج کو چکر لٹل بھاگنے کا دوبارہ امدادہ کرنا بالکل فضول ہوتا اور بے فائدہ ہزار ہا جانیں ضائع ہوتی
 یا در کھو کر آپ لوگوں پر صرف بوجہ قتل کے فتح حاصل ہوتی ہے کیونکہ ہم سب قلعہ میں فائدہ مہرے لگے اس وجہ سے
 ہم نے اپنے تئیں سپر وکرو یا ہے اور آپ اسی بہادری سے لڑے ہو چلے صبح آپ کے پہلے فرانسیسی بہادری سے
 لڑتے تھے اور تاریخ فرائض جبکہ ذکر سے ہمیں پتی ہے۔ سپر وکی کے جو شرائط کئے گئے ہیں ان کا آپ ہر طرح
 سے لحاظ کریں اور فرائض کی عزت کا خیال رکھ کے ان کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اور نہ تمہارا در و در سامان
 کو لٹا کریں۔ فرانسیسی فوج میں انیس ہزار آدمی بیمار تھے اور شروع جنگ سے اب تک شہر ستر میں یا اسکے
 قریب ۳۵ ہزار فوج موت سے مر چکی تھی۔

ہر شیا کی فوجیں جو اب تک شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں اب وہ علیحدہ علیحدہ کر دی گئیں دو آرمی کو ز کے
 جنہیں سے ہر ایک میں تیس تیس ہزار فوج تھی پیرس کی فوج محاصرہ میں شامل ہونے کو پیرس بھیج دی گئی
 اور ۲۰۰ آدمی کو ز کو پیرس فریڈرک چارلس اپنے ہمراہ وسط فرائض کی جانب لے گیا۔ اور باقی فوج شمال
 کی جانب بھیج دی گئی۔

جرمنی میں بھیجنے کے لئے فرانسیسی اسپر فوج کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ستر ہزار کے قریب بذریعہ ریلوے
 شہر سا بروک سے جرمنی کی جنوبی ریاستوں میں بھیج دیئے گئے اور پچاسی ہزار زیر حراست فوج پریشا کے
 شہر سا بروکس لے جائے جا کر ریلوے میں براہ شہر ٹریوس ملک پریشا اور شمالی جرمنی میں بھیج دیئے
 گئے۔ مارشل بے زین ۳۱۔ اکتوبر کو شہر کاسل میں وارد ہوا اور قیدی شہنشاہ نپولین سے ملاقات کی

مشرقی سپردگی کی خبر سے افسرانِ سلطنت جمہور کے دل میں بڑا غصہ پیدا کر دیا اور ایم کیو سیٹیا نے سلطنتِ جمہور کی جانب سے شہر ٹورس سے ایک اعلان شایع کیا جس میں بے زین کو کھجور ام اور عقدا ظاہر کیا۔

۲۶۔ اکتوبر کو چند گھنٹے کی بہادرانہ مدافعت کے بعد شہر ڈیون بھی فتح ہو گیا جرمنی کی دس یا بارہ ہزار فوج اس شہر کی جانب بڑھی اور اس شہر کے مضافات میں سارے چار بجے تک لڑائی ہوتی رہی اور بعد ازاں جرمنی فوج نے گوکہ باری شروع کر دی فرانسیسی کمانڈر فوج یہ دیکھ کر مقابلہ کرنے سے کوئی فائدہ نہوگا شہر سے مع فوج چلا گیا۔

۲۷۔ اکتوبر کی شام کو ایک مضبوط فرانسیسی فوج نے قلعہ سے نکلا قصبہ بورگٹ پر جو سینٹ ڈینس کے مشرق میں ہے جہاں جرمنی فوج تعیناتی ہو چکا تھا۔ دوسرے دن پرشیا والوں نے سخت لڑائی کر کے اس جگہ کو پھر لے لیا جس میں پرشیا والوں کے ۱۵ آدمی قتل و مجروح ہوئے۔ اس لڑائی میں تین فرانسیسی افسر اور بارہ سو سپاہی قید کئے گئے۔

۲۸۔ اکتوبر کو ایم ٹھیرس پیرس میں معہ اُن شرائط تجاویز کے آیا جو کونٹ بیمارک نے دوبارہ مملکت جنگ اُس کو بھیجی تھیں۔ مگر فرانس کی عارضی گورنمنٹ نے یہ تجاویز منظور نہ کیں اس لئے یہ تجاویز منظور نہ ہو سکیں۔

فصل پانزہم

پیرس میں جوش۔ فرانسیسیوں کا آریستیز ہر دوبارہ قبضہ۔ دیگر حالات جنگ۔

پیرس کے باشندگان میں جو لوگ صلح پسند تھے اور جنگجو نہ تھے اب اُن کی اُمیدیں مایوسی میں تبدیل ہو گئیں۔ ایم ٹھیرز اور کونٹ بیمارک میں دوبارہ مملکت جنگ جو گفتگو ہو رہی تھی کہ آپس میں عہد نامہ مملکت جنگ تحریر ہو جاوے۔ اس میں بالکل ناکامیابی ہوئی۔ اور جس کا باب گذشتہ کے اختتام پر بطور اختصار ذکر کیا گیا ہے۔

ہرچند دول متحدہ نے اپنے انگلستان۔ روس۔ آسٹریا اور اٹلی نے اب اس وقت یہ تجویز پیش کی کہ نافذ فیملک فرانس میں نیشنل اسمبلی (باقاعدہ مجلسِ حکومت قومی) کا انتخاب نہ ہوے جب تک ہر دو ملک مملکت

منظور کر لیں۔ نیشنل ڈیفنس دفاتر کی عارضی موجودہ گورنمنٹ (گورنمنٹ نے اس مہلت جنگ کے منظور کرنے کے لئے یہ شرطیں ظاہر کیں کہ ایک توپرس میں اس عرصہ میں سامانِ خوراک و رسد وغیرہ پھرنے کے لئے جابجا اور دوسرے نیشنل سہیل کی تقرری کے لئے یہ ضروری ہے کہ کل فرینسی باشندگان کے ووٹ لئے جائیں۔ پریشانے پیرس میں غلہ و رسد وغیرہ کا جمع کیا جانا تو بالکل صریح طور سے منظور نہیں کیا۔ صرف صد ہا سو اور لوہے کے فرینسی باشندگان کو بچہ نہ ٹر اٹھا دوٹ دینے کی اجازت دی۔ گورنمنٹ نیشنل ڈیفنس فرانس بالاتفاق اس مہلت جنگ کو منظور کر کے یہ تجویز مسترد کر دی۔ اخیر اکتوبر میں پیرس میں صرف دو واقعات قابلِ تذکرہ تھے۔ اول توپری مہلت جنگ کی نامنظوری۔ اور دوسرا یہ امر کہ فرانس کے ایک فرقے نے جو آزاد اور جمہوری خیالات کا تھا۔ فرانس کی عارضی گورنمنٹ کو تہ و بالا کرنا چاہا۔ گو فرانس کی خوش نصیبی سے وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا۔ مارشل بے زین کی شکست اور قلعہ شتر کے دشمن کے قبضہ میں چلے جانے سے فرانس کی گورنمنٹ اور باشندگان پیرس کا جوش تھوڑا سا دھت اور بے ادبی اور زیادہ بڑھ گئی۔ جیسا کہ اول ہم بیان کر چکے ہیں۔ بے زین کی فرج کی بربادی کی خبر پیرس میں ۳۱ اکتوبر کو پہنچی اور اسی وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ پرشیا والوں نے سینٹ ڈینس کے قریب قصبہ برگٹ پر پھر قبضہ کر لیا ہے جسکو فرج ولہیڈول نے دو تین دن پہلے پرشیا والوں سے لے لیا تھا۔ پیرس کے باشندے یہ سنگر بنائیت خضبناک ہوئے اور اسی فرقہ رورہیلکن (آناؤ اور جمہوری) کی سازش سے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اس فرقہ کی یہ خواہش تھی کہ جنرل ٹروچو اور ایم جولیسن فاؤر اور باقی تمام ممبرانِ عارضی گورنمنٹ کو موقوف کر دیا جاوے اور کیون دکیوں اس بغاوت کا نام ہے کہ جس میں ہر ضلع کو باختیار خود اختیار حکومت حاصل ہوا اور بالکل ہر ایک ضلع اپنے کاروبار میں کسی کا ماتحت نہی کو مقرر کرنا چاہتے تھے گویا کہ سوائے عری بغاوت کا منہ نہ قائم کیا جاسکتے تھے۔ اس فرقہ کو اس بات کا یقین تھا کہ عارضی گورنمنٹ کے تمام ممبرانِ ملک فرانس کے غذا انکھوام میں ساویر پیرس کو بھی شہنشاہ غریب ہی سپرد کر دیے کوئیں چہ نکایہ تمیز پرشیا والوں کے ساتھ پیرس کے باہر مہلت جنگ کیلئے بات چیت کرنے گیا ہے۔ اسکے بعد ان باغیوں کا ایک گروہ محلہ سول ڈی ویلی کے سانسے جمع ہوا جہاں کھانسی گورنمنٹ کی مجلس کا انعقاد ہوا کرتا تھا اور باغی زبردستی کمرہ اجلاس میں چلے گئے۔ اور جنرل ٹروچو اور ایم جولیسن اور گارنیر بھیجیں اور جولیسن فری اور جولیسن سمین وغیرہ وزراء کو خوب دایا بہکایا اور خوب گالیاں دیں اور اس باغی جمعے نے اپنی موجودگی سے گویا وزراء کو کئی گھنٹے تک قید رکھا۔ اور فرج۔ نیشنل کارڈس کی ایک میٹھی سی

ایم گسٹوا فلورنس نے کمیشن آف پبلک سیفٹی (حکومت برائے حفاظت عامہ) کا اپنے آپ کو فشر ٹرک کیا اور بیان کیا کہ عوام نے یکمیشن حکومت ملک کیلئے قائم کی ہے۔ آخر کار ۳۱ اکتوبر کی آدھی رات کو ایم آر ایسٹ پکار ڈیٹے جو عارضی گورنمنٹ کا ایک ممبر تھا اپنے ساتھیوں کی خلاصی کے لئے تنگ حلال فوج نیشنل گارڈس کا ایک مضبوط دستہ بھیجا۔ اور اس فوج کے آنے سے یہ بد نظامی اور بزدستی فرو ہوئی۔ بغیر ایک قطرہ خون بھی یہ گروہ منتشر کر دیا گیا اور چند سرخنے جو نہایت درجہ باغی تھے دوسرے روز گرفتار کئے گئے۔

اس حملت جنگ کے بعد وہاں کی ناکامیابی پر شروع نومبر میں پیرس میں تین لشکر علیحدہ علیحدہ مقرر کئے گئے۔ لشکر اول جس میں ۲۰ ہلٹین نیشنل گارڈس کی تھیں وہ زیر کمان جنرل گھنٹ تھا۔ لشکر دوم جس میں دو کورزی آرمی اور ایک ڈوہٹن رسالہ سواران تھا وہ زیر کمان جنرل ڈورکس تھا۔ لشکر سوم جس میں فوج پیدل کی، ڈوہٹن اور رسالہ سواران کے دو بریگیڈ تھے وہ بذات خاص جنرل رڈچو کے زیر کمان تھا۔

نومبر کے شروع میں جنرل آریس پی لیڈائن معہ پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج کے ٹھہر آئینس اور شہر ٹورس کے جہوں بچ مقیم ہوا اور یہ فوج دس یا بارہ میل میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ درمیان آن دوسرے لشکر اعظم اور ریلوے لائن کے بھی جو شمال مشرق کی جانب سے آکر شہر ٹورس میں ملتی تھی۔ اور یہ ریلوے لائن جنوب اور مشرق تک یعنی شہر آریس سے ٹورس کی جانب۔ دریا سے لواتر کے برابر برابر جاتی ہے اور شہر میڈیک بوینی اور شہر کے درمیان ہو کر گذرتی ہے اور اس ریلوے کی دوسری لائن جو ذرا مغرب کی جانب پڑی ہے وہ شہر شاٹون۔ فروال اور ونڈوم میں سے گذرتی ہے۔ چونکہ جرمنی کی فوج نے شہر ٹائی شاٹون اور آریلز پر قبضہ کر رکھا تھا اس لئے دریا سے لواتر کی یہ فرانسیسی فوج نہ پیرس کے چالے کو بڑھ سکتی تھی اور نہ جنرل رڈچو کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی کر سکتی تھی۔ فرانسیسی گورنمنٹ جو شہر ٹورس میں مقیم تھی اس لئے اب اس کا یہ ارادہ ہوا کہ اب یہ کارروائی کرنی چاہئے کہ جنرل ڈی آریس پی لیڈائن معہ اپنی فوج کے شہر آریلز پر چلاوے اور پیرس اور آریلز کے درمیان اپنی فوج جا بجا مناسب جگہ پر مقیم کر کے بوریبا کی فوج کو زیر کمان کر لے۔ ان ڈیٹن شہر آریلز میں مقیم ہے اس کو محصور کر لے۔ اور آریلز کی مشرقی جانب سے جنرل پی لیژم معہ فوج لواتر کے اس کی مدد کو آجائے۔ لیکن بوریبا کی فوج کے کمانڈر کو فرانسیسوں کا یہ ارادہ معلوم ہو گیا اور وہ معہ اپنی فوج کے ۵۰ نومبر کو آریلز سے فوراً ہجرت تمام ہوا نہ ہو گیا اور شمالی لشکر بہرہ کرکنا پیرس پہنچا دیا۔ مگر

موضع کو لمیٹرز جو دریا کے کنارے واقع ہے فرانسیسی فوج نے اس فوج جبرسنی کو چھایا۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مگر جبرسنی کی فوج کو بوجھ کی تعداد کے شکست فاش ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت فرانسیسیوں کا بیان حسب ذیل ہے۔

”دریائے لوئر کی فوج نے جبرسکمان جنرل ڈی آرلیس پی لیڈائن تھی۔ دونوں کی لڑائی کے بعد دونوں کو شہر آرلیس کو فوج کو لیا ہے۔ مقتول اور مجروح ملا کر ہمارا نقصان دو ہزار سے کم ہوا ہے اور دشمن کی فوج کا ہتھیار بھی نقصان ہوا ہم نے ایک ہزار فوج جبرسنی کی گرفتار کی اور تعاقب سے ان کی تعداد قیدیوں کی اور زیادہ ہر قسم کی جارہی ہے۔ چلنے والے ہتھیار کی دو توپیں آئیں اور کوئی بیس گاڑیوں سے زیادہ گولہ بارود اور کاربوس کی گائیڈا مع ان کے گھوڑوں کے ہم نے گرفتار کیں اور علاوہ ان میں ایک بڑی تعداد رسد اور غلہ کی گاڑیوں کے ہم سنے جبرسنی والوں سے چھین لی۔ ۹۔ نومبر کو موضع کو لمیٹرز میں لڑائی ڈرا زیادہ جھگڑائی گویا ہم خراب تھا مگر ہماری فوج نے ہمداری سے لڑے۔

۱۰۔ نومبر کو فرانسیسی کمانڈر فوج نے مفصلہ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شائع کیا۔

افسران سپاہیان فوج دریائے لوئر۔

”کل کی لڑائی میں ہم فتح مند ہوئے۔ دشمن جس جگہ تعین تھا وہ ہم نے چھین لیا اور اب دشمن سپاہیوں ہمارے میں نے گورنمنٹ کو ہمارا کادوائی سے اطلاع دی۔ اور گورنمنٹ نے بذریعہ میرے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور اب میں تم کو نہایت خوشی سے اس کا شکریہ پہنچاتا ہوں۔ گورنمنٹ کی اس نصیحت کے زمانے میں تمام ملک کی آنکھیں ہمارا جانب لگی ہوئی ہیں۔ فرانس کو ہمارا ہمداری پر بھروسہ ہے۔ اب ہم سب کو یہی کارروائی کرنی چاہیے جس سے فرانس کی امیدیں بڑھیں۔“

۱۰۔ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء

بیلڈ کوارٹر۔

دستخط۔ جنرل کمانڈر انچیف۔ آرلیس ڈی پی لیڈائن

لڑائی کے احوال کو مفصل پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوج کی لائن شہر ونڈوم سے شہر وینڈیک پہنچی ہوئی تھی۔ اولیٰ ہی اول شہر مارچن آڑ کے گل میں معرکہ ہوا۔ یہاں ایک جبرسنی فوج نے شہر کیلکس آکر فرانسیسی فوج پر قبضہ سینٹ لارنٹ ڈی بوئی کے قریب حاکم کر دیا۔ لیکن سپاہیوں نے دوسرے روز خود فوج فوج سے جبرسنی فوج پر چڑھ لیا۔ یہ لڑائی ۹ نومبر کی صبح کو شروع ہوئی اور رات تک ہوئی جہی۔ فرانسیسی فوج نے

کامیابی کے ساتھ قہبات بیکون اور کوئٹہ فریقہ کر لیا۔ جنرل جسنی اب برصغیر تمام شہر چھڑی کی جانب بڑھا جہاں فوج جرمنی نے جگہ اس کے حملہ کی مداخلت کی۔ اور اسی وقت جنرل ریاں ڈرا بائیں جانب ٹھہر سینٹ پر یوسی لاکو لمب کی جانب بڑھا۔ جنرل ون ڈرٹیں اس بات سے بروقت آگاہ ہو گیا اور اپنی فوج ٹھہرا کر لینڈر خالی کرنے کا حکم دیا اور اپنی تمام فوج کو لیکر براہ ٹھہرا ٹینی او بیٹی کے سپاہیوں۔ اس اثنا میں ہٹیا کی فوج کے ایک مضبوط دستے نے ٹھہر چھڑی سے کچ کر کے جنرل ریاں کا ٹھہر سینٹ پر یوسی پر بڑھنا روک دیا۔ یہاں جنرل ریاں جرمنی فوج کی کثرت دیکھ کر ٹھہر چھڑی کی طرف پھرتا۔ جنرل ہلٹیر نے بھی اپنی فوج سمیت کچ کر لیا اور جنرل ون ڈرٹیں کی فوج کے ہتسے سپاہی گرفتار کئے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی فوج کی بے شمار تعداد نے جنرل ون ڈرٹیں کو بغیر اس کے ٹھہر چھڑی سے ٹھہر چھڑی پر عبور کر دیا اور فرانسیسی فوج سسرہ جہاں ایک کی جانب پھیل گئی اس لئے کوئٹہ کی فوج کو یہ خوف ہوا کہ فرانسیسی فوج کہیں ہم کو مھنڈ کرنے اور اس طریقے سے ہمیں سے ہمارے خط و کتابت جاتی رہی۔ اسی غرض سے فرانسیسی فوج سال کی کئی جہتیں زیرِ کمان جنرل پریئر دسمند کے کمانے سے آئی تھیں۔ جنرل ون ڈرٹیں نے اپنے تئیں اس قدر مضبوط پایا کہ ٹھہر چھڑی کے فرانسیسی حملہ کی مداخلت کرتا اور یہی وجہ ہے وہ بعد اپنی فوج کے شمال کی جانب ٹھہر کر اس کی طرف براہ ٹھہر چھڑی اور ٹھہر چھڑی کے سپاہیوں گیا۔ ٹھہر چھڑی کے قریب اس کی فوج کے کچھ حصہ پر کئی بار سخت حملہ ہوا مگر وہ ہوا اور ان تمام حملوں میں فرانسیسی ہی غیاب رہی۔ کوئٹہ ٹھہر میں ایک دفعہ یہ بات بیان کی جا رہی تھی کہ فرانسیسی ۱۰ کوڑ کو اس جگہ اور اسی وجہ کے لئے سپاہیوں پر ہوتا تھا اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ون ڈرٹیں ٹھہر ڈری کی جانب سپاہیوں گیا۔ ٹھہرا کر لینڈر سے اس ٹھہر تک دو دن کی سہ اور جرمنی فوج کے دو ہزار پانسو سپاہی فرانسیسیوں نے گرفتار کئے اور دو توپیں فرانسیسیوں کے ہاتھ آئیں اور ان کل معرکوں میں جرمنی کی پانچ ہزار فوج ضائع ہوئی۔ اس لڑائی کی بابت جو جرمنیوں کا بیان ہے وہ فرانسیسی بیان کے مطابق نہیں ہے۔ شاید پرشیانے ۱۱۔ نومبر کو کوئٹہ آگشا کو جو سر اسد بھیجا وہ حسب ذیل تھا۔

”جنرل ون ڈرٹیں کل کی تاریخ دشمن کی بے تعداد فوج دیکھ کر پیچھے ہٹ آیا۔ وہ لڑنا ہوا اور لینڈر سے ٹھہر ٹھہری میں آگیا ہے اور یہاں اس کی اور جنرل فوج کی فوج شامل ہو گئی اور ٹھہر چھڑی سے پرنس البرکٹ بھی سہاہتی فوج کے ان ہیں اگر ٹھہر چھڑی گرینڈ ڈوک آف سکلنگ بھی سہاہتی فوج کے جنرل ون ڈرٹیں سے کچ لڑائی کی فوج میں شامل ہو جاوے گا“

ایک اور جرمنی رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں نے جس قدر حملے کئے وہ ہر حملے میں بڑے نقصان کے ساتھ ہپا کر دیئے گئے۔ اور بعد ازاں جرمنی فوج نے ہپا ہونا شروع کر دیا۔ ایک دستہ فوج نے جسکے ہمراہ توپوں کی محفوظ فوج کے لئے سامان جنگ تھا اس نے اپنا راستہ گم کر دیا اور اس کے ہمراہ دو توپیں بھی تھیں اور یہ سب سامان فرانسیسیوں کے ہاتھ آیا۔ فرانسیسیوں کا بیان ہے کہ جرمنی فوج کا ہپا ہونا بالکل باقاعدہ تھا۔ جنرل ان ڈرین نے اپنے نقصان کا صرف مفصل ذیل بیان کیا کہ ۴۷ افسران اور ۶۶ سپاہیان مقتول اور مجروح ہوئے جنرل وچ اوپرٹس البرکٹ اور گرنیڈ ڈوک آف میکلم برگ کے آگے سے جو جنرل دن ڈرین کی کمک کو آئے تھے جنرل دن ڈرین کی فوج کی تعداد اب تشراب ہو گئی تھی اور اسکے مقابلہ میں فرانسیسی فوج لوٹ کر تعداد گنا بچھڑاؤ تھی لیکن قواعد ان فوج صرف بارہ ہزار تھی۔

فرانسیسی فوج کی اس کامیابی اور فتح پر شہر ٹورس میں بڑی خوشی ہوئی اور ایگم بیٹلے اس فوج کو ان کے نام ایک اعلان شایع کیا جس میں اس فوج کی بڑی تعریف کی اور بہت بندھائی کہ تھامس ہادری سے آئندہ بھی امید ہے کہ تم دشمن پر فتحیاب ہو گے۔

شتر کے قریب سرحد پر جو شہر تھیں وہیلی ہے ۶۴۔ نومبر کو اس نے بھی اپنے تین جرمنیوں کے سپرد کر دیا۔ دوسرے دن سپرد کی بالکل تکمیل ہو گئی۔ اس شہر پر ۶۲ نومبر کو ۷ توپوں سے گولہ باری شروع کی گئی تھی۔ شہر میں کئی جگہ لگ لگ گئی اور دو دن تک آگ لگی رہی کئی ہزار فرانسیسی قید ہوئے اور کئی سو توپیں محاصرین کے ہاتھ آئیں۔ اسی دن یعنی ۶۴۔ نومبر کو فرانسیسی فوج سو بائل گارڈس کو جو شہر روئی اور اسیر کے بچوں پر حملہ تھی جرمنی فوج نے جو بریکمان جنرل لوڈر شتر تھی شکست دی۔ فوج سو بائل اپنا سب سامان میدان کارزار میں چھوڑ کر شہر بری کی جانب فرار ہو گئی۔ ایک فرانسیسی فوج کو جس میں چھ ہلٹیس اور دو تانہ تھا جرمنی کی ایک فوج نے جو دشمن کی وچ بھال کے لئے نکلی تھی اور جس میں فوج پیدل کی دو کمپنیاں اور چار اسکواڈرن رسالہ کے اور دو توپیں تھیں قریب سیزریرس کے شکست دی۔ اس لڑائی میں جرمنی والوں کا نقصان بہت کم ہوا۔

۲۵۔ ۲۶۔ نومبر کی راتوں کو جرمنی فوج نے شہر بلفور شکرے قلعوں پر دو حملے کئے لیکن فرانسیسی قلعہ گیر فوج نے جرمنی فوج کو ہتھیو ملی کے ساتھ ہپا کر دیا۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔

۶۶۔ نومبر کی شب کو گریبالڈی کی فوج نے زیرکمان گریبالڈی۔ جرمنی فوج ۳۰۔ رجٹ کی رائفل ملٹن پرتین نے حملے کئے۔ اس جرمنی فوج کی مدد پر ایک جرمنی فوج انگر ملٹن تھی۔ گریبالڈی کی فوج ہپا ہوئی اور بڑی بے ترتیبی

سے بھاگی اور بھاگتے ہوئے اپنے ہتھیار پھینک گئی۔ ۲۷۔ نومبر کو جنرل ورڈر تین بریگیڈ فرج کے ہمراہ فرج گریبا لڈی پر حملہ کرنے کو بڑھا اور شہر پیکوس کے نزدیک شہر پلاویریکا چکر کاٹ کر گریبا لڈی کے پچھلے حصہ فرج پر حملہ کر دیا۔ جنرلی کے ۱۰ سپاہی مارے گئے اور فرج گریبا لڈی کے تین سو یا چار سو مقتول و مجروح ہوئے۔ ۲۸۔ نومبر کو جبکہ نو بجے مشرقی کوہ پر نیز کے فرنکس ٹیریرا اور پریشیا کے دو دستہ فرج میں جہیں توپخانہ بھی تھا شہر چوری پر لڑائی ہوئی۔ دوپہر کے دو بجے کے قریب یہ لڑائی شہر نویش تک پھیل گئی جہاں کوہ وجر کے فرنکس ٹیریرا کی ۱۳ کمپنیوں نے جبکہ ساتھ شہر بیان کی فرج کا رومو بال بھی شامل ہو گئی تھی پریشیا کی فرج پر حملہ کر دیا اور فرانسیسوں کی کامل فرج ہوئی۔ پریشیا والوں کا سخت نقصان ہوا۔ پریشیا کی فرج کے مقتولین سے تمام ٹرک بھری ہوئی تھی۔ اور پریشیا کے پندرہ سپاہی گرفتار ہوئے۔

فصل وازدہم (۱)

دریائے لواتر پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ بیرس سے ٹکڑے فرانسس فرج کا دشمنوں سے ہمدرد مقابلہ
۱۰ اور ۱۱۔ نومبر کی فرج کے بعد جس فٹکوا س کی بڑولانہ ہتھیار سے غیر مفید کر دیا جنرل ڈی آرٹیس شہر لینز پر لوٹ آیا شہر کے قریب جنگل تھا اور یہاں فرج کو غیر مذکور کر کے اس مقام کو اپنے لشکر کا مرکز بنانا چاہا۔ اس مقام کو اس نے سورجوں اور دمدروں سے بہت مضبوط بنالیا۔ اور گویہ تمام ہوجہ قریب ہونے دریا سے لواتر کے زیادہ خطرہ سے خالی نہ تھا مگر جنگل کی آڑ میں فرج پسپا بھی ہو سکتی تھی۔ اور اس جگہ تقسیم ہو کر اس نے اپنی محفوظ فرج اور دیگر ملک کو جسکے آنے کی اس کو آمید دلائی گئی تھی۔ دریا کے جنوبی کناروں کی جانب بلایا گیا۔ یکم بمبیا کی کوشش اور عوام کی سرگرمی سے یکم فرج ایک بے شمار تعداد میں ویاں پکچائی اور اڈل لڑائی کے دوران کے بعد جنرل ڈی آرٹیس کی فرج جو اڈل تین کوڑ تھیں اب چھ کوڑ ہو گئیں اور اب اس کی فرج میں دو لاکھ آدمی ہو گئے اور اس فرج ۸۰۰ یا ۱۰۰۰ توپیں تھیں۔ یہ تین نئی کوڑ اس کی پہلی فرج کی نسبت عمدہ کم تھیں۔ اس فرج میں چھوٹی عمر کے لڑکے بہت تھے اور افسران اور سامان اور ترتیب وغیرہ ناقص تھیں۔ جنرل ہنکو نے کئی دن تک اس فرج کی درستگی اور قواعد سکھلائے ہیں اپنی اوقات صرف کی۔ اور پھر اس طریقہ سے اس فرج کو باجا متیم کر دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو علم جنگ سے پوری واقفیت ہے۔ اس نے اپنی فرج کو آرٹیز اور شاؤنٹ تک پھیلا دیا جو جنگل اور اس کے لشکر کا گاہ کی پناہ میں تھی اور اپنی فرج میسرہ کو اس ٹرک

تک پھیلا دیا جو شہر میں سے ٹھہرٹ آجس تک جاتی ہے اور فوج مینہ کو شہر باچن آڑ تک پھیلا دیا۔ ان تمام انتظامات سے وہ اس قابل ہو گیا کہ یہاں سے دشمن پر حملہ کرنے کیلئے تھے اور پیرس کو جو تمام سرنگیں جاتی ہیں ان پر اسکا اس طرح قبضہ ہو گیا کہ دشمن بغیر خوف یہاں سے نہیں گذر سکتا۔ اس اثنا میں اس کے دشمن بھی تیار ہوئے ہیں۔ مصروف تھے۔ پرنس فریڈرک چارلس کے لشکر کا مقدمہ لکھن جو شہر فائن بلیوٹ شہر نیورس اور پینٹیئر تک پھیلا ہوا تھا۔ ۱۵ نومبر کو اس کے قریب جنرل ون ڈرین کی فوج سے جا ملا۔ اور جنرل ون ڈرین کی فوج قاب اس شہر پھیلی ہوئی تھی جو شہر انگولی سے شہر ڈری تک ہے اور گو پرنس فریڈرک چارلس کی حملی فوج بھی ون ڈرین کی شریک نہیں ہوئی تھی تاہم فرینسیسی فوج کو اس کے لئے اب یہ فوج بڑی روک ہو گئی لیکن جرمنی نے اپنی فوج کو چارلس نصف دائرہ کے ڈال رکھا تھا۔ اس فوج کے چلے آنے سے اس نصف دائرہ کا ایک گوشہ خالی ہو گیا اور فرینسیسی جنرل ڈی آرٹیس کو اب اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے تھا۔ گریڈ ٹوک آف بیکلر جس کے خط و کتابت ون ڈرین کے ساتھ جاری تھی اور جس کی فوج مغرب جانب شہر ٹوکس تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کو شہر لی مانس کی جانب روانہ کروایا گیا تاکہ وہ مغرب کی فرینسیسی فوج کا تعاقب کرے جسکی حس و حرکت سے شہر وارسلز میں خوف کیا جاتا تھا۔ گریڈ ٹوک نے اس فوج کا شہر سانچی تک تعاقب کیا اور گو اب اس کو وہاں لایا تھا لیکن تاہم وہ ون ڈرین کی فوج سے بہت فاصلہ پر تھا اور نومبر کے آخری ہفتہ تک وہ وہاں شہر نوٹ لی وڈ اور شہر چارلس کے تھا۔ اس فوج کی حس و حرکت بھی تیزی کے ساتھ نہیں تھیں اور فوج کو ایک گروہ فرینسیسی سوپر فوجی شوٹرز نے بہت ستایا اور اس کی فوج جہاں وہ پچھلے تھے فوج پر حملہ کرتی رہی جس سے اس کی فوج بہت ضائع ہوئی۔

۲۶۔ نومبر کو ان دونوں فوجوں کے کہ جس میں سے ایک فوج پیرس کو محاصرہ سے خلاصی دلانے اور دوسری فوج محاصرہ میں دے دینے آئی تھی۔ یہ حالت تھی جیسا کہ ابھی ادھر بیان کیا گیا ہے۔

فرانسیسیوں کو بلحاظ وقت جنگ اس جگہ سے بڑا فائدہ تھا۔ کیونکہ شہر باچن آڑ سے شہر آرلینز پہنچنے سے سب آجس کی سرنگ تک کے برعکس لین ان کے قبضہ میں تھی۔ اور یہ لین شہر نوٹ لی وڈ اور چارلس اور نوٹس ہوئی شہر نوٹس فریڈرک چارلس کی فوج دوسرے تک یہ لین پھیلی ہوئی تھی اور ٹھہرٹ آجس کے کچھ شہر کی جانب بھی تھی۔ اور فرینسیسیوں کے قبضہ میں وہ سب بڑی بڑی سرنگیں تھیں جو پیرس کو جاتی ہیں۔ اور وہ اپنی فوج کو بہ نسبت دشمن کی نہایت جلد ایک مقام پر جمع کر سکتی تھی۔ اور بہ نسبت فوج جرمنی کے یہ فوجی

فوج ڈگنی تھی۔ چونکہ لباس کے کہ پرنس فریڈرک چارلس نے اپنی کچھ فوج محاصرہ بیرس میں شریک ہونے کیلئے بھیجی اُس کے پاس کچھ ہنزہا ساٹھ ہزار فوج سے زیادہ نہ تھی۔ اور جنرل ون ڈیٹین اور گریڈ ڈیوک آف سٹالینبرگ کی فوج کی تعداد ۴۰۰۰۰ ہنزہا سے ناگندہ تھی اور گو درحقیقت فرانسیسی فوج اپنے دشمن کے مقابلہ کی توجہ تھی لیکن اُس کی نصف فوج میں کل سپاہی بہت عمدہ اور بہادر تھے۔ ان تقاضات سے جنرل ڈی آریلیس کی تنگی لیاقت اور فرانسیسیوں کی حب الوطنی اور سرگرمی معلوم ہوتی ہے اور ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو جرمنی فوجی کمانڈر نے دریائے لوار کی فرانسیسی فوج کو کم تعداد سمجھا تھا یا دشمن نے جرمنی فوجوں کو اتنا دبا رکھا تھا کہ وہ اس جگہ زیادہ فوج روانہ نہ کر سکے۔ اور گو انہوں نے فرانسیسیوں کو پھر ایسا کوئی عمدہ موقع کامیابی کا نہیں دیا جیسا کہ فرانسیسیوں کو ۱۰ اور ۱۱ نومبر کو موقع ہاتھ لگا تھا لیکن ایک عمدہ کمانڈر اس تھوڑی سی فوج سے ہی بہت اچھی کارروائی کر سکتا ہے۔ اس انشاء میں گورنر بیرس نے بھی یہ خیال کیا کہ بیرس کی ٹکڑی کیلئے جتنہ بیرس اُس نے سوچی تھیں اب اُن کی آزمائش عملی کا وقت آگیا ہو۔ اُس نے مدافعت اور پچاؤ کی تمام ترکیبیں مکمل کر لی تھیں اور محاصرہ کی فوج کی لائن کو بہت پیچھے ہٹا دیا تھا اور ذرا آگے بڑھ کر قصبہ ویلی جوف اور ن پروجوہرچے اور دسک بنائے تھے وہاں سے اُس کو یہ یقین تھا کہ دشمن کی فوج یہ کامیابی چیری جا سکتی ہے۔ اور اپنی فوج کو اُسے نہایت عمدہ قواعد سکھائی تھی اور اس فرانسیسی فوج کی تعداد دو لاکھ تھی اور اسکی رائے میں پنجابن دہ لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ بہت عمدہ سپاہی تھے۔ اس تمام فوج کا یہ کام تھا کہ دشمن کی جمعیت کو چیلنے کی کوشش کرے اور دیکھنے لوار کی فرانسیسی فوج جو بیرس کی طرف آرہی ہے وہ اس فوج میں اگر شریک ہو جاوے۔ ماہ نومبر کا آخری ہفتہ اس مشترک ہم کے لئے مقرر ہوا تھا لیکن اتفاق کے وقوع پر بھی بہت کام سپرد کر دیا گیا تھا اور ڈیڑھ ڈی آریلی کی فوج کی جس حرکت میں کسی قسم کی دخلت نہیں کی اُسکو اسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔

دریائے لوار کی لڑائیاں

جنرل ڈی آریلیس نے اب وہ کارروائی شروع کر دی کہ جس سے فوج لوار کا بیرس کی جانب بڑھنا ممکن ہو سکے۔ اُس نے براہ منہ لیڈن میگزینس اور یونٹ آرجس کے اپنی فوجی جہاز کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اپنی فوج قلب اور میسرہ کو آگے نہیں بڑھایا۔ ۱۰ اور ۱۱ نومبر کو اپنی دو کورسے جنہیں غالباً ساٹھ ہزار سپاہ تھی جرمنی فوج کے ایک کورسے جنہیں تیس ہزار فوج تھی اور جنہیں لارولنڈ کے قریب اُس شریک پھیلی ہوئی تھی جو فائنل ہو

شہر لیٹن کو جاتی ہے حکمران۔ یہ لڑائی نہایت خونریز تھی اور فوجیں بہت بہادر سی سے لڑیں اور جرمنی فوج کے مفروضہ
شہر بھی ویر سے اور آگے اور فرانسیسی فوج ہماری نقصان کے ساتھ پہنچا ہوئی فرانسیسی فوج کے نو عمر سپاہی جیسا
عوم ہوتا ہے۔ خوف زدہ ہو کر سینکڑوں اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر چھپ رہے تھے لیکن جرمنی کی فوج بھی اتنے چھٹکی ہو
ایک تودہ پھرتی فرانسیسیوں نے گرفتار کئے جنہل ڈی ایلین جس نے بلحاظ علم جنگ کے ایک بہت ہی بڑی
غلطی کی تھی شہر لینٹن اپنی لشکر گاہ پر واپس آ گیا اور دو دن تک بے کار پڑا رہا۔ اور یہ توقع اس کے لئے بھی
ملک ثابت ہوا۔

۲۷۔ نومبر کو فرانسیسی فوج شہر شاٹوون سے سوٹ آجس تک پھیلی ہوئی تھی اور ان دونوں شہروں کا فاصلہ
میل کا ہے۔ اس دن جرمنی کی فوج نے فرانسیسی فوج جیمینہ پر سوٹ آجس میں حکمران دیا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ
نہایت آسانی سے اس فرانسیسی فوج کی سب لائن کو ہم فتح کر سکتے ہیں۔ اس لئے جرمنی فوج آگے بڑھی اور اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ شہر شاٹوون سے فرانسیسی چلے گئے۔ دیگر چھوٹے چھوٹے معرکے قصابات آئینی۔ نیولا باس سینٹ لوب
اور بیان رولڈی اور جین پرہوسے لیکن ان میں کوئی خاص بات قابل تذکرہ نہیں ہے۔ ۲۹۔ نومبر کو ایک بڑا
معرکہ شہر ایمنز کے سامنے ہوا اس لڑائی میں فرانس کی فوج نے شمال سے آ کر جرمنی کی فوج اول آرمی پر جو زبرکمان
مافیل تھی حکمران دیا۔ شروع شروع میں تو یہ لڑائی فرانسیسیوں کے حق میں بھی رہی جو پہلے نہایت تک اپنی جگہ پر قائم
رہی لیکن جرمنی کے طاقتور توپخانہ اور بے نہتا فوج کی وجہ سے فرانسیسی شہر برٹن بکس سے ہٹ گئے۔ فرانسیسی فوج
کو قصبہ بوس پر شکست ہوئی لیکن قصبہ ڈوری میں فرانسیسی اپنی جگہ پر قائم رہے۔ اس لڑائی میں جس قدر جرمن فوج
شریک تھی اسکی تعداد تیس ہزار تھی۔

جرمنیوں کا بیان ہے کہ اول لڑائی درمیان فرانس کے شمالی فوج اور جرمن کی اول آرمی (فوج) کی شر
موریل میں واقع ہوئی۔ فرانسیسی فوج جو خوب مسلح تھی اور جرمنی فوج سے زیادہ تھی ضلع سوم کی جانب واپس بھگا
دی گئی اور یہ فوج بھاگ کر شہر ایمنز کے سامنے اپنی لشکر گاہ میں مقیم ہوئی جگہ اگر درختیں کھڑی ہوئی تھیں۔
اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کے کئی ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ جرمنی ہزار کی ۹۰ جٹ نے ایک فرانسیسی
پیدل فوج کو بالکل تباہ کر دیا۔ جرمنی فوج کا بھی کثرت سے نقصان ہوا۔ اس لڑائی میں جرمنی کی فوج ہوئی اور اس
کا ظاہر ثبوت اس بات سے ہوا کہ لڑائی ختم ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد ضلع سوم کے حاکم نے یہ اعلان
شائع کیا۔

کھلے باشندگان شہر سوم۔ آزمائش کا دن آچکا ہے۔ باوجود ہماری کوششوں کو شہر میں کو اب ڈن غنریبی فتح کر لینگے کونسل جنگ کی میراٹے ہے کہ فرائض کی فوج شمال کو پہا پہا جانا ہے اور فوج خنیل گاؤں تھیا رڈال دے۔ میں نے احوال تمہارے درمیان سے جانا ہوں لیکن اُمید ہے کہ جلد واپس آ جاؤں گا۔ خاموشی اور صبر کے ساتھ ہر سر رکھو اُمید ہے کہ ملک فرائض محفوظ رہے گا۔ فرائض ہمیشہ قائم رہے۔ سلطنت جمہور ہمیشہ قائم رہے۔

پرنس فریڈرک چارلس نے اب اپنی تمام فوج ایک جامع کر لی اور اب اُس نے دل میں یہ ٹھان لی کہ فرانسسوں کو ایک قطعی شکست دینی چاہئے۔ ۲۰۔ نومبر کو وہ شہر تھیبی وٹز اور بیان رولنڈ کے درمیان مقیم ہوا اور شہر فرائض بلوکائی پشت کی جانب رہنے دیا اور شہر بیان پرنس فریڈرک کی آریلیس نے جو حکم کیا اُس کا بڑی بہادری سے جواب دیا اور ڈی آریلیس کی فوج کو بہت سخت صدمہ پہنچایا جرمنی میں فوج نے زیرِ کان گرینڈ ڈوک آف میکلمبرگ۔ جو شہر ٹری سے ذرا اٹھکے ہیں اور آریلنر کی سرک پر دلائن میں مقیم تھی فرانسیسی فوج کو اڑ پر جو زیرِ کان جنرل چینیسی تھی حکم دیا۔ اس جنرل نے جو ۲۰۔ نومبر کو شہر ٹری سے آیا تھا اس گرینڈ ڈوک کے مقدمہ بحیش لشکر کو جو زیرِ کان جنرل دن ڈین تھا واپس بھاگ دیا لیکن دوسرے دن یہ گرینڈ ڈوک اپنی کل فوج لیکر آگے بڑھا اور فرانسیسی فوج کو شہر لوگنی اور پورے کی جانب بھاگا دیا اور اپنی آخری جنگ فرانسسوں کا لشکر کا بھی فتح کر لیا جو شہر آریلیس کے نہایت قریب واقع ہے جرمنی فوج کے ہاتھ لگا رہے تو وہیں آئیں اور کئی سو فرانسیسی گرفتار ہوئے پہلی دسمبر کا واقعہ صرف یہ ہے کہ پرنس فریڈرک چارلس جو شہر بیان میں مقیم تھا وہاں سے روانہ ہوا اور فرانسیسی فوج کو جو آریلنر کے محل میں تھی وہاں سے ہٹا دیا اور ان کی دو توپیں گرفتار کیں۔ بعد اس کے اور بہت سے فائدے جرمنی فوج کو لوڈا کی اس فرانسیسی فوج کی شکست ہوئی اور ۲۔ اور ۳۔ دسمبر کو میکلمبرگ کی فوج نے اور جنرل میں اٹالین کی فوج نے فرانسیسی فوج کو پہا ہونے پر مجبور کر کے شہر آریلنر کا مصافات شہر سینٹ جین اور اس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ ۳۰۔ توپیں جرمنی فوج کے ہاتھ آئیں اور ایک ہزار سے زیادہ فرانسیسی گرفتار ہوئے جرمنی فوج کا نقصان بھی بہت ہوا۔ جرمنی فوج کے جنرل دھیل کے ڈوٹرن کے بہت آدمی مارے گئے۔ ۴۔ دسمبر کی شام کو ایک سخت لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسیوں کی توپیں اور فوج بہت ضائع ہوئی جرمنی فوج نے شہر آریلنر کو پھر فتح کر لیا اور فرانسیسی فوج پہا ہوئی اور جرمنی فوج نے تھوڑی دیر تک ان کا تعاقب کیا۔ ۲۔ دسمبر کو جرمنی فوج کی ۱۰۔ اور ۹۔ آرمی کو رزنے فرانسیسی فوج کو شہر علی ایما ہوئے اور شہر چوٹی کی راہ بجانب آریلنر بھاگا دیا۔ ۱۰۔ دسمبر کو جرمنی کی اسی فوج نے حسب الہدایت پرنس فریڈرک چارلس شہر فارگ سینٹ جین ڈی لایلی کی مصافات اور اس کی ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ اور گرینڈ ڈوک آف میکلمبرگ کے ماتحت جو فوج تھی وہ اور جرمنی جانب اس شہر کے نہایت قریب چلی گئی۔ جو جدت ہونے کے زیادہ تعاقب

نہیں کیا گیا۔ فرانسیسوں کی چالیس توپیں اٹھ آئیں اور ایک ہزار سے زائد فرانسیسی گرفتار ہوئے۔
 فرانسیسی گورنٹ پیغم ٹورس نے اس لڑائی کا حال جرمنیوں کے بیان سے بالکل مختلف بیان کیا۔ فوج گورنٹ
 نے ۲۰ دسمبر کو ان لڑائیوں کی رپورٹ شایع کی وہ اس طرح ہے کہ جب لڑائیوں کے بعد پہلی اور ۲۰ دسمبر کو ہوئی اور
 جس میں جرمنیوں کا بہت نقصان ہوا۔ لیکن ان لڑائیوں کی وجہ سے فرانسیسی فوج کو آگے بڑھنا موقوف ہو گیا ہے
 ۲۰ دسمبر کی رات کو جنرل آریلیس نے ٹورس میں ایک تار بھیجا کہ اب آرائینز کو خالی کر دینا اور دیا کے بائیں کنارہ پہا
 ہو جانا ضروری ہے۔ اس نے یہی بیان کیا ہے کہ اس کے اختیار میں اس وقت دو لاکھ فوج ہے اور پانسو سے زائد توپیں
 ہیں اور ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہے جسکی حفاظت پر پوری توپخانہ ہے۔ اور اس جگہ جنرل آریلیس دشمن کے حملے کی مدد
 کے لئے تیار ہیں۔ جنرل مذکور نے اپنے پہا ہونے کے اوپر اس دلیل سے اصرار کیا ہے کہ جنگ کا وہیں موجود ہونے کی وجہ
 سے میں محاطات سے نسبت دیگر غیر موجود کی زیادہ آگاہ ہوں۔

فرانس کی گورنٹ نے جو کچھ مشورہ منعقد کی اس کی یہ رائے ہوئی ہے کہ آرائینز پر اس کے سواروں اور مددوں
 کی مدد سے پورے طور سے قبضہ رکھا جاوے اور یہ کہ جنرل آریلیس پیرس سے بہت فاصلہ پر نہیں لیکن چونکہ جنرل کا
 یہ بیان ہے کہ پہا ہونا ضروری ہے چونکہ پہا ہونے سے فوج کا نقصان بہ نسبت خالی کر دینے آرائینز کے بہت کم ہوگا
 اسلئے اسکو پہا ہونے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

فرانسیسی گورنٹ نے فوج کو آریلیس کے کمانڈر کو حکم مذکورہ بالا ذریعہ تار بھیج دیا اور ایگم ہیٹیا نے اس میں یہ حکم اور زیادہ
 لکھا کہ تینے سابق میں جو احکام دربارہ جمع ہونے فوج کے آرائینز میں اور دشمن کی مدد فوج جاری رکھنے کے لئے دئے گئے
 وہ اب منسوخ کر دیئے جاتے ہیں۔ ایگم ہیٹیا نے جنرل ڈی آریلیس کو یہ اوڈینا دیا کہ اگر ضرورت ہو تو آرائینز کو
 خالی کر دیا جاوے اور ٹورس میں جتنے جنرل فوج ہیں وہ تمہارے ماتحت کر دی گئے ہیں۔

آخر کا جنرل آریلیس نے ٹورس میں ایک اور مراسلہ بھیجا اور اس کے ذریعہ سے گورنٹ فرانس کو مطلع کیا کہ تینے
 اپنی تجویز جنگ تبدیل کر دی ہے اور ۱۰-۱۱ اور ۱۲ کو رز کو بھیج دیا ہے اور ۱۸-۱۹ اور ۲۰ کو رز کو لپنے پاس بلایا ہے اور
 میں جو آرائینز میں مقیم ہو کر شہر کے گاؤں کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ بعد اس کے جنرل آریلیس نے کامیابی کے ساتھ
 مدد فوج کرنا نامکن پایا اور شہر آرائینز کو خالی کر دیا اور ۲۰ دسمبر کی آدھی رات کو جرمنی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ ان
 لڑائیوں میں فرانسیسی فوج کا نقصان مقتولین مجروحین قیدیوں میں سولہ ہزار فوج کا ہوا جرمنی دے فرانسیسی
 نقصان کو اور بھی زیادہ بتلائے ہیں۔

جبکہ یہ اوقات شہر آئرلینڈ کے شمال اور جنوب میں ہو رہے تھے پیرس کی فوج نے ایک اور کوشش دشمن کی فوج کو چکر
 مکمل جانے کی کی۔ ۲۸ نومبر کی رات کو قلعہ جات پیرس نے اور خاکہ کرائی قلعوں نے جنوب کی جانب تھے بڑے
 خوفناک طور سے گولہ باری شروع کر دی۔ اور شہر سنٹ جرمن سے دریائے سین اور مارنی کے اتصال تک گولوں
 اور گولیوں کی پوجھار برپا تھی۔ اس گولہ باری کی آڑ میں جو خاکہ اسوج سے کی گئی تھی تاکہ
 فوج لوگوں کو حملہ کر دینے کا حال معلوم ہو جبکہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ فوج بہت دور نہیں ہے۔ قلعہ جات مانٹرگ بیٹری
 اور ایوٹری سے بہت سی فوج نکل آئی اور بعد دریا سے سین کی جنگی کشتیوں اور شہر بلی جوف کے فوجی مدد اور
 اپنی خاص توپوں کی مدد سے اس فرانسیسی فوج سے جرمنی سے شہر کو لاسے پیچیدگی۔ اور چوڑی لی رونی کے فوجی کر
 کی کوشش کی جو محاصرہ کے دائرہ کے قریب شہر آئرلینڈ کی سرحد پر واقع تھے۔ یہ بھی ارادہ کر لیا گیا تھا کہ مشرق اور جنوب
 مشرق سے بھی فوج آکر اس مقام میں شریک ہو وے لیکن اس دن دریائے مارنی میں بجلیک طغیانی ہو گئی۔ اور
 فرانسیسی فوج بغیر قطعی انداز کے قلعوں میں لوٹ آئی۔ دوسری شب کو گولہ باری پھر شروع کی گئی۔ اور ۳۰ نومبر کو علی الصبح
 ایک افکار عظیم نیرکان جنرل ڈوکرٹ۔ جنوب مشرقی اور مشرقی قلعوں سے اس جانب کی جرمنی فوج پر حملہ کرنے کے لئے
 روانہ ہوا۔ جنوب مشرقی پر جنرل وینوئی کا حملہ اور ایسا ہی شمال سے سینٹ ڈینس سے حملہ ہونا یہ کارروائی صرف جرمنی
 فوج کو دیکھ کر دینے کے لئے کی گئی تھی۔ ورنہ یہ حقیقت حملہ نہ تھا لیکن دوکرٹ نے جو حملہ کیا وہ بہت ہی سخت تھا۔ اس وقت
 فوج کو کئی طرح کی مدد بہت سی محفوظ فوج بھی ڈوکرٹ قلعہ وائس کے سامنے سے دریائے مارنی پر پہنچ کر کابل ڈاکٹر
 دریا کو عبور کر لیا۔ اور ایک کالم فوج کو شہر بلی میں اتار دیا جو اس قطعہ زمین پر آباد ہے۔ بعد دریائے سین اور دریا مارنی
 کے بیچ میں بھونچا ہوا تھا۔ آگئی ہے۔ ڈوکرٹ نے اپنی تمام فوج کو چار وہاں نوڑی لاگرنیڈ برائی۔ وولیرز اور پگنٹی کے
 سامنے لاکے ڈال دیا۔ فرانسیسی فوج پوری ترتیب سے آگے بڑھی اور ایک مختصر مگر خونخوار لڑائی کے بعد اس نے وولیرز
 چھین لیا۔ اور برائی فوج کر لئے اور جرمنی فوج ان جگہوں سے بوجھ ہونے لگا۔ فوج دشمن کے ہٹ گئی موضع لاگرنیڈ پر
 بھی فرانسیسی فوج نے حملہ کیا اور چند گھنٹے تک فرانسیسی فوج میدان کارزار میں فاتحہ میں رہی۔ اور ان کی فوج اس
 زمانہ تھی کہ ان کی ممانعت فرما کر بھی زمین سیرسہ ان کا رزاکر کی آہی تھی کہ تمام فوج فرانس کو اپنی چوڑی
 باری کر سنے کا موقع نہ ملا۔ سانچا رجزنی فوج کو اور ملک آگئی اور جرمنی خونخوار لڑائی کے بعد موضع وولیرز جرمنی والوں کے
 پھر سنے لیا۔ لیکن ہوا مضاعف برائی اور پگنٹی فرانسیسیوں ہی کے پاس رہے۔ اس لڑائی کے مفصل حالات
 حسب ذیل ہیں:

پیرس کے جنوب مشرق میں قلعہ ونسن کے مقابل میں جو محل ہے اُس کے سامنے دریائے مارنی پر سخت ڈرائی ہوئی
 دریائے مارنی اپنے مقام اِستمال دریا سے سین سے یعنی شہر چارنٹن سے شہر نیلی تک مثل سانپ کے چکر کھاتا ہوا بہتا
 ہے۔ اور ایک تقبسی ضلع کی زمین میں سے گزرتا ہے جو ان قلعجات کی زد میں ہے کہ جو خاص پیرس کے بچاؤ کے
 قلعے ہیں جب کہ جرمنی فوج اِوّل ہی اول حملہ کرتے ہوئے پیرس کے قرب و جوار میں پہنچی تو اس ضلع کے تمام باشندے
 پر قابض ہو گئے، دریا کے قریب اور فرنیسی آگ کی زد میں جرمنی فوج نے صرف موضع برائی اور چیمپگنی پر چھوٹی چھوٹی
 ڈال دی تھی۔ لیکن ان کے کچھے مواضعات ویلیر زکوتیلی۔ نوغزی لی گرنڈ اور دیگر جگہوں میں انہوں نے اپنی فوجوں
 اور مورچوں اور توپخانہ سے نہایت مستحکم کر رکھی تھی پیرس کے قلعجات اور جرمنی فوج کے درمیان کو یا کہ ایک زمین آد
 تھی جس پر کوئی قابض نہ تھا۔ اور اس آزاد زمین میں دریا تھا اور آٹس بائیں کنارہ پروتین میل اور زمین تھی۔ اس قطعہ
 زمین پر فوج نہ لڑ کر اپنے فوج کو لاڈالا اور ۲۸۰۰۰ نمبر کو اس پر قابض ہو گیا۔ اُس نے پیوں کے پل کے ذریعہ سے
 معاہدہ اپنی تمام فوج کے دریا کو عبور کیا اُس کی فوج کی تعداد کوئی ۸۰۰۰۰ ہزار بتاتا تھا اور کوئی ۵۰۰۰۰ بیان کرتا تھا اور
 مواضعات چیمپگنی اور برائی سے جرمنی فوج کو بھگا دیا۔ لیکن اپنے قلعوں کی زد سے باہر ہو کر اس نے جرمنی فوج پر موضع
 ویلیر زکوتیلی کو یا اور یہاں جرمنی فوج نے پورے طور سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور ڈوکرٹ کو اب انہیں مستحکم و مضبوط
 دیہات میں لوٹ کے آنا پڑا۔ چار قلعوں کی توپوں کی زد میں ان دو دیہات پر قبضہ کر لینا صرف ہی کام تھا جو ۲۸۰۰۰
 کو اس عظیم الشان فرنیسی فوج نے کیا۔ اور ۲۵۰۰۰ نمبر کو نہایت بے لطفہ کے ساتھ اس کی بابت دنیا کے تمام عقول میں
 خبر بذریعہ تاریخ ہی گئی۔ ۲۵۔ تاریخ کو لڑائی اس وجہ سے بڑھ کر دیکھی تاکہ مقتولین کو دفن کر دیا جاوے جرمنی والوں کا
 بیان ہے کہ فرانسیسیوں کی درخواست پر ایسا کیا گیا اور فرنیسی کہتے تھے کہ جرمنی والوں کی درخواست پر لڑائی ملتوی کر گئی
 ۳۰۔ نمبر کو لڑائی پھر شروع ہوئی جرمنی فوج نے اپنے دشمنوں کو مواضعات برائی اور چیمپگنی سے ہٹا دینے کی کوشش
 کی اور علی الصبح ان کا یہ مقصد چھوڑا سا یا گل جمل ہو ہی گیا تھا کہ اس عرصہ میں فرنیسی کل فوج لڑتی ہوئی آگے بڑھی
 چلی آئی اور نہایت سخت اور خونخوار لڑائی واقع ہوئی جبکہ آخر میں فوج جرمنی نے فرنیسی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ گو دیکھا
 مارنی کے پار تو نہیں بھگا سکے لیکن دریا کے قریب چلا گاہوں اور جنگوں میں ہٹا یا۔ اس لڑائی کی حالت کو یا نمبر
 کی شام کو وہی غمی جو اس سے ۲۵۔ گھنٹے پیشتر تھی۔ فرنیسی فوج ابھی تک دریائے سورنی کے بائیں کنارہ پر کئی جگہ تھی
 تھی اور پیرس جگہ فرنیسی قلعجات کی زد میں تھیں اور جرمنی فوج کی لائن باطل نہیں ٹوٹی۔ اس کے بعد فوج ڈوکرٹ
 اپنی فوجیں دریا کی دوسری جانب لے گیا اور اپنی فوج کے نام فصلہ ذیل ایڈریس جاری کیا:

مقام ولسنس - ۴ - دسمبر

مٹے سپاہیان۔ وودن کی شاندار لڑائیوں کے بعد میں نے غم کو دیا کہ اس کنائے پھر ڈالاسے کیونکہ مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ دشمن نے اس جانب اپنی ساری فوج ایک جابج کر لی تھی اور لڑائی مکی تیار یوں میں تھا اور انا جگہ ہماری کوششیں بے فائدہ ہوتیں۔ اگر میں وہاں پڑا رہتا تو ہزار ہماروں کی جانبیں بے فائدہ ضائع ہوتیں۔ سمجھو کہ لڑائی تھوڑے عرصے کے لئے موقوف ہوئی تھی۔ ہمارا دوسری سے لڑنے کے لئے تمہیں تیار ہو جاؤ جلد ہی اپنا سامان جنگ تیار کرو اور سب جمع کر لو۔ تم جانتے ہو کہ ہم ملک کے بچانے کے ایسے پاک کام میں مصروف ہیں کہ وقت ضرورت ہمارا اپنی جانوں سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

اپنی بڑی کوششیں کرنے سے پہلے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکرٹ نے دو اعلان شایع کئے جن سے بڑا جوش پھیلا۔ جنرل ٹروچو نے اس خون کی دھواں دھری جو غریب بننے والا ہے اُن شخص پر ڈالی جسکی قابلِ نفرتی ہمیں زمانہ حال کی تہذیب اور انصاف کو ہمال کئے جاتی ہیں۔ جنرل ڈوکرٹ نے اپنے اعلان میں یہ شایع کیا کہ میں تمام قوم کے آگے قسم کھاتا ہوں کہ اب کے پیرس میں باتو فحشد داخل ہوں گا یا مردہ ہو کر داخل ہو گا۔ شہر ٹورس میں اس خبر نے کہ پیرس سے فوج نکلتی دشمن سے لڑے سخت جوش پھیلا دیا اس بار سے میں گورنمنٹ کو بڑے مبالغہ آمیز حالات پہنچے اور نہایت پر جوش طریقہ سے اُن کو بیان کیا گیا۔ ۲۰ نومبر کے حکم میں جنرل ایلیٹس پی لیڈائن نے فوج کو یہ لکھا کہ پیرس کی فوج نے پشانی فوج کی لائن کو توڑ ڈالا ہے۔ جنرل ڈوکرٹ معہ اپنی فوج کے ہماری جانب آ رہے ہیں اب ہم کبھی اُن سے ملنے کے لئے اُسی دھواں سے کچ کرنا چاہئے کہ جسکی فوج پیرس نے ایک نظیر قائم کر دی ہے۔ فرنیسیوں کے اور بیانات اس قسم کے تھے کہ پشانی کی فوج دیائے سین کے بائیں کنارے کی جانب ہٹا ہو گئی ہے اور ڈوکرٹ ایک لاکھ سے زائد فوج کیساتھ فوج کو اڑنے کے شریک بن گیا۔

پیرس سے ایک غبارہ چلا اور ۲۵ نومبر کو قصبہ پائیس ضلع مورین میں اترا اور ٹورس میں اُس کے ذریعہ سے یہ خبریں پھری آئیں۔ دوبارہ پیرس سے فوج کا نکلتا دشمن پر حملہ کرنے کے حال میں یہ تحریر کیا تھا کہ جنرل ٹروچو نے فوج کی تعریف اپنی رپورٹ میں کی ہے اس رپورٹ میں اپنی خدمات کا بیان کرنا بھول گیا تھا۔ ایسے جب پرسیدل فوج لڑنے لڑتے پیچھے رہ جاتی تو وہاں کو تہمت دلا کر آگے بڑھنا تھا۔ اس لڑائی میں پیرس کی چاروں جانب کے تعلقوں سے گولہ باری ہوتی رہی۔ جنرل رینالٹ جسکی زیرِ کان فوج ہ کو زخمی زخمی ہوا اور جنرل لیماری بھی زخمی ہوا۔ جنرل ٹروچو نے کہا کہ تمام ملک کو جنرل ڈوکرٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جرمنی والوں کا بیان ہے کہ بینک فرنٹ پر فوج

بہت مضبوط تھا اور اُس سے برابر گولہ بادی ہوتی رہی لیکن اُس سے جرمنی فوج کا بالکل بھی نقصان نہیں ہوا۔ پیرس میں عوام کا ایک بڑا غمغین حال تھا کہ شہر کے مکان پر جمع ہوا اور ایگمپٹیا کو بکھارا۔ اس وزیر نے بھت کے اوپر سے اپنے تئیں عوام کو دکھایا اور عوام کو ایک ایڈریس دیا لیکن بوجہ جوش کے اکثر اُس کی آواز نہیں نکلتی تھی اور وہ ٹھیکر آواز دُست کرتا جاتا تھا۔ اُس نے جنرل ٹروچو اور جنرل ڈوکٹ کی بہت بہادری، استقلال اور تمام فوج کی بہادری کی تعریف کی۔ اُس نے بیان کیا کہ تمام بچاؤ کے ذریعوں سے کام لیا گیا تھا اور پیرس سے جس فوج نے نکل کر دشمن پر حملہ کیا تھا اُس کی مدد پر قلعیاں پیرس جنگی کشتیاں اور چکر، ریلوے آہن پوش گاڑیاں تھیں۔ تمام فوج اور فوج پائل اور فوج نیٹل گارڈس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی اور ایگمپٹیا نے آئریڈریس میں یہ کہا کہ مجھے ایس جی کاب ہمارا فوج خیماب ہوگی فتح ہمارے ہتھیاروں سے پھر ملاقات کرے گی۔ اور فرانس کے لوگوں کی بہادری بھوکے معدے سے روپوش ہے لیکن اب وہ ہمدردی کی صورت حاصل کر کے جلوہ افروز ہونے والی ہے۔ پریشانی کی فوج بھی فوج کی نئی بہت اور بہادری دیکھ کر اب ہر جانب بے دل ہو گئی ہے اور اب وہ پناہ ہونے والی ہے۔ پریشانی کی فوج کو شہر لڑی پگنی شکست دی گئی ہے اور پیرس کی فوج کی فوج کی خبر سن کر فوج جرمنی نے شہر کو نہ خالی کر دیا جو ہماری فوج لوار پر پیرس کی فوج میں شریک ہونے کے لئے استقلال سے بچ کر رہی ہے۔ اب نتیجہ پر کون شہر کر سکتا؟ اب ہم ایک مطلق العنان بادشاہ میں جو اپنے لالچ اور خواہش نفسانی کے لئے لڑتا ہے اور ایک قوم میں جو انصاف اور حق اور اپنی عزت کے لئے لڑتی ہے نیز ورنہ کر سکتی ہیں۔ یہ فوج صرف سلطنت جمہوری کی ہوئی ہے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نے تمام سامان مکمل کر لیا ہے۔ فرانس کو سنبھالنے کے لئے ہمارا چھوڑ دیا تھا لیکن فرانس نے اپنے نہیں مضبوط اور طاقتور بنا لیا ہے۔ یہی کام ہے جو ایک آزاد قوم کر سکتی ہے۔

ایگمپٹیا کو اپنے ایڈریس میں اس آواز سے اکثر توقف کرنا پڑتا تھا جو لوگ یکساں پکارتے تھے کہ پیرس ہمیشہ قائم ہے، جمہوری سلطنت ہمیشہ قائم رہے۔

فصل دوازدہم (ب)

دیباچے لوار پر چند دنوں تک لڑائی رہنا۔ شہر و جنسی کی فتح۔ پیرس سے دوبارہ

فوج کا نکل کر دشمن پر حملہ کرنا جنگ ٹوٹ نہیں

فرانسیسی فوج نے پیرس کے محاصرہ توڑنے کی جتنی کوششیں کیں وہ سب بالکل فضول گئیں۔ اور جنرل ٹروچو کو

الزام دینے کی خواہش کئے بغیر ہو گیا جاسکتا ہے کہ اس بات کے حصول کے لئے اس سے بہتر موقع اس کو کبھی نہیں ملا۔ اور یہ بات غالب معلوم ہوتی تھی کہ اگر ذرا ہشامی اور بہادری اور بہت کی جاتی تو فرانسیسوں کا یہ مقصد برآتا۔ اس محصور شہر کے باہر بربادی بخش واقعات جو فرانسیسی فوج کو اثر کے سر پر بند لاسی تھی اسب جمع ہونی شروع ہو گئی۔ لیکن تاہم فرانس کے مطلع تاریک پر ایک روشن دہرہ نظر آتا تھا جبکہ فوج جرمنی نے آئرلینڈ پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو فرانسیسی فوج کو اثر علیحدہ علیحدہ ہو گئی۔ فوج سمینہ اور قلب تو دریا کے پار بھاگ گئی اور فوج میسرہ دریا شمال کے کنارہ کی طرف شہر دہنسی میں مقیم ہو گئی۔ پرنس فریڈرک چارلس پچاس ہزار سپاہ کے ہمراہ فوج سمینہ کے تعاقب میں گیا۔ جو بغیر اثر نقصان ہونے کے شہر دہنسی کی جانب چلی گئی اور یہاں یکایک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جنگی وجہ سے پرنس فریڈرک شہر دہنسی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اسی اثنا میں ون ڈرٹین اور گرینڈ ڈیوک آف بیلجیئم چارلس ہزار فوج کے ساتھ فرانسیسی فوج میسرہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے لیکن فرانسیسی فوج نے ان کے حملہ کی مدافعت اس طرز سے کی کہ جنگی وجہ سے اس جنگ میں پیچ دوپچ واقعات نمودار ہوئے گئے۔ فرانسیسی فوج میسرہ میں دو کورز تھیں جنکی تعداد پچاس ہزار سپاہ کی تھی اور مصیبتوں کے پڑنے کی وجہ سے یہ فوج بے دل سی ہو گئی لیکن یہ فوج ایک ایسے جنرل کے زیرِ نگرانی تھی کہ جس نے اپنی تعجب انگیز غیر معمولی جنگی یاتوں کا بدور پورا ثبات دیا شہر چوڑی اور شہر مارچن آشر کے درمیان آئرلینڈ کے جنگلوں میں ایک مضبوط جگہ پر مقیم ہو کے جنرل جیمز نے ایک خونخوار لڑائیوں کا سلسلہ شروع کر کے فاتح فوج جرمنی نے جب قدر معلے کئے سب کو رو کر کے فوج جرمنی کو ہار لایا اور ایک دفعہ سے زیادہ فوج جرمنی ہمو و حملہ کیا۔ بعد ازاں پرنس فریڈرک چارلس نے لگ لگ کر کسٹے ایک اور پنجھی اور اس وجہ سے جیمز پیچھے ہٹ آیا لیکن اس کا یہ سپاہیوں نہایت باقاعدہ اور بہت قتال کے ساتھ رہتا شہر لی مانس کی مضبوط جگہ سے اس فوج کو بہت فائدہ پہنچتا تھا۔ اور اگرچہ جیمز ایسا پیچ جاتا تو وہ مغرب کی فرانسیسی فوج کے شریک ہو جاتا اور پھر اس کو بہت لگ پیچ جاتی۔ اس لئے اس نے لی مانس کی جانب کوچ کرنا شروع کر دیا اور کئی جگہ اور خاص کر دیائے کو اثر کے مضبوط و مدموں اور مورچوں کو اس نے فوج سے خوب مستحکم کیا اور بعض اوقات اپنے تعاقب کنندگان پر لوٹ کے حملہ کر کے ان کو بہت نقصان پہونچاتا تھا۔ اور آخر کار ۱۷ دسمبر کو اس نے شہر لی مانس لے ہی لیا اور اپنی فوج کو نقصان سے بچائے رکھا اور اپنی لگ سے چلا۔

دریائے لوائر پر چند دن تک لڑائی رہنا

پہلی دسمبر سے ۵۔ دسمبر تک فرانسیسی فوج لوائر سے ایک بڑا خونریز سلسلہ جنگ جاری رہا اور یہ لڑائیاں پیرس اور آئرلینڈ کی سڑک پر شہر آرجس سے شہر آئینی تک ہوتی ہوئی شہر چلوس تک جاری رہیں۔ جو آئرلینڈ سے شمال کی جانب کئی میل پر ہے۔ جرمنی فوج میمنہ زیرِ کمان گرنیڈ ڈیوک میکلنگ تھی اور جبکہ جرمنی فوج قلب اور میسر و فرانسے فوج کو ان کے سوچوں اور دوسروں سے دیائے لوائر کی جانب واپس بھگا رہی تھی جرمنی کی فوج میمنہ مغربی جانب کچ کر رہی تھی اور اس سے یہ خوف تھا کہ کہیں جنرل ہلیئر زاور جنرل آریلیس کو شہر ٹورس سے علیحدہ نہ کر دے۔

یکم دسمبر کو سرد و افواج معانین مصلہ ذیل جگہوں پر مقیم تھیں:-

شہر آرجس کی دہلی جانب بوئر کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ ۱۴۔ ڈوئیزن فوج قلب اور پہلی فوج مقرر لگائی تھی اور ۲۲۔ ڈوئیزن شہر آئرلینڈ کی سڑک پر بڑھ کر آدھی رات کو دریاں شہر میں دہلی اور آئرلینڈ کے تقسیم تھی اور میسر و پر بھی ڈوئیزن سواران تھی۔ پرنس فریڈرک چارلس کا ہیڈ کوارٹر شہر میمنہ ڈوئیزن تھا اور تیسری آرمی کورز شہر میمنہ چلوس گیرلینڈ سے شہر میں لگ چکی ہوئی تھی۔ اور فرانسیسی فوج جو زیرِ کمان جنرل جینری تھی وہ شہر آئرلینڈ میں دسگ اور میسر و بنک کے خوب تنگ جگہ پر تھی اور اس فوج کی جناح۔ بوئر کی فوج کے سامنے موانعات بوئر کی ٹینینٹ اور جیالین و دہلی تک پھیلی ہوئی تھی جرمنی کی ۳۔ کورز کے مقابلہ میں فرانسیسی فوج پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ درحقیقت اگر دہلی کوئی فوج ہوتی تو وہ غیر محفوظ ہوتی چونکہ اس کے پیچھے میں میل تک گھبراہٹ تھا اور یہ جنگ دریائے لوائر کے شمال میں اور شہر آئرلینڈ اور شاؤٹیف کیچ میں واقع تھا۔

پہلی۔ دسمبر کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب لڑائی شروع ہوئی لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے جس میں ۵۰ پلٹین تھیں فوج بوئر کے مقابلہ پر ٹھہرا شروع کر دیا جس میں بوئر یا کی ۳۰ بریگیڈ۔ فوج تھی اور فرانسیسی فوج نے بوئر یا کی فوج کو آرجس پر واپس بھگا دیا۔ اور ان کی دو توپیں فرانسیسی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۔ دسمبر کو علی الصبح لڑائی پھر شروع ہوئی۔ آئرلینڈ کے شمال اور شمال مغرب میں جو قطعہ ملک ہے وہ پہلے تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک وسیع میدان چلا گیا۔ اس میدان میں بے شمار دیہات ہیں۔ دیہاتوں کے کھانا

مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور ان پر چھپرے سے ہوتے ہیں۔ سچ فریسی فوج نے بوڑیا کی فوج پر حملہ کیا جسکا چار فوج
 ٹکسٹ دیکھتے دیکھتے ہٹا دیا۔ اور یہ بوڑیا کی فوج اب زیادہ تاب مقابلہ لاسکی۔ اسلئے یہاں گئی اور اس کی جگہ ۱۰۰ ڈویژن
 کی ۱۲ رجٹ آنا شہر میں لائی گئی (جس میں تین شہر نے اندرونی معاملات میں بالکل آزاداں ہیں ان کا نام ہرگ
 برین اور دیوبک ہے اور یہ شمالی جرمنی میں واقع ہیں۔ ازسرنجیم) اور فریسی فوج نے اس رجٹ سے دو ہرگ
 قریب ۱۱ سبک کی لڑائی شروع کر دی۔ یہ لڑائی مشرقی جانب بڑھتی جاتی تھی اور دو بجے کے قریب شہر آٹینی سے بوڑیا
 کی فوج کی لائن تک ایک مسلسل بوچھاڑ گولے اور گولیوں کی ہوری تھی۔ فریسی اپنی جگہ پرنایت بہادری سے
 قایم رہے جرمنی کی فوج نے جو بہت در ماندہ ہوئی تھی اوہ بے لمبے کوچوں سے تھک گئی تھی اس نے بہت ہی
 سخت کوشش کی تاکہ فریسی فوج کو ہٹا کر وہ جرمنی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی اور توپوں اور مشینوں سے
 تلخ و سنگرم تھی۔ علاوہ ان میں تمام ۱۰ ڈویژن فوج بڑے سرکس میں بالکل نئی آئی تھی۔ میدان کارزار کی لائن میں
 مکانات دیہات کے آگے آئے گئے لوگوں کی وجہ سے جل رہے تھے اور جب رات ہوئی تو ایک طرف تو جانہ
 چمک رہا تھا اور دوسری جانب مکانات اور دیہات کے جلنے سے زمین سے آسمان تک روشنی ہو رہی تھی
 اس میدان کارزار کی زمین حلا سواران کے لئے بہت مناسب تھی اور شہر آٹینی کے مقابل میدان کارزار میں
 مہر ڈویژن رسالہ بہت بھی طے لڑ رہا تھا۔ مگر فریسی فوج نے اپنی میشرینوں توپوں سے آگ برساکر اس ڈویژن
 کی ایک رجٹ کو بالکل نیست و نابود کر دیا۔ اور دیگر ڈویژنوں گھوڑے بلا سوار کے سوار قتل ہو گئے تھے اور بعض گھوڑے
 زخمی بھی ہو گئے تھے۔ چاروں جانب سے بڑے خوف سے ہنسنے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ آج کی لڑائی بھی
 مثل آن تین روز پڑائیوں کے تھی جواہ اگست میں شہر کے آگے ہوئی تھیں اور مثل آن لڑائیوں کے اس لڑائی
 سے بھی ظاہر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

میدان کارزار میں ہر جانب تھقلوں اور جرحوں کی بے شمار تعداد پڑی ہوئی تھی اور کسی جانب یہ تہ نہیں
 ہو سکتی تھی کہ کوئی ناسا فریق فائدہ میں رہے جو نقصانات ہوئے تھے ان کا تھینہ صحیح طور سے نہیں ہو سکتا تھا۔
 فٹنٹ جنرل ون بیٹن کمانڈر اول ڈویژن فوج بوڑیا اور مارچنٹ کا کرنل نہیں اور ۱۰۰ رجٹ کا میجر ون
 ہرج فیلڈ یہ تینوں مندرت تخت مروج ہوئے جرمنی فوج نے ۱۰۰۰۰۰ ہتھیارہ سو قیدی گرفتار کئے جن میں ایک
 جنرل بھی تھا۔ رات کو بڑے آدمی اور عورتیں اور بچے اپنے جلتے ہوئے مکانوں سے نکل کر ادھر ادھر بھاگ
 رہے تھے اور انوس ان کی کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہی تھی۔ فوجوں نے بھی تمام رات کھلے میدان

میں گزاری۔

۳۔ دسمبر کو گرینڈ ڈوک آف میکلائنگ کی فوج سے اور فرامیسی با قیامندہ فوج لوائرس سے جہیں شہر ٹورس سے اور
 الکی فوج آکٹر شریک ہو گئی تھی۔ شہر جہنسی کے پاس ایک جہم کر لڑائی ہوئی اور اس میں افواج جرمنی کو کامیابی ہوئی
 اور شہر جہنسی کی فتح ہو جانے کا فرانسیسوں کو اندیشہ ہو گیا جرمنی کی فوج نے ہندرو سو قیدی گرفتار کئے اور چھ توپیں اپنے
 ہاتھ لگیں۔ ۲۔ دسمبر کی لڑائی کے بعد ۱۷ اور ۲۲۔ ڈوئرن فوج جرمنی نے معاً اول کو رز فوج بوڈیا کی پوجنسی کی جانب
 پہنچ کر دیا۔ فرامیسی فوج شہر مارچن آئر کے نکل اور پوجنسی کے درمیان مقیم تھی۔ علاوہ اس فوج کے جو اول دن کی لڑائی
 میں شریک تھی۔ فرامیسی فوج لوائر کی دو کوزہ شہر کر لینز سے بگا دی گئی تھیں انہوں نے بھی اس جرمنی فوج کا کچ
 روکنا چاہا۔ مگر جرمنی فوج مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھی گئی اور دیہات کروٹ بر سو موٹ مہاسا پر قبضہ کر لیا اور
 آخر کار شہر جہنسی بھی لے لیا۔ چھ توپیں اور ایک ہزار سے زائد قیدی فوج جرمنی نے گرفتار کئے۔ ۳۔ دسمبر کو موضع
 رو نوڈیت۔ ویلر سا اور سرنی بھی فرامیسی فوج سے چھین لئے۔ اور بہت سے فرامیسی گرفتار ہوئے۔ شہر ویرن
 کی ریلوے پر بھی جرمنی فوج نے قبضہ کر لیا۔ ۴۔ دسمبر کو گرینڈ ڈوک کی تمام فوج نے فرانسیسوں پر بھر حملہ کر دیا اور
 اور ان کی تمام مضبوطیوں پر قبضہ کر کے فرامیسی فوج کو مارچن آئر کے نکل میں بھگا دیا اور بہت سے فرامیسی
 گرفتار ہوئے۔

اس لڑائی کی بات بھی فرامیسی بیان جرمنی بیان و ذرا مختلف ہے۔ جنرل جیتیری کا بیان ہے کہ اگرچہ گرینڈ ڈوک
 آف میکلائنگ کی تمام فوج نے علاوہ یا تھا مگر فرامیسی فوج ان تمام محروکوں میں اپنی جگہ پر قائم رہی۔ ۵۔ دسمبر کو ویرن
 کوزہ کے ایک دستے جو شہر بلوش کی جانب بڑھ رہا تھا ایک فرامیسی ڈوئرن فوج کو جو ان کے مقابلہ کے لئے آئی تھی
 بلوش کے قریب موضع موٹ الوالڈ پنگست دیکڑس کو پہنچا کر دیا۔ اس کوزہ کے اور دیگر دستوں نے دیگر فرامیسی
 فوج کو شہر چیمبرڈ کی جانب بھگا دیا اور آخر کار دریائے لوائر کے کنارہ بلوش کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ ریاست
 ایسی کی پٹنوں نے۔ ۶۔ توپیں فرامیسی فوج سے چھین لیں۔ ۷۔ دسمبر کو ۲۔ آرمی کوز نے ایک فرامیسی فوج کا تعاقب
 کر کے اس کو بارن کے آگے موضع نروائی تک پیچھے ہٹا دیا۔ جو فرامیسی فوج گرینڈ ڈوک آف میکلائنگ کی فوج کا تعاقب
 کر رہا تھا کو پڑی ہوئی تھی وہ پیچھے ہٹ گئی اور بہت دور تک ان کا تعاقب کیا گیا۔

شروع دسمبر میں شاہ برٹیل نے جرمنی فوج کے نام مضملاً ذیل حکمان شائع کیا۔
 اسے جرمنی اتحاد کے لشکر کی سپاہ۔

ہم اب اس وقت جنگ کے فعلی نتیجے پر پہنچنے والے ہیں جب کہیں نے تم کو لاشٹن آڈریس دیا تھا اس وقت دشمن کی آخری فوج جو شرمجنگ پر ہمارے مقابلہ میں تھی وہ بوجہ سہرہ کی منتر کے گریبا باطل برباد کر دی گئی تھی مگر دشمن نے اب غیر معمولی کوششوں سے ہمارے مقابلہ کے لئے نئی فوج تیار کر لی ہے۔ اور باشندگان فرانس کے ایک بہت بڑے حصہ نے اپنے آرام کا پیشہ چھوڑ کر اد جبکو پیشہ سے ہم نے نہیں روکا تھا تبھی اس بحال لئے ہیں۔ اگرچہ دشمن بعض اوقات فوج بریٹی کی تعداد سے زیادہ تھا لیکن ہم نے اُن کو شکست دی ہے۔ اسلئے کہ بہادری اور قواعد و انی اور درست کامیاب کرنے کی قوت۔ شماری تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ دشمن کے پیرس کے محاصرہ توڑ دینے کے تمام ارادہ پہا کر دیئے گئے اور اکثر فریزی کے ساتھ بھی دشمن کو ہلایا گیا جیسا کہ جیمپگنی اور لاہورگٹ کی لڑائی کے موقع پر ہوا ہے۔ لیکن یہ سب امور بوجہ تم لوگوں کی بہادری کے ہوئے ہیں دشمن کی تمام فوجیں جو ہر چار جانب سے پیرس کی خلاصی کے لئے آ رہی تھیں۔ انکو شکستیں دی گئی ہیں۔ ہماری فوجیں جنہیں سے بعض جہد ہتھے ہوئے کہ شتر اور اسٹر سبرگ کے اگے یقین تھیں۔ اب شہر روٹن آرلینز اور دیگر جگہ پہنچ گئی ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے معرکوں میں دو لڑائیاں بھی ہوئیں۔ ایک تو شہر امینز کی لڑائی اور دوسری وہ لڑائی جو چند دنوں تک شہر آرلینز میں ہوئی۔ ان لڑائیوں کی فتح سے ہماری سابقہ فہرست فتوحات میں اور اضافہ ہو گیا ہے ہم نے دشمن کے کئی قلعے فتح کر لئے ہیں اور بہت سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ اسلئے ہم کو بہت بڑی خوشی ہے اور ہم اپنی خوشی کا تم سے اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہم تم سب لوگوں کا سپاہی سے لیکر جنرل تک کا شکریہ ادا کرتے ہیں اگر دشمن اب بھی جنگ کو جاری رکھے تو ہمیں یقین ہے کہ تم اپنی اسی قوم کی قوت اور بہت اسکو دکھاؤ گے جس کی وجہ سے تم کو اب تک فتح حاصل ہوتی رہی۔ تاہم قید کہ دشمن ایک باغیض صلح نہ کرے۔ کیونکہ اس جنگ میں ہمارا بہت خون اور فوج ضائع ہوئی ہے۔

دستخط - ولیم

ہیڈ کوارٹر - دارسلینز - ۶ دسمبر ۱۸۷۰ء

۱۔ دسمبر کو ۶۔ انگریزی جہازوں کو شہر ڈکلیئر کے پاس دریا سین میں خالی کھڑے ہوئے تھے پر شا کی فوج نے گرفتار کر کے اُن کو دریا میں ڈبو دیا۔ کیونکہ فرانسیسیوں کے دریا سین میں کئی جنگی کشتیاں تھیں اور انہوں نے فوج پر شا کو شہر روٹن کی جانب کوچ کرنی ہوئی بہت حیران کیا تھا۔ ۲۔ دسمبر کو ایک جنگی کشتی شہر ڈکلیئر کے قریب تک پہنچی جہاں کہ دریا کے دہنے کنارے کچھ پر شا کی فوج مقیم تھی۔ ڈکلیئر ایک چھوٹا سا بندر ہے

جو دیربان شہر کی بلوٹ اور شہر روڈ کے واقع ہے اور فوج پرشیا کو جب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرانسیسی جنگی کشتیوں کا بیڑا دھڑا رہا ہے تو انہوں نے دریا کا یہ رہتہ سدود کر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے یا بظہیری سے پہنچ انگریزی کو تیکہ بھرنے کے جہان اور ایک دیگر جہازوں سے قریب ہی تھے اور دریائی راستہ روکنے کے لئے ان جہازوں کا ڈوب دینا ضروری تھا۔ اسلئے پرشیا والوں نے ان کو ڈوب دیا۔ اس سے مالکان جہاز کا کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ پرشیا والوں نے ان کے تافان کا ایک تہک لکھ کے دیدیا۔ ۲۱۔ دسمبر کو پیرس سے ایک فوج نے نکل کر فوج محاصرین پر شمالی جانب حملہ کیا تاکہ جنرل فیڈر ہب کی فوج کے شریک ہو جاویں جو برنی جانب شمال میں لڑائی کر رہا تھا۔ فرانسیسی فوج نے مواضعات نیلی سور مارنی۔ ویلی اور ارڈ اور موئیں بلینٹی پرفضہ کر لیا اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے اس جانب جرمنی آگ چارو لطف سے خاموش کر دی۔ تو پچانہ کی ایک سخت لڑائی کے بعد امیر البحر لارون سیئر نے مدح سے قلعہ سینٹ ڈینس کے قصبہ لا بورگٹ پر حملہ کر دیا لیکن وہ اپنے میٹروں قایم نہ کر سکے اور واپس چلا آیا۔ جرمنی فوج نے ایک سو فرانسیسی قیدی کئے۔ جنرل ڈو کرٹ نے مواضعات پونٹ اور بلینیک میززل پر جرمنی کے تو پچانہ پخت حملہ کر دیا۔ اور مغرب کی جانب جنرل نوئل نے مواضعات مائٹری ٹاؤٹ اور بزن وال پر فوج لا ڈائی اور فوج گارڈس مو بائل نے اس لڑائی میں پورا حصہ لیا۔ شب کو جنرل ڈو کرٹ نے مواضعات گروسی اور گرنڈ ڈورین سی کے میدانوں پرفضہ کر لیا۔ ان معرکات میں امیر البحر لارون سیئر کی فوج بہت مادی گئی اور فوجوں کا نقصان کم ہوا۔ جرمنی فوج کا نقصان کم ہوا۔ فرانسیسیوں نے یہ غلط خیال قایم کر لیا تھا کہ فوج شمالی ہمارے قریب آگئی ہے اور اسی لئے انہوں نے پیرس سے نکل کر حملہ کیا تھا اور جرمنی کی فوج نے اس فوج کو ہٹا کر دیا اور جرمنی کی دو کورز اور فوج گارڈس کی فیوریلٹر پلٹنوں نے شہر سنٹیر پرفضہ کر لیا۔ جنرل لڈو بھیجی اس شب میدان کارزار میں رہا۔ شہر لا بورگٹ پر تو پچانوں سے سخت گولہ باری ہوئی۔ آخر کار فوج جرمنی نے ایڈیٹیوہر جنٹ کی ایک پلٹن اور آگسٹا جنٹ کی دو پلٹنوں سے اس شہر کو فتح کر لیا۔ جرمنی فوج نے کئی سو قیدی گرفتار کئے اور جرمنی فوج کا نقصان بہت کم ہوا۔ فرانسیسی فوج نے شہر بوگنی سے آکر موضع سیڈون پر کسیستی کی فوج پر حملہ کیا اور دریائے مانی پر جو قلعہات روزنی اور نوئیل ہیں وہاں سے موضع چلیس میں جرمنی فوج پر حملہ ہوا لیکن حملہ در نہایت سخت نقصان اٹھانے کے ہٹا ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد فرانسیسی گرفتار ہوئے۔ اس حملہ کے دوران میں جرمنی فوج کے مورچوں پر پھٹنے والے گولے مسلسل پھینکے گئے۔ جرمنی کی صرف ۵۰ آدمی کو زہر اس قسم کے تین سو سپاس گولے گرسے اور اس فوج کا نقصان یہ ہوا کہ صرف ایک سپاہی مجروح ہوا۔ ۲۲۔ دسمبر

فرانسیسوں نے اسی جانب مواضع سیدرن اور چلیس پر ظاہر کر لیا اور فوج سے حکم کیا کہ جہتی فوج سے حصار کر کے
فرانسیسی فوج کو نہایت آسانی سے ہٹا کر دیا۔

جنگ پونٹ نوئیس

یہ لڑائی ۲۴ دسمبر کو واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں پریشاکی فوج کی تعداد ۱۰۰۰ سپاہی کی تھی جو ریکمان جنرل ہائٹ آف
تھی اور فرانسیسی فوج کی تعداد ۶۰۰۰ تھی اور یہ ریکمان جنرل فیڈر ہب تھی اس لڑائی سے دو روزہ پونٹ فرانسیسی فوج
اپنی چھاونی شہر کو رہائی میں مقیم تھی اور مواضع پر کورٹ۔ سوگنی۔ بھجن۔ کورٹ۔ ڈرڈنگس۔ پونٹ نوئیس (پونٹ)
وکیوئی سوٹ اور ڈوارس پر قابض تھی۔ لیکن جہتی فوج نے ۲۴ دسمبر کو فرانسیسی فوج پر حملہ کر کے اس کو ان مواضع
سے بھگا دیا تھا اور باوجود فرانسیسی فوج کے سخت حملہ کے فوج پریشان پر قابض ہو گئی یہاں تک کہ بوجہ رات ہونے
کے یہ لڑائی ختم ہوئی۔ فرانسیسوں کے پاس اس جنگ میں اس قدر توپخانہ تھا کہ اگر یہ توپخانہ کی لڑائی کوئی جابھے
تو زیادہ مناسب ہے۔ اور یہ لڑائی ختم اس طرح ہوئی کہ فرانسیسی فوج نے کل سیدان کارزار میں سنگین سے حملہ کرنا
شرع کر دیا (سنگین اس فوج کو کہتے ہیں جو منہ دوپہ کے سمت پر لگا یا جاتا ہے۔ انہی فوجوں کو کہتے ہیں جو جہتی کی فوج سے ان دیات
کو لے لیا تو فرانسیسی فوج سخت نقصان کے ساتھ وادی ہلو کی جانب بھگتا دی گئی۔ اور بوجہ رات ہو جانے کے کہ نہایت
نہو سکا۔ جرمنوں نے تو اس لڑائی کا یہی حال بیان کیا ہے جو بھی بیان ہوا ہے لیکن اس لڑائی کی بابت فرانسیسیوں
کا جو بیان ہے وہ اس بیان سے بہت مختلف ہے۔ فرانسیسوں کا بیان ہے کہ لڑائی کے دو روزہ پونٹ فرانسیسی
فوج اپنی چھاونی شہر کو رہائی میں مقیم تھی اور دریا کے بائیں کنارے کے دیہات پر قابض تھی۔ لہذا
ایک چھوٹی سی ندی ہے جو مقام ڈوارس پر دریا کے سوم میں مل جاتی ہے فرانسیسی فوج نے سیدان کارزار کیلئے
اس دریا کے بائیں کنارے پر بلند زمین ہے وہ پونڈ کی تھی اور وادی کے بعد وادی کے کام پریشاکی فوج چھڑ
دیا تھا جو شہر سے آتی تھی اور جو دریا کے واسطے گندھے ہو کر وادی میں پہنچتی تھی۔ جنرل فیڈر ہب نے اپنی فوج کو
یہ حکم دیا تھا کہ ان دیہات میں فوج جہتی کا خیف مقابلہ کرنا اور فوراً پیچھے ہٹ کر بلند جگہ پر جانا۔ اس حکم کو پورے
طور سے تعمیل کی گئی اور ۲۴ دسمبر کو انہی کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے۔ دونوں
لشکروں کے درمیان صرف ایک تنگ گمروں والی دار وادی رہ گئی اور اب دیہات کے سکھانا پر گولہ باری
شرع کر دی گئی جانبین کی طرف سے اس لڑائی میں شہر شہر یا آتی آتی توہیں گولہ باری کر رہی تھیں جہتی توپوں

گاؤں میں داخل ہوئے ہی فرنیسیوں نے بھی گولہ باری شروع کر دی۔ ۳۰ منجے کے قریب دونوں جانب کے توپخانوں سے گولہ باری کم ہوئی اور فرنیسی فوج پیدل کو حکم دیا گیا کہ وہ ذرا تیز قدمی کے ساتھ جرمنی فوج پر حملہ کرتی ہوئی بڑھی چلی جاوے اور ان تمام دیہات سے جرمنی فوج کو نکال دے۔ یہ حکم نہایت مستعدی اور بہادری سے عمل میں لا کر پورا کیا گیا جنرل سولاک کے ڈویژن فوج نے دیہات ڈوارس اور اونگیوٹ پر پھر قبضہ کر لیا۔ بمیل کے ڈویژن فوج نے مواضع پونٹ نوئیں اور کواریکس لے لئے۔ شمالی فوج کے ایک ڈویژن نے جو زیر کمان رومن تھی موضع ہین کوٹ بھر لے لیا۔ اور وہاں جانب ڈورولک کے ڈویژن فوج نے بولین کوٹ اور پرین کوٹ پر قبضہ کر کے دوڑ تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ شام کے پانچ بجے ہر جہاں جانب ہماری کامیابی نظر آتی تھی اب رات آگئی اور دوست اور دشمن میں کچھ تیز نہیں ہو سکتی تھی فوج پریشانی ان واقعات سے فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ اس لڑائی کا بھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا اسلئے وہ بغیر لڑائی جاری رکھی مواضع ڈوارس۔ کواریکس اور ہین کوٹ کی جانب پیچھے لوٹ گئی فرنیسی فوج نے فوج جرمنی سے اب وہ سب جگہیں لیکر کہ جس پر وہ لڑائی سے پہلی شب کو قابض تھی۔ رات میں ان کا راز بھی میں بسر کی اور دوسرے دن دوسرے موضع تک وہیں مقیم بھی اور اس بات کا انتظار کرتی ہے کہ فوج پریشا اب پھر لڑائی شروع کرتی ہے یا نہیں مگر فوج پریشا نے لڑائی دوبارہ شروع نہیں کی۔ صرف چند گولیاں اور وہ بھی حاصل سے دونوں فوجوں نے چلائی۔ نتیجہ پاکر فرنیسی فوج اپنی چھادی میں واپس آئی جو شہر کورباٹی اور البرٹ کبچے میں ہے۔ فرنیسی فوج میں جو نوجوان سپاہی اس کو موسم کی سختی کی وجہ سے اور بہو کے رہنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور یہ بھوکا رہ جانا بھی بڑی لڑائیوں میں اکثر جو جاتا ہے میدان کارزار میں سپاہیوں کے لئے جو روٹی بھی گئی وہ ختم ہو گئی اور کھانے کے قابل نہیں رہی۔ فرنیسی نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے کہ دوسو سپاہی فوج کے قتل ہوئے اور ایک ہزار سے دو ہزار تک سپاہی زخمی ہوئے مگر یہ سب خفیف زخم تھے۔ پریشا کی فوج کا بہت نقصان ہوا اور خالص فرنیسی توپخانے اس کو سخت نقصان ضرر دے رہا تھا اس دن کے ختم ہونے پر کچھ جرمنی زخمی اور کچھ جرمنی فوج گرفتار کی گئی۔

یادوجو فرنیسی شاندار بیان کے جو دوبارہ جنگ پونٹ نوئیں فرنیسیوں نے بیان کیا۔ معلوم ہو گا کہ فرنیسیوں ہتھ فخر کرنے کا کوئی موقع ملا ہی نہیں کیونکہ بعد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بیان میں فوج کی تعداد بہت بتلائی تھی۔ جو آخری صحیح بیان سے بہت کم ثابت ہوئی۔ آخری بیان کے مطابق پریشا کی فوج کی تعداد

چونیس ہزار تھی اور چالیس توپیں تھیں۔ اور فرنیسی فوج کی تعداد ستر ہزار تھی اور اسیں ساتھ یا ستر توپیں تھیں۔ گویا جنرل فیڈہرب کے پاس جنگ نوپیں ہیں جرمنی فوج سے تین گنا فوج زیادہ تھی۔ اس حالت میں جنرل مانٹ ایفل صرف حملہ کی مداخلت ہی کر سکتا تھا اور یہ مداخلت اُس نے نہایت لیاقت سے کی اور جب کبھی اسکو موقع ملتا تھا بہت سی فرنیسی فوج کو مار ڈالتا تھا۔ ۲۴۔ دسمبر کو تمام دن جنرل فیڈہرب نے اپنی فرنیسی فوج کو بالکل بے کار رکھا۔ ۲۵۔ دسمبر کی صبح کو پرتیا کی فوج یہ معلوم کر کے بڑی تعجب ہوئی کہ وہ مضبوط فرانیسی فوج جس نے پونٹ نوپیں پر ایسی فائدہ مندی کے ساتھ قبضہ کر رکھا تھا۔ پونٹ نوپیں کو خالی کر کے بجایک روانہ ہو گئی اور شہر اُس کی جانب واپس چلی گئی ہے۔ پرتیا کی فوج کا رسالہ سواراں فوراً تعاقب کرنے کے لئے تیار گیا اور چھوٹے ہی عرصہ میں وہ جنرل فیڈہرب کی فرنیسی فوج کے تعاقب میں مصروف ہوا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس پہاڑیہ فوج کے آخری حصہ کو چران کریں اور جو سپاہی فوج سے علیحدہ ہو جاوے اُس کو تھک دیں یا گرفتار کر لیں۔ سواران فوج جرمنی نے شہر البرٹ ٹنک اس فوج کا تعاقب کیا اور جب یہ تعاقب کنندگان وہاں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ جنرل رائن اس پہاڑیہ فوج کے آخری دستہ کے ساتھ ابھی یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ اس پر تعاقب کنندوں نے تعاقب موقوف کر دیا میدان کارزار کے گرد اگر وہ بہت دور تک کشتوں اور رشتوں کی مشین بکھری ہوئی پڑی تھیں۔

فصل سیزدہم

ہاور کے قریب لڑائی ہونا۔ فرنیسی قلعہات پر گولہ باری۔ باہام کے نزدیک لڑائی ہونا۔

مختلف واقعات جنگ۔

شہداء کے گذشتہ بابچ ماہ اب ختم ہونے کو ہیں اور ان مہینوں میں اُس قوم کو جو یورپ میں اب تک اول درجہ کی جنگی قوم بھی جاتی تھی بہت ہی بڑے بڑے واقعات پیش آئے۔ شہداء کے اختتام پر اب ملک فرانس کی یہ حالت ہے کہ اُس کا شہنشاہ ملک جرمنی میں قید ہے۔ شہنشاہ ہگیم اور ولیمد فرانس انگلستان کو بھیجا گئے ہیں۔ فرانس کی زمین فرانس فوج کی لوسہ کی ایڑیوں کے نیچے پامال ہو رہی ہے اور ملک کی کل آبادی نوجو کی محارت اور وصولی خرچ کے باعث ماری ماری پھر رہی ہے اور کل ملک میں یہ فوج پھیلی ہوئی ہے ملک کے تمام تجارتی اور زرعی پتے نہیں ٹکی اور کہیں جزئی بندہ ہوئے پڑے ہیں۔ فرانس کا خوبصورت دارالسلطنت جبر

تمام فرانسیسی قوم کو فریب دے اور جس شخص نے گاؤں کا خوش منظر سوا دیکھا ہے اس کی تعریف کے بغیر نہیں رہا ہے وہ ایک بہت بڑا جیلانہ ہزار ہے جس میں لکھو کھامردان و مزارعان مقید ہو کر رہے وہ صوبوں اور تحفینیں برداشت کر رہے ہیں جو عواما محصور شہر و نازل ہوا کرتے ہیں سچ ہے۔ جنگ تمام برائیوں سے بڑھ کر بُرائی ہے۔

۷۷۔ دسمبر کو فرج ماور کے ایک حصہ فرج نے پرشیا کی فرج پر قبضہ بولیک کے نزدیک پہلا حمل کیا یہ قبضہ شہزاد کے قریب واقع ہے۔ اس دن کرنل ڈی بیرونٹ نے فرانسیسی فرج کا ہیڈ کوارٹر قبضہ سیلا میں مقرر کیا تھا۔ یہ مشہور ہزار تھا کہ پرشیا کی فرج کی ایک کوزر جس نے اپنی ساتھ گاڑیاں فرج پیدل کے ہتھال کے لئے روانہ کر دی ہیں۔ اس میدان کی جانب بڑھی جا رہی ہے جو شہر فوٹن لاث اور بولیک کے درمیان واقع ہے ۷۸۔ دسمبر کی صبح کو پرشیا کی فرج کے عقدہ تھیں نے بولیک کے قریب قبضہ روچر میں پرچہ فرانسیسی فرج تھوڑی سی پڑی ہوئی تھی اس کو ہائی بنگا دیا۔ آٹھ بجے کے قریب لڑائی شروع ہو گئی۔ فرانسیسی فرج ماور کے آٹھ سو سپاہی اور انہوں نے جرمنی فرج کا تختہ زمین ہزار سپاہ کا کیا تھا مگر جرمنی فرج درحقیقت اس کی نصف تھی۔ فرانسیسی فرج ایک بلند کھیت پر جس کا نام لاجولی تھا پیچھے ہٹ گئی اور فرانسیسی فرج کی دو توپوں نے پرشیا کی فرج کی ایک توپ کو یکا کر ڈالا اور فرانسیسی گولباری سے جرمنی فرج کا بہت نقصان ہوا۔ اسی میدان میں فرانسیسی فرج قلب بھی تھی اور فرج میڈی کے شریک ہو گئی اور اس فرج نے دشمن پر اب بند و قوں سے خوب گولیاں برپائیں۔ فرانسیسی فرج جہنم بہت بڑی لڑی اور ایم چوز فرانسیسی فرج کا کمانڈر اعلیٰ معیارہ توپوں کے اور ایک ہزار فرج اور اید فرانسیسی فرج اب جرمنی فرج کا ایک ہزار اندھاق کر کے ہی کو بھی کر یکا یک ایک نامعلوم خوف کی وجہ سے ان کی فتح فرج کے پہا ہونے میں مبتدل ہو گئی۔ کرنل ڈی بیرونٹ جو اس فرج کا کمانڈر تھا اس کو یکا یک یہ خیال ہوا کہ پرشیا کی دس ہزار فرج اس کی فرج میں رہ کر محکمہ کرنے کو ہے۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ یہ محبوزانہ خیال اس کے دماغ میں کمان سے آگیا نہ شہنشاہ رومین میں جو کرنل بنگ منعقد ہوئی اس میں کرنل مکر نے بیان کیا کہ دس ہزار جرمنی فرج کے ہونے کا کچھ یقین تھا اور یہ شہزادہ اور برونٹ نے ہی میں مصلحت اور حفاظت فرج بھی۔ دیگر افران فرج اپنے اس سردار کی غلطی میں حیرت نہیں کرے اور فرج کو پہا ہونے کا حکم دیدیا گیا جس کے آٹھ بجے ایک طولانی کچ کے بعد ہزار فرانسیسی فرج ۷۹ ہزار فرج پرشیا مقابلہ پر بھی گئی تھی ان سورجوں اور مددوں کے پیچھے اگر قیام ہو گئی کہ شہزادہ کی حفاظت کے لئے بنے ہوئے ہیں اس فرج کے اپنے گرد اگر دشمنیں کھو دلیں۔ ایمر کل حکم شہزادہ و میدان کا راز میں گیا تھا اور جس نے فرانسیسی فرج کو کچا ہوئے

دیکھا تھا اس نے رات کا کچھ حصہ فوج فرانس کو ادھر ادھر دشمن کی تلاش میں بھیج کر صرف کیا اور دشمن کی موجودگی کی تحقیقات کی۔ اس مفروضہ دس ہزار بریگی کی فوج کا کہیں پہنچی نہ تھا پھر حکم نہ کر شہر ٹرورس لوٹ آیا اور فرانس کی فوج پہنچا ہونے پر اسکو نہایت غصہ تھا۔ فوج ہڈوراسے انگریزوں کی نالافتی سے شرمندہ معلوم ہوتی تھی اور بریگی کی فوج پر حملہ کر کے بونا راجتی تھی۔ کرنل ڈی بیونٹ کو بلکہ کرنل بوٹ ہنسٹر ہوا۔

۷۷۔ دسمبر کو پیرس کے شمال مشرق کی جانب قلعہ موٹ اورن پر گولہ باری شروع کی گئی اور ہرشیا کے توپخانہ نے اس قلعہ کو گرا دیا۔ صرف ایک روز تک فرانسیسی فوج نے لڑائی چلی رکھی اور پھر فرانسیسی فوج اس قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ گئی اور فوج ہرشیا ۷۸۔ دسمبر کو اس قلعہ میں داخل ہوئی۔ بعد ازاں جو فرانسیسی فوج کہ پیرس کے باہر پڑی ہوئی تھی وہ پیرس کیلئے پسپا ہو گئی۔ اس لڑائی میں ہرشیا کی فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ اس قلعہ میں فرانسیسی ۱۷۱۔ اس قلعہ کو پڑے ہوئے سارے اور بہت سا گولہ بارود اور ہندو قیس پائی گئیں۔ یہ قلعہ ذرا کچھ بلند زمین پر واقع ہے۔ ۷۹۔ دسمبر کو پوسٹو فوجیہ فضاہ موٹ فریسل کے مقابل میں توپوں کا چلنا شروع ہوا اور ہوا میں ان کی آواز مثل رعد صاف معلوم ہوتی تھی تھوڑی دیر توپوں کی شک سے کان پڑی آواز سنانی نہیں دیتی تھی۔ دن میں برف بھی بہتے لگ گیا۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے برف کے گرنے لگے اور تمام میدان سفید نظر آتا اور پاؤسیل سے آگے سوائے برف کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے ایک دن پہلے بریگی گولندازوں نے اس قلعہ کی نشست باندھ لی تھی کیونکہ ان کا گولہ ہمیشہ صبح نشاندہ پر پڑتا تھا۔ ۷۹۔ دسمبر کو تمام دن گولہ باری جاری رہی لیکن موسم کی سختی کی وجہ سے کسی شخص کو نتیجہ کی بابت کچھ یقین نہ تھا۔ شام کے چھ بجے تک بریگی توپخانہ کی ہر ایک توپ نے پچاس پچاس بار گولہ باری کی۔ فرانسیسی گولہ باری سے صرف بیس بریگی گولنداز مارے گئے۔ ۷۸۔ دسمبر کو اس بات کا شبہ سا ہوا کہ فرانسیسی فوج اس قلعہ کو خالی کر کے چلی گئی ہے۔ لیکن اس پیشکل یقین ہوتا تھا کہ دوسرے دن تمام شکوک رفع ہو گئے اور فوج ہرشیا نے اس خالی قلعہ میں جا کر اپنا قبضہ کر لیا۔

اس قلعہ کے قلعہ لینے کے بعد اور ۱۷۔ دسمبر کو فوج بریگی نے قلعہ ہائے روزنی۔ نوزمی اور فوجٹ پر گولہ باری جاری رکھی۔ باوجودیکہ موسم میں نہایت سختی تھی اور تاریکی چھپی ہوئی تھی اور برف اتنا گرنا تھا کہ بریگی گولندازوں کو سوا کرے زیادہ فاصلہ کی کوئی چہر نہیں دیکھتی تھی لیکن بریگی کے توپخانوں نے یکم جنوری کی شام سے پہلے پہلے ان ہر قلعہ کی گولہ باری کو خاموش کر دیا اور فرانسیسی فوج ان شمال مشرقی قلعوں کو خالی کر کے چلی گئی۔ ان قلعہ جات کے لیے لینے سے ہرشیا کی فوج نے گولہ بارود جو قلعوں کا سلسلہ پڑا ہوا تھا اس میں گویا رخنہ ڈال دیا لیکن باشندگان پیرس کی دہریہ

ہی جیسی کھٹی اور قلعہ ٹوٹ اور ن کا حال وہ اس طرح سے بیان کر رہی تھی کہ اس قلعہ پر فوج جرنی نے جو حملہ کیا وہ ہسپا کر کی گئی اور جرنی کی فوج کی آٹھ ہزار یا سات ہزار سپاہ ماری گئی اور دربارہ قلعہ ٹوٹ اور ن پر برس واسے یہ بیان کرنے سے کہ جو نکر اس میں کوئی پہنچ نہیں تھا اس لئے صوبہ الہایت جنرل جرنی جو قلعہ خالی کر دیا گیا ہے۔

۱۰۔ دسمبر کو جرنی فوج اول ڈویرن کی پانچ پلٹنوں نے جو زیر کمان جنرل مانٹ الفیل تھیں اپنے سے زیادہ تعداد کی فرانسیسی فوج پر دریاے سین کے بائیں کنارے ٹھہروں کے نزدیک حملہ کر دیا۔ یہ فرانسیسی فوج ضلع بریان سے آتی تھی اور قسبات سولینکس اور گرینڈ کورون کی جانب جاری تھی۔ فرانسیسی فوج کچھ تو متشدد ہو گئی اور کچھ قلعہ دربارہ ٹوٹ ڈائیل میں بھاگ گئی جو ایک مضبوط قلعہ تھا۔ جرنی فوج نے اس قلعہ پر بھی حملہ کر دیا۔ فرانسیسی فوج کی بہت سی توپیں دشمن کے ہاتھ آئیں اور ایک سو سے زیادہ فرانسیسی قید ہوئے جس میں فوج فریکس ٹیریر کا لگا ہوا بھی تھا۔ یکم جنوری ششہ کو کوئی سال کی خوش آمدید کے موقع پر شاہ پریشا نے محل واسیلینس جو دعوت دی تھیں اپنے مہمانوں کو صوبہ ڈیل اسپر دی۔

تب سے بڑے واقعات گزر گئے ہیں کہ ہم اور آپ کج کے دن اس جگہ ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔ ہمارا اس جگہ موجود ہونا تھامری صرف بہادری اور استقلال کی وجہ سے ہے اور نیز ہماری فوج کی بہادری کی وجہ سے ہے کہ ہم کو اس قدر فوجات حاصل ہوئی ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم ایک باغیہ آزاد و دروغی ضلع پر پہنچیں ہم کو بہت بڑے بڑے کام کوئے باقی ہیں۔ یہی وہی ضلع کاہو جانا یعنی امر ہے بشرطیکہ آپ اسی طور سے کارروائی کئے جاویں کہ جس کا ردائی کی وجہ سے ہم اور آپ کج بیان مقیم ہیں۔ آئندہ کیلئے ہم کو خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس بات کا منتظر رہنا چاہیے جو کچھ ان کی حیثیت سے ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

دعوت کے آخر میں شاہ پریشا نے مسیحیل تقریر پھر ادا کی۔
 ”میں نے سال کے خوش مقدم کیلئے اپنا جام اٹھا کے پیتا ہوں۔ گذشتہ سال کا شکر یہ ادا کر کے نئے سال سے ہر طرح کی امید رکھنا چاہئے۔ ہماری فوج شکریہ کی تھی ہے کہ جو فتح ہر فتح پائی پہلی آئی ہے۔ مگر میں ان شہزادگان جرنی کا خاص شکور ہوں کہ جو قبل جنگ فوج سے تعلق رکھتے تھے اور نیز ان شہزادگان کا بھی کہ جو بعد میں فوج میں شریک ہو گئے ہیں ہم سب نے جو عمارت بنائی ہے اب اس کی چوٹی کی جانب ہماری امیدیں لگی ہوئی ہیں۔ میں اسی ضلع کی جانب جو باہر تھی ہو“

جنگ باپام

۲۔ جنوری کو ایک سخت لڑائی درسیان فرہنسی اور جرمنی فوج کے واقع ہوئی۔ جرمنی فوج زیرکمان منٹیل تھی اور فرہنسی فوج زیرکمان جنرل فیڈرہر تھی۔ یہ لڑائی شہر باپام کے نزدیک ہوئی اور تین مہینوں میں سے پہلے ایک کاہنی دعویٰ تھا کہ ہماری فتح ہوئی۔ ۷۔ جنوری کو دوپہر کو ایک فرہنسی فوج عظیم نے قصبہ ساپگنس کے قریب لڑائی شروع کر دی جتنی کی فوج شام تک یہ علاقہ دہکتی رہی جس میں اس کا نقصان کم ہوا اور فرہنسیوں کا نقصان زیادہ ہوا۔ دوسرے پچاس سپاہی جرمنی فوج کے فرہنسیوں نے گرفتار کئے۔

۳۔ جنوری کو جنرل ون گوٹن نے جوہ ۱۔ ڈویرن جرمنی فوج کا افسر تھا اور ایک دیگر دستہ فوج نے جو زیرکمان پرنس البرکٹ کے بیٹے کے تھا باپام کے نزدیک شمالی فوج فرہنسی کے مقابلہ میں اپنی جگہ قائم رکھی اور دوسو ساٹھ فرہنسی گرفتار کئے۔ فرہنسی فوج کا غیر معمولی سخت نقصان ہوا اور شام کے قریب یہ فوج پسپا ہو گئی اور جرمن رسالہ نے اس کا تعاقب کیا۔ جرمنی فوج نے اپنی چند سابقہ جگہوں پر قبضہ کر لیا۔ جرمنی فوج کی اول آرمی کے جنرل ون بین تھیم نے ۳۔ جنوری کو علی الصبح دریائے سین کے بائیں کنارہ پر فرہنسی فوج کو جو زیرکمان جنرل رولف تھی یکایک جاگیر اور تین چھتے اور دو توپوں ان سے چھین لیں اور چار سو یا پانچ سو فرہنسی گرفتار ہوئے۔

فرہنسی فوج شمالی ۳۔ جنوری کو قصبہ باربان سے جو شہر اس کے قریب ہے روانہ ہوئی۔ اور اسی دن فوج جرمنی سے لڑائی شروع کر دی جسے اپنی لائن فوج شہر کو ریلوے سڑک اور مار کے مقابل ڈال رکھی تھی۔ یہ لڑائی بڑی خونریز ہوئی جس کے نتیجے سے شروع ہوئی اور تمام دن ہوتی رہی۔ اس لڑائی کا نتیجہ فرہنسی فوج ہینے کے لئے بہت اچھا رہا لیکن فوج قلب اور میسرہ کا نتیجہ قطعی نہیں نکلا۔ ۳۔ جنوری کو ۱۔ منچے صبح کے لڑائی بھی جاری ہوئی اور نہایت سختی کیساتھ تمام دن جاری رہی۔ جرمنی فوج کو شکست فاش ہوئی اور وہ شہر باپام کی جانب بھاگ دی گئی۔ فرہنسی فوج نے کئی دیہات نگین سے علاقہ کے فتح کر لئے۔ جرمنی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ فرانس کی فوج سو بائل نہایت بہادری لڑی اور فرہنسی فوج نے سخت سردی بہادری سے برواشت کی۔

جنرل فیڈرہر نے فصلہ ذیل حکم اپنی فوج کے نام شائع کیا
ہوٹ نویس کے جنگ میں تم فتح پدی سے اپنی جگہ قائم رہے اور جنگ باپام میں تم نے دشمن کو اس کی سب جگہوں سے نکال باہر کیا اب دشمن بھی تمہاری فتح سے انکار نہیں کر سکتا۔ میدان کاردار میں جس بہادری سے تم

ہوا جس سخت موسم کی تم نے بروہٹ کی ہے۔ اس سے تمام ملک کو تمہارا مشکوہ ہونا چاہیے۔ تمہارے کمانڈر
تمہاری بہادری کی بابت اپنی رپورٹ میں انعام ملنے کے لئے تمہارے نام پیش کر سکتے۔ سامان جنگ ان غزوہ وغیرہ
اب پھر جمع کر سکتے ہو تاکہ لڑائی جاری رکھو

جنگ باپام کی بابت اور دیگر حالات بھی موصول ہوئے۔ یہ بات سب سے زیادہ عقلمندی کی ہے کہ لڑائی کے
مفصل احوال پر اس وقت تک نشریح نہیں کرنی چاہئے جب تک کہ ان خبروں کی سرکاری طور پر رپورٹ موصول
نہ ہو جائے ورنہ افواج متخاصمین ہاؤسز ہوئے ہیں۔ جنگ باپام کے تعلق جس قدر خبریں جرنی ذریعہ سے معلوم ہوئی
وہ یا نوہ خبریں ہوتی تھیں جو شاہ پشیمان کے ہمد گوار یعنی فارسلین سے آتی تھیں یا وہ تھیں جو ٹرانسپورٹس جنرل
مانٹیفیل کے اسٹاف کے ذریعہ سے آتی تھیں۔ لڑائی کی جگہ جو افتر تھا وہ جنرل دن گوٹین تھا اور اس وجہ سے
اس کی بابت خبریں دوسرے شخصوں کی معرفت موصول ہوتی تھیں۔ لیکن فرنیسی ذریعہ سے جو خبریں موصول ہوتی
تھیں وہ وہ ہوتی تھیں جو جنرل فیڈلر ہرٹ سے تمام سرکوں کی بابت جو باپام کے نزدیک ہوتی اپنی فوج کو حکم میں لکھ
کے دیں اور فیڈلر ہرٹ اس کے نام جو سرسہ لکھا اس میں ان کی اطلاع دی۔ وہ حقیقت جنرل فیڈلر ہرٹ ایک عمدہ سپاہی
اور لائق جنرل ہے اور جس طرح سے کہ وہ بہادری اسی طرح اس کے الفاظ بھی غلط تصور نہیں کئے جاسکتے۔ تاہم ہر شخص
اس کے بیان کی سچائی کی بابت تو نہیں بلکہ اس نتیجہ کی بابت جو اس نے نکالا ہے چند سوالات پیدا کر سکتا ہے۔ شہر سٹریٹ
کے قریب روڈ ٹریس یا کٹر لیکس کی لڑائی کی مشتبہ فتح کے بعد جنرل فیڈلر ہرٹ اس کے اگے شمالی قلعہ تاج پھیں
واپس چلا گیا۔ اور یہاں اپنی شمالی فوج پھرتی کی جس کی بابت یہ بیان کیا تھا کہ وہ بہادری سے اپنی جگہ پر قائم رہی مگر
معلوم ہوتا ہے کہ وہ میدان کارزار میں قائم نہ ہو سکی۔ وہ یکم جنوری ششہ کو اور اس سے ایک بار پھر روانہ ہوا اور پشیا
کی فوج کے مقابلہ کے لئے جڑھاب باپام میں مقیم تھی۔ باپام شہر اور اس سے جنوب مغرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر ایک
گاؤں ہے جس میں قلعہ بھی ہے اور شکر ڈائے اعظم وائس اس سے شہر کیمبری۔ یہ دون اور سٹریٹ کو جاتی ہیں ان کے اتصال
پر آباد ہے۔ یہ جنرل کو فرنیسی فوج جرنی فوج کی اقتدار پیش چہ کیوں میں گھس آئی اور فوج جرنی کو اپنی دہشتی جانب
اکٹھ لاکھ لڑائی کی جانب جھکا دیا۔ لیکن اپنی بائیں جانب موضع بی گینز پر وہ اسی طرح کامیاب ہو سکے لیکن چونکہ فوج جرنی
موضع بی گینز سے راتوں رات ہٹا ہو گئی اس لئے دوسرے دن علی الصبح ہرے فرنیسی جنرل اس امر سے فائدہ اٹھا
اگے بڑھا اور حرف قصبہ ڈائے سیگلنس۔ اور ویلر۔ فاویل بیف ویلر۔ وائس لایا باپام اور باپام کے شمال
میں تمام مقامات پر حملہ نہیں کر دیا بلکہ مغرب کی جانب قصبہ گریوڈ اور جنوب میں قصبہ گینی۔ ٹلوئی پر بھی تھڑکے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فیڈلرہرب کی فتح افریقی ہے وہ میدان کا ناکا مالک تھا اور اب اس نے ہرشیا کی تمام فوج کو باہم پر گریہ لیا تھا اور اب ہرشیا کی فوج پراس کو صرف حملہ کرنے کا کام باقی تھا مگر جنرل فیڈلرہرب نے حملہ نہیں کیا۔ اس کا مقولہ تھا کہ اگر حملہ کر دیا جاوے گا تو شہر باہم تباہ ہو جائیگا اور شہر کو برباد کر کے دہشت گردانیں چاہتا تھا اس نے باہم کے نزدیک جو فریسی فوج کرپشیا والوں سے لڑنے لگئی تھی اس فوج کو بھی اس نے واپس بلالیا چونکہ باہم کے ارد گرد کے تمام دیہات بالکل برباد اور ویران ہو گئے تھے اسلئے فیڈلرہرب اپنی فوج کو باہم اور اس کے درمیان جو دو فوجی چھاونیاں اڈنغز اور پٹیس کی ہیں وہاں واپس لے آیا۔ اس فریسی جنرل نے اپنی فوج کو جب یہ سہارا بدی کر انہوں نے باہم کے نزدیک کی تمام جگہیں یعنی فوج سے فتح کر لیں ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت وہ باہم کا حال بھول گیا تھا اور جہنی والوں نے جو بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی سابقہ جگہیں پھر لے لیں۔ اسے بھی اس نے انکار نہیں کیا چونکہ باہم اور پٹیس کے درمیان اس نے تمام قطعہ زمین فوج جہنی کے لئے چھوڑا تھا بیٹے خود واپس چلا آیا تھا۔ اگر فیڈلرہرب نہ وہ جنگ ہی کے لئے ماہی نوجوان سپاہ کی بہادری آزمائے کیلئے لڑائی کرتا تو وہ یہ فخر کر سکتا تھا کہ فریسی فوج کا بھی بہت نقصان ہوا مگر جہنی فوج کو بہت ہی سخت نقصان پہونچا۔ اگر اس کی یہی خواہش تھی کہ وہ پیرس کی جانب بڑھے اور انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ کسی خیال کرنا چاہئے کہ اس کا یہی ارادہ تھا۔ اور اس جہ سے اس نے جہنی فوج کو باہم سے ہٹانا چاہا اور اس کی راہ میں جو یہ روک تھامی اسکو صاف کرتا تھا تو یہ بانوس کہنا پڑتا ہے کہ فرانس کی شمالی فوج کی یہ فتح بالکل غیر مفید ثابت ہوئی۔ پیرس کو جو مشترک جاتی ہے اس مشترک کی ایک انڈین پر بھی قبضہ کئے بغیر جنرل فیڈلرہرب دوسری دفعہ شہر اس اور ڈوئی کی جانب واپس لوٹ آیا۔

۵۔ جہزی کو جھکے پہلے سب پیرس کے جنوب میں فریسی قلعجات پر گولہ باری شروع کی گئی اول اول تو بھارات زمین سے آسمان کو چڑھ رہے تھے لیکن جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا وہ سب بھی بڑھتی آتی تھی اور پراس بڑی سے چل رہی تھی کہ جو دھوئیں کے اڈالے جانے کو کافی تھی چونکہ بہت تیز چل رہی تھی اسلئے توپوں کی شلک کی آواز دہریز نہیں آتی تھی کہ جہنی ہوا کے نہ ہونے کی حالت میں آتی اور دھواں باندھنا کان دار ملنے لگا اس بات کی بھی خبر تھی کہ پیرس شہر کیا ہوا ہے۔ قصبہ میڈون کے قریب دھاریس براہر گچے کی سی آواز آ رہی تھی جس سے معلوم ہوا کہ جہنی فوج گولہ باری کر رہی ہے۔ میڈون کے پیچھے جو میدان ہے اور قصبہ چوٹی نے کے مغرب میں جو پہاڑی ہے وہاں ہزار ہوں ہتھیار لگائے ہوئے گولے وہاں آگے گئے پھونستے تھے ان کی بڑی آواز ہوتی تھی اور توپوں کی شلک

کی آواز الگ آہی تھی۔ اب پنج جزئی نے قلعہات پر آگ برسانا شروع کر دی اور ان کی توپوں کے اور پرفید ہوا ان قلعہات
 نظر آتا تھا۔ فرانسسی قلعہات سے بھی گولہ باری ہو رہی تھی اور ان کے گولے اب پہاڑ کی چوٹی پہلے کے گرتے تھے اور
 بڑا شور مچاتا تھا۔ سخت زمین پر گولے گر کر پھوٹتے تھے تو دہاں سے سیردن خاک اڑ جاتی تھی اور قریب کے درختوں
 اور جھاڑیوں پر سے کھرا جھڑا ہوتا تھا اس کی کئی بوندیں ٹپک پڑتی تھیں۔ پیشتر اس کے کس گولے کی جھنجھٹ
 ختم ہوئی کہ دوسرا گولہ ہوا میں چھٹا ہوا اڑتا تھا جزئی گولے کی آواز فرانسسی گولے سے بڑی تیز ہوئی تھی۔ تمام دن
 یہ لڑائی جاری رہی کہ اس کا نتیجہ کوئی ظاہر نظر نہ آتا تھا مگر اس بات کا چرچا ہوتا رہا کہ قلعہات روزی اور روجھٹ کا بہت
 نقصان ہوا ہے۔ دوسرے دن لینے۔ جنوری کو جزئی تو پچاند سے قصبہ پونٹ ابجون سے قلعہات سینٹ ڈینیس ڈی
 بربراگ پرستی رہی کبھی کبھی ان قلعہات سے بھی ایک آدھ گولہ اس کے جواب میں آجاتا تھا اور اس کے جنوب
 میں قلعہات روزی اور روجھٹ پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ ان قلعوں سے بھی گولہ باری بہت آہستہ آہستہ ہو رہی تھی۔ یہ تاریخ
 کو جزئی پنج نے جو پیرس کے جزئی قلعوں پر گولہ باری کی تھی اس گولہ باری کے نتیجے سے جزئی پنج نہایت خوش تھی۔
 ۸۔ جنوری کو قلعہات پیرس پر پڑی سرگرمی سے گولہ باری جاری رہی اور راج قلعہ کے اندر میں درگولے پڑے تو تعداد
 میں ان لوگوں سے زیادہ تھے جو۔ تاریخ کو قلعوں میں گرے تھے۔ جنوب کے فرانسسی قلعوں سے بھی سرگرمی سے گولہ باری
 ہو رہی تھی اور یہ عام رائے تھی کہ فرانسسی گولہ باری جزئی گولہ باری سے بہت جلد اور تیز ہوتی ہے۔ قلعہات آئی۔ ویروس
 اور مانٹرک سے تمام رات گولہ باری ہوتی رہی۔ اس سے جزئی کی فتح میں۔ جزئی کو ایک سپاہی مارا گیا۔ اوکٹی جنی
 ہوئے۔ اور دیارے سین کے بائیں کنارہ پر بہت دور سے خاندان اپنے گھروں سے نکلتے نظر آ رہے تھے جیسے کھانا
 گولوں سے ٹوٹ گئے تھے۔ عام باشندگان خاموش نظر آتے تھے۔

۹۔ جزئی کی جیکو پنج جزئی نے قصبہ کو ریو پر آگ برسانی پھر شروع کر دی جس سے تین آدمی زخمی ہوئے اور ایک
 بحری پنج کو سپاہی مارا گیا۔ ۱۰۔ کو قلعہات آئی۔ ویروس اور مانٹرک پر مسلسل گولہ باری ہوتی رہی جو بعض اوقات
 بہت سخت ہو جاتی تھی۔ مگر اس گولہ باری سے ان قلعوں کو بہت کم نقصان پہنچا لیکن ان میں جاری ماسے گئے اور بہت
 زخمی ہوئے پنج جزئی پنج کی گولہ باری ابھی ثابت نہیں ہوئی جیسی کہ سات تاریخ کو قلعہات کانٹسٹ۔ برؤس اور
 مولن سینڈیٹ پر ہوئی تھی۔ انہیں کی شمار میں پنج بجزیر کا کپتان انگوٹھن بھی تھا۔ تاریخ کو جزئی کے قلعہ سے جزئی
 کی تمام باتریوں پر تین بارٹیس گولوں کی چلائی گئیں اداس کا بڑا خوف کا نتیجہ ہوا جزئی پنج کے سپاہی کثرت سے
 مقتول اور مجروح ہوئے۔ فرانسسی گولے جزئی پنج کے سورجوں اور دھندوں پر گر کر ٹوٹے اور اس سے

بہت نقصان ہوا۔

۹۔ جنوری کو پیرس کے جنوبی قلعوں سے گولہ باری نہیں ہوئی موسم خراب تھا اور برف پڑنا تھا اور نشا نہ سکا شست لگانا بہت مشکل تھا ظاہر اجڑی گولہ داز بہت فرنیسی گولہ دازوں کے ذرا زیادہ صبح نشا نہ لگاتے تھے کیونکہ گولہ باری کے دوران میں انہوں نے کئی دفعہ فرنیسی قلعوں کی گولہ دازی کو خاموش کر دیا۔ ۹۔ تاریخ کو قلعہ اسی گولہ باری کے شمالی جانب ایک آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ۹۔ تاریخ کو برف بہت پڑا تھا

۱۰۔ جنوری کو پیرس کے شمالی جانب ایک آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ ۹۔ تاریخ کو برف بہت پڑا تھا اسلئے گولہ باری آج برائے نام کچھ پونی ہی ہوئی۔ تمام زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔

۱۱۔ جنوری کو قلعہ پردون نے اپنے تئیں جرمنی کی فوج کو سپر کر دیا۔ اس قلعہ میں ایک اول درجہ کا قلعہ ہے اور قلعہ کی آبادی ۳۰۰۰ سو باشندوں کی ہے۔ یہاں جو دوسرے اور موچے تھے دو مختلف زمانے کے تھے اور بعض بہ

وضوح ہی تھے۔ ۱۶۔ دسمبر کو کرنل کیمپکی نے پونچان کی سیدانی ۹۔ باڑیوں سے بیرون پر گولہ باری شروع کر دی۔ چونکہ کوئی بھاری توپ یا محاصرہ کی توپ سرست جرمنی فوج میں موجود نہ تھی اور تمام شہر پردون میں آگ لگ گئی۔ ۱۶۔ اور ۱۷۔

اور ۱۷۔ تاریخ کی راتوں کو براہ گولہ باری جاری رہی اور بعض اوقات فرنیسی فوج بھی اُس کے جواب میں بڑی دبی سے گولہ باری کرتی رہی۔ تب کچھ بھاری قوتیں قلعہ میز سے نکلی گئیں لیکن جب وہ آئیں تو معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناکارہ ہیں۔

اس انتشار میں جنرل فیڈرہر نے اپنی فوج کو آرام دے لیا اور اب یکا یک اُس کو پینال ہوا کہ پردون پر گولہ باری ہو رہی ہے اسلئے اُس قلعہ کو بچانا چاہئے۔ چنانچہ ۱۷۔ جنوری کو اسکی فوج کا مقدمہ کچھش قلعہ سی پلین میں پہنچا جو شہر باہم کی دہلی جانب

اور ایکٹ کی بائیں جانب واقع ہے۔ اس فوج نے وہاں پر شیا کی تھوڑی سی فوج سے لڑائی جاری کر دی اور دو گھنٹے تک دونوں فوجوں میں گولیاں بستی رہیں۔ دوسری صبح یعنی ۱۸۔ جنوری کو جبکہ قلعہ پردون پر گولہ باری ہونے کی آواز

اُس کے کانوں میں آ رہی تھی جنرل فیڈرہر نے باہم میں جنگ کرنا شروع کر دیا جس میں چار ہزار تین سو فرنیسی اور تھوڑے جرمنی کی فوج ضائع ہوئی۔ اس جنگ میں جرمنی کی فوج کے ۵۵ ڈویژن کے ۱۶ ہرگیڈ نے کل فوج فرنیسی کا مقابلہ کیا۔

بعد اس کے کہ فرنیسی جنرل نے مواضعات گریو بلرنا در بیف ویلزا اور وینسلی باہم پر قبضہ کر لیا فرنیسی فوج آگے جھک کر شہر باہم کی ایک مضامعات فارگ ڈی آس میں مقیم ہو گئی لیکن کسی سبب سے فرنیسی فوج نے آگ بڑھانا

یکا یک سو قوف کر دیا۔ اور اس سے پریشانی فوج کو ایک جامع ہونے کا موقع مل گیا جنہوں نے اب تا زہ دم ہو کر بڑی جرات سے فرنیسی فوج پر حملہ کر دیا اور اس کو سب جگہوں سے جھگا کر اسپیکینر کچا جب آڑاس کی سرک پر پسا ہوئے

کیلئے مجبور کر دیا۔ پریشانی کی فوج کا نیکل اب ایک خطرہ کی حالت سے راہ ہٹ کر لڑا دیا گیا۔ اب اس نے اپنی تمام توجہ بیرون کے فتح کرنے پر صرف کی اور اجنبیوں کو بیرون نے اپنے تئیں فوج جوئی کو سپر کر دیا۔ گولہ باری سے اس قصبہ کو بہت نقصان پہنچا اس کے کئی حصے باطل ویران ہو گئے تھے۔ فوج پریشانے قین ہزار فرنیسی گرفتار کئے۔ دو ہجڑے۔ ۷۰۰ توپیں اور ایک بہت بڑی مقدار گولہ بارود اور دیگر ذخیرہ کی فوج جرمنی کے ہاتھ لگی۔

فصل چہارم

شہرلی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں۔ اور مختلف واقعات جنگ۔

شرح لکھتے ہیں جرمنی اور فرانس کے وائٹ مارچنگ کے ختم ہونے کے آثار پائے جاتے تھے۔ باوجودیکہ فرنیسی قوم نے اپنی جہاں لٹنی سے ہمت اور غیر ذلیل متعلیل قائم رکھا۔ لیکن یہ بات آشکار تھی کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں فرنیسی اپنے تئیں سپر کر کے ہمدرد امداد کی دھڑ سسٹیں اور طلبے سب قبول کر لینگے۔ سیارہ کی برباد ہوئی جنس لڑائی کے بعد سے۔ انا لیان فرانس نے جو کوششیں جرمنی فوج کو اپنے ملک سے باہر بچا دینے کے لئے کیں وہ کوششیں ہر ایک تعریف کی مستحق ہیں جہاں کی کیا ہے۔ لیکن جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد ہی جو مصیبتیں کہ ان کوششوں کے بعد وقوع ہوئیں ان مصیبتوں نے فوج جرمنی فوج کے فرانس سے باہر بچا دینے کے کام کو باطل ناگن کر دیا۔ اگرچہ ہمدرد امداد ہر طرف سے جس جس کو فرنیسی فوج شامل ہوئی اس کی کوششوں میں اس کو ہمیشہ ناکامی ملی ہی ہوئی تاہم ان کا جوش امداد کی جنت کبھی ہمت نہیں ہوئی اور فوج لوگوں کے اخلاق میں یہی ایک ایسی خوشنما شے ہے کہ فرنیسی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہر فرد بشکران کی تعریف کرے۔

شہرلی مانس پر بڑی بڑی لڑائیاں ہونا

۱۰۔ جنوری کی شام کو یہ فوج ہمدرد کے شروع ہوئے شہر آرڈینی کی جانب فرنیسی فوج اور جرمنی فوج کے درمیان ایک خلیف سی گولہ باری ہوئی لیکن یہ صرف اسلحہ جنگ کی تمیز ثابت ہوئی وجہ کہ۔ تیارچ کو واقع ہوئی۔

۱۱۔ جنوری کی صبح کو ہمدرد زمین ہڑاٹھ اچھ لڑا ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں یہ صرف کی سپیدی مغربیوں کے خون سے رنگی جا کر سرخ ہو گئی۔ فوج کی تعداد دس لڑائی میں شریک تھیں اس قدر تھی کہ جس کی وجہ سے یہ جنگ جیش یادگار زمانہ رہے گا۔ اس جنگ میں پریشانی کی فوج کی تعداد دس فوج محفوظ کے ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کے تھے اور یہ فوجیں

چار یا پانچ مختلف کوزہ کی تھیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے جنرل چینی فرانس کی فوج کے تین کوزہ لایا جن میں سے ہر ایک کوزہ میں بے نام پچاس پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن ان میں اس فوج کا ایک پانچواں حصہ کم ہو گیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ کچھ فوج تو اس صحرے میں ضائع ہوئی جو اس لڑائی سے پہلے ہوا تھا اور کچھ اس وجہ سے ضائع ہوئی کہ فرانسیزی فوجی جھڑپ شدہ فوج بوجہ جوش جب المونٹی کے دشمن کے دباؤ بیکر گئے بڑھ بڑھکا دشمن سے لڑتی تھیں۔ جنرل چینی کی تین کوزہ فوج کے مفصلہ ذیل تھیں یعنی ایک تو ہارکوزن تھی جو اسلحہ سچو جنرل جیرگییری کے زیرِ نگرانی تھی اور ۱۰ کوزہ جنرل کو لمبے کے ماتحت تھی اور ۱۰ کوزہ امیر البحر جنرل جوری کے ماتحت تھی۔ اس لئے یہ دونوں لشکر جنگجو گویا بارباری کی جودھتے۔ لیکن فرانسیزی فوج بڑی مضبوط اور سرکھم حکم پر قائم تھی۔ جنرل چینی۔ فوج فرانس کو لڑائی پر با ترتیب بھیجنے کے نظام میں مبتلا خود مصروف تھا۔

میدان کارزار شہر لی ماس سے قریب پانچ میل کے دور تھا اور کسبج شکر اعظم کے دونوں جانب ایک قطار در قطار میں فرانسیزی بارباری کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور جن میں روٹی۔ شراب۔ گھاس۔ سبز گھاس اور بیوسہ خوب اچھی طرح بھر ہوا تھا اور سونیشوں کا بہت بڑا گلہ ساتھ تھا اور یہ سب اس قطار میں کھڑی تھیں کہ اگر فرانسیزی فوج نہ ہو کہ آگے بڑھی تو اس کے پیچھے پیچھے جا دیں اور بر تقدیر اگر کچھ بھی فرانسیسوں کو شکست ہو تو فوج فرانسیزی کے آگے آگے پسپا ہو جاوے۔

۱۱۔ جنوری کو صبح کے دس بجے پر شیا کے ایک مضبوط توپخانہ نے فرانسیزی فوج میں سر پہاگ برسا کے لڑتی فوج کو دی۔ بوجہ دھوئیں کے بادلوں کے جھواٹ طلوع میں اوپر ہوا میں بلند اور دھڑکی تھی کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن توپوں کی لشکر اور ہندو قوں کی جلدی جلدی چلنے کی آواز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شہر چارلس اور پیرس کو جدھر سے ریل جاتی ہے اُدھر کوئی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

شہر لی ماس کے مشرقی جانب ایک جھانسی دار فراز میدان چلا گیا ہے۔ فرانسیزی لاش فوج کی انسانی دہائی جانب موضع پر بھی تھا اور اس موضع کے جنوب اور مشرق میں ایک بڑا وسیع جنگل ودھ تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ ۱۲۔ فرانسیزی کوزہ فوج تھی اور یہاں پر سخت فوج پر لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ موضع بیٹی کے پاس جنگل ہے اس پر قبضہ کر لیا جاوے چونکہ یہ موضع ایسا محفوظ اور عمدہ تھا کہ جانبیں میں سے ہر ایک کی خواہش اس پر قبضہ کرنے کی تھی۔ فرانسیزی فوج کا دستہ اس کھلے میدان سے آگے بڑھا جو قریب نصف میل کے چڑھا تھا۔ تاکہ اس جزئی فوج ہر جگہ سے جنگل میں مقیم تھی۔ اس صحرے میں ۳۰۰۰ ہزار فوجی سے کم نہ تھی اور فرانسیزی فوج بڑی تیزی سے ذیل قدم جاری تھی اور نظر فرانسیزی

تو پھانے سے بڑی زبردست گولہ باری ہو رہی تھی جبکہ انٹرپرائز پر معلوم ہوا تھا کہ اس سے پریشیا کا تو پھانہ بالکل خالی ہو گیا تھا۔ فرانسیسی فوج نے یہ علم بڑی بہادری سے کیا لیکن فوج پریشانے بھی اس کی مدافعت بڑی ہی بہادری سے کرتی تھی۔ اور جیسا کہ وہی پہنچے ہوئے تھے، بار بار پریشیا کی لائن فوج پر پڑھتے تھے، اور ہر مرنی توپوں کے چلنے کی جگہ بھل کی گئی تھی۔ ان میں صاف نظر آتی تھی، وجہ اس بھل کے پریشیا کی فوج بڑی مضبوط جگہ پر تھی۔ مگر فرانسیسیوں نے پریشیا کی فوج کی مدافعت کا کچھ خیال نہیں کیا، اور بڑی جلدی لگائی، اور جہل جو رگبیری نے ایک سخت لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر پریشیا کی فوج کو اس جگہ سے مقررہ سے نکال دیا۔

پریشیا کی فوج نے اب نیچے جگہ پر وادی میں سے گولہ باری شروع کر دی۔ گوئے ہر جگہ جانب کرتے تھے، مگر آگ بھیل فوج سے کوئی خطر نہیں کرایا گیا، صرف تو پھانہ ہی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ۲۷ بجے، اسٹاک ہولم نے پریشیا کی فوج کا ایک بڑا حصہ مع بہت سارے تو پھانوں کے موقع شام وادی میں اس کے مقابل آیا، یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوج فرانسیسی کا مکمل حال تھا، اور وہ غیر کا اور نہ فرانسیسی زبردست تو پھانہ کا اثر سب پریشیا کی فوج کو معلوم تھا، جہل جہزی نے یہ حکم دیا کہ تو پھانہ کی بائیںوں سے اب گولہ باری کجاے، اور فرانسیسی سیدانی توپوں سے آگ پر شروع ہو گیا، اور ان توپوں کو فوج بھری کے گولہ باری سے تھے۔ پریشیا کے تو پھانوں نے بھی اس کا جواب دیا، لیکن پہلی بار کے چلانے کے بعد آگ تو پھانہ سے ملندی پر فوج بھیل، اور فرانسیسی تو پھانہ پر کچھ اچھا اثر نہ ہوا۔ جبکہ جہزی کی فوج نزدیک پہنچی فرانسیسی فوج بھیل کو پہاڑی کی چوٹی پر پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور پہاڑی کی سڑک پر سے ایک دم کچاس میٹر پلو زوں سے فوج پریشیا پر آگ برسانی شروع کی گئی۔ گوئے اور گولیوں اور گولہ باری کا ایک بوجھاڑ چاروں جانب برسی شروع ہو گئی، پریشیا کی فوج نے بھی اپنی بندھوں سے بڑی تیزی کے ساتھ آگ برسانی شروع کر دی۔

قبیلہ جہزی کی انتہائی جگہ پریشیا کی فوج بھیل ایک تنگ اور عسقی وادی میں ہو کر گزری، اور دیاے ہوئی آواز بھل کے درمیان واقع تھی، اور اصرار سے فرانسیسی فوج قریب دھکیل کے پیچھے ہٹ گئی، جب سوا پانچ بجے سات ہو گئی تو لڑائی ایک دفعہ ہی اس طرح موقوف کر دی گئی کہ جیسے مشترک رضا مندی سے موقوف ہوئی ہو۔ تاہم فرانسیسی اب تک ہندی پر قابض تھے، اور جہزی کی فوج نیچے سیدان اور جہل میں پڑی ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں فرانسیسی فوج کا نقصان نہ اندیشہ نہیں ہوا۔ لیکن چونکہ پریشیا کی فوج نیچے وادی میں فرانسیسی توپوں کی مدین زد میں تھی، اسلئے پریشیا کی فوج کا نسبتاً بہت زیادہ نقصان ہوا، جہزی فوج دو ہزار بائیس ہزار مار گئی۔ کچھ کی تاریخ جہزی فوج کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ یہ لڑائی شہر پانس پھنڈہ کرنے کے لئے لگائی تھی، مگر پانس

جنگ اور غلہ کا ایک بڑا ذخیرہ بھرا ہوا تھا۔ فرانسیسی فوج نے مختلف اطراف کی جانب ہتھیار بٹھائی اور جنرل جنیری کا لشکر باطل تشریف لے گیا۔

۳۔ جنوری کو لڑائی پھر شروع ہوئی اور شام کا اندھیرا ہونے لگا ہوا تھا۔ تاہم کو تمام لڑائی فوج میں لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ جنرل جنیری کی فوج میں سے جبہ چرتی فوج برابر دو ڈالے ہی دو ہزار فرانسیسی اور قید ہوئے اور اس جنگ کے فرانسیسی قیدیوں کی کل تعداد بائیس ہزار ہو گئی۔ ان چھ روز کی لڑائیوں میں چرتی فوج کا جو نقصان ہوا وہ حسب ذیل تھا۔ چرتی فوج کے ۱۱،۱۱۱ فوجی ہلاک ہوئے اور پندرہ سو تین سپاہی قتل اور مجموعہ ہوئے۔ ۱۰۰ تین چرتی فوج کے ہاتھ آئے۔ جس گھوڑے پر سیرجبرجیگیری سوار تھا وہ گھوڑا گولی لگا کر مار گیا اور ایک دیگر فوج جو اسیر بھر کے پہلو میں کھڑا تھا مارا گیا۔

جنرل جنیری نے اس روز اپنی فوج پر بے ہمتی اور بزدلی کا الزام مفصل ذیل حکم میں لکھا جو حکم لکھنے فوج کے نام بھیجا۔

”دو یا تین سو زنی اور دو یا تین سو لڑکے شہر و نڈوم تک پہنچائی ہوئی اور اس کا خواب نتیجہ فرانسیسی فوج کے حق میں ہوا اس کے بعد بعد اس کے کو دشمن کے حملہ کی کاسیابی سے مدد کی گئی۔ ۱۱۔ جنوری کو لڑائی کے آگے جب دشمن کی فوج نے حملہ کیا جو ریکمان گرنیڈیوک آف میکسنگر اور پرنس فریڈک چارلس کے تھے۔ اس وقت کچھ حصہ ہماری فوج پرانی نام دی اور بزدلی بھائی کو فوج سے اس نے تمام مضبوط مقامات خالی کر دیئے کہ جبکہ قبضہ میں رہنے سے کل فوج کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ یہ بات بڑی شرم اور غیرت کرنے کی ہے۔ اور کوئی بہادرانہ کوشش نہیں کی گئی باوجودیکہ اس بات کا غور حکم دیدیا گیا تھا اور اس وجہ سے شہر پیمانہ کو خالی کر دینا ضروری ہو گیا۔ تمام ملک فرانس کی انھیں اب دوسرے لشکر ہیں۔ اب توقف کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ سو ستر تیسے ہاتھ لگائے اور فائدہ کو دشمنیں رہا ہے لیکن تمام ملک بڑی تکلیفیں برداشت کر رہا ہے اور جبکہ ایک بڑی کوشش سے ملک بچ سکتا ہے تو اب ہرگز توقف اور ورنہ کرنی چاہئے۔ تب ہم لوگ یہ سوچ جان لو کہ حفاظت خوب جبکہ خطرہ کو کرنے میں ہے نہ پسپا ہو جاتے ہیں۔ اپنے افسران کے گرد جمع ہو جاؤ اور یہ بات ثابت کر دو کہ اضلاع کو لٹیر نہ دیکھو۔ جرنل اور نڈوم کے سپاہی ایسے بہادر ہیں“

۱۰۔ جنوری کو علی الصبح فرانسیسی فوج نے اس لڑچکانہ کی بائیں پر حملہ کر دیا جو شہر نوٹری ڈیم ڈی کمارٹ پر تھی تاہم کی گئی تھی اور یہ شہر جنی والوں نے فرانسیسوں سے چند روز پیشتر ہی فتح کیا تھا۔ فرانسیسی حملہ کر کے ہوئے

لوہوں کے قریب چلے گئے اور وہاں پہنچ کر فرنیسی فوج نے سنگین سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ پوریابی فوج نے فرنیسی فوج کو لوہس بھگا دیا۔ ایک انہر فوج پوریابی سنگین سے قتل ہوا۔

۱۰۔ جنوری کی دوپہر کو قلعہ سینٹ ڈینس سے تھوڑی سی فرنیسی فوج نے خاص جنرل شمع کی ہدایت کے بموجب ٹھکانہ کرنی فوج کو پیرکربا پر نکلنا چاہا مگر فرنیسی فوج آسانی سے ہپا کر دی گئی اور فوج جرنی کا بہت کم نقصان ہوا۔
۱۱۔ جنوری کی صبح کو قلعہ ڈینوس سے جو در بیان شہر ٹائی کلارست اور چپٹن کے واقع ہے ایک بڑی فرنیسی فوج نے اسی عوض سے برآمد ہو کر فوج پرش یا پھلک کر دیا۔ بہت سخت لڑائی کے بعد آخر کار فرنیسی فوج قلعہ کی فضیل کے نیچے تک ہپا کر دی گئی۔

۱۱۔ جنوری کو پیرس کے جنوب مغرب میں سے پرشیا کے توپخانہ کی کل باٹریوں نے فینمبولی اور جلد جلد آگ برسانا شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں فرنیسی تلجات سے بھی جلدی جلدی گولے برسانے لگے تھے۔ ان قلعوں کے درمیان جو میدان تھا آپس سے بھی فرنیسی فوج نے گولہ باری جاری رکھی اور پیرس کے خاص قلعہ سے بھی مچھو گولہ باری ہوتی رہی۔ اسی عرصہ میں قلعہ موٹ ویلیرین سے بڑے بڑے گولے قصبہات بوجول اور داکلین پر اداغدا صکار کی سختی سے موقع دیلی ڈی اور آئی اٹھسیدریس پر برساتے گئے۔ جنوری کی سہ پہر کو پیرس میں بڑے زور و شور کی آگ لگی۔ جھڈمانٹ مارٹری کی مغربی جانب جلنے ہوئے دھوئیں کے بادل کے بادل نظر آتے تھے لیکن پھر دھوئیں کی کثرت کے شام تک آگ کے شعلے نظر نہیں آئے صرف دھوئیں کے اوپر شعلہ کی ذرا سی زد چمک کبھی کبھی صاف نظر آ جاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیرس میں بہت بڑی آگ لگ رہی ہے۔

فصل پانزدہم

جنگ بلنورٹ۔ اور دیگر مختلف واقعات جنگ

شاہ ہرشیانہ محل اوسلین میں یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو نئے سال کی غیر مقدم کی دعوت میں اپنے ہماؤں سے یہ کہتا تھا کہ اب ہماری امیدیں اس عمارت کی چوٹی کی طرف لگی ہوئی ہیں جو ہم نے بنائی ہے یعنی ایک ایسی صلع کی جانب جو باعزت صلع ہو۔

تمام فرانس اور جرمنی اور نیز تمام مہذب دنیا میں شاہ کے اس مقولہ نے باگشت کی۔ وہ اوسلین میں بافرانس میں جو دیگر شاہی محلات ہیں ان کے اندر نئے سال کی غیر مقدم کے موقع پر حوشہ یہ قاعدہ اب تک جاری تھا کہ

شہنشاہ ہینولین پور کے معاملات پر اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے تھے اور ان معاملات کی بابت جو ان کی حکمت عملی ہوتی تھی اس کا اظہار کیا کرتے تھے اور ان کے خیالات اور اظہارات کے سننے کیلئے فرانس کی کل قومیں بڑی دلچسپی سے اسے کان لگائے رہتی تھیں۔ لیکن اب زمانہ کا تغیر دیکھئے کہ اس کے اعلیٰ پہلی تاریخ کو کل وازیر ایک دیگر مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں ہے اور یہ اس جسے قابض نہیں ہو کر شہنشاہ فرانس فوت ہو چکا ہے بلکہ یہ امر اس جس سے ہوا ہے کہ شہنشاہ فرانس اس شخص کے پاس ایک قیدی ہے کہ آج کے دن فرانسیسی محل وازیر پر قابض ہے۔ لیکن شہنشاہ فرانس کا کوئی اظہار یا مقولہ جوئے سال کی غیر مقدم کے موقع پر دیا جاتا تھا ایسی دلی آواز بازگشت کے ساتھ کبھی نہیں سنا گیا۔ جیسا کہ شاہ پریشا کا یہ مقولہ کہ ہم جنوری ۱۸۷۰ء کو سنایا۔

جنگ بلفورٹ

۱۵۔ جنوری کو فرانسیسی جنرل بری کی نے چاہنی بے شمار فوج اور توپخانوں اور سرٹیلیڈوں کی وجہ سے فتح پانے کا پورا بوجھ و سہ کئے ہوئے تھا جنرل ونورڈسکی فوج پر جو عہدہ و سرٹیکم بگ پر مقیم تھی حکم دیا۔ جرمنی کی فوج قلب موضع ہری کو رٹ کے سامنے مقیم تھی اور فوج میمنڈیریکان جنرل رگف دن و ڈیرفیلڈر قصبہ پر ہیرو مقیم تھی اور فوج میسرہ زبریکان جنرل ون گلو م قصبہ سوٹ بلیار ڈیرم مقیم تھی۔ جنوبی لائن فوج زبریکان جنرل ون ڈیس پر قصبہ سوٹ بلیار ڈیس سے قصبہ ڈوئی تک پھیلی ہوئی تھی۔ فرانسیسی فوج میں چار کورڈ تھیں اور ہر ایک کورڈ میں تیس تیس سوڈا تھی مگر ہر ان مقبولین کو اس فوج میں سے سنا کر دیں جو ۱۸۷۰ء کو راستہ میں لگے تھے تب بھی یہ فرانسیسی فوج ایک لاکھ سپاہ سے کچھ زائد تھی جنرل کریمر کے ماتحت ایک کورڈ تھی اور وہ ۲۸۰۰۰ کوڑ تھی۔ دیگر کورڈ ۷۵۰۰۰ اور ۳۰۰۰۰ اور ۱۸۰۰۰ تھیں چھکانڈلڈ کے نام بالتحقیق معلوم نہ ہو سکے اور یہ آخری تین کورڈ فوج لائز کا ایک حصہ تھیں ۲۸۰۰۰ اور ۲۵۰۰۰ دونی کورڈ تھیں جو شہر لائز میں بھرتی کی گئی تھیں جو اس جنگ کا فرانسیسی صدر مقام ہے ان کورڈ میں سے ایک کورڈ ۱۰ جنوری کی شام تک سینے لڑائی کے دوسرے دن تک میدان کارنا میں پہنچ سکی۔ اور اس کورڈ کے آجائے سے فرانسیسی فوج کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار سپاہ کی ہو گئی جنرل ونورڈس کے ماتحت جس قدر جرمنی فوج تھی وہ چالیس ہزار سے زائد نہ تھی۔ اس فوج میں چالیس ہزار سے زیادہ سوار تھے۔ سوڈا جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج سے دہشتی جا ایک کورڈ سے ہے۔ یعنی جرمنی فوج کی نسبت فرانسیسی فوج

چار گنتی تھی علاوہ انیس جزئی تو پھانڈ کی نسبت فرانسیسی تو پھانڈ بھی زیادہ تھا اور ماسو اس کے مشرب پوز کی تین بائریاں الگ تھیں اور ہر بائری میں چھ مشرب پوز تھیں۔

۱۵۔ جنوری کو اکٹھ بیچے جھکے تو پھانڈ سے گولہ باری کر کے حملہ کر دیا گیا اور شام ہونے تک تو پھانڈ نے مسلسل آگ برسائی۔ اس کے دو گھنٹے کے بعد بند قوت سے لڑائی شروع کی گئی جو تمام دن جاری رہی اور چار بجے کے قریب تمام پھنڈیروں کی آواز سننے میں نہایت خوفناک معلوم ہوتی تھی جزئی فوج جس جگہ قریبی تھی اس سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹی اور جگہات ہونے کی وجہ سے لڑائی موقوف ہو گئی انہوں نے تمام رات کھلے میدان میں لیٹے میدان کا نڈا رہی اسی جگہ لبر کی جگہ کو بھگاؤا نہر حملہ کیا گیا تھا اور جانا بڑی شدت سے پڑتا تھا۔ دوسرے دن ۱۶۔ جنوری کی صبح کو جنرل پوربکی کی ملک کو کویئرا ایک کور فوج اور آگئی تھی اس نے پھر حملہ کر دیا اس نے یہ حملہ خاصہ جزئی فوج میں نہ پڑا اور پوربکی اپنی بے شمار فوج کو آگے بڑھا کر بے فائدہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنے دشمن کی لائن فوج کو تتر بتر کر دے۔ اگر یہ لائن فوج جزئی کی ایک باہمی شکست ہو جاتی تو بلغورٹ کے محاصرہ کے لئے جھدر سامان جنگ جمع تھا وہ سب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگتا اور دیگر جزئی فوج قلعہ میں داخل ہو جاتی اور شہر میں سامان غلہ وغیرہ پھیر جمع کر لیا جاتا اور جنرل دن ورڈ کی فوج کو اگر شکست نہ ہوتی تو وہ بینک پسپا ہو جاتی اور یہ فوج دریائے رائن کے پار بھاگ دی جاتی اور فرانسیسی فوج اس دریا کو عبور کر کے ریاست بیٹل میں بیٹے تک جزئی میں جنگ کر لیتا۔ اور فرانسیسی فوج کا نتیجہ ہوتا۔ دوسرے روز ہی تمام میدان کارڈا میں جزئی کی فوج اس طرح مقیم رہی۔ اور حملہ اور فرانسیسی فوج کا بہت سخت نقصان ہوا۔ اور جزئی فوج کا نقصان جتنا اول دن ہوا تھا دوسرے دن اس سے زیادہ ہوا۔ پہلے دن تو جزئی فوج کے دو یا تین سو سپاہی مارے گئے لیکن دوسرے دن قریب ایک ہزار کے جزئی فوج ماری گئی۔ مقتولوں بچروں اور قیدیوں میں فرانسیسی دس ہزار فوج کا نقصان ہوا اور سامان جنگ کی بربادی کا ناظرین اس بات سے خیال کر لیں کہ صرف ایک ایک ٹرین میں جہاں ایک بھی سپاہی نہ تھا ایک ہزار سے زیادہ گولے فرانسیسی فوج نے پھینکے تھے۔ دوسرے دن بھی جزئی فوج نے میدان کارڈا میں مئی جگہات کھلے میدان میں لبر کی کہ جسہ وہ صبح سے قابض تھے۔ تیسرے دن ۱۷۔ جنوری کو فرانسیسی فوج نے حملہ بہت سستی اور کمزوری سے کیا اور دوسرے بعد سے نامہ فرانسیسی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا اور جزئی تو پھانڈ نے ان کا تعاقب کیا۔ چوتھے دن ۱۸۔ جنوری کو جنرل ڈبس جزئی نے اس پسپا شدہ فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کو سخت نقصان پہنچا یا اور شہر بلا منٹ تک ان کا تعاقب کیا۔ اسی جگہ سے اس جنرل کو شہر بلغورٹ

کا محاصرہ کرنے کو وہاں بلالیا۔ ۱۵-۱۶ اور مدجنوری کو یہ سپاہ شدہ فرانسیسی فوج شہر بسنگان کی جانب چلی جا رہی تھی یہاں
 جرمنی کے توپخانہ کے دیگر جرمنی فوج نے اس فرانسیسی فوج کو حیران نہیں کیا اور یہ فوج جرمنی کو تنگ گئی تھی اور اس کا دم
 کرنے کی بڑی ضرورت تھی مگر یہ کچھ نہ گئی۔ کیونکہ اس فوج نے تین راتیں سخت کھڑی کھلے آسمان کے نیچے
 بسر کی تھیں اور پچھلی رات کو باریف میں میدان کا زرادیں بسر کی تھی اور یہی سخت کوشش کی تھیں کہ فرسنت
 جنگ میں ایسا کوئی ہنگامہ نہ نکلیگا کہ جمیں فوج نے اپنی سخت بروہت تکالیف کی ہوا اور یہی کوشش کی ہو جیسے
 کہ اس فوج جرمنی نے کی۔ اور اس جنگ سے بڑھ کر تو کیا اس جنگ کی نظیر بھی شاید ہی سے ملے گی۔ جبکہ
 یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دشمنوں کے دو قلعوں کے بیچ میں اس جرمنی فوج نے دشمن کے حملہ کی مدافعت کی اپنے
 قلعہ بلورٹ شمال میں تھا جو میدان جنگ سے چار میل سے زیادہ دور تھا اور جنوب مغرب میں قلعہ بسنگان تھا
 جو دو یا تین دن کے کچھ کے فاصلہ پر تھا۔ اور پھر اس فوج نے دشمن کی فوج کے اس حملہ کی مدافعت کی کہ جمیں دشمن
 کی فوج چاگنا دیا۔ دو قسمی تاج و ہواں باتوں کے دشمن اس جرمنی فوج کو ایک دفعہ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔ تو یہ جھکا دار اور
 باشوکت مدافعت اور فوج کی بہادری کو یا یہ اس جنگ کے اعلیٰ ترین کام میں ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

اس بے شمار ایسے ایک لاکھ تین ہزار فرانسیسی فوج کی شکست کے سبب۔ کہ جمیں اعلیٰ درجہ کا توپخانہ تھا
 اور ملک ہتھیار شربتیوں کی کئی باڑیاں تھیں معلوم کر لینا آسان امر ہے۔ اس فوج کے گھوڑوں کو تو چار دن
 فائدہ لگا اس باطل نہیں ملتا تھا۔ اور تین دن سے فوج کو بھی خوراک تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ بہت سے فرانسیسی قیدی
 گرفتار ہو گئے تو بیان کرتے تھے کہ دو دن سے کچھ زیادہ عرصہ گزر رہا ہے کہ ہم نے کھانا نہیں کھا یا ہے۔ تمام ہمت
 میں قبور۔ ٹوٹی ہوئی توپیں۔ بندوبست۔ ٹوہیاں۔ پکانے کے برتن۔ شکستہ تلواریں اور بیسیوں قسم کی چیزیں جن کا
 بیان در دوسری ہے بکھری پڑی ہوئی تھیں جرمنی گولہ باری کا نشانہ ایسا ٹھیک لگتا تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی
 اس عمدگی سے لگا ہو۔ مقصد بے سول کے نزدیک ایک فرانسیسی فوج نے جمیں تھوڑا سا بھی جرمنی کی مدینہ ڈوبیر
 پلٹن پر چلا کر دیا۔ فرانسیسیوں کو ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر آنے دیا گیا۔ اور جب وہ اس فاصلہ پر آ گئے تو جرمنی فوج
 نے آگ برساتی جس سے یہ چھ سو کے چھ سو فرانسیسی یا تو مر گئے یا زخمی ہو گئے۔ سوائے بے بالیس سپاہیوں کے کہ
 بے انتما خوف جھا گیا تھا اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

جنرل بوہکی کا قلعہ ٹرےٹر سے خفیہ طور سے غائب ہو جانا اور فرانس کی عاصی گونڈٹ کا اس کی دروہت
 مدد پر اول اول شہر کرنا اور پھر اس پر اعتبار کر لینا اور اس کا اس عجیب مہم بردار نہ ہونا کہ جس کو وہاں سے یہ

ثابت کر دیا کہ اگر وہ معہ اپنے لشکر کے پیرس کے نزدیک رہتا تو زیادہ مناسب ہوتا یہ سب ایسے مشہور واقعات ہیں کہ جو اس قابل ہیں کہ ان کا تواریخ میں ذکر کیا جائے۔ جنرل بوربکی نے جلدی بہت کی اور یہ جلدی جب ہی کرنی چاہتے تھے کہ جب یہ معلوم ہو جانا کہ یہ صرف آخری ہی لڑائی ہے لیکن فرانس کے مشرق میں اُس نے یہ موقع دیکھا تھا کہ اگر فیضیاب ہو جاؤں گا تو اس سے یہ یہ فائدہ ہونگے۔ مگر اس موقع پر اُس کی مصیبتیں شکست کے بعد اور دگنی خطرناک ہو گئیں۔ جنرل بوربکی کو جنرل درڈر پر حملہ کر کے جوٹا کاپیا بیانی ہوئی۔ اس سے ملک فرانس کی قسمت کے سحر کرنے کی امید کا آخری موقع بھی جاتا رہا۔

۱۵۔ جنوری کو فرنیسوں نے ایک دلیرانہ کوشش کی کہ فریج محاصرین کی لائن پر حملہ کر کے اور اُس کو چھڑ کر نکل جائیں۔ پیرس سے بھی اسی ارادہ سے فریج نکل کر شمال کی جانب لگتی اور ایک اور فرنیسی فریج نے اُس جنری فریج پر حملہ کر دیا کہ جو قلعہ مونٹ ویلیئرین کے سامنے پڑی ہوئی تھی اور اس سرگرمی اور شدت سے آگ برسانی کر تمام وارسلیئر کے باشندگان خوف سے گھبرا گئے۔ شہر و اسلیئر کے تمام بازاروں اور محلوں میں خوف چھا گیا اور شہر میں تعظم کے لئے سواروں کا سالہ گشت کرنا پھر اس مقام پر اسی ڈی آرینس پر تو پوجانہ کی بائریاں تعمیر کر دی گئیں اور گارڈینیں جو عفا خانہ ہوتا ہے وہ میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا اور محفوظ سامان جنگ کی گاڑیاں آہستہ آہستہ ترک پرالے کھڑی کر دی گئیں۔ شہنشاہ جرمنی بھی تھوڑی سی فریج اور دی میں لے کر وارسلیئر سے شہر سنٹ جرمین کی جانب روانہ ہوئے۔ مایور ولیمبرشیا بھی اسی راستہ سے مشرق کی جانب اپنی فریج کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ شروع ہی سے بندوقوں اور توپوں کی آواز صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ قلعہ مونٹ ویلیئرین اور بوجیول کے درمیان توپیں اور بندوقیں آگ برساتے جا رہی تھیں اور ان قلعجات اور جنگلہائے لاکسیلی۔ سینٹ کلاؤڈ کے درمیان جو میدان ہے اور دریائے سین کی جانب۔ سب جگہ بڑی تیزی سے آگ برس رہی تھی قصبہ گاچس کے مشرق میں جو ہاٹ ہے اُس پر قریب اٹھارہ ہزار یا بیس ہزار کے فرنیسی فریج قلعہ مونٹ ویلیئرین سے ٹکراتے تھے تاکہ جرمنی فریج کے ڈوٹرین اور لینڈوہمر گاؤں فریج پر حملہ کر سکیں جس نے ان کا آگے بڑھنا روک رکھا تھا۔ دوسری اور فرنیسی فریج قصبہ مونٹ ٹریٹاؤڈ کی جانب بڑھ گئی اور بہت سا نقصان اٹھانے کے بعد اس پر قابض ہو گئی۔ یہ فرنیسی فریج اور آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ جرمنی کی فریج جاگروڈرا پیچھے ہٹ گئی تھی اب سنبھل کر بڑی بہادری سے لڑتی ہی اتنے میں اور جرمنی فریج آگئی اور فرنیسی فریج سے یہ جگہ جرمنی فریج نے پھر چھین لی۔ یہ لڑائی غروب آفتاب تک جاری رہی اور اس طور سے ختم ہوئی کہ تمام جگہوں سے فرنیسی فریج سخت نقصان اٹھا کے ہٹا ہوئی۔ قلعہ ویلیئرین

جس فوج نے تلکار حاکم کو دھکے پہنچا دیے اور غریبوں کی فوجیں اسی جگہ پر قائم رہیں کہ جب تک وہ بالترتیب لڑائی سے پہلے نہیں تھکتیں۔

۲۱۔ جنوری کی صبح کو جرمنی توپخانہ کی باتریوں نے ان قلعہات پر آگ برسانا شروع کیا کہ جو ٹھہرے ہوئے فوجیوں کے گرد گرد بنے ہوئے ہیں۔ اس باتری میں محاصرہ کرنے کی توپیں تھیں کہ جس نے اول اول قلعہ مندریں کو گرایا گیا تھا اور اب یہ محاصرہ کرنے کی توپیں میدان میں دوسرے پر لاکے رکھ دی گئی تھیں کہ جو غریب فوجیوں کے کام کے لئے ایک ہفتہ پہلے آیا کر لیا گیا تھا۔ سینٹ ڈینس پر گولہ باری کرنے کے لئے ۱۰۰ باتریاں مقرر کی گئی تھیں کہ جن میں ۷۰ توپیں تھیں اور دودھ توپیں تھیں کہ جب تک درویشوں سے ایسا گولہ پھینکا جاتا تھا کہ جو نشانہ پر گر کے ٹوٹتا ہے۔ لہذا یہی فوج کو اس میدان میں دس دن بنانے کی خبر تک نہ تھی اور اول دودھان کو دیکھ کر ہی متعجب ہوئی اور پھر اپنے قلعوں سے انہوں نے بھی گولہ باری شروع کر دی۔ دو ہفتہ تک دونوں جانب سے بڑی سخت گولہ باری ہو رہی تھی۔

فصل شازدہم

فرانس کی شمالی فوج کی شکست جنگ ڈیچون و دیگر احوال جنگ۔

یہ جنگ پہلے تو جس طریقہ کے گئی یہ اس طریقہ سے بہت مختلف تھا کہ جس طریقہ سے زمانہ سابق میں جنگ کئے جاتے تھے۔ ان لڑائیوں میں جواٹھا ہویں صدی کے افراد رانیسویں صدی کے آغاز میں ہوئیں جبکہ اول نیپولین یونا پارٹ اپنی فوجیں لئے پھرتا تھا اور پورے کا بہت زیادہ حصہ اسے فتح کر لیا تھا۔ یہ طریقہ تھا کہ ایک جنگ سے دوسرے جنگ ہوتے تک جو وقفہ صرف ہوتا تو وہ عرصہ ہٹنے یا مہینے ہوا کرتے تھے۔ لیکن جنگ حال میں لڑائیاں اور دوسرے ایک فیہرمل جلدی کے ساتھ جلد جلد ہوتے گئے اور ایک جنگ سے دوسرے جنگ کے درمیان کا عرصہ شکل سے چند دن ہی ہوتے تھے۔

فرانس کی شمالی فوج کی شکست

جنرل فیڈرہرب کی فوج کو ٹھہرے ہوئے فوجیوں نے فرانس کی جنگی قوت کو شمال میں بہت بڑا صدمہ پہنچا اور یہ بدقسمت شہر اب کے تیسری بار جرمنی فوج کے قبضہ میں آیا۔ جنرل فیڈرہرب نے اس پر قابض ہو جانے سے یا تو یہ سوچا ہو گا کہ جنرل کی طرف جاسے تاکہ راستہ ہو جائے گا اور اگر یہی

خیال تھا تو شاید اس نے شہر سردن کی فتح ہو جانے کا اور جنرل ون گوٹین نے جاپنی فوج جاؤنگکوالدی مئی اسکا بھی خیال نہ کیا ہو گا۔ لیکن تمام واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قطعی جنگ فوراً کر کے لے لے اس کا ارادہ نہ تھا اور دوسرے یہ امر جنرل ون گوٹین کی ملک کے لئے جس قدر پریشانی فوج پہنچائی تھی اسکی تعداد اسکو معلوم نہ ہو سکی۔ اور اسلئے اس فوج کے ٹھیک بخیر نہ لگائے میں اس نے دھوکا کھا یا ہے۔ فیہررکاپا ہونا شکست کی حد تک نہ پہنچتا۔ لیکن اس کی سپاہی سے جزئی فوج کو فائدے پہنچے اس کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سپاہی کا بھی وہی نتیجہ ہوا جو شکست کا ہوتا۔ اس فرنیسی لشکر عظیم میں سے ایک تہائی لشکر کو جو قید ہو جانے کے یا غائب ہو جانے کے گویا باطل ضائع ہو گیا۔ اور جو فوج کبھاگ کر غائب ہو گئی اس کا پتہ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں چلی گئی۔ اور جو سپاہ قتل و مجروح ہوئی۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ باقی فوج شہر کیمبرانی سے تھوڑی دور لے جا کر قلعہات۔ اتاس اور ڈونی میں مقیم ہو گئی۔ لیکن اس میں سے بھی بہت سی فوج شہر لیلا اور سینٹ ادم کو اور سر فر مرتب کرنے کے لئے بھیج دی گئی۔ اس طرح سے وہ لشکر عظیم جو چھ تہائی فرانس میں موجود تھا اور جسکی بچی فتنہ دی کا پورا یقین تھا اب ایک بے زنجیری سے فرانس کے شمالی شہروں میں منتشر ہوا رہا ہے۔ اس شمالی لشکر نے بجائے اس کے کہ پیرس کی مدد کو جاوے اپنی حفاظت فرمائی ہی پائے اور یہ لشکر عظیم فرار ہوں کا ایک منتشر شدہ جتنا ہو گیا اس لڑائی کے مفصل حالات حسب ذیل ہیں۔

۱۸۔ جنوری کی صبح کو یہ شمالی فوج اپنی چھادیوں سے شہر اور لیڈز اور میئر پورس سرحدی کی جانب روانہ ہوئی۔
۱۹۔ کوئز کا دوسرا بریگیڈ فوج شہر ڈونی میں اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا اور یہاں پریشانی فوج کا مقدمہ کیمپن لشکر ملا۔
یہ مقدمہ کیمپن لشکر پر دھک لگایا تاکہ پریشانی کی فوج بھی آجاوے۔ اس وقت فورٹشرک بریگیڈ فوج پرچورٹسکس میں پہنچ گیا تھا پریشانی فوج نے تو چھانڈ لی ایک ہائی سے جس میں ۱۲۔ توپیں تھیں حاکم دیا۔ کیونکہ سینٹ کوٹین میں کوئی فرنیسی رسالہ سوارا نہ تھا اسلئے اس بریگیڈ کو جزئی فوج جھگڑتی تھی اس کی خبر نہ پہنچ سکی اور جزئی کی فوج نے بے خبری میں اس پر حملہ کر دیا تھا۔ باوجود اس بات کے اس فوج نے جسے دوسرے جگہ حاکم کیا گیا تھا۔ دوپہر کے پہنچے تک نہایت بہادری سے اس حملے کی ممانعت کی فرنیسی فوج کی ۲۰۔ رجمنٹ نے کچھ عرصہ تک یہ حملہ بکری دھشت کیا اور ذرا پیچھے ہٹتی اور پھر اڑاں۔ ۲۰۔ پلٹن سپرل اس کی مدد کے لئے آگئی۔ ایسی بہادری نہ دانت غیر نقصان نہیں ہو سکتی اور اسلئے اس رجمنٹ کے پانچ افسر اور ستوا آدمی ضائع ہوئے۔ فوج سو بائیل گاڑوں پر چڑھنے کے رسالہ سوارا نے حملہ کیا اور یہ فوج کی ممانعت نہیں کر سکے لیکن دریا سے سین اور مارنی کی فوج سو بائیل نے بڑی بہادری سے

اسن عمل کو متروک کیا اور سالہ سواروں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ باوجودیکہ حملہ اس قدر سخت اور بڑا کیا گیا ہوا تھا لیکن پہلے ہی گولوں کو اسکو دھڑکے سے بریگیڈ کی ملک تک نہ پہنچے تھے اور جو کہ اس وقت شہر دہلی کی شرک پر بیکار پڑا ہوا تھا اپنا رخ بارہ جاری رکھا اور شہر نیز سیرس سرسے اور دوسری لیس نیز سیرس میں ہنگامہ اسلئے پرشیا کی فوج اس فوج کا کچھ کئے جانے والے سکلی کر جزیر کیمن جنرل ڈبوسل تھی۔ ۲۳۔ کو زور فوج نے کچھ میں بھی انہی توپیں تیار رکھیں کیونکہ ان کی یقین ہوا کہ علاء غفر رب ہی ہونے والا ہے تاہم وہ شہر و اس کی راہ سے شہر سرن کورٹ میں پہلے بریگیڈ کے پہنچنے کے بعد پہنچے۔ اس طرح اس فوج کا جو دم کے لئے بھیجی گئی تھی سخت نقصان ہوا اور اس نے اپنی بارہوی کی بھی کئی گاڑیاں پیچھے چھوڑیں یہ پہلے دن کی لڑائی اس جنگ عظیم کی جو ۱۹۔ ہندی کو ہونے لگا یا ہٹن فیرہ تھی۔ فرنیسیسی فوج ۲۳۔ کو زور شہر سینٹ کونٹن کے نزدیک مقیم کی گئی۔ اور پہلا ڈویژن فوج شہر نیولی اور گاچی کے گرد اگر دھچھا دینوں میں اور دوسرا ڈویژن شہر گردوس اور کارٹرس میں مقیم کیا گیا۔ فوج پرشیا نے اول کاشس پر چل کر ایکسپلین کے بریگیڈ نے نہایت بہادری سے بچایا باوجودیکہ فوج پرشیا اسی عہد بلند جگہ پر مقیم تھی کہ جہاں سے یہ گاؤں باصل ان کی زمین تھا تھوڑی سی دیر کے بعد گرو جس پر بھی حملہ کر دیا گیا اور تھبہ سادی کی جانب بھی آگ برسائی جا رہی تھی اور وہاں کل ۲۳۔ کو زور فوج بڑی جلدی سے کچھ کر کے گئی اور اپنی فوج میر کو جو نہر پر مقیم تھی مدد دی۔ ذرو با کے ڈویژن فوج ڈکو نہر بھی تک حملہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اولن بلند یوں کی جانب کچھ کیا تھا ان ایک پن بجلی کا کاخانہ موسومہ ٹاؤٹ وٹ بنا ہوا ہے اور نیز بلیو ہاٹھی کی چوٹیوں پر بھی چلی گئی اور اس کی فوج سینہ بھی نہر کی جانب جا رہی تھی۔ یہ میدان جنگ کی لائن مواضعات ہلوث۔ سادی۔ گریجس۔ ٹاؤٹ وٹ کی تھی۔ موقع بلیو لائیل سے شہر فزئل سینٹ لارنٹ تک پہنچی ہوئی تھی۔ بد قسمتی سے ہم کو زور اور ہاکوڈر درمیان نہر کردناٹ حامل ہو گئی اور اس کے کنارے ایسے بنے ہوئے تھے کہ اس پر سے پا جانے کا راستہ ناممکن ہو گیا تھا جس تک اس سینٹ کونٹن کا ایک طویل چکر نہ کھایا جاوے ان ہر دو افواج کا آپس میں شریک ہونا ناممکن تھا۔ اس سب کے خرب جنرل میں کو یہ احکام روا نہ کئے گئے کہ موقع کاشس کو چھوڑ کے بلند یوں پر قبضہ کر لو۔ اور اسی وقت جنرل ڈرو یا کی فوج پر حملہ کر دیا گیا۔ اس حملہ کرنے میں تو پناہ بھی شریک تھا۔ پرشیا کی فوج ہاکو ہاٹھی کی چوٹیوں سے فرنیسیسی فوج پر اسقدر تیزی سے حملہ کرتی ہوئی دو ٹکے فرنیسیسی فوج کے قریب لگتی کہ فرنیسیسی فوج نے ان کو دشمن کی فوج نہ جانا اور جب یہ پرشیا کی فوج دو ٹکوں کے غاصد پر گئی تب ان کو معلوم ہوا کہ پچھلے فرنیسیسی فوج نے وہ آگ کی پھجڑا برسائی کہ فرنیسیسی فوج کا آگے بڑھے آنا ایک دم سے ترک کیا اور اس کا سب جزیں فوج اس قدر تیزی سے ہٹا کر حملہ کرتی ہوئی تھی اسقدر تیزی سے نہیں اترتی تھی۔ مگر اس پرشیا کی فوج کا یہ نقصان ہوا اور شہر

تمام جرمنی کے شہنشاہ کی انہیں دھڑکھڑکھاتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اس پر جرمنی کی بے شمار پلٹیں آگے بڑھیں اور جنرل بسول نے ان کے روکنے کے لئے چار توپوں کی ایک بائری آگے بڑھائی۔ لیکن یہ توپیں اس کام کے لئے کافی نہ تھیں اور جرمنی تو چنانہ کی بائریوں نے فرانس کی اس بائری کو بے کار کر دیا۔ لیکن فرانسیسی فوج نے فوراً ایک بائری بارہ توپوں کی اس کی جگہ خیر کر دی اور جس نے اس پر جرمنی بائری کو خاموش کرنا شروع کر دیا لیکن اب پرشیا والوں کی بھی ایک اور بائری تو چنانہ کی آگئی جس کی وجہ سے اب بائریوں کی جگہ تبدیل کرنا پڑی اور جنرل بسول جبکہ اندر بیارہ دہائیں دے رہا تھا۔ نوگولے کے ایک ٹکڑے سے اس کے پیٹ میں ایک سخت زخم آیا۔ ڈرویا کے ڈویژن فوج کئی بلنڈ چوٹیں پڑھتی تھی جہاں سے وہ جرمنی فوج کا آگے بڑھنا روکتی تھی۔ بیس ٹی ریلوے پر آٹھ توپوں کی ایک بائری مقیم تھی اور اس کی گولہ باری جرمنی بائری کی گولہ باری سے بہت اچھی رہی۔ دوسرے کے قریب پرشیا کی تمام فوج ۷۷۔ کو رز کے سامنے سے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن ۷۳۔ کو رز فرانسیسی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا جنرل فیڈلر نے اس فوج کی مدد کو کئی پلٹیں ۷۷۔ کو رز کی بھیجیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ مدد وقت پر پہنچی یا نہیں لیکن ۷۳۔ کو رز پیچھے ہٹتی ہوئی صاف نظر آتی تھی اور اس کے بعد وہ جلد پہاڑ گئی۔ اس وقت دو یاتین شہر تھے۔ لیکن ۷۷۔ کو رز فوج پرشیا کو ہٹا کر اس وقت بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ چونکہ اس کی لائن فوج جو بطور حربہ دائرہ کے پرپی ہوئی تھی اب فوج کے آگے بڑھنے کے ساتھ وہ بھی بڑھتی گئی لیکن اب اس لائن کو خطرہ ہو گیا تھا کہ یہ ٹکڑے لائن کے بڑھنے کے یہ لائن فوج پہلی ہوئی جاتی تھی۔ اور خطرہ یوں اور زیادہ تھا کہ فرانسیسی فوج محفوظ اب بہت کم گئی تھی اور پرشیا کی تمام فوج اب ایک جامع ہو کر تین یا چار کالموں میں قریب قریب پڑی تھی اور جواب ایک ایسی فرانسیسی پہلی لائن فوج کو کھینچا کہ کئی چنانہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۰۔ ۳ بجے کے قریب فوج سو بائیں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا لیکن شہر کاچی کے مقابل شہنشاہ کی گادیوں کے پیچھے جا کر یہ فوج پھر جمع ہوئی اور محفوظ فوج زور زور کے ہمراہ پھر کراہا اسکو یہ حکم دیا گیا کہ جب تک فوج پسپا نہ ہو جاوے یہ وہاں ٹھہری رہے۔ ڈرویا کے ڈویژن کے مقابل میں ایک خطہ جرمنی فوجی کالم نے فرانسیسی فوج میں سرور چلا کر ناچا لیکن فرانسیسیوں کی ایک بائری نے جن میں توپیں تھیں اور پھر ایم مرنٹ بلو کے ماتحت تھی اس نے پرشیا کی فوج کا آگے بڑھے آنا، دکا اور فوج پرشیا کو سخت نقصان پہنچا دیا۔ جبکہ کے قریب فرانسیسی فوج نے اپنی جگہ کوئی نہیں چھوڑی تھی اور پھر بہادر سی سے بچائی ہوئی تھی لیکن فرانسیسی فوج کو پہاڑوں نے کا حکم دیا گیا اور ہینٹیک یہ حکم اس جیسے دیا گیا کہ پانزوی آدمی آٹوی کے ڈویژن فوج پر بہا بہادر نہیں کیا گیا کہ وہ جرمنی سپاہ کے حاکم کی مدافعت کر سکے گی۔

۷۷۔ کوئٹہ کی خدیپہ شہزادی نے اپنی اہلیہ کی آٹھ سو سالہ بیٹی اور بیٹی کی اول تو بیٹی ہی یا قاعدہ اور
 باہر تہ تیغ کی بدلتی ہوئی جانیں تو ان کے بعد تو چنانچہ گیا لیکن اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد فریج پر شہزادہ کا تو چنانچہ
 ان ہندوؤں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا جہاں سے فریسی فریج میں زمین بھی ادوا باہر انہوں نے وہاں سے آگ
 برسانا شروع کر دیا فریسی فریج اول تو فریج سے چلی تاکران دشمنوں کی توپوں کی زد سے باہر بھاگے لیکن
 گولہ باری کا اثر اس قدر تھکا کر فریج فرانس کو بھاگنا پڑا ۱۱۰۰ آگے چڑھ کر پھر باقاعدہ چلنے لگے لیکن فریسی فریج
 کا بہت سخت نقصان ہوا۔ تمام فریج فریسی پریشیائی گولہ باری کے اندر سے شہر سینٹ کونٹن میں ہو کر گذری۔ فریج
 پریشانے اب اس شہر پر گولہ باری شروع کر دی جبکہ دوسرے مکانوں کی چھتیں پاش پاش ہو کر کھانوں میں آگ
 لگتی تھی۔ جو بھر رات ہو جاتے کے فریسی فریج کا تعاقب موقوف ہوا اور جنرل فیڈر ہرب بغیر زائد نقصان کے
 شہر کیمبرلے کی جانب پسا ہوا۔

جنگ ڈیوچون

۷۸۔ ہنری کی سبک دس سبب پریشیائی ایک فریج ان ہنریوں میں سے بعض ہنریوں پر تقیم ہوئی کہ جو ٹھیک
 کے گولہ گرد ہیں اور فریسی ہنریوں پر آگ برسانا شروع کیا لیکن فریج پریشیائی آگ ایسی مضبوط تھی کہ جیسے
 فریسی آگ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ پریشیائی فریج کے پاس تو چنانچہ بھی کم ہے۔ پریشیائی کے اس فریج کے گولے بھی
 نشانہ نہیں پہنچتے تھے جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا اور بہت سے گولے جلتے ہوئے ہوا ہیں ٹوٹ جاتے
 تھے اور ان سے کچھ نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فریسی تو چنانچہ کی ہنریاں جو موضع ٹالٹ اسی پر تقیم
 تھیں۔ بڑی جلدی جلدی گولہ باری کر رہی تھیں اور دشمن کو نقصان بھی پہنچاتی تھیں۔

فرانس کی ایک ہنری نے بہت جلدی جلدی گولہ باری کی اور اس کو کچھ نقصان نہیں ہوا یہ تمام لڑائی
 تو چنانچہ ہی سے ہوئی موائے ایک چھوٹے سے سحر کے کہ جو پیدل فریج سے تھکے ہوئے ہیں اور کچھ
 اور ہائی دیلی پیدا کیوں کہ ان قصبہ پر پریشیائی فریج چلا کر کھینچ رہی تھی۔ سہ ہر کو چار سبب دو دنوں کا خائبہ کر رہا
 موقوف ہو گئی اور اگر جانیں ہیں سے کسی کچھ بھی فائدہ ہوا ہو گا تو وہ فریج میں مقیم دوسرے ہنری پریشیائی فریج کی بعد
 دس ہزار یا پندرہ ہزار تھی اور فریسی فریج جو ڈیوچون میں گریبانہ کی ماتحت تھی اس کا تھکے میں ہزار سے چار ہزار
 تک کیا گیا ہے اور فریسی فریج میں ہیں تو ہیں بڑی تھیں اور چالیس چھوٹی تھیں اور اسی سے کہو

تو ہیں تھیں۔

اسد خوری کی اوسمی رات کے قریب پریشا کی فوج نے قصبہات ٹائی ویلی۔ ویکس اور خون مین لیں ڈیوچون پر فرانسیسی فوج پر حملہ کر دیا اور چونکہ ان کے مقابلہ کے لئے یہاں فرانسیسی فوج نہیں تھی اس لئے فوج پریشا نے ان قصبہات پر قبضہ کر لیا۔ شہر لیٹس جوبینس بھی کھلی نہی ہوئی تھی فرانسیسی فوج بڑی عسرت کے ساتھ شہر میں کبھی ادھر کئی کبھی اُدھر جاتی اور تمام آدمیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ شہر رات کو حملہ ہو گا۔ فوج کو یہ حکم دیا گیا کہ شہر کے جو بڑے بڑے دروازے ہیں ان کے قریب مقیم ہو سے تاکہ اگر فوج پریشا حملہ کرے تو اس کی ممانعت کی جاوے۔ شہر کے حاکم اعلیٰ کے مکان کے سامنے گر یا لڑی تمام رات اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا۔ جنرل بوڈون جو ایک بڑا ہتھیار جنرل تھا تمام رات شہر میں جمع فوج پھرتا رہا جنرل پلیس نے اپنی جگہ رات بھر جاگتا رہا یہاں تک تیار سی کر لی تھی کہ گاڑیوں میں روانگی سے لئے اسباب تک رکھ دیا تھا مگر دشمن نے رات کو شہر پر کوئی حملہ نہیں کیا اور علی الصبح فرانسیسی فوج شہر سے باہر نکلنا شروع ہوئی۔ ۲۲۔ کی صبح کو ہنسٹ روز گزرنے کے برمی تیز گولہ باری شروع کر دی گئی اور فرانسیسی فوج کی جنس کی جنس میں تھکاوٹ کی جانب پھری جاتی تھیں جو انے دشمن نے پھین لئے تھے۔ فوج پریشا کی زیادہ تر گولہ باری کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ رات کو پریشا کی فوج میں اور ملک آگئی تھی۔ فرانسیسی فوج کے حملہ کار فوج میں نہیں ڈیوچون کی جانب تھا اور قصبہ ٹالٹس میں سے براہ راست اور گولیاں آ رہی تھیں۔ دوپہر کے قریب لڑائی بہت تیز ہو گئی اور فرانسیسی فوج کا سیالی سے آگے بڑھنا جاری تھی۔ اس وقت فرانسیسی فوج سو بائل کو حکم دیا گیا کہ اس پریشا کی فوج پر جو فوج میں مقیم ہے نیگیں سے حملہ کر دے اس وقت فرانسیسی فوج زما نڈر قواعد و ان کے تین سپاہی ڈیوچون میں موجود تھے جو اپنی جگہ کو جانتے تھے انہوں نے بطور دائرہ کے اپنے تئیں اس فوج سو بائل کے آگے آگے رکھا اور اس فوج کے آگے آگے چلے۔ ان کی اس جہت اور جرات سے تمام فوج سو بائل میں بہادر ہی اور جرات و ہمت زیادہ ہو گئی۔ اس فوج نے اب ان کے پیچھے پیچھے جا کر اور جو نظیر انہوں نے قایم کی تھی اس پر عمل کر کے بڑی بہادری سے آگے بڑھ کر دشمن پر دلیرانہ حملہ کیا۔ ان کے سامنے سے پریشا کی فوج لپٹا ہو گئی اور تھوڑی دیر لڑائی کر کے موضع ویکس میں جو پہاڑی پڑا تھا جا کر پہاڑی۔ اس جگہ فوج سو بائل نے لبرہطیت ان میں قواعد و ان سپاہیوں کے۔ دشمن پر گینگندوں سے ہما سخت حملہ کر دیا اور اس حملے میں فوج سو بائل پھر کا سیاب ہوئی۔ یہاں پر فوج پریشا اس حملے کی ممانعت بہت جم کے کی اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں وہ اپنے عقولین اور مجرہین کی فوجوں

جسوں کے انباروں میں ہیروں سے گھنٹوں تک نظر آتے تھے۔ یہاں پراس فرانسیسی فوج کو بھر کا یہاں ہوئی اور یہ ہر جگہ آن تینوں والنٹیر سپاہیوں کے پیچھے چلی جا رہی تھی اور یہ سپاہی اپنا پیشی پر دھسے ہوئے گئے آگے جا رہے تھے اب اس فوج نے قصبہ ہاٹولی کی جانب رخ کیا اور اس آخری جگہ سے بھی پریشیا کی فوج کو گائیڈ سے حکم کر کے بھگا دیا اور ان تین والنٹیر سپاہیوں کی ہمدردی کی وجہ سے فرانسیسی فوج نے اپنی سب سے بڑی جگہ پریشیا سے لے لیں اور پریشیا کی فوج کو بڑی فاسٹ شکست دی اور پریشیا کی فوج اس قدر ماری گئی کہ یہ نقصان ہمنہ یاد رہے گا۔ یہ لڑائی شام تک ہوتی رہی اور سب جگہ پریشیا کی فوج کو شکست ہوئی اور قصبہ سے قیدی بھی فرانسیسی فوج نے گرفتار کئے۔ گریالڈی کی فوج نے پریشیا کی فوج کی وہ گاڑیاں جنہیں جرمین کو میدان جنگ سے اٹھا کے لے جاتے ہیں گرفتار کر لیں جن کی تعداد تین سو تھی اور چھ یا سات گاڑیوں میں ڈاکٹر سی اور جراحی کی کئی ادویات و آؤز اس موجود تھے۔ فرانسیسی فوج بھی بہت ماری گئی اور ان کے غیر معمولی طور سے لٹکے افسر بہت ضائع ہوئے۔

۷۳۔ جنوری کو علی الصباح فرانسیسی فوج میں بہت گھبراہٹ پڑی ہوئی تھی چونکہ وہاں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ رات کو فوج پریشیا کی کمک ہوا اور فوج آگئی ہے۔ رات کو فوج پریشیا ایک بڑا جکڑ کاٹ کر بھر کرسی جگہ اقمیم ہوئی۔ جھگڑے کو اس سے ۷۳۔ کو فرانسیسی فوج پر حملہ کیا۔ تین بجے تک لڑائی صرف تو پچانے سے ہوتی رہی۔ پریشیا کی فوج کی گولہ باری ٹھیک نشانہ بنی ہوئی تھی اور بہت جلد جلد بھی نہ ہوتی تھی۔ فرانسیسی تو پچانے سے جو قصبہ سینٹ لہن میں مقیم تھا ہر ایک گولے کا جواب بڑی بلدی جلدی دیا جا رہا تھا اور باوجودیکہ دشمن کے کئی گولے فرانسیسی عورتوں کے درمیان میں جا کر گرے تاہم فرانسیسیوں کی جہت کم نہیں ہوئی۔ فرانسیسی تو پچانے کی باٹری نے جو قصبہ فنٹن لیس ٹیچون مقیم تھی پریشیا کے تو پچانے کی باٹری پر جو قصبہ پوٹلی میں تھی فوب گولہ باری کی اور قصبہ پوٹلی پر ایک توپ پڑی ہوئی تھی وہاں سے بھی کبھی کبھی ایک آدھ گولہ پڑتا تھا۔ ساڈھے تین بجے پریشیا کی اپنی توپیں ملرک کی دونوں جانب تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے سے لگا دیں اور چھ توپیں ذرا پیچھے لیجا کر ایک بلند مقام پر لگا دی گئیں۔ اور اس وقت پریشیا کی فوج نے بڑے غصہ سے ایک غیر معمولی جلدی کے ساتھ تمام فرانسیسی مقامات پر گولہ باری شروع کر دی۔ اس وقت تمام مختلف دھموں اور دھواں ہوا گیا کہ جھارٹا تھا کہ وہ نظر آتے تھے ہاں جب توپ چلنے کا شعلہ اٹھتا تب دیکھ جاتے تھے گولوں کی ہوا میں ایسی آواز سنائی دیتی تھی کہ جیسے طوفان میں کوئی جہاز آجاتا ہے اور ہوا اس کے باو بانوں اور رسیوں میں سے سناتے

سے نکلا کرتی ہے۔ پرشیا کی تمام ہیدل فوج نے متواتر باڑھیں بندھتوں کی لگائیں اور اس سے فرانسیزی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ چار بجے کے قریب تمام فرانسیزی فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن پر سنگینوں سے حملہ کرے۔ آج کی لڑائی میں یہ بڑا جوش اور شہرِ نظارہ تھا جب کہ کل فرانسیزی فوج نے جو سوسائیل تک پھیل گئی تھی غرور ہائے خوشی مار کر حملہ کرنے کے لئے آگے کوچ کیا۔ گریبالڈی کی فوج اور فرانسیزی فوج سو بائیل شانہ بشانہ ملی ہوئی پھیل چلی جاتی تھی اور پرشیا کی فوج کا تو چنانہ ان کے مقابلہ پر تھا۔ پرشیا کی ہیدل فوج جو فرانسیزی فوج کے مقابل ایک لائن میں کھڑی تھی فرانسیزی فوج کے برابر بڑھنے سے بڑی گھبراہٹ سے پسپا ہو گئی اور تو چنانہ کی باڑی بھی پسپا ہونے لگی۔ پیچھے ہٹ گئی۔ اس عرصہ میں فرانسیزی تو چنانہ کی باڑیوں نے فوراً آگے بڑھ کر اس سورج پر قبضہ کر لیا جہاں سے فوج پرشیا کے تو چنانہ کی باڑی ابھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس وقت سے فوج پرشیا نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ کھوئی سی فوج لڑتی رہی اور اس کی آرمی کل فوج پرشیا بڑی عمدہ اور باقاعدہ طور سے پسپا ہو گئی۔ گوکہ باری بہترین کم ہوتے ہوئے شام کے پانچ بجے بالکل خوف ہوئی جبکہ پرشیا کی فوج کے تمام سوچوں اور مددوں پر فرانسیزی فوج غالب ہو گئی۔ شہرِ لیون پر فرانسیزیوں نے بے شک یہ بڑی فتح پائی۔ گریبالڈی کی فوج نے پرشیا کی ایک فرنٹ سے اس کا جھنڈا پھین لیا جس پر انیم سے کام نہ ہوا تھا اور کچھ سپاہی فوج پرشیا کے گرفتار کئے۔ اس تین دن کی لڑائی میں متولین اور جو حصہ میں فوج پرشیا کے ایک ہزار افسر سپاہی ضائع ہوئے۔ اور فوج پرشیا کا نقصان اس سے بھی بہت زیادہ ہوا۔ ملک پولنڈ کے جنرل بوسک کے ایک مہلک زخم آیا۔ اس سے فرانسیزی فوج کو بہت افسوس ہوا۔

۲۲ جنوری کو شہرِ کیمری پر گولہ باری شروع کی گئی۔ پرشیا کی فوج نے اپنا تو چنانہ اس شہر کے جنوب مغرب کی طرف بجانب شہر مارا گولہ گانگ اور سرور و زعام کیا لیکن فرانس کا بھی تو چنانہ اس شہر کی حفاظت پر تھا اور اس نے پرشیا کے تو چنانہ کو بڑا صدمہ پہنچایا جنرل دن گونٹن نے یہ دیکھ کر کہ شہرِ کیمری سے فوج نہیں ہوسکے گا اور اس کو یہ بھی خوف ہوا کہ گیس فرانسیزی فوج پیچھے سے آکر حملہ کر دے اس لئے ۲۳ تاریخ کو اس نے محاصرہ اٹھالیا۔

۲۲ جنوری کو باشندگان شہرِ کیمری کس نے ایک بہت بڑی فوج پرشیا کے حملہ کی ممانعت پر بھی ہمدردی سے کی جن شخصوں کے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں نے مدد کی اور کھربے سے لڑائی کی۔ انہوں نے گھوڑے اور گاڑیاں گرفتار کر لئے اور جرمنی فوج کے بارہ سپاہی مار ڈالے۔

۲۳۔ جنوری کو پریشاکی فوج نے شہر لاپچی کو غالی کر دیا لیکن ۲۶ جنوری کو جبکہ ایک فرانسیسی فوج لاپچی کی جانب بھیجی گئی تو وہاں اس نے کچھ جرمنی فوج کو کمین میں چھپا ہوا پایا فرانسیسی رسالہ ہمارا نام مصدہیل فوج کے وہاں پہنچ گیا اور اس نے پچھتر جرمنی کے سپاہیوں کو متشکر کر دیا اور بہت سے سپاہی مار ڈالے۔ اور پریشاکی فوج کو شہر سے جھگا کر فرانسیسی فوج شہر پر قابض ہو گئی بعد ازاں ایک مضبوط دستہ پریشاکی فوج کا اگیا اور پچھتر فرانسیسی فوج شہر پر جس کی جانب پسپا ہو گئی۔ شہر لاپچی کے باغیچوں پریشاکی بہت فوج ماری گئی، خزانوں کی فوج موبائل شل قاعدوں فوج کے ڈری۔

پیرس کے قلعہات پر ۲۶ جنوری کو گولباری شروع کی گئی اور شہر ڈینس کے قلعہات پر ۲۷ کی شام گولباری شروع کر دی گئی تھی ۲۶۔ کی سہ پہر کے چار بجے تک آہستہ آہستہ ہوتی رہی، فرانسیسی نے ۲۷۔ تاریخ کی رات ۲۳۔ کی صبح تک شہر سینٹ ڈینس کے قلعوں کو کچھ نقصان پہنچا تھا اس کی مرمت کئی۔ اور اس عرصہ میں ان قلعوں میں وہ بڑی ہمارے ہمارے توپیں لے آئے۔ جیسی دل اس قلعہ میں نہ تھی اور اپنے سیدانی توپخانہ اور ہیدل فوج کو ڈھانگے بڑھایا اور اسی طرح جھگی کشتیوں کو تاکہ قصبہات اپنی اور زمین کے لوگوں پر حملہ کا خوف لادیں اور سہ پہر کو چار بجے جبکہ گھروں موقوف ہو اور فرانسیسی فوج نے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ چھ بجے تک جانہیں میں نہایت سخت لڑائی توپوں کی رہی۔ جرمنی توپخانہ کے دو افسر اور ایک کپتان ۲۷۔ جنوری کو مارے گئے ۲۶۔ جنوری کو چھلینر سے جرمنی توپخانہ کو یہ حکم موصول ہوا کہ اگر فرانسیسی آگ بڑھانا موقوف کر دیں تو جرمنی توپخانہ بھی رات کے بارہ بجے کے بعد سے گولباری موقوف کر دے اور جب تک کہ گولباری محاصرہ نہ رہے تو فوج جاوے گولباری پھر شروع نہ کرے۔ ہاں اس وقت ایسا کرنے کا اختیار ہے جب کہ اول فرانسیسی فوج خود ہی گولباری شروع کر دے۔

۲۴۔ جنوری کو شہر لاپچی نے سپر ڈینس سے گولباری ہر ہی تھی اس نے تین فوج پریشاکی کے سپر کو دیا چاہتار قیدی اور دو توتوتیں جرمنی فوج کے ہاتھ لگیں۔

۲۵۔ جنوری کو فرینکس نیرنبرگ کے ایک دستہ نے پریشاکی فوج کو قصبہ لاپچی سے جھکا دیا اور کئی سپاہی مار ڈالے۔ ۲۶۔ جنوری کو پریشاکی ایک فوج جسکی تعداد دو سو تھی شہر میں کو گئی اور وہاں فرینکس نیرنبرگ کے ایک دستہ فوج سے اسکی لڑائی ہوئی۔ سگراس لڑائی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن پریشاکی فوج نے یہ کہا بھگا اگر فرینکس نیرنبرگ پہلے آگ لگاتا تو ہم شہر کو حلا دیتے۔

جنگ بلغور شکستے بعد اس یقینہ فرانسیسی فوج کا جو پہا ہو گئی طلحہ جو زیر کمان جنرل بوگی تھی جنرل مانتیل نے ایک بڑی تعداد فوج پریشیا کے ساتھ تعاقب کیا اور اس فوج کے پریشیا کی فوج کے ساتھ ۱۸۰۳ اور ۱۸۰۴ء میں جنوری اور یکم فروری کو کئی محاصرے کے ہوئے جس سے بعض محاصرے سخت بھی ہوئے اور خاص طور پر محاصرہ کربت سخت تھا جو قصبہ کاکوز کے پاس ہوا اور یہ قصبہ فرانس کے شہر پونٹ اریل اور سوٹز لینڈ کی سرحد کے مجھیں واقع ہے اور یہاں پریشیا کی فوج نے حملہ کر کے فرانس کی تمام فوج کو سرحد کے پہاڑوں میں بھاگ دیا اور آخر کار فرانسیسی فوج کو شکست ہوئی۔ پریشیا کی فوج نے دو جھڑپے تینس توپیں اور ۱۹۰۰ گولہ باریز۔ دو جنرل اور ہندہ ہزار سپاہی ہتھیائے۔ اور علاوہ اس کے کئی سو فوجی اور سبکی گاڑیاں اور بے شمار سامان جنگ فوج پریشیا کے ہاتھ لگا کر فوج مانتیل میں اور مجروحین میں قریب چھ سو کے ضایع ہوئے۔ جنرل مانتیل نے فرانس کی فوج کو دو سو سو گولہ باریز کے پہاڑوں پر اس قصبہ پایا اور گھیر لیا اور فرانس کی فوج کو دو ہاتھوں پر مجبور کیا کہ یا تو وہ اپنے تئیں ہر کر دے اور یا علاقہ سوٹز لینڈ تینس چلی جاوے۔ فرانسیسی جنرلوں نے اس منصوبہ سے بچنے کے لئے دارلینڈ کی فوجیں فرانس میں کی اور مدد بخش آن کی پٹی کو فرانسیسی علاقہ میں اس فوج کو آگے لے دیا جاوے۔ مگر شاہ پریشیا نے یہ بات نہ مانی۔ اس پر فرانسیسی فوج جسکی تعداد ۸۰۰۰۰ ہزار تھی سوٹز لینڈ کے علاقہ میں داخل ہو گئی اور اپنے تئیں کوئی سپرد کرنے سے بچا لیا۔

جنرل گریرالڈی کو جنوری کے اختتام پر اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں پریشیا کی فوج اسکو یہاں گھیرنے لے اٹھے وہ نہایت جلدی سے پہا ہو گیا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد یکم فروری کو فوج پریشیا نے ڈیوچن پر قبضہ کر لیا۔

فصل ہفتم

پیرس کی سپردگی۔ صلے کے لئے ملت جنگ

فرانسیسوں نے متحدہ ان ملک اور باہتقلال کو دشمنین اس بارہ میں کہیں کہ فوج جنینی کو ملک فرانس سے باہر نکال کر ان کے ملک میں آن کو وہاں بھاگ دیا جاوے یہ سب کانٹیں بے کار گئیں۔ اور انہیں کی فوجی شہرت اور اسکا جنگی دہبہ واقعہ کچھ عرصہ کے لئے کم ہو گیا۔ تو تاریخ اس بات کی شاہدیں کہ فرانسیسی قوم نہایت سابق میں بھی بڑے بڑے تغیر اور انقلابات بروہت کر چکی ہے۔ لیکن اس زمانہ سے کہ جب

ایڈورڈ بلیک پرنس نے فرانس کی بے شمار فوج کو شکست فاش دی تھی تب سے فرہادی قوم نے ایسا سخت
تغیر اور انقلاب بروہت نہیں کیا تھا جیسا کہ انیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں یعنی ۱۸۷۰ء کے
شرع میں اس نے بروہت کیا میدان کارزار میں فرانس کے ہر ایک لشکر کو شکست ہو گئی ہے اور
ایسے حالات میں دارالخلافت کو فتح ہو جانے میں ایک ایسی بات وابستہ ہے کہ جسکو معمولی شکست نہیں سمجھا
جاسکتا۔ اور اس خیال کو وسیع کرنے سے صاف اور صریح طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ بات یا شکست
عملی عقل کے مباحث ہے یا نہیں کہ فرانس کی عزت قائم رکھنے کے لئے یا اس کے فائدے کیلئے آیا یہ جنگ
قائم اور جاری رکھی جاوے؟ ایسے حالات میں ایگمبٹیا کی مزاج کا آدمی چاہے کچھ ہی خیال کرے یا عمل
کرے۔ لیکن ایم جولیٹ فادر۔ جنرل ٹروچ اور دیگر اعتدال پسند مہران عارضی گورنمنٹ فرانس کے رویہ سے
یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایک ایسی تجویز کو منظور کر سکیں جو ملک فرانس کو اب زیادہ عرصہ تک ایک
غیر مفید جنگ میں اور زیادہ مبتلا رکھے جس میں فتح نہی کی بالکل امید نہ ہو۔ اسلئے پیرس کا فتح ہو جانا یا مطیع ہو جانے
کا زمانہ جنگ نہاں ایک ایسا زمانہ ہوا ہے جس میں بہت بڑی بحث ہوئی تھی کہ آیا جنگ جاری رکھا جائے
یا صلح کر لی جاوے۔ اس سوال کا فیصلہ بالکل ملک فرانس ہی کر سکتا تھا کیونکہ فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس
نے تو یہ قرار دیا کہ کیا تھا کہ جب تک حملہ آور زمین فرانس پر موجود ہے ہم صلح نہیں کرتے اور اس لئے اب
بجائے نیشنل ڈیفنس کی گورنمنٹ کی نیشنل اسمبلی (دومی مجلس حکمران) کا منتخب کیا جانا ضروری ہوا اور نہ صلح ہو
نا ممکن تھی چونکہ پہلی حالت میں نہ تو حملہ آوروں کا فرانس سے ٹھکانا تصور ہو سکتا تھا اور اس لئے صلح کا ہونا قیاس
نہیں کیا جاسکتا تھا اسلئے نیشنل اسمبلی کے انتخاب کی ضرورت ہوئی اور ملک فرانس سے اسی سوال کا جواب پوچھا
گیا کہ کیا اب جنگ کو ختم کر دیا جاوے؟ لیکن اب ظاہر سوال یہ بھی اٹھا تھا کہ اب فرانس میں کونسی قسم کی گورنمنٹ
قائم کی جاوے؟ لیکن یہ بات تو صاف ظاہر ہو گئی تھی کہ فرانس میں اب چاہے کسی قسم کی گورنمنٹ منتخب
ہو وہ اب ہر کارروائی قوم کی مرضی کے موافق کرے گی۔ اور چونکہ قوم فرانس کو اب یہ ایسا موقع مل گیا تھا کہ سب
ملک فرانس کے خیالات ظاہر ہو گئے اسلئے جس قسم کی گورنمنٹ قائم ہوئی وہ ان خیالات ملک کو لائق رہا
فوت۔ ۱۔ ایڈورڈ بلیک پرنس سپر شاہ انگلینڈ بنے ایڈورڈ سوم کا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ باب کے صحن جات
میں یہ فوت ہو گیا۔ بڑا بہادر و جہاد پسند تھا۔ کروی کی لڑائی میں مسیحیوں میں فرانس کی بے شمار فوج کو بڑی بہادری سے
شکست دی۔ از مرجم۔

ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ اب کسی قسم کی گورنٹ بغیر کل ملک فرانس کے منظور ہی لئے۔ ایک بڑا قطعہ ملک دے کر صلح نہیں کر سکتے تھے اسی طرح سے اب چاہے کسی قسم کی گورنٹ ہوتی بغیر اس کی مرضی کے جنگ بھی جاری نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس طرح سے باشندگان فرانس کو اب یہ موقع بہتات کے فیصلہ کرنے کا ملا تھا۔ کہ اب وہ کس قسم کی گورنٹ کو ملک میں جاری کرنا پسند کرتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ اس مفید سوال کا اُن کو فیصلہ کرنا باقی تھا کہ آیا صلح کر لی جاوے یا جنگ جاری رہے دیا جاوے۔

قلعہات پیرس کی سپردگی کی بابت خاص خاص شرطیں حسب ذیل تھیں:-
صلح برائے مصلحت جنگ پیرس میں فوراً عمل پذیر ہوگی۔ اور دیگر اضلاع میں تین دن کے بعد سے۔ اور ۱۴ فرسہ دوری کی دو پہر کو یہ عارضی صلح ختم ہو جاوے گی۔

حد بندی عارضی کا یہ فیصلہ ہوا کہ اضلاع ساونہی۔ انڈری۔ لوار۔ لوئی۔ چیر۔ لوریڈونی اور ان کے علاوہ جتنے اضلاع شمال مغرب میں ہیں سوائے اضلاع پس ڈی کلاش اور نوڈ کے یہ سب جرمنی قبضہ میں رہیں گے۔

اس عارضی صلح کا فیصلہ دوبارہ اضلاع کوٹ ڈی اور ڈوبس۔ جورا۔ اور بلفورٹ محفوظ رکھا گیا تاکہ جب تک کہ فرانس کے اُس حصے میں فوجی کارروائی جاری رہے گی اور جس کارروائی میں بلفورٹ کا محاصرہ بھی شامل ہے۔ فوج بحری بھی اس مصلحت جنگ سے مستفید ہوگی۔ میدان راکٹر، جاسٹیکے اور ملل خنیت واپس دیا جاوے گا۔

تمام قلعہات ہر جرمنی قبضہ کر دیا جاوے گا اور تمام سامان جنگ جرمنی فوج کو دے دیا جاوے گا ان امور کے عملداری کے لئے فوراً کارروائی شروع کیجاوے گی۔

ریلوے جات آئرن پیرس اور آئرنز اور انکون۔ یہ سب ریلوے فرانسیسوں کے استعمال کے لئے کشادہ رہیں گے تاکہ پیرس میں غذا اور سامان وغیرہ کا ذخیرہ کر لیا جاوے اور دریا سین اور مارنی اور جنوب اور مغرب کی کشتیوں بھی اسی غرض کے لئے فرانسیسوں کے لئے کشادہ رہیں گی۔

نیشنل اسمبلی (قومی مجلس حکومت) کے انتخاب کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے کی کارروائی شروع

کی جاوے گی کیونکہ نیشنل اسمبلی صلح کرنے یا جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کرے گی۔ شہر روڈو مقرر کیا جاتا ہے
دونان نیشنل اسمبلی کا جلسہ عقد ہوگا۔

پیرس کے تمام قلعہات جرمنی فوج کو فوراً سپرد کر دیئے جاویں گے۔ ۱۔ اور پیرس کے خاص قلعہ
میں سے فوج اوجھٹیا کر سب نکال کر اسکا خالی کر دیا جاوے گا۔

تمام فوج برسی اور بحری اور ہوائی گاڑوں موجودہ پیرس اسپران جنگ میں سوائے بارہ ہزار
فوج کے جو عام انتظام کے لئے قائم رکھی جاوے گی۔ یہ اسپران جنگ اس عارضی صلح کے دوران
میں پیرس کی فیصل کے اندر ہی اندر رہیں گے۔ اور ان کے ہتھیار لے لئے جاویں گے۔ فوج نیشنل
گاڑوں اور فوج پولیس اپنے ہتھیار پرانے انتظام اور حفاظت عائد اپنے پاس رکھے گی اور فرنگس
یشر کی تمام فوجیں توڑ دی جاویں گی۔ جرمنی فوج کے جہاں تک ہتھیار ہیں ہوگا۔ فرانسیسی محکمہ
کسٹمرٹ کو اس بارہ میں سہولت اور آسانی سے مدد دے گی کہ پیرس میں غلہ وغیرہ پھر جمع کر دیا
جاوے گا، اور اگر کوئی شخص پیرس سے جانا چاہے گا تو فرانسیسی محکمہ کی اجازت کے ساتھ یہ بھی کرے
ہوگا کہ جرمنی افسران کی بھی اجازت حاصل کی جاوے۔ جرمنی فوج کے پھج کے لئے شہر پیرس سے
ہندو دن کے اندر اندر میں کرہ فرانک چندہ کر کے جرمنی افسران کو دئے جاویں اور فرانک سلک
فرانس کا ایک سلک چاندی کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے سلک سے اگر اس کی قیمت کا موازنہ کیا جاوے
جو ہمیشہ جو پھنچ تباہ و لکھنا پڑتا رہتا ہے تو، سبجل ایک فرانک ہندوستان کے بارہ آنے کے برابر
ہوتا ہے۔ (انتہرجم)

اس عارضی صلح کے دوران میں فرانس کی سرکاری جاٹا و کا انتقال نہ ہو سکے گا۔ جرمنی اسپران
جنگ بعض بے شمار فرانسیسی اسپران جنگ کے رہا ہونگے یعنی جانیں اسپران جنگ کو رہا کر دیں گے
اور اسی طرح سے ہر دو جانب کے جہازوں کے کہتاں اور دیگر عام آدمی جو اسپران جنگ میں یہ سب ہتھیار
دیئے جاویں گے۔

پیرس کی سپردگی کے شرائط یہ ۲۸۔ جنوری کی سہ پہر کو فریقین کے دستخط ہوئے
اور جرمنی کی فوج نے ۲۹۔ جنوری کی صبح کو قلعہات پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ مونٹ ویلیمرین پر
جرمنی کی فوج نے ۲۸۔ جنوری کی شام ہی کو قبضہ کر لیا۔ ان قلعہات میں جرمنی فوج اپنی بدلی ہمدی توپیں

نوائے گئی چونکہ پیرس کا خاص قلعہ بڑا محکم تھا اور اس میں بڑی بڑی توپیں اور فوج عظیم تھی اور پیرس کی جدت پسند اور دستوں المزاج آبادی پر ان فاختان کو کئی قسم کا ہر دوسرے نہیں ہو سکتا تھا تاہم قییک تاہم شہر پیرس کے ہتھیارے لئے جاویں۔ جرمنی کی ایک بڑی مضبوط فوج پیدل اور توپخانہ پیرس کے اندر گیا۔ تاکہ بد وقت ضرورت آن جرمنی جاعتوں کی مدد کرے جو باشندگان اور اور فوج پیرس کے ہتھیار لینے پر مقرر ہوئی تھیں۔ اس فرانسیسی سیدانی توپخانہ پر جو خاص قلعہ پیرس اور دیگر قلعہات کے درمیان میدان میں مقیم تھا ۷۵۔ جنوری کی صبح کو جرمنی فوج نے قبضہ کر لیا۔ اسی صبح کو قلعہات آویڑی اور بشری پر پشلیشین فوج قابض ہو گئی۔ قلعہات رومن ویلی۔ نوئری۔ روزنی اور نوخت پر ۱۲۔ ایک کیسی کور نے قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ چارن میں فوج اول لوٹیا کورزیمیم ہو گئی اور ۱۰۔ پوٹریا کورز قلعہات مونسروگ اور ونس میں مقیم ہو گئی۔

پیرس میں جب قلعہ فوج اسیر ہو گیا ہوئی اس کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی اور قلعہ کی پندرہ سو توپیں جرمنی فوج نے گرفتار کیں اور چار سو میدان توپیں اور شہر طیاروں کے ہاتھ آئیں۔ دریائے سین میں جس فوج جنگی کشتیاں اور انجن وغیرہ تھے ان کی فاختان فرانس لینے جرمنی فوج نے اپنے ہتھمال کے لئے مقرر کئے۔

۷۶۔ جنوری کی سہ پہر کو تین بجے کے قریب ۴۷۔ جرمنی رجنٹ نے قلعہ مونٹ ویلیمرین پر قبضہ کر لیا۔ اور فرانسیسی فوج نے دوپہر سے پہلے پہلے اس قلعہ کو خالی کر دیا تھا۔ ماہ فروری میں ملک فرانس کے ہر قصبہ اور شہر میں نیشنل اسمبلی کے انتخاب کے لئے جلسے ہونے شروع ہو گئے کیونکہ جنگ کے جاری رکھنے یا صلح کر لینے کا فیصلہ نیشنل اسمبلی پر منحصر تھا گیا تھا۔ اس بارہ میں مسکری طور سے بھی جلسے ہونے لگے اور ان میں مختلف لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کی موافق نظم و کلام زبان کا استعمال کیا۔

۱۷۔ فروری کو فرانس کی گورنمنٹ آف ڈیفنس نے اپنے خیالات سے استعفا دیا تاکہ ملکی خیرات اب نیشنل اسمبلی کی تفویض میں چلے جاویں۔ جبکہ انتخاب کے لئے اب ہر قصبہ اور شہر کے جانب سے قائم مقام جمع ہو گئے تھے۔ ایم جوشس فادر اور دیگر وزیران مقرر کی نیشنل اسمبلی لینے صیغہ جات کے کام کی نگرانی کے لئے بدستور مامور رہے۔

۱۸۔ فردری کوپرس نے اپنا خیمہ جنگ ادا کروایا۔ دس کروڑ فرانک تو فرانس ہی ملک کے نوٹوں میں ادا کیئے گئے اور وہ کروڑ بذریعہ تبادلہ ہینڈوی کے برلن میں ادا کئے گئے اور وہ کروڑ بذریعہ ہینڈوی تبادلہ لندن میں ادا کر دیئے گئے۔

۱۵۔ فردری کوپرس فادر نے کوٹ بسمارک سے دوبارہ توسیع یہ عہد اس صلح عارضی کی ملاقات کی۔ چونکہ عوام فرانس جنوب میں جنگی تیاریاں شل جنگ کرنے کے کر رہے تھے اور شلہاء کے لئے رنکروٹوں کو بھرتی کر رہے تھے۔ اس لئے تاویافت ہونے حالات جنوب کے فوج لوگوں کے۔ یہ عارضی صلح پانچ دن کے لئے اور بڑھادی گئی یعنی نہ فرانس وری تک کر دی گئی۔ ۱۷۔ فردری کوپرس شلہا پہلی منتخب شدہ اجلاس ہوا اور شلہا پہلی نے اپنی جانب سے ایم تھیرز کو حکومت عالمانہ ملک فرانس کا افسر مقرر کیا۔

۱۹۔ کوپرس شلہا پہلی کے اجلاس میں ایم تھیرز موجود تھا اور اس نے یہ اسپیج دی کہ آپ نے جو کام میرے ذمے مقرر کیا ہے گودہ ایک بڑا سخت کام ہے مگر آپ کے حکم کے موافق نہایت اطاعت اور محبت سے میں اس کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور گو فرانس پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ اسے زمانہ سابق میں اس پر کبھی بھی نہ پڑی تھی تاہم ملک فرانس بہت وسیع ہے اور دولت مند ہے اور اس ملک میں دولت کے سینکڑوں وسائل موجود ہیں۔ امید ہے کہ اب یہ اور ترقی کر کے ہندہ ہمیشہ کے لئے انسانی نہت اور جرات کا ایک یادگار ہو جاوے گا۔ میں نے جو وزارت منتخب کی ہے وہ عام لوگوں کی رائے کے موافق کی ہے اور ان پر ایسے لوگ مقرر کئے گئے ہیں جن کا اخلاق اور لیاقتیں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں اور وہ وزارت حسب ذیل ہے۔

ایم ڈیفرین کو وزیر عدالت مقرر کیا ہے اور ایم جولیس فادر کو وزیر خارجہ۔ ایم پکارڈو وزیر داخلہ ایم جولیس سیمون وزیر تعلیم ایم لیم بچٹ وزیر تجارت۔ جنرل لفلو وزیر جنگ۔ امیر البحر پوتھوان وزیر بحریہ ایم ڈی لاسی وزیر تعمیرات۔ یہ دنیا مقرر کئے گئے ہیں میں نے کوئی خاص صیغہ اپنی خاص نگرانی میں نہیں رکھا ہے اس لئے تاکہ کسی ملک کے صیغہ میں پوری پوری بددے سکوں۔ ۲۱۔ فردری کوپرس بلفورڈ نے بھی اپنے تئیں جرمنی فوج کو سپرد کر دیا۔ اور اس صلح میں

جو بارہ ہزار فوج تھی اُس کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔
 علاوہ ازیں پریشی والوں نے اضلاع کو ٹی ڈی اور اورجور پر قبضہ کر لیا اور وہاں کی بھی تمام فوج کو اپنی
 ہتھیار اور قلعہ سے سرکاری کاغذات لیجانے کی اجازت دے دی۔ جرمنی فوج نے ضلع ڈولین بھی
 قبضہ کر لیا سوائے اُس علاقہ کے جو شہر لونس لی سولینٹر کے جنوب میں ہے۔ چونکہ جرمنی میڈیکل
 سے یہ باتیں آگئی تھیں کہ صلح کے عہد و بیان ہونے سے پہلے پہلے قلعہ بلورٹ کو فتح کر لیا
 جاوے اس لئے اس حکم کی تعمیل بہت سختی سے جاری کر کے کی گئی قلعہ بلورٹ ایک ایسی
 جگہ بنا ہوا ہے کہ وہاں سے پیرس کو جو راستہ جانا ہے وہ تو گویا محفوظ ہے۔ مگر اس قلعہ پر
 قبضہ ہو جانے سے شہر لائیں اور اسٹراس برگ پر عہدہ طور سے قبضہ ہو سکتا ہے اور سرب جرمنی پر
 جو تمام قلعہ جات بنے ہوئے ہیں وہ سب گویا اُس کی زد میں ہیں۔ غرض کہ قلعہ ایسا ہے کہ اگر
 تھوڑی سی فوج اُس میں مقیم ہو جاوے تب بھی اُس کا فتح ہونا ناممکن ہے چنانچہ اس کی سپہرگی
 سے دو دن پہلے فرنیسیوں نے قلعہ سے جرمنی فوج پر اس قدر گولہ باری کی کہ مجبوراً جرمنی
 فوج کے کمانڈر کو ہمت جنگ کے لئے وجود است کرنی پڑی تاکہ اپنے کٹنگان کو وہ دفع کر سکے
 یہ اول درجہ کا قلعہ ہے اور صرف فائدہ کشی کی دھڑ سے اس نے اپنے نہیں سپرد کر دیا۔
 ۱۷ فروری کو ایم تھیرزہ اسٹینر کو گینا کو کونٹ بسارک سے صلح کی گفتگو کرے۔
 چونکہ کونٹ بسارک کو اندر منبارہ شام ہر شیا سے مشورہ کرنا ضروری تھا اس لئے عارضی صلح
 کی مباحثہ میں دو دن کا اور اضافہ کر دیا گیا یعنی عارضی صلح کی مباحثہ ۲۶ فروری تک
 کر دی گئی۔

فصل شہریم

صلح کا ابتدائی عہد نامہ۔ پیرس میں حالت جوش۔ اختتام

ہر شخص اب اس بات کا یقین کرتا تھا کہ فرانس کو اپنے فاتحان کو تاوان جنگ کی ایک
 بڑی کٹبہ التعداد رقم دینی پڑے گی۔ اور اس بات سے بھی شاید چند ہی شخص منکر ہونگے کہ زمانہ
 شہنشاہی میں فرانس نے اول خود ہی جنگ لگ اٹھایا تھا اور جب کہ سلطنت کی جگہ ایک جمہوری

خام ہوئی تو جس نے اس بات پر اصرار کیا کہ فرانس کا کچھ بھی دشمن کو نہ دیا جادے۔ اس لئے فاتحانہ
 نے جو بہت ہی زیادہ مطالبے کچھ ٹھک لینے اور تاوان کے لئے کئے تو یہ مطالبے فرہنگی مقام
 کی مدد سے رد ہو چکے تھے ہلے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ علاوہ ان کوٹ ہمارا کہ اس بات
 سے خوب آگاہ تھا کہ فرانس اس شکست فاش سے ہمیشہ جرنی کجا نبھے اپنے دل میں خاک کھاتا
 رہے گا اور اس کے پر جوش باشندگان کے بعض جنس جگہ فرقوں کی ترغیب سے جب کبھی اس کو
 موقع ملے گا وہ اپنی اس شکست کا وہ ہڈ پٹا نے بغیر باز نہ آدے گا اس لئے کوٹ ہمارا کہ اس نے یہ
 ارادہ کیا کہ اس قدر سخت مطالبات کئے جاویں کہ جس کے صدر سے وہ برسوں نہ ابھر سکے۔
 اور چونکہ کل قوم سپر صلیح کی خواہشمند ہے اس لئے فرانس اس وقت سخت سے سخت مطالبہ
 بھی منظور کر لے گا۔

صلح کا ابتدائی عہد نامہ

نیشنل اسمبلی ۸۸ فروری کو پچھلے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تمام ممبران پر حالت سکوت
 طاری تھی۔ سانس کی آواز بھی نہیں آتی تھی کہ اتنے میں ایم تھیٹر رکھڑا ہوا فصلا ذیل اقترا
 ادا کی۔

”ہم نے بڑی تکلیف وہ امر کو منظور کر لیا ہے اور قبل اس کے اس کے دفع کرنے کے ہم
 تمام ترقہ کو کششیں کر چکے تھے جو امکان میں تھیں مگر وہ دفع نہ ہو سکا۔ اب ہم بڑے اخوس کیساتھ
 آپ کی منظوری کے لئے ایک مسودہ پیش کرتے ہیں اور اتماس ہے کہ اس کو نہایت جلد منظور
 کر لیا جادے اور وہ بل (مسودہ) حسب ذیل ہے:“

نیشنل اسمبلی۔ ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو کر صلح کا وہ ابتدائی عہد نامہ منظور کرتی ہے کہ سپر شہر واسلینر
 میں ۲۶ فروری کو دستخط ہو گئے ہیں۔

انہاں ہٹھکرایم تھیٹر کا اس قدر جوش رقت ہوا کہ اس سے زیادہ مسودہ نہ پڑھا گیا اور اسی جوش
 میں اجلاس کے کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ جب جوش کم ہو تب آوے۔ اسپر ایم باقیلیلی سینٹ الیر نے
 تب ابتدائی عہد نامہ صلح کی شرطیں پڑھنی شروع کیں۔

اول۔ فرانس اپنے مفصل ذیل حقوق بحی سلطنت جرمنی چھوڑنا ہے۔

صوبہ لویرن کا پانچواں حصہ۔ معہ شہر شرا اور تھین دیلی کے اور نیز اضلاع آلساس اور بلغورٹ۔

دوم۔ فرانس سلطنت جرمنی کو بطور خیر جنگ کے پانچ بلیار ڈفرانک یعنی بیس کروڑ

پونڈ (تین ارب بیس کروڑ روپے)۔ (انترجم) اور اگرے گا جن میں سے ایک بلیار ڈفرانک ۶

میں ادا کیا جاوے گا اور باقی چار بلیار ڈفرانک اقساط کے تین سال کے اندر ادا کر دئے

جاویں گے۔

سوم۔ جبکہ یہ عہد نامہ صلیع منظور ہو جاوے گا فوج جرمنی علاقہ فرانس کو فوراً خالی کرنا شروع

کر دے گی اور اسی وقت پیرس اور جنرہی اضلاع سے بھی جرمنی فوج روانہ ہوگی۔ دیگر اضلاع

کا خالی کرنا اُس وقت بتدریج شروع ہوگا جبکہ اول بلیار ڈفرانک قسط ادا کر دی جاوے گی اور سب اضلاع

فرانس اسی تناسب سے خالی کئے جاوینگے کہ جس طرح سے بقیہ چار اقساط ادا ہونگی۔ اس عہد نامہ

کے منظور ہو جانے کی تاریخ سے جس قدر روپیہ اقساط کا باقی رہے گا اس پر بحساب پانچ فی صدی سالانہ

کے سود لیا جاوے گا۔

ہمام۔ جرمنی فوج جن اضلاع میں مقیم رہے گی وہاں سے وہ محصول وغیرہ کچھ وصول نہ کریگی لیکن

فرانس کو اس فوج کا ماہوار خرچ ادا کرنا پڑے گا۔

چہم۔ جو اضلاع کہ سلطنت جرمن کو دئے گئے ہیں ان کے باشندوں کو اس امر کے پسند کرنے

کیلئے ہدایت دیجاوے گی کہ قوم فرانس یا قوم جرمن جس کی راہ و رسم و ولج و قومیت انہیں

پسند ہو وہ اختیار کر لیں۔ اور چاہیں جہاں سکونت کر لیں۔

ششم۔ اسیران جنگ فوراً چھوڑے جاوینگے۔

ہفتم۔ اس عہد نامہ کے منظور ہو جانے کے بعد شہر سلسن میں آخری عہد نامہ صلیع کیلئے

کارروائی شروع کیجاوے گی۔

ہشتم۔ جن اضلاع میں جرمنی فوج مقیم رہے گی ان کا انتظام فرانسیسی حکام کریں گے لیکن ان پر

جرمنی فوج کے افسران کی نگرانی رہے گی۔

نہم۔ جرمنی فوج کا جن اضلاع پر قبضہ نہیں ہے ان پر اس عہد نامہ کی رو سے جرمنیوں کو کوئی

حق نہیں دیا جاتا ہے۔

دہم۔ فرانس کی نیشنل اسمبلی اس عہد نامہ صلح کو منظور کرے گی۔



پیرس کے باشندوں میں بڑا جوش تھا۔ اسلئے ایم تھیئر زاور ایم بیکارڈ نے ۲۸۔ فروری کو حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

”اے باشندگان پیرس“

گوٹنٹ تم کو تہا ری حب الوطنی اور عقلمندی یاد دلا کر تم سے درخواست کرتی ہے کہ تم کسی قسم کا جوش وغیرہ ظاہر نہ کرو۔ پیرس کی قسمت تمہارے ہاتھ ہے اگر تم نے ذرا بھی جوش ظاہر کیا تو دشمن تمام شہر کو تباہ کر دے گا۔ اور ملک فرانس کی حفاظت اور بربادی کا انحصار تمہارے رویہ پر ہے۔ ایک بڑی بہادرانہ مداخلت کے بعد فائقہ کشی نے ہمیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ ہم نے فاتح دشمن کو فتحات پیرس سپر دکر دیئے۔ جو فتح کہ ہماری مدد کو آسکتی تھی وہ دریا سے لوار تک پہنچی طرف منتشر کر دی گئی ہے اور انہیں امور کی وجہ سے گوٹنٹ اور نیشنل اسمبلی کو صلح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس عرصہ چھ دن ہم نے خود ہمارے صلح کے ایسے شرائط لکھوائے ہیں کہ جہاں تک ہمارے اختیار میں آسان شرائط صلح لکھا نا تھا اور اب ہم نے ابتدائی صلح نامہ پر دستخط کر لئے ہیں اور وہ اب برائے منظور نیشنل اسمبلی میں پیش کیا جاوے گا۔ اگر ہم صلح مہلت جنگ کی میعاد نہ بڑھواتے تو اب جبکہ یہ عہد نامہ صلح ابتدائی ہو رہا تھا اسوقت لڑائی جاری ہوتی اور بے فائدہ فوج کا خون بہتا ہوتا۔ یہ سب مہلت اس شرط پر زیادہ کی گئی ہے کہ جو تھائی شہر پیرس پر چڑھنی کا عارضی قبضہ کر دیا جائے اور اگر تم لوگ یہ بات منظور نہ کرو گے تو یہ صلح کا عہد نامہ ٹوٹ جاوے گا اور دشمن جو کہ اب قلعجات پیرس پر قابض ہے تمام پیرس پر زبردستی قبضہ کر لے گا۔ عوام کی جان واد اور مکانات اور صنعت و حرفت کے کارخانے آج تو یہ سب محفوظ ہیں اور اگر ابتدائی عہد نامہ صلح توڑا لا گیا تو تمام فرانس پر مصیبت نازل ہو جاوے گی۔ اور جنگ کے خوفناک نتائج جو ابھی تک دریا سے لوار تک آگے نہیں بڑھے ہیں پھر کہ وہ

پہنیز تک پہنچ جا دیں گے (پہنیز ایک سلسلہ کوہ ہے جو ملک فرانس کے انتہائے جنوب و مغرب میں فرانس اور اسپین کے درمیان حد فاصل ہے۔ اتر-مغرب) اور یہ بات نہایت صحیح ہے کہ پیرس کی حفاظت میں کل ملک فرانس کی حفاظت شامل ہے۔ ان لوگوں کی نقل و حرکت کرو کہ جنہوں نے ۱۰ ماہ گزرنے میں جنگ کو شروع کر دیا تھا اور اس کے ملک نتیجہ پر خیال نہ کیا تھا فریسی فوج جس نے پیرس کو اتنی بہادری سے بچائے رکھا وہ دریائے سین کے بائیں کنارے پر مقیم ہو کے انتظام کو قائم رکھے گی اور فوجیشنل گارڈس باقی شہر پیرس میں انتظام قائم رکھے گی۔ اور نیز معزز باشندگان شہر سے بھی یہی امید ہے کہ وہ بھی انتظام کے قیام میں مدد دینگے اور یہ خراب حالت صلح کے ہو جانے سے رفع ہو جاوے گی اور عوام کی فلاح البالی حاصل ہوگی۔

محکم باج کو شہنشاہ جرمنی نے ۶-۱۱ کو ز فوج پریشیا اور پہلی کورزوریا کی فوج کے قبضہ ہو کر وہ میں قواعد کیگی اور ان افواج کا معاہدہ ہمیشہ لشکر جریمان جنرل کیبیک کی تھائی دن صبح کو پیرس میں داخل ہوا۔ سات بجے کے قریب پریشیا کی فوج کی کئی بلٹین پیرس میں داخل ہوئیں اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب محفل پیرس ڈی انڈسٹری پر قابض ہوئیں ان میں سے چند دستے فوج کے محل ڈی لاکھنورڈ میں قواعد کرنے کے لئے اور ان کے دواں پہنچنے پر چند باشندے دواں موجود تھے۔ لیکن کسی قسم کا آواز یا خبر اس فوج پر نہیں بھیجا گیا۔ ایک فوج محلہ پونٹ ڈی جورن سے محل بورن تک پائے سین کے واسطے کنارے مقیم ہو گئی اور فرانس کی فوجیشنل گارڈس کسی شخص کو جو روری پہنچے ہوتا تھا اور ہر سے نہیں جانتے تھی۔ انتظام کے لئے کچھ فریسی فوج گھوڑوں پر چڑھی ہوئی شہر میں پھیر رہی تھی۔ فوجیشنل گارڈس چپ چاپ شہر کے انتظام میں مصروف تھی۔ دوپہر کے قریب پریشیا اور بوریا کی اصل فوج پیرس میں داخل ہوئی اور جب گارڈس کے قیام کے لئے مقرر کی گئی تھی وہاں مقیم ہو گئی۔ اور اس فوج کے ہندمان لینے اور جنرل محل ایسڈی میں مقیم

ہوئے۔ پیرس میں تمام دوکانیں بند ہو گئیں اور تمام گھروں کی کھڑکیاں بند کر لی گئیں۔

۵۔ باج کو ابتدائی عہد نامہ صلح پر تھورڈوین دستخط ہو گئے۔ اور ایم جویس فاوور نے کونٹ ہمارک کو یہ طالع دی کہ تھورڈوین شینل سمبلی نے پانچ چھاپیس دو ٹول سے بمقابلہ ایک سو سات دوٹ کے۔ ابتدائی عہد نامہ صلح منظور کر لیا ہے کونٹ ہمارک نے جواب دیا کہ اب میں نفت لہا لے عہد نامہ کے پر لے پرتیار ہوں کیونکہ شہنشاہ جرمنی نے بھی اس پر دستخط کر دئے ہیں۔ چنانچہ طرفین سے یہی عمل درآمد ہو گیا۔

۶۔ باج کو جس جرمنی اور بویریا کی فوج نے پیرس کو خالی کرنا شروع کر دیا جس کے آٹھ سو فوج روانہ ہونا شروع ہوئی اور گیارہ سو بجے تک اس فوج سے پیرس بالکل خالی ہو گیا۔ یہ فوج نہایت سکوت اور خاموشی سے پیرس سے روانہ ہوئی اور وہاں کوئی شخص تماشاً دیکھنے کو جمع نہ تھا۔

۷۔ باج کو شہنشاہ جرمنی نے اس جگہ پر کہ جہاں شروع محاصرہ پیرس کے زمانہ سے اس وقت کی ہو گئی ہے کہ اس کا تذکرہ اب تواریخوں میں ہوا کرے گا۔ تمام فوج جرمنی کی آخری قواعد بھی۔ اس وقت بارہ بج چکے تھے شہنشاہ معدولیسر اور معدہ بہت سے گریڈ ڈیوٹ اور شاہزادگان۔ اور ڈیوٹ کان اور جنرل لان اور کرنیلان اور معدہ ان کے اردلیوں کے اپنے ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہو کر اس جگہ اس جھنڈے کے نیچے وارد ہوئے کہ جو اس قواعد کی جگہ ہوا میں اڑ رہا تھا اور قریب میں سینڈ باجوں کے پرشیا فائٹل انیسیم (دومی گیسٹ) بج رہے تھے۔ شہنشاہ کو دیکھ کر اس میدان میں جس میں جرمنی فوج کی جڑیں تھیں انہوں نے نہایت زور سے نعرہ مارے خوشی لگائے جبکہ شہنشاہ معدہ اپنے کل جلو کس اس فوج میں سے گزرے اور بطور قبول کرنے نعرہ مارے خوشی کے شہنشاہ جرمنی اکثر اپنی ٹوپی اتار کر کے اوپر اٹھا لیتے تھے۔

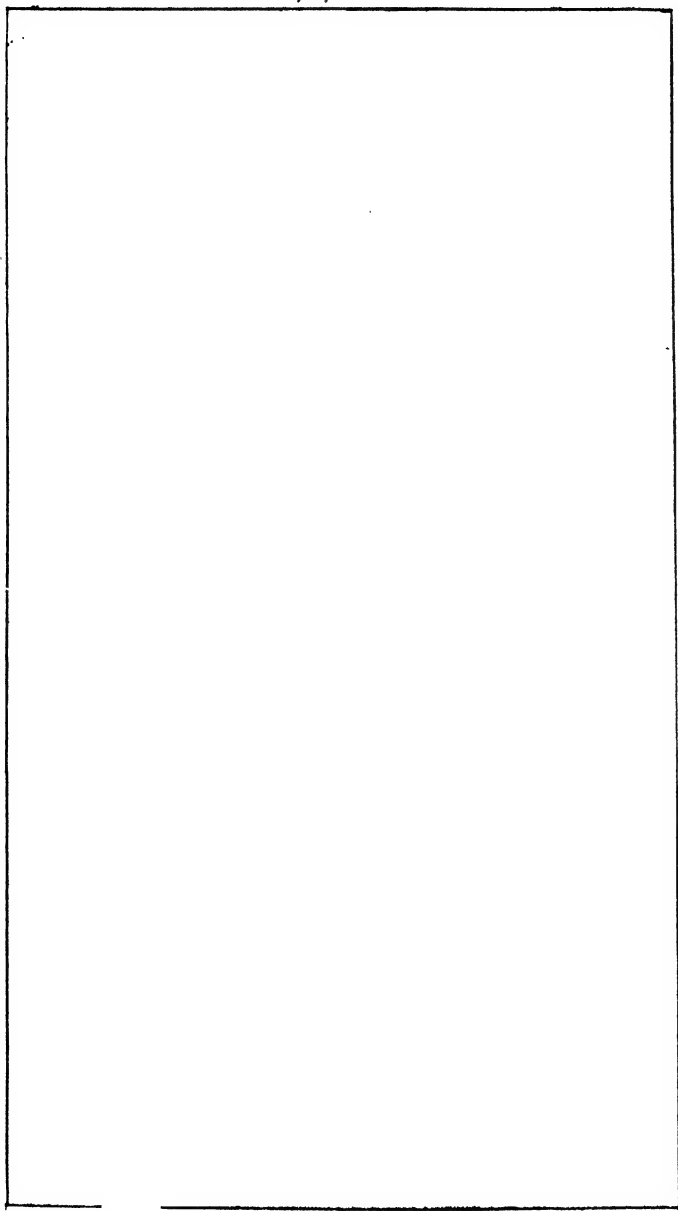
۸۔ باج کو جس جرمنی فوج نے شہر واصلینر اور پیرس کے گرد گرد کے مقامات کو چھپوہ

تالپن تھی خالی کرنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ اور ولیم چہارم شہزادگان۔ گرنڈ ڈیوک کان۔ جنرل ان اور کرنیلان اور خاتج فوج کے ہر رتبہ کے آدمی اپنے وطن کے جانب روانہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر فوج عظیم کے روانہ ہونے میں کئی دنوں کا کام ہوتا ہے۔ اسلئے روانہ ہوتے ہوئے ۱۳ مارچ کو جرمنی کی کل فوج کے سرفرد بشر کا متہ اپنے وطن کی جانب تھا یعنی وطن کو جا رہے تھے۔

اس طرح یہ بربادی بخش اور جنگ درمیان فرانس اور پریشیا کے ختم ہوئی اور اس جنگ میں یونا پارٹ کے خاندان کو بچھڑوا لیا ہوا اور ملک فرانس میں جمہوری سلطنت قائم ہوئی۔

جمہوری کا قیام اس ملک میں کب تک رہے گا اسکو صرف زمانہ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔

۱۰۔ علی شہنشاہ کو فرانس اور جرمنی کے درمیان شہر فرینکفورٹ میں آخری عہد نامہ صلح پر دستخط ہوئے۔ فقط۔



ضمیمہ جاست

تفصیل اسیران جنگ غیر

جنگ ہذا میں خاص خاص معرکوں میں جس قدر غزنیسی فوج کو جرمنی فوج نے گرفتار کیا یا دیگر سامان جنگ جو فوج پرشیا کے ہاتھ آیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

جنگ دیسبرگ میں۔ پلٹنوں کے ۲ نشان، ایک توپ اور ساٹھ سو غزنیسی فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ ووارتھ میں۔ ۲ ہینڈے، ۳۴ توپیں، ۶ مشین گنز توپیں اور چار ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ مارس لا ٹورس میں۔ ۲ ہینڈے، ۷ توپیں اور دو ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ بیروٹ اور سیڈان میں۔ ۲ نشان و ہینڈے، ۵۰ توپیں اور بیس ہزار فوج قید ہوئی۔

اور سیڈان کی سپردگی پر۔ چار سو توپیں اور مشین گنز اور اسی ہزار فوج قید ہوئی۔

مشترک سپردگی پر۔ ۱۰ ہینڈے، چھ سو توپیں اور مشین گنز اور ایک لاکھ ستر ہزار فوج قید ہوئی۔

جنگ اول آریلینز میں۔ تین توپیں اور جنگ مسوم آریلینز میں ستر توپیں چھینی گئیں۔

شہر اینیمین دو ہینڈے اور ۱۳ توپیں چھینی گئیں۔



جنگ سینٹ کوٹن میں ۱۲ توپیں اور دس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

شہر لیاؤس کی سات دن کی لڑائی میں تین نشان، ۱۴ توپیں اور چوبیس ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

جنگ بلوغٹ میں ۲ نشان، ۳ توپیں اور پندرہ ہزار فوج گرفتار ہوئی۔

سرکاری حساب کی بنا پر جس میں سپردگی شامل نہیں ہے تمام اسیران جنگ اور غنیمت کی تعداد یہ ہے

کو ایک سو بیس تو ہینڈے اور نشانات اور دو ہزار چار سو سیڑیاں توپیں اور چار ہزار تعلق توپیں چھینی گئیں اور ایک لاکھ ہزار چوبیس

افران فوج اور تین لاکھ تریسٹھ ہزار تین سو چھ بیس سپاہیان گرفتار ہوئے اور ان کو ملک جرمنی میں بھیج دیا گیا۔ علاوہ اس کے

ایک لاکھ ستر ہزار فوج نے اپنے تئیں سپرد کیا۔ مگر یہ جرمنی میں نہیں بھیجی گئی۔

یہ بات بھی قابل یادداشت ہے کہ وہی سپر غزنیسی فوج نے جہاں گرفتار کیا یعنی سوئزر لینڈ میں پناہ لی ورنہ دشمن کے ہاتھ

گرفتار ہو جاتا اور پہلے چھ ہزار فوج فوج بھیج میں جہاں گئی تاکہ دشمن گرفتار نہ کر سکے اس جنگ کی غفلت و دقت اس کے بارے میں کہتی

کرتے ہیں اس پر شبہ اور شک کہ جنگ میں صرف ۳ نشان اور ہینڈے ۷ توپیں اور انچاس ہزار فوج آئیں تاکہ گرفتار ہوئی تھی اور

فرانس پر مشتمل تین ٹی کی طرف ہرگز شریعت نامی میں لڑا تھا تو اس کو کل مال غنیمت یہ ملا تھا کہ صرف ۳ ہجڑے اور ۲۶ تہذیب اور ۱۰ ہزار فرج آسٹریا گرفتار ہوئی تھی۔

مجر و حین جنگ ٹورس و زعمیان جنگ آئرلینڈ

۱۸۔ وینچسٹر کو ایک نامزد لنگر نے لندن کے اخبار نامہ کو دربارہ زعمیان ٹورس مفصل ذیل خط ارسال کیا ہے۔

مجھے اس بات کے عرض کرنی کوئی ضرورت نہیں کہ جو فلائرس شہنشاہ میں نہانی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں ان کو ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ جو فلائرس انگریز کو دو ایمیاں وغیرہ لیکر زعمیوں کے علاج کے لئے شہر ٹورس میں آئے ہوئے ہیں ان کو ایک نہایت ضروری درخواست بھی گئی تھی کہ زعمیوں کے لئے ملل کی پٹی اور گدی اور پانی ملل زعمیوں کے لئے بھیجیں۔ گو اور چہرہ میں ان کی بھی یہاں ضرورت ہے مگر خاکل ان اشیا کی ضرورت بہت ہی زیادہ ہے۔ کل ایک سردہر سر جن نے اپنی یہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ ملل جراچی کے لئے کسی بھی پیش کرنے والی دوائی کی یا کھورافارم کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کی غلو کوئی ٹانگ لڑائی میں اڑا جاتی اور اس کے کاٹنے کی ضرورت آ پڑتی۔ یا جینی تو پچاند کے گوڑا کا کھڑا اس کے بدن کے اس حصہ میں لگنا کہ جہاں گوشت سے زیادہ ہوتا ہے یا دیاں اس کے گولی لگتی اور دو اونچے آڑ جاتی اور اس کے کاٹنے کی ضرورت آ پڑتی جیسا کہ مارشل میکسن کا حال ہوا ہے۔ تو یہ بات ہے کہ یہ ڈاکٹر اپنی رائے ضرور بدل دیتا۔ جراچی کے لئے جن جن ادویات کی ضرورت ہوتی ہے وہی یہاں کم ہیں فرنیسی اپنے زعمیوں کو یہاں سے بہت جلدی اٹھا کے لیجا رہے ہیں۔ شاید اسلئے کہ اگر یہاں دوسری دفعہ لڑائی ہو تو یہ جگہ مقتولین اور مجروحین کے لئے خالی ہو جاوے۔ بعض زعمیوں کے پاس آگ اور موزے تک نہ تھے۔ لیکن فرنیسی اور غیر محاکم کے باشندے جو آئرلینڈ میں رہتے ہیں اپنی فیاضی سے زعمیوں کی اس قسم کی ضروریات سے الامکان پوری کر دیتے ہیں۔ یو فیغ آئرلی ہایج۔ اور او کوکس میں چار سو ستر فرنی پڑے ہوئے ہیں اور موضع بلوس میں ساٹھ سو فرنی پڑے ہوئے ہیں۔ بوریائی کی فوج کے فرنی بہ نسبت فرنیسی زعمیوں کی شکل و صورت میں بہت اچھے معلوم ہوئے ہیں۔ شہر آئرلینڈ میں ایک ایک لاکھ ۱۹ برس کا فرنی پڑا ہوا ہے جس کے جسم میں ایک گولی لگی ہے مگر یہ گولی اب نکالی نہیں جاسکتی۔ گولی نے اس کے پھیپے تک کو چیر دیا ہے اور اس کے جینے کی امید نہیں ہے۔ اس حال سے لاکھ بھی خوب واقف ہے اور وہ نہایت سنجیدگی اور خاموشی سے اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے اس کا زرد چہرہ و روشن ہو گیا جبکہ کسی غیر ملک کے باشندے نے اس کی مادری زبان میں براہِ ہمدردی اس سے گفتگو کی۔ لڑکے نے خیال کیا کہ یہ کوئی ڈاکٹر ہے اور پوچھا کہ میرا جس کسی چیز کو دل چاہا

نویکیا میں کھاسکتا ہوں۔ ایک انگریز اور امریکی کے ڈاکٹر سے دریافت کیا گیا انہوں نے اس کو ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیدی۔ اسکا دل تازہ میوؤں کو تھا اور کسی فیاض آدمی نے آٹکی یہ فوڈز پوری کر دی۔ اس کے ہاتھوں ایک انجیل بیان جرمی میں جو اور وہ اسکو چھکرا اب اپنی موت کے انتظار میں۔ یورپ کے فنی توتو کی جنگ بست عرصہ تک درادرب یا سکا ختم نہایت شوق سے چاہتے ہیں۔

فرہنگی غبارہ کی گرفتاری

۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۸ء کو ملک جرمی کے ضلع نساؤ کے موضع ہرون میں ایک غبارہ آدھ پیر گس تھا کیا گیا جسکی بابت غبار کو لون لکڑی میں حسب ذیل ایک خط چھپا تھا۔

ایک لکے کے قریب بیٹھے ایک بڑا غبارہ دیکھا جوتی فیٹ بلند تھا اور اس کا قطر چالیس فیٹ کا تھا جو ہمارے صرف فیٹ کی بلندی پر ڈاڑھا اور جنوب کی طرف جارہا تھا تاکہ ایک فرہنگی غبارہ کو جرمی کے ملک میں پکڑیں۔ اس موضع کے ایک گھانا کا مالک سعد کا ریڈوں کی نہایت خوشی سے آدھ دوڑتا ہوا گیا جھوٹا کہلہ جارہا تھا۔ غبارہ دونوں کے دسیانہ آڑا اس میں سے دو مسافر و مسابکے آئے۔ باوجود کہ بیٹھے آجگاہ بیٹھے میں بڑی سرعت کی لیکن ہم بھی دو سو قدم کے فاصلہ پر گھر نہیں گئے رتی کا شادی اور غبارہ اوپر ہوا میں اڑ گیا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی فرہنگی افسر جو کاجو کمر کوٹا کر لینگے گئے ہمارا خیال غلط نکلا۔ یہ دونوں ہر کسی عام باشندے تھے ایک غبارہ بارہا تھا اور ایک سکا دواگہ تھا یہ دونوں نہایت بھوکے تھے اور سردی کی وجہ سے شل بننے کے سرحد رہے تھے اس کے اسباب میں ایک پانچ فیٹ کا لمبا تھا جوتی لار باخلوٹ بھر رہے تھے ایک انبل تھا اور ایک ڈوگ نامہ کو برون کا تھا اور تھوڑی سی روٹی اور شراب کی بوتلیں تھیں ہمارے جوی بان نکر وہ بہت لنگے ہوئے جب بھگتے کے وہ چہان شکے کی لگتے تھے یہ بلا لکھو خیال تھا کہ یہ فرانس ہی کا ملک ہو وہ پیرس کل سہ پہر کو لیم بچے روانہ ہوئے تھے ہم ان سے لکھا کہ یہ ملک جرمی ہے اور تاکہ ایک ہمارا دور قہوہ کی پیالی جی جسکو انہوں نے بڑی شکرگزاری سے قبول کی اور اس کے ملاک پر لکھے ہوئے ان کو گرفتار کر کے جرمی حکام کو سپرد کر دیا تاکہ بیان تھا کہ لیے خطوط کے بھر پور تھیلے ہم ہر پانچ منٹ کے بعد جرمی جیل کے سینے تھے تاکہ فرہنگی انکو پالیں۔ تھیلے میں سے ایک خط نکالا اور اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

پیرس۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۰۸ء۔ خدا کرے جمہوری کی عمر دراز ہو۔

اے ہمارے اچھے اور بہت دوست ہمارا خیال کرو اور ہر چھکرو گذشتہ تین غور و مہم کے ہم زندہ نہیں ہیں کیونکہ ہم کو خوشی پر کیا والوں سے محروم کر رکھا جو بیسی ہشتاد و نہ پچیس دن ہم نے ہر چیز صیبت ڈالی جو ہر چیز صیبتیں گزریں وہ دس مہینوں میں بھی پوری نہیں آسکتیں ہمارے باغات اور کھانات سب یران ہوئے ہیں۔ آہ ہم کیسے صیبت نازل نہیں ہیں۔ یہ خط غبارہ کی

ڈاکٹرین الاکلیج خاگرے کی ترقی کو بیجا اور دشمنوں کے ہاتھ میں نہ پڑے ہم تنہا روخیال کر رہے ہیں ہم خطاب بہت نزدیک تھا ناچار
پرس کجالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ لیکن تاہم لوگوں میں دلیری اور بہت قیام ہے بوجہ لو اترا پارس کے قریب ہی
ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک فرانس کو محفوظ رکھے اور جمہوری کی عمر دلا رہو۔

شاہ پرشیا کا درجہ شہنشاہت قبول کرنا

۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء کو شاہ پرشیائے ایک اعلان کل جرمن قوم کے نام اور پرشیا کی پارلیمنٹ کے دونوں تفریقہ نام میں مضمون کی
تہم ولیم۔ جو خدا کی نعرہ بانی کی وجہ سے شاہ پرشیا ہیں۔ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جرمنی کے کل شہزادگان اور اماناد
شہروں سے ہم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہم شہنشاہ جرمنی کا خطاب اور درجہ حاصل کر لیں جواب ساتھ برس معدوم
لہذا ہم حسب خواہش و درخواست شہزادگان جرمنی اور آزاد شہروں کے رتبہ شہنشاہت کو قبول کرتے ہیں۔ مدتوں تک
شہنشاہ جرمنی کا خطاب شہنشاہان آسٹریا کو ملتا رہا ہے۔ اول نیپولین بونا پارٹ نے شہنشاہ آسٹریا کو شہنشاہت میں شکست دیکر
اُس سے شہنشاہ جرمنی کا خطاب قوت کر دیا تھا۔ اور خود یہ خطاب اختیار کر لیا تھا۔ مگر شاہ آسٹریا نیپولین بونا پارٹ قیدی
جلا وطن ہوا جب تک یہ خطاب معدوم تھا۔ از سر نو

لہذا اب ہم سب کے بعد ہمارے جانشین جو تخت پرشیا چکن ہو گئے سلطنت جرمنی کے ہر امور کے اجراء میں اور دیگر مملکتوں کی تفسیر
تمام تعلقات میں ہی خطاب اعزاز عیشہ تعالیٰ کیا کریں گے اور سلطنت جرمنی کے فوائد بہبودی سرق تجارت اس ملک اور آبادی
کمال کھنسنے میں ہم اور ہمارے جانشین ہمیشہ صرف پہنچے جبکہ یہ اعلان جرمنی کے دونوں ماؤس پارلیمنٹ میں پڑھایا گیا۔ توہم دوا
کے پرزیدینوں نے شہنشاہ کی اس پیج کے جواب میں خیر خواہانہ آؤریں میں کئے اور خطاب کے لینس کل جرمنی قوم کو کیا ہے
بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شہنشاہ جرمنی کے لئے تین نعرے خوشی کے لگائے۔

برلن میں جب اس اعلان کا مضمون اخباروں میں شائع ہوا تو تمام لوگ قریب قریب کے اجارہ پیچھے دالے کے گرد جمع ہوئے
تھے اور ایک شخص کے ہاتھ میں اجارہ دیکھتے تھے کہ ذرا بلند آواز سے پڑھو اور اعلان شہنشاہت خوش ہوتے تھے۔ رات
کو کل شہر برلن میں اس خوشی میں روشنی کی گئی اور اکثر مکانوں اور راستوں میں چراغیں تھیں جن پر سنہری حروف سے
شہنشاہ جرمنی کی درازی عمر کی دعائیں تحریر تھیں۔ رات کو ایک بڑی جماعت عوام کی شہنشاہ کے محل کے روبرو گئی اور وہ
پرشیا کو شہنشاہ ویکم کے خطاب سے بجا کر نعرہ دے خوشی لگائے شہنشاہ بیگم کے محل پر بھی خوب روشنی کی گئی تھی۔

جنگ سے بربادی ہونا

اجارہ نامہ میں مفصل ذیل خط ایک نامہ نگار کا شائع ہوا تھا۔ جناب آڈیٹر صاحب جبکہ گذشتہ ستمبر میں بنے

آپ کو اسٹرابرگ اور شتر سے چند خطوط ارتعاش کئے تھے اور آپ نے ازراہ مہربانی اپنے اخبار میں اُن کو شایع کیا تھا کہ وقت میر خجال تھا کہ شاید میر اب شتر میں زیادہ رہنا نوسینے وہ مصیبتیں یہاں دیکھی ہیں جو کُاس ملک میں جہاں ایسا بربادی نہیں جنگ عظیم ہوا کرتا ہے فرق کاشتکاران پر چڑھ چکا کرتی ہیں۔ اور میں نے یہ بات نہایت خوشی سے سنی اگر اُن بچا رسے غریبوں کی مدد کئے جن پر پوچھ جنگ مصیبت پڑی ہے ایک چند کا مندر ترقی ہوا ہے۔

اُن فیاض طبع دوستوں نے کہ جنہوں نے یہ فائدہ قایم کیا ہے ماہ اکتوبر میں اپنے کارندے اس ملک میں۔ یہ بھی تھے۔ جنہوں نے یہ سکر کر ضلع شتر اونس کے قرب وجوار میں جنگ ہڈیاں سب سے زیادہ محنت مصیبت پڑی ہے۔ شتر کو اپنا صدر مقام مقرر کیا ہے اور قرب وجوار کے دیہات میں غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مینوں تک ایک فوج جس کی تعداد دو لاکھ تھی اُن دیہات پر قابض رہی بعض پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا تھا اور لڑائی کی گولہ باری کی وجہ سے تمام گھر اُن دیہات کے جل کے خاک ہو گئے ہیں اور اُن کی مکین برباد اور ویران ہو گئیں میں اور ایک اور دیگر ڈیپلیٹ (کارندہ ڈاکٹر ٹکسن ابھی تین دن تک اُن دیہات میں دورہ کر کے آئے ہیں جو شتر اور شتر بانی کے درمیان واقع ہیں اور ہر جگہ ہم نے وہی بربادی کی کمانی تھی۔

بہت سے دیہات جو شتر کے شمال مغرب میں ہیں وہ بالکل زراعتی ہیں اور دہان کے باشندوں کا گذار بالکل زراعت پر ہوتا ہے۔ اور اکثر دیہات میں کاشتکار اور بعض جگہ متول زمیندار بھی رہتے ہیں۔

گرمی شتر اگست میں اُن کے غلے کے کوٹھے خوب بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے اٹھیل گھوڑے اور بیل سے بھرے ہوئے تھے اور جنگ سے قبل ان دیہات سے زیادہ کوئی دیہہ ضلع شتر میں متول اور غلے سے بھرا ہوا تھا۔

اکتوبر کے اخیر میں اُن کے تمام گھوڑے لے لئے گئے اور اُن کی تمام مویشی کو مار کر ذبح کر کے کھا لیا گیا۔ اُن کے غلے کے کوٹھے خالی کر دئے گئے اور تھریزی کے لئے بھی غلہ نہیں چھوڑا گیا۔ اور ہر دو لاکھ اُن جنگجو کی بہرہ و رفت میں جو جرج بویا جانا وہ سب بامال ہو جانا آئے افسوس کہ اب غلہ بھی وہ نہ بوسکے۔

جب جرمنی فوج میں غلہ ہو چکا تو جرمنی کے سپاہیوں نے اُن کے غلے پر ماتحت صاف کیا اور اب بہتوں کے پاس تو بالکل کھائے تک کو نہیں ہے۔ جرمنی فوج نے اُن کا انیہن تک چلا ڈالا ہے اور اب وہ سچا کر مکین و مصیبت سخت سردی برداشت کر رہے ہیں۔

جنگ ہماری سوسائٹی نے اپنا کام شروع کیا تب یہاں کا یہ حال تھا کہ اس قرب پچاس دیہاتیں تھیں

مدد مانگی جاتی ہے۔ اور ان گاؤں کے مقدسوں نے ہمارے پاس ان شخصوں کی فرست بھیجی ہے جو سستی سخت متوجع ہیں۔ اور اب ہم ان کو باقاعدہ آلو۔ آئے اور خشک سوز کے گوشت کی رسد برابر پہنچاتے ہیں۔ ہمارا مطلب لوگوں کو فقیہ بنانے کا نہیں ہے بلکہ ان کو وہ دینے کا ہے جو اس سخت جائے میں نہایت اچھی سڑ سامان ہیں۔ گاؤں کے مقدس اپنا کام نہایت دانت داری سے انجام دیتے ہیں۔ گو جن آدمیوں کی درخواستیں منظور نہیں کی گئیں انہوں نے ان کی شکایت بھی کی۔ لیکن ہم نے سوائے ایک یا دو حالاتوں کے یہ سب شکایتیں بے بنیاد ثابت ہیں۔

اس قسمت ضلع میں جنگ کی یادگار صرف مصیبت اور قحط ہی نہیں ہے۔ لیکن جہاں لڑائی ہوئی وہاں دبا ضرور پھیلی ہے۔ آؤں لو کی بیماری۔ ملک ہمارا درجہ چھک یہ بیماریاں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ ضلع جو چند مہینے پیش تمام ملک فرانس میں ایک اعلیٰ درجہ کا صحت و رفعت تھا۔ اب سب سے زیادہ بیماریوں کا مسکن ہوا ہے۔ ہمارے ڈیپلیٹ بھی اس بیماری سے نہیں بچے ہیں۔ چھ کو چھپک نکل آئی ہے ان میں ایک مریضی گیا ہے۔ اور ایک لیڈی ڈیپلیٹ جس کا کام مغزوں کو خوراک اور کپڑے تقسیم کرنا تھا وہ بھی ہمارے بیمار پڑی ہوئی ہے۔ جو مرنی حیات سے اٹھ کر ہمارے مدد کر رہے ہیں اور کوٹ ڈورس مارک حاکم صوبہ اورین ہمارے ساتھ بڑے اخلاق اور معرطانی سے پیش آیا اور ایسے ہی وہ دیگر جرمنی حکام کرجن جن سے ہم کو سابقہ بڑا ہے وہ بھی معرطانی سے پیش آئے جرمنی فوج کو بھی وحشی نہیں کہا جاسکتا چونکہ ایسے عظیم جنگوں اور سخت محارروں میں خصوصاً جیسا کہ شہر کا محاصرہ ہوا۔ ضروریات کی کوٹ اور پھین جہاں ہوا ہی کرتی ہے۔ لیکن علاوہ اس کے جرمنی فوج کا چال چلن اور رویہ بہت اچھا رہا۔ موضع سینٹ ہریوٹ میں جہاں جرمنی فوج اس قدر ماری گئی تھی کہ یہ موضع جرمنی فوج کا روٹس کی قبر کے نام سے موسوم ہو گیا تھا جبکہ جرمنی فوج نے اس موضع کو فتح کیا۔ وہاں کے ایک بھی شہید کو نہ مارا۔

جو لوگ فوجی شان و شوکت و فتح پر مہرے ہیں ان کو یہاں آکر یہ ضلع دیکھنا چاہیے کہ ہر طرف براہی پھیلی ہوئی ہے۔ گاؤں ان کو نصف چلے ہوئے دیر ان ٹیلے اور قحط اور دبا اور ملک ہمارا درجہ چھک تمام ضلع میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں درخت سیاہہ دار گرجن میں منوں سیاہہ لگا کر تاج تھا اب وہ چلے ہوئے نصف ٹیلے اور تمام سطح زمین پر ادھر ادھر منڈیرین بنے ہوئے ہونگے کہ جھلے نیچے ہزار ہا ہزار دفن ہو رہے ہیں۔ اور اس بے نام و بے نشانی سے دفن ہو رہے ہیں کہ صرف کہیں کہیں ایک لکڑی کی صلیب یا لگی

قریب سے جس سے ایک آدھ باد کا نام و نشان ظاہر ہو جاتا ہے اب ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہئے کہ جنگ میں یہ شان و شوکت کتنے گراں خریدی جاتی ہے۔

موضع سینٹ میری آکس چھینترہ جگہ گروا گروہ ۱۸۰ اگست کو ایک لڑائی ہوئی تھی وہاں خدیفٹ نہیں ہیں سات ہزار سپاہی و فوج ہیں اور جب کسان زمین توڑنے کو بل جلا مانا ہے سیکڑوں نشیمن نکل آئی ہیں اس بات کو دوبارہ و فوج کرنے کے لئے تباہی کجا رہی ہیں۔

شہر تھیں وہی جہاں سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں وہ فوجی فوج کی گولہ باری سے بالکل برباد ہی ہو گیا ہے۔ جرنی فوج سے اس شہر میں تین ہزار گولے آکر گرے اور شہر میں ایک مکان بھی سالم نہیں رہا۔ کل کے کل ٹوٹے پڑے ہیں۔ لیکن قصبہ ہے کہ شہر میں سوائے ایک باشندے کے اور کوئی ہلاک نہیں ہوا۔

یہاں کا قلعہ بڑا مضبوط اور غیر قابلِ فتح ہے۔ گوجرنی فوج نے اس قلعہ تک کے تمام درخت گولوں سے آگدائے تھے تاکہ گولہ قلعہ پہنچاتے سے نہ رے مگر قلعہ پر ایک گولہ نہ ٹکا سب گولے اوپر اور چلے جاتے تھے اور شہر میں گرتے تھے۔ اور یہ قلعہ اب تک ویسا ہی مضبوط ہے جیسا کہ ہمیشہ تھا۔ شہر کے جب سب مکان برباد ہو گئے تب شہر والوں نے کمانڈر فوج کو مجبور کیا کہ وہ قلعہ گوجرنی فوج کے سپرد کر دیں۔ اس طرح سے یہاں گولہ باری ختم ہوئی تھی۔ لیکن یہ مضبوط قلعہ دشمن کو روک سکا اور نہ شہر کی حفاظت کر سکا۔ یہ بالکل بے کار ثابت ہوا۔ اب میں یہاں سے شہر لوٹنے کو جاتا ہوں تاکہ جہاں تک ہمارے اسکان ہیں ہے مصیبت زدوں کی مصیبت راقم راہیں بھی کیہر کیے از کمتران تعمیر فوج مصیبت زدگان۔ تھیون دہلی۔

۲۶ ستمبر ۱۸۵۷ء

تعداد غباروں کی جو دوران محاصرہ میں پیرس سے روانہ ہوئے

اخبار یو یو ڈیکس مونٹس نے حسب ذیل اطلاع ان کی بابت دی تھی:-

کباروں غبار ۲۳ ستمبر کو ڈاک خانے سے چھوڑ لیا۔ اس کے بعد نومبر کی آخر تک پیرس سے ۲۰ غبارے اور چھوٹے گئے۔ اور اوسطاً ہر غبارہ میں دو سافروں پر مشتمل ہوتے تھے اور ہر سافروں سے ۲۰ سافروں کے وزن کی مخلوط ہوا کرتے تھے اور ایک جوڑا نامہ بر کبوتروں کا ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے سوائے ایک غبارہ کے جو ملک ناروی میں ملے گئے۔ کوئی غبارہ ایک سو کچھینیل سے زائد ہر نہیں اڑ سکا۔ انہیں سے بہت سے نامہ بر کبوتروں کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا ہو گئے اور نصف غباروں کی بابت بھی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ ضاحا جانے سمندر میں ڈوب گئی

یا کیا ہوئے۔ اگر کوئی ان میں خط ڈالتا تو اس کا محصول ارٹا کرنا تھا۔ یہ غبارے دو جگہ بنتے تھے۔ ایک تو شمالی پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر اور دوسرے آریسٹوگڈیلوے اسٹیشن پر اور سامان اس قدر کافی تھا کہ ہر روز دو غبارے بنا کر بھیجے جاسکتے تھے۔

باشندگان پیرس کی مضبوطی

۱۴۔ دسمبر کو شہر پیرس سے جو محصور ہو رہا تھا ایک شخص نے حسبِ قیاس خط لکھا تھا۔

جو کچھ مصیبتیں ہم پر پڑ رہی ہیں ان کو باشندگان پیرس نہایت خوشی سے برداشت کر رہے ہیں ان کا یہ ارادہ ہے کہ جب تک کھانے کو ایک ڈالہ بھی میسر آوے گا وہ اپنے تئیں روپوش کرینگے۔ اس وقت تک تو ہم کو کشتی کی بے انتہا ضرورت نہیں ہے۔ موسیقی کے فرم ہو جائے اب لوگ گھوڑوں کے گوشت کھانے پر مائل ہو گئے ہیں اور گوشت بھی حکم و دیباہے کے تمام نقصانوں کی دکانوں پر گھوڑے کا گوشت فروخت ہو کرے۔ اس حکم سے لوگ بہت خوش ہیں۔ بعض اوقات ہم بجائے گوشت کے چا دل اور پھلی کھاتے ہیں۔ ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ ہماری نئی فوجوں کو دشمن پر کامیابی دے گا اور اگر ہم کو دشمن کی مجبوراً اطاعت کرنا پڑے گی تو خیر جنگناک ہم سے ہو سکتا ہے ہمارا نقصان اور اگر ہے ہیں ہم کو مستقل رہنا چاہئے چونکہ یہ بات تو نا ممکن ہے کہ خداوند کریم ہماری جانب نہ دیکھے اور دشمن پر بدلہ دیوے۔ پیرس میں رات کو باطل خاموشی ہو جاتی ہے اور آٹھ بجے رات سے سوائے توپ کی آواز کے اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی۔ افسوس اس شہر میں بیس لاکھ سے زائد آدمی ہیں۔ اور اب رات کو یہ ایسا سناں ہو جاتا ہے کہ گویا دو ہزار باشندے بھی بیان نہیں رہے۔

شہرلی مانس کا فتح ہونا

ایک جرمنی نامہ نگار رقم طراز ہے۔

کجب ہماری فوج شہر میں داخل ہوئی اس وقت جنرل چیمپنری کی بھاگی ہوئی فوج سے بازاروں میں ہماری فوج کی لڑائی ہوئی۔ ہماری فوج پر علاوہ فوج کے گھروں میں سے بھی آگ برسائی جاتی تھی اور گیلیں میں لوگ چھپے چھپے تھے تاکہ ہماری فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے اور یہ لوگ ہم پر آڑ میں سے حملہ کریں جب ہماری فوج شہر میں داخل ہو گئی تو فرانسیسی فوج بڑی سی گھبراہٹ اور جلدی میں بھاگی۔ یہاں تک کہ سامان جنگ کی گاڑیاں ابھی روانہ نہ ہوئی تھیں کہ ہماری فوج کی بندو قوں کی آواز شکارے فوج فوج خوف زدہ ہو کر بھاگ گئی اور

یہ سب سامان ہمارے ہتہ لگا جو گاڑیاں جسے پہلے باچکیں تھیں ان کے ہانکنے والے گھوڑوں کے جاہانگتہ تھے تاکہ جلدی بیٹیں اور بعض اوقات گھوڑے دولتیاں گاڑیوں پر پھینکتے تھے کبھی ایک گاڑی دوسری گاڑی پر چڑھ جاتی تھی کیوں میں غل و چکار پڑی ہوئی تھی بخیر گھبراہٹ اور کھلانی تھی کہ اس عرصہ میں ہماری فوج جاہانگتہ اور گاڑی بانوں کو حکم دیا کہ گھبراہٹ میں یہ حکم کیسے نہ مانا۔ آخر کار چند بد وقس چلائی گئیں جس سے یہ سب گاڑیاں پھیریں اور ہماری فوج نے کل سامان پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں گھوڑے چھٹے ہوئے ہنسنا سے ہوئے بھاگے پھر رہے تھے اور بوٹ۔ وردیاں۔ توپیں۔ کارٹوس۔ سرٹیلیوز اور بکٹوں کے صندوق کے صندوق پر بھی گھبراہٹ میں جو چھوڑے گئے تھے دھڑ دھڑ پڑے ہوئے تھے۔ سامان جنگ کی گاڑیاں کھلی ہوئی تھیں اور بعض قریب سے گزرتا تھا ایک آدھ گولہ ٹھانسا تھا یہ دیکھ کر اسٹیشن پر سامان اس سے بھی زیادہ پڑا ہوا تھا اور چونکہ ہم کو بھی بہت ضرورت تھی یہ سب چیزیں ہماری فوج کے خوب کام اور استعمال میں آئیں۔ دیکھو اسٹیشن پر یہ سب شیار بندھی تھیں گاڑیوں میں رکھی ہوئی تھیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اب روانہ ہی ہونے کو تھیں جبکہ ہماری فوج نے ان پر قبضہ کر لیا۔ کل مال گاڑیوں میں سامان بھرا ہوا تھا اور ہر ایک گاڑی پوری پوری بھری ہوئی تھی اور سامان مفصلہ ذیل آئیہ لہذا ہوا تھا کسی میں بھوسا اور سوکھی گھاس تھی۔ بعض میں چنے۔ آٹا۔ کافی۔ چٹو۔ شکر۔ چاول۔ شراب۔ بوٹ اور دیا تھیں۔ اسٹیشن پر ہماری فوج نے بچے انجنوں اور دو سو ریل گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔ علاوہ اس سامان کے جسٹن لہ چیزیں کے بہت سے سرکاری کاغذات بھی ہمارے ہاتھ آئے جس سے فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کا بہت خوب احوال معلوم ہوا اور چلا کر نے میں بڑی مدد ملی۔ کاغذات کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کو بھی اپنی کامیابی کی توقع تھی جنرل جہینز نے اکثر نگینیں یہ نکایت لکھ رکھی تھی کہ دیگر جنرل ان میری تجویز کے موافق ہو کر سے کام نہیں کرتے۔ کاغذات سے معلوم ہوا کہ ایک انگریزی آخر کرنل فیلڈنگ جس کا شیر تھا میری جہینز اور یہ انگریزی کرنل جس کا شیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بہت سرگرمی سے کارروائی کیا کرتے تھے۔ ہم نے جو ذریعہ فوج کا بعض بعض شہروں پر ڈال دیا تھا۔ وہاں بعد ازاں ہماری فوج بڑی محفوظ رہی اور یہ طریقہ فوج کی حفاظت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ شکر دینے میں ہماری فوج پر کسی شہری نے ایک گولی چلا دی تھی۔ ہماری فوج نے وہاں سے اس کی بابت چھ لاکھ فرانک خرچہ فوج لیا تھا۔ بعد اس کے ہماری فوج وہاں بڑی محفوظ رہی۔ اور چونکہ جب ہم نے شہری مائنس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد شہریوں نے ہم پر گولیاں چلائیں۔ اس لئے شہری مائنس سے چالیس لاکھ فرانک خرچہ فوج لیا گیا۔

جنگ سیڈان کے بعد کا احوال

ایک نامہ نگار نے سیڈان کا حال مفصل ذیل تحریر کیا ہے :-

کے جب جرمنی جی سے منہ پانی - تو یہاں بارش شروع ہو گئی اور بارش اور کچر کے اندر مردوں کو دفن کرنے کا اور زخمیوں کو اٹھانے کا کام اور بھی مصیبت پر مصیبت ہو گیا تھا۔ لڑائی کے چار روز بعد تک شہر سیڈان اور گیتون سینکرڈوں فرانسسوں کی غنیمت بنی ہوئی تھیں اور پانچویں روز تک یہ دفن ہوتی رہیں۔ لڑائی کے چھ دن کے بعد مردہ گھوڑوں کو زمین میں گاڑا گیا۔ زخمیوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ان کا علاج شروع کرنے میں اور ان کی خبر گیری کھنے میں دو چار دن صرف ہو گئے اور مقتولین کی نعشوں کو ڈھانپنے دیا کہ اب بعد میں گاڑ دینگے۔ سیدان کا رازار میں چلچلیں تک پھیلا ہوا تھا کوئی مکان کسی گاؤں میں ایسا نہ تھا جہاں زخمیوں کے ڈھیر نہ ہوں اور ڈاکٹر رات دن زخمیوں کی دیکھ بھال میں سخت محنت کرتے تھے جو لوگ کم زخمی ہوئے تھے ان کو سرحد مجیم پر بھیجا دیا تاکہ بلاتین بیٹھ کر جرمنی اور فرانس اپنے اپنے وطن کو چلے جاویں۔ جو لوگ ملک زخمی تھے ان کے علاج پر طبی سرگرمی اور جانفشانی سے لگے گئے اور بتدریج ان کو الگ الگ ہٹاتے گئے تاکہ بیماری تعدی منجیل جاوے۔ انہرہ دیکھا گیا کہ کوبھہ یکساں مصیبت پڑنے کے اور اس خیال سے کہ اب سب سے بڑا درد و گناہیں دو چار گھنٹے پہلے جا پس میں دشمن قاتل تھے۔ اپنے سپاہیاں فرج جرمنی اور فرانس وہ اس زخمی حالت میں ایک دوسرے سے بہت اخلاق و محبت سے پیش آتے تھے۔ لڑائی کے بعد ایک دن صبح کو میں نے یہ دیکھا کہ مریضوں کے زخمی جو فرانسیسی اور جرمنی فوج کے تھے لنگر لگاتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے اور ان میں بھی تندی اور وطن سے گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ سپاہی جو دوسرے ملک کی زبان سے مدافعت تھے آپس میں اشاروں میں بھی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ اور یہ بات سچ ہو کہ دوستی اور دشمنی دنیاوی حصول مقصد تک ہی قائم رہتی ہے

ایک بچہ سپاہی

ایک نامہ نگار لکھتا ہے :- کہ جنگ انداز میں جرمنی ہر دوں اور عورتوں میں تو جوش تھا ہی وہاں کے بچوں میں بھی بڑا جوش تھا جیکہ میں بیچ سیر کرنے نکلتا تو میں نے ایک ایسا چھوٹا سا بچہ دیکھا جس سے کم عمر کا دنیا میں شاید کوئی بچہ نہ ہو گا۔ یہ اپنی تمام دوسری لگائے ہوئے تھا۔ فوجی - فرائی چھوٹی سی تلوار اور سپاہی کا غلط و غیر سب پہنے ہوئے تھا اس کی عمر نو برس سے زیادہ کی تھی جیکہ میں اس کے نزدیک پہنچا تو اس نے مجھے ٹھہرایا اور مجھے پوچھا کہ تم

ان بہادمان ہمدردان قوم کے نام جرمنی کے بہادروں کی فہرست کے کتبوں میں کندہ ہیں۔
تعداد فوج مشترکہ فرانس اور پرتگیا کی جنگ ہدایں ماری گئی اور
تعداد زجوطرغین کا دوران جنگ میں صرف ہوا یہ مع موازنہ مشہور

جنگ ٹائے پور ہے

اس جنگ میں طرفین کی فوج بے شمار قتل و ضایع ہوئی۔ سترہ لاکھ کے بعد سے پور میں ایسی خونخوار
اور خونریز لڑائی کوئی نہیں ہوئی تھی جرمن اور فرانس کی فوج جنگ ہدایں قریب تین لاکھ کے قتل و ضایع ہوئی
اور گوسٹہ میں جنگ کریمیا میں چار لاکھ پچاس ہزار فوج متناصبین کی ماری گئی تھی گروہ لڑائی سترہ لاکھ
یا ڈیڑھ بس تک رہی تھی اور وہ لڑائی چار سلطنتوں میں ہوئی تھی۔ سترہ ایک طرف روم۔ انگلینڈ۔ فرانس اور
اٹلی تھی اور ایک جانب روس تھا۔ اور یہ لڑائی صرف دو سلطنتوں پرتگیا اور فرانس میں ہوئی اور کل نو سو لاکھ
یا زبیری رہی اور اس میں فرانس اور پرتگیا کی دو لاکھ نو سو ہزار فوج قتل ہوئی صرف زبیری ہر دو ممالک کا اس
جنگ میں اس قدر ہوا ہے کہ اتنا کسی بڑی جنگ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس جنگ میں پرتگیا
اور فرانس دونوں کا صرف۔ ایک سو کوڑہ سو لاکھ پونڈ صرف نہ ہوا۔ اور ہندوستان کے
نائب ۸۰ کوڑہ ۸۰ لاکھ روپیہ ہوتا ہے ہندوستان میں جنگ
سکڑ پیر میں اگر

نار ہوتا ہے ۱۰ بیٹھ اگر ناظرین بالکل صحیح تعداد سکڑ روپیہ میں
۳۱۰ ملین پونڈ کا خرچ روپیہ میں معلوم کر سکتے ہیں۔ اور
بہ نصاب روپیوں میں تحریر کیا ہے۔ اور ہماری یہ مفروضہ
ہے۔ یہ قریب قریب خف بتا دو موجودہ وقت کے برابر
نہ جنگ میں ٹریک تیں۔ لیکن او میں بھی کل صرف
۱۰ سے ۱۱ ملین پونڈ کم صرف ہوتے تھے

کے دیگر مشہور جنگوں کا ایک مختصر نقشہ تحریر کرتے
رف زرا و نقصان جان خود موازنہ

کر سکتے ہیں۔ وہ نقشہ حسب ذیل ہے :

سنگ جنگ	نام تنجاصین	طرفین کا کس قدر خرچہ ہوا	طرفین کی تعداد یا لگائی
۱۸۳۸ء	روم اور روس	رویں ۲۰ ملین پونڈ	۱۳۰۰۰۰ ایک لاکھ بیس ہزار
۱۸۵۶ء	روم، انگلینڈ، فرانس اور آسٹریا	۳۰ ملین پونڈ	۵۰۰۰۰ ایک لاکھ پچاس ہزار
۱۸۵۹ء	فرانس اور آسٹریا	۵۰ ملین پونڈ	۷۰۰۰۰ تریسٹھ ہزار
۱۸۶۳ء	پرتگال اور آسٹریا	۷۰ ملین پونڈ	۱۰۰۰۰ ایک سو ہزار
۱۸۶۷ء	فرانس اور پرتگال	۳۱۶ ملین پونڈ	۷۹۰۰۰۰ دو لاکھ نوے ہزار
۱۸۷۰ء	روم اور روس	۱۵۰ ملین پونڈ	۱۸۰۰۰۰ ایک لاکھ اسی ہزار

(خاتمہ)

یہ ترجمہ نگار بہ کمال ادب دست بستہ ناظرین اور پبلک کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کل اردو زبان جو ہماری ملکی زبان ہے۔ موجودہ نسل اصحاب ذی استعداد اور با رغبتوں کے طفیل گو ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے تاہم اس کا واسن مختلف علوم بالخصوص تاریخی ذوق اور ابھی یہ زبان ذی علوم اصحاب قوم کی کوشش کی بہت لازمی ہے۔ عاجیہ اب شمس العلماء مولانا مولوی شہل نعمانی صاحب دہلوی کے قابل و اقوال و اقوال سے لگنے کے قابل ہے کہ قوم ہے۔ اور اگر ہمیں قوم قوم نہیں بننا تعلیم اس کے بچ بچا ہے۔ اپنی کم وصلگی اور حیرت انگیزیت کے موافق واقعات میں نہایت صحت اور انحصار کے ساتھ انتخاب کرے۔ یہ ناچیز ترجمہ حقیر سے عا شاہ کلاہ۔ ہرگز اس قابل نہ کہ میری استعداد علمی اور تاریخی معلومات ہرگز نہ ضرورت میں اپنے تئیں اس سے مستبدی سے بھی نہ

لیکن جب حضرات ناظرین کے کرم و حسن خلق کا بھروسہ کرتا ہوں تو اپنی سب سے سروسامانی پر کسی قدر طبیعت کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

بگ سبز است تھو و دلشس + چہ کند بے فزاہیں دارد

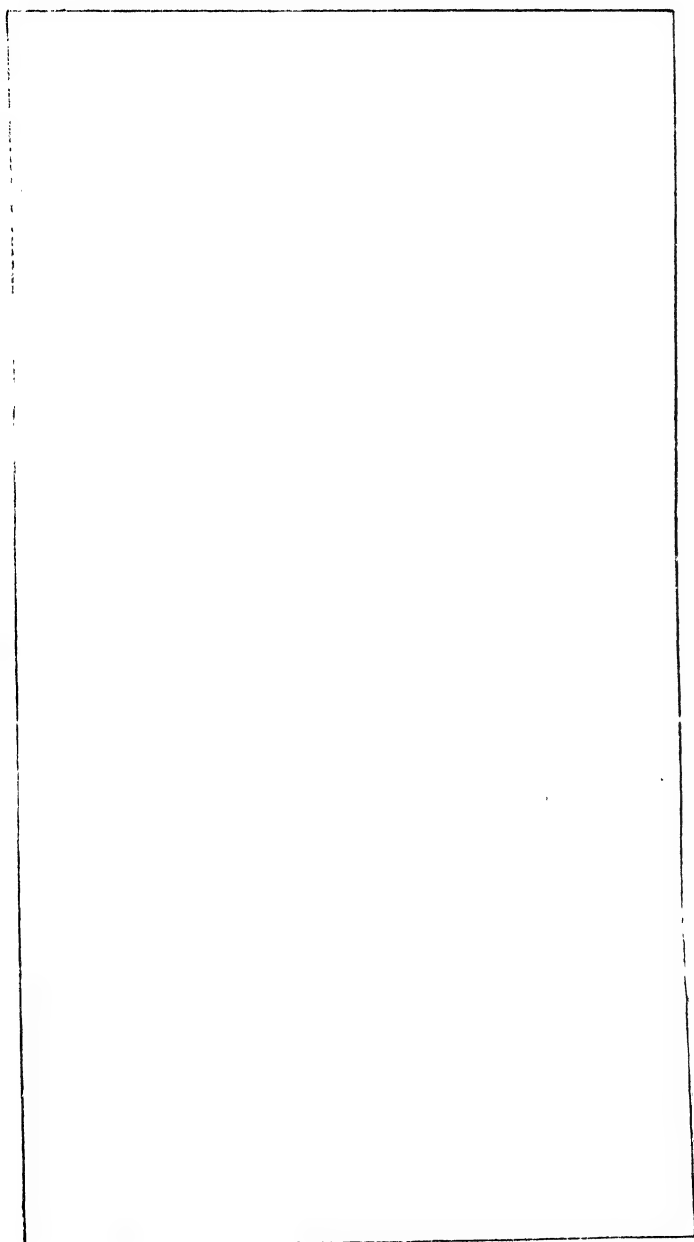
خداوند تعالیٰ نے اس تاریخ کے ترجمے میں ایسی مدد کی کہ صرف ایک ماہ ہی کے عرصہ میں تیرہ کیمیل ہو گیا۔ حضرت ناظرین اس ترجمے کے سوا اب میں نہ ملے گی۔ پنج پامر سابق عربی پروفیسر کیمینج یونیورسٹی کی کتاب *الحمد للہ* کا ترجمہ اردو زبان میں لکھ رہا ہوں جس سے خلیفہ مارون الرشید خلیفہ پنجم دولت عباسیہ کے کل واقعات سلطنت معہ سوانح عمری و طریق عدلت اور طرز معاشرت و فتوحات ملکی اور پولیسکل انتظامات و شوشل حالات کا صحیح اندازہ واضح ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی سلطنت کا جب عروج کمال پہنچا اور حدود ہند سے بحر اوقیانوس تک اس با عظمت حکومت کا پھر براؤن تھا وہ تمام حال۔ اور اس کے سوا اس کے ایام جاہلیت کا حال۔ اور زمانہ اسلام کی تبدیلی آشود نما اور ترقی اور خلافت کی تاریخ اگر کس طور سے خلفاء راشدین کے بعد بنی امیہ اور ان کے بعد بن عباس کے خاندان میں خلافت آئی۔ اور پھر ترکوں نے کس طرح سلطنت عباسیہ پر قبضہ پایا۔ نہایت شرح و بسط لکھی یہ احوال تحریر کیا گیا ہے۔

اس امر کا بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی کتاب کے ترجمہ میں واقعات کے اندر کمی یا بیشی یا ذوق نہ ہونا ناممکنات سے ہے۔ پامر صاحب کی اس کتاب کے ترجمہ کا حق میں نے پورا پورا ادا کیا ہے۔ مگر بعض محققین اپنی تصنیفات و تاریخ میں حکمرانان اسلام پر یا خود بعض واقعات تاریخی اسلام اور نیز اسلام پر ناواقفیت سے ایسی جوت کر جاتے ہیں جو غلطی کی حد تک پہنچتی ہے۔ اس کتاب میں بھی بعض مواقع پر میں نے ایسے غلط حملوں کی تردید کیا ہے معتبر اور مستند کے ذریعہ سے بکمال تلاش و تحقیق اپنے خٹ نوٹوں کے ذریعہ سے مشرح طور پر کر دی ہے جس سے اصل حالت کا صحیح اندازہ ظاہر ہوتا ہے۔

اگر زمانہ سے مساعدت اور عمر نے وفا کی تو نثار اللہ تعالیٰ یہ مفید ترجمہ بھی حقیقہ پر ایک کی خدمت میں پیش کیا جا دیکھا اسے بھی اتمام من اللہ تعالیٰ فقط یکم نومبر ۱۳۸۰ء مقام بان پت

بالتہ

مفتی خاں عبدالحق اور خٹہ پالوی شیعہ گورنر لاہور



تصحیح نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	نکل	نکل	۲۸	۲۰	فوج حکام	فوج حکام	۱۰۶	۱۰	فوج	فوج میں
۴	۱۹	عمرگر	عمو	۱۶۹	۲۱	لیجد	لیجد	۱۱۳	۲۱	ایسے	اس
۲۱	۱۹	-	اور	۵۶	۷	اششام	اششام	۱۲۸	۱۵	فوج اور	فوج کے
۵	۱۹	نبی	نبی تقسیم	۵۶	۱۳	کارٹیا	کارٹیاں	۱۳۲	۲۱	ہر	ہی یہ
۸	۸	مرسلہ	مرسلہ	۵۷	۱۲	کردینا	کردینا	۱۳۴	۱۱	کی جاتی	کی جاتی تھی
۹	۱	سے	سے	۶۶	۷	ناصلہ	ناصلہ پر	۱۳۸	۲	نے کو	نے کو
۹	۳	واقعہ	واقعہ	۶۶	۱۲	کسی قدر	کسی قدر	۱۵۰	۲۰	دیکر	دیکر
۱۲	۱۷	زکوری	زکوری (کو زور)	۶۶	۱۶	کے	کے	۱۵۲	۱۸	پیشا کے	پیشا کے لئے
۱۲	۲۰	بڑی تاجو	بڑی تاجو	۶۶	۲۱	اس کے ہیں	اس کے ہیں	۱۵۲	۱۰	آل	آل
۱۸	۵	پانچو	پانچویں	۷۶	۱	پر صلح کے	پر صلح کے	۱۵۶	۱۴	اور نہ	اور نہ
۱۹	۲۰	تمام کے	تمام کے تمام	۹۰	۲۱	تمام کے	تمام کے تمام	۱۶۲	۱	کا کچھ بھی	کا کچھ بھی
۳۶	۸	بڑی جب	بڑی جب	۹۲	۲	جو دین کو	جو دین کو	۱۶۷	-	۱۲۷	۱۶۷
۳۹	۱۲	اششام	اششام	۹۵	۶	استدقہ	استدقہ	۱۶۷	۵	بڑی جنگ	بڑی جنگ
۳۹	۱۲	حان کے	جان	۹۵	۶	لوگوں کی	لوگوں کی	ضمیمہ			
۴۲	۸	ہو جاتا تھا	ہو جاتا تھا	۹۹	۱	آکر کے	آکر کے	۳	۳	عصمت کا	عصمت کا
۴۴	۱	مشعلوں	مشعلوں	۱۰۰	۲۱	بادود	بادود				

لے

خطاطی نہایت کرم کئی کئی ہندو صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ معمولہ اکاذیفہ تاکہ عربستان بھی یہ کہہ سکیں کہ یہاں اور ان کے لئے
سوچ و خیریت کم کئی کئی جو ناظرین جلد درخواست خریداری ارسال فرماویں فقط الشہرہ محمد مصباح الدین احمد ترجمہ صحیفہ افضال دہلی

اشتہار

سوانح عمری مارون الرشید اعظم

موسوم بہ
مارون اعظم
یعنی

مطهر امی یا پچ - پام صاحب عربی، وفیق کیمبرج پونورلی مشہور مورخ فاضل کی کتاب کا ترجمہ
مارون الرشید خلفا عباسیہ میں سے پانچویں خلیفہ ہے اسکے عہد میں سلطنت اسلامی کو جس قدر رواج حاصل
تھا۔ ویسا کچھ نہیں ہوا۔ حدود ہندوستان سے بحر اطلانتک (بحر اوقیانوس) تک یا افریقہ کے انتہائے مغرب
تک اسلامی جہنڈا لہراتا تھا لیکن عدالت و انصاف، ورزہ و ریاضت اور شہل و ٹوپیکل طرز معاشرت کو پورا پورا حاصل اس کتاب میں
نہیں ہے۔ یہ نسبت کا اسکے یہ حال تھا کہ ہر روز علاوہ نماز چنگانہ کے سونفلیں بلاناغہ پڑھتا تھا۔ یکسال حج کو جاتا تو
دوسرے سال جہاد کرتا تھا۔ حج کیلئے ہمیشہ ہندو سے کوثر شریف تک گرم رگیستانی ملک میں پیدل ہو کر آیا کرتا تھا
اس کتاب میں جہودا قعات نہایت صحت کے ساتھ ملندہ کئے گئے ہیں۔ اور نیز خلفا راشدین اور خلافت کی تاریخ
بالتفصیل سیکڑے ترجمہ ہے اپنے فٹ نوٹوں کے ذریعے اور انہیں نوٹوں کے ذریعے سے دیگر ضروری ضروری
حالات بھی ایزاد کئے ہیں جس سے یہ تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہو گئی ہے۔ اور اسکی ضخامت بھی بوجہ متوجہ کو لوٹنے
بہت بڑھ چکی ہے زیادہ حالات اس کتاب کی بابت خاتمہ بحارہ فرانس و پریشیا میں مستدرج ہیں مناظرین ملاحظہ فرمائیے
ہیں۔ مصباح یقین تاریخکی الدایمیں اس کتاب کا ہونا ضروریات ہو جو قائمہ و خالی نہیں ہو اور خاص کر ہمسلمان کے
گھر میں ہونا اسکا لابی ہے اس کتاب کے طبع ہونے میں نہایت درجہ انتظام صفائی اور عمدہ ولایت کاغذ وغیرہ کیا گیا ہے۔
کتاب نشانی اللہ تعالیٰ شہس آیت تاجیکے ساتھ بہت جلد شائع ہوئی لیکن اگر کوئی صاحب دوزن طبع میں رجوع نہ فرمائی کہ
تو انکا نام بچ جیٹ خریداران کر لیا جاوے گا اور کتاب بعد طبع انکی خدمت میں ارسال کر دیا وگی قیمت اس کتاب کی غاہ حکم
الحفاظ نہایت کم رکھی گئی ہے اور صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولہ الائی فروجا کر فرمایا گیا ہے یہی ایک نچے یکس واکر کرانہ
اسو بہ خوبی کہ اگر کوئی مناظرین جلدتر خواست خریداری ارسال فرمائیں فقط الشہر محمد مصباح الدین احمد مترجم جہودا قعات

مخارباتِ تھیلی

یعنی

کارزارِ روم و یونان

تین حصوں میں

جو ایک جرسٹاف ہنر کی کتاب جنگِ روم و یونان اور انگلستان کو شہسور بردہ و نویتہ سر ایشیہ اٹارٹ
کی کتاب کارزارِ تھیلی کا پورا ترجمہ ہے جو علاوہ حسبِ موقعِ ہمارفٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد و نجیب
اور کارآمد تفسیلات اور دیگر لکھے ہیں۔ اقسام نامور پاشا کھن اور چند یونانی ہنر وں کی نہایت درست
تصویریں اور میدانِ کارزار اور مختلف لڑائیوں کو نقشے درج کر دیے گئے ہیں۔

مترجمہ مرتبہ مولوی محمد انشا اللہ زمیندار انعام آباد و جہاں ضلع گوجرانوالہ

حصہ دوم

۱۹۰۷ء

مطبع روزنامہ آزاد اسلام آباد
سید نذیر حسین صاحب شائع ہوئی

طبع اول (مطبعہ بریلی) قیمت فی حصہ ۴۰ روپے

فہرست مضامین مجاہدات تخیلی حصہ دوم

فصل دوازدہم الف (از کتاب جبرین یوسف) الا دیاعلنا لدرک بیدار شدہ ترکان کی فخر الہاری اولیایا فوہوں کی معصیہ پر
یونانیوں کو سرسید کا کو نشان نازی نشان ہاشا کی قتری کی خبر اور ادھم ہاشا کی رائی و شہدات پر فرساوس و کشیدہ و کشیدہ پر پیدائش
عمود کا بیدار جنگ فرساو و کشیدہ کا دوسرا سرکرہ ۱-۱۶

فصل دوازدہم ب (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) ۱۶۰ تا ۲۴۲

فصل سیزدہم (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف)
فصل چار دہم الف (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
نیم ہاشا خطرناک گشت پانی اور دوا واری جو دھم بھل جڑ عثمانی کرکی ہشکشا فدر دشت عیسائی تاربت تپدار لو لاریہ
میرا فزیان و کشیدہ و دوا واری ہشکشا و کشیدہ کی دوسری اڑی جنگ فرساو ادھم ہاشا کی فخری جنتی قلعہ دوا واری
نظام کا شان دار حملہ ۳۲-۶۴

فصل پانزدہم بجو مسک (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف) (از کتاب جبرین یوسف)
۸۱ تا ۹۵

فصل شانزدہم مجاہدہ کو آخری دوندوں کا اجمالی بیان (از کتاب امیر قس) مجاہدہ کا دوسرا تیرا عشرہ جنگ اپا پڑس
کوحالات کرکٹ کی حالت مصاحبت قلعہ خدیوہ اور سلطان کو تعلقات و فحاشات جلی جنگ کشیدہ و دوا واری قبضہ ایک
ترکی جہاز کا گرفتار ہونا جامع العلوم کی رائے مجاہدہ کا آخری ہفتہ دارالتوکل جنگ جنگ دوا واری کا اسباب جنگ پائرس
۱۳۱ تا ۱۳۱

فصل ہجڑ کی گرفتاری اور دوا واری (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
فصل ہجڑ کی گرفتاری اور دوا واری (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
۱۳۸ تا ۱۳۸

فصل آٹھ دہم (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
کا غذات ایک یونانی مراد مظالم فوشی جزیرہ نیگرو ہاٹ اور با اقصان کامیدان جنگ یونانی فوہ کو سرشیدہ کی انجیا کا دوا واری
یونانی درخشاں ۱۳۸ تا ۱۳۸

فصل نو دہم (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
۱۵۰ تا ۱۵۰

فصل سترہم (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
۱۵۳ تا ۱۵۹

فصل آٹھ دہم (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ) (از کتاب سرشیدہ بارٹلمیو لیتھ)
۱۵۹ تا ۱۶۴

فصل تینوں حصوں کی فہرست تصاویر پہلے حصہ میں دیدی گئی ہے۔

حصہ دوم

تیارِ نوح جنگ و مویون

محاربہ قسلی کا دوسرا دور

فصل دوازدہم - آزارِ لاریساہ

لاریسا بقول جرمنی مورخ چھ لاکھ پڑاشہرتیار جہاں پنج و نصف در کی فتح کا بغیر ہوئی
 سب سے پہلا پڑاشہر { ترکی سپہ سالار اور اسکے ان دونوں کو سات کا پڑاشیال تھا کہ شہر میں جو ناہان
 اور غیر متحرق طور پر مانتے آج تیار پانچ کی طرح کی زیادتی نہ ہونے پہلے اور حتی الامکان باقی ماندہ باشندہ کی مرضی سے
 خوشنودی کے بغلات کوئی افراط نہیں آئے دیکھا جاوے۔

ترکوں کی خوش اطواری { اجنبی نامہ نگاروں کو توقع تھی کہ ترک شہر میں داخل ہو کر جبر و ستم کا کوئی
 ذوق نہ رکھتے اور نہ کشت کرینگے اور کی قریح بالکل غلط ثابت ہوئی۔ وہ انسانی
 رائے فائجین کے ہر طبقہ و جماعت کی خوش اطواری میں یکساں ملتی اور حسن
 موکات کو مستحق اور ان کو کامل نظام و با ترتیبی طرح و مشاقبت میں
 ہیں اور توجہ کرتے ہیں کہ باشندہ کو مال اور املاک کی حفاظت کو لینے جو بعد رو سے چھ پونے فی غلام اور تیار پانچ و نصف
 تہمین اور کو بھی نہایت اعتدال اور یہ طریقہ سے کسی کو ناگوار نہ گذرین بل میں لایا گیا جنہی کسی سپاہی کو کوئی آبی چیلے جاوے
 دیکھا جاتا ہے چھ لوٹ کا مال ہو کا شہر ہوتا تو کسے ڈنڈہ نہ سرزد کیا تیار اور کو مال غنیمت جہاں کو اٹھایا تھا وہاں وہیں جا کر کچھ
 آئے یا جہاں نہر سے تصادف ہوئی کچھ کھدینے کا حکم دیتے خوبصورت و شہر و ربا نیون کی رعیتیں عدا شہر سے باہر کھینچ لیتے

لہذا چاکسلی پڑنا۔

کیونکہ یہ سب غیر متعین پادوں سے اپنی طبیعتوں پر پورا پورا قادر و در پختہ کی کمال توقع نہیں کی جاتی تھی لیکن ناپولین کی ساری سے اس ناپولین کی نسبت کوئی بری رائے نہ قائم کر رہیں۔ وہ سارہ میں بہت کچھ معذروں۔ اور کچھ حدیث کو ابھی تک تہذیب و شائستگی کی سوا نہیں لگی۔ اور وہ اس علاقوں کے باشندے ہیں جو ہنوز بھی حالت میں ہیں جہالت میں قدرت اور ان کے اہل و عیال پر ایک تہا شائستگی و تمدن کا بیکانہ تقرب کیا کوئی فعل نہیں ہوا۔

یونانیوں کے اسیر ہونے کی نشان دہی
کیونکہ اسیر کی نسبت جو تیس کیا گیا تھا وہ بالکل درست تھا۔ وہ سب جہالت اور کمزوریوں نے مقابلہ کے غیر شہرہ کو کیوں چھوڑا۔ وہ نہایت محفوظ و قلعہ پر واقع تھا۔ اس کے بیرون دریا سالویا (اکوتم) نہایت حکم پناہ کا کام دے تھا۔ یونان اور فیصلوں پر بار تھا۔ لیکن توہین جہلی با تریوں کے علاوہ موجود تھیں۔ مناسب تو توہین پر سپاہیوں کو لیے گئے تھے۔ کچھ بڑے ہوئے تھے۔ اور کوئی کارآمد و فائدہ مند نہ تھا۔ جو نہایت عمدہ ہوئے تو خالی نہ تھا۔ غریب پان سالویا کے پل کو سہمہ کر لے کر لیے سب سامان تیار تھا۔ مگر یونانیوں پر کچھ ایسی دشمنی تسلط ہو گئی کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر ہٹا گئے۔ اور کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھایا۔ سیدانی (خوجی) ہسپتال جو زمین کو علاج معالجہ کیلئے ابھی پورے طور سے مرتب اور آراستہ بھی نہ کر سکا تھا۔ کہ موجودہ زمانہ کو مکمل و مافوقہ بہترین لوازمات سمیت اسی نیم مرتب حالت میں چھوڑ دیئے گئے۔ انگریزی اور فرانسسی ساخت کے صندوق سے ہسپتالی بصرے اور بات و آلات بھی کچھ نکال گئے تھے۔ اور کچھ صندوق میں ہیں ہی بند تھے جو سامان نکالا جاتا تھا۔ اس کے بھی غلبہ (ترتیب) کے ساتھ جابجا انبار لگو ہوئے تھے۔ بیش قیمت سامان پر بھی (نفیس مملون نڈلانیوں کی طرح) نو دار و نو نے تریوں اور جھانڈوں کا کام لیا۔ یہ نانی فوج کے اعلیٰ شہرہ کے بہترین مکانات میں درگوش ہوئے تھے۔ جہاں وہ نہ نقشے اور تمام خط و کتابت کچھ چھوڑ گئے۔ ناظرین خیال کریں کہ یہ کل جیڑی ان بہادران پر کر سکتی پاشا کی چہرہ سی فوج کو خدا دے لے جس میں چار سو زیادہ سوار تھے۔ سب تلی ہوئی تھی! +

اسی دن تو کی ہیکہ کو ارطرمین نے خبر شہرہ سہلی کو تیار کیا۔
غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر
غازی عثمان پاشا دونوں اولیٰ و چھہ پائرس توہین کے اعلیٰ کے اندر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر لاریہ کی فتح اور یونانیوں کے متوختہ نہ جانے کی وجہ سے اس خبر سے ترکی ہیکہ کو ارطرمین کوئی چل نہیں پائی۔ اور نہ ٹائل آدہم پاشا کو سیطی کی کچھ شہرہ لاق ہوئی۔ پاشا موصوف و ایک فوجی نامہ نگار کو فوجی ملاقات خطا کے معاملات کی صورت حال پر با آگاہ اور کھلم کھلا اپنی رائے سبیل ظاہر کی۔
لاریہ یونان کو اگرچہ کمال تک نہیں ملی۔ مگر وہ اس کے دل اور لے اوسان ہوئے ہیں کہ وہ لاریہ کو جسو حال میں

ایونین نے سکھ اور سورج بند کیا تھا۔ پچانے کی خرات کر کے اور توہین اور سامان و گو داؤد بھی کر فرسالا کو ہٹ گئے۔ اس کا ریشہ ایونین و ایشیائی کے کل میدان لوس کو قصبات لاریسا تیرتالہ و کاروتنرا اور نیز و تروکی کے جوہر انونین کا حقیقی قاعدہ آج کل ہے۔ ہمارے ہاتھ میں چھڑو رہا ہے۔ اس ملک کا یونانوں کو تصرف میں نہ جانا باریا لیے جنگی لحاظ سے جیسا کچھ کہ تھا بقدر درمید ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ یہی جند گاہ کو کھٹنے کل یونانی فوج ترکی سرحد کھینچی گئی تھی اسی کے رہتہ یونانی سپاہ کو لکسا و درسد و غیرہ پہنچتی رہی تھی۔ اور یہی جند کار تہ جنوبی یونان سے سلسلہ ریل سبیل قائم کئے گئے۔ سب کو تربیا و لکساں پر یہ درست ہو کہ دو لوہا بھی ہمارا قبضہ نہیں ہوا۔ اور یونانی اسی طوط اور یہی طریق و طریقے ہے۔ یونان کے اوس ملک کی جو وہ میگیٹوس میں سے گذرتی ہے کچھ عرصہ حفاظت معدومت کر کے تھیں۔ اور تو قہر کی حفاظت یونانی جہاز کر سکتے تھیں۔ لیکن دولہ لاریسا ریلوے لائن ہمارے تعریف میں ہے۔ اور نیز یونانی ابا و اس میں بھی جند گاہ صدر لائن کو دیکھتے ہیں ملتی ہے۔ اور فرسالا کے پاس گذرتی ہے کوئی فائدہ نہیں اڑھا سکتے ہیں۔ اس لحاظ دیگر ترکی فوج تقبیل کی جو یونان کا نہ خیر ترین و سب سے بارز و قوی ہے۔ پوری پوری ملک ہو۔ اور سبکی پوزیشن اور فتح آسانی ہے۔ اس کو یونان کے دوسرے خطہ معدومت پر حملہ کر کے خیر سرحدی درون کے بہتہ میں قدر و جیس طرح چاہے۔ کھٹنے لگا سکتی ہے۔

ترکی ہٹ کر اتر میں ۱۰ مارچ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یونانی فرسالا کے قریب ایک سکھ دوم پر بند ہوئے۔

فرسالا لوس کو ہٹ کر یونان اور نیز دولہ کے شمال مغرب میں اس موقع پر بھی جہان دیکھ کر ریلے اتصال ہو گیا۔

کثیرا قاضی ہیں۔ فرسالا اس ملک کا میدان جنگ ہونے کی وجہ سے جس میں تیرہ سو تیس سینئر ۱۲ ہزار فوج سے یونان قریب پائے کو جس کے پاس کوئی فوج تھی۔ قبل صبح میں شکست دی تھی۔ قدیم الایام سے مشہور جلا آکے۔ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ جو اتر اور میدان سلسلہ کوستان و قہر میں کی اوس شاخوں پر واقع ہے جن کے قریب وہ ریزہ میدان شروع ہوتا ہے۔ جس میں اپنی اس سیریل کرتا ہے۔ جو چھڑا سا قصبہ جس میں چھ ایکڑ زمین رہا ہے۔ ابا وین ایک و غیرہ ملکی کل پہاڑی کو کہہ سکتے ہیں۔ یہ تیرہ سو تیس سینئر ۱۲ ہزار فوج سے مشہور ہے۔ اور وسط زمانہ کا ایک شہر کل پہاڑی ہے۔ جس کو ترک تقبیل کو یونان کے اکر کر کے وقت تک نہ لڑاں کا کام ہے۔ یہ ہے۔ اس پر پہلے ہونے سے تمام ہزار میدان کا نظارہ اکھون کے سامنے پر جاتا ہے۔ نگاہ میدان و گندہ بجانب مال اولس کی چڑھوں پر اتر بجانب شمال شرقی اور اتر و پہلی ان کی چڑھوں پر جا ٹھہرتی ہے۔ نہ مانہ قدیم کی حالت تیرہ ماہ دوم ہو گئی ہیں۔ عرف قلعہ کوہ پر ایک پانی زیر زمین عمارت کو کھنڈرات و قدیم قلعہ کی دو سواری و اردن کے نشان باقی ہیں۔ کئی ماہ میں فرسالا تقبیل کے حقد ترین و نہایت ہی آبا و شہر ان میں داخل تھا۔ سبکی سائبہ غفلت و حال کا ابا ایک شہر ہی باقی نہیں بچا۔ دولہ کے بندر کے ساتھ و ترویز کا کالہ لکالا لائن کے درمیان و شہر و عمارت قائم ہو چکا ہے۔ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور

اس سے اوکی رونق خوشحالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ شیش تھبہ سے بہت دور ہے۔ غبار کو روا
شاہ راہ جو لاریا سے شروع ہو کر میلان میں سے ہوتی ہوئی آتی ہے فی کملہ پہنچتی حالت میں ہوتا۔ فرسالت سے چوڑا
چٹانوں کے پہاڑوں کے گرد چکر لگاتی ہوئی ڈو کو کوس کو اور ومان سے وسطی یونان کو بڑی چلی جاتی ہے۔ فرسالت کو لاریا
کے رستہ کو دو کوس سائے ہٹھو کی سافٹ ہے۔

یونانیوں نے اسی کو ہستانی علاقہ میں چرمیلان فرسالت کو وسط میں واقع ہے اپنی پوزیشن نہایت عمدہ موزونہ
تاکم کی۔ ادکا سینہ ابوالی سے طعن تھا اور سب سے پہاڑی سلسلہ کے تنواری پچھو کو کہتے ہوئے تھا۔ ہنگام و لڑائیوں
بلند یونان نے جو بلاؤں کی یا کون اور شہر کے در بیان تھیں اور پوزیشنیں بیجا لیکہ پہاڑیوں نے یونانیوں کو مدافعت کو
پیشہ بڑا کام دیا۔

بلا ترو و نقصان لاریا پہاڑیوں نے جو جانیے طبعی طور پر ترکی کمانڈرون کو غنیمت کا فیض تعاقب کر کے تریغ کی
تاکہ یونانیوں کی گہرے لڑائیوں سے فائدہ اٹھا کر شہر امکان تمام یونانیوں کو جو کمزور میدان تھا اس کی بکرا دیا جاوے
صاف ظاہر تھا کہ پیش قدمی کر طعن اور کس رعایت کیے ہوئی جائیو۔

سب سے پہلے یونانیوں نے لاریا پہاڑیوں کو دو لڑائیوں سے پہلے ہٹا دیا جاکے۔ یونانیوں کی مصافی کا رورہ یونان
کا اڈا اور مدد اس مقام پر تھا۔ یونانیوں کی فوجی لشکر دہائی لڑائی مقام سے سندھو کی کے مہم کو یکجہتی سے جانیے یونانی
فوج کا حوصلہ اور طاقت پہنچا سکتی دلوں کو کھینچے۔ ہٹھو تھے۔ باغیانہ و گھبرائیں کی فوجیت مقابلہ کے تمام امکان کو شکست دین
ہی ہو جائیے لاریا کو شکست کا بعد انور جمہیت کی کادان واکر نہایت ضروری تھا۔

ویسٹو مصافی و مہم کی کھلا جس مقام کو سب کو اول نظر کرنے کی کوشش کی جانی لازمی تھی وہ ٹیو تھا یہ
ویسٹو مقام میں ریلوے لائنوں کا کل اتصال اور اس طرح کو تاکہ یہ واقع ہے جو پھیلو میلان سے
پہاڑیوں میں سے ہوتی ہوئی مندر کو جاتی ہے۔ اسکی جنگی اہمیت میں اس وجہ بہت اضافہ ہو گیا ہے کہ وہ ریلوے کا پوزیشن
مراجعت کرتے وقت اس سے متعلق کہ فیض کی اہمیت کھنڈ فوج کو چھینکے بغیر نہ مکتب کی جاتی ہے۔ اگر کوئی لاریا پہاڑیوں
مستقیم فرسالت پہنچتی ہوئی کرتے تو ویسٹو یونانیوں کے قبضہ میں ہونے کی صورت میں ترکی میسر کیسے نہایت خطرناک مقام تھا
تھا۔ ہٹھو یونانیوں کو تمام فرسالت سے متعلق ہونے کی صورت میں ترکی میسر کیسے نہایت خطرناک مقام تھا۔ ہٹھو یونانیوں
کیا جسٹھو ہٹھو کی فوجی لاریا پہاڑیوں کو ریلوے کے بند میں نگران تھا اور تمام ریلوے کو کو موٹوں کو ومان جمع تھے۔ ترک ریلوے لاریا
سے کوئی روزنگ شاک (گالیان لارچون) دہونے کی وجہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ ہٹھو تمام ریلوے لاریا کے اور کو یونانی
افواج طرح سے قلعہ کی گئیں۔ کو ومان تمام شہر مند یونان پر جو باہم مکمل سب کی شکل بنا رہی تھیں۔ قابض ہو گئے تھے۔ ایک
پہاڑیوں کے ریلوے کو ومان کو ومان کی طرح وہیں جو شروع ہوئی ہے۔ بجانب غریب اس پہاڑیوں کو ومان میں مینقا اور کائنات

واقعہ ہے جس پر ترک نامہ بعض تجار و دوسری طرف وٹھنہ ہے جو ترکی پوزیشن سے نظر نہیں آتا تھا اس پہاڑی کا متصل
تھیں ترک نامہ کا شغاف پانی ایک تیز و سرسبز گھاٹی میں چمک رہا تھا جس کی چاروں طرف گھوم چکل موجود ہیں جن میں کہیں
کہیں تیز و سرسبز پہاڑ اور ان کے درمیان میں سے دیہاتی مساہر کے بنا چل رہے تھے کہ نظر اڑھ کی طرف نظر اڑھ کی طرف نظر اڑھ کی طرف
پلاؤ پتہ کی بارگین و سب سے سے شامشتر میں ہیں یہاں سے ٹرک ہی نہیں بلکہ وہ شامشتر کی شاہ راہ بھی جو دو کو جاتی ہے
ان بارگین کی زمین جو اور دیرین کاٹھا یہ تمام شہر اور اوس کے سوا روڈ کی حفاظت کیے نہایت اہم اور کام تھا چنانچہ
بارگین کو تربت ایک ٹرک دوڑا کر ٹرک کو براہ راست علی ٹاؤروس کو اور وہاں سے براہ راست چلی بنے نہایت کمزور کوئی
ہے۔ سینو سینو غایر کی بندیاں سلسلہ کو ہتھان فورہ طلع سے متعلق ہیں اور ہم پاشا نے انہوں ایک جنگشانی جامعہ لایا
سے خیمہ کو اتحاد قسب میں بھیجی ہے۔

مؤلفین میں نئی پوزیشن میں یہ قائم ہوئے کو ہر پہلا مقابلہ ۱۰ اپریل کو ہوا
وٹھنہ پر پہلا مقابلہ پاشا کے زیرِ کمان جو کالہ دول کی طرف بھیجا گیا تھا اور اس کا قتل و شہوت سے
تصادف ہو گیا اس کالہ میں چار پٹنیں آٹھ نہایت کمزور سارے ڈیرہ میں وچو کوئی کھینچنے، ایک کوئی اور دو چو پٹیاں
تھیں۔ دوسرا مارولی دست کی ملک کو آگے بھجوا گئے۔ ان کو لونا میں نے پسپا کر دیا اور پلاؤ گھٹ بیکور کی بڑی ٹرک پر سوار
طرف دو کو ٹرک سوار رہا تین ماٹھ کی طرقت پلاؤ پتہ سے گدہ باری شروع ہو گئی جس کو باری میں ترکی کو چھانے سے بھی گور گیا
شروع کی بیوقوفی کو لہذا ان دنوں سے اس منہ پر عہدہ داران لڑی دکھائی، ان کو پہلے کو لہجہ میں ترکی تو یوں پر اگر کرے
مگر پٹیاں ایک بھی اس میں نہ تھیں پاشا نے ہادی سے جو کہ ترک کی باتوں کو تین حصوں میں تقسیم ہونا چاہا۔ تاریکی شروع
ہو گئی تھی، اور یوں انہوں کا یہ ترک کی کید لڑی مرحمت کا یہ ترسودہ کر نیکی لئے رضا کو کیدلن بڑو رہا تھا یہیں کو یوں
کو بھی بچھڑا دینے اب سرخست تمام ان میں چھوڑا لیا نا نہایت ضروری ہو گیا تھا، کیونکہ مرحمت کیلئے صرف ایک ہی چل چوڑا
باتریوں کو مرحمت کا مرقعہ دلانے کو کہتے تھے یہ ہیں، نہایت سے خیمہ کے علیا وستان پاشا کو مسرہ کی طرقت بڑو رہا۔ وٹھنہ پاشا
سر پٹ تیار سے لڑا یہ سب کو کہتے ہیں جو کہ کے بعد اول تر ہوئے اور پھر جو دہریں چھٹ پاشا کی دہریں ترک کی کید لڑی
کو طریق سے لڑی یعنی پٹتے تو سن بڑی بڑی کشاوری کرتی تھی جس طرحی طور پر جن کو کچھ نقصان پہنچا یا پہنچا تو بہت
ضعیف لیکن شہنشاہ کے باوجود ترکی سواروں کو کہنے پر برتاؤ یہ ہے اور انہوں نے حیرت انگیز بہت رات و شامشتر کھا
دشمن کو سانس نہ دیا تھا یہ پٹتے کی اور لڑائی کے ساتھ چھ پٹتے صرف اس وقت گھوڑوں کو کینٹر تریوں کی سب کو لڑی
اور دشمن کے زمین ایک ایک گاؤں جا لے ہو گیا عہدہ قرنی کی مشرقی کی طرقت بڑو رہا۔ وہاں میں بروہ کی رویت پٹنیں آئی
جس نے انہوں کو سانس نہ دیا تھا یہ سوار پٹتے بنا شہنشاہ کو دیا۔ اس کی پناہ میں کو کھنڈہ مانڈہ جو جسے چھو بھی تک کھاتا اور پانی نہ لے تھا
کیا نہ لڑا پر اگر کہہ سکی رویت پٹنیں ایک ایک میرانی باجی سے جھلک لڑی تھی۔ اور کو کزین حقو دیکر دغاوی مقرر پاشا۔

عثمانیہ چیف کیشنر مسٹر کیمیا پہنچ گیا اور اسکی زیر ہدایت وہ دو سو کو غنیمت کے مورچوں پر چل گیا کریٹل محمود نے نہایت ہوشیاری اور متدلی سے کام لیا مگر ورینولا غنیمت لگا جو کسی تک رسالہ دلو ریلوے لائن پر حضرت تہاکم از کم کٹر پائینوں کی ایک بچھائی تھی۔ اس نے اس پرل کی دوپہر کو ترکی میٹ کو گو تو ک کمال دلاوری سے اسے پسپا کر دیا جس پر مسٹر کو بھی جو پلا گو تیر اور رضا کو کم کٹر تھا بھی پٹا لینا پڑ گیا۔ اس پسپائی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ترکوں کو دس پٹن اور دو ہاتھوں کی ایک بچھائی مگر ترکی کا ٹھہرون نے فیصلہ کیا کہ جب تک قمر سالہ فتح نہ ہو جائے اب دسینو پر پیر طرہ نہ کیا جائے۔ ۳۰ اپریل کی رات کو کریٹل محمود بک نے شجاعت و ہمتا مست اور جازری و بسات کا غلبہ شاندار اور قابل ذکر نمونہ دکھایا۔

محمود کا ہلہ فوج پیدل کوستانیکا کچھ تھوڑا لانیو لینے اس نے اسے انسرون سو تین کو ایک مہر پر پرجو ہٹاری کو کارہ پتریا اپنی جڑ پٹو ران کو ساتھ مل کر کرنے کی اجازت طلب کی جسکو اجازت مانگو بدراوشنے ہلہ کے فتح کریا سہ ہتھن اوکامیش تیسرے گھوڑا دشمن کی گولیوں سے ہلاک ہو گیا مگر پھر جوا فوج پیدل اپنے سواروں کو آگے آگے بڑھ گیا۔ ایک یونانی کپتان نشانہ باندہ باندہ کہیں آدھروں کی چلاتا رہا مگر کریٹل کا بال بیکانہ ہوا۔ بالائی ایک نا طینوں کا پریل سونے اس کے کپتان کا کام تلوار سے تمام کر دیا لیکن انفسر خود بھی شہید ہو گیا بکشان کی بندوق بہری ہوئی تھی۔ کا پریل فوجاٹ شہسایم ہاتھ سے اس بندوق کو پڑ گیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بندوق دالے پرجو اس کے پاس کٹر کٹا دینا رہا تھا اور کا کا ہتھ صاف کیا۔ پٹیل اس جیل پٹی میں سر ہو گئی۔ اور اسکی گولی نے بہادر و مان شاکر پریل کو دھن مام شہادت پڑا۔ محمود کے اس ہتھن گھوڑوں کے علاوہ ۲۴ سوار شہید و مرجع ہوئے مگر جب وہ مورچہ پر تھایں ہو گیا تو تین طرفوں سے دسیر پٹیلی پوجیا شروع ہو گئی۔ اور پٹیل والے گولہ بھی پٹنے لگ گئے۔ اس سو محمود ہو کر گئے لاجا وہیں پٹ انا پڑا مگر گولیوں کی تار توڑ بارش کے باوجود ترکی سوار قابل تصرف باتریشی پوجی پوجی پوجی ترمیمی اور گھبراہٹ کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔

چلاؤ تپیکہ کی سطح مرتفع نے یونانیوں کی پوزیشن کو مدعت کیلی اسکا حکم گمراہ ہوا تھا کہ ترک توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ اوپر میدان و دونوں پس بندی کی زمین ہی پٹاؤ پیشے کے سخرہ جانے پر یونانی پیلوے لائن کو کوئی غایہ نہ اور ہلکے سواروں کی فوج کو رسد و خیر و پیچیدہ کا ہتھ بند ہو جانا جس کو وہ وقت نہ ضرر من تبلا ہو جاتی کیونکہ تیس کو ہتھائی ملان میں وہ موجود تھی۔ وہاں جو ہتھ ہی کہ رسد و چارہ دستیاب ہو سکتا تھا چلاؤ شپکی اس سمیت کی وجہ سے ترکوں نے پھر فوج مگر بیکانہ غم کر دیا بلکہ انگو وہ یقیناً جانتے تھے کہ اس فوج کرنے کی کوشش میں بہت نقصان دہٹا نا پڑے گا مگر ساتھ ہی وہ بھی جانتے تھے کہ جب ایک دفعہ فتح ہو گیا تو وہ لو خود بخود انکے قبضہ میں آجائے گا جہاں انہیں صرف ہٹاری ہی فوج کبھی پڑے گی میسر ہوگی باقی کی فوج رسالہ پر باز و کپیٹ و حملہ کریٹل نے فایع ہو جائے گی۔ دسینو پر بک نے ٹرائیا

ہوئی تھیں وہ وہاں غنیف سی ہو کر رہیں چشمہ شہد کا بیان کہ جو کہ برائی کی نشان دہانی اچھی نہ
 سنی سارا دن کو لڑے ہی پیچھے رہے مگر تھوڑی سی خوش موثر اور نہایت سست رفتاری سے تھوڑے گونہ رشتہ بہرہ یار
 ماحول اور مقام سے انہیں کی طرح وہ بھی ملے اور شہر شہر میں ہوتا ہے۔

ان محروکوں میں کل چار پانچ آدمی ملتے ہوئے تھے۔ ان میں سے پہلی لڑائیوں میں مصروف کننگان کے زیادہ اہتمامی جارج اور رضا دو چار لون کے ملاؤں اور پرچوں سے جوگون کھٹنے سے اڑتے ہوئے نرم پتھر تو مائین نے یہی بات تو سنا ہے کہ کسی کی تعجب ہو جائے کہ بزرگوں کا یہ کیفیت انھیں کسی کو ہل کر نکل محمد واک کیوری کے جوہر دکاٹنے کے ایک جنگی اہلشی سے فزیکل کو تقریباً دو میل مربع قبیلہ کی گولہ بون کی سہمہ بارش ہوتی رہی تھی۔

اس بہادر فہم کھٹھڑا اوس دیر اسماعیلین جو لٹے زنا می پوزیشن کے بازو پر کیا تھا۔ ہلک ہو گیا۔ اور درجہ کچھ نیچے
ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اور بعد کمال جان بڑھا۔

ولسٹون کی اس بابت عملاً اور متقول حفاظت و مذہبیت کا فخر کریں کہ اس کی کو محال ہے جو اس کا سیلابی کی فینیل کریں
 وہ سس کے دیگر کریں مانوس کا ہمسریا اور علی تعریف و توصیف کا مستحق ہو

جنگِ سنہ ۱۸۵۷ء

[illegible]

قزنا ووس اور لاریس کے تباہی بخش و تہات کو مدیونانی نوح بن غلیم تیسرے متعل کوئے تقریباً تمام جزیرہ کی کھجور

دائیں ہاتھ حد نظر تک پہنچا۔ لیکن تھا۔ دو کو کی طرف غور کیا کہ اس کا کتہہ بند نہ ہون کے دہن میں لڑائی منگ رہی ہے۔ اور اس کو پیچھے اور پیچھے کے سیاہ و مہیب پہاڑ سرنگھٹا کر پڑے ہیں۔ تمام میدان یونانیوں سے جو سرعت قدم اور ٹھٹھاکے جا رہے تھے بھرا ہوا تھا۔ سب کا رخ ایک ہی طرف تھا۔ جو ایک ہی کھڑے کنارے پر جمنا لگا تھا۔ وہ نہ لڑا کرتا تو بخانا آگے بڑھ کر بجایا نہایت عمدہ متوجہوں پر قائم ہو گیا تھا۔ اور ہنگامے سے یونانیوں کے کالوں پر گولہ پرنیک کا تھک چکر کے گرنے پر جب گرد و غبار کا طوفان سطح زمین سے اٹھتا تو بھگڑوں کی زحار اور زہر ہو جاتی۔ اس کے غمی دست و پا کرنے کے پہلے ہو چکے تھے۔ کھڑے کھڑے کھڑے کھڑے جہان سے مسلسل آتشباری کرتا رہا۔ لیکن ترکی فوج پیدل کی کثرت آفریدی نہایت مدافعت پر غالب گئی۔ ترک اور کھڑے کے بعد دوسرے ایک سو دوسری پوزیشن کو دھکیلتے گئے۔ ترکوں کی شیرازہ شجاعت و تھی قابل دیدنی۔ انہوں نے کسی پناہ یا دوط کی حفاظت کو منظور نہ کیا۔ اور با آتوق و قیام بار بار بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ یونانیوں کے گولے کی کثرت گھٹتی کو بھی زمین پر نہ لگایا جلتے ہوئے آتشباری کرتے رہے۔ جب کہ یونانی پل پرست گزر چکے تھے جمع ہو رہے تھے۔ ایک ٹرین فوج لیکر دو کو کی طرف آ رہی تھی۔ ایک بٹھنڈا والا گولہ اس ٹرین کو لگا جس سے یونانیوں کو بہت نقصان پہنچا جس وقت یونانی تبدیل پل سے گزر گئے اور دریا ان کے اور ان کے متعاقب کتہہ بھگان کے درمیان حائل ہو گیا۔ ان کے نیم و درجہ ہون میں بہر کھ سیکھ جانا پڑ گئی۔ اور لڑائی میں ہی تھوڑا سا وقفہ چڑھ گیا لیکن با دم پاشانے اس فتح کے بعد بلا توقف فرسا کر کی طرف بڑھے۔ جائے کا غور کر لیا۔ وہ ایک بڑی بیکریڈن میں آ کر آئے۔ منسل براداروں کی ایک صف اگر دی۔ اور نیم پر پہرہ لکھ کر دیا جس کے دوران میں اسی سخت لڑائی ہوئی کہ کھنڈن پہلے ہی سخت لڑائی نہ ہوئی تھی۔ ایک چھوٹے سے موضع پر جو جانب میں تھا۔ اسی تار توڑ آتشباری کی گئی کہ ترکی سپاہی و ہون میں نظر نہ آتے تھے۔ یہی کھڑے گولوں نے پوری کر دی۔ اور ترک موضع پر قابض ہو گئے۔ یونانی فرسا کر کو ہٹ گئے۔ اور حاکم کے لیے لے گئے۔ چہرے کی پیشین گوئی کے علاوہ کہ گھنٹوں سے غوغا و ہوا شروع ہو گیا تھا۔ مگر جب تک دیکھی روشنی ہی ترک شہر براہ راست سے پھیلنے لگا۔ ہے۔ بازاری پر بازاری پیچھے سے چلی آ کر شہر کے گرد اگر دیکھا جائے تو یہی تھی۔ حتیٰ کہ چاروں طرف سے شہر تو چاند کے علاقے میں آگیا۔ بلا تباہی کے نہ گولہ باری کو بند کر دیا۔ اور یونانی تباہی کے فائدہ اوٹھا کر اپنی کل پوزیشنوں کو خالی کر گئے۔ اور یہاں میں پناہ جالی کیونکہ طرحت کا بہتہ عرضن طرہ میں تھا۔ اور ترک فرسا کر و مکر کوں کی سرگ پر قابض ہو چکے تھے۔ دوسرے دن جب حمی و رمح کے ٹوہین فرسا کر کے تنقہ بندیوں پر قابض ہو گئے۔ تو پھر حمی و رمح کے ٹوہین کی بڑی بڑی کمان آسن پاشانے خوشہ جو بھی قبضہ کر لیا۔ شہر راہ و لہجہ بہادر کا کل سامان جمع تو ہیں اور بہت سا سامان حرب غنیمت میں ملا۔ ایک لکھنوی افسر جو موقع پر موجود تھا۔ وہ دہشی کے محاربات و لہجوں و فرسا کر کی کیفیت جنگی بھر کے پہلو سے طرح بیان کرتا ہے۔ عمر نشاط حمی و رمح کے تین دن و تین متوازی صغین آگے چلے طرح سے صحت آ رہا ہو کہ کو ایک دو تین سب کچھ کے دوسرا دس سے کچھ چھوڑ دینا اور تیسرا اور تیسرے سے فاصلہ پر پہلے کو بائیں ہاتھ تھا کہ

کی طرف سے میرے تینوں اکل جلا جاتا رہا ہرگز یونانیوں کی پوشش کی طرف نہیں۔ بلکہ انہوں نے تیرہ دوسری کیمہ اور فرساکہ کی شکر کو اپنے جو موضع تارسی سے میدان کی طرف اترتی ہو رہی تھیں انہوں سے شکم پر ہوتا تھا۔ یونانیوں کی سمت وہاں چار اور آٹھ پلٹون کے دریاں تھی۔ اور ہر ایک باسی میسرہ پر نصب تھی۔ یہ پہلے ایک سسل گلابی اور آٹھ باری تھیں۔ رہنے کے باوجود یونانی بڑی جگہ پر قابض نہ ہو سکے۔ بعد ازاں چھوٹے پر جمع ہو گئے۔ اور وہ کال بارتھیمی کے ساتھ بند کلو کے کرارہ سے میدان کو بٹھے۔ اور کویتا تب بین صوفسن پاشا کا بگلیٹ تین میدان باقریان اور ایک کوبی باتری بیکل کے بڑا۔ ترکی کے خوب نشان پر گرتے رہے جو عوام یونانی دستہ عقب کو دسکر مشروٹن کا کھیل کر اور شرف پر گرنے لائے ان کی تیلی ہی صف پر پھٹے دکھائی دیتے رہے۔ لیکن بایں ہمد دوسرے دن جب ہم اس موقع سے گزے تو گولہ باری کے مشروٹن نے کوئی علامتیں نہ دکھیں۔ سچے کسی عروج کو شکر کو رستہ واپس جاتے نہ کیا۔ اور تینوں کی ہی بہت کم تعداد دیکھی۔

پس ان اڑتوں میں زیادہ نقصان ہونے کی روایتوں کو کسی قدر مشتبہ سمجھا۔ سبب یہ تھا کہ بطور پر ترکوں کے نقصان کی تعداد ہم نظر پر کی گئی تھی۔ میدان میں بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کر کے بیٹے یونانیوں کو ایک پلٹون تیار کی ہوئی تھی۔ موقع دہلی کو محفوظ رکھنے کے اس کو درپیشی لگتی ہے کہ وہ واپس نہ آئے۔ آٹھ تانہ وہ پلٹون اور ایک باتری سیکے عقب میں جمع کی گئیں۔ اور تینوں چار پلٹون کا ایک کالم اس پہاڑی سے جو فرساکہ کے عقب میں ہے میدان میں لڑا۔ انہوں نے وہاں تعداد یکا یک پلٹون یا دو پلٹون ڈویژن موجود تھیں۔ لیکن تو اس تعداد کا خاتمہ کر دیا۔ اس عرصہ کو لڑائی نہیں کہنا جاسکتا۔ وہ محض تعداد تھا۔ جھک جڑ کر اگر ہے۔ تو انہوں نے فرساکہ کو خالی پایا۔ یونانی ڈو مو کو رس کو ہٹ گئے تھے۔

اور یہاں جب کہ وہ دوسری لڑائی ہوئی۔ پلٹون میں بھی لڑائی ہوتی رہی تھی۔ لیکن **ولسٹون کا دوسرا معرکہ** دستہ کو معرکہ کے بعد جس میں ترکوں کو ترک پیچ رہی تھی۔ انہوں نے حتیٰ پاشا کو کل ڈویژن کو جمع کر لیا تھا۔ یونانی وادی کے جنوب مغربی گوشہ میں ایک نہایت مستحکم موضع پر جہاں سے میدان اور وادی جھکی ملک اور بڑی زمین تھی۔ قابض تھو۔ پہلی گڑھوں اور چون اس موضع کے طبعی استحکام کو بہت مضبوط کر لیا گیا تھا کہ سائے کی طرف سے حملہ کر کے انہیں ہرجے کی خوش کا نتیجہ خواہ کر نہ تو ہم کی میریت کوئی ہی زیادہ کیوں نہ ہو تھی سخت نقصان و ہٹائیکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ معان تو نہار سے زیادہ یونانی فوج متعین تھی۔ کیونکہ مہاکا بلیہ کے نو فصلوں کو وول کو ترکوں کے پٹر کھاتے وقت میں کیا تھا کہ فوج نہار سے زیادہ وہاں کو ہزاروں پرسوں پر تھی ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ فوج حلقی کے رستہ بھی نہایت خوب مالیروس کو بڑی تھی۔ خالی کار تو سونگی مقدار سے جن کو انبار پانچا لگو ووتے تھے۔ ثابت ہو رہا تھا کہ حتیٰ پاشا کی فوج ہم مسلسل آٹھ باری کرتی رہی تھی جو عوامی بلینڈوں پر ساتھ ساتھ حفاظت کی حد تک کھڑی ہوئی آگے بڑھی تھی چٹانی زمین

لاریس پہنچ رہی تھیں۔ اور کوکوسٹینو کے حلقہ میں شریک ہو چکے تھے۔ فی افریقا کر دیگا۔ اور فی صیلا ہو گیا کہ نہ مٹی کی دوپر کو تین ڈوٹرین عینیم کی پوزیشنوں پر حملہ کریں۔ ترکوں نے ان دنوں میں تہی بینی بینی سافینین طے کریں کہ انکا خیال کر کے حیرت ہوتی ہے۔ یہ مٹی کو علی الصبح اور مینو اور مفلوم (ریز و مائیکوس) کے درمیان دو ڈوٹرین حملہ کیلئے بالکل تیار کر چکے تھے۔ اور تیسرے کا مقصد سیرج جانا تھا۔ یقینی تھا مگر عین حملہ کے وقت معلوم ہو گیا کہ یہ سٹینا نے فضل تہمین۔ چالاک اور عیا فیہم ہر بات سے ہنگامہ ہے۔

حقیقی پاشا کا ڈوٹرین قلب دیکر کے میسرو کی مخالفت اور دوسٹینو کے قریب کو درون پر قابض رہ چکے تھے۔ دوسٹینو کے قریب عینیم کھایا۔ اس ڈوٹرین کی کچھ فوج نے کچھ بکسیر دستہ جبل پٹی آون پر گشت کر کے ہائیروس کی شریک ترقیبض کر لیا۔ اور مقام ترقیبضی اپنے ہراول کو مقیم کر دیا۔ اس بکسیر کی بدولت اون دھواں طھون پر جو ہائیروس کی طرف نشیب کھاتی باقی مین دستہ مذکور اور ایک یونانی بریگیڈ مین جس کے ساتھ دیاتین با تریان تھیں خفیہ سی لڑائی ہوئی یونانی ہائیروس کے میدان کو وکیل دی گئے۔ مگر ترک اور کاتنا ب کر سکتے تھے کہ مذکور یونانی ٹیڑھ بات کا حکم کثیر ہائیروس لڑنا نکلنا نہ تھا۔ بلکہ ابھی تک ترکی میسرو پر صرف مسالما ت یہ رہی جو ترک کو ہر پہلی ہے۔

اسی کو ترکی افواج فرما کے گر جمع ہو گئیں۔ اور اوکو پہلے سے مقیم کیا گیا۔ اول۔ دوم سوم۔ چہارم۔ ہفتم۔ ڈوٹرین پہلی صف مین۔ تھریج۔ وجر کی ڈوٹرین۔ دوسری صف مین اور چند پاشا کا ڈوٹرین قلب کو عینیم بنام مقیم کیا گیا۔ میڈیکو اور ٹریس مین تھے۔ تھام۔ اور میڈیکو کی صف جمہور صف اولین کے ڈوٹرینوں سے آدمی مامور کر گئے تھے۔

لے حقیقی پاشا سپلا اور دو سوم در فین سم (جنگ کو پہلے صدر جنرل اور سین پوئیس کشن) مسالما ت تھام تھے۔ ہفتم مین فوج مین داخل ہوئے۔ صدر سرور سے نکلتی ہی عہدہ لکٹھ سے متنازع ہوئے۔ حقیقی پاشا مائٹی نیگر کی لڑائی پر روانہ کیے گئے۔ تو لڑائی میں کینی کے استوار و حکم مقام پر حملہ آور ہوئے۔ جس کارخانہ کے حلقہ مین عہدہ کو لے آنا سی پین پوئیس ٹرینٹ میجر برتقی پائی رشتہ مین سلطان ممبر لوزین خان مرحوم کے ایڈیکاٹنگ مقرر ہوئے۔ اور عہدہ میڈیکو لائی لکٹھ کوز سے متنازع ہوئے۔ اس کے بعد علی حضرت سلطان آتھم کے دوم جمہور مین مقرر ہوئے۔ اور لاٹھ مین ہراد کا ہارون سلطان اولی جمہور مین سفر بور مین شریک رہے۔ ہفتم سے ہفتم ملک رض روم کی کونسل کے چہارم صدر کے رکن جوٹھ ہار اور ہفتم کے سرکوز مین بنام تھام حقیقی پاشا نے جنگ لڑا۔ باوان مین نمایاں بامادی ظاہر کی جس کے صلہ میں آتھم نے بریگز جنرل کے عہدہ سے متنازع ہوئے۔ ہفتم مین تھام بیکو دھار آئے۔ اور جنرل رزرو پوئیس کے مملکت سوزنار اور عہدہ فوجی فوجی پینٹ ڈوٹرین جنرل سے متنازع ہوئے۔ حقیقی پاشا ایرانی فوج کھادی تھے۔ لیکن آول وجہ کے ریاضی دان ناظم دستہ باز کارخانہ اور ہر رو ملک و قوت تھے۔ انہوں نے جنگ سے چند ماہ بعد بنام سیلی اکثر ہفتم مین فوت ہو گئے۔

میل سو میل تو سالہ کے جنوب میں تھی۔ دس ٹن ترخیال پر تقاض ہونیکہ لیے ہجیدہ گئی تھیں۔

ساتواں ٹوٹن دیریکان جسی پاشا جو پہلے کا ٹرینا میں بکھا گیا تھا تمام مکمل لاپرسین جج ہو چکا تھا اور
درہ ملونا سے ٹرنا دس تک کہ رشتہ کی حفاظت کا کام دروارہ کی دستوں کے سپرد تھا۔ عرض ساتون ٹوٹن اول۔ دوم
سوم۔ چہارم۔ پنجم۔ ششم۔ ہفتم۔ ادریس۔ دو لو فرامین شلش کی شکل میں تعمیر تھے۔ سینہ ترخیال میں تھا۔ جہاں ایک مضبوط ریگڈ
ماور تھا۔

پہا کوہ شہی سے اسی تک کہ مسلسل جدوجہد و محنت کر کے کافی آرام مل گیا تھا مگر یوں جارحانہ کارروائی کو
جاری کر کے یونین میں ایک سیاتیر ہو گیا تھا جو سب فوٹیا پند کیا یعنی شہر آدھم پر فضاں ترکی انول سیکر سیلی اپا
کو اعلیٰ کا ڈرائیو تھے تھے۔ اور اس تیسرے فوجی کارروائیوں کے بعد اہم کے تعلق وہ ربط و تعلق حاصل ہو گیا تھا جسکی شدہ
خبر تھی۔ اور اس امر کی غیبت توقع ہو گئی تھی کہ اب پھر جارحانہ کارروائیوں کے شروع ہونے پر دونوں فوجیں ایک ہی مدعا نظر
رکھ کر ایک دوسرے کو دشیدوش کارروائی کر گئی۔

ترکی صفا دین فرسار سے دو ٹونک پھیلی ہوئی تھی اس کو بالقابل یونانی ڈو کو کوس سے ہاتھ میں نکالتے تھے
ڈو کو کوس میں اور ایک کوراری کو (دو ڈوٹن) اور ٹلیور میں ٹنٹری کا ایک مضبوط ریگڈ۔ ایک رسالہ ویا میں لایا
اور پڑھا جہاں کات کا بیروت حصہ موجود تھا۔ جو یونانی فوج شہی کو دیکھتے تھے تھے۔ اور اسی دن رات کو دت تو لو سے جہازوں
پر سوار ہو گئی تھی۔ اور اسکا کچھ حصہ ڈو کو کوس کی فوج کی ملک کو بھیج دیا گیا۔

یونانی فوج کی نسبت بالکل باطل پر یونانیس کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت اسکی حالت کچھ اچھی تھی جس کو جگہ منتون
سے پپائی کے سوا اور کوئی کام نہ ہو جو اس شتا میں ایک فہ جو اس باندہ بھی ہو چکی ہو جسے اپنے افسران پر کوئی ہر وسہ نہ کیا ہو
اور زمین تربیت و نظام جنگ کا نام و نشان نہ ہو جو کچھ کچھ تعمیر و ترمیم کے واسطے آئے تھے اور اسکی فوج اسکی فوج
فریقہ دہر و بندوں کے جناب کاشکاروں اور ادا کوئی بلون اور اعلیٰ سے مانوس ہون مگر فرض کے نام سے بھی فوج
ہوں۔ یہی فوج کو ہلاک طرح جنگی امراض لگے گئے گمان حرب کو محفوظ ذخیرہ میں نمایاں قلت اور قیون کی تہ۔ امین بہت تھی
ہو گئی تھی کیونکہ ہر جہت کی تگڑ بارہ کی دفر مقدار اور ایک یا دو باتریان بھی پیوٹر و جاتی رہی تھیں۔

عجب کہ کار و تربیت یافتہ فوج کے خدا ان کی وجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی امور کی غلات و رزق کی مسلسل
ہوتے تھے۔ یہی ریشال ایک لڑکا تھا دنیا کا گھٹ کر گیا۔ یہی چوکیان بالعموم صفائی و صفائی کے فاصلہ پر پٹیاں جاتی تھیں
کہ اردن کو سپائی کے وقت اپنی فوج کو جاملے کیلئے بالکل بلا مدار و ملوئے فاصلہ طے کر کے پڑے تھے۔ ہوسا میں کے آرام و
آسائش کو بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔

ٹرنا دین اور ادریس کی طرح رسالہ اور ٹیوٹین بھی یونانی فوج کی جمعیت کرتا کہ کھلا اور سند سے تعلق قائم کرنا

یونانی فوج کی نسبت بالکل باطل پر یونانیس کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت اسکی حالت کچھ اچھی تھی جس کو جگہ منتون سے پپائی کے سوا اور کوئی کام نہ ہو جو اس شتا میں ایک فہ جو اس باندہ بھی ہو چکی ہو جسے اپنے افسران پر کوئی ہر وسہ نہ کیا ہو اور زمین تربیت و نظام جنگ کا نام و نشان نہ ہو جو کچھ کچھ تعمیر و ترمیم کے واسطے آئے تھے اور اسکی فوج اسکی فوج فریقہ دہر و بندوں کے جناب کاشکاروں اور ادا کوئی بلون اور اعلیٰ سے مانوس ہون مگر فرض کے نام سے بھی فوج ہوں۔ یہی فوج کو ہلاک طرح جنگی امراض لگے گئے گمان حرب کو محفوظ ذخیرہ میں نمایاں قلت اور قیون کی تہ۔ امین بہت تھی ہو گئی تھی کیونکہ ہر جہت کی تگڑ بارہ کی دفر مقدار اور ایک یا دو باتریان بھی پیوٹر و جاتی رہی تھیں۔ عجب کہ کار و تربیت یافتہ فوج کے خدا ان کی وجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی امور کی غلات و رزق کی مسلسل ہوتے تھے۔ یہی ریشال ایک لڑکا تھا دنیا کا گھٹ کر گیا۔ یہی چوکیان بالعموم صفائی و صفائی کے فاصلہ پر پٹیاں جاتی تھیں کہ اردن کو سپائی کے وقت اپنی فوج کو جاملے کیلئے بالکل بلا مدار و ملوئے فاصلہ طے کر کے پڑے تھے۔ ہوسا میں کے آرام و آسائش کو بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔ ٹرنا دین اور ادریس کی طرح رسالہ اور ٹیوٹین بھی یونانی فوج کی جمعیت کرتا کہ کھلا اور سند سے تعلق قائم کرنا

کامیاب رہے۔ اس وقت تک ترکون ننان درون باتون کی طرف توجہ نہ کی۔ وہ صرف اسی پر توجہ دے کر غیثت کے ایک بار
پر کثیر فوج تھک کر یزید سے فوجیوں کی پوجہ کر رہا تھا۔ انہوں نے دشمن کی اوجھٹ کا بہتر بندہ نہ کر سکا تھا۔ یہاں پہنچ جانے پر
مجدد کرنے کی کوشش نہ کی۔ اگر تیری پاشا کا ڈوٹین فرسار پریشکے تفرہ وقت پر پہنچ جاتا تو یقیناً ولی عہد بادشاہ کی فوج
کا کام تمام ہو جاتا۔ اس طرح اگر دسینہ و لوہو سرک پر حملہ کیا جاتا تو سندھ سے بے تعلق ہو جاتے کیونکہ جو سے یونانیوں کی ترکی
تمام ہو جاتی۔

غیر بہرہ ماقت اور افاتی ہو چکے باوجود ترکون نے اہل کوئی نمایاں تفرہ نہ اڑھایا۔ اور کامیاب جہازات کو زبردستی کی
وجہ سے انکو خارج زمین کوئی مدد نہ دیا۔ اور بنام برین یونانی پی جوی طاقت کی تھیل جہازوں کو شکر کا قاعدہ کچیل اور
اساس حرکات کا کام دیتی رہی۔ کیونکہ دیگرے نیا ماسن ڈیوٹین لینے اور فیصلہ کن جہازانی سے پہنچنے میں کامیاب نہ
رہے۔ اگر یونانیوں کے پاس تربیت یافتہ اور خوب نظم فوج ہوتی جو متعدد زمین خواہ زیادہ نہ ہوتی مگر مسلسل حرکت اور سرکاری
کی شقت و تھکیت کا باقیات متبادل کرنے کی قابلیت رکھتی تو وہ اس نوعیت کو منظر اور پیش ہا فائدہ اڑھاسکتے۔
کوسا مل پر چاہیے بلکہ زمین میں نہ لانی جہازات ان غلیبوں میں ذہل ہو کر باسانی تا شکلی پر نفع آسکتا ہے جو
جمہیت کی ترکی فوج کے لہری و متون پسلس حملہ کرتی رہا۔ اور کو پس کر سکتی تھی اور جو پھر سے ان سونوں کو کامیاب نہ جاتی
تو جہت جہازوں پر لوہو کر غائب ہو سکتی تھی۔

یونانیوں نے موجودہ کی طرف دو مختلف سمت اختیار کرنے میں بھی غلطی کی۔ انہوں نے کچھ فوج فرسار کی طرف بٹائی۔ اور کچھ
دو لوہو کی طرف۔ اگر وہ سب کسب و کار کو بٹھنے تو معارب کا تھقی قاعدہ و اساس کو کو قرضہ میں رہتا۔ جو دیو یونانیوں کا محل تھا
اور ایسا بندہ رگاہ تھا کہ فوج کو براہ رست و مان سے ملکا اور سد و غیرہ سبب سے کئی مگر غائب انہوں نے یہ سمجھا کہ کیا کرے
انہیں کارہ نہ نیم کیے کشادہ ہو جائیگا۔

اگر وہ تھین کی ہی مخالفت کرنا چاہتے تو انہیں وہاں ہتھکڑی کر کے لے کر کھلا چھوڑ دیتے۔ اور تیس کی طرف ہٹتے
کیونکہ تھین کو صرف وہیں سے ہو کر رہتا جاتا۔ اس صورت میں وہ لوہا چند دن پہلے یا پھر غیثت کے قرضہ میں چلا جاتا تو کوئی دن
نہیں رکھتا تھا۔ مگر ہوا ملے ہیں ہی یونانیوں سے غلطی ہوئی۔ وہ انہیں کارہ نہ رسالہ سے بند نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ صرف کہستان
اور تھین سے قبضہ نہ اڑھایا۔ و پیکر پوزیشن جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا نہایت شکم تھی اور کل یونانی فوجی و مان سامی
ہو سکتی تھی۔ مگر اعلیٰ کمان کنسل آئوس کے سپرو کی جاتی۔ اور کل فوجی طاقت و مان جتھے ہوتی تو غائب جہزہ و ہوا پاشا بھی
اور کو باڈو پر چھوڑ کر تھین کی طرف بڑھنے کی جرات نہ کرتے۔ بلکہ سبب دشمن کو اس پوزیشن سے ہٹا لینا ضروری تصور کرتے اور
یہ ظاہر ہے کہ اگر ملے ہوئے و محظوظ پوزیشن میں جسے مورچوں وغیرہ سے باسانی اور بھی محفوظ کیا جاسکتا تھا۔ مگر فوج نہ
ہو تو ترک فوج براہ کئی دن تک متواتر حملے کرتے رہے۔ بعد میں شکل اس معامیہ کامیاب ہو سکتی۔

مگر یوں نہ کہ غلطی سے وہ مات لڑا بلکہ مختلف روش سے اپنی اس کی ترکی فوج و لوہو پر قابض ہو گئی اور اس کے گرد و ننگ لگا کر جو تمام وہاں جمع تھا لقمہ کر دینا اور ان کی مرضی پر عصر ہو گیا۔ وہ لوہے کے قبضہ کو بعد ازاں قوسملی خدمت تیار اور بہت سوچ بچار کے بعد ڈوڈو کو اس اور دھرم کر کا کوٹھنگی تیار کیا۔ ان کی نیند تو لوہے کے قبضہ پر متعلقہ وہاں کی وجہ سے ایک خاص قسم کا وہم تھا۔ وہ اس طرح سے ترک کر کے قبضہ میں آیا۔

فوج ابھی وہاں سے روانہ ہوئی تھی لیکن جنگی جہاز جو بہت وجہ لڑائی کیلئے تیار تھے یہاں حال بندر گاہ میں فوج تھے۔ شہر ایسے باشندوں سے بھر ہوا تھا جو ایک دوسرے کو خون کے پیاسے تھے۔ یونانی جنگی جہازوں کے علاوہ یورپی فوجیوں کے جنگی جہاز بھی پہنچ گئے۔ یہ وہاں سے انہوں نے اپنی حکایت کی خاطر کیلئے جو سی سپاہیوں کے دستوں کی پڑا رہے۔ یہ کوئی تین لاکھ تک تھا کہ علما ان شخص شہر کا مالک ہو۔ مختلف پارٹیاں اور فوجی ایک دوسرے کا گلا گھونٹتے کو تیار تھے۔ ایک ناز کا اپنے دوستوں میں صورت حال کی یہ دلچسپ کیفیت کھتا ہو۔

شہر میں داخل ہونے پر وہاں جب دلچسپ سامان نظر آیا تو انگریزی فورسز سی ایل میں بری سپاہیوں کی ڈیریاں دس دس پندرہ پندرہ کی جاعت میں اپنے اپنے تھکے تو می جھٹکے ان کو اور ٹھکانے اپنے ہم وطنوں کو حسب ضرورت ملادینے کیلئے بالکل تیار بازاریوں میں کھڑی تھیں۔ اس لیے کہ ان کے کانہ سے یونین جیک (انگریزی علم) کے سایہ میں خوش خوش اور اندر بہرہ برتتے۔ انگریزی علم ہمارے سروں پر لہرا رہا تھا۔ اگر کوئی جہاز شہر پر گولہ باری کرتے تو ہم نے انگریزی نشانیوں پر سوار ہو کر انگریزی کنبوٹ پر ڈھکے پر چلے جاتے اور پھر اس انگریزی سرزمین سے بالکل محفوظ وطن غافلہ پر چلے جاتے۔

وہ درجنوں لادہم پاشانے وہ لوہے کے ان چار تو فصلوں کی محنت بڑی وہیں بقام و زمینوں کے ہوئی انی اور جو کو کہلا چکا کہ وہ وہاں میں باس ان مان ذہل ہونا چاہتے ہیں۔ پھر غریب ایک کو غیب جھنڈا اور کراؤ کیا گیا۔ میں اس کے ہلے تھا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو اس کے کھوکھلے باشندوں نے ہمارے کرتب سے ہمارے ہمتاں کی دھڑلے میں نکلے ہوئے تھے۔ لوگوں کا جھرم جھمک گیا اور ان کے ہمارے گرد و باجم جمع ہو گیا۔ سب کو نہنگے ہوا اور آدمی کی بجائے زیادہ خوشی اور کچھ بڑے سے بڑے تھی۔ یہی بات ان کے جمع کی تعداد انہوں نے ان کے پیچھے پہلے تو ہمیں بڑوں مال کا پتہ نہ مل سکا مگر ان کے مری تو اس جو یہ زانی چل سکتا تھا پوچھا پوچھا ہمیں ان ملک کی کیا ہم نے ہمیں ذہل کر کہا کہ ہم بڑے بڑے مری تو اس کے بھٹ پر دیہات میں سیدھی سیدھی اکوین چاہتے ہیں۔ مگر وہ نہلا تھوڑے سے تو ان کے بعد ان کوئی جو بڑے مری کی عدم موجودگی میں قیام کی کوئی چیز پہنچا۔ غریب ایک نوٹس مائل کا اعلان دکھایا۔ ہمیں ان کے پاشانے یہ کہا تھا کہ ان کے تلم باشندے ترکی پناہ میں اپنے گئے ہیں اور ان کو جان مال کی حفاظت کی جائے گی۔ وہ سب سے تورا بنی باس ان اپنے اپنے روزگار میں

جب سید کوئی اعلان کو پڑھ چکا تو ہم سب آواز بلند کو گون کو سنائیں گے جسے کہتے ہیں دت اہم میں پہلے کہی ایسا تو تلخ نظر نہ کیا تھا۔ ہم نے زور و اور اوپر کو اڑھلے ہوئے چہرہ میں کاستلاطم نہ دیکھا جو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والا غافل کوشش کیے چون کوش روزہ دار آواز اشد کہ عجب جیبری کے ساتھ منتظر کھڑے تھے تو نایام غلامان کو بلند پڑھنا شروع کیا۔ اگر ایسی آواز ایسی بہت تھی کہ کوئی مطلب نہ سمجھ سکا۔ لوگوں نے پکارنا شروع کیا۔ بلند آواز سے پڑھو ہم کچھ نہیں سن سکتے تھے۔ اس پر سید کوئی نئے نئے نوچہ شروع سے آواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ اور اس نے غصہ طلب لوگوں کے ذہن نشین ہوتا گیا۔ اور جب انکو اعلان کا مدعا معلوم ہو گیا تو کل انہوں نے براقتبا خوشی کی ایک جیسی سانس لی اور پھر کیا لگی سب بیانتہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ پکار اٹھے۔ خداوند کریم سلطان کی عود و آواز کو سہ تکرار دیکھ سلامت رہو۔ اعلان کا پڑھ رہے جانے کی وقت ہمیں تین یونانی جنگی جہازوں کی سیٹھ کلین بندہ گھیریں دکھائی دیتی ہی تھیں۔ یونانی اہل ایچو کا بھی ایک جہاز وصول نہیں ہوا تھا۔ یہ غیبی کب نہ ہے اور دو امانہ نگاروں کو یونانی کمانڈر کا فیصلہ معلوم کر چکے تھے۔ اس کے جہاز پر بھی ایک تین ہمیں گھاس پھسی دول انہی کے جہازوں کے کپتان میر ایچو کا سپنا ٹوٹے ٹکڑے اور اسے کہلا بھیجا کہ جب تک مجھ پر اطمینان نہ ہو جائے کہ ترکوں نے فی الواقع باسری امان شہر پر قبضہ کیا ہے میں بندہ گھیریں رہو گا۔ یہ سیکرٹیب یک نو سپر لا کی بطور جواب دیا کہ سلطان نے غلط کی افواج اس پر قبضہ کے باشندوں کی جو غلطی سے متحمل کی ہو حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ پوچھیں گے خواہ ادا کر نیکی بے صرف ایک میڈن شہر میں داخل ہوگی۔ باقی فوج باہر مجبور بن گئی۔ اہل ایچو براہ مہربانی تشریف لے جائیں۔ روزہ ہم اسکی موجودگی سے جو نتائج پیدا ہو اسکے دعو دار نہیں ہونگے۔

فصل دوازدہم (۱۲)

جنگ ڈوموکوس (۱۲) مائشل ادیم پاشا نے ۲۱ مئی کو فرسالدین اور اسکے ارد گرد زبردست جمعیت فراہم کر لی۔ اس کے علاوہ مینہ دیسرو میں برتھام تریکالو و دیسٹینو ایک ایک زبردست ڈویژن موجود تھا۔ پندرہ مئی کو سید کو رٹر کے ہسٹون نے غنیمت کی پوزیشن کی گواہی کی جس کے دوران میں کچھ حملہ لے اس کی فتح پر ادیم پاشا نے جلالت آب کی خدمت میں ۲۹ اپریل کو یہ امارا سال کیا تھا۔ کچھ ۹۰ ماہر کی شام کے کچھ ترقیا کو فوج ظفر صبح نے فتح کر لیا۔ اور شہر میں داخل ہوئی۔ پہلے خریفی کیونانیوں نے دوسرا ہم آہم آہم قیدیوں کو رکا دیا۔ اور انداز بندہ سید پیر سامان حرب کو امان شہر کو بریں فرض حال کر کے چلتی ہوئے کہ اوس سے ٹکرون کا مقابلہ کریں۔ باقی دیکھ سکتے ہو

کہ وہ دو کوس کے شالمین ایک نہایت مضبوط و قلعہ پر قائم ہے۔ اوسکی پوزیشن کا سامنا جھمیل میں پھیلا ہوا ہے اور چارہ طرفت مورچوں اور لڑائی کے گڑھوں کی چھتہ قطارین اور پونچھ تیار کر رکھی ہیں۔

۱۷ اسی کو اس پوزیشن پر حملہ کرنا حکم صادر ہوا اور دشمنہ جہزوں انوں کو پیش قدمی کی ہدایت لگائی۔ بجا بن سید عیسیٰ پاشا کا ڈوئرن ایک کالم میں دو کوس کی شاہ راہ کے دائیں اقصہ ہشی عمراور گیر لیر کے رہتہ تیسرا اور سکا پاشا کو اور شاہ ط پاشا کا ڈوئرن جس میں تین بریگیڈیں تھیں۔ ایک کالم میں شاہ راہ کے دونوں طرف اگڑے۔

قلب میں تھری پاشا کا ڈوئرن جس میں دو بریگیڈیں تھیں۔ دو کالموں میں شاہ راہ کے مشرق میں دریا۔ ترواقی کھایا۔ اور کرکوتہ باکریتو پونا ی پر ٹپڑ ہے۔

میسو پر مدح پاشا کا ڈوئرن ترہ چالی (کرکوتہ) اور کرکلی کے رہتہ فیمن کے مینہ اور خطہ حببت کی طرف جاتے اور صید پاشا کا ڈوئرن قلب کے اقصہ میں برکھن قدمی کرے۔

حملہ کی تاریخ سے ایک دن پہلے ہی ۱۷ اسی کو تھری پاشا کو الیہ دس پر مشتمل کرنیکا حکم چوکا تھا تاکہ وہ تفریق ہو کر اس کے شمال مغرب میں ترواقی کے قرب و جوار میں خیمہ پکایا ساتھ حملہ کر سکے لیکن پھر فوج سمیت وہ پاشا کا اگر ہاتھ بچا تبھرنا کران سون برگ کی یادداشتوں کے مطابق جسو جرن گورنٹ نے باضابطہ طور پر حالات جنگ کی خبر دیتے ہوئے کہنے کی تھی فوج میں بھیجا ہوا تھا۔ اون تینوں ڈوئرنوں نے جنہوں نے ایک ساتھ عظیم پر حملہ کرنا تھا۔ اسی کو علی الصبح چار اور پانچ بجے کے درمیان حرکت کی یہ جو موصوف کو تحریر کردہ حالات باقی کل نامہ نگاروں کی تحریروں میں صفائی بیان علی تجربہ و مہارت۔ سلاست و فصاحت اور ہم حالات کو نظر انداز نہ ہونے وغیرہ بہت ہی خوبصورت و مختصر بیان ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) یکیدان (کمانڈر) پہلے فریق کاغیری پاشا شہر میں داخل ہوا۔ اور یہ شہر بارشائے کرکھم ہاتھوں کے اندر شخص اوقات حرب ہمارے تحویل میں نہ دیگا۔ ہزار باد یگا اور زیر جس کے پاس نوجی ذخیرہ ہوا جس کو لگی (طالع) ہونہ حاضر کرے۔ ورنہ زخمیا کرنے والا بھی مستوجب سزا ہوگا اور پاشا دیگا۔

تعبہ نوک اور تعبہ تاروچہ کے کل باشندوں نے بلا تفریق سب دوستی و غرور و دلچسپی اپنی حالت اپنی حالت اور نظم کے حسب خیال میں گزارا کیا۔ چند روز سولہ برس کو ہم لوگ یونان کے دست نگاہ سے تیار کرانے کے جو وقت میں جو رہا کرتے اور سچا رہا کرتے کہ جب یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اٹھانے کے لئے لگا تو یہاں تک پہنچے ہی ہمارے سربراہوں نے اور ہر قسم کے مال و سامان کو تیار و برابار کر کے ہلکے بھرتے کیا۔ چند ہفتے چلتے رہے لیکن یہی فکری پر کرانے سے جنہیں ہوتا تھا ان کے کہ کرانے کے لئے آہنچا اور تیار ہوا ان میں یہ قوم ہماری نہایت کی محافظ چارہ نگاروں کے سامنے رہا اور ہر حال میں ان کے کاموں کی پوری پوری سامانی نہیں ہماری بہت ہمت ہو کر ہمارے دیئے جانے والے ترکوں کے ہاتھ میں ہماری دولت کو بھگتے پانچا ہوا ان کو کوشاں کرانے کے لئے کرانے کے لئے ہمت کیلئے ہلکے یونانی گورنٹ کو حاکم کرانے اور اس کے دست تھری سے نجات دلانے میں سامانی ہونے۔

دس سو صبح کے وقت تیرہ پاشا کو ڈویشن کا ہرول میں انتہائی سینہ پر بمقام سیمو یا غنیم کے سر پر پہنچایا۔ اگرچہ زمانہ یونانیوں کی ایک تھڑی سی کمزور خدمت اور بوسیدہ کیواری موجود تھی مگر تیرہ نے ان کو تباہ کیلئے ایک سالمہ انشٹری ضبط کو صفحہ اکر اس طرح نہایت قیمتی موت کا ایک گھٹے فساد کیا کیا کیوں کہ اس معرانی اور فصول تیار کیو جس سے وہ گیارہ بجوسے پہلے تیرہ یا پرتا بعض نہ ہر سکا احمدی پاشا کے ڈویشن کا ہرول بھی دس بجے کے قریب فوج میں گونج گیا۔ اور اس طرف سے شام تک اشتباہی کی آواز بارشائی دیتی رہی قلب بن احمدی، انشا ط اور نیزہ منہ پر تیرہ پاشا کو اوسدن حسنیل صحت پیش رانی، انشا ط کے ڈویشن کا ہرول غنیم کی پوزیشن کے سامنے جو ڈو کوکس کے مقابل تھی، دوپہر کے قریب پہنچا اور سوار اور جو غنیم کی سب سے بالائی صف میں پانچ قطعی چار کپ توپوں سے اچھ گولہ باری شروع کر دی۔

تیرہ پاشا کے ڈویشن نے تیرہ کو فتح کر کے بعد تیرہ کے قریب غنیم کی چار پلٹون اور کئی سیدائی باتریوں کو جو غنیم اور بالائی کی درمیانی بلندیوں پر تکرار میں انہیں صف آرا ہوئی تئیں نیر و آزمائی شروع کی یہ بلندیوں ڈو کوکس کو قریب بائیں ہاتھ واقع جن سمیت یونانیوں کی دوسری صف و انشا ط کی فوج سیدل پرتین باتریوں سے گولے رسا تو شروع کر دیئے سائین پورٹا حاکم ہراولی ہائی کمال شجاعت کو ساتھ پیش قدمی کر کے یونانی توپخانہ سے ۲ سو گولے کے فاصلہ پر پہنچائی سلاطین تین جو دوسری تکی ہائی کو حامی، اور پانچ گولہ ڈان آباتیان جمع ہو گئیں جو ترکی قلعہ کی یونانیوں پر ات پڑ جانے کی نسل گولہ باری کرتی رہیں۔

تین بجے کو ہم ٹپہ نظام بریگڈ یعنی اٹلی ریا نوپل کی ۱۳ ویں و پندرہویں رجمنٹیں اجماعاً سرٹفل سے مسلح تیار یونانیوں کی چارم سرم، دوم و اول صفوں کی انشٹری پوزیشنوں کے دس سو تھہرہاں میں غنیم یا سو پونجی تھارین آئیں جن کو ان کے کسٹ نرادیہ ہائی تھین حکمران کے لیے کما قابل متبار و حیرت انگیز شجاعت کو ساتھ مسلح ہڑا کر بھی تھڑی دی کیلئے تھیرا۔ پر کیا لگی تیری کے ساتھ دوڑ کر کچھ فاصلہ طے کرین۔ حکمران کو صرف ایک رجمنٹ صف آرا ہوئی۔ دوسری بڑی یونانی پیش قدمی شکر کو دین اٹھ کے علاقہ میں سے لگینی جب حکمران نہ بریگڈ یعنی رجمنٹ نو سو ایک ہزار گنا فاصلہ طے کرین تو پھر پہلی اشتباہی کی انداد ہند بارش شروع ہوئی غنیم کی پوزیشن بھی تیرہ سو گولے کے فاصلہ پر تھی جس پر اس رجمنٹ نو ہلاکت، ادا طے کرنا تھا غنیم کے ڈو تھا غلبہ و فوقیت کو با صفیہ شجاع رجمنٹ مراد اورا گے بڑی تھی غنیم صرف چار یا پانچ سو گولے کے فاصلہ پر ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر رجمنٹ نو کو نیزہ منہ استقلال و ثابت قدمی سے اپنے موتہ پر قائم ہو گئی۔ ایک تینس نے پٹھانہ نوٹری المردب کو سٹائیگی پڑ جانے تک ایک قدم اٹھائی جگہ سے نہ ہٹا اس رجمنٹ میں چھ چھ سو آدمیوں کی پندرہ بلٹین تھیں جن میں سے چھ سو گولہ کے درمیان اس ہلہ میں شہید ہوئے۔

شام کو چھ بجے کو قریب پہلی مرتبہ بریگڈ کی دوسری رجمنٹ اپنی ترقی رجمنٹ کی مدد کیلئے آگڑ ہائی گئی جب تک ایک سپاہی بھی حالانکہ اس کے تمقدار آدمی ضائع ہو چکے تھے، اوکلی رو کو نہ بھیجا گیا تھا۔ ورنہ پندرہ تیرہ نے بھی بالآخر غنیم کو اپنے پاس گئے

پاکر کے نشانہ کے سین پر اپنی فوج کو اور سر نصرت آرا دیکھا اور دہشتناک کے دوسرے ڈوئین نے پورائی کوئی کریم شام کسات بچے کے قریب نشانہ کا تیر لپڑا گیسٹ صفا مارا ہو کر آگے بڑھا مگر کون کو یقین نہ کیا کہ یونانی اونکو ایک کے جواب میں متدکہ صدر رجسٹرون پر بال مقابل دما دو گئیے اور یہی بال مقابل بلکہ کر دیکھنے اور نہ کا متقابل کر کے نیو تیر لپڑا گیسٹ آگے بڑھا گیا تھا مگر گہرا یونانیوں نے کوئی نہ کیا۔

تو یہی سازت تاریکی کے بعد تقریباً نو بجے بند ہوئی یونانیوں کی پوزیشن میں من ساری رات آٹا و جیو رہے مگر وہ اپنی کی سبک معلوم ہو گیا کہ وہ تمام نو تو جھوٹ کر روٹ کر ہو گئے ہیں۔ اور یہاں بھی اپنی توچین بھی چھوڑ گئے ہیں۔ اور نہیں اس لپڑا ہونا پڑا کہ متدکہ پاشا اونکے بازو پر پہنچ گیا تھا۔

وحشی پاشا کی ڈوئین کا مقابلہ دن بھر کے قریب وصال کے قریب وجوہ میں ہوا۔ جہاں تک نے یونانیوں کو دستہ متدکہ کو بڑی بڑی اور اصل پوزیشن کی طرف ہٹا دیا۔ اس ڈوئین نے کس قدر شمال اور تسی کے ساتھ حرکت کی مگر شام کے قریب وہ پورائی تک پہنچ جاتین جڑو کو کس کے شامشقی چینی کا سیاب ہو گیا۔ اور وہ اپنی کی رات کو یونانی سین پر شب باش ہوا۔ مددی کا ہمایو سیر و متدکہ پاشا تباہ و جھج کے وقت غنیمت کو سا ملے کا کو بچ کر گل پہنچ گیا تھا۔ اور طرح درہ تو کاسے وہ بھی کس قدر فاصلہ پر تھا مگر فاصلہ کچھ زیادہ تھا۔ اور یہی اس نے یونانیوں کو آدھ اپنی کی درسیانی رات کو دو کو کس سے چارینے پر مجبور کیا مگر چلنے پر متدکہ کون کو ہو گا دیکھنے کے لئے آٹا و دیگر روشن جھڑ گئے جن کی دشمنی سراسر تیر بھی تون کر کے کہا گیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ یونانی باربر جو دین۔ اونکو کہیں بکرا بچ بکرا سب کا نچرہ علم ہوا کہ یونانی پوزیشن میں خالی پڑی ہیں۔ یہی بکرا کرنے اس لڑائی کے حالات متدکہ صدر نو میا و متدکہ کے ساتھ تحریر کیے ہیں بکرا متقابلہ پر لڑائی میں نہ کر کے مارنے کی طول و شرح و چسپ تحریر کا درجہ کر دینا نا مناسب نہ ہو گا۔ نامہ نگار مذکور یونانی ہیڈ کو ایلر کے ساتھ تھا۔ اور وہ اپنی کی لڑائی میں کئی کیفیت قلم بند کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہو کر یونانیوں کو یقین تھا کہ اب اور لڑائی نہیں ہوگی اور وہ بالکل اونکو تو متدکہ کی کہ ترقیق میں نامہ و پیام شروع ہو گیا ہے جس کا نتیجہ انوکا جنگ ہو گا۔

نامہ نگار مذکور جب یونانی حکمرانین پہنچا تو ان سے فوج کے تھکے بین صورت حال نہایت ہی اتر بولی۔ سپاہی بے ترتیب بہت سے حال بارش در کو ہی سردی میں بے پناہ فرش خاک پڑی ہوئے تھے جنہوں کا سیاہ اور بجا بھی اونکے بے موجود نہ تھا بلکہ کین گارڈوں سے چہرہ مروج۔ بیمار اور سامان و گودام باقی اٹھی ہوئی تھیں اور تمام کمال جو اسی کے ساتھ ڈون کے نیچے سے جتی اسکان و لغو و فوج بکرا کیے۔ اور ہر دوڑ و جھڑپہ رو پھوٹا ترک تین ترکوں کے رستہ جو خاسی واری کی چوٹیوں پرستہ تون جو تین فرار سے جنوب کو آتی ہیں۔ آہستہ آہستہ اگر بڑھ رہے تھے انہیں کسی مغرب کی طرف کی ملاشور یا قوی و ذورہ لڑی سے درمیانی موضع نامہ ل سے اور دشمنی تو لڑا سے گذرتی ہے آخر لڑاکہ متدکہ کو پہنچ کر وہی کا لہ جارا ہا تھا اور سے جمل تو متدکہ کے دستہ کو تیر کی فوج سے قطع اور یونانیوں کے سینہ کو مدھنہ طرین ڈال کر کھڑا تھا۔

ولید بھان پھاری سسلن میں جو ایک کڑا لڑے اور بھولہ انون پر جو بال کاسی دیاری سے بجانب جنوبی جہت سفر تھا منہ صرغ و دو کوس اسی سلسلے کے وسط میں ہوا اور اس کو چند میل بجانب شرقی کت تیریاری اور کتھی کی مین یونانی میسر وہ اکثر یانی کے دنا پر تھا بغض تھا لاسیہ فرسا کہ کی ریسے لائین اس دور میں سے بن رہی تھی یونانیوں کے اس بازو کو دور نہ کر کے چھین جائیگا اندیشہ تھا یونانی پوزیشن نعل کی شکل میں تھی جسکا دایان بازو دوسرے کی جھپٹا تھا جس کا رور پر یونانی میسر رہا پھر پریل تھا اور کسی بلندی پر تین کو ہی بائیں انھیں پہن۔ پوزیشن کے طلب یعنی مقام ٹوکوس اور سلسلہ پکا یون پر جو بیچ میں کیوں ڈھال کھاتی مین۔ یہ میلانی تیران چند کوئی میل بارہ و یکا چندہ ہزار تک میل فی مروج تھی جس پر کھیلانی بائیں ان درجہ تک تین مین جابجائی تھیں جن جہتی کی کو کت تیریاری بن چھوڑ تو یہ تین مین بائیں بازو بارہ ہزار میل فی مروج تھا پکا کھلا ڈھار انشوری ٹوکوس کے مغرب میں ایک پہاڑی شاخ کے ڈھانچہ پر ریز روین تھی اور دو چھوٹے قوٹ کی کرب ترین بھی مندرجہ بالا توپ نماز سے علاوہ تین۔ ان میں سے ایک پر لے قلعہ پر جو شہر سے اسی پہاڑی مندرجہ بالا اور دوسری کوس کی شرقی کید کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر جان سے کل میلان روین تھا۔ الغرض یونانیوں کی کل جمیعت وہ سو چالیس ہزار کے دریاں تھی پانسلو بھی اسی تعداد میں شامل مین ترکی فوج حملہ آور مین غالب چاس ہزار آدمی تھے جن کا ماروبیکا لیس یونانیوں کے طلب کا اور مارکیسی میں نہ کا کما بڑ تھا۔

نامہ نگار مذکور کہتا ہے۔ جو وہ پکی رتھی مین ٹوکوس کی مند یون ترکی پیش قدمی کا کافی رہی الواقع تھا ہی شاید اور دوسرے جیتا پانچ رمالو فوج بیل کر گئے آگے جوں کھاتی ہوئی قطار دن مین آگے بڑھی اسی تھی سرٹ گھوڑے دوڑے چلا رہے تھے تھوڑی ہی دور بعد دو پہلوی ترکی بائیں اپنی فوج بیل کی مزید پیش قدمی کو دشمن کی آتشباری سونا ڈھانچے کیے یونانیوں کی پوزیشن کے بالکال ایک سو تھوڑے پر کھڑی ہو گئیں۔ اور دونوں کرب توپوں نے ہر کون کو چاند کو گولہ باری شروع کر دیا اعلان کر دیا۔ اور دونوں طرف سے وہ ہلن دار گولہ باری شروع ہو گئی جس کی تیزی مین ہر کھڑا اضافہ ہوا گیا یونانیوں کو ترکوں پر صرف ہی فوجیت حاصل نہ تھی کہ وہ منتشر پر تھے۔ بلکہ ان کو گولہ ازوں نے گولہ چند دونوں مین کل مساندوں کا نہایت غلطی کے ساتھ نازہ کر لیا ہوتا تھا چنانچہ ان کو کوئی توپوں کی شہت اور سیرہ درست کرنے مین کوئی دقت پیش نہ آئی تو ہی آتشباری کو علاوہ کتہائی رینیل بولار اور نیوٹری بی رینیل گروہن سے ہم گروہی بوجھا رہا رہا ہے۔

جنگ کا شعلہ آٹھ تا ایک سوسے سے دوسرے سوسے تک کل صحن میں پھیل گیا اور دونوں طرف کرب خاؤں اڑ رہا تھا کہ جتنا شروع کر دیا یونانیوں کی آتشباری یا وہ موثر تھی کیونکہ ایک ٹوکوس گولہ از باطلیمان محفوظ تھے تو مین چلا رہے تھے دوسرے ان کو اپنی توپوں اور ہوا پر شلے کی غیوریت تھی بنا بریں ترکی سکڑے شون اور ان کی مو کتندہ و ستون کو بہت نقصان اٹھا پانچ سو پہر کے چار بجے قریب ترکوں نے پہلے سے زیادہ ثبات و موثرگی سے یونانی مین پر دھاوا شروع کر دیا کی بائیں شہر کے دونوں بازو دن پر نمودار ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے مین اور ساتھ ہی انکی چاہہ منہ صرغ پیل نے

متوازی صفوں میں بائیں سرکھانہ غرب قابل تعریف تھاقت و عزم و لاوارف کے ساتھ ادا ہو چوں پر جہان
ایو زونی اور اعلیٰ میں دلیرانہ بغض تھا آشوبی کرتے ہوئے گھر بٹھانے شروع کر دیا۔

ایہودی اور اراکین دینیہ قبضہ اسرائیلی کے ہونے کو بہت سست کر دیا۔
 اراکین مجاہدین کا ہلکا سا کمپوٹ کیونکہ کٹاری بالٹی اور سن تانے کی میٹین میں تھپا اور کسی مجاہد پر حملہ
 ہر مسلمان تھا۔ یہ مجاہدین اور عیسائیوں کی کمک کیلئے ان دوسروں کو بھیجے گئے ہوتے تھے۔ اس متوجہ پر پڑائی نہایت صحت اور عیسائی
 کے ساتھ ہوئی ترک بنیڈیہ استقلال و پارامی سے اگر تیار ہوتے تھے اور اراکین دینیہ کا اطمینان و تسکین کرنا
 گریبون کی سچ جج مارٹر مارش کر رہے تھے۔

نامہ نگار احامدین مجاہدین کی شہرہ نشین عورت کی جو اس وقت تیارواری کا کام کر رہی تھی بہت تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ چھوٹی سی چھتر کی عورت جو کمال لاپرواہی کے ساتھ گولن اور گولن کی سلسل بوجھار میں پھرتی رہی تھی کوئی رنجی ہمارے لئے جھٹکا، وہ کسی مرد کا کرتی میں کہ پاس کا تروس ختم ہو جائے اسے کار تروس مینڈا دیتی اور خود وسیلے سے محفوظ مٹھون دوسری سرخ عالت فرمکی لاحت و لہجہ کی اور درو اماکر دیا کرتا تھا۔

درین ملائمتی سیرہ تدریج آگے بڑھا چلا آ رہا تھا اور ان کو قلبِ نوحی میں رہنا شروع کر دیا تھا جنرل مارٹین کا لیس نے
جہٹ پٹ میں ہزار آدمی بڑو فوج سے ڈو کو کس کی پوزیشن کے متعلق کہہ سیکو بھیج دیتے ماریٹن کت کل یونانی فوج مصروف
کا زارتھی برکون نے یونانیوں کے سیرہ کو بھی وہ کاروبار کی کو چھیننے کے لیے نہایت تیزی کے ساتھ دھاوا کر دیا ہوا تھا شہر
کوسات پور ڈاٹی دونوں طرف صدمہ مچ گئی تھو اب کتاب کی تہ تیغ بالکل بند ہو گئی صرف دونوں کپ تو میں ترکہ منوں
پر گولے برساتی ہیں کہ جیسے میں کیا رہی یونانی کیوں ہی جیسے لڑائی میں بہت کم حصہ لیا تھا میدان سے محکومہ فور کا کل
ٹرک ٹرک کھم چٹی جانی دکھائی دی۔

اس وقت تک ارون تمام لوگوں کا جوڑائی کو یونانیوں کی صف کو تلب سے دیکھتے ہوئے یہ خیال تھا کہ علامہ ارون
نجات کو صرف کے باوصف یونانی پوزیشنوں کی صف کو نہیں جوڑ سکے اور اورائی کا طغیانی فیصلہ کر نیکی کے بل بھی ضرور لائی ہوگی
یہ شاید اس امر پر بھی متفق ارون تھے کہ جس اتہامت کے ساتھ نوحہ ساجی اور وہ لوگ جو باقاعدہ تربیت یافتہ
ساجی نہیں کچ لڑے ہیں وہ دعویٰ ہے اتہامت میں کس قدر حق ہے مگر دین علماء و مکران نے کثرت تعداد کی طفیل سپہ کے اندر
میں کے درمیان یونانیوں کو انتہائی عیسیت کو جیتی کی میں تہا لپ دیا تھا اور وہ مکی سپاہ سے متعلقہ کے بعد میں نے لڑائی
کی طرف ہٹائی تھی۔ ارون بیچکر جبریل کہتے ہیں کہ اس نے لکھ کے لڑنے کا فیصلہ کیا ہے اسے سخت تاکید کر بھی تھی دشمن کا لٹا ہوا کھانا
کی کوشش کی۔ بلکہ لکھ کے گرنے پر بھی اس نے دیر غصہ نہ کر کے اور بہت تمام دہیں ہٹانے پر مجبور ہو گیا
ان کو اڑھائی کے درمیان آئی پہاڑ پر گرنے کو لڑو دھوکوں کی پوزیشن پر قائم رہنا تاکہ ان کو گرنے کا فیصلہ کر لیا گیا
خبر ہستی ہل کر نوحہ و محبت کا حکم دیا گیا۔ قسار اور طرکادوں کی مہر جو تک طبع اس مرحمت کو وقت بھی رہے چنانچہ شکل ہڑات

۱۹ مئی کو علی الصبح حمی کر ڈویشن کی سیدی چوکیدن کو معلوم ہو گیا کہ درہ نور کا خالی پٹلہ ہے جیسے شاہ راہ کو رہتے لائیکر طرطن فی النور پیش قدمی کیے جائیگا حکم صادر ہو گیا۔ ۱۹ مئی کی دوپہر کو بائیکل چائیکس اور غیر متفرق طور پر دشمن سے بھاگے اور مقابلہ ہو گیا۔ جبال آدھریس کی جونی شاخون کے آخری سلسلہ کے مقام قرا تینمہ جولا میر سے دو میل شمال میں غنیم کی دس پٹینیں سیدہ دواتین باترین کے ایک نہایت محکم تر حصہ پر شہرین پائی گئیں۔ درہ نور کے لڑتے کر جائیکو بعد غنیم کی یہ نئی اور بچ جنگی لحاظ سے کس طرح سمجھ میں نہیں آتی تھی کیونکہ اگر یونانیوں کا نشانہ و فوجت کر لیا جاتا تو ہر شخص کلاؤ لائیکر منفصل حالات کی نسبت درہ نور کا بدرجہا زیادہ مناسب دکا آمد تھا دوس کو قرب و جوار کی طبعی بنا و طس اور ان کے مدھمت میں زبردست مدد ملتی تھی عزیز بران اس پسند کردہ پوزیشن سے اڑائی شروع ہو جائیکو بعد لڑتے کر ناہی شکل ہتاکہ مشکل کہی، اور نہین کر سکتی تھی کہ یونانی دمان جکر مقابلہ کرنے کی کوشش کر نیگے۔ پسپائی کے دتے اور دن کو لایک کر لین سے گذرنا پڑا۔ جہاں ترکی با تریان جو نیٹیا بند یون کے آخری سلسلہ پہنے انھو نصب کردیجا تین اور کو فوارا قیصرین ڈولتین۔ یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی نہایت حیرت انگیز ہو رہا تھا کہ یونانیوں کو جنہون نے لٹ کی تھائی سے فائدہ اڑا ہا کر مراجعت کرتے رہو میں دومی کمال کر دکھا، ہا تھا۔ یہی بات کہان سے پیدا ہو گئی ہے کہ یہی موقع پر مقابلہ کر لیا گیا ہو گئے ہیں جہاں خود تمار کی سر پہلے باسانی بیدل کر دیکھ سکتے ہو۔

یہ بلا سنا تہ عقدہ ملا خیل ہا نگو کیا کہ بھر تکر نہ لکھا و بقرا عا کو حیا در زردنوں نے تھوڑی ہی دیر میں مل کر دیا جیسے ترکی پٹینیں جنہیں زیادہ تر اب زوی ہے اور وہ سب سوانگے تعین طر کیلئے صفا راہ ہوا لگ گئیں لٹکی باترین نے موقع بدقتہ قائم ہوا شروع کر دیا اور یونانیوں پر مسلسل آتشباری کی جو چار شروع ہو گئی جو بار بار دو گھنٹہ ہوتی رہی جیسے پھر سے لگاتار تازہ دم فوج کی لکیریں بچ رہی تعین اور سپاہی نہر حملہ کا تہیہ کر رہے تھے کہ کیا رنگی سب کی یہ خیال پیدا ہو گیا کہ غنیم کی لڑجیت کا رہتہ بند ہو گیا ہے اور چار بجے کو سب کل نقشہ کلینٹ ہو گیا۔ ایک گاڑی چسپندہ جھنڈا نصب تھا۔ یونانی حصو کو قریب پہنچی جو باقی فوج کو لائیکر طرطن بغیر بہ لڑجیت کر جائیگا متحدہ دلائیکر طرطن بہ عقب کام دی رہی تعین جہاں لگاڑی نے دیرانی نامہ صلو کو طر کیا تو اس کو لایکہ کا گورنر ہر جان حسن محمد چند افسروں اور دام راہ کو لگوتے آریا۔ اور کو ناؤ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی خام کام کر لیتے آئے ہیں گورنر جبال پشاہ آدھو کے ساتھ بوریاسے یونان گیا تھا۔ اصل میں شہرین رکالت کا کام کر لیا تھا اور چار بجے شروع میں لائیکہ کا گورنر قریب گیا تھا۔ وہ نہ جرایا کر لٹکی نہ ہوا لٹاؤ سے جنگ کے منظرہ کر رہا ہے۔ اور کو لگے ۱۱ بجے کی بجھو تھیں سراسر امر کی باضابطہ اطلاع موصول ہوئی جس کو ساتھ مجبورہ دعوہ لگتی تھی کہ میں یونانی ہیں کہ اور کر کے انھو اس موقع کو دون میں خوربتے ہی جو گاڑی پہلے نظر پڑی اسے بھاگتی پڑیں۔ اور کو لگے لگے کا سفید فلان چھار گنبدہ جمنیا بنایا جس کی شان کا فطرطہ سیف اندر چاشنا حسن اتفاق سے موقع پر موجود تھا۔ اسے گورنر کے پیغام کے جواب میں کہا کہ اس صورت میں آتشباری کو بیشک کو لغز بند کر دیا ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن لڑائی کو باقاعدہ لٹاؤ لگاتے

فصل سنہ ۱۴۱۱ھ

اور اس نے لائیمین سمجھو وہد کے سینکڑوں من نظام قائم کر لیا۔ تاہم فوج و لیسہ کے حکم کو مطابق سلسلہ آدھ ہس کے
عقبی علاقہ سے گذرتی ہوئی لگا تار وہ تھوڑی سی کیلٹن ٹریس چلی گئی یہ دورہ گورنار مذہب میں اسے محفوظ بنانے کے لیے قائم
اب بھی آئینہ کی طرح کی حفاظت کیلٹن کا بلقند رونق ہے۔ اس کی ایک طرف علیج لائیم کی ارگر کی ولرل شینے میں بن
اور دوسری طرف سرخشاں پہاڑ جس پر سے حرف پاک ڈوٹیاں گذرتی ہیں اس دورہ کو فوج کرنیکر بیٹے اب بھی حلاؤ و حلاؤ کی ترقی
ہونا ضروری ہے۔

اٹھارہویں صدی کے مسکروہ فور کا اور اسی کا مسکر جو سلسلہ آدھ ہس کی شاخ کو قریب ہلو حرف غنمی دستوں کی مصافحہ
زیادہ و جبکہ مقابلہ کرنا یونانی کمانڈر ان کا شمار نہ تھا۔ ان مسکروں سے ذکاوت عاصرین یہ تھا کہ فوج کے باقی ماندہ حصہ کو
بجائے تیرے پاس ہونے اور درجہ ترقی نہ ملنے کی بجائے اس پر قابض ہونا چاہیے تھا۔ تاہم و لیسہ کے ہڈی کا ٹرکے ہند چھپے
دالانا تاک (کمانڈر) جیٹا جیٹا فوج پر چھاپا کرتے پڑا۔ اور زمین اور فوج میں جیسا کہ چاہیے تعلق نہ کیا۔ اس دورہ کے متعلق
ایک انگریز نامہ نگار نے اپنی مسرت کو غماز پر یہ عبارت تحریر کی: شاہزادہ بہادر نے حق الاسکان بہت جلد آلا مانا پسپہ کرنے کی
کوشش کی۔ اور وہ ان دورہ قصہ دنیا میں شائع کیا جو موجودہ یونان کی تاریخ میں منحوسین وستان ہو۔

یونانیوں کا بیان ہوا کہ ان کو چھ سو آدمی ڈوٹر کو س میں قتل و زخمی ہوئے تیرکون کا اس کی جنگ میں نقصان ہوا۔
انگریزوں کا بیان تھا کہ توہین پرانی سلاہیوں کی شجاعت و شہادت قدیم کی توہین ناظرین کی نظر سے گذر چکی ہے لیکن تیرکون
کی نسبت بھی کل شاہدات ناقص ملے بیان کرتے ہیں کہ حلاؤ و مسکروں میں انہوں نے ان کو پہنچا ہوں کہ جو ان کے ڈوٹر والی
گنہ گنہ۔ یہی جان شاری ہر فرسٹی اور ہر شجاعت کو پر کیا جو فوٹو ایج میں غنمی پندرہ سے لیکر پندرہ میل تک کی مسافت
طو کر نیچے بعد کل ڈوٹر ان بنیر اس کے کہ اوہ یونان کے کوئی زیادہ عرصہ دم لیا یا باقاعدہ طور پر رکھنا نا کھایا ہو یہی پوزیشن ہے
ملکر دیا جو نہایت ہی مضبوط اور محکم تھی اور جہاں کو کل میدان جبر و جبر کر کے وہاں کا چھوٹا علاقہ زمین تھا یہ پوزیشن
طبعی طور پر اور مسکروں سے ہی مضبوط و محکم تھی۔ بلکہ وہاں میں تیرکون چاہے بھی موجود تھا جس کو جہاں سب مسکروں پر
خوب محفوظ جگہوں میں جہاں دشمنوں سے دیکھائی دیکھائی اور اس پر تیرکون کی گنہ گنہ کی جگہ تھی جس پر
تسلیم تو ہوئی سیدہ درست کرنے اور مسافتوں کو مانپنے کو بیٹے یونانیوں کو کافی وقت مل گیا تھا۔

ان بوٹس کی وجہ سے تک توپ خانہ کو اپنی نوٹری کی امداد و دیکھائی کرنے اور اس لیے مستعد پر پہنچنے کے قابل بنایا
کر بیٹے جہاں کو وہ یونانیوں پر مشروط طریق سے آشباری کر کے ۳۰ سو گز کے فاصلہ پر سے ہی گولہ باری شروع کر دی تھی
جن حالات کی وجہ سے تیرکون نے اپنے توپ خانہ کو پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل کیا اور پھر تیرکون کی پیش قدمی کرتے ہوئے
دشمن پر گولہ باری کی۔ ان کو لمبا طے ہوئی کہ کارروائی کا حق توہین و زخمی کی تھی ہے۔ اور اس سے یہ امر بخوبی ثابت
ہو گیا کہ تیرکون توپ خانہ کو ان سے روکنے اور موجودہ زمانہ کو جنگ کے جلال کی ہر ایک صورت و اسباب کو پورا کرنے اور میدان ترقی

فوجوں کو اس کو سپاہیوں کے لیے وضع کیا گیا تھا اور انہیں بلا تکلف پورا کرنے کی پوری پوری قابلیت تھی۔ کیونکہ یہ عام معلوم ہے کہ زمانہ میں ترکی تو پورا کو چانداری کی بہت کم شقی کرائی جاتی ہے اور عموماً فوج تو پورا نہ کر سکتا تھا۔

پہلی کشتیاں بنائیں۔
اس مزید خبر سے بانی سے شکستہ دل ہو کر دیکھ رہے تھے پھر بھی زاد بھائی آوار سے بڑے ٹیکسیرام کے تاج کی مدد سے
کر کے جنگ میں لڑنے کے ترکوں کی جمعیت ہم سے چوگنی ہے اور ادا کا مزید مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن ہزار نکلیں نے اس دوزخ کو
منظور کرنے کے لیے فوجی حاصر میں طرف سے ایک ٹیکسیرام سلطان اعظم کی خدمت میں رسالہ کیا اور انہیں حملات کی ایک رحمتی اور
حب میں کا نہایت خوش آئینہ الفاظ میں وسط ڈاکا اتواتے جنگ کی دوزخ کی تعبیر کے لیے جواب دہ کے تلف مزید فوج
کا شکریہ ادا کر کے خوش فہم ہو کر ترک جنگ میں ہی کھائیں۔ بلکہ خوش کر کے فریقین میں صلح بھی کر دیں۔ اور دوسرے وقت
اور ہمیشہ کا جنگ میں لڑنے کی دینی کا حکم بھی جاری کیا۔

انہیں ستر ستر پٹیرنگ مسطوطہ اور ترک بیک کو ارمین یہ ٹیکسیرامی نامہ و پیام قابل غور سے رحمت و تعمیل کے ساتھ
و انہی کی دو پہر تک ہزار ہا ہی تاریخ سے پہلے کے وقت لایم کے گورنر کو اتواتے جنگ کی منظوری کے اطلاع کے بغیر سے موصول ہو گئی
مگر یونانی اس اثناء میں بھی اپنی شرارتوں اور فعلی بازی سے باز نہ آئے۔ لیکن قسطنطنیہ کی وزیر و علیہ و علیہ ہوا کس یاسن دیر حکم
مذاہبی اٹھارہ سی کو لایم پہنچا اور وہاں انہوں نے فوج کو گورنر کی طرف سے تائید مقام ہو کر نیا چڑا لکچر شایا جس میں ہوا کے
بڑے گولی بیاد ویرانگی باوجود لاکھ بیکھ پر قائم رہنے کا حوصلہ دیا گیا۔ اور جرات دلانے والوں الفاظ میں تہرہ پائی کے ساتھ ہی دوزخ
کی چوڑی دوزخ حفاظت کر کے تاکید کی گئی کہ نہایت سوشلی جو جملہ خدمات حسنہ بریل بنا دیا گیا تھا۔ تبیل کم تو پلی اور ڈاکس
سے حرکت کر کے تاریخ اٹھارہ سی باقی ماندہ فوج کو آگاہ اور علی محمد نے آجودہ تہرہ پائی کی محافظ فوج کی کمان سپرد کر دی۔
جس فوجیوں کو ارمین میں ہی بھیجا گیا تھا۔ اور اسی دن یونانی فوج مختلف دستوں کو یونانی
کا مذہب و عقیدہ اور دین میں مبتلا ہو گئی تھی۔ کیونکہ بد رسالت کی وجہ سے وہ سپہ سالار کے ساتھ باسانی نامہ و پیام نہیں کر سکتے
تھے۔ اس وقت کو پڑھنے پریشانی میں فوجی جانے دوسرے دار و حرمت بتاریخ ۱۱ شمی جبال ایلدیز میں بھی دستہ کی
خبر بنا نہ نہ وقت باشندگان لایم کی جھاگ اور اتر سے جنگ کو متعلق کسی خبر کی عدم موصولی کو جوئے اندازہ اضافہ ہو گیا تھا
اسے ناظرین باسانی قیاس کر سکتے ہیں۔ اکثر کو علم تھا کہ اتواتے کیلئے نامہ و پیام جو رہے اور وہ اس کو نہ جکا کمال
بیجی رہے۔ اتھارہ شکر کر رہے تھے۔

بالاخر جب اوسکی جبال ایلدیز میں پہنچ گئی۔ تو ترکی ہند کو، چرا و سیتوت ۱۱ شمی کی شام کو ڈو کو کس کو پیش
کیا۔ اور دوسرے دن وہاں فریقین میں اتواتے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہو گیا جس کا مضمون حسب ذیل تھا: فریقین
اور ان کی جنگ میں لڑنے کی گئی ہے۔ اس میں کو ختم ہونے پر پہلے کسی تجدید ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں کے اور باہم اہل افواج کے امین

آئندہ سو میٹر دو میٹر تیار ہوں۔ یہ گولہ ریفیض و طبیعتیہ سیادت کا یا علاحدہ حصہ حاصل کی حدت کا نام لکھا جائے گی۔ اس کا کام دو وزن اور قوت
دو دو شان اندر موصول ہمارے کچھ کی اہم نشیروں کی مدد سے لکھنا شروع کریں گی۔ یہ دوران کھنڈہ کوئی قوت کے ساتھ کیے بغیر یا ان کے
کچھ طرح کی حرکت کرے گی۔

[illegible]

یہ ناگزین نے وہ بھی کی لڑائی جو جھٹیل میں آخری سمر کو آرائی تھی اور سین ہر کوں کو تین سو بیسہ ہزار جمع ہوئے تھے باغلیہ جوہر ہلو کی تھی کہ التوا سے جنگ ہو پیشہ جو وہ جانتے تھے کہ غرض یہ ہونا ہے حتیٰ الامکان زیادہ سے زیادہ قتل اپنے تصفیہ میں رکھ کر لایم کے سامنے کسی موقع پر ہتھیار معاہدہ التوائے جنگ کا نظارہ کریں تاکہ تائید اور کوترضہ میں باقی رہے غرض یہ کہ اس موقع پر ترکوں کا مقابلہ کرئیے تاہم ناخوش فوج اور کوترضہ صاحب و محفوظ ہر اس پابلیٹی کے مقابل گئی مگر یہ یہ سب کچھ شہنشاہی پر کیا گیا تھا کہ التوائے جنگ کا حکم بدست پہنچ جائیگا اور ترکوں کو اس عہدیہ کے کوترضہ کے ذریعہ نہیں بلکہ لگاؤ کی خوش قسمتی سے دیا جائیگا اور لایم کے ساتھ ہر ایک بھی رکھا تھا۔

ترکی جیت شان افسرہ غنیمت کا مدعا سب سے زیادہ پاس رکھا گیا کہ ایک کینانی اہلکار کے سفید بھٹا لایا ہو جس پر
 جانے بڑا لٹی بندکادی لڑی ہو چاہیے نہ کہ جیت تک سپہ سالار اتوار جنگ کو منتظر کر کے ضروری احکام نافذ نہ کرے لڑائی کو
 برابر جاری رہے دیتا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ پٹنہ کے شیر بیکام مساو کر سکتے ہیں مائیں کا مٹی و ستہ بھال تباہ و بربک گندہ
 کو سب سے زیادہ جاتا۔ اور انھوں نے تعاقب کرنے پر شہر ترکوں کو قلعہ میں لے جاتا۔

معاہدات تعلیمی پر سرسری غور کر نیسے ایک ایسی نتیجہ درست ہوتا ہے کہ عمارت پرین فلکسٹن عدوان میں غنیمت ہے جیفرسن سے
ہر ایک بین ملاتہ کا ایک شخص خلیج کر نیکی کے لئے جو دوسرے کے ہو کر پہلا مدینہ رہا۔ پریل کو جب کہ ابائی فوج نظام نے جارجیا کا دار الحکومت
فرسج کی شریعت ہو کر ملنا دوس و لاہیرہ کی طرح امتدادینہ یون کے فرسوال پہلا مچتا اور وہ طبعی کی پوزیشن میں قائم ہو کر
ختم ہوتا ہے۔ دوسرے ملاتہ دار لیرہ سے ٹکڑی پٹھانی بجانب ورسالہ میٹھو ۱۲ اپریل سے فرسج ہو کر یونامیون کی طرح امتداد

ٹوٹو کو کوس ڈو مالیر دس اور مرکزوں کے بتایا کہ دینی آدلو پڑا بعض سہولے پر ختم ہوتا ہے یہ سہولہ درجہ اولیٰ کے سرکردہ لوگوں کا
یونیٹوں کی مہمیت ہے۔ فورکا اور دان کی وجہ سے جبال اوتہس پر جہان یونیٹوں نے آخری مقابلہ کیا ختم ہوا۔
دوسرے نتیجہ اخذ ہوا کہ یونانی فوج بالکل تباہ و برباد کی گئی تھی۔ اجتماع کو حاکم کوئی باضابطہ دستور
موجود نہ تھا۔ اس امر کا کوئی نظام نہ تھا۔ یہ کی گئی کہ کشتیوں کا زار فوج کو محدود نقصان پہنچا۔ اور کئی کشتیوں کیلئے بھیچے گئے جو کچھ
پہنچنے میں مختلف دستوں میں بہت ناقص اثرات موجود تھا۔ سپاہیوں کا ساز و سامان ناکافی اور ناقص
کھانے۔ فرزند یونانی فوج تھکاوٹ اور سادہ حیثیتوں میں تقسیم کی گئی تھی جو ایک دوسرے سے
ناقابل گذر کہ مہاشانی علاقہ میں کمی و نون کی مسافت پر پہلے پھر ایک حصہ نے مجھے خود ہی ان فوج کو کل سرحد پر بھجوا دیا
تھا جو طویل میں تقریباً دو میل تھی۔ سرحد پر یہی ترتیب نصف آرائی نے علیحدہ کر کے آگے بڑھتی تھی۔ اور نہ العزم و اصرار
کے واسطے۔ اور اسی ایک غلطی کہ جو جسے لازمی طور پر کہ مہاشانی وردن کی حفاظت کو متعلق متواتر غلط کام صارف کو جو کچھ
میں انکسٹرکون سے کم بہت خفیف چھوٹی چھوٹی جلاخون میں تقسیم اور ان کے فہرست یا منقود۔ اسی صورت میں یونیٹوں کی
مقبوضہ و متصرفہ پوزیشنوں کو طبعی اثر کام کے باوجود انکا توازن نگہبیں کہاتے جانا کی کہیں بہت خیر ہو سکتا ہے تاہم یہ کام
نہیں کہ یونانی سیاسی مہمیت اور اوقات بل ترویج شجاعت اور شجاعت سے واسطے۔

عمارت کے اہرام پر کل طور سے ملنے والا ہر رنگ کا اسی وقت نہیں پہنچا اور پھر جن غلیظ رنگ کا الزام لگایا جا سکتا ہے
 اور پراسی بھٹ کرنا سب بدین۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ شکستوں کا سب سے بڑا ہوشیہ تھا کہ کس کا اعلا ترین شاہد
 ناقابل شخاص نامور کوٹھئے تھو۔ عمارت کی تاریخ میں دوا اسی کے عہد کی تقریر بیان ایک دلچسپ واقعہ ہیں۔ اور اگر دوسری نظر سے
 ظاہر کرنا بھی ممکن ہو مگر وہ تمام سلوک کو مقابلہ سے یہ اوصاف ظاہر ہو رہے کہ یونانی گورنر سٹراس کی عرض واقعہ یعنی
 یا دوسرے عہد اس کو اغراض کی کہ اہرام عمارت کی سب سے مقدم چیز تھی ہے۔ بسا اوقات یونانی کا ٹیڈ ایک کیکر اجالتے کہ سرور زمین
 تین نہیں کر سکتے تھے۔ فیرست اس عقلم سے بخوبی آگاہی چوٹی ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگاہی دیر پا ہوگی؟ عمارت کا ارتقا چھپا کر
 پر بھیعہ زور دیا جارہا تھا کہ اس کو اسلکان تو ہمیشہ کیجائے۔ عربن وہی ایک ایسا شخص ہے جو سیمل کا دنا زمین دیوان کرنا موٹا
 جنامی سے بچا سکتا ہو یا آغا اس مطالبہ کو مان لیا گیا۔ اور ملائی اپنی ضابطہ شدہ ہر دوزخی کو کچھ کیکر بد حال کر کے بھیج دیتی اور
 واقعہ کیونکہ شعل کو سپہ سالار بنایا۔ اس دبا کے دوش پر دوش عمارت کے بعد یونانی شہزادوں پر برتری یعنی سے ٹکے لگے۔ یونان کو دنا
 اخبارات فرمنا ہی خاندان کو ذلیل و بچور کر کے لکھیں عمارت کی تہیں سے ایسے سخت مضامین اور کارٹون شعل کے کہ دیگر اقوام بشکل
 باور کر سکتی ہیں کہ یہی وہی مضمون شعل ہو کر ہو گئے۔ ایک ایسا لاشاعت تفسیری چارٹس نے عمارت میں ریل کے نوایہ کوئی نہ فری سے
 ایک کارٹون شعل کیا جس میں ایک ایسا لیٹین مضمون ترکا یرون اور سان بار چھپا جس سے پہری دہائی گئی اس سے شہزاد
 دیکھ کر کہ سامان کی طرف اشارہ تھا جو رسل کی طرح تہ کیہ وقت و مان ہو سچا گیا تھا۔ ایک بیچ اخبار دوسرے ہر روزی اوس

موجود منظم چھپتا ہے۔ یہ کارٹون دیکر ایک کوٹرا نونانی وردی سینے اور اگر کوٹھا تاک پر رکھا دہم پاشا کو آگے آگے جا کر جا رہے اور
اوس کو نیچے ایک طویل نظر رسد منج کی بس کل پر نیچے آخری شوکار پر غلط جیاد تھا تب کچھ آواز تہمچے نہیں پڑ سکے تھے بین سم
بیز بھاگ کھٹا ہون سال مائل مقام رتخان (پہنان کا باشندہ) چند مختلف ٹولم کے خود میں پیدل ڈھنکے بازی کی تھی
جس میں نونانی فوقیت لگتی تھے اس نظم کے آئین میں اس معاملہ کی ریت بھی اشارہ کر دیا گیا تھیںسی کو ایک بار بار بیٹھ مشرقیہ
نے بطریق اہم زمین بلکہ سخت متنازعہ جنگی کے ساتھ انجاء امپوس نہ پیش منوں شایع کے کے مطالعہ کیا کہ اگر لڑائی کو جاری رکھنے کا
دوبی مشا ہے تو دیکھد کو پے سالات سے بڑھ کر دیا جائے سرکاری طور پر جو یہ شور مچا گیا ہے کہ شہزادہ فرانسکی لڑائی میں
مصفین شال ہو کر رتخان ہا ہواہ باکل غلط ہے۔ یوں صفت غرلا کو ایک مکان کا ایک دیکھ تھی جہاں شہزادہ ہمار پیشیت
دو دین سے سلع ہو کر لڑائی کرتے ہوئے ہیں۔ یہ کافران بکستربی کا کھانا شک ہو تو دریافت کرو۔ انجارات نوشابی تاملان چہا
ارتقاء نہ کیا بلکہ وزارت کو بھی کر دے گئے تھی کوئی اسلخاریات کو بھی جو اصولا در عظیم (ملک) کے مخالف مقوم سوخت و زرق
اور طین متشیج کی کو دلنے سابقہ جریون اور معدون کو باجوت شہابی خاندان کا خاتم ہو گیا ہے۔ اور انارادہ محمد علی اور زریہ
پامیسی کو جھپٹا گیا ہے۔ انجاء اور کو پولیس مانے ایم ریس کو شہر کیا کہ تم نے وزارت کو شروع تو بیت لچھی طرے کیا تھا کہ جب پیر
سابقہ میں دینا میں نے لڑیج کیا تھا۔ بادشاہ کا کڑھٹ وزارت کو ایلان خود میں عرض ہو کر مذکورہ اجلاس میں شال ہو کر
آگے کر ہو کالو باگر ہولس سلون کو بعد پر تہما فی عیسوی بھی پر دوہر گیا۔ اگر انجیج جس نے کل حامد میں ایک نچ بھی جمل کی اور
فرز پر لڑیج تھیں کجائی کج اور جیج لڑا دوسرے فرخہ ایسی نہایت عمدہ روشنی کو مقوم شہر کو حاکم دیکھ میں۔ اگر وہ بادشاہ تمام خلائی
ارتباط و نظام دیکت و وصلہ ہو تو ہو گئی ہو تو اس پر کیا کیا کو تھوٹ ہو سکتا ہے نہ کوئی کوئی کل کار دیکھوں کو پیٹھ چھی طرے سٹ
اور وزن کیا کیا۔ اور پھر دقتندری و شہکمال سے اون کو کل میں لائے باہی نظریں یہ ضرور پایا گیا کہ کبھد رسال و قال کو
لہا گیا بلکہ حالات مختلف کو کمال سے یہ دون باتیں بالکل بجا تھیں شروع شروع میں ترکی پے سال کو بوی نادی مائل زری
تسلطینے مسلسل آئینیں صادر ہوئی تھیں۔ اور پھر خزان پاشا کو رو دیا گیا مگر جیادہم پاشا کو لال تیا گئے تو اوہ پیشیت کہ کیا
وہ قابل توجہ کیا ڈھین اور نہوں کیو تو منوں پر جہاں پر تھیںسی پر باسانی طہ ہو سکتا تھا غینہ کی فوج میں انڈیو یاد فوج کی
اور پیشیت کہ کیا تمام دستوں کو خوب توانا اور نظریں رکھا اور ہر ایک ڈھین کا کما ڈھوک بالاضاحت بتایا کہ تم یہ کام نہ ہو
البتہ یہ درست ہو کہ پاشا کو مصون فرستے کو تیار رکھی کہلے اور صرف چھو کہ پتہ تو جانے پر ہی ارتقاء کیا نفیس اس اسرے ہی انھوں
صاف طور پر فوج ہو یا کہ کر کن نے ہر گھنٹہ پر اپنے سینے سے نیسا کن مل گیا یہ کام اپنے میر سے جو بیت سی ملک چھلکی ہوئی
یہ نایون کو سن کر بخلا نہ لیا۔ حالاکہ وہ نایون کا سینہ کیا تھہمیں سیرٹن تھا۔ اگر پاشا مصون فرستے کہ نہ فرساکہ کو سامنے حروف کھنڈا
ایک نہرست فوج جنکو سٹھ کوری اور کو بیاد بھی کافی ہوتا تھا تو کوئی حریف نایون کی لچھکھک نہ تھہم نہ کر سکا اور طرح اور کوئی کا
اور نہ کثرت باجوت تھیں کیو سے محمد کو دیکھتے یہ نایون کو میر پر پڑی تھے تو بالعلیہ جہ مصافی کا خاصا سلیس کیا کہ یہ سنا وہ سفید تھا

جس میں ان کو نہ مہدی شہید و جرنیل ہو گئے۔ اگر یہ مولایت درست ہو تو سلطان عظیم کا یہ نوعر باجیڑی قصاص کا نام کا جو جسے بہن
فصول مساکر مشایخ کو ان ہمارا پڑا غور دار ہے یعنی کم انکم پندہ سوا ہی او کی پر چڑھی ہو کر نہ ہو سکتا۔

نعمیہ پاشا
سلارون کو سپاہی کے وقت کیفا اور اوس کے ترب جوار کی پیل نیلے نے دشمن کی مافوق ذہنی سی
محفوظ رہنے میں مدد دی یونانیوں نے ارب توبہ کی غیر دروغی کے نعرے ملتو ہنس پاس پیل فوج پر تلے
کیا مسرت پر یونانیوں نے اسپرنا پر توڑ باہرین چائین مگر خوشی و سرور سے نہ دیکھ پاس بجا رہے جو تھ مان باڑ بوج تو کون کو کچھ
نقصان نہ پہنچا۔ ورنہ لاہتی پاشا نے بریگیڈیر نعیم پاشا کے زیرِ کمان چار ٹیپوں اور دو باڑیاں زیرِ ویلیوس پرتا بھس ہونے اور
یونانیوں کو انتہائی بیستہ سرست چھپا ہوا دیکھنے اپنے سپر کیریٹ روانہ کر دی ہوئی تھیں یہ زانی مہلن پلاو پتہ کے مہل داران
کھین میں جن وارٹون کیلنر بلند ہوتے جا رہے تھے اور زین پست کرارون پر جوشہرہ منور کے بائیں ہاتھ تھے جمیت کی غیر محفوظ
موجوں میں مقیم تھے۔ یہ وہ جگہ کہ کینہہ برز ویلیوس کا گھر بال کے سینا رست لگ لڑائی کا شاہدہ کا گھر ہو گیا کہ ہم دوسرے ٹرے لڑائی
کے آخری جاگتھن و جرنیل پر یہ یہ سینا ساٹھ فیٹ بلند تھا نعیم پلاو پتہ اور برز ویلیوس کے درمیان ہلوار زین پر ہتھ مارا اوس
پاس و باڑیاں اور دوسرا لٹھے ان باترین نے سہ پریل کی لڑائی میں کوئی کام نہ کیا۔ اور سوا بھی مزہ دیکھتے تھے جن نے دیکھا
اور جنگ کے وسط حصہ کو درمیان ہو گیا کہ پتہ ہے۔ وہ پیل پٹنوں کا کچھ حصہ برز ویلیوس میں لڑا اوس کے پاس نے نعیم پلاو
باقی حصہ جنگ میں سے بڑھ راتھا۔ دوسری دونوں چلی اود کے ذاتی موجوں کیلنر پیش قدمی کر رہی تھیں کچھ موجوں پٹنوں نے
پلاو پتہ کو ہلکے سطون کو موجوں کو ہلکے فتح کرنے کی کوشش کی مگر یہ مل بھی خود کے ہلکے کچھ کم شکل یا احمقانہ تھا۔

دوسرے ترب ہم گھومرون پر پلاو پتہ بریگیڈیر نعیم پاشا کو پاس لگے۔ وہ کمال بھکاری کا گھر لڑائی کی رفتار کو جو دونوں سرشت
اور انتہائی ہیروئن پریشانی کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ راتھا یہ دونوں سر کے ایک دوسرے کو بالکل ملالگ انتہائی شدت کو
ساتھ ہو گئے۔ اوسین کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا ایک کو کہ ہم سے جو بہ شرفی میں طویر میل کو فاصلہ پر لگتی ہے کہ وہ بہن اور
دوسرے بجانب جنوب مغرب لڑائی کے فاصلہ پر تھی لڑ کے ارد گرد مہر راتھا۔ ترکی قلبین کوئی لڑائی نہ ہو رہی تھی۔ وہاں کی فوج
برز ویلیوس کو نصف میل بجانب جنوب مغرب ہمارا ہونا۔ خوش کھڑی تھی نعیم پاشا پاس ایک برس کی عواکس پست تارست اور وحشت
سا انہیں۔ ناگنا کوسی سانولا ہے۔ وہاں کی شکل شبابہت ہو معلوم ہوتا ہے کہ منو پاس ہی کو دوسرے ترقی کی ہے۔ دیکھا شاہہ پیشانی
اور خوش آغائی کا گھر پیشانی یا کہ چوک نہ وہ لڑا اوس کو شات کا کوئی نہر ترک کے سوا کوئی اور بہن لڑا جانتا تھا لنگھنے لنگھنے
ہوئی نعیم کے پاس کی دوسرین نہ تھی۔ اوسے میری دور میں ایک ورون مسکون کو جو اسکے بہن و سار پر ہو رہے تھے وہی
نہایت غور سے دیکھا پھر نہ لہو لہا اودی کو پلاو پتہ کیلنر عبید جاسکی روانگی کا نتیجہ جلد شفاف ہو گیا۔ یہاں لڑائی کے دونوں
پلٹین جو پٹنوں کیلنر پہاڑی کی عودی مہلن پر یونانیوں کی سپہا تباری کے باجوہ جنہوں نے ان ٹیپوں انوں کے بعد کچھ
سہ پاس ہوتی ہوئی نہر دوسری فوج اسلحہ مددی ہو کر نہ تھ اپنی طرف توجہ کیا جسے اول الذکر کو غیرت ہٹ جائیگا مگر ولایتی ہے

موجودہ کئی خطایں تیا کی ہوئی ہیں چاہئے ملاحظہ فرمائیں۔

خطرناک گشت

دھوپ نہایت تیزی سے اڑ رہی تھی اور من بجی دھوپ نے مرگت لعل مرگن نہ کی تھی بلکہ اوتھ کے لیے غور سے
کرنا چند ان شکل نہیں میں دور ہر کی اس کا زت کو برداشت کر سکا اور ایک تو پی گاڑی کو اچھے پناہ کیس کی کھمبین
کا بیان ہو سکا۔ رمان پہلے ہی تین گونہ از جو جو جو میں باہر نکل آیا اور پھر ہانگری کی مسخرت سیم پاشا سے سرسبز دھوکا
جنگل میں جو مارے دہشت گرد ہو رہا تھا۔ جانے کی اجازت چاہی پہلو کو درخشاں ہوا اگر اتنا اجازت دیدی اور ہم نے
خطرناک گشت میں اور چار اور دوا ہو گئی۔ ہمارا غصہ نمودن تک باقی ہو گیا کہ ساتھ چھوڑا ہم راستہ میں دور سالانہ
پاس کو حرکت راہن غامض کہہ سکتا تھو اندر کچھ فیصلہ ہو چکا ہے کہ آہستہ آہستہ اگر جا رہی تھی گڑھے جنگل میں
دول ہو تھی میں کھڑے سے زخمیوں کی طرح گر پڑا۔ اور ایک زخمی منور کے ٹھٹھے سے سایہ کچھ فربہ لیکر دو ٹوک گیا
مانگری اور تپس کبہ کہ ہم جنگل میں سے گذر کر دوسری طرف کو علاقہ کی گرداوری کرنا چاہتے ہیں جیسے بھی کو انہیں اجازت
اور دوسرا راون کو ساتھ کر دینا خوش خوش اس ہم پروانہ ہو گئے اور کینہ سو گیا۔ ایک گھنٹہ بعد تمام درویش آبدار ہو رہے
میری آنکھ کھل گئی۔ اور دھوکا کیا دیکھتا ہوں کہ ترکی سکر مشر میں ہے سانسو کی لہری صفا ہے یہ ہے ہرگز دھوکا کی دھڑکی
جنظر نہیں آتا تھا بلکہ میں چلا ہے میں اور وقت چھو اپنی باعیت کی طرقت و دلاق ہو گیا کہ دھوکا کی طرف تھی کبہ
اب ترک بند تین سر رہتے ہیں۔ سیر سیر ہوا کو کچھ بھگ بھگ جھل جانی ہی لگا تھا کہ ریز دیلوس کی طرقت سی وہ بھگ کر دھوکا
ہو گئے اور دھوکا صحت دلوں کو لگا کر پڑا۔ وہ تھوڑی دیر میں بحیرہ سندھ سے پاس پہنچا کہ وہاں زبان کیا کچھ لگنے لگنے وقت ہو
کئی سو روپے دیکھ کر گریانی کوئی نہ دیکھا۔

درحقیقت ہر زمانہ جنگی کہ جنوب مغربی وہن میں کینہ گاہ میں پڑی ہو کر تھے مگر چونکہ وہ اپنی تلب لکے جو ترقی کو سننے
تھا کہ سید غاصد پنچو۔ انہوں نے تشبہ ری کر نیے پنی موجودگی کی خبر سونے دینا مناسب سمجھا۔ اور یہی خبر پنی ہی میں انکی نظر
عنایت و لطف کر یاد سے محفوظ رہی۔ وہ کیفا کو کی طرقت تقریباً ایک میل تک پڑی گئی اور پھر وہاں سے کامرہ جنگل کو ریشہ محفوظ
تھیں میں کو ہوتی ہوئی واپس گئی۔

ہمیں جلد سلام ہو گیا کہ جنگل میں از زیادہ میں داخلہ سے خالی نہیں ہم ترکی سکر مشر کی پہلی صف میں جو میرا بڑا
بھوک بھی ہو گئی پڑی تھی ہم ایک لکھنا سمیت دنیا کر نیے میں چھوڑے تو سب کی پہلی صف میں ہوتی کہ وہاں چلا کھانا کھا جا کر
وہی کی روت ہیں تک پیدل تو بھکی ہند مصیبت میں جو سکر مشر کی لکھنا جنگل کو جا رہی تھیں جنگل میں تشبہ کی خوب تیر تھی
ہو رہی تھی کیلوری کو دونوں سال بھی غائب سامنے کی مدد پہاڑی کی زبانی ہاری سے محفوظ ہو کر کیے جو نیم پاشا اور اس
شام کی چند گون کو بھی تو اسے کئی شوق کی تھی تاہم آہستہ آہستہ دھوکا کی طرقت چلو جا رہے تھے۔ ہم سینا پر تیر تیر چلے گئے

اپنے بے پناہ شہسواروں کو بھیج کر بتانا کہ جو موضع کے گرد جمع ہوئے ان سے کہہ دیا جائے کہ وہاں سے فرار ہو جائیں۔ اور چونکہ سواروں کو انتہائی سیڑھیوں کی سیدی کی شاخوں کی آڑ میں نظر سے چھپانے کی ضرورت تھی اس لیے کہ وہاں سے فرار ہو کر کھائی دیں اور لگا گئے۔

سبب ہم ساٹھ پہنچے روانہ ہو کر اوس وقت ترک ہو کر رہتے۔ مگر کمال وقار اور کثرت کا ساتھ۔ دن کو گرمی کی حدت سخت تکلیف پہنچی تھی۔ اور کاروس میں تقریباً تمام ہو گئے۔ لیکن پھر بھی کہیں سات بجے کے قریب جا کر ترکی نشی پنا دیتے اور کھانا سے چھوٹی۔ اور کمال اناج کی اور تمام قنات کا ساتھ دینے والوں میں سے کر لی کو دھپ لگی۔ یونان میں اوس صدی کا ساتھ کوئی نقاب نہ کیا۔

ترکی مجروح
میں سخت زہان ہوں کہ دیکھو کی اس پہلی لڑائی کے محرک جو مدین کہان گو کوادکی تعداد عقیدتا بہت ہونی چاہئے تھی یہ سب
کلم دیکھو کہ یقیناً کو مدین کواد کی کوساظمی اور طاعلا سے گر گیا اور یہی کی عمو دی ڈبلز ان پر سے کہ نہیں ساتھ لاتا نہ کلم
آہا۔ اور یہ عقیدتی مرے کہ زمان کی سبب بڑک مجروح ہوئے۔ لیکن جہو اس امر کی کوئی شہادت نہیں کی کہ یونانیوں نے ان مجروحین کی ہر
کمر کیا تھا۔ اور اوادی مرہ چپی کی تھی۔ اور لازمی طور پر یہ بلید ہوتا کہ چونکہ ان مجروحین کو کیا شہر ملو۔ دوسرے ہنوز یونانیان
رجعہ تھا ایک جہا جس طرح کے شہادت پیدا ہوتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ ان کیس مجروحین کو ساتھ بھی سب سلوک کیا گیا ہوگا
ہم لڑائی کو خاتمہ تک نہیں پایا تھے۔ پس اگرچہ کواد کی فوج کا کواد کو چھڑ کر لڑی کو جاری ہی اور مدین
اور کواد کی کہ اسٹین چھڑ گئی ہے۔ یہ کوہستانی اگرچہ بہت سی خوبان رکھتی ہیں مگر باطنی اور فسطاط علو لائن اور نہ خیر کی بہت
میں دخل جعین۔ اگر کواد کو ہمارے گھوڑے پسند آجائو تو یقیناً ہمارا بھی نہی حال تہلہ جلا رہا کی جاوے گا کہ دن و نین فوج کو ہلری ہوئے
نامہ نگار کو کہ کوہتہ کارینانی سپاہیوں کو باسماں اور کو گھوڑوں کا کارینوں پر بھی تصرف کیا تھا۔

تہا ہم ہر جنت کنندہ ترکون ہیں یہی تیری کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ یہی لاپرواہی اور نیکی اور سچے سچے جو جابجائے کہ اگر کسی چوٹی
سی تفریحی ہم پر نہ تھے۔ اندھا راؤن جو جاگدا لڑائی کرتے ہوتے وہ ہوئی ہی نہ تھی۔ دینائی اگرچہ اپنے حکم پر چون کی پناہ میں نہ
تھے مگر وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جاگیر نیکی صورت میں اور چون سے بھلے کھلے میدان میں جا پائے گا جہاں ترکون کا مذاق کسی
نہیں ہو سکیگا۔ چونکہ حکمرانی سپاہیوں کو کشادہ و صفا اور دین سے اور معلوم ہے کہ باخصوص جب کہ مہاراجہ پرہیوں تو انہیں
مسلوب کرنا بہت ہی مشکل ہو گا۔ اس کی وجہ سے ان کی شاعت ناموشی پر کوئی شکستہ نہیں جینی پڑے۔ ورنہ ضرور یہ رائے کہ لے
اویں شام اپنے تلے کو خوب موثر کرنا اور چون کے کل بگڑیوں کو اس کرنا یا تباہ کر دینا موجب تھا۔ میں میں ملک کوئی تری ملک موجود
وہی تھی۔ تھوٹکی کے پاس تھیں کی نسبت کو گھڑے یا وہ بیج تھی۔ جو بہت کم نقصان دھنا نا پڑا تھا۔ اور نہ سے اور کو صدمہ و خراب ہے۔ چون
تھو۔ بلکہ انہیں کو گھر کے مریض شکستہ دل و دست بہت نہ ہوئے تھے۔ تاہم انہیں بہت نقصان پہنچا تھا۔ اور وہ بہت کوفتہ و مائدہ دینے
تھو۔ لیکن یہی کہ میں اور نگہ کیا چا ہوں۔ بلکہ تھوٹکی تعاقب کرنے میں رہی تھی۔ یہی خودی اور کو مہاراجہ کی وہی کہ ساتھ کھڑے
میں ترکون پر حملہ کرنا نہایت خطرناک اور کچھ دیر کا کام تھا۔ اور اگر حکم میں ناگامی ہوتی تو یہاں تک نتیجہ بہت بُرا ہوتا۔ مان اگر ترکون کو اگر

کرتے ہیں اور وہ اصفیہ میں ایک کٹری میں گرا نہیں کرتے۔

سیدنا پاشا کو مذکورہ پوری بھی اسی مکان میں سویا۔ وہ کچھ شحم کا تنورا دیکر سیدہ سادہ مزاج شخص ہے۔ اگر کسی کی ہانسی نہیں بول سکتا اور کلاسرا باقی جہیز کو گروہ ہمارے ساتھ چھوڑا تھا کھانسی سے پہلے پورے پانچ منٹ انھوں کو دہن نازا۔ سیدنا افسردہ دل ساہوکار تھا۔ اور اس کی یہ افسردگی سچا بھی نہ تھی۔ میان محمد کی جولانی طبع نے اس کی فوج ایک طرح سے سنیا ناسک دیا۔ ہم دونوں کے علاوہ سلطان اعظم کا ایک نوعمر اور چہنٹ دچاک یا در بھی وہیں فرکش ہوئے۔ وہ بھی سچی تھا۔ اور ملہا اعلیٰ پورے غلط فہم تھا۔ اس کو ساتھ کئی خوجریان اور برہمن طرز کو سلطان غل ڈسکر کرنا مکمل سامان تھا۔ عثمانی بیچ میں نیزنگت کو ملے بانگلی نازتھی۔ یہ پلنڈر آسائیل وکلف سوتھی لاسکان مختار رہتے ہیں۔ ایک مقدس صوفی ملا صاحب بھی موجود تھا۔ جو نازان پاشا کو ملے کو ملے ہماں تھوڑے دیر بعد پہنچے ہوئے تھے۔ یہ اس کی علامت ہے کہ صاحب عالمی کو آیا ہے۔ تاکہ تیرے سے سلام ہو۔ ہر ملا تھا کہ وہ کچھ سیدہ بنظر شہتاہ دیکھ رہے تھے جب تک ہم کچھ نہیں ہوتا وقت کا زیادہ حصہ اس کو ہونڈھ پڑے۔ کچھ یقین ہو کہ وہ ضرور میرے سہیل یا ایک برصاات وعا گشت راہ تھا۔ سیدنا اس کو فرسی اطلالین اور جہن میں کو دیکھ دیکرے گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر وہ بوجہ ہار دیا۔ تاکہ یہ غلط تھا کہ وہ ان زبانوں میں کو سیکھ نہیں سکتا۔ تیری انہوں نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ گویا تھے حسن اندکی کی سزوں اس کے کھانسیں شریک پہنکی اور خوست کی۔ اور وہ خوشی شامل ہو گیا۔ میں جلدی اس بے کونسلش بہرہ میں مبتلا ہوں اور بے حمت کی نظر سے دیکھتے ہیں چنانچہ اگر کچھ باوری ہو رہیں میں صاحب بھی کسی یوگا کو سحر میں مل جائے تو میں اس کو بھی سلیط پیش آتا۔ مگر میں تسلیم کرتا ہوں کہ پرنسٹن اور کلیساہ برطانیہ کو پار کیا۔ غازی بہت دین سب سے زیادہ ہے کہ کھانسیں ایک ایسا نوز کی فرسٹ شریک تھا۔ کھانسیں رونق حاصل تھا۔ جتنی پاشا کا ایک باور تھا۔ چھوٹا لٹو کی مگر میں اس کا نام جو لگتا ہوں۔ وہاں نہایت ہی دکی اور مکمل خوش طبع افسردہ میں ہوا۔ ایک تاج میں تفصیلی میں ہماری ملاقات ہوئی۔

کھانا سادہ مگر باخراہ تھا۔ بیکان گشت وچہ زون کی ہشمار کا بیان میں نہیں لکھتا۔ چہنٹن خوب یہ مصالح ڈال گیا تھا۔ اور وہ میرے وسط میں بھی گئی تعین ہم کھاتے دیکر ان کا بیون پر ٹوٹ چلا۔ اور جو بوٹی پسند خاطر ہوئی اور جو خود کھاتے ہوگا۔ جانی اسے اٹھا اور کھا کر کہا۔ آگاہ تلو ابتدا تو میرے بیفون کو کھنی اور شیرینی پر کھانا نہ تو تم کیا غش تھی سے میرے پاس نہ خیر لکھی ہوئی موجود تھی جس کے ملاکر سادہ بے خوب میرے کونوش کیا۔

مگر باہنگری اور اکیس نے چہنٹہ عدہ کیا تھا کہ وہ سی ات گھٹلے بدل کر زینت ار۔ یا گاڑی پر پورے ٹانہ میں گے۔ گھر وہ کوئی نہ آئے جس کو کچھ سخت زرد پیدا ہو گیا۔ کیونکہ ملاوٹات شرکوں پر ہتیار اور زنتہ مزاج لوگ موجود تھے۔ کچھ بیچ میں کھڑے پر لڑے ہو کر لاریہ سکلیف روانہ ہو گیا۔ سپاہیوں کا ذہن دلزدہ ہو کر کی کیونکہ پہلے ہی سے تھوڑے کو دیکر یہ وضع ہو رہا تھا کہ آدم پاشا نے صلہ کر لیا ہے کہ کوئی نامی پر ویشیو پر کرکون کو چہرتہ نہ دیکھیں۔ یہ بیخوشی پھیلنے لگا۔ کمالی فرکر نیلون کو فرسٹ کیا کر لیا۔ انہوں نے زہری جاعت کو کر تیر میں دیکھا ہو کر کر لے۔ اس میں کو خاصا چہرہ تک میں جتنی پاشا نے بلایا۔ ان کی کوئی ہنگام

کر

لے جیو بیکر تھا۔ ہم بیکر تھے کہ میں گراہن ہنگام شرف اسلام ہو جانے یا یہ کہ میری رت ہر جانوں ہلے یہ ایک شہرہ کو کچھ کا عید سداوری ہے

حتیٰ چائشے کے کہ اگر انہوں نے فرامیس کو شب گزشتہ لائرسہ کے متصل دیکھا تھا یہ سکرین آگے بڑھا گیا۔ اور تقریباً چار میل اور نیچے کر سامنے سے شہر کا ٹھکانا آدھیں سے آج کمال میٹری کو ساتھ لڑکی کیٹن آتے نظر آگئے اور انہوں نے فریب سے تردد و پریشانی کا اظہار کئے سے بھی ٹھکانا یاد نہ کیا بلکہ کہا تو یہ کہ یہ ہم جانتے ہی تھے یا شاید ہم نے کھانا نہایت لذیذ تھا خیر یہ ہو کر کھانا دے دیا بالکل بھول گیا تھا نچت ہو کر سو گئے۔ سوچتی ہوئی تعلقا ڈھکانا کی جگہ کبھی متروک نہ ہو گا۔

ہم سب لڑکی کیٹن روانہ ہو گئے اور ٹوٹی دیوار کے نیچے جھڑکی کیٹن کے گرد پکڑ لیا۔ یہ کیٹن لڑکی کے گرد و گرد مشرق۔ جنوب مشرق اور جنوب میں نہایت مناسب موقعوں پر قائم ہو گئے تھے۔ اور انکی منتظر خوب ہوشیا تھی جب ہم پرانے دوستوں بیٹے پر نر پڑے لیٹن کے اور ٹوٹی دیوار کے پائین چورہ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور طرح طرح کی فوجی ٹوٹی دیوار کی خبر بیان و تمبر و گلاس وغلیں سے تلواریں اور کاتوئی پٹیاں غریب لڑکی کو بیٹے پیش کیں۔ یہ چیزیں انہیں میں سے ایک سے دستیاب ہوئی تھیں اور وہ جانتے تھے کہ ایک کس کس طرح کر کے شوق ہو۔ اور اس قسم کی ہفتہ یادیاد گاہیں نر کر میں مگر گھٹان کو دس جاؤرت اور انکا شہر ہمارے قریب تو تھا کہ نہایت سے چاہئے اور پڑھنے و لکھنے کا کیا۔

گفت سوزانہ ہو کر ہم نے حتیٰ چائشہ سے لڑکی کیٹن میں جہاں وقت ہم سے ملاقات کی مدد کو۔ روشن شہم ملنا نہایت ہی مناسب اور سافر پر و شہمیں جن پاشا موصوف کو قہرہ سے ہماری توجہ کی۔ اور انہوں نے اپنے فوجی ڈاکٹر کو بلو کر آدھیں کے سر پر پٹی باندھ کر اس کو پہنچے ہمیں توجہ نہ دی۔ دوسرے دن پاشا موصوف لایا وہاں جا کر بیٹے کی کٹری جو پیش کی کہ بیکو کیا گھڑا تھا کھانا کھا۔ جب کھانا کھائی آئی تو بیٹے دیکھا کہ ایک بیوی کی قسم کی بلکانی چہرہ لگائی ہے جو در احمدہ قسم کا چارہ چھوڑنا لا چکا تھا کہ انہوں نے اس سے بیٹا کہا تھا ہم پاشا کی ناراض میں کوئی کام نہیں۔ میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ ایک لڑکا گھڑا چہرہ لگائی میں بھلا لایا اور ہم کو بھی پاشا کی گاڑی کی یاد آئیں کرنی پڑی کہ سفر میں کیسا کام دیتی ہے۔

استکشا اسے بیچ ہم ایک ترکی استکشا کی جماعت کو ساتھ لے کر وکیل اور روٹینو کیٹن لگنو اس کام پر دو ایشین مسیحی تھیں ایک لارنو دون کی پر نر پڑے لیٹن اور دوسری فوج نظام کی تھی یہ کھٹک کو قاعدہ فوجی پھیلا اور ہٹ بانہ لڑنے کے ہیں مجوز کیٹن اور اسکا ایک سوار بیوی لڑن کو متصل تھا جو پہلے یون کے گرد گوندتی ہے اور دوسرا لڑکا شال میں لڑنے کے قریب تھا جو سولہ دن کی ایک چھٹی سی جماعت جو ایک خدا را دیا ایک پستان کو فتح تھی آگے آگے تھی جہاں سارون کے ساتھ تھیں۔ پر نر و سولہ تک لگنو۔

وہ نہایت احتیاط سے اگر بڑے ہو تھے پہلے انچین و سین منٹ جہاں کہیں انہیں کوئی سیارہ نظر آتا تھی کہ چھوٹی جگہ کہیں چھٹا کہیں ہو سکتا تھا وہ نو لڑے جاتے تھے بجا نہیں ہو سکتے تھے بلکہ انہیں کو توڑ دینے کو کہا دینے کو جو بڑا نامی سیارہ تھا پہلے کے مشابہ تھے۔ دوسرا لڑکا ان کی توجہ اور پر نال کیٹن بھیجے گئے جو طرف ہمارے قریب تھی اور انہوں نے گرد ایک بیٹہ دل سی دیوار و جوی لارمین بائیں جانب ایک لڑکا رشتان تھا جسکی چار دیواری بہت بلند تھی جہاں میں آگورستان با فراطمین بلند کیٹن لگنو کی اور انکی

چار دیو یوں خوب بنا ہو سکتی ہے جبکہ یہ طور بالا استعمال کا نون کیطوت ہے چار کو ہے۔ یہیں نہایت ترودور کہ وہ غیر طریقی
آکسین۔ ایک سیدھا اوش وازہ کو طوت کیا جو دیو یوں تھا اور دوسرا چکر کاٹ کر گاٹوں کی دایین طرف میں طریقی ترقی تھی
کہ ان جاتا زسور دن پر اب گویاں یسین کہ یہیں مگر کوئی گولی نہ چلی بیڑانی مولی گڑیئے ثابت ہوئے اور ہم سیدہ یوں ترقی
کیطوت روانہ ہو گئے۔ انرو ہا ہے آگے ہوئے۔

سلا راون بہتہ یون سے گذر چکے جو ستدر کہ صدر چکل کے دایین ہاتھ تھو جسے جدا ہو گئے تھے۔ وہاں چتر ہی دھونک کی چتر
چتر سرگرمی کو ساتھ اتنا تب کیا مگر پچھلے پر معلوم ہوا کہ وہ مولی بیڑانی دھان تھا۔ جو بہت کی بنی بیڑانی میں چھپا ہوا تھا
خیال پہنچا۔ جس تھا چھوٹا سا وہ پچھلے ہی ہو کر تھے مگر اسے چھوڑ دیا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی۔

کوئی نے کوئی بیڑانی بیقاعدہ سپاہیوں کو کسی گاٹوں کوٹ پوتے۔ سرنگم کی نے ہوشی کو کشید زمین کو متعلق حسب
زین تیر کیا۔ یہ آج صبح کو سات چوبیس ایک کششانی جامعہ ان کیس میں ان سے گزرا جنو بیڑانی موضع حاجی کی کہ باکل غلی پنا
کیا مکمل سپہ کو چاس بیڑانی پہاڑوں سے اتر کر بیڑانی باشندوں کے ملوک و مقبرہ پچاس میڑانی چھین بیگن تھے۔ طرا ووش کی
بارا کے دستک بیڑانیوں تو خاصہ مارا لے گا بارا گرم کر کھلے جس میں بیڑان کے دھان چھت غنہ آوہو رہے ہیں اور علانیہ
و دیوار میں ہیں کہ ہمارے ہم بہت ہی مقوم ہے زکون کی نسبت بدرجہا بتر اور ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں یہی کیفیت موضع سرک
(چومانی) کی تھی۔ اس میں ایک گھر فکی آبادی ہے۔ سرک کی دونوں طرف بیڑانوں گھاس خشک کڑی ہو گئے اس طرح
کرنے والا کوئی نہیں۔ حالانکہ چندہ دونوں فرمال وہ وہ ہے یہ موضع تھری پاشا کوٹ وین ویا پنج کیلشیر سیمانہ جنوب ہے
جہیں وہاں گھاس و سبیل کوئی ترقی کوچ وہاں دھن ہیں ہوئی تھی۔ گراہات بھی باشندہ وہاں موجود نہ تھا۔ صرف چند چو
پانچ تھے اور کیتدر سور کھائی دیتے تھے۔ سور دن نے عالی مکانوں میں ریکر کیا ہوا تھا۔ دیڑی کیو جو یہ تھی کہ چتر بیڈی لاریہ
بیڑان سے۔ تاکہ یہ گئے تھے۔ اس میں نہ تکلی سے گذر تھے اور وہاں کوہ ایک گھر کوٹ لیا تھا۔ سرک اور مکانوں کو کوٹ والی
کا تر اس پٹے ہوئے جس میں شایت ہوا تھا کہ قیدیوں کو گاٹوں پر نہ صرف ہونے کیے۔ یہاں تک کہ شوری سی اڑائی کرنی
پڑی تھی۔ تاکہ یہیں کوئی لاش یا خون کو وہی دکھائی نہ دے جس میں خیال گذر تھے کہ شاید قیدیوں نے مصلح گاٹوں کی کوٹ کی
خوشی میں کچھ بھگتی کی ہوں۔

ریزہ بیڑان میں ہوا ایک عجیب سیج گیزر اور تغیر نظر دار دکھا۔ ایک ترک سپاہی کی لاش پڑی تھی
دشت المینا جگہ سی و بی بی ہوئی ایک چوٹی سی دیہاتی گاڑی سینے الہ پر جو ترقی پناہ ملی ہوئی تھی پڑی تھی ایک
گاہ کی کوٹنے روشن کی گئی تھی اور اس کو شعلوں کو گاڑی دار اسکا سلا و دونوں تقریباً خاکستہ ہو گئے تھے۔ سپاہی کی لاشیں گھٹن
نہیں صبح سلامت تھیں اور وہی وری ورتی نہ کوٹ کوٹھڑی سے جھڑی ہمن واسکا شانی سپاہی ہوا متعلق ہو گیا تھا
اوس کوٹنے پر نہ خیم ہو جوتا۔ لیکن کسی اور جگہ پر بھی ہو جکا نشان بجا کو کیو جسے سعد و م ہو گیا ہو۔ یہاں پہنچا ہوا ہے

امکان سے باہر تھا کہ اسے برصغیر کے کسی جہاں میں نہ ملے۔ تو اُن کو وہ وقت زندہ تھا مگر جہاں تو اس سے پایا ہی جاتا تھا۔
یونانی جہازات کمال پاجیانہ انداز سے ترکوں پر طرح طرح کے الزامات لگا کر کہتے تھے کہ وہ ناگفتہ بہ ظالم کے مرکب ہو رہے ہیں اور
بالخصوص یونانی جو زمین و نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ ایک تڑپا دہنوں نے اپنے ستر پادری فرخندہ روایت شہر کی کہ ترکوں نے
جناہیں مل پریں جبکہ دن یونانی مجرور جن کو کیشیز و تیلوین زندہ جلا دیا تھا یہ کوئین اگر اُن کی کامل تردید کر دی ہو جو عقیدت
بحولہ تھا کہ زمین کوئی بروج نہ تھی اور عمارت کا اندرونی حصہ کو خفیف ہو نقصان پہنچے کہ اسے خد عمارت بالکل صحیح تھا کہ ای
نعمی۔ اندرونی حصہ کو نقصان پہنچا ہوا دیکھا گیا کہ بڑا لٹ دیا گیا ہوا تھا اور ایسا کی بیس ایک تصویریں دیواروں پر اٹھائی گئی
ہوئی تھیں۔ جو کمال یقین ہو کہ دراصل خود یونانی سچا عہد سپاہیوں نے ترکوں کو بنام کرنا کہنے ایسا کیا کہ کوئی کدورہ ہلکے ترک
سپاہیوں کو مسابہ کا بہت ہی احترام کیا عہدہ برکت یہ نقصان یا خفیف اور مجرور تھا کہ کوئی دشمن اتنے پر کسی کفایت نہ کیا کہ سخت
لاش کو دیکھ کر ترک بالخصوص البانوی سخت غضب الودہ ہو گئے اور لاکھ بڑوں کو یونانیوں کو سزا دیا اور انتقام و بدلہ لینے
قسم اٹھائی ۛ

ناتر مہیش پرانوں) ہم پھر اپنے پرانے نکلنے یعنی مینار پر پڑھ گئے اور وہاں بہت چھٹی طرح کشانی ہم کی کاروانی
کو کہتے تھے۔ دائیں تھہ اور دونوں کی آدھی پٹن کر میتھ میں جو کچھ کی طرقت بڑی جانتی
اور تار کو زینتی نشانہ سے واضح بڑھا کہ جنگل یونانیوں کو سہل ہوا ہے جہاں بڑی مسر کی لڑائی ہوتی ہے۔ ایک بقاعدہ آلوٹ
سپاہی حریفانہ خود پر زینڈ پٹن سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اپنے اسے کسی مختلف متون پر دیکھا تھا سپاہین مینار پر بیٹھے یا نہایت خوبصورت
وفا شخص تھا اور اُن کو کچھ ہونے مانت ہوا تھا کہ وہ بہت قابل ہو لیکن میرے خیال میں اپنے اکثر جہلوں کی طرح لوٹ کا وہ بھی کچھ
مشاق و شبیلہ تھا لیکن جنگل کی سخت آتشباری سے ویاں بڑا اہل ہوا اس تھا۔ اسے کہا کہ میرے تمام ساتھی جنگل میں ہلاک ہوئے ہیں
اور ترکوں نے عمارتوں کو مہض کیلئے وہاں سے لے لیں۔ میں نے جو زمانہ میں کی نشانہ اندازی کی نسبت کوئی عہدہ رائے نہ کہا تھا اسے
بڑی شہی دلانی اور کہا خاطر چھوڑنا اسے ساتھی بالکل بخیریت ہو کر گئے اسے اطمینان نہ ہوا۔ اور میں اسے جلد جانچوڑا ترک کا وہ پھر سو
سوسو اپنے ہجوم اور دونوں کو کچھ کر کے جنگل میں گھس گیا جہاں کو کچھ پڑا نشانہ ہی پہلے سے لگتی ہو گئی۔

جانب سے دوسرا دونوں ایک دینانی مورچہ کی طرقت چلا دیتے کہ زمین تنہا ترقی کو ساتھ بڑے اور میں سپاہیوں کی کاروانی خند
سے لٹھ سکرانے فاصلہ کھڑا کر دیتے جو جہاں وہ اپنے جو تو مورچے سے بھرا لگی پانچر رہنوں کو آگ برسانی فرم کر دی جس کو دیکھ کر انھیں
کو خیال گذر کہ بہا دل بانوی تباہ ہو گئے نصیب ابانوی زمین پر گر پڑے اور باقی دائیں بائیں پھیل گئے اور نسبتاً زیادہ خفا
آگ بڑھنے لگ گئی۔ جو کہ تھی۔ اور ان کی نسبت تباہ کر گیا کہ وہ ہلاک یا دھمی گئے ہیں کہ ترک زمین و کھلت پڑے ہو کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ
ساتھ پیش قدمی کرنے لگ گئے۔ اور نہیں بڑا ہونے دیکھا کہ تباہ و کمال وحشی ہوئی۔ وہ اہل بند تو زمین سر کر کے زمین پر چلے گئے۔
گو کہ زمین پر ایک بھی نمی یا شہید نہ ہوا تھا اس طرح حرکت میں البانویں اور زمین سر کرنا در لکھ گئے۔ اور دینانی اورن سپاہیوں پر کر کے

دیکھا جاتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہ تھی۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 نے فوج کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 وہ جنگوں میں شامل ہو کر لڑ رہے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 سربراہ کیلئے میں نے ایک ہلکے بھاری ہتھیاروں کے ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 دنوں میں بھی زلزلوں کی کئی ہلکی ہلکی جھلکیاں آ رہی تھیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔

یہاں کی حالتوں سے زیادہ دلچسپی اور دلچسپی کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 جب تک کہ وہاں پہلے سے ہی ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 کہتے تھے۔ ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 ایک ساتھ ہلکے ہلکے ہتھیاروں کے ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 کو ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 ڈوئش کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 سے بجانب جنوب میں ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔

بقول طرہ کے شہر میں ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 کا چشما ڈوئش کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 وغیرہ سے ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 چھوٹے کھیلوں کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 بارہ تھے۔ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 شکل کی بھی ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 اور ان میں سے ایک بھی۔

مگر ان کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 براہ شکی کے ساتھ ساتھ ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 خود کو ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔
 کہ ترکہ دہری مشہور ہو کر ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔

وہی کوئی پاشا کی غارتگریوں کی ایک اور جنگ بھی لڑ رہی تھی۔ مزید برآں، ہمارے کئی فوجی بھی مارے گئے۔

نصیحت کی۔ مگر جنہی لڑائی ختم ہو کر ہم پاشا کو پاس لے بیٹھا اور نہ توڑی بیٹھ کر اڑی شاف درخلام سپاہ کی حفاظت تھا
کی اچھا کیجئے۔ مرنے والوں نے اس غمورہ کو پسند کیا اور سریشی کو علی الصبح واپس روانہ ہو گئے۔ جہاں میٹروں کی شہقت پیش آئے
اور حفاظت مطلوبہ کا انتظام کر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ آؤر بک کو درلو پر ترقی کر کے لپو واپس روانہ کیا سالہیکہ نے بغور روانہ
کر دیا۔ اور یہی باتھہ مالی شہر کی طرف یہ اعلان بھیج دیا کہ اگر آدمیوں نے بلاستہ بلا طاعت تبدیل کی تو اؤر کو جان مال کی حفاظت
کی جائے گی تاؤر بک نے اعلان مذکور شہر داروں کے ہم غم کو یاد دہندہ طور پر کرنا یا جو اسے سنتی ہی مانع بنے ہو گئے اور سلطان اعظم
کی لڑائی میں کئیے زور شور سے نہرے لگائے۔

دولت میں ترکوں کو خلیفہ کے حالات میں شہر کی طرف سے نہایت دلچسپ لیر یہ میں تجربہ کیے ہیں جن لوگوں نے موجودہ زمانہ میں کیجیا
ہے وہ باسانی ہوئے ہیں جن کو شہر میں صوفیوں نے اپنی تحریروں میں سنا کہ کو باکل دخل میں دیا۔ اؤر کیا یہ ہے کہ یونانی باشندہ کو دلچسپ
تھے جس قدر بھانگ لکھ وہ بھانگ لکھ ہوئے تھے پھر بھی بازار داروں میں دور وہ پیشا رازان و ترسان باشندوں کی صفوں میں بیٹھ کر
تعیین کریں کہ یہ ترقی ہستی کہیں اب ایک ناکر اہان میں ترک داخل ہوتے ہی سب کو ترقی کر دین گئے۔ بعض اوقات مل سونے کیوں
ترکی جو یہاں نہیں لے ہوئی تھیں اور یہاں ترک داخل ہو تو فرمایا نہ تو سونے کی طرح سلام بجالانے کیے اور ان کو سونے کو ترقی دیا
سزا کی میں یہ یاد نہ کر کہ یہی پڑی سرستہ نہیں دھاتے کئی ہمارے گھوڑوں کو تھما کر دے کیے آئے سلطان کا یاد
کہ ساتھ میں نہ گار۔ دو ذوقوں کے ایک سوا شہر میں داخل واپس نہ صرف ہوئے تھے باشندے با رنگ و رو بہ اس حکمرانہ طاعت
بیکران کیے پھر چوڑی ہال کی طرف چلے گئے۔ اٹالی شہر ایسے خود وہ ہوئے تھے کہ کچھ عرصہ تک باضابطہ قبول طاعت کی تاویز
پر دستخط کر کے شہر کو کوئی کن و دستیاب ہو سکا تاہم ایک غور کیا۔ اور گئے دشاویز پر دستخط کر دیے جبکہ بعد سلطان کا اپنے
جہر کو بہرے ہو کر اعلان کر دیا کہ میں پتلا و سلامت و باشندوں کی جلالا تھا بعد محمد کمال حفاظت کی گئی اس کے لئے بھی ایک
اور دہشت زدہ ہونا میں میں پھر از سر نو جان چڑھ گئی۔ اور وہ عثمانیہ رحم و کرم سے اسے خوش ہونے کو مینا خند سلطان اعظم کی دربار
عمر اؤر واد اقبال کیلئے غرض مارڈ لگ گئی اور وہی یونانی جو یہاں وقت حالات کو سامت کو نظام و سفاک کہہ سکتے تھے اب صدق
دل سے اس کو بے دماغین کر رہے تھے۔

تو فصلوں کو تصور اس کے اندر جو اندیشہ تھا کہ یہیں یونانی جہاز ترکوں کے داخل ہونے پر شہر پر گولہ باری و فوج کیوں کر
میرا بہت قیمتی میرا بیوٹا یا بیوٹو نہ تھا کہ چند ترکوں کو تھما کر پناہ دے کیے کی ترقی پر ایک یونانی شہر کو بار بار کرتا۔ و
اؤر خلیفہ کی طرف سے کو راہروں کی ترک سپاہ کا چار ونگر تھا کہ طبع و دولتمند بھی قابل ترمیم را۔ ورا واپس سے ترکوں کو
سامان حربہ رسا کی اور مقداروں کو علاوہ چند توہین غنیمت میں ملین میان تو دولتمند کی پہل پہل بہرہ یونانیوں نے اسی چاروں کو
جو غنیمت کے نام پر ہوتی تھیں کچھ ترختہ کیا اور انہوں نے بری و بری کئی برقی مسلمان کو کاٹ دیا اور کوٹھور دے کر ان کی طرف سے
ایک بلبلہ کر کے چلے و جہر و شہر میں نہ صرف لاکھ۔ اور یہاں تک پہنچی کہ سلطان اور ولایت کے اخبارات میں شائع ہو گئے۔

وہاں شہر میں گھس گھس آئے جس کو روزیادہ گریٹر چرکٹی لویس بھی فوراً برسرِ منہ پہنچ گئے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار برفِ خوب کا گرم گدھا بن گیا۔ جن پانچ شہر سرجو و تھو چیٹھون میں دن پیر بازاروں باشندے مال بٹیک لیکر سوار ہو گئے۔ بازاروں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر چلے جازا کو چھو گئے۔ گھاٹوں پر بازاروں میں برہمن ہندو دور پکڑ گئے کہ انگریزی اور فرنگیوں نے شہر کے ٹیڑھے پر جا کر اس کو کھانڈ ڈال سے اپنا سناہہ باشندوں کو جان مال کی حفاظت اور شہر کو لوٹروں کی وجہ سے محفوظ رکھو کہیں تو انگریزی اطمینان فرمائی اور آئسٹرن جوہری سپاہیوں کو چند دستہ شہر میں بھیج دینے کی وجہ سے کسی تاکار لویس نے شہر کو ترک کر دینے سے پہلے ہی جن کی مارک بھند توقع ہو رہی تھی تاخت و تاجار کے کے بالکل صفاباز دین۔

زمین اوس شیرید جیہد سے سب کا خروار نہ ہوا۔ بلکہ اس مرد و عورتین اور بچہ جیہت اور خزانہ میں کس طرح بہت بڑے تھے۔
جیہد میں لوگ سے کہیں جیہد میں جیہد ہن اس میں کات کو جو کہ اودن بیچارہ رن گزری۔ یہ کات کاسانی تیا کاس کاسا کاسا کاسا ہو۔

جنگ فرسالیہ

جنگ فرسالیہ { جس دن جی پاشے اور سٹیویر حکم کیا ہی دن تھی دو مئی کو اوسم پاشے نے بارت خود و سیدہ کی نوج پرستیا
فرسالیہ حکم کیا وہاں یونانیوں کی محبت ۲۵-۳۰ ہزار کے درمیان تھی بیشتر کے پاس تین دو وین تین تین
مدرسا اور تھری کو علم کے قریب دوم سہ و تین علم ہزار کا رہی ہے اور چھتھائی تیر کی پاشا کا وین سبب جانے کے لیے
سے چار ایتھان و سال (چانچر) لاریس سے امیل سبب جنرل دیانی پی اس پر اس میدان کے شاخصین میں واقع ہے جو سٹیو
کی بیابانوں سے شروع ہو کر جانب جنوب جبال آتھو میں تک چلا گیا ہے۔ فرسالیہ کا بڑا محفوظ مقام تھینز کی جنوبی جانب شروع ہو کر سٹیو
کے پورے اس کو عقب میں بیچا گیا تھا اور اس کا ریسے تھری پاشا کی پیش قدمی کا ہی علم ہو جائے غائبانی بی کوڑا ریشا فلو
ڈو کو کس کو کھٹ جائے گا جو تھینز بہت زیادہ محفوظ مقام ہے بیچل کر رہا تھا۔

موسو کے زمانہ کو لڑائی نہیں کہا جاسکتا۔ وہاں درحقیقت صرف برنائین کے غشی دوست و مددگار رہی اور ترکوں کے ہر لڑائی (پیشدار رہی) میں لڑائی ہوتی شروع شروع میں جب کہ ترکوں نے کھوسیدان سے گندہ کاروں کا بیان باریون پر جو فرستالے جاساں نہ تھا شامل ہیں۔ جلد کیا تو انہیں بہت نقصان دھمکانا پڑا دیوانی تو پ خانہ سراسر تو تھوڑے چوب کام دیا۔ اور انکی رہنمائی آتش ہی سمول سے چھی ہی نگہ جب کہ باریون کو قریب پہنچو تو قوسہ برنائین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ راون کو کیوں لاتی ہو گیا کہ کہیں جری یا کاڈرین کا ترویب سے اگر حاجت کا راستہ بند کر دے۔ وہ گھٹنوں کی آتشباری کے بعد وہ دیر سے لائن کو ہٹ گئی۔ جہاں انکی در پشونوں اور دو برائین نے ترکوں کو گونہ گونہ کو قریب روک رکھا۔ ہو تو تھوڑے پراوینروینون کی دو کھینچن اور پچھلی جہاں نے قابل ترین مقتضات و شجاعت دکھائی جب کہ ترکوں کو اور زیادہ سکنا ناگن بر گیا تو وہ تیرک پچھلے گئے۔ ماحریر اپنی پل اس کو کھ پل سے گزرتھیں گئے بہرے پچھلے۔ پل کے قریب دھڑار سے زیادہ زانی سپاہی جمع تھے جسے ترکوں کو قریب خانہ نہ مہیب ہلاکت بر گیا۔

داروکی نے مئی کے آخر کو علی علی گڑھ میں اس مقام کے متعلق مشرور پہل کی حسب اپنی تحریر لکھائی ہوئی ہے:

یہ یونانیوں نے ترکی حملہ کے باوجود ان عہدیدانوں کو مہربان دیکھا۔ انھیں ہتھیاروں سے لیس کر دیا۔ مگر ایسا کرنے پر

فی ہذا مشرزل صفت کی کہانی پڑھا تھیں کیا کہے درخت ثابت قدم بنایا اور پھر پیش قدمی میں کچھ خاصہ تامل اس کو اگے اگر کہے
اورین جہاں ان منہج رکھ کے حلین بھی پاشا موصوف لڑکے ہو کر ابا نون کو دلا کر آیا

فرسالہ دو ٹوٹینوں کی تعمیر اور دوروں کے قبضہ سے یہ نایز کو خط آمد و رفت باہل متنبہ ہو گیا۔ اب بات کلو فاعلہ کچھ پیش آتا
اور تمام سامان و لگب براہ ہندو لوگ ملک کھویریل پر ٹوٹینوں کے راستہ لاریا تیر گیا اور فرساکو سبجا جاتا رہا تھا۔ کیا مرنانہ ممکن ہو گیا
تاسلیتھی اور کاندھ شائی ریڈ انڈیائی بھاجو مالیروس کے جنوبی دکن کو دو کوکوس تک پہنچی ہوئی تھی۔ جہہ بجری فاعلہ کچھ پیش ہو گیا مگر
تاسیہ کوئی ریلوے لائن بنائی تھی مزید بڑا یہ علاقہ نہایت ڈرگارا اور کٹھن ہے جس میں یونانیوں کو ہر کسی کو بعد ہر تیرے طریق میں
سخت شکلات و پیش آئی ہوگی مگر کھلے مقابلہ تیرہ یونانیوں کی شکلات ٹھہرین یہ عقیدہ دیکھ لائیں کہ تعریف کو ہر پاشا کو ٹرینپر
میں آسانی و سہولت ہو گئی۔

یونانی فرسالہ اور ٹوٹینوں میں نہایت کہانیک بعد آئیروس دو کوکوس لائن کو ہٹ گئی مالیروس کو ٹوٹینوں میں لین چاہتا تھا
ڈو کوکوس فرسالہ سے جاب جنو بنہ پندہ میل اور تاسیہ سوی میل کے فاصلہ پر ملارہیہ۔ لاسیہ کی شاہ لڑہ پر واقع ہے۔ مالیروس سے
ڈو کوکوس خطہ ستیمہ آیل ہو۔

آدم کا شکی آخری پیش قدمی کا معاہدہ تھا کہ ڈو کوکوس اور مالیروس کے درمیان کو ہستانی علاقہ سے گذر کر یونانی فوج کو دو
حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ پاشا موصوف نے فیہد کی گنج پر ملاحظہ کا رہتہ بند کر دینے کیلئے ڈو کوکوس کے سینے سے گذر کر ایک
عقبہ میں درہ دو ٹوٹینوں کے زیر تسلیم کی شکر پر قابض ہونے کی بھی فوج کی جنرل آرمی کی مالیروس میں اور دوسرے ہزار فوج بیت
جوسرک مدینہ کی پناہ بھی تھی ڈو کوکوس میں تھاکل عمارتیں یونانیوں نے محمد کو منتخب کر لیا اور کھنڈر و سلیتہ ہو چرہ بنائے جن
بلاخبر بنگال و کھاسیا جیسی زمینیں غیر تمامیت تھی اوس سرگرمی و مصافی شجاعت و تنہا ست بھی زمین موجود ہوئی تو اغلب جرم عا جکا
وہ نتیجہ ہوتا جو چاہا۔

ہر کسی کو ٹوٹینوں فرسالہ لائن سے یونانیوں کو اخراج کے بعد پھر بدستور سابق سیکاری توتف کا پرسلر اور تافاں نہیں دورہ آگیا بعض
ان تو توفوں کا باعث بنے تھیں نہ تسلیم کیے کہ بعد و گئے تنہا اور حکام موصول ہوتے تھے۔ بعض کی مانے میں گویا بدو کی کثرت
انکا باعث تھی اور دوسرے نہیں نہ کون کے تو ہی فاعلہ تامل و سہل نگاری پر معمول کتے ہیں میری رائے میں اس آخری توتف کا باعث
ہوئی ہے اسی ملک میں غائب ذرا کت ملے تھیں جن کی سلسلہ جانی اور توتف شروع ہو گئی تھی۔ ایم مالیروس نے اسی کو کہے
ڈو کرکرا کو دل عظیم کا خود ست خود بخود پناہ ہم جہاں ہے اگر گریبان چاہے تو وہ مداخلت کرنے کو تیار ہیں۔ اسکا صاف غلطو میں سبب
تھا کہ گریبان نے درپہ و دول سے شہا کی ہے پس ممکن ہو تو کی گزرتے نے مزید غریزی نہ ہونے دیکھ کر اپنے سپہ سالار کو موصوف عاشر بن کر
ایکا کر دیا ہوتا رسالہ سے کئی پیش قدمی۔ اسی کو گینگی۔

اس مصلحتی یونانیوں نے ڈو کوکوس کو طبعی استحکام کی بنیادی تھی اور مصلحت سے اس کو مضبوط کرنے کا نایز دیکھا جس سے

خود دنگھاس جو ایک سرکشک پہاڑی پر رکھتی چلی گئی ہے اس پہاڑی کا سامنا قدرتی منظرن سے جو ایک دوسرے کے اوپر بلند ہوتی چلی گئی ہیں بنا جو اپنے شاہ رام ان منزلن کے گرد و گرد یکساں تھی ہوتی چلی گئی ہے جہاں بین نکلہ کوہ رڈو کوک کا شہر اور قلعہ واقع ہے اور کل میلان بھی نوین ہے غلغلہ کی دافری میں کوئی کلام نہیں مگر اوس وقت اوس کو طبعی ہتھکام کیا باقی سب باتوں پر فعال ہوا تھا یہی مضبوط و حکم پرورش غالباً اپنا یکسبت ہی کو جینوں کو رخصت کر کے نصیب ہوتی ہوئی ہے پچھلی منزل پر پیدل فرج سوچوں کی تین پانچاڑا دون میں موجود تھی نون کی سوجوگی کا علم صحت سوچوں کی سیدمانی سے ہوا تھا ان ہی سے یہ نون کے دستاوردہ درانہ کوہ کٹرے تو سر نزل کے پچھلے اوپر تو پین ہی تو پین نصیب تین جن کی نالین سوچوں کے جھروکوں سے دکھائی دے رہی تھیں یہ سلسلہ سطح منزل منزل چوٹی تک چلا گیا تھا جہاں غلغلہ کی فہیلوں پر چار لگان وزن ملے تھیں تو تین ٹہری ہوئی تھیں۔

قدوم کو اس علم میں ترکوں کو بے درے غلطیان سرزد ہو تین مگر برے پائل منظر کیلئے کافی شہادت موجود تھیں کہ بین بنیابت کرکون کران غلطیوں کا جن کو نایہ بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہوا غلط شخص ذمہ دار تھا سب معمول اہم پاشا کی شاطرا تدریس اس موقع پر بھی نہایت اعلیٰ تھی یہ نون کو یہ بھی کہہ دیتی تھی کہ غلطی غلطی کے بازو سے اوس کو عقوبت میں پچھلے مگر ہر جگہ کارا نہ بند کر دیں مگر اس کے ساتھ ہی حسب معمول ڈوٹرل کما ڈرون کی کاروائی استوتہ پر بھی ناقص ہی اور تین ہی ایک نو بنیابت ہماک و خونکاکر بعض فضل اعلیٰ بیکی کو دو کوکس کی سرکشک بندی کو سائے کیلئے سو اوادیک طاہر برکیت سے مل کر کئے جن کے کی خوش کن اس علم کے متعلق کم اور کم تین کو فروغ طلب ہیں۔ (۱) کیون سلام پاشا کے ڈوٹرل کو تہنا اسو حتام پر مل کر نکالیا حکم دیا گیا اور ایک چلی بس برکیت کو ضرور پیدل فرج یا تو چچا سے ملک پر چھپائی گئی اور اسے کو مال پر چھپنے دیا گیا اور کیون خیری پاشا حاکم کے مینہ پر تھا شونک را مارا دستا خواہد کر مدد دینا تو نایون کی تو جو کو کسی طرف سرٹیلنے کی خوش نہ کی اور ساتھ یہ چھ سوال بھی زیادہ ہو گئے کہ کیون ہماری پاشا نے ہونانی مینہ پر فحول کا زلہ ہنے میں استدر دور لگائی بلکہ یہ پانچوں سول بھی کیا جا سکتا ہو کیون تدرج قیاس کی شریک پر ماضیہ جو سلاوہ پندرہ کو را نہ ہوا تھا اور براہ و ذری بقیشاہ اسی کی بیج ملک یونان کی کامرمت کرانہ پر قابض ہو سکتی تھا جو پاشا کو قتل کی نسبت شریک مگر یہ مدد پیش کرتے ہیں کہ انہا بنیابت شکل کو ہستانی طاہر سے گزرا پڑا تھا اوس نے بھی اس طرح کوئی کوتاہی نہ کی تھی۔ بالآخر پاشا مروت کی نسبت شریک مگر یہ ہیں۔

دوبہ تقریباً بعض ہماری پاشا کی ہی محاذ دہا میر و شیدی کی فہیل تہا کہ ایہ نے بین لڑائی ختم ہو گئی اور دونوں فریق ملے خونری سے یکجہاں جو را مار گیا صورت میں پیش قدمی آئی۔

مروک میں امرن حرکت ہماری نے کی جو پل وادی وادی تو کی میر و کیلون در پیر پہاڑوں میں کو جنوب و ترہ پالی کیلئے پڑا۔ اوس کا ڈوٹرل تہری و رین پہاڑی ورن اور گھاٹوں میں غائب ہو کر کچھ کین شام کو کچھ کووار پل وادی کا گاہ آتشا کے اوکی جھونکی کا پتہ پتا راتخیری پاشا مینہ چرمین بل سید راہ کو اور بھی محاذ میں جڑو و کرس کو شاتلہ میں بن گیا ایک ہڈی کو کچھ

فوج ذکر کی نہایت کمزور اور انہوں نے فراغت بھی کو انہیں کوئی گزیر نہیں پہنچا۔

۱۔ زوال کو قریب لڑائی خاصی تیز اور ایک سو سے دوسرے تک عام ہو گئی لیکن وہ
التوائے جنگ کلم معاہدہ

کر دیا گیا اس کو کچھ بھی دونوں فوجوں میں بگڑنے سے ڈانٹ کر کسی بد اشتباہی بندہ کو دونا کا حکم نہ دیا۔ اور دونوں نے انہیں ہڈا بیٹے
ترکی صغیر کی سیڑ سے اوپر سے تھپتھپاتے ہوئے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
یونانی فوج کے پاس کوئی گڑھ نہ تھا اور ایک لحاظ تو یہ تھا کہ یہاں پہلے کی سیڑ سے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
التوائے جنگ کی خبر انہیں میں پہنچائی گئی تھی لیکن یہ بھی ان کو معاہدہ ترک خواہش کی حکام سے معلوم ہو چکا تھے۔ دوسرے دن (۱۲)
کیلئے الصبح دیکھ کر یہاں کی سیڑ کو رات میں واہ ہوا اور پندرہ دنوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
آرمی کے سامنے اس طرح ہمدان میرا گیا۔ اور ان کو پچھلی سیڑ سے تھپتھپاتے ہوئے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
ہر فریق کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو چھوٹیں گھنٹوں کا نوٹس دیکر اس ہمدان کو تھپتھپاتے ہوئے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
طاقت خردوں (فرانکوز) کو بعض منطقت حیاہ (منطقہ سیڑ کی حد شمال) کی تیسریں کی سرکون نے اس کی آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
صدائق مقرر کنندہ کہ میں نے یونانیوں کی سیڑ سے اوپر چلے گئے۔ ایک مہینہ کی لڑائی میں جو تھپتھپاتے ہوئے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل
کی لڑائی سے شروع ہو کر یہ کیفیت بتائی، اسی سرکون کو کوئی پر ختم ہوئی سرکون نے یونانیوں کو اس تمام علاقے سے جو منطقت میں
انہیں ترکی سے لایا گیا تھا تاکہ ہر پرانی سرکون کو تھپتھپاتے ہوئے آواز کی آواز کی اور کم گھنٹوں کیلئے التوائے جنگ کا غور کیا۔ اس پر کل

فصل چہارم

جنگ پائرس
سارے کے منظمی تھی پائرس میں بقول جرمن مؤرخوں کو علاقہ کی ملٹی بنا ڈال کر
سے مجبور کیا جاوے پہلو پر ہٹا پڑا۔ اور معاہدہ پائرس کر نیے کی کیفیت کچھ فائدہ پہنچا
یہ جو صورت ہو تا کہ کی فوج کا تھکنا پہنچ جاتی مگر تھکنا کی عام رفتار اس سے کچھ اثر نہ پڑتا۔ یہ قول پائرس میں سب کا
مقام پر پڑ گیا۔ اور علاقہ بین مقامات میں پڑ گیا۔ اور پائرس میں سب کا
والتے جو پہلے آنا کو باقی پہلے نہ ہو سکا۔ اور پائرس میں سب کا
۱۔ اور صوبہ کا ریشنا کو تھکنا پائرس سے جلا کر ہی پڑ گیا

۱۔ اور صوبہ کا ریشنا کو تھکنا پائرس سے جلا کر ہی پڑ گیا

حکمرکنندہ دستے کی شخصیت تمام اگلے علاقہ کو چھوڑ کر وہ غلبہ پٹیا کو دہس چکے تھے جو جب دیہاتوں کو بوس میں زیادہ تر نیوانی
اس مرحلے کی خبر دی تو وہ چون و چوڑی آ کر آمین دہل ہو کر ترکوں کی روانگی پر اگلا نہ پرچی سے خوشی ظاہر کرنے لگے تو بدستور
نے ترکی چپکی خانہ پر قبضہ کر لیا اور برٹانی جنڈا ترکی باڑیوں اور جنگی خانہ پر بند کر دیا جب چارہ رازی فوجیوں کو جو چارہ
باڑیوں پر چڑھیں ترکوں نے گورہاڑی کیے تیار کیا تھا جڑھ کیا تو یہ نالی باغیہ دونوں فوجوں کی پرچیوں کو دواڑنگی کا کوئی حصہ
نہیں لگا سب اس خیال وقوع میں سرست ہو گئے کہ بس پائرس میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ دسمبر میں ویاٹیکا کی طرف ٹیٹوں کے آواز سے
بلند ہو کر تھے مادہ دھن و ہسل الا شتتال دہتانون کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ فتح پائرس کی آزادی کا پہلا زینہ ہے میں دیکھ کر ترکی کو ہلکا
سے آڑا کو کوئی خیال نہ کرتے تھے۔ مینچا بہت اگے گئے تھے کہ انہیں سو کر نہ بیٹھے۔

کرئیں انوس نے فوجی تھکاب کا حکم دیدیا اپنے ڈوژن کا ایک حصہ لیکھلے مقام بانی آڑا کو عور کیا اور غلبہ پٹیا کی طرف
روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف ایک بڑی گنڈا اور پندرہ سو صحابہ میں نے شیر دنیا پر جو درہ پٹی پگیا ٹیٹا سے مار میں جانب جنوب پر تو فوج کر لیا اس
پیشہ پر وہ ترکی بڑی چپک آڑا کے سامنے تھم رہا تھا اور اس کی طرف ہٹ گیا اور وہاں غلبہ پٹیا پہنچے تھم ہو کر اپریل تک نیوانی
کو علاقہ کا شہر رازا یا شہر سی طائی کے بعد جہ میں ترکوں کو کئی سو آدمی درجندہ زمین مصالح ہوئیں وہ درہ پٹی پگیا کی طرف ہو رہے تھے۔
مسکلم تو فوجی ہٹ کر ۳۰ اپریل کو انوس نے غلبہ پٹیا پر قبضہ کر لیا اور اس وقت اسے مزید فوجی موصول ہوئی کہ ترک قہار پر جو ٹیٹا کے
بالقاعا غلبہ پٹیا میں ترکی قلعہ تھا ارب و زیادہ مستعاض نہیں رہ سکتا وہ درہ پٹی پگیا کی طرف حرکت کرنا اور وہاں تک کو تمام علاقہ
کو مائی کیے کی خبر جنوبی سلطان میں پہنچی تو سخت حیرت و ناامیدی ہو گئی۔ اور شہادت پائیکا کو تکیہ کی حکام میں سے کہ وہ درہ پٹی پگیا کو چھوڑنا
کی کیلئے کہ فوج کو اپنی پٹیا کی جگہ آڑا پائرس میں لڑائی کیلئے دے دے ڈوژن اور مرتب سکھ وادیوں لڑائی دونوں یہ فوج بھی شہر ہو گئی کہ تھم
فیضی سپہ سالار دہس بلایا جائیگا۔ البانوی سپاہ کے باقی ہو جائیے یا نیا میں بھی سخت شورش اور پھل برپا ہو گئی اور اس بناوت کی
وجہ سے تمام فوجی حکام کی جوس میں جنگ و دور رہیں تھے اور تو جہ نصف ہو گئی۔ بناوت نہ کر کے ملکنندہ فوج نے خوب نایار ڈھٹا یا ۳۰
۳۰ اپریل کو کرئیں انوس کی فوج اور ان متعدد دیکھ دستان میں جو درہ میں آگے بڑھے گئے تھے سحر آڑا میں ہونے کے بعد سلاطین کی
عام حالت پر ان سے کوئی اثر نہ پڑا ان دنوں کی کارروائیوں کا کل ثب ب یہ ہے کہ نیوانی بانی فوج و ہتھیار کا کل رعایا باقی ہو کر لڑکی
اعانت کے لگی درہ کے دکان کو خوب سوچے تیار کر کے ان میں تھم ہے۔ اور ترکوں کی فوج اور تو جو گرا گندہ کرنے کیلئے باجا اکیس
جگہ کرتے ہے۔

۴۰ سے لیکر اپریل تک درہ پٹی پگیا کو تریب جو مرک آڑا میں ہونے لگا اور بھی ناخوش و متبرعات شہر نہیں رہے جبکہ حالات
ایک شائع ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے شہر اور محل میں ہونے اخباری نیوز کا نہ نہ تھار جو نیوانیوں کو ساتھ تھا اور کسی سرے کو آڑا شہر خود دیکھتا
کھتے اکثر متعلق صبیح لکھتا ہے۔

میں نے آڑا کو چارہ حاطے ہیں ان میں دوسرے کی جانب خوب پائیکا کو مائی میں ایک پرچی سے غلبہ پٹیا کی مائی آڑا کو کر لگی

شرک تال گز رہا ہے اور جنگی اغراض کیلئے ہارڈ مین برکتی ہو۔ دوسری آرگنٹس براہ خانو پتوس اور نو تار دس اور نو تار دس سس نیچے پچا کو یا کوجہ
دہ جنی پچا کو یا تین واقع ہے جاتی ہو خانو پتوس سے پسے شرک بہت مشکل اور دشوار گزار ہے گڑگوٹے دونوں طرف نہایت مضبوط و تو
سوجہ ہیں۔ دونوں شرکوں نے ٹھہر چکا ہیں جو دانے کے سر پر ہے انہیں سنی ہیں نقطہ سے ٹھہرا دیوہ و مویل بجانب جنوبان۔ دونوں
جگہ شرکوں کو جو یا نا کو جاتی ہیں ایک سنی گھاتی میں کھل کی طرف تھلی ہو اس گھاتی کے دونوں طرف مرتھک پہاڑ ہے ہیں۔ پانچ دن کی سفر
لڑائی کے بعد لڑائی ختم ہو گئی پچا کو یا تھک بھر کر اوپر تھکس ہو گئے انکی نوخیز ٹھلی تنگ پہاڑی اوہ میں کسی قدر کھری سوجہ و زمین۔ اوتا
منشار تھکا کر نہی بر روی سنجہ ہو جائے یا نا کی طرف بلکہ کو سپر لڑائی علم ملندہ کریں۔

[illegible][illegible]

کو دیکھے اور اُسے چھپا دیا مگر ترک اور تانہ دار کی فوج پھیلنے لگی۔ حالانکہ یہ نائین کی چار پانچ تھلی کی تیرہن لڑائی میں میدان میں اگر ان پر گولہ باری شروع کر دی تھی تو شہر ویر بے درجہ تیر گئی اور لڑائی ختم ہو گئی۔ لیکن سرک میں یونانین نے فوج تانہ دار کی فوج کے پیش قدماء فوج کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو قابل توہین شجاعت و استقلال سے قائم رکھا۔ لڑتے لڑتے اس فوج کو ہتانی بارش ہوئی۔ شروع ہو گئی مگر توپی باز رت کو یہ بھی نہ روک سکی۔ ایک پہاڑی پر ترکی اور دوسری پر جوبیل کے اہل قباصل قسیمی تانی پوچھا نصب تھا۔ مگر آخر پہاڑی کو تھرنے میں کو بھی بند کر دیا۔ بارش سردی اور صیحت سے دونوں فوجوں کو اس رات سخت بھیجی گئی۔ اسی کو برو و جہد مع کے ذریعہ کھینچ کر اس نے کوئی نہ تو اس کے پیچھے سے ایک پلٹن کی کمک پہنچ جانے پر جہاد کا ردائی پھر شروع کر دی۔ اور فوج کو تین کالون جن میں سے ایک کالون کو یہ فوج سے جدا کر دیا۔ اور شہر کے بیڑے سے یونانین کو پھر شہر سے عقب ہوجا کر کینک پور گئے۔ جسے علاقہ متولی تیری کو ساتھ شروع ہوا۔ اور شروع شروع میں کالون کی بہت کچھ لہجہ ہو گئی۔ یونانین کی تیرہنی سے وہ بلدیان چہ ترک کا بعض ترکو کشت کو ہرین چھپی ہوئی تھیں مگر ترک وہاں سے یونانین کی نقل و حرکت کو خراب کر میدادون میں تھے جو بڑی دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ جب یہ کرس کی فوج صحت بستہ آگے بڑھی۔ دو ترک با تیروں نے جن میں ہر ایک میں چار تھلی گرا تو ان میں تین تھیں۔ یونانی کالون کو دو طرفہ آماجگاہ بنایا۔ ترک پوزیشن میں مزید برآں تین کو ہی تو میں تھیں۔ ادھون نے یونانی تو فوج مسلسل گولہ برسائے شروع کر کے فوج تانہ دار کو ہوش کرا دیا۔ اسی حالات کی وجہ سے یونانین فوج پیدل کی کیا کاوش پھیلی اور شہر کے حلقہ کا کام رہنا صاف ظاہر تھا۔ اب نو ز چھ تین دس تھیں۔ یونانین کو کچھ بھیڑی ہوئے اور پہاڑی کے کنارہ پر کیا تھیں۔ مگر کینک پور یونانین نے دماغی تھیں۔ پر لگاتار گولہ مارا۔ گولہ مارنے کی وجہ سے یہ تھیں ایک انگریز ہنگامہ گزارا۔ کاشا بہر کر اڑتا تھا۔ یونانین کی شجاعت و تھامت کی بہت تہمت کرتا ہو۔

سپرہ کے چار تھیں کرس کی تینوں کالون نے آخری حملہ کیا۔ بند و تون کی با تھون کی بہر کو نہ والی دادا دوس کی تھیں باگزشتہ گھنچ جو پہاڑیوں کی اطاعت کو کوششیں پیدا ہو رہی تھیں گویا لڑائی کا آخری تین تھی پھر کشت اسی موسلا دار بارش شروع ہو گئی کہ گویا آسمان پھٹ گیا ہو۔ ہتانی علاقہ کی زمین اس سے بالکل پھسل گئی اور قابل گندہ ہو گئی۔ لڑائی تانہ دار کی بہت تھیں۔ ہم پر کر آخر بالکل مٹا دی گئی۔ اسی بارش پڑنے سے تین دن کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ درینہ بارش پڑنے سے لڑائی دھڑکی رہی۔ اسی بارش پڑنے سے تھیں تھیں۔ یہ رات بھی تھیں کے جن میں نہایت مذاب کی رات تھی جس کی مصیبت کا نقشہ توپی نیزہ کے مارنے سے نہایت واضح اور پورہ کہنا ہے۔

ادھو تھیں کو صبح کی روشنی ہو رہی تھیں۔ مگر تھیں اور تھیں کو کس لڑائی کا زار کا سائے کرنا پھر مکن ہو گیا۔ نہ مارا نہ مارا۔ کالون کے اہل صاف تھیں۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ترک رات ہی تھیں تھیں۔ پھر گری صوفیہ میں۔ اور دوسری فوج ان کو لڑائی کی کوششیں صاف کالون کی گواہی کر رہی ہیں۔ لیکن تین دن کی لڑائی اور بارش نے دونوں فوج کی حوصلہ شکنی اور ان کی صحت و بہت کو زائل کر دیا۔ ہوا تھا کہ کسی فوج کو عام کر دانی کی جرأت نہ پڑی۔ علاقہ صاف چھپا لیں اور شہر میں ایک پلٹا

پہلے علمین یونانیوں کو عالمی کامیابی ہوئی مگر تیل مانوس اٹھارہ میل تک ترکی علاقہ میں داخل ہو گیا جس سے یونانیہ میں بہت کچھ شوش بھیل گئی۔ بلکہ تو ان کو یہ بیان تک لگتا ہے کہ اس کے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ جو ترکی ڈوٹرون طلب پٹ ہے پس کیا ایک غصہ سخت خوفزدہ و لرزیدہ حالت میں یونانیہ میں داخل ہوا اور کہ اگر کریل مانوس ملانیتھ تھا تو کیا کچھ جانا خود تاسانی تمام یونانیہ اور کل صوبہ پاریس پر بعض اہل ہرجا مگر میری رائے میں کل مسئلہ صرف یہ ہے کہ یونانیوں کو پہلے علمین کامیابی ہوئی اور انہیں کچھ طلب پٹ پر یا رقبہ کر دیا مگر جب یہ سمجھ سے ترکوں کو بددست ملک پہنچ گئی تو پہلے انہوں نے نہ ہنسی کیا تو یونانیہ میں یونانیوں کی پشت پناہی کو دیکھ کر بلا در پھر حارحہ پہلے آہستہ کر کے یونانیوں کو یہ نقصان شیعہ تر مگر بی طرف دیکھ دیا۔

صوبہ مذکور میں سمارکی صورت و زنا حسب ذیل رہی ۱۹- اپریل کو یونانیوں نے جمعیہ وافر دیا کہ آئیں اس کو جو کر کے تارک پائے پر چلا گیا اور زمین میں خود زنا لڑائی ہوئی۔ اور سیدن ایک سابق ممبر پارلیمنٹ سلاٹ سوڈینس نے ہم میل بجائے شمال سرحد پر ہر مقام تیر کو پر چڑھائیے ۱۱ میل بجانب جنوب شرقیہ خود بخود کر دیا۔ اور کبھی لڑائی ہوئی رہی جس میں یونانیوں نے زمین ترک دیا۔ شائع کر کے اور یہ مقام طاقتور ترکوں کو بالقابل حکم کو سپار کر لیا دھولے کیا۔ دوسرے دن کریل مانوس طلب پٹ پر ایک جہاز سے بارہ میل تک بڑھ گیا اور ترک تعجب کر کے کو خالی کر گئے۔ پھر یونانی ٹیگرا من نے اطلاع دی کہ ۲۳- اپریل کو ادنیٰ زمینے سا لاکر کو بھی فتح کر لیا۔ اور کریل مانوس ہنسی پٹ پر گیا بڑھ چلا رہا ہے۔ ۵- مکر یونانیوں نے دعویٰ کیا کہ ادنیٰ فوج ۲۲ کو پٹ پر گیا تو یونانیہ میں داخل ہوئی تھی لیکن سب ہی میں کیا کہ ترک شامی تعجب کو غیر فوج کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اسی کیلئے کو ترکی ٹیگرا من نے خودی کہ ادنیٰ فوج ہنسی پٹ پر گیا کو پٹوش سے چھین لیا ہو۔

۲۳- اپریل کو بدو زنجیر یونانیوں کو بمقام ہنسی پٹ پر گیا تو یونانیہ میں نے اسے بینہ اور بینہ جیل میں کر کے سرکاری۔ دیکھنے والی تھیلی کو ترکوں کے ہاں زمین کر دیا تھا پھر اس میں یونانیوں کی پیش قدمی کے یہاں کچھ کو کہے رو کر یونانی فوجیوں کو خوب رنگ آئیں ان کے کسی جو ہی سالانہ تیر مار برتبان شانہ کر رہے تھے مگر ان کی باوصت کریل مانوس یونانیہ کی طرف اور لگنے بڑھ سکے۔ ۲۶- اپریل کو پٹ پر گیا تو یونانیہ میں نے اسے تربیت لڑائی ہوئی جس کی نسبت خود کریل مانوس نے اطلاع دی کہ بدو زنجیر ہی اسے اپنے عجب کی ہی فوج کو کھڑے کر کے دیکھ کر ۱- اور دو ہزار سپاہ کریل تیر کر تارک اس کے زیر کمان کو بغیر سے مجبور کر دی۔ ۲- اپریل کی شام کو آٹما سے یونانی کی ٹرینے حسب ذیل منے واز میگرا ام ارسال کیا یہ یکومبہ دیگے ہنسی پٹ پر گیا تو یکومبہ ورن بیان اور ٹرینے کی طرف بڑھتے جا کر پاریس پر حملہ کرنے کی ابتدائی حمیز کی تمیل روم گذر شدہ کے واقعات کی وجہ سے عارضی طور پر بندی کر دینی ہے۔

اس تاریخ سے بعد پاریس میں یونانیوں کو کوئی فتح حاصل ہونے کی پیر کوئی خبر جسٹس میں نہ آئی۔ ۲۷- اپریل کو کریل مانوس کا ملاطمت سے توجہ نہ دیا کہ وہیں آگیا۔ اور صلہ ترک علاقہ کو عیسائی حتمانیہ کچھ غیر بھی شہرین آمد کیا و ملاطمت سے توجہ نہ دیا۔ ۲۸- اپریل کو یونانیوں نے یونانیوں کو کوئی فتح نہ دیا۔ ۲۹- اپریل کو یونانیوں نے یونانیوں کو کوئی فتح نہ دیا۔ ۳۰- اپریل کو یونانیوں نے یونانیوں کو کوئی فتح نہ دیا۔

اور بعد از شنبہ کو ساڈا ساڈا دن شول پیکر دھڑا پڑا۔ دو ہزار تکی توڑنے پر توڑیسا سے نکل کر شہر کوئی دور پہنچا۔ تشارکا کو بعد بونگلیکن ٹائی
پرنیشن پے دھپے کھڑے مگر ہدف نقصان کثیر کے ساتھ پیکر دھڑا پڑا۔ دو ہزار تکی توڑنے پر توڑیسا سے نکل کر شہر کوئی دور پہنچا۔ تشارکا کو بعد بونگلیکن ٹائی
تیار کرنے کی نصرت دہلی تھی۔ اور نقصان بھی بہت ہوا۔ گو ترکوں کے نقصان کے مقابل پر تھوڑا سا نقصان کی نشاندہی نہ کر سکتے تھے۔ مگر دونوں زمین
بالکل تھک گئیں۔ زمین بڑا بیڑا تو مایوس کر دیا اور پالیس سے بھی سخت تھک گئیں۔ چھوٹی تھی۔ لیکن غالباً ان دونوں باتوں کی ترکوں کو
بھی ساتھ ہی شکایت تھی۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ اہل باؤی سپاہی اپنی شجاعت و شہادت کو ساتھ رکھے کہ جیکو عقل و لگ بھگ جاتی تھی
جان کی توان کو ترکوں کو ملحقہ پروادہ تھی۔ بہر حال فریقین کی پوزیشن میں اس وقت تک کوئی فرق نہ پڑا۔ یونانی ہستیا بھی کاپی صلی
موجود پر قائم تھے۔ نہ کہ رات گئی تھی۔ کھلی میدان بھی یونانی علاقہ کو سب جاکھ چھل گیا۔ اس وقت ایک کمانڈر جس کا نام جو
معلوم نہیں، ہولند طبعی ہو گئی۔ اس کو کوئٹہ ومانہ گرند وٹشہا وارش سے تیر سپاہ کو فہمائش کی کہ اگر کوئی بصرت نہ لگے تو
ترک راستہ بند کر دیں گے۔ پس ترکوں کو زمین پر چڑھ کر صلیبیں لگا کر دہلی مرخصاں ہم بھرتول با تیری کے ساتھ سائل کو پس ٹھوڑھ
تقریباً دو سو آدمی بھیج دیے۔ ان کو اس وقت اطلاع نہیں پہنچی تھی۔ ترکوں نے غالباً ان کو قتل کر دیا ہو گا۔ یا اسیر کر
ہو گا۔ کمانڈر پر پینچر تھوڑا سا پریشانی انہماکی دیکھ کر چھٹی اس کی وجہ ترکوں کا تعاقب نہ تھا۔ وہ تو خاموش بیٹھ رہے۔ جاکر کمانڈر
پر جھانک کر دیکھ کر کھینکے۔ نشان بالکل نادر تھیں۔ یہ کہ کھینک کر دیکھ کر یونانی جانوں سے بالکل باہوس ہو گئے۔ اور آخر وہ سمجھ کر
اور شہنشاہ میں جو یونانی قلم اور انہیں قابل تھی کو پڑے۔ اس کٹے زمین اڑا لگائے صرف ہٹے۔ پانی سینہ تک تھا۔ پوچھو
چوب ترکوں کو بھیڑ لگ دیکھا تو پانی میں سے گھٹنے والوں پر پے در پے گئے۔ برسلے شروع کر دیے۔ جن کو اور جن سپاردن کی حالت نہ
بھی ہلکے اور سخت مشکل ہو گئی۔ اور زخمی ہو کر گرنے سے یا پھیل کر عجب پانی میں جا پڑے۔ اکثر آدمی غرق ہو گئے۔ باقی ماندہ جب آخر کا
کماندہ سلامتی پر پہنچا۔ تو اس وقت ان کی حالت واقعی قابل رحم اور درد انگیز تھی۔ ان کو اپنے زخمی موبو سا بھی چھوڑنے پڑے۔ جو کتر
کے اٹھ کر ہو گئے۔ تو اس وقت اور سب کسے اسکتے۔ پڑھوہ خا اور کمال انصرہ و مایوس ہو رہے۔ کیریل بوٹا ناپس کے آدمیوں کا بیان ہے کہ
کرتین دن کی طاری اور بھارتین ان کے ایک سو بیس قتل ہوئے۔ زیادہ زخمی جن میں سے چند مجبوراً پوچھو چھوڑ دیے گئے۔ اور دو سو
مفقود و غائب ہوئے۔ یعنی عمارتی کے سر کو ترکوں کو نقصانات نہ کہیت لغوی..... تین دنوں کی لڑائی میں یونانی فوج بیکہ
پائیس کے تقریباً نصف تھوڑا سا اور ایک ہزار مجروح و مفقود و غائب جن میں سے اکثر کو مردہ ہی تصور کرنا چاہیے۔ یہ نقصان اور الواقعیت
بڑا ہے۔ اگر اس کو غامض کیا ہو گا، پہنچا یا شہادت کر دیا گیا کہ دیکھو یونانی سپاہی مٹا دیا۔ عوام جانتا ہوا۔

اس لحاظ سے کہ یونانیوں کو اور بھی بہت نقصان پہنچا۔ ترکوں نے محض اسی سے تشعل ہو کر ڈھکوس پر چل گیا تھا۔ اس میں
کوئی شک نہیں کہ کمانڈر کی رات تک ترکوں نے یونانیوں کو جنہیں ابتدائی کیفیت ہی نصرت دکھایا۔ ہونی کمال طور پر نہ لگ چکا
تھی۔ اور دونوں میں تعادلی کوئی نہ تھی۔ وہی تھا۔ پائیس میں آؤں تاکہ یونانیوں کے تین چار ہزار آدمی ضائع ہو گئے۔
ایک تہائی اور مجروحین و دہشتاں ترکوں کا اس سے اور نقصان ہوا۔ اور کوہ اسو شہید و مجروح ہوئے۔ پائیس کی ترکی فوج

کی کہان اچھے سے مطلق ہمنان ہی پایا پرسی ڈویشن کہین ام ہی کوجا کر بلہ سہت اوہم ہاشاکے زیر کان کیونگئے تھوہ

فصل (۱۵) پانزدہم

بحری مہم کے یونانی ٹیرہ نے بقول جین افسر خشکی کی فوجی کارروائیوں میں کوئی مدد نہ دی۔ بادی تو بہت ہی خفیف۔ اسکی بہت دوکوش صرف تنہی و جزوی ہتھوں تک محدود رہی۔ اور ان مہم کو بھی ایسی ہی مری طرے انہیں وہ پاکیا کہ ملاجی وجہ زانی میں یونانیوں کو جو شہرت حاصل تھی۔ اسے بیکار کرنے سے اور کوئی نتیجہ ان سے برآمد نہ ہوا۔ آغا زینا صحت کو دنت پیرہ مذکور کو کال آزادی حاصل تھی۔ اس کو بیسے سارمیلان کھلا پڑا تھا۔ اور ہر ایک کو بڑی قوت تھی کہ وہ خوب جوہر دکھائیگا۔ مگر بڑی فوجی طرے اس کو متعلق بھی وہی نامناسب و غیر تقسیم و تقسیم کی غلطی کی گئی۔

منزلی ٹیرہ نے جس میں پہلو صرف انہوں شامل ہوئے تھے۔ میں خاصیت شرح ہوئی تھی۔ مگر ہیروید پر گورد باری کرنے پر بھی عمارت کا افتتاح کیا۔ پہلے کو در میا میں اور ان یوٹ یاہلی اس جا میں اور پھر امن پوش سٹ سائی مشرقی پڑوسے جود کے منزلی ٹیرہ میں شامل کر دیئے گئے۔ ان جہازوں کو کھلے سمندر سے اور انہوں نے منہج سے پر تو ریا پر گورد باری کی جس خوبصورت مذکور اور اس کو قلعوں کو خفیہ ساتھ ساتھ انہیں پھنپا۔ ۱۸۔ اپریل کو سات نو دیون کی ایک جماعت خشکی کی طرف واپس پر تو ریا کا سامنا کر کے اسے فتح کر کے یوٹیلے علیہ کوشالی ساحل پر ہجوم و اختراعات کی گئی۔ سمندر اور خشکی دونوں طرف سے ایک ساتھ ہلا کرنے کی صورت ہی ایک کوشش کل محاذ میں کی گئی۔ جدیتر اچھہ جہاز ساحل پایا میں کو ساحل کے برابر اڑتھال کو بھیج دیئے گئے۔ اور انہوں نے ۲۱۔ ۲۲۔ اور ۲۳۔ اپریل کو حاجی سرزدا۔ مروت اور گرگے پائیس کھوشہ میں پر گورد باری کی۔ حاجی سرزدا خیرہ کا رنو کوشالی ساحل کو بمقابلہ واقعہ سے پہلے ہی پر پہنچ چکی تھی۔ اور گئے جہوں کو چھٹا دن تو ان لگا دی گئے۔ اور وہاں پہنچ جانے پر مجبور ہو گئے۔

مشرق ٹیرہ جس کو ساتھ چند سہ ہتھارتی جہاز بھی تھیں۔ اور ان جہازوں پر بڑی فوج مسلح تھی کہیں ۱۷۔ اپریل کو جاکر اپنی خاصیت کو باضابطہ شرح ہو جانے سے جہوں بعد جہر در دوسے زمانہ ہوا۔ اور پھر لپٹا ناٹو لٹھو کا ریا اور کا طریقہ کھلے شہروں پر جہاں تک پہنچ سکے۔ یہ یونان اور گورد و امم تھو گورد باری کی فوج صرف لٹھو کا ریا میں لٹاری گئی۔ جس میں ترکوں کو وسط و انتہائی کا نشانہ بنائے ہوئے تھے۔ پر مجبور کر دیا۔ اس پہلے ۲۰۔ اپریل کو ایک جماعت فوجی گرفتار۔ کو ساحل پر گورد باری فوج مسلح تھیں۔ اور ان کو ٹوٹنے کی کوشش کی۔ مگر یہ اب نامشاید نہیں ہو سکا کہ اس نام کا کوشش میں یونانی ٹیرہ کا بھی کچھ دخل تھا۔

ترکوں کو کڑا اندیشہ تھا کہ یونانی ٹیرہ سا لٹھو پر ضرور حملہ کرے گا۔ اور ان کو زیادہ تر اس حملہ کا اس کی خوف تھا کہ وہ ان کو کڑا بلدیئے

تو کہن کو پاس یک پاسی کو سوار جو عہدہ امین ساحل پر نصب کی گئی تھی۔ اور کوئی سامان جو درہم تہا مگر عیون پائل ثابت ہو جانے
بتایہ ۱۴ مارچ ۱۸۵۷ء کو صرف کچھ تو اڈوں پر جو بیچ کے وہاں پر واقع ہے چن کر لے جلد جلد رسلنے پر تعلق کے کچھ بڑے کچھ عیون پائل
ایک یونانی تاجر پر کشتی کے گرد آوری کرتے ہوئے سالونیکا تک پہنچ جانے کی جو ترکی اساس حرکات کا گورنر میں تمام مقررہ کی
مگر یونانی تاجر کو کچھ اوس کا سامنے خود راہ ہوا۔ وہ صرف ایک نورس کسٹمر سے پرے ۴۰ پارلر کو گزرتا ہوا دیکھا گیا۔ یونانیوں نے بیٹھ کر
سے صرف یہ فائدہ اٹھا یا کہ اچھی کوڑو کو سونے کی کی فصیح تانہ زل سے شائیس میں چھپا دی۔ یا اوس فصیح اور بجا ہیں کہ دستہ کو تہیہ آیت کو
جرا پاز میں آتا رہے گئے تھے مگر دیا اور دوسرے کھسکتے کھسکتے ساحل کو بٹھا دیئے گئے تھے جہاں دن پر سوار کشتی سے کامل تباہی و
ہلاکت ہو چکا تھا۔

اس وقت سے یہ پھر مشرقی بیڑہ کی کسی کارروائی کی خبر شیعہ بین دانی حالانکہ تار پڑھ کر کشتیوں کا بیڑہ جو سوار کھلم کھلم پکڑ
جیل کے نزدیک ان کیا تھوڑے روز تہا پہنچا۔ اسی بیڑہ میں شمال تہا اور مالاکو بیڑہ دوسرے سوار درست تہا اوس و آخر ان کے
بار بھی کام نہ آیا۔ انوش کو نایون نے اپنی کوری کو قیقت کو ذرا معذرت نہ اٹھا یا مگر یونانیوں میں نہا جوت بھی آیت نہ تھی مگر کوشی
تھے۔ تو غالباً اوی کو متعدد فرسوات حال ہوتا تین بیڑہ کو تفصل اور مصونیت پر قییم کیونکہ کے یہ بھی مشقی بیڑہ دو سو تین پر نو میں گنا
کیے کافی طاقت و دست طاقت رکھتا تھا یہ بیڑہ بھی دوسری اخراج اور اعلیٰ تہا آخر ان کے بیڑہ کو لپہ راقہ ہے۔ حالات موجود اور وقت اور اعلیٰ
دور و دورنیا بین میں کو نایون کو وہاں پہنچ کر زبان حال و صورت کر رہی تھیں اڈوں ان کو رسال پر واقع اور دوسرے کو نایون کا
محل اتصال ہو گیا یونانی وٹان ترکران کو نایون کو اکھاڑتے کو سالونیکا اور قسطنطنیہ کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ چا و وقت تہا۔
فردیہ و اولم پر جو ہر سال عرصہ پر کیے بند ہو جاتا۔ وہاں فوجی شہر اور گورام بھی باخرا طبع تھی اور ان کو بھی باہر کو دینا اسکا بین
داخل تھا جاکم بین ہی اتنے سلسلے میں کو جو ساحل کو قرب گنتی ہی بہت نقصان پہنچا یا سکتا تھا اور دیدی اقل کے یہ دیکھا
توین تو سوار بھی کو کھسکے تھا دونوں میں کو کہیں بھی ٹھکی یا سوار پر یونانیوں کی خفیہ سی فرحت بھی نہ تھی۔

منزل بیڑہ کو بھی دو مقصد نظر کو رہے تھے ایک یہ کہ اوس فوج کی مدد سے جو ٹھکی پر پائی گئی تھی پر یہ دیکھ کر فرح کیا جاتا
اور دوسرے کہ کافر کے بال مقابل بمقام سفیادہ اپائیس کے ساحل پر یونان میں اتاری جاتیں اگر یونانی آخر ان کو تمام پر جمیت شیر
قائض ہو کر یا کو کسر و مل وٹان سے تو کیا اس کو ترکران کو کاپی پیشہ می بین بالوہ طوطور پر بہت مدد تھی اور دوسرے ہی
میں مائی کیا کو جو بنادت پڑا نہ کھلی کھلی کا مرقہ مچاتا۔

وہ جن کو کجری یا قسماں کو استعفیٰ بھی حسب ذیل غرض پر اترا تے جنگ کا معاہدہ ہو گیا بد اوانی جہاں قسماں میں مسند دن
کی حد سے جو روئے تھوڑے مل جین میں کھجائیں رہا جو ہر ترکی حکم یا بیٹوں دل کو علم کا توین سوار کی ناکہ دیکھ کر اوبر
جاریہ ہر دن سوار تین شہرہ صفا مل کے اندر پہن اڈوں کی ناشی ٹیپ سے رسا ان ہاں سے ترکی فوج کو لک یا سا اڈا
جنگ میں نہ کام نہ لیا جائے وہاں ترکی بیڑہ فارڈیلو سے باہر نہ بھیجے وہاں بلجیٹرز کے کسی جزیرہ کی فوج کو لگا نہ بھیجے تھا۔

کو فیصلہ حاصل پائیں پر واقع ہے۔ گولہ باری کے ادھر چھین لیا۔ اور وہاں چند ترکی گولہ تم گولیے۔ انہی دونوں یونانیوں کے شہر کے پلاٹھو ناپر جو دریا پانی اس کے شمال میں بہتا ہے، بند ترکی تمام تھا، گولہ باری۔ یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایک ترکی سیکرین کو اٹھا دیا اور مسلمان صدر کے گود میں کو بھی ببا کر دیا۔ یہ واقعہ اپریل کو گذرا۔ دوسرے دن اس کے گئے تاکر نیا پر جو پلاٹھو مانوسہ میں لیا، بجائے شمال ہو گولہ باری کے چند مکانوں کو ہند کر دیا، گولہ دون تھا۔ کو وقتی نقصان بہت غیبی پہنچا۔

سائیکلی سلاطی جو رہ رہیں ملک میں دوسرے شہزادہ ام ترین بند رہے، غیبت حقیقت سمار بہ کر کل دو دن میں نونالی شہر کو حرم کرم پنچھری سحر و دھندلی چھوٹی باتر بان اکی محافظت کو لیتے تھے جو دقتیں مار رہے روایت در صل بالکل گپ تھی کہ کھیلے کے دائرہ پر پیشا زمانہ پلاٹھو چھوڑے ہیں۔ جینی تو نصیبوں اور جینی باشندوں کو سالو کی کاکی سلامتی کیطرت اس پر اس ہندو سپیدہ ہر رات ملاکلا دہن گئے انہی اپنی گرفتاروں سے یہ نہ جھٹ کر دی تھی۔ کہ وہ انکی حفاظت کر لیتے تھے، جہاں بھی جین یونانی طرے سے سالو نیکا پر کیرن حذر کیا۔ ایسا مارے سرستہ ہے۔ جو اب تک مسلم ترین ہر سکاد۔

(۱۶) فصل شانزدہم

محاربہ کے آخری دنوں } حصہ اول میں محاربہ کے پہلے عشرہ کو حالات جنہیں دلیل امرت سرنے نہایت عجیب
پیرا پیر میں بالاختصاص شائع کیا تھا بطور تیسرے سچ کے جا چکے ہیں اس سلسلہ کو کل
آدرا ایک ہی نوٹ پر کیے بعد دیگئے تین مختلف تحویریں اور دو تین جمع کر دیئے
دوروں کا اجمالی بیان۔ } ناظرین کی توفیق و آگاہی کے دائرہ کو وسیع کرنے اور نیز اس سچ کے ذاتی رائے

تایم کر کے و مہلوان کر در دروازہ ترین فوج و معلومات کا موجود ہو میں سر شیمید با ملٹ کی کتاب کو باقی مصلوں کا جن میں ایسا سے راگ و گستاخی یونانی امیر البحر مدبہ بازی دبیاری تینہ صرا کر شاہ یونان اور تینہ تینہ پیکر ایرلینڈ میں ہر ملاقات کر کے ملا اور سلطان اظہر کا کیر کیر بان کے دبا کے کوہنہ تسلیم کیا کہ اہمیت اور نہ عائد دے ہے اور نیز جن مورخ کی کتاب کو ایمانہ ہو چکا ترجمہ کر کے پہلو جس میں انعام و صلح اور تھوڑا کرات صلح کی مختصر کیفیت اور قصا پاشا سر کے حالات کو بعد ازاں کے نتائج پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ ایک انافصل میں کوئیل کی ایمانہ ترجمہ پر دہمات جنگ کو متعلق ذیل میں درج کر دینا ناگوار ہے۔ اس کی جو پیش کر دینی طرہ پر انکسیت سالن جنگ باطل نہ دے تا ماحو محکم میں بھی مٹو باطل غلط ہے اس کو پھر نہ دینا ناگوار ہے۔ غرض صاف صاف ترجمہ کر دیا ہے۔

مہاراجا دوسرا تو میرا عشرہ مشرولانی کو شاہ یزان نے مردود کر دیا ہے مادہ مشرولانی اُنکی جگہ صدر اعظم مقرر کئے گئے ہیں یہ صدر اعظم کو نیکل و میرس کو کرلیٹ کو وپس یا یا ہے لیکن نئی وزارت نو بنیصل کرلیٹ کے لڑائی جاری ہے جس کا مشنابہ کا مقابلہ مقام لڑنے دو چکر مقام دولہ سے قریب ہو اور وہ بھی یہاں حالہ نہیں کرتے بلکہ واقعہ پر ہی شامت کرتے ہیں یہاں تک کہ ان فوج یزانی نے آپا یس پر حملہ کیا تھا وہ بھی اپنی سرحد پر واپس آگئی ہیں۔

مقام ملٹون پر جو دولہ اور آرتین کے مابین ایک بڑا شہر تھا مقام ہے لڑائی چند دنوں تک جاری رہی اور سرحد میں چند حملوں کے بعد کی مصروف کوڑ لڑائی کے لئے آگئے بلکہ وہ صید میں کا یا با ہے۔

ایک کارپانٹ فمطر اور ایک سالہ جس میں ایک ہزار جن تو جو چھ پہاڑی تروں کے ساتھ دنا پنج اپریل کو ویشی کو ویشی کا سنا گیا اور انہوں نے مزید چاکر دیوے لائن کاٹیں اور شریض کو حاصل کر کے کو ایک یونانی نو جو جس میں چار سو پاس آدمی ہو اور جن کو پہلے چند تو ہیں تین لڑائی بھی کی مگر غرض حاصل نہ ہوئی اور بعد میں یونانیوں کو نو سالہ سے ویکل بھی ہو چکی تھی اس لڑائی میں یونانیوں کے تین فاسکولے اور ترک سپاہی تقریباً ۲۰۰ مار گئے۔ ۹۰ مائیکلو کرکون نو بارہ پانچ ہزار پانچ اویک دستہ سواران اور انہوں کو ساتھ کیا مگر یونانیوں کی جمیت مقابلہ کرکون کے سر کو پھرتا زیادہ تھی اور یہی سبب ہوا کہ کرکون کو دیوے لائن کاٹنے میں کامیابی نہ ہوئی اور وہ کرکون لڑائی کے بعد انہیں واپس ہونا پڑا۔ پہلے پہل پہل کرکون نے ہی پایہ ویکو دو حصوں میں تقسیم کر کے ویشی کے دیوے لائن کاٹنے کی نیت ہو کر لڑائی کی اور دولہ اور نو سالہ کا دستہ بند کر دیا۔ جو تھ پر کرکون کی سپاہیچہ دوہ سواران اور مقابلہ میں یونانی بارہ ہزار سے کم تھ کرکون کو اپنا جو قلت متلا نہایت قابلیت اور جوش سے مقام کھینک کر گیشون کی نوک پر جمع کر لیا مگر یونانی اس جنگ میں سخت نقصان پہاڑ اس وقت کرکون کا رما ریدان میں تیاست دہا تھا اور یونانی رمالہ کے ساتھ مقابلہ میں صرف تھا لیکن بستہ نقصان پایا مگر کا ہوا۔ اتنا سواران کا نہ تھا۔ کیونکہ لڑائی کا دورہ پایہ مگر بے تعلد دنوں و جونین سخت گونہ بازی ہوتی رہی جو ایک دوسرے کا مقابلہ میں بضرر مگر قطعہ چاکر کو کے حاصل ہر پھوٹی چھوٹی پہاڑوں پر صحت آرتین جب بھی خوب ہونے لگا تو دوسرے کرکون کا قلب بکھر بیٹھتی کرتا ہوا۔ کھائی دیا مگر چکر کا بستہ ہو گئی تھی اس سبب لڑائی میں عادی طور پر دھوکہ دیا اور ایک ٹرین بھی دولہ سے ورسلا میں جون توں کر کے آگئی اور ان کو کو یونانی اپنے اپنے مقامات پر جمع ہے۔ اور کرکون موضع لگائی ہیں جو پانچ میل کی مسافت پر ہے ہا تھا کرکون واپس چلے گئے یہی حکم کوکل یونانی فوج جو ورسلا میں تھی میران جنگ میں پہنچی باور لڑائی شروع ہوئی مگر نہ جو کسی کے حق میں ظاہر نہ ہوا۔ ات کو بھی چند عشرہ مقابلے ہر سے جین میں یزانی پسپا نہ ہوئے۔

جو مکے صدر لڑنے پر لڑائی ہوئی یہاں کرکون کی جمیت دس ہزار سے کم تھی اور انہوں نے اپنی ویکو دو حصوں میں تقسیم کر کے اور مقامات دہا کر دیا اور چند ٹرینوں کی لڑائی جاری رہی مگر یونانی چھوٹے یونانی کہتے ہیں کہ کھنے کرکون کو بھی چار ہا تھا مگر ساتھ ہی یہ بھی سیکریم کرکونین کرکونین کچھ نقصان ہوا کیلئے کسی کی مارے کہ میں اس مقام کو چھڑ دگا اور اگر میرے پاس لو میں ہر آدمی آجا تو وہ عین میں کہ میں ملایا ہا تھا

یہ ہوتا تھا کہ یونانیوں کو باغیہ قہر دیا گیا اور وہی فوج کی خدمت وادان ہو گئی۔ لیکن نہ معلوم جہولان نے کس حکمت کی مشین نظر کر کے اسے بڑی اہمیت تمام کر کے اسے لایا تھا کہ دروازے سے مدد سے چن بچا ہوں کہ ہر دوسرے پر چھڑ دیا تھا۔ ہاں کا سپاٹھنٹ کوئی ہے۔ چوتھین متاخر ہوا
اسی کوئی اور حکم دیا گیا ہے۔ اس یونین جہولان کی جگہ اپنے غیبت سے جو کچھ چن بچا تو کوئی فوج کے ساتھ تھا ایک سال کے کچے پر چا گیا کہ ہونگی
مسافت پر دور تھا کہ مدد کیلئے گیا۔ مجھ بڑے کوئی فوج ایک تمام تمام پر ہی بعض غمی ماوار کی جمیعت ایک ہزار جہولان اور آٹھ توپوں کی
بھی جب میں اس دوسرے پر چن بچا تو مجھ کو ٹیکہ سخت عین ہونگی کو زمانہ نقطہ چھ سالہ زنی وانی اور دو توپوں میں تھیں اور خاص پہاڑ پر مشرقی
کی طرف نقطہ وہاں ہی توپیں اور زنی سپاہوں کی کینیاں اور ایک کچی پیادہ سپاہوں کی اور دوسروں پر مشرق و جنوب اور ان کو کچا بھی
یہ حال پانچ ہزار کوشا تا اور مسلسل جنگ انہیں سخت عاجز کر رکھا تھا۔ صد کی قلت اور کام کثرت تو انہیں نیم مرہ بنانے تھا تھا اس پہاڑ
میں وہ کہہ دینا کہ توپوں کی یونانیوں کو کچھ ہزار سپاہی اور دو توپیں تھیں اور توپوں کو مناسب توپیں نصب کی تھیں ایک تھانہ ٹیکہ پار کچھ
۵۰ فٹ وائٹن ہتھ سے ترکوں اور آتش کی شمع کر دی۔ یہ گولہ باری ترکوں کی ایک بڑی فوج کی طرف سے ہو رہی تھی جو پہاڑ کی طرف میں ہادی
نقطہ وہاں بھی آتے تھے کہ انہیں کچھ شاک تھیں کہ یہ حملہ یونانیوں کو اور ان کو متوجہ ہوا تھا اس سے پہاڑ پر کھائے کیلئے کافی تھا کہ کچھ بے یار و مدد تھے کہ ان کی ایک
صدہ کر سب سے آگے اس کی ساری فوج ڈھنڈے دھو جھٹکی اور یونانیوں کو نقطہ ایک سال کو اندر روانہ اس سے مقامات میں پھیل کر آگیا۔ چھوٹے
بڑی جاکھ بھی سو جا کر کھینچے اور یہی اس کا مایہ ناز تھا جو کچھ کھانڈ سے آج تک نہ تھا کہ اس کے کھانڈ کا تھا جب پانچ تھے تو یونانیوں کی طرف
سے توپ چلتا بن رہا اور میں دیکھتا تھا کہ یونانیوں کو کچھ دیکھتے پہاڑ پر کچھ جھانک رہے تھے اور یہاں ان کو ترکوں اور درجی ملا رہے تھے پہاڑ پر
چڑھ رہے تھے اور بگلی بڑا ہوا رہی تھی کہ توپ سے چلا وجہ ترکوں کو پہاڑ پر اٹھ کر تھک رہا تھا۔ تو ہادی حالت جو دور سے سخت نہ کر گئی
اس پر تھکوا اور اس پر چن بچا بھی طرح سے حکم دیا۔ اس حکم پر آؤ یونان کے کوئی حضرت یا قلعہ تھا نہ دیکھا بلکہ ٹپ چاٹھو سے بعد چل
پڑے۔ ابتر ہند کہ عریا ہی جو پانچ دن کی مسلسل لڑائی انفا تھ سے جہان ہو چکا تھا کہ نہ دیکھ رہا تھی سے بڑھنے میری رائے میں زانی جان
کر پڑے۔ انکی تعداد تو بہت کم تھی اگر کوئی اور بیاد سے بچا دیکھ بھی ہوتی اور انکی تعداد بھی خولہ کتنی ہی کٹھ ہوتی تھا۔ ہم ترکوں کو اس حال
کی تاباں تھے دل و گردہ کا کام تھا اور یونانیوں کا دیکھنا کہ کچھ کو کسی سپاہی خواہ وہ کتنا ہی جری کیوں نہ ہو اس سخت حملہ کا اعتبار کرتا لیکن
تقریب نقطہ انہیں معدوم سے چند سپاہیوں کی ہوائی تھوٹے سے کام کو یونان کی حکومت کو بے خبر کر دی۔ حالانکہ انکی اشتباہی ہی نہ ہونگی تھی۔
خدا جانے انہوں نے کس بنا پر توپوں کا چلانا ایک قلم بند کر دیا جب ہاں کا سپاٹھنٹ و کچھ شاک دیکھو ماوی میں چن بچا کر آئے دیکھا کہ وہ ان کی
تلافی نہ ہوئی فوج بھی تو چن ہزار سے کم تھی۔ ان کے گاڑیوں کو ساتھ بھاگتے میں شامل ہادی ہادی جو توپیں ساتھ لگائی۔ انہوں نے انہیں
بھی متبادل دیکھا کہ ایک قلم سب ہاں اور ایک ماوی بھی دیکھا۔ ساری فوج میں ایک عجیب چال ٹپی ہوئی تھی اور سپاہیوں کو جہولان سے
معاہدہ تھا کہ انہیں غیبت کر لی تھی کہ چم چماتی زائیں گے۔ وہ سب کو یہ فریب دوسرے قلم کو ایک بیٹھ گیا اور ان کو کچھ عالم تھا کہ
وہ بھی فوج کے ساتھ جا رہے تھے اور ان کو چوڑی پٹہ ہوتا اور زنی برس تھی ہی ماوی معلوم یہ ہوتا تھا کہ سپاہی اور کو میں نے نہیں کئی فوج
تھی۔ اسان کو ساتھ دیا گیا تھی کہ یہاں رہ گئے جو ترکوں کے اقامت کے ٹھکانے انہوں کو لگے۔ کیونکہ انہیں خوف و کچھ ہوا کہ ترک اس جرم کی

سے ان پر تہ کوڑن ہوتے ہیں۔ انکی جماعت ایک خاص مقام پر رہتی ہے جو کہ ان کے محل پناہ اختیار اور قتلہ از سر نو جایا ہے اور جو بزرگ و
مختار اور ملوک ہنسی کا خیال حوت ملطہ کلطہ طینا نظر آتا ہے جس کو بھیہہ تہہ مکان آسان ہو کہ چوڑی حکومت یہاں قائم ہو کہ بزرگ و
کوئی تنگی سپاہی یا غنیمہ واریاں سے متاثر نہ ہوں کیا گیا۔ باغیوں میں عام طور پر یقین ہے کہ دل پرورپ کا باغیوں کو ساتھ بغاوت ہو۔
ایا جس خیال کو یک ایک ہو کر کرتا تھا تہ شکل ہو کہ بزرگ و ملوک و ملین پرورپ کی سلطنتوں کی صورت و ذریعہ طیناں اور مہا نہیں اور بڑائی
طرف داروں کا کوڑن پر باجموعہ لوگوں پر بڑا ترشح ہو۔

مختلف ممالک اور ملوکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ رعایا پر زانی کو جزیرہ میں اس وقت تک دو باش کا اختیار حاصل ہو جب تک وہ میں کو
اور کوئی شور و فساد نہ کریں اس عزم میں انکی مخالفت ہمارے ذمہ ہوگی۔

ممالک غیر کے سرحدوں اور بغیروں کو جو مقام کر ڈری ہیں جو پھیلو ہوتا اطلال دیدی ہے کہ ہم اس فرحت میں ہی کیسے قدری
کونے پر نال میں جو کہ نیش دے ہو اور اسکی فوج کو ہر نماں جاری تھی۔ باغیوں کو اختیار ہے کہ وہ شہر و دیوں میں بلا ساز و دیوانی اگر اپنا اقبال اختیار
اور اس صورت میں ایک برتاؤ انکی حفاظت کیلئے ساتھ دیا جائے گا بلکہ کوئی پر خاش پسند سلطان و نہیں نہ ستائیں اور انی دھم کہ باغیوں پر سخت
معیشت پہلی ہوتی ہے اور شہرین اور نصیروں میں تو غصب کی گئی تھیں ہر ہی میں اور یہ مانیہ ترقی پر ہیں۔

کینیڈین ۴۰۰۰۰ اور دیگر ۲۰۰۰۰ کرکٹڈ یا ۲۰۰۰۰ اور سیٹیا وغیرہ میں ۵۰۰۰ مسلمان ہیں۔ ان میں ۵۰۰۰۰ کی گڑھی
امداد سے پرورش ہو رہی ہے۔

اقدار کے دربار میں وہ ان باغی غزوں کو دیکر کہا تھا کہ تم خود مختار کیڑے ملنے کو پسند کرو مگر وہاں نے یہی نہیں کیا کہ ہم ان
سے اہمیت چاہتے ہیں اور یہاں فوج ہاری سرحدوں تک نہیں ملے۔

ان باغیوں نے کیشے مانیہ انسانی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔

مصالحت
اخبارات اور کا کا ریاضہ مقام وانیہ سے گھٹتا ہے پہلے یہ شہر مولتا کر فباروں ہجرت ان اور نرسوں اور دوزخ
ان سے مصالحت کیلئے جو بدستوری کریں گے مگر اس میں یہ خیال ہو کہ اس کا نال دول مقام کو مناسب ہو کہ یہاں
دول جتہ کو چلے میں شریک ہے ہیں اور نیز اس وقت مناسب ہو کہ یہاں نہ دھڑکتا کہے۔ یہی رائے ملتا ہے اور جرنی کی کہ یہاں بعض
ہے کہ اس رائے یا جرنی کو جنگ میں دیوانہ کہ اس میں کوئی غلطی نہ کا سوئی ہے جو دیگر دول سے جدا کرتا ہے۔ یہاں میں یہ سراسر کی طرح پراگند
ہو کہ لاؤر ساسر کی کچھ زردہ بائیں کے کہ چرس میں انان دردم کے معاملات کو متعلق کا فخرس ہوا منظور ہو گئی ہے اگرچہ دیگر ملوک
اس باب میں گفتگو ہو رہی ہے۔

قسط طینہ
باب عالی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر پڑن عادات ممالک میں اور تین لاکھ فوج بڑائی جائے گی اور جی تہہ مذکور کی خبر
اور ان فوج کے جو تہا میں تہہ ہے سلطنت چھ مانیہ باغیوں کو پانچ لاکھ فوج پر دے دیں تاکہ ان کی
اتحاد کے درجہ بزرگ ہوا میں فوج ہری تھی پھر ان میں کی عورت ٹانڈا نہ دے۔ وہاں پر تہہ سب کو کہنے میں ان لوگوں کا اور عیانی

واقعاتِ اصلی

جب اڑانی عاشری طور پر ختم گئی تو کرکون پرش نے ایک ذریعہ توسل منصف کی جس ذریعہ قرار دیا کہ چونکہ اوتھ پاشا کرکین میں نے مناسب وقت پر یہ کرکین بیان سے جان چھڑکا کر اس کو چاہا تھا ہے اور بعد اسی نظر مصلحت موجودہ اس کے کرکین سے ہے اس لیے حیدر علی خان کو یہ سونپ دیا گئی۔ اور اس کو اختیار دیا گیا کہ وہ جو اپنے فیضانہ اور مجبور کرے۔ یہ فیصلہ ہونے ہی فوج کا منتظر کر خیر ہو گیا اور سپاہی ترتیب کر ساتھ چھوڑنے لگا گئے۔ اس کے وقت کرکون نے اپنی مجبورہ حرکت فارملا کو تصور کرنے کی شروع کی مگر بعد میں غریب تو ان میں معلوم ہوا کہ دشمن بیان سے چلنے میں ہو گا اس کو بڑھنے سے نہیں سہاگ گئے ہیں کہ جن کو جنل مونس کی راجہ برادر حسین میں ایچ کی وقت کرکون نے اس کی فوج پر سخت حملہ کیا اور طرفین سے جنگ شروع ہوئی مگر نتیجہ اب تک معلوم نہیں کیا گیا ہوا۔

تو حال کا باشندہ بھی فخر سے نکل گئے ہیں اور جو طریقہ اپنے سواروں کا دستہ لڑا کرانہ کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں تو اس کے پلا گئے ہے کہ جب کہ یقین ہے کہ کرکین دیکھیں اور کرکین کا منتظر آگس جیسا زمین کرکین ہو وہیں آجائیں گے کہ جنل میں ہم سے تو دور ہو رہی ہے اور ہر ہے اور کرکین کا منتظر اس میں چھپ کر کرکین میں اس آٹھ کی لمان میں منزل ہو گیا ہے اور اس کے بعد کہ کرکین میں شیشوں اور ہو گیا ہے بعد میں میدان افادہ ڈالی گئی مگر فارملا سے تو ہمیں اس نے ٹھوگاس کو بھاگ کر ہین مکہ وان مشہور ہو گیا تھا کہ کرکین میں اس کی اور کی جانب بھاگ رہا ہے۔

اڑانی ختم ہو گئی ہے اور یونان فوجی شکست کا اقرار کر رہا ہے اور ردول نظام کی واسطت کو قبول کر رہا ہے کہ چونکہ یہاں کو مکہ کے ساتھ کرکین اور یونان کی اس تہیہ کی طرف کو بھی منظور کر رہا ہے کہ ہمیشہ کرکین کو اس طرح سے پس بلانے گئے۔ مگر یہی ہر در چار شہنشاہ کرکون نے فارملا چل کر کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر روز کا مقابلہ بلکہ دفعہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اتھوڑین جو خیرین میدان جنگ سے اڑانی وڑانی زمین اڑان سے شیشہ بڑا تھا کہ اس کے عشاء یہ خوف نقصان کر ساتھ رہا ہونے ہے مگر شام کے وقت کرکون اڑان پرش کا تاقہ کچھ ایسا سنگین کیا کہ تو بعد کے ہی برائی چنانچہ اس وقت کہ تو دو مونس کی طرف بھاگ گیا جہاں جا کر گئے دم لیا اور دوسرے دن جگہ یقینی جواوت کو کرکون نے مقام فارملا پر بعد کرانہ مفضل کینہ اس اڑانی کی جو میدان جنگ کو خیرین آتی ہے اس طرح پر ہے کہ کرکین پرش نے ہی صفوں کو زمین جنگ کر طریقہ ترتیب دیا اور ٹھیک دو ٹھیک کرکین کو فوجیوں کے کو بلین کرکین جن کی حیثیت پکاس پور سے کہ تو فوجی مانتو کہ تو سے تڑے اور پور فوج کو مناسب مقامات پر نصب کیا کہ تنہا کرکین لگو اور آٹھ ماری نے یونان کرکین کا سخت نقصان کیا اور انھوں اس قدر دھکا کر جو بعد کے کرکین کے قریب و دور میں زمین تھا کہ کرکین بھر جہوں کی آٹھین میں رہے گئے اور آٹھ دن تک اسے کرکین انھوں کر ساتھ میں رہے ہوئے۔ یہ حال دیکھ کر کرکین پکاس نے وہاں کا حکم دیا۔ یہ بعد کے والی فوج سامان حرب بگولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ ہی لائی تھی کہ فوجی فوجی جگہ پر موضع تیزی کر جا کر خاک کیا کہ فارملا اور موضع تیزی کے ایک نانی پادی کو اس کو بلانے کی حیثیت تھی کہ اس پادی کو فوجیوں نے تمام کرکین میں اس نے پکاس کی حین پر معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر فارملا دن کا کرکین نے فوجیوں کو ساتھ لے کر اس کو پہلے کرکین اور فوجیوں کو دھکا دیا ہے مگر گئے اور جب وہ کہ شک کرکین تھا اس وقت پر آٹھ دن کے فاصلہ میں فوجیوں نے شامت پر چلے گئے۔ مگر ان کے بعد پہلے آڑاوی پہلے اور فوجیوں میں

ہمارا کارپاٹھ مقام شیکاس کو پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ کے روز اوس درے کو گزرا جلاتیہ سے ٹکرا رہے تھے کہ ہمارا ایک بک پرائی سرحد بدستو صوبہ کی گزیر کرکون کے مورچہ پر تھوڑا دین لوگ سب کو سب بھاگ کر تیار رہے۔ ہیں ہزاروں میل گائے بھینس گھوڑے اونٹ اسباب خانہ داری کو بھیکٹے تھے۔ تھلا دھڑا اترتے کیلٹون کو جا رہے تھے۔ ہونٹو کا سب میں دینانی نوکی جیت تھیں ہزاروں تھے۔ اور تھلا شکار ایک ہائٹی کو مقبض میں واقع ہے جو سمندر سے ۱۰۰۰ فٹ بلندی پر ہے۔ اور وہاں سے فارما کا میدان چھوڑ کر ہائیٹی ہے۔ کریٹل ٹولٹی کی پاہ یہ کیلٹون گورائی مرکز پیچیدہ زن ہے۔ اگرچہ سپاہیوں کا حوصلہ اور صحت اچھی حالت میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صبح و شام ہر حال میں دکھائی دیتا ہے۔

ہفت روزہ زخمت ہو گئی ہے۔ اور لڑاکو کو بھیر سخت باتیں ہو گئی ہیں جس کو موسم میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا۔ اور فوج میں جن کا شبہ روز کا یہ لفظ آسان کلمہ ہے اس میں تیرے خود جسمانی نقصان پہنچا۔ حضرت ابھی تو بڑا عاقل اور اوسم پاشا اور میں نے دوری سے تاک رہا ہے جب تیرے پیچھا کرنا تو اس وقت اس حال جاری ہوئے مگر یہ کہنا اور اس بیماری کا بہانہ بھی غلط نہیں سمجھ بھاگنے کی پہلی بنیاد رکھی گئی ہے۔ لیکن جن ترکیبوں کی بنیاد چھائی جاتی ہے۔ کیل۔

پیسے کے درمیان کارپاٹھ بندہ تھلا کر کے جو تھلا کر کے رات کو بائیں مسل ہو رہی ہے جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بیماری بڑی طرح پھیل گئی۔ اور نہ کہ یہ تو اس بات کا کہ دو کافی مروجہ نہیں۔ وقت تو یہ کہ اگر وقت میں کسٹ کا اہتمام کیا جاوے اور دیگر فردی بار برداری کا یا ڈاکٹروں اور دیات کا ظاہر کسٹ (فوجیوں کے کام کا ملحق خیال نہیں رکھا۔ اس پر ضرور ہے کہ سپاہیوں کا حوصلہ بہت ہو گا۔ اگر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ آجھنہ سستا دیات ان بیماریوں کو کینے سنگالی جائیں۔ اور یہاں پر عارضی ہسپتال قائم کیے جائیں وغیرہ امانتہ اور دوسرا لگایا۔ انہی بیماری تو اہم ہونے والی تھیں۔ اور یہ بات کچھ جتنی تھی۔ بار بار کے تجربوں نے کرنا بت کر دیا تھا کہ جہاں کسی فوجیے آکر کو قدم بڑھایا۔ وہیں یہ بھاگ کر کیلٹونیس ہو گئے۔ بلکہ جس میں تو دانی نہ ہو گئے ہوتے کہل ہی تیار ہو جاتے ہیں جو کھڑے اندر کوئی کن دور آب اندازہ کیل۔

یہ نائنون لو اس مقام کو پہنچے تھے کہ ان ہوا داروں کو پھیل چکا۔ فوج میں بہت سے مورچے بھی قائم کیے ہیں مگر سلطان سدرانی کا سخت اندیشہ ہے کہ یہاں بار برداری کا جو کام دستیاب ہوتے ہیں ترک اگرچہ دو گھنٹہ کی مسافت پر آپہنچے ہیں مگر ظاہر حال کا بغفل لڑنے ہیں کہ تو یہ نائنون کو دشواریں ہمارے دربار پہنچے ہوئے مضبوط کیڑے جاتے ہیں۔ تو کھاس کی صورت جو وہاں کے لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اور جو چیزیں کہ اگر عارضی وقفہ والی ہیں نہ ہو بلکہ تو ترک بن کی جیت ماسٹ ہر زبان کی بجائی ہو اس کیلٹون اور ہونٹو اگر تھلا بنو نائنون کو یہاں تکست ہو گئی تو یہ نائنون کا ظاہر ہو۔

جنگ و لٹینو بیان کرکون کے بارہ ہوجان اس لڑائی میں کام لے چکا ہے۔ نائنون نے نہیں دیکھا کہ وہ سب کیلٹون کے پاس چاروں رسالے گھرے تھے۔ اور جو گئے اور نائنون کو قطعاً ۳۰ دیون کا نقصان ہوا۔ جن میں سے ۵۰ تو بک گئے۔ اور باقی زخمی ہوئے۔ یہ ترکیبوں کا واقعہ تھا۔ دوسری ہی کو کھٹی پھلنے پھیر دیش کی لادو ایک سخت مقابلہ کرکون نے پہلا مورچہ لٹا

اور یونانی اپنی دوسری لائین پر سپا ہو گئے۔ جہاں پہلی نہیں بیٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اب مگر وہ لوگوں کو بے پروائی سے سخت کر دی۔ اور یونانیوں نے کرکٹ کھان کا اندازہ اس سے ہو سکا ہے کہ جرنیل فریوین سے فقط آدمی سلامت ہو کر نکون کو بیٹھ گیا ہے۔ سبب یہ ہے کہ اس میں ایک اور کچا پس میدان کی توغنا موجود تھا۔ نکلان کلاس کے یونانیوں کو پاس سے قطع بائری توغنا نہ تھا۔ علاوہ اُن کے انگریزوں نے ٹریس پر شہر یا اس دور کے سب سے کام کی کہنل کو سنبھالنے کے لیے وہ اپنی کھجے کیلے اور کورک بھاگ آیا ہے۔ اس بھاگنے والی کھجے کی تریس واقعہ نہیں ہوئی۔ اس جرنل کی ترمیم میں متعلقہ اخبار نویسین کے بہت دم چڑھے ہلے تھے۔ اب جو اس نے بھی اس واقعہ کو ساتھ بچھا کر کیا تو کسی کے پھر نے متعلقہ سے ایک کلمہ بھی جرنل علی پاشا کی تو جیت مین نہ نکلا جس نے اسے ایسا لکھ دیا۔ ہاں کچا کچا کچا کدو یا کدو لکھا۔

بعض اوقات غفلت کے روزِ آفتاب میں جن اس نعمت کا ایک تازیانہ کہہ سکتا تھا کہ وہ اس کے گرد و نواح میں کئی کئی قلعوں کی طرح محکمہ کے جس کی خبر دیتے ہی ہر کئی حساب دیتے ہی جگاڑ اور تمام حدود میں جو طرہ کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لے کر آخر زمان کی ہی تو توجہ اپنے سبائی جندوں کی گردن پر پڑتے۔ اچانک کے طور پر ان آئینہ جنگ کے رو سے کچھ چھوٹے اور ناچھی نئون عرب زمین و آسمان اور ہر ایک طرف کی کالج میں جہان اور تمام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے اس کا طریق بھی کھلے جاکر ان میں معلوم ہوتا ہے کہ کر دیا تو فرس نے اس کی مشق جیت ہی تو ہے کہ ہے اور اس کی خصوصیت یونانی لاطینی کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جبرل اور کخیل اس فن میں بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں مگر یہ کوئی شیلڈ نہ تیار دیا ہے کہ میں کئی کئی قلعوں کی اور کو جارا ہوں۔

مترجم: کرنیل ٹیٹیلوف، تارویا ہے کہ مین کرنیل ٹیٹیلوف کی امداد کو جاری ہوں۔

دولوکا قبضہ { ہفتے کے روز ترقی فوج کو ایک ستنے نزدیک ان جڑ تلھی پاشا دولو کو بھی قبضہ کر لیا۔ یونانی سپاہ نے پہلے ہی آئینہ زکوہا ل گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرسی نو نصلوں نے قتل و آہم پاشا کے پاس اونچی جان کی امان مانگی تو اونہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اور اون کی جان و مال کو کچھ ترقی کر دے گا۔

یونانی اور ایتالیوں نے جو متبع و توفیق تھا وہم ہاشاکا اس طرح کو قبول کر کے تھا کہ کہیں یہاں سے لڑکی طرف سے چھوڑ دیا جائے نہ
اور وہ کہ متناہی سے فرہم نہ ہو گا نہ وہی جہاز کا کاپڑ ہے جو زمان تو زمان بلکہ عیسائی مسلمانوں کا زمانہ ہر زمانہ تھا اور شاید یہ دلچسپی
تھا جو ہم پر احکام کی کہ تو غلطی نہ ترتیب کرنے کو گھر سے چلا تھا

خیال حوصلہ کرے پڑ دہیاد جیاست در سیرین قطرہ محال اندیش

الغرض میرے شخص کو ازراۃ دنیا بکلی گروہ میں ان پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہوا ہے، مگر اب میرے لئے کچھ اور بھی کرنا ضروری ہے۔ میرے لئے ایک اور بڑا کام ہے۔ میرے بزرگ پر چھاپا ہے۔ اس کی خدمت کا شریک اور میں جس بدوں وقت کیا حال ہو گا۔ چارے لئے میں ان کے لئے بھی کچھ کرنا ہو گا۔ خداوندی دولتیں ان کے لئے بھی کوئی نعمت کی اور اس کو بڑے کوئی کام نہ ہو سکتا۔

یوٹر کا کارپائٹڈ راوی ہو کر موضع تحصیل کے بعض مینداروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوج نے سارے گاؤں کو

ساختہ تیار کیا۔ اور تربیت یافتہ کمانڈر جاکر خاک سیاہ بنائے۔ گیسے کو اگر چہ جلاوطن نہیں مگر جس قدر تصویریں نصب تھیں۔ (دن کے کپڑے لٹکا کر) اور اللہ اور محراب وغیرہ سب کچھ کار کیا گیسے کیل پیڑری کی جاکر فریڈرک ٹانگ لگے ہیں۔ یونانی گزٹوٹ کو ایپرس سے بھی ایسی ہی سخت تیار کیا کی خبر سن آئی ہیں۔ تھیلہ کی شہلاہ میں بھی ترکوں نے صغیر گائونڈ غارت کیا۔ یونان اور کینیڈا کے توبہ چارمین بہت لوٹ پھانسی ہو رہی ہیں۔ غارت گاہوں کے کارپاٹروں کو مٹی میں سادہ کر کے گور نہیں کرتے۔

ٹائیٹیکا کا کارپاٹروٹ مقام تارسیا سے ۱۰۰ میل پرل کو طرح طرح دیا ہے جب کل یونین خبر کے اندر ایک سالوں کو دستہ کا ساتھ گیا تو ہجر یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی ٹائیٹیکا ایک سیاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ ایک مانتھین نے اسے غارت کیا۔ اکثر دوکانیں قریب ہیں اور اکثر کنوئل ٹوٹی ہوئے ہیں۔ بگرنہ مال تھا کہ جا بجا لٹا اور مست دہری کو شہرت ہو جاتے تھے۔ اسباب غارت داری ٹری سے پیٹھ کی گئے ساتھ اور دہریا ہو گیا تھا۔ ہوا آٹھارہ کچھ توڑی جلدی ہی اس کا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ تر یہ کہ سبب یہاں کے مانتھین تارچ تھا جو دہریہ کے برعکس شون نے ان بکسوں پر پٹے لٹھوں کی ایک کل شام بیکہ رات بھر ترکی افران مسادوں کے نوک و نمین نہ صرف ہوا اور انہیں بہت پوری کیا سیاہی بھی ہوئی۔ انہیں شکستہ ہیں کہ انہیں اس کے سپاہیوں میں ایک دو گے لوٹ مار پر برأت کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوج سے علیحدہ ہو گئے اور سرحد پار و سپاہیوں کو گولی مار دی گئی۔ انہوں نے وہاں جھوٹے کے اس کام کی تعمیل میں سوال کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب توڑی گئے۔ ان کا ہونے اور ترکی جہل کے سفر نکلے۔ ساری قومیں وہ کی غارت گاہ کی پابندی کا سکہ بڑھا دیا اور اس سے بھی روشن ہو گیا کہ ترکی فوج میں کس حد تک نظام اور دودھ کو دخل ہے کیونکہ یہ ایک نئی سولی باغ نہیں بلکہ ایک نیم چرمی اور جال جامعہ کو جو نے ابھی بھی ایک شہر ریزہ شہر فوج کیا ہوا اس سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائیداد پر ہاتھ نہ ڈالے جس کو دہریہ اور برہمن سادہ ہونا دھار کا یہی صورت میں ہے کہ ٹائیٹیکا بھی یہاں پناہ دینا چاہتا ہے۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری قومیں بغیر اٹلی اور بے آئینی طریقہ عملی ہوئی ہے اور ان کے گردوں کو جو بے نظارہ و کڑن سخت نقصان پہنچا رہا ہے اور اس کی طرف کی جس کو یہ لوگ عادی ہوئے ہیں۔ یہ چونکہ کے مقابلہ میں دہریہ پیش رفت نہیں جاسکتی جس کی وجہ سے آئینی ہون اور جس کو چھل اچھل کر فوجوں جنگ سے دور جھپٹا کر اور دشمنی ہون۔

ایم کو ٹری سابق وزیر صحت بھر نے بہت سی شے لکھنے میں جن میں یہاں ہر سادہ کہ بھری فوج کو فٹن اور ان کا حکام کی تعمیل کے ایک تھا۔ اور کو دہریہ دشمنی نے یہ دیکھی وہی ہے کہ میں بھی توجہ کی دیگر امتداد شہر کر دگا۔

کپتان بری لی (جو دیگر کراس سٹیٹ میں انگریزوں کی حکومت کو کھل دیا اور ان کا کام یہ ہے کہ یونانی جو جھپٹ کر کے) ایک زخمی و دوسرے یونان میں آیا ہے۔ ٹھنڈے میں انگریزوں کے لٹھارے دھپتے تھیں جن میں فوج بھی بھر گئے ہیں۔

جو صحت زمرے دولہ اور دیگر نزلہ غارت گاہوں میں دوسرے سکیناں دولہ اور دیگر نزلہ غارت گاہوں میں دوسرے سکیناں۔ ان کی حالت سخت درد انگیز اور وہاں آج ہے۔ اکثر دن کو بیٹ بکر رٹلی بھی نہیں ملتی۔ یہ تمام پورس کو ایک جہاز سامان رسد کیون کے لیے روٹ ہوئے۔ یہی کہ علاقہ جات کی شہر میں بہت کڑی اسے ہیں۔ انہیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں۔ گزٹوٹ کو ایک عیسائی دیکھی گئی

پہنچ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی مدد کر لیا کہ بہانہ کہ تم تنہا رہ جاؤ تم سہاری لہ کھین گے۔ بلکہ اپنے گھوڑے بھی زمین پر اسباب لا کر بیٹھ کر
 کاریا دیئے۔ سیکس عورتیں رات بھر اسی حالت میں جو کچھ دان ہو سکا اور ان کو ان کے گھڑیوں میں باندھا جب اس نے مزاج خیر کر
 تو انہوں نے نہایت ہر اوٹا اور بالواسانہ گھڑیوں سے اپنے مکانوں اور یا تیارہ اسباب ماسٹر کیوں دیکھا جن کی نسبت انہیں
 یقین کا لہ تھا کہ اسی طرف انہیں ہر جگہ لانا کسٹھ ہو جائیگا۔ اور انہیں پھر دیکھنا عیب نہ ہو گا۔ ایک جان و حرکت کی مادی خاصا کمال
 بیان ہو گیا کہ اس کی شادی مقصود ہونے والی تھی اس سبب اس کا جیہ و خیر و صبر کچھ تیار تھا۔ اب چونکہ یہ سب کچھ اپنی اہلن نہا چاہیئے
 جا رہا تو اس نے بہانہ میں پھرنے لگے۔ جیسے پھر ملے جو بیرون کا تھا اٹھائے اور وہ اچھی سی مہلت کھائے۔ اسکی وجہ یہ کہ انہیں کسی
 اور زمین پر کبھی وہ والدین کو شائین تو اس لڑکی جن یہ کہ کچھ پکڑا یا مائیک کہ وہ ترکی سپاہی اسے بغیر چون توں کہ ہم فری کی دیکھ کر
 باہر نکل گئے۔ اور درانے متعلق کہے کہ ہمارے دوسرے من اور سے ہمارے ساتھ بہت کچھ دی تھی جن میں بعض تو ضیف تھے۔ اور بعض مہلک
 اشیاء سے اکثر جن میں تھوڑی تو تھی ہی اسباب کی گھڑیاں سر پر ڈھائی ہوئی تھیں۔ سترہ من اور کئی دی ہمارے ساتھ شرب جو
 اور زرتہ ہمارے ساتھ اور دو من اور کچھ بی بی من اور رات بھر سفر میں دو تک پیادہ یا جا رہے تھے۔ چار کھار کھار کھار کھار کھار کھار
 تو منہ لینے ساتھ اپنی ماکاٹھانے کے و خیر خواہی کے لئے رات بہت اندر ہی تھی۔ اور پہلی سنے باہر نکلنا ہوا۔ اس پر ہم جا رہے تھے
 کرسٹھ بہت ہی آویٹھیں اور پہلی کھار ہمارے خانہ میں دو روٹھیل گئے۔ تاکہ اندر سے من کوئی چھوڑے جاوے۔ اور رات بھر کھار
 ہمیں خون متا کر دے کہ سب ہمارے پہنچے ہوئی تھی۔ من اور بی بی من اور پہلے تو دان کوئی متعلق عام اس کو کہ دوست ہوا
 دشمن موجود تھا۔ نہ دانی کھار ہمارے ہار گئے تو اور رک ہمارے پھر ملے کہ تھوڑی اس وقت جب نے فی و اپنی طرف نکلی تو ان متعلق نظر
 آئی کہ یہ کوئی ترکوں کی گج اہتمام آگیا اور پھر تہہ کہ تے کا ہلے ہو گئی تھی۔ ریشہ ہر اسی لڑکی میں تیسری بار ترکوں کا تھا۔ اس
 فرما کہ اسے جو سابقہ بہت قمار سے آتی رہا تھا۔ اب لکی نذر ہو رہا تھا۔ نصیب شہر ہو گئی تھی کہ میں نے نازوں کی دفعہ ملی ہو گیا
 ہی تھی۔ انکی عجیب صورت ہو رہی تھی۔ اور وہیں انکی طاقت پر کثرت تھی۔ یا کہ یہ کس بنیاد پر وہ انکی صفا کہ جسے میں نہ کوئی فی ضابطگی تھی
 زخون ہر اس اندر کھٹے زخون تھا۔ جن کو اس پر دلاؤ فرما کہ صوبہ بلوچا بلکہ اگر باعث ہوتا تو یہ کہ انہوں نے آپس میں پختہ قوم کر لیا تھا
 کہ بیٹھنوں کی مناسبت نہ کریں گے۔ اور ترکوں کے متبادل میں ہندو اور گھڑیوں کے چناؤ انہوں نے اسے اپنی گولی تانہ چلائی اور گھڑی
 بھاگ گئے۔ البتہ طبیعت کی نوعیت سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کی۔ دعا گاہ وہ ان جگہ ترکوں کے آگے آئے شمل برداری کرتے
 ہوں گے۔

میں دیر اور رات دونوں جیت میں تھوڑا سا کوکبا ہو گیا۔ پھر کئے میں ان زمین دیکھ کر یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ شرب کی ماکاٹھانے
 سکین گے۔ مگر باوجود اس کے صورت میں کچھ چاہا تھا۔ نزل میں دہائے بلاتین نور و دوزگ وافر ہو رہی تھی۔ لیکن وہ کہ
 چلے جاوے تھی۔ اور انفرجی معلوم ہے۔ سی میں یہ دیکھ کر کہ سپاہی ہوا زمین میں کمال لذت و رولائی کے ساتھ ان کو ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے
 جس میں نہ آتا تھا کہ باوجود اس تن و نوش کے انکو حوصلوں کو کیا ہو گا۔ ہر تہہ پر کچھ دانی و بار و ستارہ و نہایت کچھ کچھ شرب و چلے

بغول ٹائیپو اور کاسپا ٹرائٹ آڈیٹس سے پتہ چلا کہ گورنر بیربر نے چھاپہ اور دکان سے اس نے بہت زیادہ بے

پتہ چلا کہ گورنر نے ختم مطبعہ میں بہت غل کے غول ایک دستاویز مطبعہ کی حالت میں شہر کے بازاروں میں دیوانہ
 کی طرح پھرتے ہیں اور جہاں کہیں وہ پانچ اکڑ ہو گئے وہیں ان متوجہات کو وجہات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان
 کرتے گھماتے ہیں کوئی انہوں پر الزام دہرے پہلے کوئی شاہ کو کو تسلیم نہ کرے گا کوئی اس کے راکشین خاندان پر دل کا بخار رکھتا ہے جو
 کوئی شخص نہیں جو اس کو سن وطن کو محفوظ رکھ کر اکثر فریبہ آدمیوں کو خود بخود تھا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہو جاوے چنانچہ
 یہ پچھلے دنوں کہ جب گورنر میں پادریوں نے شاہ کی فریاد اور بدعائے سلطنت کہنے دے گا مگر تو لوگ سپریت گھٹے اور بادشاہ کو اکل
 بھی جو اسے لڑنے میں دلچسپی نہ لے رہا تھا بعض دہقانوں نے لکھ لیا۔

کارپانڈٹ پر جس کے رد کرتا مین وپس آیا۔ اس کا بیان ہے کہ مین نے رشتہ میں نہ رہوں باضابطہ نوکری سہاوی دور دیوار
 وائٹ دیکھ کر جو سر پر بار پڑتے اور مین تہ تو می کا بہت کچھ دلا دے تھا مگر آٹا دالوں کے دل سخت ہندو اور مسیحین خام کر اس لیے بھی
 ہوئی تھیں کہ انہیں مہلک کا زار میں نہ کر کے لڑنے کو نہ رہے ہوئے تھے۔ ابھی ابھی ہی کارپانڈٹ لکھا آیا ہے کہ فوج بدل ہوا نہ
 اٹکی بڑی اور کمزور جنگی کے تھوکن ہمارے مین اور یہی غور کیا ہی کلام مین یہ دوسرا لگا لگا ہے سچ ہے دروغ کو را غلط خدا بندہ
 نہ کر کے کی جیت مہمان کو مہمان میں بہت قلیل ہے اور اٹکی فوج دیا کے کن رہے پر پڑی ہے باوجود کہ بارہ انہیں تہا کی کمی ہے جو مین
 گاؤں پر گاؤں جلا رہے ہیں مگر یہ بھی نہیں آتی بہت نہیں کہ آگے بڑھ کر ان کو دودھ کا گھن دھندل کر ان کو سے دھچکائی ہو گی
 جس میں ہمارے کو بھی ہو گی۔

چنانچہ جس کے روز بروز فوج کو گھیر کر جلا کر کھانے لگا لگا لگا کر دھکیل کی مسافت پر سانسے نہ لے سکیں ہزار سپاہی بچی
 انھوں سے قریب مت غیر فوج دیکھ کر یہ مگر کسی نے چن نہ کی۔

اب آٹا مین انہی اور غیر انہی فوج اور دیگر اطراف ان کے بھی گولے بکتر بندھے ہوئے ہیں۔ عام طور پر تہ محو دلا ہمال کا نہ دے
 سب بند تجارت بیکار رہا رہا بیکار مسدود ہے۔ اپنا دھنوں و قلعہ عمارت دیکھ کر یہ بھی چھڑ دیا ہے اور نہ تو ان اپنا تسلط وہاں پہنچا
 یہ ہے نہ تو ان کا جزل مقام غنیمت سے مار دینا کو کرنا ہی سچا تو شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں۔ جو ان میں ان کو کوئی کام ہے اور نہ کوئی
 بندہ تعین اور مین سر مندر کو گولہ دار اور دھکے اور ایک پہاڑی تو پٹری غنیمت کو انتہائی یوں نہیں ان کو ایک پڑھ جلا لے کے ہر کے دن منفع
 کیا کر گولہ اندازی کی۔ یہاں تو کوئی ذخیرہ نہ ہو گا کہ اب کیا کرے یہاں ان کا کیا ستار دیا ہو جس میں جرات ذیل درج ہے جو حال تو یہ ہے
 جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تقدیر کیا اور تقبیل ہماری نہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بہاؤ جو مین کو نانی مجھو ہم سے خوشی کرنا ہے اور مین
 سچ و سچ ہے۔ یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اور نہر نہایت کیش نہ تو ان نے مین ایک دوسرے کی طرح دیکھا ہے یوں ان کو عادت آٹا اور تقبیل پر
 قبضہ کیا ہو ہے اور اب ان کی سرس اور تقدیر کی ہوس ہے۔ انھیں کوئی اور نہ پٹری دار کچھ مین ہمارے ماتی طاقتور پٹری دیکھ گیا اور
 سر دیا کو ان مین میری غنیمت ہماری غنیمتیں وہ انہی سے باز نہیں دے نہ تھوڑے اور کا مقابلہ کریں گے۔

ایک تہ کی جھاگ کرتا ہوا تھا کہ ایک جھاگ تمام ٹڈنڈوں کے پاس گرفتار
 لے لیں اور چوہہ دار کا رتو جو ہر چند سپاہیوں اور فوجوں سے پوچھا گیا مگر وہ کچھ پتہ نہیں بتا کر اور ان کا ارادہ کیا کہ تمام
 انصار پانچویں کو ایک کا رہا نہ لڑے اور ان کی طرف سے سپاہیوں کو لکھا ہے جس کا اہمل درجہ کیا جاتا ہے۔

یونانی افواج کی بہت بڑی گنتی ہو گئی ہے سپاہیوں کو کہ اسے پسو مانتے ہیں مردوں کو کہ اسے ٹھہر رہے ہیں کئی خط نہیں کہ رہا
 کہ انہی سے نصرت ہو رہی ہے جو سپاہیوں اور دونوں کی جنگیں بالکل فوجوں میں۔ اس وقت اور حصار کے ساتھ انہی سے ہجرتوں کا
 ٹکڑا ہوا جو کس کا پاس کیڑا ہے۔ جہاں ہر دم اور ہر خط یہ اندیشہ سرانجام ہو رہا ہے کہ ابھی متحدہ فوج کی افواج کا ہوا کہ زمین پر مال کر رہی
 اور زمین پر چاروں کے لئے طاعت قبول کرنی پڑے گی کیونکہ سامان حرب بے قدر ہو چکا ہے تقریباً سب کچھ وہ پہلے ہی چھین چکے ہیں اور
 نتیجہ میں سے کوئی لاکھ آدمی جاری ہو کر کھیتوں سے برفان و مان ہر کچھ میں اور برفا لان کے طوفانوں میں بجاب داد اور ہلاکت
 عورتوں کی مقام ان کا تماشہ میں دربار و سرگردان پھر رہے ہیں اور بڑوں نے تقریباً وہ سارا علاقہ زبردستی کر لیا ہے جو ان سے
 سلطنت میں تیر چھائی تھا۔ اس کو بیکو فوج کی غلطی میں ڈھل چکی ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک خول بال توڑ کر نہ لڑ سکتے تھے خود وہ بیکو ان کا
 جن کو پھر نہ لڑا اور بڑی چلی آ رہی ہیں۔ اور جن کے اگلے قسطنطنیہ والے علاقہ زمین پر آ گئے تھے کڑی زمین ماس ملک کا مالی جتا چرچوں کی ماحک
 میں تھا۔ بائیں تیار ہو چکے ہیں اور اندرونی آمدنی کے عینہ شکار حرفت جھنڈت تجارت اور نہایت کھانا اور ایلطاسی مصائب اور دوسرا مصدرا
 کو سب سے خرابی والی چیزوں میں انہی کی اس حالت میں اور یہی جانکا ہے زمین کے درمیان گزرتا رہ کر چار زبان کو تن بقدریہ دل عظام
 سے مصلحت کا ہوتا ہے نہ پڑا۔

برصغیر میں اس خط کے یونانی گورنر نے اپنے فرائض میں مدد کر رکھ کر خود دشمنی اور سلطان چاہتے تھے اور
 کر کے میں انکی ذات اور رسوائی اور سہ کر کے ہر کچھ ہے کہ انہوں نے یونانی شہر کو اپنے نیکے بیکو دول عظام کے فیصلہ پر چھڑ دیا اور
 انہیں کا لیتا رہا ہے کہ وہ جہاز پر چلے جائیں انہیں کی قسمت کا فیصلہ نہ رہا ان علاقوں میں شہنشاہ جہن بھی ہیں جنہوں نے ان کا
 جنگ کی قوت نہ رہا یا تھا کہ یونانی فوج اور بھی نہ رہا زمین پر کھائی۔

(اس سال کے آخر میں پورے فوجوں سے کہ بہت کم فوجیں ہیں جو اعلیٰ کرین فیصلہ لانا)

وہ اس سے پہلے صلح کے ساتھ لگا رہا تھا کہ اگر تہم اس کے تو حوالہ نہ اس کی قوت اور شہنشاہ اور مصر و عیال
 صرف وزارت کو تو رہا کہ اگر تہم لگا رہا تھا کہ ان کا لڑنے شہنشاہی میں انقلاب واقع ہوا تھا شہنشاہ انقلاب کو لڑے کہ اسے خزانہ کی کمی ہو گئی
 یہی وہی سلطنت کے شہنشاہ ہیں کہ ان کے جہاز میں جنگ میں لگا رہا تھا لڑنے شہنشاہی میں انقلاب واقع ہوا تھا شہنشاہ انقلاب کو لڑے کہ اسے خزانہ کی کمی ہو گئی
 کی لہذا اور ان کو خزانہ کی کمی ہو گئی ہے مگر جن یونانیوں کو یہ دیکھا اب وضع کیے گئے ہیں جو جنگ سے پہلے ہی چار زبان میں لگا
 خیال کیے کہ نہ تھا۔

جنگ کرین۔ اور اپنے چھوٹی جہازوں کو ترکیک چین یونانی باہر میں من میں نہ تو دشمنی سلطان کو طے طرہ اردن میں چین بیچری کے علاوہ برکن وہ بھی پہنچی پہنچی جانتے ہیں کہ اگر اٹھنے ڈرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے معاملات ایک جہتی میں زبان ہو گا لاؤ اٹھا اور پورے کرینیشہ کا دیہہ آخری و غیرت سے ہے کیونکہ دول نظام کے سارے تاجدار تہذیبیان و عزت و قریہ رکھتے ہیں (مذکورہ بالا جوہر) خون کو بھی اوتھیں میں صلہ کو ارا نہیں کہ کرانہ پرسی کی شکل دکھیں مگر اس قدر ہے کہ وہ خاندان شاہی کو خاندان ہون ظاہر افریقہ میں چینان و کثرت نہ ہو گی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ او کو محدود و حکمت میں کوئی بہن و دست نہ ہو گی

ان متعدد دنیا و تحصیل ہر کی بقدر و دست ہو گی۔ اور دشمنی و متحد جس میں زبان کو تہذیبہ ہی حرکات کا حامل نہ ہو۔

خرمہ جنگ کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر تحقیق یہ معلوم ہوا کہ اگر اس اساطیر میں سلطان کا چائین پاس لکھ پڑھ و فرج ہوا جس سے یہ قریہ کرنا آسان ہو کر توفیق آتی ہی تم یہ خرچہ کا فیصلہ ہو گا مگر قریہ ہو کر چینان کو پاس کوڑی نہیں خالی اس کا نظام یہ ہو گا کہ بعض دول پر پیر کی سماعت ہون گی اور آپ بزبان کو مالی محل میں سے اس رقم کے بارہو ملین ان کرین گے۔ پلارو نیون چینان ناگوار نہیں اور اس سے کہ یونان جو معدنی طور پر ایک درخت رکھ ہی اگر ایک تہذیب اور قابل آدمی کو قریہ میں دیا جائے لاؤ اس کا بانیہ نظام دیا نہ اور پیدا کر دے کہ ساتھ ہو تو عجیب ترین کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے تعلقات تمام کیری کے و فخر ہوں کہ ساتھ ابھی حالت میں ہو جائیں۔ ان فرما ہوں میں چین میں جن کا روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کو ذمہ دے دیتیں کہ ڈر روپیہ ہوتا ہی یہ تو فقط چین کو قریہ سے اور وکامی کہ ان کے آج ہی ہو گا مگر نہیں کہ یہ قریہ آئے کہ وہ قریہ جنگ کیا تھا مگر قریہ ان کی تہذیب سے اور پیر کرنے سے (وکیل)

اصل قریہ ہو تو اور ہی سے یعنی وہ قریہ جو سلطان لگا یا ہوتے ہو یونان میں کو ضرورت ملانی طے ہو گی۔ اور وہ قریہ شرط اور رعایت کی قطع کی کہ یہ جنگ یونانی رہا یا کہ مغربی جگر رعایت سے و روپ بلادہ ساریہ میں ایک حال میں سلطان کو اس شرط کو سوائے میں یہ بات کچھ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ کہتے ہیں کہ چین اور شرطوں کی پر و انہیں کہ تا مگر اس شرط کو ضرورت نہ ہو گا۔ اس کا نتیجہ ہو گا کہ یونان سخت ذلیل ہو گا اور ہر ایک سلطان خواہ وہ کتنا ہی ذلیل الاتفاق کیون نہ ہو و نہیں نہایت حقارت کی نگاہ کو کھیٹا سلطان یہ کہتے ہیں اندازہ کا کہن قریہ و خالی نہیں کہ اگر میں یہی نہ رکھوں تو ہی عایا کو کیا ہونہ دکھاؤنگا۔ وہ مجھ کو ضرورت نہ ہو گا کہ اس کو کو اور صرف جاکا معقول نتیجہ میں ہو کہ کہ عرصہ میں اپنے صفت سے یہ ہم ہو جاوے یا پھر چھ کہ ڈر روپیہ ملے۔ اس سے ساختہ کو کہ کہن دکاہ برآمدوں کہ امداد کی ہیں یہ تو سلطان کا ظاہر ہے لیکن ان کے خلاف یہ ہیں اس کہ غلط ہے وہ یہ کہ بلادہ خفیہ میں نہ ہونی کثرت سودا گری کو سنے ہیں۔ اگر سلطان کو پیر کس لگنے پر قادر ہو گیا تو یقیناً ایک نہایت تلیل عرصہ میں سلطان خود جنگ کیا اور اس دور کو روپیہ وصول کر لیا۔

اگر بعد رعایت منوع ہو میں قریہ قدر یونانی باہر ہونہ سب سب سلطان کو قطع قدرت میں بالکل بے بس ہو گا اور سلطان کا خون بڑی بڑی ریگا جس کو خاندان میں تہذیبی کا دہارا اٹھ سے جانا ہی ہو کہ ان کو چندان ناگوار نہ ہو گا۔ آپ یہ کہنا کہ کہ دول نظام کی نسبت

بلکہ کبھی کسی ایسا ملک کا دورہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اور نتیجتاً اسے بہت فائدہ بھی ہو گا۔ اور سب سے زیادہ یہی کہ یہ تہذیبات خود بخود ہنگو اور دیکھنا ہے کہ روس کی تعلقات کو کس نگاہ سے دیکھو گا۔ وہ جو بڑی مانتا ہو کہ ترک سپاہی جو بیچور سنی کے اندر مومن سیکندری سے کم نہیں غرض نہیں کہ یہ بہترین کہ قریب مومن کا دارون شاہ رہی ہو چکیا ہے۔ اگر کچھ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جہاں میں اس بہت زیادہ متعلقہ ہے جو ایک لوگ بھیجے ہوئے تھے مگر خواہ کچھ ہی دیر میں غلطی کا نام نہیں کہ موجودہ شاہ جہاں میں سلطان کا بڑا دوست ہو۔ اس کی گھٹا اور خاص کا اعلان سے تاریخ خوش نشینی سے ایک سال و مختلف پیرایوں میں کیا ہے۔

جامع العلوم مراد آباد کو کہتے ہیں۔ ان کی زبان کی ترکوں نے ملک نام کر ہی دی۔ اور اگر عبدالمعین کو زیادہ خواہش ہوگی تو وہ کسی بھی زبان میں اپنی کتابیں لکھتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں یہ عالمی نگاہ ہے۔

اب یہاں شائع ہوئے شیعہ شریعہ پر مبنی اللہ کے موجودہ خدیوہ کو جو سلطان کی غلطی کے طرے نو ماہ دار اور بعد میں تخت کو اتار دیا جائے اور کوئی اور کتبہ ملی معربہ ایسیج پر کھد جاوے پچانچہ پیرس کے کتابت کو کچھ ہی سی راک الپنے کے شریعے میں شاید خود غرض ہو کہ کچھ بھیجے ہیں کہ سابقہ کوئی ایک کیلئے موجودہ خدیوہ کے ساتھ بھی ملے گا کہ کرنا آسان بات ہو لیکن وہ بات دو تھی اور اب عالمہ کو گن ہے تو ملی نے خود سلطان کو توبائی کے نام نہان کو کہتے ہیں اس لیے جب ہنگو زون نے ان کی کوشش کی تو سلطان نے غامضی سے اس کام کو یکے بعد دیگرے جلا اس نام نہان انگریزوں کی جانب کوئی ہنگامی بھی تھی بلکہ ان کو فضل اور خلعت کو نیک سبب بنی پرستی خیال کیا گیا تھا مگر صورت دوسری ہے کہ خدیوہ سلطان کے خیر خواہ ہیں۔ اور سلطان انگریزوں کی دوستی کا پورا ذوق نہ کچھ چکے ہیں۔ اب اگر کوئی سلطنت خدیوہ سے ملے لائے گی تو سلطان انگریزوں میں گئے بلکہ گمان کو زیادہ دست کرے پر آگاہی ظاہر کریں گے۔

علاوہ ان میں روس جو پیشہ بریش اتار کر معزین کہ ہونا چاہتا ہے اس وقت سلطان کا مددگار ہے۔ وہ بھی اس خود کو شہنشاہ شہر کرے گا۔ دوسری تو ہے اگر بڑی ملک طبع سے نفع لیا جا رہی ہے۔ غرض یہاں شاید وہ دونوں کا نقصان دیکھ کر کچھ فائدہ پزیر ہلائے لیکن ان دونوں کا جانی دشمن جرمنی سلطان سے متعلق ہے۔ وہ خود فرانس کی سرحد پر شہنشاہیت ہمہ پہنچا رہا ہے۔

پھر اگر اس سوال کا مساجد کمال میں ہی چھڑ جائیگا پورا احتمال ہے بریش گزشتہ کو مدد میں کچھوں کی مہلت دی جائیگا۔ اور اگر مشرق پسیدہ کی پہنچ گئی تو ٹوٹا نسل میں کر دیا جائیگا۔ زبردست ہو جائیگا۔

انگریزوں کو ہنگو زمین مشغول پاکر ممکن ہو کہ روس ہمارے شہرمانتری سرحد سے سرکار اور ہمارے دوست ایرکال جن کو وہ چاہتا ہے پورے ہنگامی پیرا کے ناقص کیا جا رہا ہے خیال ہو کہ اسے کہ اسلامی حیثیت کو کام نہ کر کہ کام نہ دین جس توبائی کے لئے ان کو مجبور رکھ رہے۔

امیر ضرور رہا ہے دوست ہیں۔ وہ بہت ہی بڑے موجودہ صدی کو زیادہ نام میں لیکن اس کو ساتھ ہی وہ ایک کوسلطان بھی ہیں جب تک ہمالیائی میانہ میں کام لہرے گا۔ وہ ضرور ہماری سرکار کا ساتھ دیں گے لیکن ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ شخص جو ہم کا حامی ہو فیصلہ کھٹ واکرین کہ کھلائے ہلاک میں کیا ہو کہ وہ حق سلطان کو زبردستی نہیں بھی انگریزوں کا مددگار رہے سلطان کی حمایت ہر ملک میں

کے ساتھ بشرط یہی لازمی قرار دیا جائے کہ وہ لو اور پرتگیزیہ کے بندہ کا جو من بڑا ہندوئی کی فوجوں کو اپنے سامان و فوہ حاکم بھیجا جائیگا۔
 ملایا کا نامزد کیا قسطنطنیہ سے کہتا ہے کہ صرف اسے دول باغیالی کی طرف سے اسباب و برصول پہنچا دیے کیے سطح تیار نہ ہو اور ان کو کبھی اسے
 نہ ملے کہ سلطان کی فطری ہی جلدی اور ہر کو اس طور پر چنگا جو جہالت کو کہنے سے آنسان میں مگر (بقول) نہ ملے نہ کہو۔ سلطان کی فطرت نے یہ خیال
 کر لیا کہ اپنی مسلمان رعایا کی خواہشات کا امتداد بنا کر اسے کی جہالت اور روپ کر نہ بنانا کی پر۔ اند کہ یہ زمین اور ان کی سلاشی اور اس پیش کش کیے
 کہ خطہ ہوگا۔

[illegible]

خیر تعصب تو عیسائین کی سابقہ کارروائیوں کو غفلت کرکھو سے کسی قدر قابل و گذر بھی سمجھا جاسکتا ہو لیکن سلطان خلیفہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر دینے پر تیار نہ ہونے کا رد اور انکو بخیر الہی سفاہت و دانائی کا ثبوت دیکھتے ہیں۔ یہ پیشکش دوست ہرکے خلیفہ وقت پر جو یہ سلام کی جاوے جو شہادت کو طاقین ملد و آمد نہ کرنا آدمی اسے گہرے ساتھ میں بھی نہ اڑاؤں نہیں نہ پانچاچہ کہ جو سلطان اپنی مسلمان رعایا کو ملوں اور جن جنات پر پورا پورا اقتدار حاصل کرے گویا قومی سلطان کو تمام نہیں پہنچتا جیسا کہ اس وقت تک ملوں کا جو یہ عہد ہے۔ ایک ایسا جو سلطان کی نسبت جو طرح کی مشکلات میں گرفتار نہ ہو نیکی کا موجود ہو نیکی اسات غیر انشان ملطعون کو بغض ہو و ہر جملے خود و چون بے سامان کی حکومت کو مانکر نہ رہی ہے جسوں کو دستانہ ہمارا اپنی حکومت قدس پر ہے وہی کوئی پیش خیال نہ دیتا ہو اسکا کہ

جو ہرگز وہ دنیا سے نشیدہ نہیں مگر اسی ترک سکا ری حاکم و جس کی نسبت ملایک کہتا ہے کہ وہ نری کیطرت امیل میں اس مسئلہ پر
نہایت متانت و محنت کے لیے مستغیرین کو کافی جواب دیدیا ہے۔ ریوڑ نے اس مسئلہ کی شعلہ کی ہے اور وہ سبیل ہے۔

وہ باب عالی کے مطالبات کو نظر نہایت وسعت و دیکھنا پائیشیا و حربا دن کو ہرگز سے دیکھا گیا تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ اگر
ان سے بڑھ کر کوئی نرم شرط پیش نہیں کر سکتی یہ نظر رکھنا ضروری ہے کہ یونان آزاد بادشاہت ہو کر وقت و سیکر اب ملک سرحد پر ہونے
کی سلسلہ زانی اور کل حکمرانانہ بین یونانی معاہدہ کی نفوذ پکیزہ مردوشی کی وجہ سے ٹکری کر لینے کا لیت حدیرہ کا متعلق منہ بنا رہا ہے جنگ
سو پہلے یونان نے جو روئے پیش کیا اسے سخت ملامت پہنچی تھی۔ اور بعد عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ قطع حدیرہ ملک سے کیٹے لڑائی کا معنی
تھا۔ یہ دعوات اس کے ٹکری کی پائیس کی نئی وقت تک لڑائی سے پتہ چلنے کی ہی بنا و جب یونان کی شرائط و نگرانی کے لئے ملان جنگ
کرنا پڑا تو یہ صورت پیش پائی نہ خواص و حقوق کی مخالفت کر لینے کی لگائی تھا جنگ سے پہلے جو جنگ یا دشاہت شہر کی گئی تھی اس میں اس معاہدہ
یہ تبادلی تھا کہ یونان کی فتح کر لیا کہ یونان میں بین ملک محض سطحانی حقوق کی نگہداشت کر لینے کا باب عالی جنگ کرنے لگے یہ یادداشت کر
کے اس عقد کو یورپ میں اخبارات اور انھما نامات و تذکرات حدیرہ ملک میں کرین گے جن کے ادھار نے پرادن کو مجبور کر دیا تھا یہ
دستہ کر اگر یونان شہر میں اپنی اولاد واپس ملا رہتا تو کوئی شرط عتا نہ پڑی تھی کہ ساتھ لڑائی سے عذر نہ تھی اور کوئی معاہدہ ملک کی
کر یونان نے ایسا دیکر فرساکہ کے منتفع ہونے تک و کر لے تو زمین میں جس نگو اسے بھی پس و پیش کرتا رہا اور اسے دیکھا کہ اسکی اولاد کو کل
ہمیت ملگئی اس لئے اسے جنگ پر رضامندی ظاہر کی اس ایک ہمت کی لڑائی میں ٹکری کو جان و مال کا بہت نقصان اٹھانا پڑا اور
اگر ٹکری فیصلے کے اجماعی کا معاملہ کرتی ہو تو یہ کوئی وجہ قطع بھی ہے کہ یونان کیطرت کو کچھ ذرا قحطہ کر سکیں۔

یہ یاد کرنا چاہیے کہ سلسلہ میں یہ ملک یونان کو اس لینے اور اپنا تھا کہ وہ دولہا یورپ کی مقرر کردہ شرط کو طرہ کرے یہ
کبھی پوری نہیں کی گئی تھی پس نتیجی کا واپس لیا جانا میرہ کا کچھ کا متصور نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی تاوان جنگ و لڑائی جتنی جتنی کے متعلق
سلسلہ کے جنگ و دود میں یونان و انگریستان کی تبادلی ہو ٹکری پر حملہ آور ہوئے محض رہا تھا لڑائی کے خاتمہ پر پہلے کی شرائط کو رخصت
ہیے برلین میں دولہا یورپ کو کھرا کی کا نفر جس میں ہائی کو کھشتان و فرانس کی سفارش پر ٹکری کے حقوق بخود کو مستحق اپنے کچھ کے معاہدہ میں کرنے
کے لئے یونان کے و کچھ بھی حاضر ہوئے کی اجازت دینی تھا کہ وہ نہاد برلن کی ۱۲ ویں ذمہ میں قرار دیا گیا کہ قیام کر لینے ٹکری یونان کی سرحد کا
تصدیک کیا جاوے۔ اگر وہ دن فرین آپس میں کر سکیں تو دولہا یورپ بیکار کر اور یونان کام صوبہ تسمیری اپارس اکہ یہ بقدر مدد صوبہ مقدونیہ
کا جوئے کو تہہ سلطان کچھ بھی نہیں دیتے تھے جب یورپ دولہا یورپ کے جوئے تہہ ٹکری کے برخلاف فقر و شرف و زمین و لشکر میں کا نفر جس کے متعلق
یونان کو کچھ کا فیصلہ کیا اور اسکی سال لڑنے میں سخت و باڈو کو جو اور تہہ متعلق کر لینے باطل معاہدہ ملک مکر یونان کو دلا دیا پس
سبب لڑی شرط اور وہ ملک و لاشے جانی آئندہ کر لینے قیام میں تھا جو یونان نے قیام نہ کھنا کھشتان نے جنگ عدم دوس کے تحت یونان کو
ٹکری کے یونان جنگ کر دیا ایسا ملے جس کا جواب دینا کی بیان گناہیں نہیں اس قیام ہی بتا دیا کہ کافی ہے کہ دولہا یونان کے متعلق موضوع اب
یونان اور کھشتان سے اولیہ قیام اس کے علاوہ دوسری اہم شرط میں سے ایک یہ تھی کہ کوئی شرط یونان (باقی دوسرے صفحہ پر)

یہ سلسلہ زانی اور کل حکمرانانہ بین یونانی معاہدہ کی نفوذ پکیزہ مردوشی کی وجہ سے ٹکری کر لینے کا لیت حدیرہ کا متعلق منہ بنا رہا ہے جنگ

یہ دونوں امر بالکل سببی رہنمائی کیجھرتے ہیں۔ باب عالی دول کو مدد پر مباحثہ کرنا چاہیے تھا۔ اور یونان کو دیواریں کو مدد پر چھڑک اور زیری صلح آئینہ رویہ کی انتہائی ثبوت و کوشش و شایہ وہاں میں کسب قدرت پر بھی کرے لیکن طاعانِ سونی رعایت کا کہ میں اپنے ملک کی غرض کو مدد پر چھڑک کر فرسٹ عثمانیہ کی کسی مدد پر ملکر نا اہل ہا ممکن ہو سکے اور تہذیبی ملک کو جو مدد سے یونان کو ملے ہیں یہی رعایتیں حاصل نہیں ہیں یونان کی ایسی رعایتیں قائم نہیں تھیں جیسا کہ یونان کو اسے نہایت قابلِ خدمت سے رہا ہے۔ چنانچہ یہ سب ہتھوڑے کے ساتھ لیتے ہیں کی ہے کہ یورپ میں ہندو جس نہایت موجود ہوگی کہ وہ ٹکی کوں اس پر جس صورت بدنامہ ہو گیا اس کو غم بالعموم کر لیا ہے۔ مجبور نہ کرے گی اگر یورپ بدنامہ ہوئی ہو تو کسی کی کوشش کرے گا تو یہی حالت دشمنی کے لئے ہے جو میں ہا ممکن ہوئی نہایت مضرت ہوگی۔ ایسی نا اہلی سے تکی ہادی باقاعدہ متصل ہو جائے گی۔ اور اگر فرسٹ انٹیمیشن دن خطرناک ہو گا جو یہاں ہونے کے نام نہ ہوں سمجھیں گے۔ اور انعام کا ردول یورپ اس بار میں اپنے فیصلے کے نتیجہ کو کلام نہایت ہی سخت سے متصف ہوگی :

تاوان جنگ کے متعلق تیار کارنامہ رنگا رنگ سے سب ذیل لکھتا ہے : تاوان جنگ کو مطالبہ کی نسبت دول پر روپنا و تھیک وہ یونان کو سینڈال کے منسل اور عہدہ مسئلہ کو بھی سمجھائیے کارا وہ نہایت ہی کوشش میں کوئی قابلِ طیشاں کارروائی نہیں کر سکتی۔ سہ اس امر کی شکل مبادت دین گی کہ کوئی کر تہ کہ گھر ہو یا جائے یا مال کی کو جو خود اپنے ترغوا بہوں کو مطالبات ہی پر یورپ نہیں کر سکی۔ اور میں نہایت ہی متعجب ہونے دین گی جو اتفاقاً یونان میں کے دائرہ کی ملکیت میں۔ اگر یونان کو ایک جڑی تاوان جنگ نہ پڑتا تو بھی اس کو خوش ہوتا کہیے اچھا تاوان نظر نہیں آئے۔ یہی جیسی کی فصل بالکل برباد ہو گئی ہے تجارتی مہینوں سے بند ہے اور محمول پرش کی مافی اعلیٰ کو یہاں ہو گئی ہے۔ یہی جیسی کے ہائے دکان کو اگلی فصل نہ لگائی طر پر خزانہ کو ملوں پر گزارا کر دینی چھے گی۔ اگر دول یورپ یونان کی ملکی حالت کا م کو نہ کیا فیصلہ کریں تو کو جو یورپ یونان کو سخت ناگوار ہو گا۔ اور اگر بعد یونان کیلئے بہت ہتھوڑا گا۔

اس کو متعلق انوار کو جو مرض سلطانِ اظہر کو تحریک کر رہی ہے کہ یونانی سینڈ مال پر یورپ میں یونانی تیار کی جانے کی باطنی تیار کیے گا کیونکہ صورت ہی طریق سے تاوان جنگ کی ادائے گی ممکن ہو سکے گی۔ تاوان کا ایک شاہرہ طوطا تاوان جنگ کو بھی خرچ سے متعلق کہ کہ نہ ہر دول کے متعلق مل کر رہا ہے۔

۵۰ باغی کے نہ ملو تو اور سامانِ حرب کی بار برداری کی یا بیغض صاحبِ ریوس کے سپرین کا عہدہ لکھ فرنگ (فرنگ) ۵۰ بار برداری

بقیہ صفحہ ۱۱۰ : سلطان باغیہ کی تہذیبی کے جماعتی مذہبی دھرم کی گندہ شہت کرے گی۔ ایلدون کو کوئی تکلیف نہ پہنچانی جانے گی۔ دوسری شرط یہی کہ یونان اب حالی کوئی ترغیب کا جزو اور نسبت سے ہوا کرے جو نسبت کو صعبہ جیسی کی آمدنی کو کل ہا ممکن ہو سکے۔ آخری سے ہے۔ اگلی تیس یونان کو کھڑے ہوئی کہ کھڑے ہو سکیں۔ یہ تیس یونان کی صلاح ہادی سے قطعاً چھوڑنا۔ سلی من رہ گئی۔ باقی کو فرسٹ اور سیالی ملان کو دستِ تعلیم سے نجات کر عورت کو کھلے اور قومی خوشی کی بابت باجو در در مطالبات کو اب ایک ایک جھلک سے تیار کرے۔ فرسٹ اور سیالی کو لاد کر لیا گیا۔ ہا ممکن اور ذرا رقم تاکتین لگائیے کہ ہندو یونان کو ادا کر دے۔ یہی جو جھلک سلی پر یورپ میں تجارت غیر میں کہ سلمان ہا برین جی تھا پتے وطن کو کہ وہیں ہا ہا ہا پتے ملک پر صرف و فائز ہو رہے ہیں ۔

میدان کی طرف بڑے چلا جاتے تھے کہ وہاں دو میدانی توپوں کی پانچ باتریاں دربار سے یکسر چند ہزار فوج میں اس مقابل کی فوج کی طرف
طرف میدانی کو وہی توپوں کی پانچ باتریاں دس بیس بیس ایک ہزار بیس بیس ایک اور ایک ہزار بیس بیس ایک اور ایک ہزار بیس بیس ایک
اس طرف متعین تھی۔ پھر ہزار پیدل ڈھکوس کے بائیں طرف پہاڑ کے ایک نمایاں بڑھان پر بطور ملک کر گئے۔ یونانی اور فوج کو
ادھنی میٹر (پانچ قطر) کی کپ توپوں سے بھی جن میں کراک پائے تھے۔ پر جو شہر سے اور دوسری ڈھکوس کی گولی
جانب ایک بلند پہاڑی بڑھان پر بھی اتھوڑتی تھی۔ تو جن کزن کا ٹھوڑا لوس کے زیر کمان تھیں کل یونانی فوج ۵۰ لاکھ چالیس ہزار
ہزار کے درمیان تھی۔ پانچ سو لاکھ اسی میں شمال میں جو ترکی فوج یونانی فوج کے مقابل تھی اس کی تعداد پچاس
ہزار سے کم تھی۔ یہ فوج جو میدان کے مقابل تھی وہ تین غائب ۵۰ لاکھ تھی۔ اس کا لڑا کی نسبت میں چھٹا دیکھتے ہیں بلکہ صرف فوج
سے اس کا تپاس کر دگا۔

نویسٹھ کے کچھ حصہ صوبہ کی سپر سٹال کی شاہ راہ کے برابر سے اٹکے بڑھتے دکھائی دی۔ اس وقت ایک فوج سلسلہ کوہ ماہی
کی چٹائی پر نمودار ہوئی۔ اور یونانی جو کیمون پر جو سامنے کو ٹیلین پھیر کر شکاری شروع کی۔ اور پھر بھی جوں جوں شروع ہو گیا۔ جزل آباد
میکاس سیرو کا اور چول کرکس میں لکنا کی پڑھے کوہ خاص دیاری کی باتریاں جب تک کہ ترکی سپاہ نے شام لڑا نا اوسے فرسٹ
لی شاہ ان پٹنگ بڑے گاؤں اور میدان میں پھر کچھ صفوں جنگ لڑتے تھے۔ بلکہ گرد بائی کرتی تھیں۔ ڈھکوس کی فوجوں سے دھپ کی شکاری
میں بڑھتا رہتا تھا ہی وغیرہ معلوم ہوتا تھا۔ پانچ سو لاکھ کی دو میل تک شکر پر دوڑتے تھے اور ہزار فوج کی طرف ہر کوہ کوہ خاص
دیاری کے پھر کچھ صفوں جنگ لڑتے تھے۔ بلکہ گرد بائی کرتی تھیں۔ ڈھکوس کی فوجوں سے دھپ کی شکاری
کو کچھ جس طرح کی ہی وہاں کھاتے نظر آئے تھے۔ اور یہ کچھ طرف ہائی مقدور پیش کے شری کی جانب میں گئی۔ دو ترکی باتریاں شکر
کو شری میں ایک پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں
کی گولیں زانی باری کپ توپوں کے ہی کا اور ڈھکوس کے پانچ آتشباری شری کی اور شری کا قاصد جلدی معلوم کرنے پر ترکوں کی نقل
حرکت میں جو ایسی زمین کی جاری تھی کہ گولیاں میدان جنگ میں نہ پڑیں تو اس کا عملی پر یہ ہے کہ یہ کچھ کچھ کی ڈالری مگر ترکوں نے اپنی
تریب کو دھپ کی شکل ڈھکوس سے پر راکر کیا۔ اس تھا ایک بڑھان یونانی نے بھی جو میدان کی طرف جانے والی پانچ شکر کے پر ایک
بیتا دھپ کی پہاڑی پر نصب تھی۔ ترکی فوج کی ٹیلے درسی سامہ کر لی۔ اور ترکی باتریوں پر پھٹو کے کرکس کے کرکس کے کرکس کے کرکس کے
ڈھکوس میں اور پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں
شیخ ہوتے ہیں (میں) یہ تھے۔ اور ہنر نہ بھی نہ ٹیلے سے گولیاں پھٹاں۔ شری میں اور پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں
سے اور ہنر نہ بھی نہ ٹیلے سے گولیاں پھٹاں۔ شری میں اور پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں پر پھٹو کے کرکس میں
ہوئی تھیں۔ یونانی توپوں کی نسبت یہ حصہ تھی جس سے ترکی فوج پیدل اور باتریوں میں فوج کی تباہی پر بارگاہی تعلقہ والی
کپ توپ ایک پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں پھٹو کے کرکس میں

ترکی با تری من جو شرک کے دشمن طرف متعلق سان دونوں کو ان کے بہت نقصان پہنچا یا کہ یوں کہ دو تو کی تو یوں کہ چھوڑ دے کے لئے خاموش ہو گئی تھیں۔

چار بجے کے قریب ترک سواروں کی شرک پر طوار مجھے اور وہی کی رفتار سے روانی ہو چکے تھے کہ کیٹن جھک گئے اور بہت ترک میرے سر سے ٹکرائے پشیدہ کی شرک والے جیل کے دونوں جانوں کی دو ترکی با تریوں نے میدان میں گرہ کرنا کی طلب کی کہ چون کہ تریوں کی شرک کی اور اسی لحاظ سے پیدل کی صفیں چلتی ہوئے تھیں کہ سانسے غریب کیٹن گرہ کرنا نہایت عجب صورت ملا اور نظام سے پہلے کین اور گول وشی چمکے کہ نکل میں جو کہ چون والا تریو سپاہیوں کو ڈیرہ سوا طالبین و پیشروں پر دھاوا کیا جس کے وقت طالبین اپنے گری بالائی کے تیرکمان تھوڑے دھیر سے پہلے حاکم تیرکمان کے امدادی لشکر کے معیار پر گئے کہ چون تیری سپاہیوں پر دھاوا کیا تھا۔ اسی حکم پر میں سمجھتی کہ پانی کو کمان ملی اور طالبین مجاہدین کو انہوں نے سپاہیوں کی مارا کہ یہ اور چون میں جانیگا جو ایک یونانی ہائی کے سامنے ہے حکم ملا اور انہوں نے فوج پر نہایت سخت آتشباری کی کہ گزرتے ہی نہایت تیزی اور تیزی یونانیوں کی آگے بڑھ آئی تھیں با تریوں کی مسلسل صف شکن گولہ باری ترکوں کی نہایت قدم پشیدہ کی شرک کی اس وقت یہ تو فی مشکل اٹھنا کہ آیا ترکوں کی جو افراد نہایت تیزی کی تیرکمان کی جاتے جن کی صفوں کو تو پون کے پیشروں کے اور رشتہ داروں کی مسلسل با تریوں پر وقت پریشان کر رہی تھیں۔ تو فی اور آقا میں سپاہیوں کی تعداد اور بے نظیر نشانہ باری کی تیرکمان کی پہاڑی کیٹن جس کی سطح ڈھلار کے درختوں سے ڈھکی ہوئی تھی ہے۔ اونکا ارادہ ہو کہ لیکن حکم کرنا معلوم ہوتا تھا کہ آقا میں سپاہیوں کی با تریوں اور گولہ نئے اور قدم لگاتے رہے اور وہ تریوں جانیگا کہ تیرکمان کو ۱۰-۱۵۔ طالبین سپاہیوں میں سے دس تیرکمان اور ساتھی ہوئے جو زمین میں انکا ٹکڑا سپرانی بھی تھا اس لڑائی میں سب کو زیادہ بہادری اظاہرین پانچ کی تیرکمان خوش عورت اور دکھائی جو گرجے کا پٹے بنو ہوئے اپنے جو جرم وطنوں کی مارا کہ تیرکمان کی گھسان میں پہرہ کی ہی اور لڑائی اور اہمیت دونوں متعون پر طرح سے محفوظ و مہزون رکھ کر بلوئے تریوں کے ہوا رہا۔ جب تک ان کو بندہ ترنہ کے چوٹی تھی شفا شا میں نہ پہنچا دیا۔

لڑائی کا ناک موافق یہ تیرکمان پہنچے تھا اس وقت یونانی سواروں کا ایک سہ ہزار شرک سپاہیوں کیٹن پہنچے سے آخر کار وہ ترکی فوج پیدل پر چمکے لگے کہ گزرتے ہی چمک پڑا گیا۔ ساتھ چاہتے ہی ترکی فوج میں وہ گولہ باری کیٹن بجانب سپرہ پہنچتی ہوئی دکھائی دے دو با تریوں ان کے ساتھ تھیں۔ اور اس کے بعد جلد ہی میدان جنگ دو میل تک فوفا فوفا لڑائی کرنے والا سپاہیوں اور ان کے لکھن سے بھر گیا۔ ترکی تیرکمان اس پرست حاکم کے ساتھ ہی فاسن یاری کی دو با تریوں نے نہ تریوں نے لڑائی کو شروع کیا تیرکمان میں پراگہ برسانی شروع کر دی اور ان کی آواز تمام چوٹی مشتعل ہو گئی۔ پشیدہ تو پون کو گولہ نئے چمکے جالیوں میں انکے گولہ اور فوج چمکے کہ تیرکمان جو تیرکمان نے یونانی تیرکمان کو پس ہٹا کر دیر چاس یونانیوں کو تیرکمان کے خیمہ یا تھیلے پہنچے تھے جوں کے کس کس تیرکمان نے بڑی بے قراری کے ساتھ ان کی طلب کی تین ہزار لکھی سپاہی اور دو با تریوں کو ہی تو پون کی اور کی حد پہنچ گئیں۔ دینے لڑائی میں تیرکمان نے تیرکمان سے عام دھاوا لایا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈو کو توں کو بھی یونانی مقدسہ لکھن پر مارا گیا تھا تیرکمان

جنرل احمد علی پاشا کو نہ جہل و ملوی کا بیڑہ بوجھتا کہ عظیم سواروں کی کمانداری کو ایک بیڑہ جو مردہ مسلح و معطل ہو رہا ہے۔ بہمن
 کھا ہے کہ غلط فہمی کرتی ولی جیسے گڑی ہوتا ہے کچ کی طوائف کی نسبت بہت پرہیز کرتے ہیں مگر گھڑتو اور غنائی پاشا کی پہاڑی سے دشمنوں
 نے یہ رنگ بند تو قیمن چاہتین۔ اور تو پکے سخت گولہ رسائے لیکن خدا اور رسول کی اعانت و اقبال سلطان سے ترکی فوج و عظیم ہتھیار
 ظاہر کیا۔ اس لوگوں میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا کہ تھپتھپ کے تیرے و سرینامی کہیت ہو جائے تھے۔ ایک لاکھ بیڑوں ملک کیلئے بھیجی
 گئی تھی۔ پاس کیو پر سے جو لوگ چاند اور بیاہ فوج آئی تھی نہ کون نے ان کو مار پٹا یا کچا دین بھی ایک لاکھ لڑائی ہوئی سا ہے۔ سا
 تھ شام کے لڑائی ختم ہوئے پھر یقیناً انہیں اپنے لشکر کا زمین چل گئے۔ اور لڑائی کا نتیجہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ غائب دشمن کل صبح پیران
 میں آئیں گے۔ لیکن تینوں لڑائیوں میں ترکی سپاہ کو نقصان کا حال ہندو مرد عام نہیں ہوا۔ تو جس سے وہ اسی کو تین ہجڑوں کو جو مرد کیا
 اسکا خون ہم تعادیر لگے۔ ورنہ دشمنوں کی سخت لڑائیوں کے بعد دشمنوں نے پہاڑی مورچے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے چھوڑ دیئے تھے۔ فوج
 پر بھی نہیں گئے اور خزاں پھیل گئی۔

یہ لڑائی جہازات اور کشتیوں کے کس پر جو پر تو یہاں سے بھی نہ شمال واقع ہے مگر باری کی مگر ترکی تو یوں کے کو ٹھیک
 کون نے فوراً اس کو بھیجے ہٹا دیا۔

یہ لڑائی بیڑوں و دھانی جہاز و سرور جان جزیرہ مٹی دوس کی متصل کرتا کہ تباہ و تباہ
مصری جہاز کی گرفتاری
 کی مادی اور دیکھنی کی ملکیت ہو۔ اور مصری گورنرٹ ڈاؤن کو جزیرہ تھا۔ اس کو جزیرہ
 ترکی کے جزیرہ سال کے قریب خدو بوجھا گیا۔ کس سے فوج اور گرام بھیجے کیلئے کہ لڑا تھا۔ ابھی کلاس سوال کا تفسیر نہیں ہوا کہ
 کیا یونانی ایسے جہاز کو قیامت جنگ کے پہلے تھیں۔ اسکا یہ ایک تاجہ خیر ہے کہ یہ اس گرفتاری سے سخت باز و خند ہیں۔ یہ ان کو نہ سہا
 کہ اس جہاز کو کھڑے۔ ورنہ یہ یونانیوں کی تیرہ لڑائی اور بادی موجود مصر کے حق میں شاید اچھا نتیجہ نہ نکلے۔ یونانی بیڑہ نے جہاز کو
 بحر ہست بندر لایا۔ یہ کو مسجد یا جہان مصری تیرہ غلامین ڈال دیئے گئے۔ لٹائے کا نامہ نگار مرہٹوں کو تھا کہ ہست تارو تباہ کنندہ جزیرہ
 تھاس میں اپنے حقوق کے نفاذ کیلئے جن کا ان کو دوسرے جزیرہ کو پر ایک سو پانی و سامان جنگ مراد دیا تھا۔ مصری گورنرٹ
 کو اس کیلئے معاملہ کی اس وقت اطلاع ہوئی جب کہ مرہٹوں کو خبر دیے جہاز کی گرفتاری کا کونسل میں ذکر کیا۔ جزیرہ تھاسوس محمد علی پاشا
 بانی خلیفہ مصر کو یہ ملکیت تھا۔ اس نے ان کی آمدنی جزیرہ کو اپنے لشکر کے مفاد کو لیے وقت کر دی۔ مصری مورخان جب یہ وقت ذکر کر کے
 ان میں ہوسے ہیں وہ اس گھم کی آمدنی دوسرے کاموں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ پاشا سے اس کو تڑپا نہیں کرتے اور نہ ہی دے دے دے
 خانات وقت بتاتے ہیں۔ بقول نامہ نگار کہ اس معاملہ کا نتیجہ جدید کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔ کیونکہ سلطان کا نظم ماراض ہو جائے گا
 کو خبر دے دے انکی طرف سے فوجی مداخلت کا اقدام کیا ہے۔ علاوہ بین حدی کو مالکان جہاز کو بھی معطل کر دیا۔ چنانچہ اس معاملہ میں
 ایک یونانی کا بھی کچھ تعلق ہے جس کے ساتھ خبردار اور دلاور کیلئے میں نامہ نگار ذکر کی تحریر کی گئی کہ اس وقت تیرہ گھنٹے کے نامہ نگار
 میں لیکن اس میں مصری انجرائٹ کی خاموشی اور نہ ہی عظیم کے حکم نامہ دے دے جو نتیجہ نکالا جائے گا۔ وہ اس حدیث کی قیامت

سلطان کوئی پرہیز وادبھی کیلئے بغیر سپاہیوں کو اس شدید زخم پہنچو تھے کہ جس کے ذریعہ حرکت کرنے پر ان کو درد وچمن کر دیتا تھا اور جس شخص سے بے اختیار اس کے ساتھ یہ کلمہ نکلتا تھا اسے قہراً ہر دم کہہ کر ان غریب عیبت زدگان کو کھانا دلا دیا کہ ان کا دماغ بخار ہو کر بے ہوش ہو کر رہتا تھا۔

میں ان کو تو خبر پہنچی تو چنانچہ قابل ترمیم ہتھامٹ اور غریبوں کی شہادت دینے میں تین دن رہ سکا۔ اس کو یونانی مورچوں پر دو میل کے فاصلہ کو گزرا باری کوئی پڑی اور شیب سے یونانی باتریوں پر جو بندی پشیمں حملہ کرنے میں اور کھارکے اور شکل لاقح قہر میں ان کی نقل حرکت کو عجوبہ معلوم کر سکتا تھا۔ بایں ہر ترکی توپ خانہ کو صرف دو آدمی شہید اور سات چرت ہوئے مگر ترکی فوج میدان کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ مجرمید ان جنگ کا ایک حصہ ہے کہ دیکھا آغائی ہوا۔ تو مرستا و زخمی بالاتیر ایک ہی جہیز میں پڑے تھے۔ زخمی سپاہی کے پہلو پر پہلو جس کی وہیں مرہم پٹی کجا رہی تھی دوسرے کی لاش پانی جاتی تھی جس کا جسم گولہ نے ٹکڑے کر کے اڑا دیا ہوا تھا۔

جس ترکی دستہ نے غنیمت کے قلب پر حملہ کیا تھا اور اس کی دلاوی بہت ہی قابل تشریف ہوئے کل دوران جنگ بہت باری پھیلی تھی اور باقی کی زمین ان پائرا لیکر ان غنیمت کے کمی نہایت ہی محفوظ طور پر ان کو جان غنیمت اور میں نسبتاً زیادہ تھے۔ چونکہ کلین فتح کر کے خاص ترسیل حاصل کیا۔

پندرہ ہزار ترکوں نے اس کی جھکا جھکا ہونے کا تعجب کیا۔ یونانی سپہ سالار اس ہزار فوج دورہ کر کے اسے حفاظت کرنے پھر کر باقی فوج کا قیام کر بٹھا لیا تھا اس دورہ پر رشتہ عورت ایک غریب میں گزرا باری ہوئی رہی اس وقت تک کہ یونانی اپنے مورچوں پر تھامنے سے بھر معہ ہوتے ہی اس کی فوج سے تڑا تا کہ اور جو لایہ اور تو رکھ کے دریاں میں شعلے ترک بھی تعجب کیا کہ ان کے بڑے پلانے (اور ان کو جو رکھ لڑائی شروع ہو گئی۔ ترکی رسالہ غنیمت کا عقب روکنے کے ارادہ سے ان کو پہلو سے گزری گئے۔ یونانی دینر شہزادہ گزرا باری کرتے رہے جس سے اکثر ترک سوار مار گئے۔ لیکن موراد کی اس مردانہ حرکت سے یونانی کیلئے کوئی راہ قرار نہ ہو گیا تھا کہ اتنے میں ان سے جنگ کا حکم ہو چکا تھا۔ موراد کی فوج ہو گئی۔ یونانی اس کی لایہ کو ہٹ گئے اور ترک دورہ فوراً چھوڑ کر تیرم سر سے بھی ہو گئے۔ ریلو کاغذ کا نامہ نکلا اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ ترک ناچین یونانیوں کو وہ فوراً سے بھاگا اور ان کو عقب پر فوجا جو بار بھاگی جا رہی تھی پوری سرگرمی سے تعجب کیلئے جا رہے تھے کہ یونانی سپہ سالار کا قاصد ان سے جنگ کی وجہ بتا دیا کہ آپ یونانی سبٹ لڑنے سے بھاگا کو نورٹا ٹرسل آدمی پاشا کے پاس جو ڈر تو جس قہر تھے رواد کو دلا اور جواب اتنے تک دونوں فوجوں نے لڑائی کو ملتوی کر دیا پس تعجب میں ترکوں نے ساتھ یونانی گرفتار کر لیا۔ شورش و صحت کا جڑ بھول ہوئے پر باقاعدہ جہاز دیا گیا اور یونانی فوج لایہ کو ہٹ گئی اور دیکھنے کے اور کہ مسافات لایہ سے نکلوا اور تھوڑے پانی میں قہر قہر کیا کہ اس کا نامہ لکھ کر اور تھوڑے پانی میں قہر قہر کیا۔

مردم کا نامہ جنگ کے دھوکے کے بعد مندرجہ ذیل نامہ یونانی محبوں کی نگاہوں سے لکھا گیا ہے۔ یہ وہی ہیڈ ریل اور سال کرتا ہے۔ کہ وہ اتھوڑے کے درون پر ہٹ آئے کہ بعد دیکھ دیکھ کر ان کی فوج نے پرانی سرحد کے ان طرف پھر سے لاسیہ کو راستہ جاتا تھا

جواز تھا کہ ہم نے جنگ عظیم کو رک لیا ہے وہ پورا نہیں ہوگا شرائط صلح پر ضرورت ہے کہ صرف مباحثہ ہوگا۔ اور کسی دیرین کو اندیشہ ہے کہ
 کہیں اس طویل جنگ سے باطل کی توقع تان اور آخری فیصلہ کی تعلیمی ملاحظہ میں مولیٰ ہو رہی ہو کہ اتفاقاً قبضہ پر وہ نہر جانے کی یہ ناکامی
 سے دل و غلام میں ہی ایک کی کوئی نہ کوئی ذاتی غرض و اہمیت ہوگی۔ ہفتہ رواں کے شروع میں پریشانی نے پہلی دیدی کہ اگر یونان سے
 یہ وعدہ نہ لیا جاوے کہ وہ دولتی پیشکشہ شرائط کو بلا تامل تسلیم کر لے گا تو یمن اتفاق سے باطل ہو جائے گا۔ اگر کارٹر کی کوتاہی جنگ کو اور اچھٹا کر
 طاقتوں نے اس سے اس شرط پر اصرار نہ کرنے پر ممانعت کر لیا۔ دو تین دن بعد انگلستان کے اگلے کہ اگر ٹرکی کو تادان جنگ کو اور اچھٹا کر
 تعلیمی کے کسی حقیقی نتیجہ دلا گیا تو ہم اتفاق سے صلح ہو جائیں گے۔ اگر انگلستان اس پر گزرتا تو یمن اتفاق سے صلح ہو جائے گا۔ اگر کارٹر کی کوتاہی جنگ کو اور اچھٹا کر
 ہو جائے۔ اخبار ڈوی کی اسٹیکل تو نہ تو لاؤ سائبر کی کوئی شہرہ سے رہا ہے۔ یہ ڈیڑھ ایک پر ایک ہے کہ اگر موجودہ حالت تمام
 رہی تو یونان جلدی روس یا جرمنی کے اختیار میں ہو جائے گا۔ اور ہر دو صورتوں میں انگلستان کا اثر بہت کم اور دشمنی اور پ ہے
 باطل ہو جائے گا۔ اس لیے یہ ہے کہ انگلستان اتفاق سے صلح ہو کر باطل ہو جائے۔ اور اپنی خواہش کی مخالفت کر
 من مانتی کا ردوائی کو لے سہین وہ باطل تینوں تیسروں کا محض غلام ہے۔ اگر لاٹو موصوت پنجویں چوتھوں کی یہ غلامی ہی کئی
 سہیتوں اور خطوں کو روکے ہوئے ہے۔ (ایم بی۔)

اس مسئلہ کی اور دوسری وجہ بھی کچھ مغایرت ہی پیدا ہوئی کہ آثار ظاہر ہو گئے ہیں لیکن یہ مغایرت غائب ماضی کی
 سلطان غلام نے گزری محبت آمیز اور پرورش شایک رام والی درخواست کو پچھلے ہفتہ پڑی دھیمی سے منظر کو دیکھا تھا۔ اگر دیکھا گیا
 زیادہ تر جرمنی کی طرف سے۔ اور انہوں نے یہ کہہ کر تارک بیکار او سکنا بے دوستانہ صلاح و شہرہ کا ادا کیا ہے۔ اور نیندہ کو لیتے اس
 دوستانہ سلوک کا جاری کرنا کی درخواست کی ہے۔ سلطان غلام نے یہ کہہ کر چند پرانی جرمن توپیں بھی جو ترکوں نے ہتھیاری سلطان
 سلیمان و عظیم ویر کے بعد میں) چھینتی تھیں بعد تحفظ سال کی چھین علاقہ برین خود شرائط صلح میں اس امر موجود ہیں جن سے
 جرمنی اور روس میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔ جرمنی چاہتی ہے کہ جب تادان جنگ میں ہو جائے تو یورپ اس کی ادا سے کسی کا ذکر نہ
 اور یونان کے مسئلہ مال پر اپنی گمانی قائم کرے۔ روس کو یہ نیند نہیں کرتا۔ اس کی رعایا میں کسی نے یونان کو عرض نہیں کیا اور اس سے
 روس مجلس گمانی کا مجرم نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کی یہ دلیل قیاس ہے۔ اگر روس نے بالمشترک دوسری طاقتوں کے تادان جنگ کی اپنی
 کی ذمہ داری کی تو اس سے ہماری کا حق ہو جائے گا۔ روس کی نامہ ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ یونان کو ترقی و ترقی کے کام کو مانگ کر
 ہیں۔ اور اس کا خاصے مجلس گمانی میں اور ان کا یہ بہر حال بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اس کو مقابلہ پر تجویز نہیں کرتا۔ یہ یونان کو تادان
 جنگ کو یمن اپنے تادان جنگ میں جو شکی سے شملہ کی ادوائی کی بابت بھی یا منتی ہے۔ محسوس کر لیتا ہوں۔ اور اگر دولی یورپ
 اسے منظر کر لیں تو پھر یہ نئی مسئلہ کی گمانی کو لیتے مجلس متروکہ کرنے کی تجویز سے اختلاف نہ ہوگا۔ روسی جو یہ سلطان اپنے نیا یمن
 و درون کو پسند نہیں سلطان نقد روپہ پر اس بلا قابل جوابی کہ متفقہ دیکھتے ہیں۔ اور یونان کو یہ گمان ہے کہ وہ کسی
 تادان کی ادوائی سے بچ جائیں گے۔ علاوہ برین وہ جرمنی سے بڑھ کر مدینہ سے متفرق ہیں۔ اور روس کو روپہ اور کرنا تو دیکھ

اور عرض معروضہ کو مقررہ اگر ان بن بناؤ کے بیٹے ظاہر کر دیا گیا ہے کہ روسی پڑھ جاتا ذات (ہم آئی کو) سب اسٹپس سے رھا دھکا ہے جو دماغ با سفر س کے تریب فرما کا حکام کا منتظر رہا۔ روس کی سرکاری جماعتوں میں شہسود ہے کہ اگر سلطان اہم اور شہزادہ سلطان کہ جنہیں دول یورپ باہم اتفاق کے پیش کریں تبدیل کرنیے دیکھا ریاضہ کریں گے تو دماغ با سفر کو پھر اسود کا روسی پڑھاؤ آجائے دارڈنیکو کو پھر دم کا انگریزی پڑھ کر دیکھا۔

پس ظاہر ہے کہ اگر ترکی اور ایران کی نسبت فرض بھی کر لیا جائے کہ وہ یورپ کا کہنا مانا ہیں گے پھر بھی خود دول غلطا کے درمیان ایسے مختلف فیہ مسائل موجود ہیں جن کی وجہ سے کسی بات کا قرار پانا سبب کٹھن امر ہو گا۔ اور یقیناً میں دول کے اتفاق کی نسبت سخت متذہب رہیں گے مگر ترکوں اور ایرانیوں کا کہنا مانا لینا بھی آسان بات نہیں ہے۔ یونان کو گھومتے ہیں اور کھول کر ڈھیکا متوجہ نہیں ملا دشا یہ آجی ہے وہ ابھی تک جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اور دوسری طرف لوگوں کو یقین ہے کہ یونان کو صرف شہتی بگھار رہا ہے۔ اور ترکی واقعی اڑنے پر مستعد ہے۔ اخبارات میں کہنا ہے کہ ترکوں کے دماغ میں یہ بات خود بخود اٹھ رہی ہے کہ دوسری لڑائی ہونیوالی ہے پھلی لڑائی جس کا صرف ایک نتیجہ ثابت ہو عام توقع ہے روس کا ساتھ لڑائی ہوگی مگر ترکوں کا اپنا اختیار ہو تو وہ مصر سے کانٹو کے لینے انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنے کو ترجیح دیں گے۔ ترکی میں انگلستان و عام اور مختلف وعدات پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی کیفیت میں کسی دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ اور اگر سلطان اہم کا منصب خلافت جس کا اقتدار پرتانہ ہو گیا ہے مصر ہندوستان میں کوئی شکل برپا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ترک اس وجہ سے نایاب دھانیسے بیٹے نہیں کریں گے اور اخبار ڈی کی کرنا سکل کا نام لگا کر پیرس سے تحریر کرتا ہے کہ ایسا موقعہ مغرب ترکوں کو قیصر جو من کے محل میں وزیر اللہ ہے۔ اور کاشا و سلم مصر کو ادھکا سکا ہے مگر فرانس کے مفاد دیکھو نہیں۔ بیکار سلطان اہم کے اغراض کو مد نظر رکھ کر دیا ہے کہ انگلستان نوچیں ظاہر ترکوں کے دخل کو بیٹے ملکہ خالی کہے۔

فرانس کے دارالوکلاد میں شہنشاہ کے دن (۲۰ مئی) گورنٹ فرانس سے سوال کیا گیا تھا کہ مشرقی مسئلہ کے فیصلہ میں یورپ کے اتفاق اور فرانس کی حیثیت ہونا ایک مہر اس اتفاق کے کیا فائدہ بخش کا ردائی کی ہے۔ اسٹیٹس راکو ڈو وزیر مینٹہ خارجیہ اور اتفاق یورپ کے نوایار دارالوکلاد میں حسن کا مقررہ ای کی تعریف میں طیل لکھ کر کے بیان کیا کہ اگر اتفاق جنگ کو نہیں روک سکتا ہے اسی کی مثل ہے کہ جنگ کا ملگین نہیں ہونے پائی اور ابھی متفقہ یورپ مطلوب ذریعے میں قیامت کی تباہی کہ ترکوں کی کوشش کہ ملتے ہیں کاس قیہن ہے کہ ترکی کو جب یورپ کی متفقہ خواہش سے سابقہ پڑا تو وہ اپنے بے اندازہ مطالبوں کو ترک کر دی۔ مگر میرے اس بیان کو کہیں فتح چل کے نیالی پناؤ نہ پکٹائے تاکہ جانا ترکوں کو نئی کیطرات آبل کرنے میں بہت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ گویا بڑا مشکل کام ہے۔ اس کو بردار کرنے میں بہت وقت صرف ہو گا۔ اور یہ کہ ہے اس وقت میں پر جوشی اور جتا باری سے کسی نتیجہ خل بھی پڑ جائے۔ پس میں آپ صاحبان و مہربان دارالوکلاد سے یہی گورنٹ کی مارا کرنے کی درخواست کرتا ہوں جو دوسری طاقتوں کے ساتھ مل کر اس تمام کھڑو کا تہذیباً چاہی ہو چاہیہ اور ناک کام کو بردار کرنے میں اپنی تمام طاقت صرف کر دی ہیں۔ یہی شہنشاہ کا نام لگا

پیرس سے رطرنز ہے کہ آپ ان لوگوں کے قریب کے ان خزی الفانوسے جن کو آئندہ کو بیٹے سخت خطرات کا اندیشہ ظاہر ہوتے ہیں مساعین پر
بڑا گہرا اثر چلا گیا اور ان میں سے بعض پیدا ہو گئے اور ان کی ختم ہو گئی ہے۔ مگر شرق میں مصائب کی ہنسی بھی کھول رہی ہے۔ تین بارک
جول کا خاص نامہ کار جو تکی نوج کے پہلے تھا اس کے ماتھے سے ایک کرنا ہے کہ ترکوں نے یہ اگر انڈیل جنگی تیار کیا تو ان کا کھیل
کی زمین۔ لیکن اس وقت میں بھی جب کہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ یونانی ہرگز غلبہ نہیں کر سکتے۔ بعد میں اور تھیں میں بار برن میں بھیجی
نہے۔ سخی کے تخت کے مشین ہوا جس کے بعد بھی ملکی نے اور ساتھ ہر اسپا ہی اپنی فوج میں بڑا ویسے۔ اور آج سالوں کے لیے نو دو کوس
تک تمام ترک سپاہیوں کی رودی سے نیلگون نظر رہی ہے۔ یہی ملکی کی فوج کا ایک مسلسل دریا ہے۔ رملے جن کی تعداد جب کہ سب میدان
میں پہنچ جائے گی تین لاکھ مردان و درجوں کی ایک علاوہ دو لاکھ سپاہی بزرگوں کا ایک تیار رہے۔ یہی فوج ضرورت فی اندرون
میں پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ موصوفت کے لیے کہ یہ سب اجتماع اور تیار رہا۔ یہی جنگ کو جو بھی ملتی ہوئی ہے۔ بالکل تاریکی میں ڈاؤن ہو گیا
ان کا صرف ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔ یہی ملکی کی رودی میں پہنچا کہ شعلہ کیلئے تھیلی کو جو پڑنے کا آلہ نہیں کھتی۔ اور وہ دول روپ
کی ایک طرح پر داد دے کہ اس کی طرح کو اس کے لیے ان کو ان کی پروا نہ کرے دیکھا ہے۔ اس کی ملے میں گشتہ تیس برسوں میں اس کو زیادہ کر
حالت دروہ میں کہی پیش نہیں آئی تھی۔ اس کے ساتھ اگر سلطان کی ذاتی اس پسند تیارم میں میں موبہ ہو جائے تو تعجب نہیں۔ مگر تہمتی سے
ہر روز مسلمانوں کی روز افزوں پر جو کئی لوگوں کی دشمنی کی چرچا رہی ہے جو وہ خلیفہ کو دول کے مطالبات کا صلہ دیا۔ یہی ملکی کو قبول
کرنے سے روک کر لیا کہ وہ تین

یہاں بھگتوں کے بعض دوا اندیش جو نامہ کرنگ ٹوہنگ کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں۔ یہاں کے حالات کی تیشہ میں سلطنت
عثمانی کی غیر متوقع حیات نامہ کی وجہ سے کل اسلامی دنیا میں ایک عالم و خطرناک چوں پہلے نیک اندیش ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہی مسلمانوں کے
جو شکلات پیش آ رہی ہیں۔ اور کو اسی عام حوش کا پیش غیب جاتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کے حیرت انگیز کارنامے کے کواہ سلطان کی یہ
محض یہاں سازی ہو کر ہم دیا کہ چوٹی کی وجہ سے دول پر دہش کو پورا نہیں کر سکتے۔ اور خواہ وہ واقعی اپنی حیرت کو افغان
مشافہ کچھ نہ کر سکتے ہوں۔ یہی مسلمانوں کو روپ چاہتا ہے۔ وہ سخت مشکل اور نہایت خطرناک حیرت گیران کے حادثہ کو ان کے اندیش کے بنیاد میں
ہو سکتی ہے۔ ان کے نامہ کے متین سلام دول کا بیان ہو سلطان کی نظر کو غیب ہے کہ بعض عربین اسلامی جہالت کو یہ کھسکر۔ اس کے بعد
کہ سلطان مسلمانوں کے انوار کی شیک حفاظت نہیں کرتا۔ اسی لیے دول پر دہش کی مسئلہ اور نرم تر ان کے قبول کے لیے تین میں
خطر میں دانا نہیں پاتے۔ یہ نہ بجز دول کا وہ ہے اگر وہ درست ہو مسلمانوں کی سلطنت ختم ہونے کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔
ایک طرف ملے ان زمینوں کے اندر گشتہ دہش کو اپنے مروج سپاہیوں کو کھینچنے کے عمل میں نہ کے پہلے میں شریہ نیلگون و ختم ہو کر
کے کہ وہ زمین دہش ہونے پر تمام سپاہیوں کو گھسے۔ مگر ایک سپاہی جو بیعت کی کہ وہ نہایت بزرگ و بڑا ہے۔ اور اس کا کہہ کر دیا گیا۔ تو
خلیفہ مسلمانوں نے اس کو قریب جا کر اشارہ فرمایا۔ یہی سب ہی شریہ تھا کہ یہ مروج سپاہی نے جواب دیا۔ خلیفہ مسلمانوں کی دلائی تھا اور
خج و زعفران کے علاوہ ان کے اشارہ کیا۔ یہ تعالیٰ ہوئی باہر کچھ ان کے لیے لکھا۔ اس سپاہی نے اپنے زخمی ہاتھ دھارنے ان کو دھکا

کر رہے ہیں۔

ایک میلانی سابق وزیر اعظم اپنے اخبار پر دیامینی نجن مذکور پر انعام لگا تا جو کہ اسنے گزشتہ کو لڑائی پر مجبور کیا نہج کے نظام کو
براد کیا جنگ کو دوران میں رعایا کو سخت تکمل سے ساخت و تاراج کیا اور اس نے بقیہ سپاہیوں کے گرد و مقدر نیز میں ہرگز کو نہ
کو اعلان جنگ پر مجبور کیا اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اس کے کارندوں نے کسریٹ کو چٹ کے میدان جنگ کو پیشہ دکھائی اور
راستہ میں وہ لوٹ مار کی جس کی دشمنوں سے بھی تو فتح نہیں ہرکسی تھی یحییٰ علی کی عیبت کو ان نے براد کیا اور وہ لوگوں کی ہریت
کے ہندو کیوں سے مکر لا تیر کہ اور ہونے ہی تاراج کیا گزشتہ پر وائو والا جا رہے کہ انجن کے دفتر کو ضبط کرے۔ مگر اس میں
اس قدر ٹپسے ٹپسے قدر بھی شامل ہیں کہ گزشتہ ایہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتی۔ اس پر غیہ عند انجن میں بد معاشی ہو رہی معاش اور
مترز سے مترز شامل ہیں اس نامہ نگار کی لئے ہر کوئی تانی تربیت یافتہ سپاہی نہیں۔ اور ہمارے سینا کے مطابق اعلان کو ہرگز
سپاہی نہیں کہا جاسکتا سنا مذکور کا متفق ہوا کہ میں کہہ سے پانچ تک بد معاشی ہو نانی تو چین میں ہر کوئی ہے۔ اور انہوں کی تانی
کرسٹ سپاہیوں کا ذاتی ہتھیار کچھ نہیں کر سکتا۔ نظام کا نام نہیں کسریٹ بالکل مفقود اور کل شین کے پرزے اور جو زمین میدان
جنگ میں انہوں میں ہزاروں ہو چکے ہیں حالانکہ اسی ہزاروں نانی فوج میدان میں موجود تھی۔ ڈی ملیکیات کا نام لگا جو ہرگز کی فوج
کے ساتھ تھا۔ اپنے مہسرن کی نانی جو دیوانیوں کو ساتھ تو خیر کرتا ہے کہ جب ترکہ پندرہ سو گز کے فاصلہ پر جاتا ہے۔ تو دیوانی
اپنے مورچوں کو لکھنے لگ جاتے فوراً جب ترکہ پندرہ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ جاتے تو دیوانی اپنی معمولی فوجی مکنت علی پر کھینچ جاتا
یعنی راہ و راہ اختیار کرتے۔ اس پر ٹیڈنٹن یوز کا نام نگاریو نائیون کی بادی کی تشریف کرتا ہے۔ مگر اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکا کہ
ترکوں کو دیکھ کر اپنے مقبوضہ مورچوں کو چھوڑ کر یونٹ پیٹھ دکھا جاتے تھے۔ مگر یوز کا خاص نام لگا کہ پتہ ہے کہ گز جنگ پتہ ہے۔ اور دیوانی
تھر پر پائی کے نہایت دشوار گزار اور مورچوں میں محفوظ ہیں مگر پھر بھی بلا وہ ہر روز کوئی دکانی رعیت پر بھی چھٹکتی ہے اور انہوں
سپاہیوں سے تماشہ بھاگتے ہیں۔ دیوانی کی تہمتی سے انکو جو معاون ملے وہ اپنے سپاہیوں کو بھی بدتر کھلے۔ اعلیٰ میں ہمارے نے تو یہی
مدد کی جو دیوانیوں کو مدد نہ کرنا تو شرمناک ہے مگر جس شہر واقعہ میں داخل ہوتے تو فوراً شراب کی بوتلوں اور بیسوں کو توڑ دیتے تاکہ
کوئی مسلمان شیطاں کو غور اسے اور کہ مرنے لگا بیٹو۔ اُنکو رعایا اعلیٰ میں ہمارے اور جن کا کوئی جنگ کو دو کو میں سچا ہے جیسے
کسی شہر میں جاتے تو ادھر بھاپلا کہ شراب خوری ہوتا شراب میں کھلنے دیکھنا سا کرنے اور ترکوں کی عصمت کاٹنے ساخت و تاراج کرنے
میں اور ہونے کوئی کسراقی ملاد رکھی۔ اور لڑائی کے وقت پانچوں سر پر لکھ کر دھچک رہا جاتے۔ ان جب کوئی سفر نہ جاتا اور وہاں
آجاقیمیا ڈر کر اس میں ہزاروں ہتھیاروں کے تھکان کو دیتے۔ اتوںے جنگ پر گزشتہ دیوانی نے ان تک خیرتوں کو خیرت کو ہر جہانوں
پر شبکا کر لیا کہ وہیں جیسے جیسے کسی جامع کو بل مارا کیلئے کہا گیا وہ فوراً سر پر غاضب ہو گئی۔ اور جب تک سرکاری توکی
کو کہیں سے تقریباً آیتقدر ہلاک اور زخمی نہ ہوئے خیرتوں کو ترکوں کے ہاتھ سے ہوتے تھے۔ ہتیار کہہ کر اور جہانوں پر مٹین کا نام دیا جیت
یہ لوگ لڑائی سے تاراج ہوتے تو یہ لڑائیوں میں منویا نہ خیالات پیدا کرتے۔ انکا فہلے شہر گیری بالائی انا وہ کچھ اگلی کاٹیا

خبروں میں جاگ بھٹی ہے اور اگر ملکی کے ساتھ کوئی نا انصافی ہو گئی ہو تو اس کو ختمیہ صلے سے بھر دے اور دنیا کا پانچواں کھانا ترہین گئے
فرس کو اپنی مسلمان عیالیاں کی پرورش پر معلوم ہو گئی ہے اور اسی لیے وہ غائب ملکی کے مطالبات کا کوئی زیادہ مخالفت نہیں کر سکا۔
اسی بنا پر کہ دوسرا زمانہ گلابیوں کے شروع ہونے سے قبل تھا کہ فرس کو اس کی مخالفت کی وجہ سے دریا بدم میں غلابیوں پر
جلا کر جاتا ہو، بیڑوں، آبیروں اور دیگر کو سے عربیہ بیڑے آجیوا و اتفاق تو ملی اور آخرت مذہبی سے متاثر ہو کر جو حق درج حق اسلامی الخلفا
کے لیے کہہ رہے ہیں۔ یہ مذہبی سازشیں کچھ عرصہ کیلئے مستوی ہو گئی تھیں مگر ملکی کی فوجی طاقت ظاہر ہو جانے سے پہلے سے زیادہ
مستند سے شروع ہو گئی ہیں۔ یہ چوتھیں تذکرہ بالا ممالک پر ہی محدود نہیں بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں ہی موجود دیگر ہے اور
انہیں عملی ایسی برودین طاقتوں کی توجہ کو جو مسلمان رعایا رکھتی ہیں۔ ملکی سے جتنا کہ لیے ان مذہبی سازشوں کی گڑ
بازاری ہے۔

پرس ہمساکہ فرسی نے ظاہر کی کہ تقی علی یونان کو ہرگز نہ وہیں لائی جائے مگر اسے اہل قزوین کے تہذیب و تمدن پر بھی متوجہ
پر ملکی کے مقابلہ پر کھڑی ہر عایدان کر۔ کیونکہ ان کو ملینا ہر گاہ کہ شکست کھا جائے پر بھی ہمارا نقصان تو کچھ ہونا نہیں بلکہ بعض
انگریزی خباثتوں میں کی دوستی کو مجاہدین و چنیدہ بتاتے ہیں کہ بری کل عثمانیہ ملک کے لیے آتشا آتشا میں کرنا چاہتی ہو جس سے
ہر سوئے باہل بیکار ہو جائے گی۔ اور شہر کی یورپ اور کل ایشیا کی تجارت پر ہستی کو باقی میں چل جائے گی۔ عربیہ سالوئیکو نہایت
مکمل جہازوں کی آمدورفت کا سلسلہ قائم کرنے کی خواہش مند ہے۔ وہ یونان کو اس لیے ذیل کر رہی ہے کہ موجودہ مخالفان موزوں ہو جائے
اور وہ بری کی کسی سیاست کو ختم کر دے یونانی تخت پر بٹھائے جس میں بری کا آتش جڑے شہر کی یورپ میں اور بھی محکم ہو جائے
مگر یہ فرضی باتیں منہ اس میں کوئی خاص نہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہوتا ہے اور بقصد سے خطر پر جی ملکی کی دوستی سوہیت
کچھ فوائد حاصل ہونے کی توقع رکھتی ہو لیکن یہ امر کی بھی بحث درمیان نفاقت کو بعض خود غرضی پر مبنی جانا انسانی خرافات کا
نمونہ کرنا ہے۔

جنگ دوم یونان سے ظاہر اقتدار اور عظمت میں ترقی ہونے کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب فائدہ بھی ملکی کو پہنچا ہے
یورپ کے بعض طاقتور پیشوا متین (دیکھتے ہیں یا نہیں) سے اور بعض فکرتی رعایا عرصے سے یہ خیال رکھ رہی ہیں کہ ملکی میں
پارلیمنٹری اصول کو محکم میں داخل کیا جائے مگر اب ان لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے دہرے کے جو ملشٹن میں مفید ہو
بالطریق تمام میں مفید نہیں ہو سکتا۔ اس مہول کی اور ان کی طرف حکومتی بری تصدیق ہو کر اسے پارلیمنٹری حقن طرف سے
۵۵ برس کے قریب ہو گئے ہیں مگر وہ اس قدر متنبہ ہو کر نظر آتے ہیں کہ یہاں سے شاید ان کو اب اپنے قصہ کو کہہ رہے ہیں کہ
یونان کی طرف حکومتی امن کی روشنی ضروری ہے۔ ورنہ ملک کی کوئی مصلحت نہیں ہو سکے گی۔

فرس کا اخبار مرسومندی مائن (منشی سے ملحقہ) میں ایک ضمیمہ میں حیران کن اسلام کے تحریر کر کے دیتا ہے
کو ختم کر رہا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو اور زیادہ مہلک ہیں گے اور ان کو نہ ہتھ بڑا دے کر دین گے تو ختم کر دینا کہ مسلمان

زمین کی طاقتوں کو بر دست اور مضبوط ہے سلطان جسے کام کیا منتظر میں ساؤ کو تادی دلا نیلی ہی طاقت ہوگی بچھلے دنوں
حضرت جلالہ علیہ السلام کی مجلس منتھ کی قہمی چیرمین کل آباد دنیا کو ٹائپ سرجہ دیکھو
اس کے بعد وہ مغرورہ و خفا عالم ایشیا وغیرہ سے سلطان کے مذہبی اقتدار کی تعزیر علی کا ہند لال کو کے عیسا بانیہ الم و دول بڑھ
کو ماسٹ کرنا ہے کہ اوہ نہیں نکاس یا زام اور قیام کن دامن عالم کے دیکھ اچھا ہے کہ کی نصیحت کو قبول کرے گا بلکہ وہی میں سلطان کی
ایسی تحریک کو کریں نہ رکھ لیا اور شروع میں ہی نثر اٹھا صلح کو متفرک کے سلطان کو ان کو ماننے پر کریں نہ مجبور کیا کہ کچھ وہ اس میں جمشیت
خارج بر دستوں اپنی گفتگو کرے گا پنا سکڑا و زیادہ سلامی دنیا پڑہ چلا سکتے

(۱۷) فصل ہفتم

سرحدوں کا بہترین و ہم تنایج نہ رہی و دہشہ کی صبح کو آخری مرتبہ آریاستہ وادہ کو
میں اس آریستہ سے کراٹا بکھڑا وادہ ہوا ونگا سا ہے پانچ بجے بیمار ہوا۔ بیکین باب ہوا
اور ان چھوٹے چھوٹے مسالماٹ کو انھارم میں جو ہمیشہ میں راوگی کے وقت سزا سناتو
ہیں۔ آری دیر ہوگی کہ ہم ساڑھے نو بجے پہلے نہ وادہ ہوسکے تیار ہوسکے تو ہمارے
اسکو رک کر چار دن سوار بھی تک نہ آتے تھے جن کو روک دت بکٹیکل تلاش کے صبح کرسکا اس طرف سے اطمینان ہوا اب اپنا گھوڑا
زکھا دے الوداعی صاحب سلامت کرنا باقی رہتا تھا پیشہ اور ان کو شات ہی مارت کو نصحت جلا تھتے رہتے گھمراہ وریڈن میل
ہمیں نصحت کرنے آئے اور نہایت نچاک سوئے جھوٹے گزین اور ٹیڈوس زمین سوار الوداع کہتے آئے۔ ان انگریز نامزد گاردن سے
جو تمکی کو بے ساتھ تھوڑا کر مہار غرض طبع اور غریب انسانوں کا دستیاب ہونا آسان نہیں غیر کارین و ایک ہی قوم کے ذرا
میں ہی جلدی مروت و منہ پڑا ہوا جاکر آئے کیکیک بلا شہر جیت ہوتی ہے ہم اپنے دوستوں سے بلایا انھوں نے ہمس کے
ساتھ جلا ہوسے دیکھ کر ان دہشہ کو شات کھنڈ کچھ دہر ہمارے ساتھ جائیکا تھا۔ اوسریسے غائب وہ سوار ہو کر گئے تھوڑے گھبراواڑ
جی شہر سے نکل کر غلط ٹریک پر ہو گیا اور بنا وریٹن ہمیں نہ سکو۔

چلتی جاتے چنے دے گئے۔ ہماری جالوت پیشہ شکل تھی۔ انیس عین دھوکہ بکھل کے چار سوار اور نیلیہ کا رادہ ہوا
تھکے پر نہیں ایسا۔ ایک ادا رہی ساتھ تھا جیسے ہمارا اباب تھا بھارہ نہایت ساخو دوا اور بوسیدہ سا نظر آتا تھا اگر ساری فضا
اوس نے غیرت ملوکی جلا لگا کر زمین میں ہی جڑیں نہیں لگا سکی تھیں اور بیکل سلامت تھی یا کم دکم ہی اٹھتی

خدمت زدہ سے ملتی۔

جاکر ہٹن کے پورے منہ کے بند جس میں گرمی بہت تکلیف دہی ہم دیکھتے تھے تباہی و بربادی
واوی پیمبر کے زمانہ پر پہنچے۔ وہاں کے باشندے ہمیں پھر دیکھا کرتے خوش ہوئے۔ اور ہمارا لشکر یہ ادا کیا کہ
 ہتھیار سے درخوش کر کے ڈاکوؤں کی حفاظت کو نئے نظام فوج کا دستہ روانہ بھیج دیا۔ یہاں سے ہم ساہوکارین کو مار دے
 خوبصورت واوی میں سفر کرے۔ وہاں کے لوگ پھر ان عرصہ میں دریا پانی اس کو بہا رہا تھا ہے۔ دریا کا دھارا تھوڑی
 کے میدان کی آس پاس کے لوگوں کی جانوں کے بچھونچ واوی میں داخل ہوتا ہے یہاں بہت تیزی اور جوش کا ساتھ
 بہتا ہے۔ اور اسکی دونوں طرف پہاڑی علاقے ہیں۔ دونوں کی رون پر درختوں کی خوشنما نمایاں ہوتی ہے
 اور جگہ جگہ سرسبز مغزائیں منظر کی نگاہ کو دور کر کے اسکی دلغزی کو طرہا ہی میں۔

امیلا کی تمنا تھی کہ اگر واوی میں آبادی زیادہ نہیں ہے اس لیے اس علاقے کا سفر ہیڑا نہ رہے۔ دنیا میں اور بہتر
 کسی شہر سے غنما کا دلغریب مروجہ ہے۔ وہ واوی پیمبر کی زمین تھی جنوبی جانب کی چٹانی ٹپا
 کے زمین چوٹی کے قریب ایک چوٹی کی سطح مرتفع پر جو آسمان کی زمین کر رہی ہے۔ یہاں سے غنما دیہات کی زمین پر چڑھتا
 کر ان کو ترک فوج کی خوش اطوری کیلئے سر اطمینان۔ ہر گز یہاں نہ گزرتے۔ زمین کی سطح پر اور دلغریب شہر کو
 دیکھ کر کہ بہت آس پاس۔ وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اور بھی بہت فاصلہ طے کرنا باقی تھا جنوبی سرے کی طرف واوی پیمبر سے
 ہو گئی ہے۔ اور وہاں اس کا منظر بھی نہایت دلکش ہے۔ دریا کی چوٹی سے دریا کا نظارہ عجیب و غریب دکھائی دیتا ہے
 نشیب میں ایک جھیل بنا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف کی سال سبز مغزائیں اور غنما کے درختوں کی گھری ہوئی
 اور اس کا منظر جودہ ہوا لکھنا کی جھیلوں کی طرح درخشاں و خوشنما ہے۔ دریا کو گزرتا ہوا یہ یہ نویت رکھتا ہے کہ یہاں کا منظر
 عوام شگفتہ اور عجیب و غریب احوال و احوال پر مبنی ہے۔

ہم یہی اس کو مل پر سوار ہو کر قریب پہنچے یہاں واوی اور بھی زلف ہو گئی ہے۔ اور سرسبز و خوشنما مغزائیں
 کا سلسلہ درخت چلا گیا ہے۔ ان پر شکار مویشی اور بھیڑیں چرتی ہیں۔ اور کئی کھیت چنگ کے قریب کھیتیں ہیں۔ دیکھ کر
 انسان حیرت ہو گئے۔ پچاس ایکڑ کی سپاہی دیہاتوں کو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں بہت شہر ہے اور اس کی دیہاتیں بہت نامور ہیں کہ ہر کو
 مگر گڑھے اور بہت بلکل نہیں گزرتے تھے۔ گھاٹیوں کا تو کیا وہاں بہت ہی نایاب چالاک اور پھر بہت زیادہ پاساں تھے ہوتے
 لب کے ایک ڈھیر سے دوسرے قریب چلا گئے۔ اسے جانے سے دیکھ کر جو نہایت تیزی اور جوش و خروش سے بھر دیا چلا
 کر سکتے تھے۔

روانی درختوں نے جو عثمانیہ سپاہیوں سے خوب گھولنے نظر آتے تھے ہمیں تیار کرنا تھی جن میں بڑی کشتیوں کی یہ
 گاؤں دیہات کے جنوبی کنارے اور دو گھنٹوں کی مسافت پر آگے تھلا دیا۔ پانچ سو سال کی شکر اس پر سے گزرتی ہے۔ جاب ملتا ہے۔ پانچ سو سال

اسی لشکر کو پیشانی و دوایکے لشکروں کی مسافت پر شاہ شرف کی طرف تھا۔ یہ ساحلی لشکر پر پہلا حرکت تھا۔ یہ مسافت بھی کوئی طویل نہ تھا۔
بلکہ متعدد میل پر چل گیا۔ اس پر وہ پہنچے اس کے دکانے سے گذر کر اُدھر چلا پڑتا ہے۔

ایک خوبصورت جوانی و وزیر مسافری کی لشکر بہت بری حالت میں تھی۔ ان کے گھڑاوار ایک کا چلنا تھیرتا
پسائی کے وقت محمدؑ اسے جا بجا کڑوا رہا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا۔ ہم کسی بہت بار دین دیہات کی پاس سے گذرے جن کو سب
باجد سے انہیں پسند آئے۔ میں موجود تھی۔ ہر دکان کی حالت کو دیکھ کر غمناک ہو کر ایک سلاطین ہر جا کو مگر غور میں سب
مکمل ایسی آباد یہ تھیں۔ نہ اون کو مردوں یا عورتوں تھا۔ ان میں سے اکثر زمین و کھیتوں کے گروہوں سے دور تھے ہوتی تھیں۔
اپنے دروازوں یا شکر پر کھڑا ہو جاتے۔ شکر کو اگر ایک بہت زمین ایک خوش نما مکان کھڑا تھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت
یونانی لڑکی ان سے مل کر اس کے دروازہ پر کھڑی ہو گئی۔ اور اعلیٰ نشان اسلام و خوش آمدید ہماری طرف دواں ہاتھی رکھی
تھیں۔ میں نے اسے دیکھا۔ ایک خوبصورت عورت دیکھی۔ مگر میں ملدی تھی۔ اس کی شرف ہو گئی تھی۔ ہم اس سے بات چیت کرنے
کو پہلے تھے۔ ہمارے پاس کوئی ایسی مگر گڈ سے جو قبول رد و تہ یکساں ہی رہ چکے تھے۔ ان میں ایک یا ایک خوبصورت و شریف
تھا کہ میں نے دیکھا۔ خوبصورت کسی یونانی کو نہ دیکھا۔ وہ لوگوں کو نوحی آن بان سے سر پہ ڈالے خوب اکر رہا ہوا پاس سے گذر گیا۔
میرے نزدیک وہ کوئی شادیوں کی کڑی نہ تھی۔ ہر مگر میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ بارہویں نے ایک یونانی تو دیکھا تھا
انہوں نے ہر طرف دیکھا۔ اس کی شکل سے مسلم ہم نہ تھا۔ وہ اعلیٰ نشان اور اعلیٰ نشان پر تھیا ہے۔

دیہات اور جنگ میں ہوتا باطنی طور پر جو کو دیکھ کر دقت بلکہ دل پر بہت ناک بھرن چٹھا ہے۔ یہ ناک پا کر ہانور دیکھ کر طبعاً ہر
مسلمان کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ آغا ز حباب کے دت سے ہمارے متین و ممل مزاج غضبناک نہیں پہلے ایک سطح اپنی پیشانی پر کی
نہیں چڑنے دیا تھا۔ اور نہ وہ کہی ایسا جو صلہ ہوا تھا نفرت و تعذر ظاہر کرنے کو لیے اس طرح طرح کی حرکتیں کیں کہ بھی ناک بھرن
چڑھا ناکی سے تھوڑے اور کچھ لکھانے اور کچھ گویا ان غلیظ جانوروں کی بو کو دھن سے خارج کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اگ چاہا ایسا
کو دیکھ کر حواس دل کی بات نہ تھی۔ راست میں چلتی ہو کو کیسی نفرت نظر آتا۔ وہ حاد و مخدہ و دقت بلکہ اس کی اس طرح دیکھ کر لایا۔
ہر نے سر کو دیکھ کر دقت کو دیکھ کر وہی کیفیت نہ ہو سکتی ہو جاتی۔ یہ دیکھ کر میں نے ہنسنے لگا۔ اور ایسا ہی بظاہر ہنسنے لگا۔
خوبصورت و شریف عالمی نے مدد کھنڈی اللہ کی تھا۔ اگرچہ وہ ستر کو پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن جبکہ ہنسنے کی بجائے ہاتھوں اور گزشتہ کھا
جائے دقت بلکہ میرے خیال میں جو کہ مرعہ و تابنوں کرنا مگر اس ناک پا کر کچھ کو کچھ ہاتھ نہ لگاتا۔

باشندگان اسی زاعبسی (چاکسی) ہم نے اسے بھی دیکھا۔ اس وقت شام ٹپ چکی تھی۔ شہر و دیہات سے
بھر رہا تھا۔ جو ہمارے گزشتہ ہونے کے بعد شامی حکام کا کہیں نہ تھا۔ میں نے دیکھا
کیا کہ کیا۔ یہاں کوئی یونانی حکم ہے؟ جواب ملا نہیں۔ اعلیٰ حکم ایک ترکہ جو ایک گھڑے کے حامل پروادی کو بالائی حضرت میں رہتا ہے۔

مین نے کہا پلٹو جاکر کیلے ہمیں ابھی ایک کشتی چاہیئے۔ روفوت بسا اور سولون کو اودن یونانیوں کی کشتی تھما دے جو ہمارے گھروں کے گرد جمع ہوئے۔ کسیندر و نرو و سپیلد ہو گیا۔ آیتیا جو یونانی جانتا تھا کشتی ہم پہنچانے کے واسط میں مصروف ہو گیا۔ ہم ایک کشتی کو وہ خانہ میں چلے گئے اور وہاں روٹی تھوہ اور کچھ شراب پی۔ تمام باشندے تھوہ خانہ میں مٹھائے اور ہمارے گرد گرد بیٹھ کر ہمیں چلن سے گھور لگا لگا کر گویا ہم انکی نگاہوں میں عجیبے خلقت جانور تھے۔

آخر چند آدمیوں نے کشتی ہم پہنچانا منظور کر لیا۔ رات سخت تاریک تھی۔ گھاٹ ایک بہتر شکل پہونچا یا چاندیوں راتوں میں جن کا پاپ و دان یاد ہو گیا تھا خود بخود جلا و نروٹ ہمارا اسباب کشتی تک پہنچا دیا پھر روفوت بسا دے دے و دادا سولون کے سختی صاحب سلامت کے جو آجنا عرصہ ہمارے ساتھ رہے ہم کشتی پر سوار ہو گئے۔ روفوت نے پلٹا ہوتا تک ہمارے ساتھ کشتی پر جانا یا۔ اسے خیال تھا کہ اوپر ہاشا کی برائیاں کے واسط میں کم از کم ہمیں دوسری نوکی چوکی تک بغیر تھوہ چوچا دینا اوپر واجب ہو گا مین نے سواروں کو ہم گاؤں میں جہاں یونانی کثرت آباد تھے اور وہ کرکون کے کوئی ہیرو دست نقرہ آڑتے کہیا چوڑا ماننا نہ سمجھا۔ یہی جگہ دونوں میں کو کسی فریق کا یا توئی پر ابل و آہا وہ ہوجانا عید از قیاس نہ تھا۔ رینا رین مینے روفوت کو ساتھ ہی جانا منظور کیا۔ اور اسے نصیحت کی کہ اگر گھر سے اس قدر صاف طو کر سکیں تو وہ رات کا دن میں نہ پھرے بلکہ کشتی پر لکچاں ایک ترک کی دست ہمو پر دھڑ جیسے روفوت بسا پر اخوش فیصبت تھا کہ ہمارے ساتھ نہ آبا کر کہہ تکی تو ہی اس کو نے کی وجہ سے وہ جاوے اور یہ جگہ تھوہ ہوا۔ ہمیں مین نے ایک دھڑی رات پر لکھ لیا۔ اور طرح پر ہم کے خط و سے محفوظ راہ۔

کشتی خاصی حساسیت کی تھی اور چوچوں سے چلائی جاتی تھی مین نے اسی پر پلٹا ہوتا جانا کلم و مر کے **جہاز پر رات** کشتی والوں کو اسے حتی الامکان تیز چلنے جانے کی تاکید کی مگر اوہوں نے کہا کہ ہم تھیں ایک جھڑپ سے دوستی بادبانی جہاز پر پہونچا کر وہیں بٹ جائیں گے مین نے اذ کو اس عزم سے روک کر کہتے کوشش کی لیکن یہ نہ پھر گیا بلکہ اندھی باطل تھیں۔ اور ہم دو تین گھنٹوں میں بآسانی یہ فیصلہ کر مین گئے۔ آہستہ آہستہ کہا۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔ مگر ہمارے جہاز پر رہنا چاہیئے۔ رات کی تاریکی اور یونانی ملاوٹ سے گفتگو نہ کرنے کی وجہ سے مین بالکل بے بس تھا۔ اور جو جہاز پر رہا ہو گیا ہمیں بعد میں جب چند مصو تین اور کچھ غنیمتیں پیش آئیں وہ سب ہی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ آیتیا کی نسبت ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بحری سفر کا عادی نہ تھا۔ اور کلم سے پہلے ڈرنا تھا۔ یونانیوں دس نو ایک چوٹی کی کشتی پر جہاز کو تھما دیا وہ نزع و جی۔

اب جہاز کی نسبت جو ہمیں بدینہ تیرنا یقینی علم ہو گیا کہ وہ کلم و رتار کرنے کی سازش میں شامل تھو جب ہم غرضی پہونچے اور اس وقت تک مین کی یونانی جنگی جہاد کا علم و نشان نہ دکھائی دیتا تھا مگر غائب خاص ملحد سال کے لکھنا کہ وہ قریب ترین یونانی جہازات کو ہمارے قریب دور درگئی کی خبر پہونچا کر کیلے بھیج دیئے۔ اور اس طبع کا وہ نتیجہ ہوا جو آگے ذکر ہے۔ جہاز کے ادا کمال ہو گئے۔ مگر ہمارے تیز رفتاری کہ جہاز کو بہر متول حرکت کو رکھ کر لیا۔ آیتیا نے تو کلم پر ہمارے یونانیوں سے یہ بصرہ جہاد دینے اور ہم تھیں

اس میں کام نہیں کہ ہمارے ساتھ دردی۔ ترکی چوٹی پرش ترکی پوسمین کے ہونے کی وجہ سے ہمارے گرفتار کنندگان کو دلوں میں ہماری طرف سے یہاں ہوا مناظر اور متعجبانی طبعانہایت سنگی طرح میں اور بعض اوقات سناہ میں جنوں سے بھی جلتے ہیں۔ آپس اور شیعہ کے گری کی وجہ سے جو سمندر پر سوانوں سے زیادہ تکلیف دہ تھی ترکی ٹوپیان اور مار چوٹی پر بھی نہ ٹوپیان بہن لی تعین بحث اور گشتہ ہوتی رہی اور دینے والا بونانی جھانک تو پین اور تار پید کی نمایان ہماری طرف سید ہی کیے ہوئے ہمارے گرد و بگرد لگاتے رہی۔ اور کپتان اور اوس کا تخت ہر کسی ہماری مشیت کا جنت کتے اور کبھی دیکھیاں تیرے ہر ملاح ہمارے چارے خزانہ کا تختہ اور گھا کر تجو اتر گئے۔ ہمارا سب اب ان غلہ پر رکھا ہوا تھا جیسا دھنوں کے گراس اقلین اور بونانی تدارین جو ایکس نے البانویوں سے خرید کی تھیں وہ ان دیکھیں تو نہایت شغفہ خاطر ہو گئے۔ اور اس قسم کی اور چیزیں بے کی تھیں۔ ہر طرف غلہ میں گتھیں کاٹنے کا گنگی بیٹے اپنا پروانہ راہداری بونانی مسروں کو سنا کہ کیے بھیج کر کہ کہیں پانویہ کا مہر سنا۔ اس اور امین نے جو بونانی اگروٹ پر چلو یا کیے تھے اس پر ہمایا۔ اور کہہ کہ تقابذ نامک ہر مگر میں نے نہا۔ اور کہہ دیکر ہی مری سے کہی نہ جاوگا۔ جبر اچا مین تو بھی مین مگر نہار کنندہ اگن بوٹ کا بھی وہی لہم تھا جو اوس دریا کا تھا جس کو اگل کے ٹوٹے ہرے ہونے کی وجہ سے ہمارا اس صیبت میں گرفتار سونا پڑا تھا۔ چنی اس کے کپتان کو مطلعی وعدہ کیا کہ اگر ہر مگر کو اترتی سلاوی کا سفر جاری کئے میں وہ عین طرح سے حتی الاسکان دود لگا۔ اور سہولت پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس سلاخیں عدد کو بھر یا اور میند دوم راہ۔ سارک سیر طر کی مطلعی دیا گیا اسکان نہر جالے۔ اسپر ہم چینی اس کی کشتی پر سوار ہو کر اگن بوٹ کو چلے گئے۔ نزدیک کے محافظ غلط (نوبت جو ملازمی نے ہم پر سوریہ اور طلب کیا مگر تینے اٹھا کر دیا۔ اور جہاز اور دنیا پر دو لوسے روانہ ہو کر وقت تک سولے پہر لکھا کپتان خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ چوٹ سے پرانی طرز کا تجربہ کار فاعہ طرچ پایا۔ اور مینا میں نام گشتا۔ ملہ سب نام کے شہر بونانی امیر بھر سیا میں کا جیسے ہمارے باندہ میاں میں ٹری شہرت حاصل کی تھی اور لارڈو بائین کا بڑا دوست تھا۔ پوچھے اوس میں ہونے کو پرستاروں ملہر کے مجموعی کا غرض کیا۔ اور کہا کہ اسے ہمارے جہاز کا قتا کہہ کرے کہ دیکھے اور بونانی میں سیر حاصل کر سکتے۔ دنگڑنے دینو کا اعلیٰ افسر طرک و حکم ملہ تھا۔ اسے ہمارے تھے تھنہ جہاز پر کریاں بھیلو میں اور تو کیا ق شراب کو چند گلاں میں اور بیٹے اوس کو پاس موضع کیلئے ہی تکلف کی چیز تھی۔

کپتان کوٹ و وٹس { بھر چینی اس برکت زانہیسی کیلئے چھو کہ روانہ ہو گیا۔ ہمارے والدہ بانی نما دنیا لہ سے باندہ دیگیا تھا۔ وہ ان ہم تیسرے جہاز پر چوٹین سے بڑا اور کٹر قسم کا تھا۔ تھانے اس کا کٹر کپتان کوٹ و وٹس شاہ بونان کا ایک۔ یاد راہد جہاز کا نام یگانی تھا۔ بھر ٹری شغفہ میں جوش لہر ہمارے سفر کے گرد جانی پر مہی چڑی سندر خواہی کر کے کہہا کہ اسے یہ خیال نہ کہ سب زانہا کہ بانی جہاز پر ہم سلاوی چوٹین میں اس یاکوٹ و وٹس نے اپنے سلوک و دبتا اس کا شایہ ہم بھی نہ گزرنے دیا کہ وہ میں سیرلن جگہ تصور کرتے ہیں میں نے دونوں مسروں کو بتایا کہ ہم برکت تمام وطن کو واپس جا رہے ہیں۔ میں اسٹن میں نہایت خردی کام میں اور اوس کی وجہ سے

ہمیں خود قتل و دہشت جلد دامن ہو چکا لازمی ہے۔ اگر آپ ہمیں پلاٹا مونا یا ساونیکا بھیجا دیں تو بہت مہربانی ہوگی کہ پستان کو تودہ
کھائے افسوس ظاہر ہے کہ حملہ کی وجہ سے ہمیں ان دونوں مقامات میں سے ہمیں نہیں بچا سکتا پھر بطور مشورہ دوستانہ کہا کہ تودہ
جانا ہمارے شو بہت بڑا ہوگا۔ وہاں ہمیں ہر طرح کو ٹیڑھ لکھیں گے اور ہم ان میں سے کسی پر ہوا ہو کہ جہر و جان چاکیں گے۔
اگر ہم چاہیں تو وہ جہاں بھی اس پر ہمیں تودہ بھیج دے پرتیا ہے میں نے اس تجویز کو جو تودہ منظور کر لیا منظور کر کے سزاوارد ہوا
ہی کیا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یونانی افسروں کی بجائے اندازہ خوش اخلاقی اور ہمارے سفیرین مہربان پیدا کرنے کو کیے تھے
تو دہلی ہرگز مناسب نہ تھی اور عسکری اعتبار سے ان دونوں نے صرف سو لیس تودہ پر لایے تھے جو دوسری تودہ بھیجی ہوگی دہلی دونوں
طرح کے یونانی فہرستوں اور ایک کلام میں سب سے زیادہ نقصان دہ لکھ دیا ہے کہ جو جہاد ہے کہ جو جہاد ہے سر پرینا کہی گواہی
کرتے ہیں کہ ہم دونوں تودہ پر جو تودہ اور لایا ہوا تھا اس سے دو چاند ہوتے ہیں اس لیے ان جگہ تصور کرنے کا کوئی ادعا نہ کیا گیا۔

پرس جانج

یعنی اس ایک تودہ کو کہ طوطا روانہ ہوا تو گریٹھ کے سفر کے بعد ہمیں راستہ میں ایک کلام
کو مذکور کیا کہ پستان جانج لایا اور سپرینٹی اس کا واکاٹ کر دے کہ چھپے ہوئے تودہ کی ہر
ہو یا یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے۔ اور پستان کی کارڈ کی سخت تعرض کیا۔ وہ نے جو بڑا کہہ کر دے سے بندہ پستان اس کا
حکم ملا ہے۔ اور سپرینٹی کو دیکھ کر ہمیں نے اندازہ نہیں کیا تھا۔ ہمیں نے پستان جانج ہمارے جہاد پر آیا۔ اور پستان میں
نہ ہمیں ان کو کسانے پیش کیا تھا نہ خود خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ اور ہمارے سفر کے رکاوٹ پر پستان جانج ہمارے بلور و دست
میان کیا کہ ہر ایک چیز کو روک دینا دیکھتی تاکہ نہ گزرنے دیں گے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ پستان جانج ہمیں یہ مشورہ دیا
تو لو جانا ہمارے بلور و دست ہوگا۔ وہاں ہر طرح کو جانے لے سکتے ہیں۔ اور بنا بریں ہم پستان جانج اسانی شروع کر سکیں گے اور
اس سے دریافت کیا کہ تودہ کوئی ڈاکو دیکھی ہے؟ اور جب لکے تو جواب دیا کہ تین ڈاکو دیکھی ہیں۔ تو بہت خوش ہوئے
کہا ہمیں تو کس نے کہہ دیا کہ ہمیں دیکھ کر بہت شوق تھا کہ ضروری کام کی وجہ سے ہمیں پستان جانج سے چلنے۔ پستان جانج
ہوے جو بڑا کہہ کر ڈاکو دیکھ کر بہت شوق تھا کہ ضروری کام کی وجہ سے ہمیں پستان جانج سے چلنے۔ پستان جانج
ہیں۔ اب وہاں ہم نہ دیکھیں کہ طوطا دیکھ کر اسے پستان جانج کو گے۔ شہزادہ اگر تیری بہت ہمدرد ہے۔ وہ جو صورت طوطا
شہزادہ منور و شادمان ہے۔ پیشانی خندہ۔ ملا جانہ و جاہل اور اخلاقی شائستہ ہیں۔ نہ مانہ سفیرین رہ جو تیرے تون کا بلور
بادشاہ بننا۔ ہم اس کی شکل و صورت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جہاں تک ہم تیرا کس کے دہلیزانی خودی میں ہر طرح
تھما دوس کا بلور و دست طوطا دیکھ کر ہمیں بہت ہمدرد تھا۔

چنتی اس پھر تودہ کو کلام ہو گیا۔ اور اس دفعہ راستہ میں کوئی اکاؤنڈ پر اپکان نہایت مہربانی اور توجہ سے پیش آیا۔
ہم نے اس کے ساتھ کہا کہ انا کہا۔ اور اسے باجرا پنا کرہ ایس کے سپرورک دیا۔ میں اوس کے سیلون (ایران) میں جھکوسے۔ آج
سویا کر اپنے کو کج بین میرے پرائیویٹ خطوط اور اہم کا شغری خط لکھ کر کے دروازے کے اندر لگا دیا۔ ہم دھڑلے پڑے

ساتھ لکیر سے لے کر دھوکہ کوٹ کر سونہ بانی پڑے نہ اتارے۔ اگر میں یہ احتیاط نہ کرتا تو میرے خطوط کا یہی دوسرا ختم ہوتا۔
 افسوس کے روزنا چھ کا ہوا اسباب میں غم نہ تو نکلا، پر ہی چھوڑ کر گئے تو رات کو اسکی خوب تلاشی بیگنی۔ اور اسی کے روزنا چھ کو
 ایک جاسوس کی معرفت جو انگریزی جانتا تھا پڑا گیا یہ جاسوس خالی دہی سیاہ اور بیکر کل سٹکی اہلکار تھا جسے دوسرے دن پھر
 جہاز پر دیکھا۔ اور اسے ہماری طرف بری نظروں سے گھورا یونانی افسروں نے کہا یہ ارشی ہے مگر مجھے اس پر اعتبار نہیں کیا
 نے کہا تھا کہ جہاز پر انگریزی جانوروں کو لاکو شخص نہیں صرف فتنہ خیزی ہی فرمسی جانتا ہے اس معاملہ پر کپتان کو اہتمام دینا چاہیے
 مشائخہ میں محارب کے زمانہ میں اکثر شہید یونان رواں رہا جاتی ہیں

فصل ہشتم (۱۸)

جنوبی یورپ یا مشرق میں سیاحت کر نیکی دوران میں میرے بیلہ رہنے کی
 عادت سے بڑھ کر کوئی عادت مفید اور حرکت بخش نہیں سمجھتا۔ میرے اہل جانے
 اور سیکھنے زیادہ بہتر ہے۔ اس ہر انسان دن کو تمام وقت خود مایہ اور مٹائی کوئی کام
 ہو جاتا ہے صبح کے نہایت ہی خوشگوار اور لطیف وقت میں جب کہ مطلع صاف اور
 ہوا انگریز خوش اور رحمت فراہم کرتی ہو قدرت و صنعت کا سرور بخش نظر کر سکتا ہے اور اس کی جیت کے دوسرے وقت کا روبرو کر
 بر سر زہرام پہنچانے کی تکلیف و مشقت سے جب کہ گرمی اور گرد و غبار کا کوئی حساب نہیں رو جاتا کھانا جاتا ہو۔ بدوران سیاحت میں
 کہیں ساتھ چار بچوں کے بعد ستر روز نا۔ اور اس پر سے چھوٹی برکت و صنعت سے پورا پورا نایاں اور مٹائی۔ اسی کو روزیدہ میں سے
 بیدار اور ضروریات سے خالی ہو کر پانچ بجے بالائی چہرت (تو نک) پر سو گیا۔ اور دیکھا کہ جہاز سرعت تلخ و دلور میں داخل ہو رہا ہے
 بندرگاہ اور شہر کا نظارہ نہایت لطیف و دلربا ہے۔ دو لوہا بہر نہیں بلکہ کئی شہر ہیں یا سیتھ کا مجموعہ کہنا چاہیے۔ دو
 چوٹی سیتھ جن کے مکان مشرق کے غروب کے مکان کی طرح جے ترتیب اور صنعت شکل پیرا کے ہیں یہاں یونان کی چوٹی کی
 پھیل ہوئی ہیں جدیدہ کرکٹا جو تلخ کے شمال میں ساحل پر آیا ہے عہدہ سافٹ کو این اور میں کی خوشنما بچے موجود ہیں
 بندر یونانی جنگی جہازوں سے بھر اہل تعداد زبردست آہن پوش کئی کروڑ اور چند تار پٹیو کشیدہ ان وہاں نگار رہی ہیں۔ اب کلان
 اطالین مصافی جہاز (سارڈینیا) ایک نئے غور و زور ایک انگریزی لگن بوٹ و فٹاڈیہ بھی وہاں موجود ہے آخر الذکر کا وہ سارا یونان
 ہم کہیں متاثر ہو کر لگن ہوٹ ہے سارڈینیا کے کپتان سیلائس ایلر کے جہاز پیرا گیا جاتی زمین میں خالی غور ہے

کہ دوسری طرف امیر البحر سے یہ مطالبہ کر کے کہ یہ ہجو انگریزی جہاز پر بیچ دیا جائے۔ یہ انگریزی تو فصل کے حوالہ کر دیا جائے۔ بیچنے
پستان سے بیڑ چٹ بھی انگریزی تو فصل کو بھلا دینے کی زحمت کی، لیکن اس کو اس نے اٹھا کر دیا کہ پستان بہت دیر بعد واپس
آیا۔ اور کائنات میں کئی کئی جہاز گئے۔ آخر کچھ ایک آئینگی ٹیار کیا کہ بیڑ تھا جس کی شکل نہایت کمر خنڈی اور نو مبارک بن گئی
جہاز کے اندرون کا کان بھرے۔ یہ بات جہاز کے دوم اندر سے جو ہمیشہ بڑی شفقت و دردمندی پیش آتا رہا اور دوا کرو و فیض و درمندی
نوجوان شخص تھا ہمیں دل پر وہ بتائی کہ پستان آگے سے بعد واپس آیا۔ اور کس کا تھا امیر البحر کے جہاز کا ایک لٹل سڑیا۔ جو انگریزی نہایت
خستہ ہو گیا تھا۔ اور آج بھی کہہ کر دوسرے کو کہ کئی حکام کے سپرد کر دیا کہ حکم ملے اس سڑیا سے پہلے کئی کئی کی حالت
بیکس جرنوٹائی ملازمن میں راسخ ہے یہ دوسری مثال تہمین زور یافتہ کیا یہ حکم کن میں اس کو جواب دیا کہ اعلیٰ حکم لاریہ کا
گورنر ہے جو دان دی و دو بھاگ آ رہا تھا۔ اور یہ بیان کا حکم اعلیٰ ہے۔

یونانیوں کے ملکی حاکم کمین مکی یونانی اہلکاروں کی عیانت پر کرداری بدو یا بنی اور بظلم و دہشت اس
 (اچھی طرح واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ لارڈ کے گورنر اس کا بیٹے بننے میں بھی
 نیک ذات تھا مگر چونکہ وہ بچہ بچہ سے دو دن پہلے نہایت بڑا ملاطوبہ پر اپنے خزانہ کے چھوڑ چکا کہ لارڈ سے وہاں گیا تھا اور وہاں
 سے بیشتر تہذیبوں کو روکا کہ انہیں انہیں دیگیا جنہوں نے نو کو کجا میں کے ساتھ جو کہ علی کے دنوں میں نہایت عارت
 کا وہ بازار گرم رکھا اور اپنے محققوں بالخصوص عورتوں کو ایسا شایا تھا کہ یونانی باشندوں نے ترکوں کو کھینچ جانے پر شک کا کھڑا
 ہو چوچو اس اثربین کے تمام کا نام معلوم ہے۔ میں نے جب کہ سوار برسی خود خشکی پر جانیے نفلانکار کر دیا اور اگر بنی جاز
 یا اگر بنی تو فعل کے اور اگر بنی جاز کا مطالعہ کیا کہ میں نے اس کے احکام کا ہذا پیش کر کے میری درخواست کو منظور کرنے سے انکار
 کر دیا۔ اس پر میں نے خود امیر لوسٹو کی درخواست کی اور اس میں نے بڑے زور اور پس اندیش کے میدان پر جو کہ چھوٹے بچوں کے فیوری
 درخواست کو مطلع کرنا منظور کیا اور میرے بیٹے نے یہاں قبول کر لیا اور مگر کہ وہ بچہ اس کے جاز پر اس پر پہنچنے میں لوسٹو شایا میں نے
 ہم سے تیلوں میں ملاقات کی۔ وہ پیش خوش اخلاقی سے آیا مگر اس کی خوش سے ظاہر ہوا تھا کہ اس کا خوشی اور میں نے اس شخص سے
 اور پہلے اسوں کی نسبت وہ ہمیں نہایت خطرناک دشمن تصور کرنے پر زیادہ دلیل ہو۔ میرے لوسٹو جب کہ بے ہمتی کرنا اور جینیسی
 غالب دکھائی دیتی رہی۔ وہ طویل القامت سیاہ فام شخص تھا۔ وہ چھوٹا لگا تھا۔ کاسٹری اور انھیں بار بار رجعت نظر اور یہی تہ
 اس نے تہہ دفع سے ہماری توضیح کی مینوارے کل حالات جن کی وجہ سے ہمیں راجہ جیسی ان پڑا اقل اور گستاخوں سے تو بہت قتل
 بنا۔ اس پر کہ ہم کہ ہم کی حکام کے پاس جانا بھی نہیں منظور نہیں کر سکتے۔ ایک ہمارے و وہم نہیں۔ دوسرے ہمیں اندر کوئی تہہ نہیں
 اپنے ملکی رہنما کی نسبت دیکھا کھڑا کہ امیر لوسٹو وہ دولاڑوں نے جو پاس خود خشکی کا اظہار کیا مگر میں اپنی بات پر قائم رہا۔ اور جب
 بیٹے پر کہ یونانی جو امیر نے ہمیں گرفتار کیا۔ انہوں نے کئی گنا سے سفر میں رکھا۔ ڈاکو ٹالی۔ اور وہی ہمیں دولاڑوں نے
 ہمارے وہم میں اور ان کو اس اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں تو اس دلیل کو امیر لوسٹو کی خشکی بالکل نال ہو گئی اور ان کو کچھ نہ

کرنے کا بعد جب دیکھا کہ اگر ہم ملی حکام کے پاس جانیے اٹھا کر لیں گے تو وہ ہمیں خود دانا دکر نہ لے گا اور نہ ہمیں اڑھائی لگا لگا دیات
تھکا کر دیکھنے آئیں نہ تار دیکھیں بعد میں معلوم ہوا کہ لاریہ کا گدڑ انگریزی اخبارات کو دیکر سے چڑھ کر نہ لے گا اور نہ ہمیں اڑھائی لگا لگا دیات
فراری کے متعلق کسی نے بہت بکڑ بکڑا تھا اور مزید برآں اوست اور دلو کے سرکار و دیو پناہین کے دونوں میں لکھی ہوئی جو خیر
پیر کیج گئی تھی بہت دھن سامی ہوئی تھی اور وہ بکڑ بکڑا تھا اور نہ ہمیں اڑھائی لگا لگا دیات

پہر حال یقینی اس ہے کہ اگر خشکی پر جانے تو ہمارے لیے اچھا نہ ہوتا۔ وہ ان وقت گہر لپٹا اور میوہی ستولی ہو رہی تھی۔ دوسرے
انگریزوں کے ساتھ دو زمین جو اس وقت کی نہ پناہ لگائی گئی تھی اور نہ ہمیں اڑھائی لگا لگا دیات
یہ ان کے ملی حکام اور باشندے کو ملی پناہ نہ دلا دے کہ زمین جس کے متعلق نہ ہو تو ہوں۔ آپ لکھنے نے ایک خاص قسم کے ہاتھ
میرا خط بھی انگریزی تو فصل کو پناہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی سفیر شہنشاہ جیتنہ کو لکھ دینے کی بھی اجازت دیدی۔ پناہ دینے
مشر ترن (فونسل) کی منزلت مشاعرین و سفیر کو بھیجا۔ اور اس میں اپنی گرفتاری کی مختصر مگر واضح کیفیت بھی لکھ کر
موصوفی ہماری دلی کا مطالبہ کرنے کی درخواست کی۔

فونسل کے ہاتھ میں پناہ دینے کے لیے یہ عرض لکھ کر لکھ کر دیا کہ ہمیں اس کو بھجوتے ہوئے کے تمام کچان
سلام کو حاضر ہوئے اور اس کو لکھا کہ اس کی سببیت جانچ کر دے کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد ازاں آئینہ سے دیکھ کر پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
تیبہ مانا یا صرف یہ فرق ہوا کہ سرکاری طور پر لکھے اور نہ سرکاری طور پر لکھے۔ اور اسے کہہ دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
رہے۔ ایک کپتان انگریزی جاتا تھا اور اس کے ساتھ ایک کپتان بھی رہا۔ اور اسے کہہ دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
آخر مشر ترن ایک جمے کے قریب پہنچ گیا اور اس نے ہمیں دلی دلو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
ہے ہندو دیکھا کہ اس کے لیے غم سے نہ ہوا۔ بلکہ چون مشر ترن نے زیادہ زور دیا۔ وہ اور دیکھا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
کہا کہ زمین کو خریدی اور نہ گھیرتا ہوں کہ اگر تم سرکاری طور پر لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
جو الزام اور سپر لگایا گیا ہوا اس کی جاہ کو اپنے فائدہ واپس آجائیگا

اگر امیر البحر ستولی آدمی ہوتا تو اس کی توجہ کو فوراً مان لیتا۔ مگر صاف ظاہر ہوا تھا کہ اس کے بعد میں لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
سرفروں میں جاتا تھا۔ ایک ایسی ہی پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
منہ پٹینے یا ہندو کو غمی مشر ترن کے پاس جب کوئی چارہ نہ رہ گیا تو وہ جہاں سے نصرت ہو گیا۔ اور وہ دیکھا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے
سفیر کو آئینہ نہ دیا ہوا ہوں اور نہ ہمیں دیکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے

بیم ورجا کی حالت میں کھنڈ والی لڑائی
ہے اور نہ ہمیں دیکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے اس کو لکھ کر دیا کہ ہمیں پناہ دینے کے لیے

طلب کی مگر اوستے نہ دی۔ وطنیزین آدو اسے مرث میں میل دی۔ یہ پہلا دن تھا کہ ہمارے ساتھ اسیر ملن ایسا بیتاؤ کی گیا اور اس دن کی آذر دیگور میں دن ایک بیہ آذر کی بھی کچھ کم تھی کہ ہم سالوں تو دن کی عذر گھر اور مرغی باڑہوں کی مسلسل کڑ ہوئے گھر ہون پر سڑو آئینہ کی طرح کوئی شے رہے جلاٹھ پارس سے بڑھ کر بے چین کر نیو الا کو سارہ موٹھا تھا کہ ہم ایک ایسی مرکز کو غلطی کے تمام شہر داخل کر تو جسے دیکھو کہ ہمیں بڑا اشتیاق تھا شے زمین مگر اسے دیکھ نہ سکیں تو پوچھا اور مرغی اشتیاق کی مسلسل زمین پر قطع صدر سے جو دونوں بہت دیر معلوم ہوتی تھیں حالت ظاہر ہو رہا تھا کہ اوس موقع پر جسے ہم نے چھیٹ دیکھا ہوا تھا طبیعت اشتیاقی نہ تھی ہے اور نہ کہ نیم پاشائی کی سکست کہ جسے ہم نے گزشتہ لمحہ کو چشم فرود سائیر کیا تھا وہ تھا اور کہ نہیں ہو سکی کہ مغرب کرنے کو کہے جان سپاؤ کر دوش کر رہے ہیں درمیان میں جسے ڈاکر تھا کہ ڈرائیو کپتان آپ ہم پر انگریز نامہ نگاروں کے ساتھ اڑانی دیکھو کہ بے صبح وطنیزین گیا ہے میں نے جہاز مذکور کے غلط مشرکٹوں سے جو میں نے آیا۔ اور بری مھرانی سے پیش آیا تھا۔ ضرورت کی کہ جب کپتان وہیں آئے تو اوس کو پاس ہماری طرف سے التجا کر کے کہ وہ ہمیں جہاز اربو بنا کر اڑائی کے حالات بتا سکا۔

غنیہ آتشباری جو صبح کے ساڑھ کو دن کو شروع ہوئی تھی شام کے پانچ بجے کو تریب بند ہو گئی۔ یونانیوں کو سالانہ حق و ستر
 کو بچے پر بخیریت پہنچا دیا۔ بالآخر موسلکی کا بیٹھور سپنام حسین ادا ہو گیا۔ اسی عید ملی کی بھی بیو بچا کر اوس نے میزبان کو کپے درپے سات
 مختلف حملوں کو سپا کیا ہے۔ اور اب اس کو سپا ہی تنکون کو خون میں تیر رہے ہیں۔ اس کو موسلکی قابل سپا ہی ہے۔ اور صحت بھی ایسا
 اسی ہے جس نے سمار بین کھینے قابلیت دکھائی۔ لگہوہ بھی دوسرے یونانیوں کی طرح غلو و اغراق اور بالآخر پستی کی طرف خوں ک
 سودا میں مبتلا ہے۔

میں اسے غنی نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ عمر سن کر مجھے ترکی کے حاکم کے نتیجہ کے متعلق کسی عقیدہ تر و دوغور ہو گیا۔ کیونکہ مگر بنیادی باتوں
کی بے انتہا مضبوطی، ترکی سپاہیوں کی مائنانا زاد شجاعت اور ترکی چرنوں میں لپکتی ناقابلِ شکست و آتھت تھکانا مسامت
نہایت پختہ کے آنے پر کل فکرو کا دوغور ہو گیا۔ وہ تنکا مانہ اور اگر واکو دیر دیر میدان جنگ کو آویزاں پارایا، اور ترکی سپاہیوں
کی منظم شجاعت اور لڑائی کے مفصل حالات میں منکاشے، اوس نے بیان کیا کہ ترک مسلمانوں و جماعت اور ملین و ملین دشمنوں
آپ کو چھپانے کی کوئی کوشش کر نیکی بنیہ ملانہ صبح کے ساڑھے چھ بجے کے قریب کرتی تھی جو آئینہ سے سات میل دور واقع تھے اور دو
گھنٹوں کے سفر کے بعد انھیں مشغول بیکار رہ گئے۔ پہلا سارے تجربہ رشتا و پاکستان کی دہشتان کی غلطی بالفاظ تعصیب کر رہا تھا۔
ویر کے چلنا لڑائی سے پیشتر رہنا اور صورت خش سطر طائرانا اور پھرتے ہی دن کو نہایت ہی گرم اور بے شکست کوئی اور لمحہ
میں جاگدنا نہ مگر کہ آرمی میں مصروف ہو جانا یہ سب ہی باتیں تھیں جو ہم پہلے ہر موقع پر شہادہ کر چکے تھے کیا اچھا ہوا، اگر فوج
کا حشر کئے جیسے دن یہ وقت جب کہ وہ اپر ہم ہر گز ہوتی تو سن کے قریب پہنچا دیا جاتا، اور دیکھ کر مجھے علی التبع لڑائی شروع
کی جاتی مگر ترکی بریڈوں کو جھلنے کو نہ تاہم اس مرتبہ نیم پوشاکی طرح جیسی ان کے ناقابلِ تحیر و ہلوانوں کو نہ کہ انگلیں جھک کر

خاطر کرتے رہو گا مکمل ہو گیا۔ آئینہ پر سے کل اٹھ کر بیٹے لگو اور اگرچہ ہم کو بالکل نظر بند نہ کیا گیا مبین بالائی چہیت اور میدان میں پھرنے کی پوری آزادی رہی لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہماری حرکات کی نگرانی کی جا رہی ہے رات کو ایک نثری میرکے کے مدوازہ کے باہر بیٹھ دیتا رہا۔

شب بیدار کے لیے اول کاغذ
 اور بالو کے انگریزی دن پاکستان نے مبین تھیلن میں ملک کیا جہاں ہم سے ایک طرح کی ایک طرح کرنا بظاہر سال و چوبیس گئے خوش قسمتی سے مٹر حرن جہاز پر موجود تھلا دینے باصرہ تمام اس بات کا یہ علم کر لیا کہ سوال و جواب کو وقت وہ پاس ہے کپتان نے کیسے تھکانا نہ بھیجے سارا کی ایک حرکت پیش کی اور ٹو ایک کاغذ سے کچھ عبارت پڑھی جو پہلے مبین نے یہ سمجھ کر یہ وہ تارے جو آج نہیں سے معمول دلچسپ ہو کر یہ وہ مشہورہ انعام کو نہ کتنہ کاغذہ جس کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس جو دستیاب ہو جو اور دشمن کے خیمات اور سپر خرب شر و فل پر پار کیا تھا۔ اول اس اوجھ سے پنا روز نامہ اور کتاب یادداشت پیش کر کے پوچھا مبین نے پروانہ پار کی کمال کر دیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی کتاب یادداشت یا ڈائری روز نامہ نہیں اس کو پھر سے ثابت ہو رہا تھا کہ اس سے میری بات یقین نہیں ہو کر جب مبین نے درخت چڑھ سے اٹھا کر دوپہر لگو دے اتھیں کیطرت متوجہ ہو کر کہا تھا کہ پاس تو یادداشت کی کتا پر موجود ہے ایسے ٹکڑے اس کو بھیجے کہ سفید گمشدہ سی پیدا ہوگی کیونکہ مبین جانتا تھا کہ وہ سیاحت کو مثلاً قلم بند کرنا تھا ہے مبین اس کو لپٹنے خیالات بالکل آزادانہ ظاہر کئے ہوئے ہیں۔ اور ان خیالات کو بڑی ذہن کی شجاعت سے پس سلا کر کے خون میں زینت شیت اور دیکھ کون کے جی میں ہونا یقینی امر تھا اگرچہ تھیلن نے یہ جواب دیا کہ اس سے چند روزوں میں یقینی مبین وہاں ہو کر وہی دے دے روز نامہ میں کچھ نہیں لکھا تو میرا تردد اور ہو گیا۔ اور مبین نے اسی روز نامہ لکھنے کا کہنا پھر اسے ایک جس تاریخ ہم ساؤنیک سے روانہ ہوئے تھے۔ اس دن ملک کی سیاحت و حرکات کی پوری کیفیت قلم بند کر کے مبین نے کپتان کو حوالہ کر دیا بعد ازاں اس نے سوال کیا کہ مبین کچھ دنوں تک عطلہ میں تھا مبین نے جواب دیا کہ شمع جنوری سے بعد مبین وہاں نہیں گیا پھر اس نے پوچھا کہ میرے پاس تو گرٹ کوٹھ پانے کے لیے کوئی مسلمات مبین نے کہا نہیں۔ اس پر اس نے ایک کاغذ سے مسلمانانہ نظم ایک پاشا اور گاڑی کوٹھ لے کر اس کی اور چند ضعیف سو و اتھات و روایات کو متعلق ایک سی پوری سفر میں مبین مرکب جات پل ہی جسے مبین کر پایا ہوا تھا کہ وہ کسی خود سالانہ خط سے آجیاس لگتی ہے۔ اسے نہ کر کچھ خواہ خیال گذر گیا کہ مبین ایسے کسی چھوٹے بھائی کا خط تو پڑا نہیں کو نہیں لکھا مبین نے کپتان نے اسیں و چند سرسری سوال کو نہ مبین نے اسے دکھا دیا کہ کپتان کے روز نامہ کی آخری عبارت ۱۰ اپریل کو دیکھا مبین کی گئی تھی۔ اور کوٹھ کو پوچھ کی ملاقات کو متعلق مبین کچھ حوالہ دیا۔ اس میں مبین پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور کپتان حیرت و کایا غصہ ہو گیا۔ اس نے مبین کو بتایا کہ اس سے حکم ہے کہ ہماری جنگی کی اطلاع بند کر دینا کیونکہ آئینہ پر سے کپتان نہ کر دینا ہوا خاص طور اطلاق اور مداخلت معلوم ہوتا تھا مگر وہاں انگلو ایک نہ دیکھ کر لے لیا اور نہ ہوا سے فوج ہو گیا کہ وہ باسانی ظالم و درشت خون سکا ہے یہ تھیلن کے تال کا دوسرا ٹکڑی کی وجہ سے مبین نے

ایک دوست نے جس کے بیان پر اس نے اختیار ہے کہ جو کو عاتق دیکھتا تھا جو مجھ کے گشتہ ۳۰ اپریل کو جب میرا پستانے دینے میں ملتا تھا بعض بزرگوں نے میرا حکم کیا تھا جلا گیا تھا یہ سیکریت ہے پھر ناک کی کراچی میں جا کر دیکھ کر ٹھیک تانچہ بنا ہی ہو مگر وہ اپنی بات پر قائم رہا میں نے اس سے بتایا کہ تم بالکل غلطی پر ہو اس کے بعد ہم بذات خود ریزومیلر میں اور اصل دسی کر یہ میں لڑائی کے خاتمہ تک پہنچے۔ وہ ان کوئی رسمی نہ تھا نہ کوئی زانگ لگاؤ بھی جو کہ میں میں اتار کر بھی ایک ٹکٹا شافی دیکھ کے ساتھ ریزومیلر گیا تھا مگر یہ تب تک صبح سا تھا تھا اور اس وقت بھی وہ ان کوئی رسمی اور میں نہ تھا۔

یہ جی ایم کے ان سرنام ہونے کی بجائے کہ سینہ سچ میں چڑ گیا اور میرا کلاس دن تم نے آخری فزیر ریزومیلر کو دیکھ کر میں نے جواب دیا کہ اتوار دوسری صبح کو اس پر اس نے کہا کہ اوروں کو بھی ہو گئی اور ریزومیلر کا گرجہ کو کہ میں دیکھا اس سے بعد کے دوشنبہ کو جلا گیا تھا۔ میں نے نہیں سنا سپر اور اس وقت ہے یہ تعین تانچہ میں مناسط نہ ہونے میں نہایت نہ دیکھا ہے۔ ڈیڑھانی فزیر میں جو پورا پیشہ اور وقت ہے۔ میں نے تو اچھا سنا کہ میں میں اطلاع دینے والے یا ٹکٹا کہہا ہے کہ یہ نہ ریزومیلر اور اس کا گرجہ اتوار (دوسری) کی رات ہی وہ (دوسری) کی صبح تک تو وہاں ہی فوج کے تقرر میں رہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ کو غلط فہمی ہو گئی۔ اس نے اس پر بحث کا نام لیا۔ اس کا اختیار خود اس کو اپنے زود تھا دوسرے وقت کا نظروں میں کچھ نہ لگایا اور پھر اسے ستر میں دیکھ کر میں نے ان میں رات ہی تو کی منظم کے متعلق ایک غلط فہمی نہ لگنا باؤنا وہ فوجیہ بالعموم کہ ہمارا اسٹانڈرڈ میں چور کا قبیلہ میں نہ کر کے اس شخص منظم کے متعلق بہت شہور کہ ہے میں نے عطفاً اختیار نہیں +

جگر میرے نیکر واپٹ اور مارا تھا کہ میدان جنگ

چالکی آہٹ کے کا شہر پہلے دیکھو کہ کلوں میں جملہ کو بہت سوسے بیدار ہوا میں تو برابر منظم جگر یہ یو یو اگر یہ نیکر واپٹ۔ اگر یو یو اسے اس قدر قریب ہو کہ دلوں میں صرف وہ فیٹ کا ناصلا ہے یہاں ایک منبر اور آویزان ہیں بنا ہوا ہے جگر یہ کو بہت منظم ہے مانتا ہے جہاں کو گزرتا ہے پل میں راستہ کر دیا گیا۔ چالکی کے شہر عالم شہر جس کے گرد وگراہی تھیں کے زمانہ حکومت کو وقت کی خوشنما برادر فوج میں ہی ہوتی ہیں ہم پہنچنے کے قریب گھسے ساطحہ ساتھ ہم جگر یہ آہٹان کے میدان جنگ جس کی شہرت تمام ملک قائم رہی گئی گندے سڑکوں پر صبح میں ہمیں دس ہزار یونانیوں نے قیاد میں کے زیرِ کمان ایک اکھایا یونان کو شکست فاش دی تھی۔ مندر سے مارا تھا کہ چھوٹے میدان و دروازہ مدد آہٹان کی وادیوں کا جسر میں سے بہت میں نہایت عمارت دروازہ منظر ہو سکتا ہے۔ حترے گا یہ ایک (مارا تھا کہ) سیاحت میں میدان جنگ کو مختلف متحرک بنائے گئے ہیں۔ وہ اندر نیوہ مشاوت و سرور سے اس جہاں متحرک انھیں ہی دن کو گئے تھے۔ جگر یہاں سے صاف دکھائی دے رہے تھے اور تیرہ آہٹان بھی واپٹان کی قادی کے سرے پر صاف نظر آتا تھا۔ وہ سال جہاں جگر کے لڑنے کے سرور و تیرہ کی اس لڑائی کو میں نے نہ لڑا اور میں نے ان لڑائی کے سرے میں جہاں شکل ہند دیکھی تانچہ پر عالمگیر اور عالم تو میں نے کچھ روز مال و تانچہ عالم کا کیا اور شریعہ کا حترم +

ایرانی کے کچن کو پاس آیا میری اوس سے کچھ گفتگو ہوئی اور اوس نے وعدہ کیا کہ اگر شہر کے بلوخیوں نے ہمارے جہاز پر ہاکم کے کچھ شرارت کرنی جائیے تو اوس میں جہاز ہماری مدد کو آگے بندر گاہ میں انگریزی جہاز کو ٹوٹی نہ تھا۔

یونانی مہرے ہمیں بتا دیا کہ چھلکی پر جانا ہمارے لیے مناسب ہوگا۔ آئندہ کے اخبارات و فتیال انگریز مضامین شائع کر کے گوون کو تہار سے بے مصلحتی سخت بازو رفتہ کر دیا ہوا ہے۔ اہل نیک سخت اخبارات فرمیں وہ جاسوں کا خطاب دیا میرے قریب تھا کہ کچھ پاس سے اہل اہم جاسوسی کو ثابت کرنے والو کا فدا بھی دستیاب ہوتے ہیں نہ ہرون کے طرفان بلوخیوں نے چند دن قبل دوچار تباہی جہازوں پر جن کی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ اہل کریم علی مسلمانوں کو اپنے سامان رسد ملوٹے پریش کے اہل جہاز کو خوب زد و کوب کی تھی اور بساب ہموار کو مسند میں پھینک دیا تھا ہمارے دو دوسے کچھ دن بعد شہر نکلتی تھی اسی لمحے نے نہایت دشوار سلوکیں کی تھیں۔

مسکس کی ایلیانہ کا رانی
ایرانی کا کچن اتنے شہر جا کر ایم راہیں کو اطلاع دے گئے جو دار عظیم ایک خط مشورہ پیش کیا اور ساتھ ہی ایک وفد انگریزی تو فصل کو بھیجا جس میں ہم سب اوس میں جہاز پر کچھ لوگ بھیجے گئے تھے کی تھی کہ جب شہر کی پرچا پڑا اوسے بدیر میں ملیں اور پھر سے یہ پیغام ہو گیا کہ خود راہم راہیں ساتھ ہے چاکر کو ہمیں ساتھ ساتھ سفر لایا گیا جہاں سے یوہری خوشخبری تھی مگر ساتھ ہے چاکر گئے اور ہم راہیں کوئی آگیا ساتھ ہے پانچ بجے پچھان اور اوس کو اکت نہ ہون سے دریافت کیا کہ کیا وہ تو فٹ کی کچھ دہرے تھے کہ ہاں اور ہونے کے سیکڑے تھے دو کے بعد چوب دیکر غائب وہ بلوخیوں کے خون و شہریت

لے آیا یہی چاہیہ مسلک اکثر پچھن ایک ترکی جنرل سے کیا گیا کہ ایرانیوں نے جنرل راہی پاشا کو انولج میں قید بھی دیا پارکس کے سپاہیوں اور انہوں میں تھے اور اغراضی ملو این تقسیم کرنے کوئے میجا جنرل مرمونت کا مرقعہ سے خانہ ہو کر بند پروریا سلوکی آئیں جہاز پر سوار ہو کر سطحینہ کی طر معاتہ ہوسے اوس کو ساتھ لاکاٹیا اور جنرل محمد علی پاشا سے مباحثہ کیا ہے جہانہ کو جنرل پیٹن کو کچھ پائیس جن دھل ہوا تو دوسرے زیادہ اعلیٰ اور بدعاش ایرانی بہن خیال کہ جہانہ پیدہ یونانی سیران جنگ بھی جن کشتیوں پر سوار اوس کو کچھ ہوسکے جہانہ کچن نے اوس کو یقین دلایا کہ کوئی قیدی پر سوار نہیں ہے مگر انہوں نے ایک نئی دہا جنرل دھل ہو کر کام کر دین میں گئے مسافروں کا اسباب ملوٹیا اور ترکی انہوں کو حرکت کیا یونانی گورنٹ نے اطلاع دے کر کوئی تدارک کیا آخر شہر کے ایک بجے جہانہ کو کچھ پر جہری سپاہی اور سوار پیدہ کشتیاں بھیج کر گورنٹ کو اطلاع دی اور محمد علی پاشا اور دیگر مسافروں کا مال واپس بلوچ علی پاشا کی اطلاع دے کر گورنٹ کے پاس گیا جہانہ میں یونانی گورنٹ نے آئیں گورنٹ کی باز پرس پر یوہن چندر گاہ کے مافروں پر اوس کے اطلاع دے مارکو تو فٹ کو کے معافی مانگی ترکی اخبارات انگریزی اخبارات سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری ہندوستانی قوم کی ہی شرافت ہے جو میر تم اس قدر فائدہ ہو کر انہوں سے ہے تو کہوں کہ اس واقعہ کے بعد جس کسی ایرانی مسافر یا ہمارے کوئی بنا بدیر مسند عدان میں دلیل کرنے کا اہل کو خیال نہ نہیں

ہم سے مدد انوکھے ہمارے رکاوٹ پر ان فوس ظاہر کیا اور کہا کہ ان اس سے جو ہمیں تنہا پہنچ رہی ہے اس کا جو سبب ہے وہ ایک بے تحاشہ
وہ بہت بڑی لٹری کے ساتھ پیش کیا جس کے گلوں کو ٹھوڑی کے نیچے سے چکر مارنے سے نکل چکا لیکن اس سنیڈر کے دورے کے ساتھ میں نے وہ سبب کہ کچھ
سخت لگو اور گزری۔ اس کا رنگ غصہ سرخ ہو گیا اور ہاتھوں سے اس کا جواب ٹھوس سے تیڑھی لگا تھا کہ میں نے جب جیل پل اور سے کہا کہ
وہ صرف بیاد سے ایسا کر رہا ہے جس کو تائیس کا غصہ نہ ہو گیا لیکن اگر مجھ سے دوسرا بھی توخت ہو جائے تو وہ ضرور تم کو لہجے دو
چا رکھنے سے کہہ کر دیتا ہوں یہ وہ پیشی اس سے چند منٹ یا مین کرتا رہا یہ میرا گرچہ جو دنیا میں کے غریب میں سے تھا کہ کچھ زبرد
سے سوخت کرنا اور سے نہ تھا۔ میں نے ان میں اور زبرد کچھ عرصہ یا مین کرتے رہے ہیں نے اسے کہا کہ میری لٹریوں میں لڑائی کا
جلد ختم ہو جانا نہایت مناسب ہے لڑائی و لڑوں میں کچھ عرصہ میں رہے۔ یہ کہ ان میں میں دوست چاہا دیتے۔ نہ کہ
دشمن۔ نہ چاہتے کہا کہ غالباً جی ایس اور اس قابل میں ان سے کہہ کر بہت کچھ فرحت کریں گے یہ کہہ کر کہا تھا کہ ان سے کہہ کر
بلند دست دیا گیا ہے۔ یہاں کے کہو سے پیشہ ساری دل غلام نے خود بخود کچھ کچھ لکھ کر اپنے کا نشانہ ظاہر کیا ہے۔ اور جس خود
خود کا لفظ ایسے کہا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ان کو دل سے نکالی ہے لیکن کہیں کوئی شک نہیں کہ یہ ان کا لفظ ہے نہ ہی دہرہ پڑنا
طور پر ضرور احتجاج کی تھی۔ ایم ریس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ یہ کہ بیان میں کہ غلط ثابت ہو اچھے
۶ رسی کو تو یہ پیر ملا اور لڑائی اس سے چند دن کے بعد بیٹھے، ارسی کے مکتوب کو دھوکہ دے کر اچھے چند ہونے میں نے اس سے
کہا کہ اگر اس کا صلہ کے متعلق میں نے غلط کیا ہے یا نہیں اور اس کا رد میں کوئی تعجب ہو رہا نہیں ہو گا۔ ایم ریس نے اس کا شکریہ
ادا کر کے بتایا کہ یہ نانی فرساکہ کو چھوڑ آئے ہیں۔

یہ نہایت ہنر پر عملی ایک کڑوا کر چھوڑ دینے کا کھنی توجہ یہ تھا کہ وہ ٹیڈ بھی چھوڑ دیا جائے۔ باتوں سے مانع ہو کر ہم میں
چلنے کو تیار ہو گئے۔ اور تین دنوں میں نے اپنے اٹھکی دپٹی کی دھڑ بھٹکی مار لی۔ میں نے ان میں نے خود دپس کر دیے جانی کا حکم دیا۔
لیکن جب ہم نے اس نے بغل میں اور نانی تلواروں کا جو امیس تھا یہ میں نے البانیوں سے خریدی تھی ان میں نے تلوار پر پول اور
خجور کا مسطرا کیا یہ تو یہ ریس نے اسے اندر کر رکھ دیا میں نے دپس سے اس کا کیا کہ وہ یونانی کو فرسٹ کی ملکیت میں لے دیا کہ
انچ کی ملکیت پر چھوڑ دیا کہ اس کا لٹریاں حاصل ہے میں نے ہر کیا کہ ہم سے ان کے نہ ہو۔ وہ سب کو نہ کہ باجی طور پر اور لڑوں
سے جنہیں وہ میدان جنگ میں لاوارث طور پر چھوڑ دینے کے تھے۔

یہ انہی میں ہے کہ اگر ہم کہیں سے تھوڑے تو یہ ریس یہ بہت بار بھی میں نے داپس دیتا تھا کہ جہاں کے کل انسانوں کے ہاتھوں میں
کو دیکھی اور کیتھارڈو کی کے ساتھ میں نے یہ ہے اس نے اسے ایک نامنا۔ یہ سمجھا میں نے کسی روٹھی میں زیادہ وقت نہ دیا تھا
مصلحت سے کہہ کر اسے راجت کو اسے نقرہ زخم کیا۔ ایم ریس چونکہ کچھ سیان اگر میں نے سے پہلے احسان کیا ہے میں اس معاملہ میں
وقت زور نہیں دیتا اور فریج سے دعا کی کل پڑھتی کہہ رہا ہوں۔

فصل نوزدہم

جس وقت ہم خشکی پر پہنچے اور منت اگرچہ دس بجے کا عمل تھا مگر سائل پرستہ تمام جہوم
 پائرسن تعجب نہ کیا ہمارے انتظامین کھڑا تھا ہم کا ٹری پرسٹیشن کر گئے جہاں سائل کو پہنچا یا وہ جہوم جمع تھا
 یہ اندھام دیکھ کر سائیر آئیں کھول بہت ہم گیا کیونکہ گوجہوم نے طاعن صحت کا کوئی اظہار نہ کیا مگر اس کے توجہ پر
 ہرگز تھے اور ذرا ہی غریب پر مشغول ہو گئے تھا دیر جتنی سے ٹرین کی روانگی کے وقت کہ متعلقین غلط ہو گئی اور وہ کہہ گئے پہلے
 شیش ماٹھنے میں اپنے کمرہ میں جا کر دروازہ بند کر دیا لیکن جمع ٹرین گیا اور کئی لوگ دروازہ کے پاس کمرہ میں گھومتے تھے
 اس پر روانہ کو متعلق کر دیا لیکن جمع کا فرق کم نہ ہوا وہ دیکھ کے بیرونی کھڑے پر چڑھ کر کیے بعد وہ گئے میں دیکھتا رہا۔ اتنا
 کی ترکی ٹوٹی ہے باغیچہ اور تین ٹری دیکھتی تھی اور اس کی طرف بار بار لگیان اٹھ رہی تھیں یہ دیکھ کر اب بلی ترو ایسا کا صلو
 جاتا رہا اگر تزاری کو وقت اس کا انتقال برابر قائم رہا تھا اور جہاں کے زمانہ کی چھٹی چھٹی سے بھی جو اسے ہوتی تھی
 کی دقت کو کہتے تھے وہ نگاہیں ہٹا کر اب ایک بھی ماہل نہ تھی کہ اس کے پاس کوئی تھیں نہیں ہو گیا تھا اور وہ جھوٹی سبک
 میں میگا فون کی تیر میں گرفتار اور بالکل بے پناہ تھا اس نے مٹی مٹی سائیں مٹی خروغ کر دیں اور اس کی حالت غشی کو تیر
 پہنچ گئی سب سے پہلے اٹیس را اس کو غلط کر دیکھا چلے اس نے ایسا کر کیا سبک کر دیکھا اور اسے حوصلہ دلایا کہ میرا
 (مٹی مٹی) یہ وہ اور اس کو مومن کر لیتے کافی ہے آئیں کے بعد ہم آئیں نے بھی اس کو خاں روں پر ہاتھ پیر گئے بہت کچھ غشی لائی
 اور بیٹے دھکیلا کہ ہم یہ تھی ہم کما اس کی حفاظت کریں گے۔

آئیں تین ٹرین تیار ہو گئی اور ہم کو سے اب نہ ملے اسے جہوم ہمارے گرد اٹھایا مگر کسی نے حل نہ کیا۔ ایم نہیں نہ اکثر لوگ
 سے معاملہ کیا جس سے وہ خوش ہو گئے اور کوئی شرارت نہ کی اور منت نکال دیا کا حوصلہ بالکل ہو چکا تھا وہ باؤٹا لا پر والی
 کے ساتھ ہمارے ساتھ ساتھ آیا کہ ہم سب چل پٹ ایک کمرہ میں بیٹھا اور اس کا دروازہ متعلق کر دیا گیا اور ٹرین اٹھنے کو روانہ ہو گئی۔
 وہاں کی شیش پر بھی جہوم موجود تھا مگر وہ نہ اتنا زیادہ تھا اور نہ اس قدر جھپٹا ایک مٹی مٹی سے جو اثر مٹی سے آتا تھا میرے توجہ
 کو نہایت متعلق تھا کہ وہ دھڑکی اور ناست کا اظہار کیا اس کو خیال میں گر میں پانسیں دینے لگا پھر بہت پر شیش پر گھر لڑی تھا
 تھی میں نے یہ دیکھیں یہ اگر تیزی سے غارت خانہ ہو گیا۔ غارت خانہ کی عمارت بہت خوبصورت تھا اور وہاں کی طرف سے وسط میں ایک غارت
 ایوان جو اس کی بجلی منزل کو سستے نگاہوں کا ذریعہ ناگزیر تھی میرے راجح جو نہایت قابل قدر نظر میں آئیں تھے اور وہ غارت خانہ
 کی عمارت تھا کہ ہوتا ہے نصف تیر تک ہمارے استقبال کو آیا وہ

مستراحج برٹن اور ایم رالیس

چند خطوں تک دونوں دستوں میں ہجرت میں غامضی کے لیے انگلو گس طرح شریک کی جگہ ایم رالیس جیلون تھا کہ ایک اور دستہ برٹن اور استاد جیم کو انگلو جیٹھ وکھٹ کی نگاہوں سے مطلع دیکھتے ہیں کہ گویا وہ ایم رالیس و اس ممالک کی قیادت میں ہیں۔ آخر وہ نانی وزیر علی نے بہت کمزور ہجرت تری کو ساتھ فراموشی میں یہ کہہ دیا کہ صاحب یہ بیٹو اسیروں کو کھج اسلام میں آپ کو اور کت ناموں کا سن میں ہیں۔ درمیان کو سلام کہہ کر فرصت ہو گیا یہ غیر زمین نہایت تیک کی ملا اور کہا میں شام کے کھانے پر ہمارا مشغور ہوا ہے زمین سفارت خانہ میں زمین کی ہو گیا بجا ہے موجودہ ہے اس ہمان نوازی کہ بانیان نظر کریں۔ سر ڈاکٹر واپس مینڈی کے ٹیکہ کو نامہ لکھی وہیں فروکش ہوا اس نے زمین اپنے مشاہدات بتاتے ہیں کہ شہر اور لاریہ کی جگہ زمین ۱۲۴۴ اور ۱۲۴۵ اپریل کو وہ بھی شال تھا اور اس وقت اکثر دوسرے انگریزوں کی طرح جن کو ہجرت میں شجاعت پر بڑا نام تھا اس پر بھی شجاعت کی کئی طرح کی تھی۔

دوسرے دن میں جگہ کے پانچ بجے میدان ہو کر آئینے کے پرانے ملکہ کو جسے دیکھ ہوئے ۱۹ برس ہو گئے تھے وہ انہیں گایا یہ تمام وقتی کمال تھا کہ وہ ۱۱ دیکھ کر اس کی گزشتہ شان و شوکت کو قہار کی یاد دلا دیا اور دل میں تازہ ہو جاتی ہے اور اس کی عادت اور تہیہ عمارتوں کی مثال لکھتے اور انھوں کو سچا سچ اور بڑا بڑا مانی ہوئی ہو گیا۔ یہ جیلا گیا۔ اور تکیہ ام آدھ کی لڑکی کا شہر بلا الفنا اور انور و خان زمین میں ہیں ڈیڑھ پچیس کی پہل درمیان پر بھی بڑا اور پٹائی تو خانہ میں گیا یہ وہی جیلا ہے جہاں کہے ہو کہ اس پر برس ہے یہ شہر پال کے اڈی آئینے کے دن کو ملا دیا تھا وہی وہی تھا وہاں تھا جہاں ستر خانے نہ ہو گیا پیکر جان آفرین کے سپرد تھی۔ ٹیکس کی شہرہ آفاق بیٹری بھی جگہ نامہ پری گلیس ملکہ میں گویا اس تہیہ اور آئینے کے زمانہ عظمت و شوکت کا نام شہر کی یادگاروں کا نام میں سے ہے اس سے پہلے پاس تھی۔ انھار اکران نامور دن کی شہر پر زمانہ حال کے یونانی گیسو خیر اور بیچ دکھائی دیکھتے ہیں اور ان پر موزن جیٹن مارک آٹھویں کا یہ ہے کہ اسے ان کے دل میں لکھا کہ ہاتھ یا کارڈنٹس اور اس کے کا یہ پاز خزن و اندوہ سکھارت جیب دہ گزے کا شہر جان کی طرح گزے کا بار کہ یہ نہ سبیل کی جگہ کا سچا حدائق آئینہ ہے یونان کو کال تباہی ہو جانے کیلئے جو اس کی سہولت اور بڑے دلائے حاکم فی اور پرتو تیار دار و کردی ہے بلاشبہ کسی بہرہ ور کی غرض سے اور سرزمین یونانی بان حال سے وقت بارگاہ و ایندی میں یہ بھی کہی ہے۔

اسے میرا حساب لاؤ زمین گد زخیر ہندوستان کے پرائیوٹ سیکرٹری کی حیثیت میں کمی پس ہندوستان میں رہتے ہیں اور جہ کو تیرل کرنے سے پہلے بھی ٹیکہ کے نام لگاتے ہیں اور اسی حیثیت سے روس کی سیاحت کو کہ اس پر ایک کتاب تحریر کی تھی جو انھوں نے میں عام تبدیل ہوئی مخرج۔
اسے مسلمان کا قربان بھی ہوئی اور ان پر قابض رہے اسی پالی کی ایک جانب ہے۔ آئینہ خانہ وکیل سے میں آباد تھا۔
اسے چھ مہر کی حسین ملک کیڈر کے کشن کے کسی کام کا بیڑ لکھا۔

اسے خدا ایمان صاحب عقل و تفسیر
 جان کو انالی و شہرت و شہرت نیز
 جنت اور دہشتہ شہرت و شہرت
 و شہرت عالم دنیا سے و گرجہ
 از فرشتہ حالت یزنان زمین
 و درنگ بہت و بد انجام و حزن
 قوم دارد بہر شخصہ احتیاج
 کوکت و دروز و اشاعہ علاج
 اگر بود اولاد بائیس و بائیس
 یا بود فرزند و درویش فقیر
 اعتراف نہیست ماگویم فاش
 ہرچہ بادا بادمر کا ذب میاش

وزیر عظم کا دفتر
 راکس اس ویل سے بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ فرحان و مسرور و ستانہ باتیں کرنا اور کو پرائیٹ کو کو دیکھ کر مین و گار گیا
 مین ہی نہیں جو دیکھتا و نگہ رہتا۔ اور اس حیرت میں پڑتا کہ وہ نہ بڑھو کوئی کام کیلئے کہ کچھ تہہ و تہہ اور ہرگز نہ کوئی
 سے جن مین اس قدر خبا و نہیں سیالیاں سیاروں سرکاری جی کہ خوش بین بھی مثال تعین ہوا ہوا تھا۔ اور دیران سبیلانہ اور ہرگز
 جلد چکر لگا ہوا اور ایک کچھ نہ کہ کچھ لنگھ کر رہے۔ اب اسے اس قدر تھکا ہوا کہ اس کو دوسرا سانس نہ لیا اور نہ
 ہے کہ سب کی معرفت صاف نہ لیتا اور کیوں کھٹا مین نہ لیتا اپنا فرض بھرتا ہے۔ اور کیوں کارروائی بلانے چرت نگہ تھی۔ بھوت یا گیا
 سا اچھی کیفیت رہی ہو۔ ماسیہ ریس کو کہیں بہت رات گزر جائے کہ سب سے تہا اور چپ چاک کر دیا
 مروتہ قہار مین کی رہی ہو۔ ایک خوب صورت و زانی تالین (ٹیلی) اپنے بھائی کے حالات جو نو مین اسرار و عبادت میں شریک
 ہوا مدیات کوئے آئی۔ وہاں گزری عہدہ پوری تھی ماسیہ ریس کو ایک نہایت ہانکا ہو کر چلے دس کو دشتاس کو دیا اور ہم دونوں
 کو اعتراف ہوا اور اس کو اس بے ہوشی کے تعلق طویل خوشگوار بحث مین مصروف ہو گئے۔ ماسیہ ریس کو اپنی حسیں و خیال پر حسی اسکا
 بہت کم اختلاف کوئے کی خوش کی یہ زانی زبان مین یا کو تھوڑی کی کوئی کمی نہیں۔

خیریت نہیں پہلے پھر ایم ریس سے آئیہ کے اٹھ اور اٹیس کی ٹھیلوں اور انسانی کی دپسی کی باضابطہ مروتہ بانہ
 درخوش تھی۔ اور آئیہ کی اٹھ داپس کو رہنے اور دوسرے معاملہ پر کوئی دستاویز نہ لیا اور دیکھا کہ مین کوئی تہہ و تہہ نہ لیا
 شاید اس وجہ سے کہ مروتہ مین سے روانہ ہو گئے اور مین کو رہنے لیا اور شیشہ کے ٹکڑے لگان مشرور اور مروتہ مین سے
 لے کر مین کا غلطی نہ تہہ سے نہ لیا اور اچھے ایک پورے مین کا سبیل اور اس کا شخص کی صورت ہی جو ادن سادہ مروتہ مین
 ایسا ہوا جو اس وقت کے مروتہ مین اس کا شہرت و شہرت مین مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین
 مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین مروتہ مین کا شہرت و شہرت مین

کافور خاوند بنابر تقریباً پانچ فیٹ دس انچ بچہ جسم چھیرا برابری فرستدہ اور اطوار شایعہ خوش گوار میں منسلک میرا بنی ہمیشہ شہر
یونانی کی گیم سے بہت جانتا ہوا۔ انگریزی بہت شایعہ اور بکسانی و سرعت ہونے کے کل مکالمہ کے دوران میں اسے ایک توجہ بھی
کوئی لفظ یا محاورہ نہ سونچا۔ پڑا میں مولیٰ لباس میں گہرا ہوا کی بیٹے یوں معذرت کی کہ حشمت آج کو جنگی جہازوں کی مستعدی
اس کو تہا ہی کا باعث ہے۔ یہ وہ شکر بادشاہ بہت مظلوم کا بلو شامہ نامہ پوچھنے کے سبب پر فوق الاموات بلا تکلفی اور روانگی سے
گفتگو کی۔ وہ دول کی کارروائی پر بہت ناراض تھا۔ اس نے کہا پھر شہر دول غلام یونان کی نہیں سی ریاست کی رعایا شریف
وتحدہ ہو ہی ہیں اور یونان کے پہلے کی تو لاؤ گلا خافت کر ہی رہی اور کر رہی ہیں اور ادنیٰ کا غلط فعل مجاہد کا بارہ رست
باعث ہوا ہے۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی سے بالخصوص بہت تعجب تھا۔ اس نے کہا۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی کچھ اور
کل اس کے عین برعکس ہوتی ہے جو سال گذشتہ کو ایک وقت انگریزی گورنمنٹ یونان کی بڑی خیر خواہ تھی یا اس کو ہوشو
کی مختلف رکھائی دیتی ہے۔

جس میں نے عرض کیا کہ میری بڑی اور غیر منقطع پالیسی یہ ہے کہ روس کو تسلط بنہ تعاقب نہ ہونے دیا جائے۔ تروا شہر
نے جواب دیا کہ بیشک یہی پالیسی صحیح ہے۔ مگر تہا ہی گورنمنٹ کو برعکس اس کا کہی ہے جس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا
کہ روس تسلط بنہ تعاقب نہ ہونے دیا جائے۔ انگلستان اس پالیسی پر وقت مانتے سے بھگی نے کہ بعد از مدت اس وقت
انگلستان کو یونان میں کی مدد نہ دیا جائے۔ اور جب ہی جنوبی ترقی اور پرمین صرف وہی غیر ملکی قوم میں اس کا جواب میں بیٹے
عوض کی بیری میٹری خواہش وقتا بوقت ہے کہ لڑائی کافی اہمیت حاصل ہو جائے اور نہ کی دیوان ایک دوست کو خون کی سیسہ نہرو
کی بجائے دوست صاف ہو جائے میں بیشک نہ کوں کا بڑا ہلو خواہ ہوں مگر یونانیوں کا بھی دشمن نہیں۔ بادشاہ نے جواب
دیا کہ چند برس پہلے میری بھی یہی پالیسی تھی میں نہ کوں کا بڑا دشمن نہیں مینو اور اس وقت سلطان اعظم کو یہ دشمن کرانے کی
متعلق کو کشش کی تھی کہ وہ دونوں کہنے فریق مصمم ہو جانا احمد خوری ہے مگر اسے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ کی سلطان اس
کی مرضی اور اجازت کو منہ کھینچ کر نا چاہتے اور روس کی بڑی خواہش یہ ہے کہ یونان کو پامال و ذلیل دیکھ رہے ہیں ترکی اور یونان
دونوں اس محاربہ سے اپنے آپ کو کوں کر رہے ہیں اور اس سے روس اور سلیمو اقوام کے سامنے اس کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا
بیٹے بادشاہ کو بتایا کہ میری مینہ میرے خیالات ہیں میں ناہوں کہ چند حالات کو متعلق انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی پر ہے
اور کہہ رہی ہے مگر احمد یونان کو مخالف نہیں نہ کی گورنمنٹ کو متحدہ و نیہ پر جاری ہے یہ نانی باشی بوز و توں کو سلام اور نہرو
سے خوش نہ تھا۔

بادشاہ نے اس میل کو تسلیم کیا اور کہا کہ سلطان کو بیشک نہ تھا کہ پہونچا مگر میں ان یونان کو مدد نہیں کرتی تھے۔ پورٹ
کرنے والے بات عدہ سپاہی نے تھوڑا سا کہ ان کو دولتی تھوڑے سے ایک دفعہ معلوم ہو جائے کہ لڑائی کیا چیز ہوتی ہے۔ یہ ضروری تھا کہ
رو کا نہ جانا یا دیکھی تھیادہ بارہ ایسے کوں کشش نہیں کر سکتے۔ میں اس جواب کوں کشش کے اسٹک کو ضبط کر کے گورنمنٹ

کی ذمہ داری کی یہ بلاغ جمہوریت سے توجیح تھی۔ اس سہوہ ملکات جو فریض ہی سے ظاہر تھی۔ چوٹی و فرج ہو گئی مگر زمانہ تہذیب کی سطح اب بھی یونانی یا باسی کی عنان اٹلی تھوین کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہ و وزیر اسے لیکر اوسنے تہن اہلکار و ملک سب متحدہ دار اس در ایشمال جہاں و امن اور مسکون مزاج مجمع ہے تہذیب سے ٹکٹے تہن میں یہ صاف ظاہر ہے کہ طوائف و اوقات مزید عطا کر لینے رعایا کے شعور و شغب کو بند کرنے کی تہذیب یا فرضی ضرورت کو پورا کرنے کو لینے پہلی گئی تھی۔ آئینہ خجہ کے عہد و سر باشندے یا بھی ویسے ہی یہ سمجھ رہے تھے اور مسکون مزاج اور مشنہ شرارت فساد میں جبکہ دوزخ و بریں ہوسے تپاٹکا کو محاربوں اور ملیتوں کے معدوم کی نوک شاہی کو خطرہ عظیم کے وقت تھو۔ یہ سب کو مسلمہ ہے کہ اس وقت بھی انہوں نے طویماس تعمیر کی تھی تہن کو گذشتہ سے زیادہ دوست، مذہبی تھی۔ نتیجہ کے یونانی باشندے یا بھی ویسے ہی سودا کی مادر شرارت کے پتے میں جیسے کہ تہذیب میں صدی میں قسطنطین کے یونانی باشندے تھے جو کہ اس وقت بھی ہوش نہ آ رہا جب کہ ترکی کو تہن اور ان کو تھہر کے دروازہ پر لگولے برساتی تھیں۔

مندرجہ بالا ارشاد کو بعد بادشاہ نے بیان کیا یہ کہ طے کی حالت ظاہر ہے عجب خطرہ کہ یہن ہے اس وقت یونان میں پندرہ ہزار کرٹھی پناہ گزین بے خان مان اور محض تلاش موجود ہیں میں ان کیسوں کی تکلیف دہ عیال کو اور زیادہ تہن کی کچھ سکتا کر طے میں عیش دنیا تہن ہوتی ہستی ہیں جن کو عین بخت تکلیف اور طعانی پڑتی ہے کہ طے کو متعلق کچھ نہ کچھ فیصا بہنا تہا بیت ضروری ہے تہن نے اہتاس کیا کہ کرٹھی عیال یونان بھی کو لینے مسلمان عیال یونان پر بے اندازہ ظلم تہن میں۔ اور وہ عیال پر سب کے سب عیال تہن میں پناہ گزین ہیں۔ بادشاہ کو جواب دیا یہ تمام عیال دول نظام کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں۔ گت ملکہ تہن میں۔ اسکا کہ جس ملکات منظور تہن عین وہ تہا بیت نہ تہن۔ یکہ یونان یونان کی توقع سے بد رہا بلکہ تہن میں۔ اور ان کو اس قدر رعایت لینے کی غلطی تہا بیت تھی۔ مگر دل کے باہمی اختلافات اور غلطیوں سے اس کی تعمیل میں توقع پڑ گیا اور تہا بیت غلطیہ پھر تہا بیت ہو گیا۔

لہذا فرانس کے انجیا پر جس نے کماؤ کا مشن فریکلین یونیس سے شاہ یونان نے حسینیل خیالات ظاہر کیے۔ یہ جو کہ امری ساخت ملک صحت کی تہذیب کی اندھی۔ ہر مچھی نے یہ بھی بیان کیا کہ تہذیب جو کہ عام رائے کی مضطربانہ حالت کو تہا بیت تھی لیکن جاہلانہ کاروائی یا تہذیب کی غرضی جو کہ ہم پناؤ انا چاہتے ہیں۔ یہ وہ شخصانہ میں جو امر و مصلحت کو دوزخ دار اور جاہلہ ہیں۔ ملک کو فرض سمجھ پر یہ ہے کہ طے کو لینے کو لینے بہ طور کو شش کردن میں ان تہن میں ہون تہن میں کی کچھ لڑائی میں تہن میں جن نے تہا بیت کو ساتھ اس بات کی تہذیب میں اشتہار کیا کہ دول اور پلہ تہن غلطیوں کی غلطیوں کے تہن فوجوں اور تہا بیت ہون میں اس تمام تہن میں ایک دن بھی ضلع تہن کیا جہاں سے انہی خاطر خواہ کاروائی کو سکین ہو کہ اس ملک حالت تہا بیت تہن جس کا پہلے سے کوئی و ہم و گمان ہی نہ تھا۔ ہمارے تہن تہن کو کہی اسے موزوں حالات اور اس کا سچے جو تہا بیت تہن تہن ہوگا سمجھو اطمینان کل ہے کہ تہا بیت ہو کہ افغان کے ذریعہ سے فوت حاصل ہوگی اور ہاں ہر تمام دنیا کی رائے کی ہمدون حاصل کرے گا۔ اگرچہ مسلمان عظام ہمارے خلاف ہیں لیکن ہر شخص ہاں ساتھ دینے کو آدہ ہے (باقی دوسرے صفحہ پر)

(احسانت کا ایک کوفتہ اور ان پندرہ ہزار غنیمت اور کئی سو سو ہزار کی روٹھی کا واقف دار نہیں کیا ہر گز چوتھوں کے
آخری مہینوں میں یونان کی کرپٹ جمیوں کے تصور و نہاد اور ازام دول عظام چڑھ گئے)

بعد ازاں بادشاہ نے بہت پریشانی کے ساتھ کہا کہ دول عظام خود چڑھا رہی ہیں کئی مہینوں کے بعد اپنے بیٹے اور بہنوئی کو لے کر
جنت توحید کر گیا کہ ہر کسی کو دنیا میں جو کچھ ملے گا وہیں سے لے کر اس کے بعد دنیا کا عظمیٰ ملے گا۔ انگلستان میں خاتم کریم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) اور ہم اس بات پر جس قدر ناز کریں یہ رہا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ یورپ کی اختیارات میں ایک عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے اور ہمارے ساتھ ان کی خواہش
کیونان پر ان ازام نگاہیں نہ تھامنے لگا کہ ان کے چینیوں کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ ہر چند یونان کے دیوالیہ ہمارے وہیں لیکن یونانیوں کا
صوت اور ہمیں غم نہ ہو کہ کئی مہینوں کے بعد ان کے حالات اور روزمرہ دیکھا ہے اور ہمارے ساتھ دیکھ کر حیران کیا کہ ان کو لگے
دراستہ ہی سے آزاد ہیں۔ انہوں نے بڑی گرجاؤں کے ساتھ یہی بیان کیا کہ ہم اس اثر ان کے جواب دہ ہیں کیا ہنہ پھر چھوڑ لی؟
ایک کوفتہ میں سات کی مخالفت کا حال خود ہے یہاں باری سے ہمارے ہتھیار میں کوئی فرق نہیں آتا کیا ہم نے ان کے چھوڑنے کی غرض سے
اپنی فوج جبرہ کر دی ہے اور ان کی جہاں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جن کو ترک ہاں کہہ کر خود دھار کر
یورپ سلطان محمد علی کی گنگو کر دھا۔ اور کیا یہ بات سرحد تحصیل پر تھی جہاں ہم سے آٹھ روز قبل ترکوں نے بھی خود فوج طلب کی تھی
جبکہ معلوم ہے کہ سرحد پر کچھ حادثہ گزر رہا ہے لیکن کیا ان چند بلویوں کی نقل و حرکت اعلان جنگ کرنے کا کافی وافی وجہ قرار دیا جاسکتی
ہے؟ اول فرض یہ تھا کہ ان کو سرحد سے آگے نہ بڑھائی۔

شاہ نے اس خطہ کی نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکوں کی باقاعدہ فوج نے اناپس سے تھانہ پر حملہ
کیا تھا چند ہر ذیل فوج کا حال بیان کیے۔

ان دنوں نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم پر یہ وجہ جاری ہوا۔ اور بہت رستہ ہے کہ ہم پر حملہ کرنے کو یہ حکم دیا گیا تھا یہ غلطی ظاہر
ہے کہ ہم لوگ سے جنگ نہیں کھاتے ہیں جبرہ کر دی کہ سب سے ہم میں فرقہ نہیں ہوا۔ بلکہ اور ساتویں مہینہ جو ہم کو ٹھیک لگی ہوئی تھا
عظام ہمارے مخالف ہیں۔ اور چند مہینوں کو ہم کھلا ہماری مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ کو یکن گنگو کر دیوں تو میں اس کی توجیہ کہتے ہیں
ہوئے یہ حال اگر وہ جنگ کو کہتے ہیں تو اور ان کے خراج کیا۔ تو یہ ہمیں اتفاق کا فہم ہے۔

مشکلات کر دی کی خاص بحث پر شاہ جانے لگے کہ ہمارے یورپ کا حال معلوم نہیں لیکن تو ہی ان کی کھاتا
معاہدہ نہیں ہوتا۔ یورپ میں جو ہیں اور ہمیں یہ تمام پر قیام کرنے کی وجہ سے دولت خزانہ کے ہول رہتا ہے تو کھاتا کہہ رہی ہیں تو
وہ ہمارے دشمنوں کی مدد پر ہیں۔ اور ہمارے مقابلہ کو توجیہ اور ہمارے یہ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر وہ جو ہوا تو یہ تمام حالتیں
عداوت کا باعث بنیں گی۔ یہی سزاوارک حالت تو ہم کو کھانا دیا ہے۔ لیکن ان کے خلاف ہمیں یہ علی ہر مشن نے
دفعہ انرا لے کے یہاں نہایت مشرک لگے گی۔
دہاتی دوسرے فوجی

یہ زمانہ کے حاکم رکھے۔ بادشاہ نے ملاقات کیا۔ اس کا ختام بہت چھوٹا ہو سکتا ہے۔ یہی تھی مین ویکھ لویو نانی گورنٹ فوڈ ان کسٹا
 سیکس ماہہ ریٹا کر دیا ہے۔ (اسمعیان کی حد اعلیٰ میں چھوٹی شہنشاہت) مین نے مشورہ دیا کہ اگر یہ مشورہ مجھے لوشا پڑے
 مناسب ہو کہ مسلمانوں کو حیر کر دیا کہ کو نہ مین کیا اور کیا جائے۔ اور کچھ سوچ کر کہنے والی حفاظت کو دیکھ لویو۔ مین نوج مامو
 رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کی کچھ نصرت بہنیں ہوگی۔ مسلمانوں کا جان و مال یو نانی گورنٹ کے زیر سایہ بالکل
 محفوظ رہے گا۔

(۳) ترکی اور زبان میں عام لفظانہ تبادلوں کے سلسلے میں یہی لطافت کو بخانا جو سلفیہ پر جائے ہو۔ بادشاہ نے کہا میں تم کو بیٹے کی عزت دیتا ہوں۔ غرض کہ اس کو درگاہ میں جو عرصہ ہو جا رہا ہے۔ بدلت پر یہ بھی کہی جائے۔ ایسا اپنا پیشکش کیجیگا۔ تاہم اس پر تامل، طور کو یہ نہیں کہہ سکتی۔ اس کا تعین میرے ذمہ نہ رہے۔ یہ سب پر مقدم، اور یہ امر کہ کہہ ان کے حق الامکان ذریعہ سے محفوظ رکھا جا۔

میں نے ان تمام مجاہدین کو پھر دہرا کر بیان کیا کہ سپہ سالار کی شکل یہ ہوگی کہ صلح کی شرائط کا تصدیق نہ کرے کو بیوقوف کہ کچھ بول
عظام تران کو مخالفین اور دھوکے کا لہجہ نہ کرے اور باجائے یقیناً منظور نہیں کرے گا۔ بادشاہ فراس سے تعجب کیا کہ روس مخالفین کے
مشتعل ہوئی تھی سے تشویش ہے میری اس تجویز سے بھی اتفاق کیا کہ وہ بلا و بہت پرانی طوطی طور پر سلطان کو صلح کی شرائط کا تصدیق
کرے۔ اور پھر ان شرائط کو اگر گزشتہ کر دے رو بہ پیش کرے۔ تاکہ اگر نہ بین پسند کرے تو پھر انگلستان کے اد کو کل دواعی عظام کو رو رو
اس طرح پیش کرے کہ اگر وہ خود اذکار کا مجوز ہے جب بادشاہ فراس کو اتفاق کر لیا تو سب سے کہا کہ اگر وہ صلح عظام کا مخصوص صلح ویرانی کو مخالفت
کی تجویز کو یقیناً موافق کر لیا جائیگا۔

[illegible]

کردوں بادشاہ نے جواب دیا وہ نہیں پوری اجازت ہے کہ سلطان یا جس کے پاس میرے خیالات سے مطلع کر دو
 شخص سے جو میرے پہلے بادشاہ کو آپس سے اوس کے مشاہدہ و تفریح کے متعلق کسی سوال کیے اور پھر کہا کہ تم اس سے تم کے کسی یونانی
 کو بلا کر لے کر آؤ گا کہ آپس سے اس کے نہایت متانت و جواب دیا۔ اوسے کہا کہ صاحب میں غیصا نہ ہوں اور مجھ کو نہیں سنا کہ یونانی
 میں کہ عام چہ چاہتا کہ ہم بطور خود کہیں لڑائی کرتے ہیں۔ چونکہ یونانیوں کا یہ عام شعار رہا تھا کہ غیر مصافی بھی مشغول ہو کر بازی
 تھے۔ اونیون نے ہم کو بھی اپنے ایسا قیاس کر لیا ہو گا کہ میں نے بی نظیر شہزادہ کریم کو کوٹ رخصت کر دیا اس خیال کو اور تعویذ ہو گئی ہو
 گئی یہ ظاہر ہے کہ وہ محض دوتا و تھامس رقیل کو جس یونانی نے دیکھا عش کر دیا تھا۔

جب تک کہ بادشاہ یونانیوں کو راسا و حشمت نہ کیا یا وراہیں کو کسی مظلوم کی غضب و کینہ نہ تھانیں سنا تا رہا مگر چونکہ اود کا بیعت
 حال نہ ہوئی تھی تب تھا۔ اوس پر کھڑے تھے۔ بادشاہ کی باتوں سے ہی نہیں بلکہ بیوی و نامیوں سے میری ملاقات ہوئی سب کی گفتگو سے
 یہ مترشح ہو رہا تھا کہ اود کو کھشت شہزادہ بلکہ نفرت کا نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔ اس سے کچھ ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں کی یہ رائے ہو کہ روٹ
 یونانی کو رخصت کو پہلے پردہ اس کا کچھ بچہ زیادہ کیسے قدر و درستی پر ہیں یونان کا اس پر زبردست دشمن سے یونان جنگ
 سپرین صریح ہو اگلی تھی۔ اور قتل و مہربان نہ کشتی کو حبس تک اود پردہ کو کی بہرہ و کچھ نہ بچتے ملی ہو۔ وہ اسے اود پر گیا تھا کہ خود کو کسی
 تحریک کو بغیر سیران جنگین کو چھوڑتا ہے

(۲۱) فصل سبب و حکم

قسط طینیہ { شاہ نے ملاقات کیے بعد میں نے سلطان مظلوم کی خدمت میں حاضر ہونے اور جلالہات آپ کو شاہ کو خیالات
 دارا سے مطلع کرنے کے لیے یہ سیدہ قسطنطینہ جانیکا عزیمت کیا ہم آئینہ شہنشاہ کی سیر کو ایک اعلان شہر پر
 قسطنطینہ کو روانہ ہوئے جہاں نواز مشرک جوڑن جب تک ہم اوس کو پاس رہے کمال ہرانی سے پیش آیا۔ مشرک یونان کو دوا و مشر
 سیکر بھی بہت شفقت و عیش اتے رہے۔ اسیا حملے ساتھ آیا اوسے جہاد گیا تھا کہ پانچریں میں ترکی کوئی نہ تھی۔ وہ ان کو قتل سے
 جوت تھا و ہر ہر ہین چنانچہ اوسے سفارحاً مذکور بان سے جوڑی دیکھا نہ ٹوپی مستشار کی اس کو وہ جب تک یہ خبر دیا یہ بہت عجب تھا۔
 اہم راہیں نے گویہ کہا تھا کہ ایدیا ترکی لازم ہونے کی وجہ سے جائز ہے مگر اسے اس معاملہ پر عذر اذہم دیا۔ وہ ہماری سفارش قبول کرے
 لے یا بھرین۔ پورا نام سرای لچا ویرٹن کے سی بی ہے۔ اونیون ہر پاسہ پوٹر لا تخواہ ہتی ہے مگر گو درغارت کر کے ملی میں لگی
 سالا تخواہ پاسہ پوٹر ہے۔ مگر ترن نایب تو فصل دلو کی تخواہ دو پوٹر ملا رہے ہے۔

اوسے ہمارے ساتھ سفر خانہ خاں چلا آئے وہ ایک فتنہ و مان چڑھ گیا تو پھر اوس کے لیے کوئی خطرہ نہ ہو گیا۔ وہ وہ دن ہمارے سنگ خانہ
مین راجہ جان اوسکی جوئے خاطر فرج کی گئی۔ اوس کا بیان تھا کہ میں تین دن اس ہی سپہ سالارم نصیرت جہاں گاہی ہماری رہنے لگی کیونکہ نصیر
کے اور خانہ خاں کا نظام اور کثافت و افراط خیال تو میں سمجھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

ڈارڈنیلز

دار و دینار ہم آوار کی دوسرے کو پہنچنے اور اس شہور آج کے ہمارے جہان نے آپہنچی گزرا ماضی کی یاد دہانی تھا
 نہایت استحکام کے ساتھ تعیند اور صفحہ تاسی ۱۰ اور وہی دونوں طرفوں پر تو تین ہی تو تین نظراتی تعین ہم
 اہم نگاہ پر ہی ہوتی کہ پتہ تو تین ہی ہوتی جن۔ اول ایک عرصے کو دوسرے تک تمام دہو انوں اور کاروان پر (دو چوں کے) پیشا
 عکاسوں میں سے چھوٹی چھوٹی تو تین دکھائی دے رہی تھیں بیسے خیال میں اس تاریخی آج کے سے جو مجھ کو بھی اہل زمانہ کو مجھ راہ کو
 سے ملتی ہے۔ جہاں گزرا اور جہاں پہنچ کر تھیں یہ سچا پتہ تھا کہ ممکن ہے ایک بلند مرتبہ تاریخی گزرتے گزری حلقہ میں بھی
 سے ڈاک کا خاکہ اعلیٰ انگریز بھی افسردہ کی رائے ہو گزرا اور تیسرے باوجود گزرا یا اس کا ہے مگر جو بیرونی اس کے کی کوشش کے۔ اور کیا اس
 مجب فرما اس کوشش میں ضلالت ہو جائیگا میری طے میں بدلتا کہ حرکت گزرا یا اس کی ہی نگاہ میں۔ یاہ آج کے دھرم کے مصداق اس میں
 میں سے چار چار ہی قیام ہی آج کے سے سلامت گزریں۔ اس کا تان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اس خطبہ پر عمل کرنے کی جہاں سے سر
 غلط کرے وہ خطبہ کو ہم زمان (میرا کہ تیر۔ نومبر) میں پیش کیا تھا۔ عمل نہ کیا گیا۔ کو عمل آگئے نہ میں بہت تھوڑی سی
 کسر رہی تھی۔

تہذیب کی بڑی بات

ترکی بطوریکہ یہاں کل مسخرین اب پہلی مرتبہ ترکی ٹیڑھ کا شاہد کیا وہ دو حصوں میں ڈاٹڈ لائنز کے اندر لگائے گئے۔

نہیں کر سکتی کہ ایک ہی زبان پر کام کرے۔ لیکن علاقہ میں دارالعلوم میں ایسا دلچ گز چکا ہے۔ اسے ماننے میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ کینا در زمین کو سرسٹ و فریق کو لوگ کا منظر کی گونٹ پر دیے اندر دیکھ رہا تھا کہ وہاں ہوتے کہ دروں کو نیم ارضی صیحات پرانی ہو کر ان کا نظام کرنے کی دھرت کی جگہ یعنی باغیچہ دیگر داس بات کی تکیہ کہہ رہے کہ بھگت ان اسی علامت کا یہ سلفت کو چھوڑ دے اور اسے باقی تلال ٹر کی میں موثر ملاحات کی ترویج کی فراغت کرتی رہی ہے۔ بیٹہ اسی کام کی تکمیل کی دعوت کرے جبکہ تیسرے دن وہ ایک بنائیت کامیابی کے ساتھ فراہم ہوتی رہی ہے۔ ہمارے بنگلہ ارضی مجوز علی طور پر گویا روٹی اور تمام نوٹوں کو مسلمین جن کا وہ باعث ہوا ہے اور جان و مال کو دونوں نقصانات کو انعام میں جواد کی رکاوٹوں سے تو بچیں اسے بھری کر نیم ارضی مہجانات دلائل کو ان تھوڑی کہی ایسا آفسا نہیں بلکہ یہ کامی پہلے ہی کہی کسی نے دیکھی یا نہیں ہے؟

دوسرے حصہ تمام ہوا۔

مطبوعہ مطبع روز بازار
 (جنرل لائیکس انجینیئر) امرتسر

روایت تعلقات کا اسرار کو معلوم کرنے کے شائقین اس مبسط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے قافی نہیں پائیں گے۔ آج تک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کی اس وادعہ مقتدر سلطنت کو حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹیکل تاریخ کو متاثر کر رہے ہو اور یہی ہے۔ ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہوں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول میں ابتدائی خاندان کو سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات پر قیمت (عنا) اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی کے عہد سے لیکر حال کتاب سلطان عبدالعزیز خاں ثانی شہنشاہِ عالم کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کر گئے ہیں۔ جب کی قیمت (عنا) ہے۔ ہر دو حصہ پچیس روپے۔

۸ محاربات پلویانا۔ یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو شش ماہیں ستورس کی عیسوی بطور الیٹریٹ کر کشانیہ میں اہل ہو کر خاڑی عثمانیہ شہر پلویانا کے قیام تک ادرہ نواز اقامت فیض معرکوں میں شریک رہا تھا۔

۹ شش ماہیں زبان انگریزی سیکھنے کی تھی۔ اس کتاب کا ترجمہ ہندی ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے لگا کر کرنے کے لیے اردو زبان میں کیا گیا ہے۔ ناوہ صاحب ضرورت پائی جاوے گی بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ مزید براں پلویانے کے چاروں محاربوں کے عجیب و غریب قصے بھی دیدہ سنے ہیں۔ فوجی اصحاب کو اس کتاب کا مطالعہ اپنے پروفیشن اور فوجی علم و فنون میں کامل مہارت حاصل کرنے کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ چنانچہ انگریزی کتاب کو اس لحاظ سے تمام فوجی مبصرین نے قابلِ سند قرار دیا ہے اور یہی راجہ چند دن ہنر اخبار پانچویں نمبر کی تھی۔ عام

شائقین کو بھی اسکے مطالعے سے جلال و قتال اور فنِ معرکہ آرائی کے موجودہ اصول و فروع اور طریقِ رفت و فوجبانی وغیرہ کے متعلق عام واقفیت ہو جائیگی جو انہیں محاربہ کے حالات سمجھنے میں بہت مدد دیگی۔ محاربات قبیلہ کی نسبت یہی تاریخی لحاظ سے نہایت دلچسپ معلومات دینے کے علاوہ ایک اعلیٰ پایے کے جرمن فوجی

افسر کی تحریر پر مشتمل ہے۔ یہ یہاں تک بھل صاف آتا ہے۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ دوم (۸) محاربات قبیلہ کی مکمل تاریخ جنگ روم و یونان۔ جس میں ایک جرمن سٹاف انپٹر کی تاریخ کا راز روم روم و یونان اور ترکوں کے شہرہ خیر خواہ اور صادق دوست

سرایشیڈ بلڈ صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب معرکہ آئے قبیلہ کی پورا ترجمہ دینے کے علاوہ مولف نے جایا اپنی ذاتی واقفیت سے جو اشی اور عجیب و غریب اذکر دئے ہیں ان کی اور مضمون یہی جو محاربات متعلق متحرک شرح و بسط کے ساتھ شامل کر دئے گئے ہیں۔ مضمون ایسا سلسل اور سلیس ہے کہ بچے سے لے کر امیدوار

جنگ کا سماں دیکھ رہے۔ ترکی باشاؤں اور جلیل القصد فسادوں کی تصویروں اور متعدد فتنہ جی کتاب میں دیکھ کر دنگے میں ۱۸۹۸ء کو محاربات سوڈان و مصر اور ۱۹۰۰ء کو سرحدی محاربات تیراہ و دہنہ و فیرہ کا حال ہی ضمنا لکھا گیا ہے۔ حجم ایک ہزار صفحہ کتاب کے تین حصہ ہیں۔ قیمت فی حصہ (۸ روپے)

۱۰ حالات آرمینیا و قسطنطنیہ۔ اس کتاب میں اسلامی دارالخلافت کی گذشتہ تاریخ غیبت کے بعد شہر کی سیر و احوال و نظارہ ترکوں کی موجودہ طرزِ حاشرت اور خلقی اوصاف اور سلطان المعظم کے شانہ و دبوں اور محاسن معیہ و علم پر درسی۔ طوطی افلاقی۔ جہاں نوازی وغیرہ اوصاف جمید کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور مضمون آرمینیا کی

ایک ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کی اس وادعہ مقتدر سلطنت کو حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹیکل تاریخ کو متاثر کر رہے ہو اور یہی ہے۔ ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہوں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول میں ابتدائی خاندان کو سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات پر قیمت (عنا) اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی کے عہد سے لیکر حال کتاب سلطان عبدالعزیز خاں ثانی شہنشاہِ عالم کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کر گئے ہیں۔ جب کی قیمت (عنا) ہے۔ ہر دو حصہ پچیس روپے۔

